مختصر صحیح مسلم

(اردو ترجمہ)

کتاب: ایمان کے متعلق

باب: ایمان کا پہلا رکن لا الٰہ الااللہ کہنا ہے۔

1: ابو جمرہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عباس ص کے سامنے ان کے اور لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا (یعنی اوروں کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے سیدنا ابن عباس ص کو سمجھاتا) اتنے میں ایک عورت آئی اور گھڑے کے نبیذ کے بارے میں پوچھا۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ عبدالقیس کے وفد رسول اللہ (ص) کے پاس آئے تو آپ (ص) نے پوچھا کہ یہ وفد کون ہیں؟ یا کس قوم کے لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ربیعہ کے لوگ ہیں آپ (ص) نے فرمایا کہ مرحبا ہو قوم یا وفد کو جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمند ہوئے (کیونکہ بغیر لڑائی کے خود مسلمان ہونے کیلئے آئے، اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو وہ رسوا ہوتے، لونڈی غلام بنائے جاتے، مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) ان لوگوں نے کہا یارسول اللہ (ص)! ہم آپ کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور ہمارے اور آپ (ص) کے درمیان میں کافروں کا قبیلہ مضر ہے تو ہم نہیں آ سکتے آپ (ص) تک، مگر حرمت والے مہینے میں (جب لوٹ مار نہیں ہوتی) اس لئے ہم کو حکم کیجئے ایک صاف بات کا جس کو ہم بتلائیں اور لوگوں کو بھی اور جائیں اس کے سبب سے جنت میں۔ آپ (ص) نے ان کو چار باتوں کا حکم کیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ ان کو حکم کیا اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کا اور ان سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ ایمان کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، آپ (ص) نے فرمایا کہ ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد (ص) اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا دینا اور رمضان کے روزے رکھنا (یہ چار باتیں ہو گئیں، اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور غنیمت کے مال میں سے پانچویں حصے کا ادا کرنا (یعنی کفار کی سپاہ یا مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں سے جو مال حاصل ہو مال غنیمت کہلاتا ہے) اور منع فرمایا ان کو کدو کے برتن، سبز گھڑے اور روغنی برتن سے۔ (شعبہ نے) کبھی یوں کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے۔ (یعنی لکڑی سے بنائے ہوئے برتن ہیں)۔ اور فرمایا کہ اس کو یاد رکھو اور ان باتوں کی ان لوگوں کو بھی خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مَنْ وَّرَآئَکُمْ کہا بدلے مِنْ وَرَآئِکُمْ کے۔ (ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے)۔ اور سیدنا ابن معاذ ص نے اپنی روایت میں (ص) پنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ (ص) نے عبدالقیس کے اشج سے (جس کا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبداللہ بن عوف تھا) فرمایا کہ تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ایک تو عقل مندی، دوسرے دیر میں سوچ سمجھ کر کام کرنا جلدی نہ کرنا۔

2: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک دن لوگوں میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک

شخص آیا اور بولا یارسول اللہ (ص)! ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس سے ملنے پر اور اس کے پیغمبروں پر اور یقین کرے قیامت میں زندہ ہونے پر۔ پھر وہ شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! اسلام کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دے تو زکوٰۃ کو جس قدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے۔ پھر وہ شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو عبادت کرے اللہ کی جیسے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا (یعنی توجہ کا یہ درجہ نہ ہو سکے)تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا یارسول اللہ (ص)! قیامت کب ہو گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن اس کی نشانیاں میں تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤں پھرنے والے لوگ سردار بنیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے یہ آیت پڑھی کہ ”اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور وہی اتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے رحم میں ہے (یعنی مولود نیک ہے یا بد، رزق کتنا ہے، عمر کتنی ہے وغیرہ) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس ملک میں مرے گا۔ اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے“۔ (لقمان: 34) پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس کو پھر واپس لے آؤ۔ لوگ اس کو لینے چلے لیکن وہاں کچھ نہ پایا (یعنی اس شخص کا نشان بھی نہ ملا) تب آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ جبرئیل 6 تھے، تم کو دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے۔

3: سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین میں سے ہیں)اپنے والد (سیدنا مسیب صبن حزن بن عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی، جو کہ صحابی ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب ابو طالب بن عبدالمطلب (رسول اللہ (ص) کے حقیقی چچا اور مربی) مرنے لگے تو رسول اللہ (ص) ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے چچا تم ایک کلمہ لا الٰہ الا للہ کہہ دو، میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے (یعنی اللہ عزوجل سے قیامت کے روز عرض کروں گا کہ ابو طالب موحد تھے اور ان کو جہنم سے نجات ہونی چاہیئے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کیا تھا)۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے کہ اے ابو طالب! عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ (ص) برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کیلئے او رادھر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابو طالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور انکار کیا لا الٰہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تمہارے لئے دعا کرونگا (بخشش کی) جب تک کہ منع نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں“ (التوبہ: 113) اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت اتاری، رسول اللہ (ص) سے فرمایا کہ ”آپ (ص) جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے“ (القصص:56)۔

باب: مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرارکر لیں۔

4: سیدنا ابو ہریرہ ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے وفات پائی اور سیدنا ابو بکر صدیق ص خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو سیدنا عمر ص نے سیدنا ابوبکر صدیق ص سے کہاکہ تم ان لوگوں سے کیسے لڑو گے حالانکہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ”مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ پھر جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جائے گا) پھر اس کا حساب اللہ پر ہے“۔(اگر اس کے دل میں کفر ہوا اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس سے حساب لے گا۔ دنیا ظاہر پر ہے، دنیا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا)۔ سیدنا ابو بکر صدیق ص نے کہا اللہ کی قسم میں تو لڑوں گا اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ میں اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ ایک عقال روکیں گے جو دیا کرتے تھے رسول اللہ (ص) کو تو میں لڑوں گا ان سے اس کے نہ دینے پر۔ سیدنا عمر ص نے کہا اللہ کی قسم پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے سیدنا ابو بکر ص کا سینہ کھول دیا ہے لڑائی کیلئے۔ (یعنی ان کے دل میں یہ بات ڈال دی) تب میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔

5: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بیشک محمد (ص) اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں پھر جب یہ کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو بچا لیا مگر حق کے بدلے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

باب: جس نے کافر کو لاالٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا۔

6: سیدنا مقداد بن اسود ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یارسو ل اللہ (ص)! اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لے لے اور کہنے لگے کہ میں تابع ہو گیا اللہ کا تو کیا میں اس کو قتل کر دوں جب وہ یہ بات کہہ چکے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو مت قتل کرو میں نے کہا یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا تو کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو قتل مت کرو (اگرچہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا) اگر تو اس کو قتل کرے گا تو اس کا حال تیرا سا ہو گا قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہو گا جب تک اس نے یہ کلمہ نہیں کہا تھا۔

7: سیدنا اسامہ بن زید ص کہتے ہیں رسول اللہ (ص) نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا۔ ہم صبح کو حرقات سے لڑے جو جہنیہ میں سے ہے۔ پھر میں نے ایک شخص کو پایا، اس نے لا الٰہ الا لالہ کہا میں نے برچھی سے اس کو مار دیا۔ اس کے بعد میرے دل میں وہم ہوا (کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا) میں نے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اس نے ہتھیار سے ڈر کرکہا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں؟ (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا؟) پھر آپ (ص) بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعدایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص ص نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کسی مسلمان کو نہ ماروں گا جب تک اس کو ذوالبطین یعنی اسامہ نہ مارے۔ ایک شخص بولا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں

فرمایا ہے: ”اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (شرک، بت پرستی) نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جائے“؟ تو سیدنا سعد ص نے کہا کہ ہم تو (کافروں سے) اس لئے لڑے کہ فساد نہ ہو اور تو اور تیرے ساتھی اس لئے لڑتے ہیں کہ فساد ہو۔

8: صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی ص نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کا فتنہ ہوا کہ تم اپنے چند بھائیوں کو اکٹھا کرو تاکہ میں ان سے باتیں کروں۔ عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا۔ وہ اکٹھے ہوئے تو سیدنا جندب ص آئے، ایک زرد برنس اوڑھے ہوئے تھے (بُرنس وہ ٹوپی ہے جسے لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے) انہوں نے کہا کہ تم باتیں کرو جو کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سیدنا جندب ص کی باری آئی (یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی) تو انہوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا کہ میں تمہارے پاس صرف اس ارادہ سے آیا ہوں کہ تم سے تمہارے پیغمبر کی حدیث بیان کروں۔ رسول اللہ (ص) نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمنا سامنا ہوا میدانِ جنگ میں) تومشرکوں میں ایک شخص تھا، وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا۔ آخر ایک مسلمان نے اس کو غفلت (کی حالت میں) دیکھا۔ اور لوگوں نے ہم سے کہا (کہ) وہ مسلمان سیدنا اسامہ بن زید ص تھے۔ پھر جب انہوں نے تلوار اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ لیکن انہوں نے اسے مار ڈالا اس کے بعد قاصد خوشخبری لے کر رسول اللہ (ص) کے پاس آیا۔ آپ (ص) نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا تو آپ (ص) نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے کیوں اس کو مارا؟ سیدنا اسامہ ص نے کہا یا رسول اللہ (ص)! اس نے مسلمانوں کو بہت تکلیف دی، فلاں اور فلاں کو مارا اور کئی آدمیوں کا نام لیا۔ پھر میں اس پر غالب ہوا ، جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے! آپ (ص) نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا؟ پھر آپ (ص) نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ قیامت کے دن آئے گا؟

باب: جو شخص اللہ تعالی کو ایمان کیساتھ ملا اور اس کو کسی قسم کا شک نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

9: سیدنا عثمان ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کو اس بات کا یقین ہو کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جائے گا۔

10: سیدنا ابو ہریرہ ص (یا سیدنا ابو سعید ص) سے روایت ہے (یہ اعمش ص کو، جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں، شک ہے) کہ جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کوسخت بھوک لگی۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! کاش آپ ہمیں اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو، جن پر پانی لاتے ہیں ذبح کرتے، گوشت کھاتے اور چربی کا تیل بناتے۔ آپ (ص) نے فرمایا : اچھا کر لو۔ اتنے میں سیدنا عمر ص آئے اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گی (اس کے بجائے) آپ (ص) تمام لوگوں کو بلا بھیجئے اور کہئے کہ اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آئیں۔ پھر اللہ سے دعا کیجئے توشہ میں برکت دے، شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ (ص) نے فرمایا اچھا۔ پھر ایک دستر خوان منگوایا اور اس کو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگوایا۔ کوئی مٹھی بھر جوار لایا اور کوئی مٹھی بھر کھجور لایا۔ کوئی روٹی کا ٹکرا، یہاں تک کہ سب

مل کر تھوڑا سا دستر خوان پر اکٹھا ہوا۔ پھر رسول اللہ (ص) نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپ (ص)
نے فرمایا کہ اپنے اپنے برتنوں میں توشہ بھرو، تو سبھی لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے یہاں تک کہ لشکر میں
کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے۔ اس پر بھی کچھ بچ رہا
تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود
نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر یقین کر کے اللہ سے ملے گا، وہ
جنت سے محروم نہ ہو گا۔

11: صنابحی ، سیدنا عبادہ بن صامت ص سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور وہ اس وقت قریب
المرگ تھے۔ میں رونے لگا تو انہوں نے کہا کہ ٹھہرو، روتے کیوں ہو؟ اللہ کی قسم اگرمیں گواہ بنایا جاؤں گا
تو تیرے لئے (ایمان کی) گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر
مجھے طاقت ہو گی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا اللہ کی قسم نہیں کوئی ایسی حدیث جو کہ میں نے
رسول اللہ (ص) سے سنی اور اس میں تمہاری بھلائی تھی مگر یہ کہ میں نے اسے تم سے بیان کر دیا البتہ ایک
حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی، وہ آج بیان کرتا ہوں اس لئے کہ میری جان جانے کو ہے۔ میں نے رسول
اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار)
کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بیشک محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو
حرام کر دے گا۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقے کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کافر
ڈالے جائیں گے)۔

12: سیدنا ابو ہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے گرد بیٹھے تھے اور ہمارے ساتھ اور آدمیوں میں
سیدنا ابوبکر ص اور سیدنا عمر ص بھی تھے۔ اتنے میں رسول اللہ (ص) اٹھے (اور باہر تشریف لے گئے) پھر آپ
نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگائی تو ہم کو ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو اکیلا پا کر مار نہ ڈالیں۔ ہم گھبرا
گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں آپ کو ڈھونڈھنے کیلئے نکلا اور بنی نجار کے باغ کے
پاس پہنچا۔ (بنی نجار انصار کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا) اس کے چاروں طرف دروازہ کو دیکھتا ہوا پھرا
کہ دروازہ پاؤں تو اندر جاؤں (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ (ص) اس کے اندر تشریف لے گئے ہوں)
دروازہ ملا ہی نہیں۔ (شاید اس باغ میں دروازہ ہی نہ ہوگا یا اگر ہو گا تو سیدنا ابو ہریرہ ص کو گھبراہٹ
میں نظر نہ آیا ہو گا) دیکھا کہ باہر کنوئیں میں سے ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے، میں لومڑی کی طرح
سمٹ کر اس نالی کے اندر گھسا اور رسول اللہ (ص) کے پاس پہنچا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا ابوہریرہ ہے؟
میں نے عرض کیا جی یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ میں نے
عرض کیا کہ یارسو ل اللہ (ص)! آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر آپ (ص) باہر چلے آئے اور واپس
آنے میں دیر لگائی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں دشمن آپ کو ہم سے جدا دیکھ کر نہ ستائیں، ہم گھبرا گئے اور
سب سے پہلے میں گھبرا کر اٹھا اور اس باغ کے پاس آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے
لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور سب لوگ میرے پیچھے آئے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے ابو
ہریرہ! اور مجھے اپنے جوتے (نشانی کیلئے)دئیے (تاکہ لوگ میری بات کو سچ سمجھیں) اور فرمایا کہ میری یہ
دونوں جوتیاں لے جا اور جو کوئی تجھے اس باغ کے پیچھے ملے اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس بات پر دل سے یقین رکھتا ہو تو اس کو یہ سنا کر خوش کر دے کہ اس
کیلئے جنت ہے۔ (سیدنا ابو ہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں جوتیاں لے کر چلا) تو سب سے پہلے میں سیدنا عمر
ص سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ اے ابو ھریرہ یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کی

جوتیاں ہیں۔ آپ (ص) نے یہ دے کر مجھے بھیجا ہے کہ میں جس سے ملوں اور وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو، دل سے یقین کر کے، تو اس کو جنت کی خوشخبری دوں۔ یہ سن کر سیدنا عمر ص نے ایک ہاتھ میری چھاتی کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا۔ پھر کہا کہ اے ابوہریرہ! لوٹ جا۔ میں رسول اللہ (ص) کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور رونے والا ہی تھا کہ میرے ساتھ پیچھے سے سیدنا عمر ص بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میں عمر ص سے ملا اور جو پیغام آپ (ص) نے مجھے دیکر بھیجا تھا پہنچایا تو انہوں نے میری چھاتی کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا۔ رسول اللہ (ص) نے سیدنا عمر ص سے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسو ل اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ابو ہریرہ کو آپ نے اپنی جوتیاں دیکربھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الٰہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھ کر تو اسے جنت کی خوشخبری دو؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہاں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ (آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے، ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا اچھا ان کو عمل کرنے دو۔

13: سیدنا معاذ بن جبل ص کہتے ہیں کہ میں سواری پر رسول اللہ (ص) کے ہمراہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میرے اور آپ (ص) کے درمیان سوائے پالان کی پچھلی لکڑی کے کچھ نہ تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور آپ کا فرمانبردار ہوں یارسول اللہ (ص)! پھر آپ (ص) تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا کہ اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یارسول اللہ (ص)! فرمانبردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر آپ (ص) تھوڑی دیر چلے اس کے بعد فرمایا کہ اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یارسول اللہ (ص)! فرمانبردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا کہ اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ جب بندے یہ کام کریں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے یہ کام کریں (یعنی اسی کی عبادت کریں، کسی کو اس کیساتھ شریک نہ کریں) میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

14: سیدنا محمود بن ربیع ص سیدنا عتبان بن مالک ص سے سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا کہ ایک حدیث ہے جو مجھے تم سے پہنچی ہے (پس تم اسے بیان کرو) عتبان نے کہا کہ میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے کہ وہ نابینا ہو گئے اور شاید ضعفِ بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ (ص) کے پاس کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مصلی بنا لوں(یعنی ہمیشہ وہیں نماز پڑھا کروں اور یہ درخواست اس لئے کی کہ آنکھ میں فتور ہو جانے کی وجہ سے مسجدِ نبوی میں آنا دشوار تھا) تو رسول اللہ (ص) تشریف لائے اور جن کو اللہ نے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے۔ آپ اندر آئے اور نماز پڑھنے لگے اور آپ (ص) کے اصحاب آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ (منافقوں کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے لگے اور ان کی بُری باتیں اور بُری عادتیں ذکر کرنے لگے) پھر انہوں نے بڑا منافق مالک بن دخشم کو کہا (یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) اور چاہا کہ رسول اللہ (ص) اس کیلئے بددعاکریں اور وہ مر جائے اور اس پر کوئی

آفت آئے (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا بُرا نہیں) اتنے میں رسول اللہ (ص) نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ کیا وہ (یعنی مالک بن دخشم) اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ صحابہ 'نے عرض کیا وہ تو اس بات کو زبان سے کہتا ہے لیکن دل میں اس کا یقین نہیں رکھتا۔ آپ (ص) نے فرمایا جو سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے اور محمد رسول اللہ (ص) کی پھر وہ جہنم میں نہ جائے گا یا اس کو انگارے نہ کھائیں گے۔ سیدنا انس ص نے کہاکہ یہ حدیث مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنے بیٹے سے کہاکہ اس کو لکھ لے، پس اس نے لکھ لیا۔

باب: ایمان کیا ہے؟ اور اس کی اچھی عادات کا بیان۔

15: سیدنا ابو سعید خدری ص سے روایت ہے کہ کچھ لوگ عبدالقیس کے رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ (ص)! ہم ربیعہ کی ایک شاخ ہیں، اور ہمارے اور آپ (ص) کے بیچ میں قبیلہ مضرکے کافر ہیں اور ہم آپ (ص)کے پاس حرام مہینوں کے علاوہ (کسی اور مہینے میں) نہیں آ سکتے تو ہمیں ایسے کام کا حکم کیجئے کہ جسے ہم ان لوگوں کو بتلائیں جو ہمارے پیچھے (رہ گئے) ہیں اور ہم اس کام کی وجہ سے جنت میں جائیں، جب کہ ہم اس پر عمل کریں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں (جن چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ (ص) ! نقیر آپ نہیں جانتے۔ آپ (ص) نے فرمایا کیوں نہیں جانتا، نقیر ایک لکڑی ہے، جسے تم کھود لیتے ہو، پھر اس میں قطیعا (ایک قسم کی چھوٹی کھجور، اس کو شریر بھی کہتے ہیں) بھگوتے ہو۔ سعید نے کہا یا"تمر' بھگوتے ہو۔ پھر اس میں پانی ڈالتے ہو۔ جب اس کا جوش تھم جاتا ہے تو اس کو پیتے ہو یہاں تک کہ تم میں سے ایک اپنے چچا کے بیٹے کو تلوار سے مارتا ہے (نشہ میں آکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہیں رہتی، اپنے بھائی کو جس کو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے۔ شراب کی برائیوں میں سے یہ ایک بڑی بُرائی ہے، جسے آپ نے بیان کیا) راوی نے کہاکہ ہمارے لوگوں میں اس وقت ایک شخص موجود تھا (جس کا نام جہم تھا) اس کو اسی نشہ کی وجہ سے ایک زخم لگ چکا تھا اس نے کہا لیکن میں اس کو رسول اللہ (ص) سے شرم کے مارے چھپاتا تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ (ص)! پھر کس برتن میں ہم شربت پئیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ چمڑے کی مشقوں میں پیو، جن کا منہ (ڈوری یا تسمے سے) باندھا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہمارے ملک میں چوہے بہت ہیں، وہاں چمڑے کے برتن نہیں رہ سکتے تو آپ (ص) نے فرمایا چمڑے کے برتنوں میں پیو اگرچہ چوہے ان کو کاٹ ڈالیں، اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں۔ (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن میں پیو، چوہوں سے حفاظت کرو لیکن ان برتنوں میں پینا درست نہیں کیونکہ وہ شراب کے برتن ہیں) راوی نے کہا کہ رسول (ص) للہ (ص) نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا کہ تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ایک تو عقلمندی اور دوسری سہولت اور اطمینان۔ (یعنی جلدی نہ کرنا)۔

16: سیدنا ابو ذر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا کونسا بندہ آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو بندہ اس کے مالک کوعمدہ معلوم ہوا ور جس کی قیمت بھاری ہو۔ میں نے کہا کہ اگر

میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو کسی صانع کی مدد کر یا کسی بے ہنر شخص کیلئے مزدوری کر (یعنی جو کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) میں نے کہا اگر میں خود ناتواں ہوں؟ (یعنی کام نہ کر سکوں یا کوئی کسب نہ کر سکوں؟) آپ (ص) نے فرمایا کہ تو کسی سے بُرائی نہ کر، یہی تیرا اپنے نفس پر صدقہ ہے۔

باب: ایمان کا حکم اور اللہ کی پناہ مانگنا شیطانی وسوسے کے وقت۔

17: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہمیں پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ ص اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔انہوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے ،مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہا کہ ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے ابوہریرہ! (ص) لوگ تجھ سے (دین کی باتیں) پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے کہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں کچھ دیہاتی آئے اور کہنے لگے کہ اے ابو ہریرہ! اللہ تو یہ ہے، اب اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ سن کر سیدنا ابو ہریرہ ص نے ایک مٹھی بھر کنکریاں ان کو ماریں اور کہاکہ اٹھو، اٹھو! سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ (ص) نے۔

باب: اللہ پر ایمان لانے اور اس پر ڈٹ جانے کے متعلق۔

18: سیدنا سفیان بن عبداللہ الثقفی ص سے روایت ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ (ص)! مجھے اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں اس کو آپ (ص) کے بعد (اور ابو اسامہ کی روایت میں ہے کہ آپ (ص) کے سوا) کسی سے نہ پوچھوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر قائم رہ۔

باب: نبی (ص) کے معجزات اور ان پر ایمان لانے کے متعلق۔

19: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اس پر آدمی لیکن مجھے جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے میرے پاس بھیجا (ایسا معجزہ کسی پیغمبرکو نہیں ملا) اس لئے میں امیدکرتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ ہوں گے۔

20: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ص) کی جان ہے (میرے اس زمانہ سے قیامت تک)کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر اس پر ایمان نہ لائے جو کہ میں دیکر بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن و سنت پر) تو وہ جہنم میں جائے گا۔

21: سیدنا صالح بن صالح الہمدانی ، شعبی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ خراسان کا رہنے والا تھا اس نے شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرکے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قربانی کے جانور پر سواری کرے۔ شعبی نے کہا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ

(ص) نے فرمایا ”تین قسم کے آدمیوں کودوہرا ثواب ملے گا۔ ایک تو وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہو“ (یعنی یہودی یا نصرانی) اپنے پیغمبر پر ایمان لایا ہواور پھر میرا زمانہ پائے اور مجھ پر بھی ایمان لائے، میری پیروی کرے اور مجھے سچا جانے گا تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔ اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا بھی، اس کو دوہرا ثواب ہے۔ اور ایک اس شخص کو جس کے پاس ایک لونڈی ہو، پھر اچھی طرح اس کو کھلائے اور پلائے اس کے بعد اچھی طرح تعلیم و تربیت کرے، پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ پھر شعبی نے خراسانی سے کہا کہ یہ حدیث بغیر محنت کئے لے لے، نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کیلئے مدینے تک سفر کیا کرتا تھا۔

باب: ان عادتوں کا بیان کہ جس میں یہ عادتیں پیدا ہوگئیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا۔

22: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پائے گا۔ ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھے۔ دوسرے یہ کہ کسی آدمی سے صرف اللہ کے واسطے دوستی رکھے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو اور نہ ہی اس سے ڈر ہو) تیسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو بعد اس کے کہ اللہ نے اس سے بچا لیا اس طرح برا جانے جیسے آگ میں ڈال دیا جانا۔

23: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اولاد، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

24: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے یا ہمسایہ بھائی کیلئے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔

باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

25: سیدنا عباس بن عبدالمطلب ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اس نے ایمان کا مزا چکھ لیا جو اللہ کے پروردگار عالم (لائق عبادت) ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (ص) کے پیغمبر ہونے پر راضی ہو گیا۔

باب: جس شخص میں چار باتیں موجود ہوں، وہ خالصتاً(ص) منافق ہے۔

26: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: چار باتیں جس میں ہوں گی وہ تو خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہو گی، تو اس میں نفاق کی ایک ہی عادت ہے، یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، دوسری یہ کہ جب معاہدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، تیسری یہ کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، چوتھی یہ کہ جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے یا گالی گلوچ کرے۔ اور سفیان کی روایت میں ”خلہ“ کی جگہ ”خصلہ“کا لفظ ہے۔

27: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص)نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹی بات کرے، جب وعدہ کرے تو وعدہ کے خلاف کرے اور جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

باب: مومن کی مثال کھیت کے نرم جھاڑ کی سی اور منافق اور کافر کی مثال صنوبر (کے درخت) کی سی ہے۔

28: سیدنا کعب بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومن کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت کا نرم جھاڑ ہو، ہوا اس کو جھونکے دیتی ہے، کبھی اس کو گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے، یہاں تک کہ سوکھ جاتا ہے۔ اور کافر کی مثال ایسی ہے جیسے صنوبر کا درخت، جو اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا رہتا ہے، اس کو کوئی چیز نہیں جھکاتی یہاں تک کہ ایک بارگی اکھڑ جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مومن کی مثال اس کھیتی کی طرح ہے جس کو ہوا کبھی گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کھڑا کر دیتی ہے حتی کہ وہ پک کر تیار ہوے اور منافق کی مثال اس صنوبر کے درخت کی طرح ہے سیدھا کھڑا ہو اور اس کو کوئی چیز نہ پہنچے۔

وضاحت : اجل سے مراد وقت مقررہ ہے اور کھیتی کے لئے اجل: اس کا پک جانا اور کٹائی کے تیار ہونا ہے (م۔ ع)

باب: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے۔

29: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم (ص) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے اس درخت کے متعلق بتاؤ جو مومن (مسلم) کے مشابہ ہے یا مسلمان آدمی کی طرح ہے، (اس کی نشانی یہ ہے کہ) اس کے پتے نہیں گرتے، پھل ہر وقت دیتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر صکہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے دیکھا کہ سیدنا ابو بکر صاور سیدنا عمر ص کوئی بات نہیں کر رہے تو میں نے بات کرنا یا کچھ کہنا اچھا خیال نہ کیا۔ (بعد میں آپ (ص) نے کھجور کا درخت بتایا۔ اور عبداللہ بن عمر ص نے سیدنا عمر ص سے ذکر کیا) تو سیدنا عمر ص نے کہا کہ اگر تو اس وقت بول دیتا تو مجھے ایسی چیزوں سے زیادہ پسند تھا۔ (یعنی مجھے بہت خوشی ہوتی)۔

باب: حیاء ایمان میں سے ہے۔

30: سیدنا ابو ہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ایمان کی ستر پرکئی یا ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں۔ ان سب میں افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور ان سب میں ادنیٰ، راہ میں سے موذی چیز کا ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

31: سیدنا ابو قتادہ ص کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمران بن حصین ص کے پاس ایک رہط (دس سے کم مردوں کی جماعت کو رہط کہتے ہیں) میں تھے اور ہم میں بشیر بن کعب بھی تھے۔ سیدنا عمران ص نے اس دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ حیا خیر ہے بالکل، یا حیا بالکل خیر ہے۔ بشیر بن کعب نے کہاکہ ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اور ایک حیا ضعفِ نفس ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمران صکو اتنا غصہ آیا کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں (ص) ور انہوں نے کہا کہ میں تو رسول اللہ (ص) کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔ سیدنا ابو قتادہ نے کہا کہ سیدنا عمران صنے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی تو سیدنا عمران غصے ہوئے (اور انہوں نے بشیر کو سزا دینے کا قصد کیا) تو ہم سب نے کہا کہ اے ابونجید! (یہ سیدنا عمران بن حصین صکی کنیت ہے) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں۔ (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں ہے جیسے تم نے خیال کیا)۔

باب: اچھی ہمسائیگی اور مہمان کی عزت کرنا ایمان میں سے ہے۔

32: سیدنا ابو شریح الخزاعی ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر

ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کیساتھ نیکی کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہما ن کیساتھ احسان کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ رہے۔

باب: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کا ہمسایہ اس کی مصیبتوں سے محفوظ نہ ہو۔

33: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہ جا ئیگا جسکا ہمسایہ اسکے مکرو فساد سے محفوظ نہیں ہے۔

باب: برائی کو ہاتھ اور زبان سے مٹانا اور دل میں برا سمجھنا ایمان میں سے ہے

34: طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا (حکم کا بیٹا جو خلفاء بنی امیہ میں سے پہلا خلیفہ ہے) اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ مروان نے کہا کہ یہ بات موقوف کر دی گئی۔ سیدنا ابو سعید ص نے کہاکہ اس شخص نے تو اپنا فرض ادا کر دیا، میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلافِ شرع) کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی۔ (دل میں اس کو بُرا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

35: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کے ، اس کی امت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں جو اس کے طریقہ پر چلتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور ان کاموں کو کرتے ہیں جن کا حکم نہیں دیئے جاتے۔ پھر جو کوئی ان نالائقوں سے ہاتھ سے لڑے وہ مومن اور جو کوئی زبان سے لڑے (ان کو بُرا کہے اور ان کی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی ان سے دل سے لڑے (دل میں ان کو بُرا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد دانہ برابر بھی ایمان نہیں۔ (یعنی اگر دل سے بھی بُرا نہ جانے تو اس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں)۔ سیدنا ابو رافع ص (جنہوں نے اس حدیث کو سیدنا ابن مسعود ص سے بیان کیا، وہ رسول اللہ (ص) کے مولیٰ تھے) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر ص سے بیان کی، انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا۔ اتفاق سے میرے پاس سیدنا عبداللہ بن مسعود ص آئے اور قناہ (مدینہ کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے) میں اترے تو سیدنا عبداللہ بن عمر ص مجھے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کی عیادت کیلئے اپنے ساتھ لے گئے۔ میں ان کیساتھ گیا۔ جب ہم بیٹھے تو میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسی طرح بیان کیا جیسے میں نے سیدنا ابن عمر ص سے بیان کیا تھا۔

باب: علی ص سے محبت کرنے والا مومن اور بغض رکھنے والا منافق ہے۔

36: سیدنا زر بن حبیش ص کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ص نے کہاکہ قسم ہے اس کی جس نے دانہ چیرا (پھر اس سے گھاس اگائی) اور جان بنائی، رسول اللہ (ص) نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں رکھے گا اور مجھ سے منافق کے علاوہ اور کوئی شخص دشمنی نہیں رکھے گا۔

باب: انصار سے محبت ایمان کی نشانی، اور ان سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔

37: سیدنا براء ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے انصار کے بارے میں فرمایا کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا۔

باب: ایمان مدینہ کی طرف سمٹ جائے گا۔

38: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایمان اس طرح سمٹ کر مدینہ میں آ جائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں سما جاتا ہے۔

باب: ایمان بھی یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن کی اچھی ہے۔

39: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یمن کے لوگ (خود مسلمان ہونے کو)آئے اور وہ لوگ نرم دل ہیں اور نرم خو ہیں۔ ایمان یمن کا ہی اچھا ہے اور حکمت بھی یمن ہی کی (بہتر) ہے اور غریبی اور اطمینان بکریوں والوں میں ہے اور بڑائی و شیخی مارنا اور فخر و گھمنڈ کرنا گھوڑے والوں اور اونٹ والوں میں ہے جو چلاتے ہیں اور وبر والے ہیں، سورج کے طلوع ہونے کی طرف سے۔

وضاحت : وبر کا معنی اونٹ کے بال۔ مراد اونٹوں والے۔ (م۔ ع)

40: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ دلوں کی سختی اور کھرکھرا پن مشرق (پورب) والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں۔

باب: جو شخص ایمان نہ لائے اس کو نیک عمل کوئی فائدہ نہ دے گا۔

41: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! جدعان کا بیٹا جاہلیت کے دَور میں ناتے جوڑتا تھا (یعنی رشتے داروں کیساتھ اچھا سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ کام اس کو (قیامت کے دن) فائدہ دیں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسے یہ اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے کیونکہ اس نے کبھی یوں نہ کہا کہ اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو قیامت کے دن بخش دے۔

باب: جنت میں تم اس وقت تک داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے۔

42: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسو ل اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم جنت میں نہ جاؤ گے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ گے اور ایماندار نہ بنو گے اور جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ رکھو گے۔ اور میں تم کو وہ چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اس کو کرو گے تو آپس میں محبت ہو جائے؟ (پس اس کیلئے تم) سلام کو آپس میں رائج کرو۔

باب: زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔

43: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: زنا کرنے والا زنا نہیں کرتا مگر یہ کہ عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں رہتا اور نہ ہی چور عین چوری کرتے وقت مومن رہتا ہے اور نہ شراب پینے والا عین شراب پیتے وقت مومن رہتا ہے۔ اور سیدنا ابو ہریرہ ص اس میں اتنا اور ملا دیتے تھے کہ نہ لوٹنے والا شخص، ایسی لوٹ جو بڑی چیز ہو (یعنی حقیر چیز نہ ہو) جس کی طرف لوگوں کی نظر اٹھے تو وہ بھی عین لوٹتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اور ہمام کی روایت میں یرفع الیہ المؤمنون اعینهم کی جگہ وهو حین ینتهبها مؤمن کے الفاظ ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خیانت کرتے وقت (بھی بندہ) مومن نہیں ہوتا۔

باب: مومن ایک بل (سوراخ) سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا (یعنی ایک ہی غلطی دو مرتبہ نہیں کرتا)۔

44: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ مومن کو ایک سوراخ سے دو بار ڈنگ نہیں لگتا۔ (یعنی مومن جب کسی معاملے میں ایک بار خطا اٹھائے تو دوبارہ اس کو نہ کرے)۔

باب: ایمان میں وسوسہ کا بیان۔

45: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ صحابہ ' میں سے کچھ لوگ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ وہ خیال گزرتے ہیں کہ جن کا بیان کرنا ہم میں سے ہر ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہوتا ہے جس کا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو عین ایمان ہے۔

باب: سب سے بڑا گناہ اللہ کیساتھ شرک کرنا ہے۔

46: سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد (سیدنا ابو بکرہ) ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس تھے، آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑا کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں؟ تین بار آپ (ص) نے یہی فرمایا (پھر فرمایا کہ)اللہ کیساتھ شرک کرنا (یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنا، تیسرے جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹ بولنا۔ اور رسول اللہ (ص) تکیہ لگائے بیٹھے تھے، آپ (ص) اٹھ کر بیٹھ گئے اور بار بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جائیں اور ان کاموں سے باز رہیں) حتیٰ کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ کاش آپ (ص) خاموش ہو جائیں۔ (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہوں کا خیال کر کے کہ لوگ ان کو کیا کرتے ہیں)۔

47: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سات گناہوں سے بچو جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ صحابہ ' نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا: 1۔ اللہ کیساتھ شرک کرنا۔ 2۔ اور جادو کرنا۔ 3۔ اور اس جان کو مارنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، لیکن حق پر مارنا درست ہے۔4۔ اور سودکھانا۔ 5۔ اور یتیم کا مال کھا جانا۔ 6۔ اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا۔ 7۔ اور شادی شدہ ایمان دار ، پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں، عیب لگانا۔

باب: نبی (ص) کے اس فرمان کا مطلب کہ میرے بعد تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن زنی (قتل و غارت) کرکے کافر نہ ہو جانا۔

48: سیدنا عبداللہ بن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ میرے بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

باب: جو اپنے باپ سے بے رغبتی کرے (اپنا باپ کسی اور کو کہے) تو یہ عمل کفر ہے۔

49: سیدنا ابو عثمان سے روایت ہے کہ جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں سیدنا ابوبکرہ ص سے (زیاد ان کا مادری بھائی تھا) اور میں نے کہا کہ تم (یعنی تمہارے بھائی) نے کیا کیا؟ بیشک میں نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے کانوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو اس پر جنت حرام ہے۔ سیدنا ابوبکرہ

ص نے کہا کہ میں نے بھی خود رسول اللہ (ص) سے یہی سنا ہے۔

باب: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر کہے۔

50: سیدنا ابو ذر غفاری ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے آپ کو کسی اور کا بیٹا کہے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے (یعنی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلائے) وہ کافر ہو گیا اور جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلاوے یا اللہ تعالیٰ کا دشمن کہہ کر، پھر وہ شخص کہ جسے اس نام سے پکارا گیا ہے ایسا (یعنی کافر) نہ ہو تو وہ کفر پکارنے والے پر پلٹ آئے گا۔

باب: سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟۔

51: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کے نزدیک بڑا گناہ کونسا ہے؟ آ پ(ص) نے فرمایا: یہ کہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک کرے حالانکہ تجھے اللہ (ہی) نے پیدا کیا۔ اس نے کہا پھر کونسا (گناہ بڑا ہے)؟ آپ (ص) نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ اس نے کہا پھر کونسا (گناہ بڑا ہے)؟ آپ (ص) نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی عورت سے زنا کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی کہ ”اور اللہ کیساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے ، نہ وہ زنا کے قریب جاتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا“ (الفرقان : 68)۔

باب: جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو جنت میں داخل ہو گا۔

52: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ایک شخ نے نبی (ص) سے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص) دو واجب کر دینے والی چیزیں کیا کیا ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا: جس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، وہ جنت میں جائے گا اور جس کو اس حال میں موت آئے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

53: سیدنا ابو الاسود الدیلی سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ذر ص نے ان سے یہ بیان کیا کہ میں نبی (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سفید کپڑے اوڑھے ہوئے سو رہے تھے (میں واپس لوٹ گیا)۔ جب دوبارہ آیا توبھی آپ (ص) سوئے ہوئے تھے۔ جب تیسری بار آیا تو آپ (ص) جاگ چکے تھے تو میں آپ (ص) کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے (یعنی اللہ کی توحید کا عقیدہ رکھے اور پھر اسی پر) وہ فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ (ص) اگرچہ اس سے چوری اور زنا بھی ہو جائے، پھر بھی؟ تو آپ (ص) نے فرمایا ”ہاں اگرچہ اس سے زنا اور چوری بھی ہو جائے۔“ چنانچہ میں نے تین بار آپ (ص) سے یہی سوال کیا اور آپ (ص) نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا اور چوتھی مرتبہ فرمایا ”ہاں وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ ابوذر (ص) کی ناک مٹی میں مل جائے“ پھر سیدنا ابو ذر صیہ کہتے ہوئے نکلے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔

باب: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

54: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہو گا۔ ایک شخص بولا کہ ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا(اوروں سے) اچھا ہو، (تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے؟) آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی پسند کرتا ہے۔ غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کی پچ یا نفسانیت سے ایک بات واجبی اور صحیح ہو تو اس کو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

باب: نسب میں طعن کرنا اور میت پر چلا کر رونا کفر میں سے ہے۔

55: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: لوگوں میں دوباتیں موجود ہیں اور وہ دونوں کفر ہیں۔ ایک نسب میں طعن کرنا اور دوسرا میت پر چلا کر رونا (اس کے اوصاف بیان کرنا، جسے نوحہ کرنا کہتے ہیں)۔

باب: اس شخص کے کافر ہونے کا بیان جو یہ کہے کہ بارش ستاروں کی گردش کی وجہ سے برسی ہے۔

56: سیدنا زید بن خالد جہنی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں صبح کی نماز حدیبیہ میں (جو مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے) پڑھائی اور رات کو بارش ہوئی تھی۔ جب آپ (ص) نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایاکہ تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میرے بندوں میں سے بعضوں کی صبح تو ایمان پر ہوئی اور بعضوں کی کفر پر۔ تو جس نے یہ کہا کہ بارش اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوئی تو وہ تاروں کی بارش برسانے کا منکر ہوا اور مجھ پر ایمان لایا اور جس نے کہا کہ بارش تاروں کی گردش کی وجہ سے ہوئی تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا۔

باب: غلام کا بھاگ جانا کفر ہے۔

57: شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا جریر بن عبداللہ ص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو غلام اپنے مالک سے بھاگ جائے تو وہ کافر ہو گیا (یہاں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے مالک کا حق ادا نہ کیا) جب تک لوٹ کر ان کے پاس نہ آئے۔ منصور نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حدیث تو مرفوعاً رسول اللہ (ص) سے مروی ہے لیکن (میں نے یہاں مرفوعا بیان نہیں کی بلکہ سیدنا جریر کا قول بتایا) مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے اس جگہ بصرہ میں بیان کی جائے۔

58: سیدنا جریر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جب غلام (اپنے مالک کے پاس سے) بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔

باب: (رسول اللہ (ص) کا ارشاد کہ) میرے دوست تو صرف اللہ اور ایماندار نیک لوگ ہیں۔

59: سیدنا عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) چپکے سے نہیں بلکہ پکار کر فرماتے تھے کہ فلاں کی اولاد میری عزیز نہیں بلکہ میرا مالک یعنی دوست اللہ ہے اور میرے عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں۔

باب: مومن کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا اور آخرت دونوں میں ملتا ہے اور کافر کی نیکیوں کا بدلہ اس کو دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے۔

60: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ایک نیکی کیلئے بھی ظلم نہ کرے گا۔ اس کا بدلہ دنیا میں دے گا اور آخرت میں بھی دے گا اور کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت ہو گی تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی جس کا کہ اسے بدلہ دیا جائے۔

باب: اسلام کیا ہے؟ اور اس کی خصلتوں کا بیان۔

61: سیدنا طلحہ بن عبیداللہ ص سے روایت ہے کہ نجد والوں (نجد عرب میں ایک علاقہ ہے) میں سے ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ (ص) کے نزدیک آیا، تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ وہ بولا کہ ان کے سوا میرے اوپر کوئی اور نماز (فرض) ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اور رمضان کے روزے ہیں۔ وہ بولا کہ مجھ پر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ (فرض) ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھنا چاہے۔ پھر آپ (ص) نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا تو وہ بولا کہ مجھ پر اس کے سوا اور کوئی زکوٰۃ (فرض) ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کیلئے صدقہ دینا چاہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اللہ کی قسم میں نہ ان سے زیادہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے اس (بات کہ) کہنے میں سچا ہے تو بیشک یہ کامیاب ہو گیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کے باپ کی کہ اگر یہ سچا ہے تو اس نے نجات پائی یا (یہ فرمایا کہ) اس کے باپ کی قسم! اگر یہ (اپنی بات کے کہنے میں) سچا ہے تو یہ جنت میں داخل ہو گا۔

باب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

62: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ہے (یہ تشبیہ ہے کہ اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا ایک چھت کی مانند کہ جس میں پانچ ستون ہوں) اللہ جل جلالہ کی توحید (وحدانیت کی گواہی دینا) نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اورحج کرنا۔ ایک شخص بولا کہ حج اور رمضان کے روزے رکھنا (یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد) سیدنا ابن عمر ص نے کہا رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے یوں ہی سنا ہے۔

باب: کونسا اسلام بہتر ہے؟

63: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: یہ کہ تو (بھوکے شخص اور مہمان کو) کھانا کھلائے اور ہر شخص کو سلام کرے خواہ تو اس کو پہنچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

باب: اسلام ، اپنے سے پہلے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ اسی طرح حج اور ہجرت سے بھی سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

64: عبدالرحمن بن شماسہ المہری کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمرو بن عاص ص کے پاس گئے اور وہ اس وقت قریب المرگ تھے تو وہ (سیدنا عمرو ص) بہت دیر تک روئے اور اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا تو ان کے بیٹے کہنے لگے کہ اے ہمارے والد! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا رسول اللہ (ص) نے آپ کو یہ خوشخبری نہیں دی، یہ

خوشخبری نہیں دی؟ تب انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل ہم اس بات کی گواہی دینے کو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (ص) اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں۔ ایک حال یہ تھا کہ جو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ رسول اللہ (ص) سے زیادہ میں کسی کو بُرا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ (ص) کو (معاذ اللہ) قتل کر دوں پھر اگر میں اسی حال میں مر جاتا تو جہنمی ہوتا۔ دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی اور میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ سے (اسلام پر) بیعت کروں۔ آپ (ص) نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کونسی شرط؟ میں نے کہا کہ یہ شرط کہ میرے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے (جو میں نے اب تک کئے ہیں) آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عمرو! تو نہیں جانتا ہے اسلام پہلے تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے اور اسی طرح ہجرت پہلے گناہوں کو گرا دیتی ہے۔ اسی طرح حج تمام پیشتر گناہوں کو گرا دیتا ہے۔ پھر مجھے رسول اللہ (ص) سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آپ (ص) کے جلال کی وجہ سے آپ کو آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ (ص) کی صورت کے بارے میں پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ (ص) کو نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر میں اس حال میں مر جاتا تو امید تھی کہ جنتی ہوتا اس کے بعد چند اور چیزوں میں ہمیں پھنسنا پڑا۔ میں نہیں جانتا کہ ان کی وجہ سے میرا کیا حال ہو گا؟ تو جب میں مر جاؤں تو میرے جنازے کیساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈال دینا اور میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر تک کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ تم سے میرا دل بہلے(اور میں تنہائی میں گھبرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں کہ میں پروردگار کے وکیلوں(فرشتوں) کو کیا جواب دیتا ہوں۔

باب: مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

65: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا (یا اس کاعیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

باب: جب آدمی کا اسلام اچھا ہو تو جاہلیت کے اعمال پر مواخذہ نہیں ہوتا۔

66: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ (ص) سے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا ہم سے ان کاموں کی بھی پوچھ گچھ ہو گی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کئے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی دل سے سچا مسلمان ہوا) اس سے تو جاہلیت کے کاموں کا مؤاخذہ نہ گا اور جو بُرا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور اس کے دل میں کفر رہا) تو اس سے جاہلیت اور اسلام کے کاموں ، دونوں کے بارے میں مؤاخذہ ہوگا۔

باب: جب تم میں سے کسی کا اسلام اچھا ہو تو ہر نیکی، جسے وہ کرتا ہے ، دس گنا لکھی جاتی ہے۔

67: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جب میرا بندہ دل میں نیک کام کرنے کی نیت کرتا ہے تو میں اس کیلئے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں، جب تک کہ اس نے وہ نیکی نہیں کی۔ پھر اگروہ نیکی کی تو اس کو میں اس کیلئے دس نیکیاں (ایک کے بدلے) لکھتا ہوں اور جب دل میں

برائی کرنے کی نیت کرتا ہے تو میں اس کو بخش دیتا ہوں جب تک کہ وہ بُرائی (پر عمل) نہ کرے۔ اور پھر جب وہ برائی (پر عمل) کرے تو اس کیلئے ایک ہی بُرائی لکھتا ہوں اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے ، بُرائی کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ اپنے بندے کو دیکھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھتے رہو! اگر وہ بُرائی کرے تو ایک بُرائی ویسی ہی لکھ لو اور اگر نہ کرے (اور اس بُرائی کے ارادے سے باز رہے) تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ لو کیونکہ اس نے میرے ڈر سے اس بُرائی کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا، نفاق سے خالی) تو پھر وہ جو نیکی کرتا ہے اس کیلئے ایک کے بدلے دس نیکیاں سات سو گنا تک لکھی جاتی ہیں اور جو بُرائی کرتا ہے تو اس کیلئے ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مل جاتا ہے۔

68: سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت سے(گناہ کے) ان خیالات سے درگزر کیا جو دل میں آئیں جب تک کہ ان کو زبان سے نہ نکالیں یا ان پر عمل نہ کریں۔

باب: مسلمان وہی ہے جس سے دیگر مسلمان محفوظ ہوں۔

69: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کونسا مسلمان بہتر ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں (یعنی نہ زبان سے کسی مسلمان کی بُرائی کرے اور نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دے)۔

باب: جس نے جاہلیت میں کوئی نیک عمل کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

70: عروہ بن زبیر سے روایت ہے اور انہیں سیدنا حکیم بن حزام ص نے بتایا کہ انہوں (سیدنا حکیم) نے رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو نیک کام میں نے جاہلیت کے زمانے میں کئے تھے جیسے صدقہ یا غلام کا آزاد کرنایا ناتاملانا، ان کا ثواب مجھے ملے گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اسی نیکی پر اسلام لایا ہے جو کہ پہلے کر چکا ہے۔ (یعنی وہ نیکی قائم ہے، اب اس پر اسلام زیادہ ہوا)۔

باب: آزمائش سے ڈرانا۔

71: سیدنا حذیفہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ تھے، آ پ(ص) نے فرمایا کہ گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں؟ پھر ہم نے کہا کہ یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! کیا آپ (ص) ہم پر (دشمنوں کی وجہ سے کوئی آفت آنے سے) ڈرتے ہیں؟ اور بیشک ہم چھ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے شاید مصیبت میں پڑ جاؤ۔ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ پھر ایسا ہی ہوا کہ ہم مصیبت میں پڑ گئے یہاں تک کہ بعض ہم میں سے نماز بھی چھپکے سے (چھپ کر) پڑھتے۔

باب: اسلام کی ابتداء غربت سے ہوئی (اور) عنقریب اسلام پہلی حالت میں لوٹ آئے گا اور وہ دو مسجدوں (مکہ و مدینہ) میں سمٹ کر رہ جائے گا۔

72: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسلام غربت میں شروع ہوا اور پھر غریب ہو جائے گا جیسے کہ شروع ہوا تھا اور وہ سمٹ کر دونوں مسجدوں (مکہ مدینہ) کے درمیان میں آجائے گا، جیسے کہ سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ (بل) میں چلا جاتا ہے۔

باب: رسول اللہ (ص) کی طرف وحی کی ابتداء۔

73: عروہ بن زبیر سے روایت ہے اور انہیں اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی،انہوں نے کہا کہ پہلے پہل جو وحی رسول اللہ (ص) پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ (ص) کا خواب سچا ہونے لگا۔ آپ (ص) جب کوئی خواب دیکھتے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا۔ پھر آپ (ص) کو تنہائی کا شوق ہوا۔ آپ (ص) غارِ حرا میں اکیلے تشریف رکھتے، کئی کئی راتوں تک وہاں عبادت کیا کرتے اور گھر میں نہ آتے، اپنا توشہ ساتھ لے جاتے۔ پھر اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ کر آتے اور وہ اتنا ہی اور توشہ تیار کر دیتیں یہاں تک کہ اچانک آپ (ص) پر وحی اتری (اور آپ (ص) کو وحی کی توقع نہ تھی) آپ (ص) اسی غارِ حرا میں تھے کہ فرشتہ آپ (ص) کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ پڑھو! آپ (ص) نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ (آ پ(ص) نے فرمایا کہ) اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر دبوچا، اتنا کہ وہ تھک گیا یا میں تھک گیا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا، پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ اس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ تھک گیا، پھر چھوڑ دیا اور کہا کہ ”پڑھ! اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ، تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا“۔ یہ سن کر رسول اللہ (ص) لوٹے اور آپ (ص) کے کندھے اور گردن کے بیچ کا گوشت (ڈر اور خوف سے) پھڑک رہا تھا (چونکہ یہ وحی کا پہلا مرحلہ تھا اور آپ (ص) کو عادت نہ تھی، اس واسطے ہیبت چھا گئی) یہاں تک کہ آپ (ص) اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ مجھے (کپڑوں سے) ڈھانپ دو، ڈھانپ دو۔ انہوں ڈھانپ دیا یہاں تک کہ آپ (ص) کا ڈر جاتا رہا اس وقت اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش رہیں۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا۔ اللہ کی قسم آپ ناتے کو جوڑتے ہیں، سچ بولتے ہیں اور بوجھ اٹھاتے ہیں (یعنی عیال او راطفال اور یتیم اور مسکین کیساتھ تعاون کرتے ہیں، ان کا بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کیلئے کمائی کرتے ہیں اور مہمان کی خاطرداری کرتے ہیں اور سچی آفتوں (جیسے کوئی قرض دار یا مفلس ہو گیا یا اور کسی تباہی)میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ پھر اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ (ص) کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور وہ اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے بیٹے، اور اُمّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد کی بیٹی تھیں اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھنا جانتے تھے، تو جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا انجیل کو عربی زبان میں لکھتے تھے اور بہت بوڑھے تھے، ان کی بینائی (بڑھاپے کی وجہ سے) جاتی رہی تھی۔ اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اے چچا! (وہ چچا کے بیٹے تھے لیکن بزرگی کیلئے ان کو چچا کہا اور ایک روایت میں چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو۔ ورقہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تم نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ (ص) نے جو کچھ کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی تو ورقہ نے کہا کہ یہ تو وہ ناموس ہے جو موسیٰ 6 پر اتری تھی۔(ناموس سے مراد جبریل 6 ہیں) کاش میں اس زمانے میں جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں! جب کوئی شخص دنیا میں وہ لے کر آیا، جسے تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور اگر میں اس دن کو پاؤں گا تو اچھی طرح تمہاری مدد کروں گا

74: یحییٰ کتیں ک میں ن ابو سلم س پوچھا ک سب س پل قرآن میں س کیا اترا؟ انوں ن کا ک یَاَیُّ(ص) الْمُدَثِّرُ میں ن کا ک یا اِقْرَأْ (سب س پل اتری؟) انوں ن کا ک میں ن سیدنا جابر بن عبدالل ص س پوچھا ک قرآن میں سب س پل کیا اترا تو انوں ن کا ک یَاَیُّ(ص) الْمُدَثِّرُمیں ن کا ک یا اِقْرَأْ (سب س پل اتری؟)سیدنا جابر ص ن کا ک میں تم س و حدیث بیان کرتا وں جو رسول الل (ص) ن م س بیان کی تھی آپ (ص) ن فرمایا ک میں (غار) حرا میں ایک مین تک را جب میری رن کی مدت پوری و گئی تو میں اترا اور وادی ک اندر چلا، کسی ن مجھ آواز دی، میں ن سامن اور پیچھ اور دائیں اور بائیں دیکھا، کوئی نظر ن آیا پھر مجھ کسی ن آواز دی، میں ن دیکھا مگر کسی کو ن پایا پھر کسی ن مجھ آواز دی تو میں ن سر اوپر اٹھاکر دیکھا تو و وا میں ایک تخت پر یں یعنی جبریل 6 مجھ ی دیکھ کر سخت (یبت ک مار) لرز چڑھ آیا تب میں خدیج رضی الل عنا ک پاس آیا اور میں ن کا ک مجھ کپڑا اڑھا دو! انوں ن کپڑا اڑھا دیا اور پانی (یبت دور کرن کیلئ) میر اوپر ڈالا تب الل تعالیٰ ن ی آیتیں اتاریں ”ا کپڑا اوڑھن وال کھڑا و جا اور آگا کر د اور اپن رب ی کی بڑائیاں بیان کر اور اپن کپڑوں کو پاک رکھ ......“ (المدثر 1,4)

باب: وحی کا کثرت س اور لگاتار نازل ونا

75: سیدنا انس بن مالک ص کت یں ک ب شک الل عزوجل ن رسول الل (ص) پر آپ (ص) کی وفات س قبل پ درپ وحی اتاری حتی ک آپ (ص) ن وفات پائی اور سب س زیاد وحی آپ (ص) کی وفات ک دن نازل وئی

باب: رسول الل (ص) کا آسمانوں پر تشریف ل جانا (یعنی معراج) اور نمازوں کا فرض ونا

76: سیدنا انس بن مالک ص س روایت ک نبی (ص) ن فرمایا: میر سامن ایک سفید براق لایا گیا، اور و ایک جانور سفید رنگ کا، لمبا، گدھ س اونچا اور خچر س چھوٹا، اپن سم واں رکھتا جاں تک اس کی نگا پنچتی (تو ایک لمح میں آسمان تک جا سکتا) فرمایا: میں اس پر سوار وا اور بیت المقدس تک آیا فرمایا: واں میں ن اس جانور کو اس حلق س باندھ دیا، جس س اور پیغمبر اپن اپن جانوروں کو باندھا کرت تھ (ی حلق مسجد ک درواز پر اور باندھ دین س ی معلوم وا ک انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضروری اور ی توکل ک خلاف نیں) پھر میں مسجد ک اندر گیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر بار نکلا تو جبریل 6 دو برتن ل کر آئ، ایک میں شراب اور دوسر میں دودھ تھا میں ن دودھ پسند کیاتو جبریل ن کا، آپ ن فطرت کو پسند کیا پھرجبریل 6مجھ آسمان پر ل کر گئ، (جب واں پنچ) تو فرشتوں س درواز کھولن کیلئ کا، انوں ن پوچھا کون ؟ جبریل ن کاک جبریل انوں ن کا ک تمار ساتھ دوسرا کون ؟ جبریل 6ن کا ک محمد (ص) یں فرشتوں ن پوچھا ک کیا و بلائ گئ تھ؟ جبریل 6 ن کا ک اں بلائ گئ یں پھر مار لئ درواز کھولا گیا اور میں ن آدم 6 کو دیکھا تو انوں ن مجھ مرحبا کا اور میر لئ بتری کی دعا کی پھر جبریل 6مار ساتھ دوسر آسمان پر چڑھ اور درواز کھلوایا فرشتوں ن پوچھا ک کون ؟ انوں ن کا ک جبریل فرشتوں ن پوچھا ک تمار ساتھ دوسرا کون شخص ؟ انوں ن کا ک محمد (ص) یں فرشتوں ن کا ک ان کو بلان کا حکم وا تھا؟ جبریل 6ن کا ک اں حکم وا پھر درواز کھلا تو میں ن دونوں خال زاد بھائیوں کو دیکھا یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیما السلام کو ان دونوں ن مرحبا کا اور میر لئ بتری کی دعا کی پھر جبریل 6 مار ساتھ تیسر آسمان پر چڑھ اور درواز کھلوایا، تو فرشتوں ن کا ک کون ؟

جبریل 6نے کہا کہ جبریل۔ فرشتوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ دوسراکو ن ہے؟ جبریل 6 نے کہا کہ محمد (ص)
ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا ان کو بلانے کیلئے پیغام گیا تھا؟ جبریل 6نے کہا کہ ہاں پیغام گیا تھا۔ پھر دروازہ
کھلا تو میں نے یوسف 6 کو دیکھا۔ اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا۔ انہوں نے مجھے
مرحبا کہا اور نیک دعا کی۔ پھر جبریل 6 ہمیں لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا تو فرشتوں نے
پوچھا کہ کون ہے ؟جبریل 6نے کہا کہ جبریل۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے؟ جبریل 6 نے
کہا کہ محمد (ص) ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ جبریل 6نے کہا کہ ہاں بلوائے گئے ہیں۔
پھر دروازہ کھلا تو میں نے ادریس 6 کو دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھے اچھی دعا دی۔ اللہ جل جلالہ نے
فرمایا ہے کہ ”ہم نے ادریس کو اونچی جگہ پر اٹھا لیا“ (تو اونچی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے)۔ پھر
جبریل 6 ہمارے ساتھ پانچویں آسمان پر چڑھے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کون؟ کہا
کہ جبریل۔ فرشتوں نے پوچھا کہ تمہارے سا تھ کون ہے؟ جبریل 6نے کہا کہ محمد (ص) ہیں۔ فرشتوں نے کہا
کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل 6نے کہا کہ ہاں بلوائے گئے ہیں۔ پھر دروازہ کھلا تو میں نے ہارون 6 کو
دیکھا۔ انہوں نے مرحبا کہا اور مجھے نیک دعا دی۔ پھر جبریل 6 ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ
کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جبریل 6 نے کہا کہ جبریل۔ فرشتوں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ اور
کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد (ص) ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے ان کو لے کر آنے کیلئے پیغام بھیجا تھا؟
جبریل 6نے کہا، ہاں! بھیجا تھا۔ پھر دروازہ کھلا تو میں نے موسیٰ 6کو دیکھا، انہوں نے مرحبا کہا اور مجھے
اچھی دعا دی۔ پھر جبریل 6 ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا کہ
کون ہے؟ جبریل 6 نے کہا کہ جبریل ہوں۔ پوچھا کہ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جبریل 6 نے کہا کہ محمد
(ص) ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں بلوائے گئے ہیں۔ پھر دروازہ
کھلا تو میں نے ابراہیم 6 کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کا تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ (اس سے
معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا گناہ نہیں) اور اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں کہ
پھر کبھی ان کی باری نہیں آئے گی۔ پھر جبریل 6 مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے۔ اس کے پتے اتنے بڑے
تھے جیسے ہاتھی کے کان اور اس کے بیر قلے جیسے۔ (ایک بڑا گھڑا جس میں دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پھر
جب اس درخت کو اللہ تعالیٰ کے حکم نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اس کی
خوبصورتی بیان نہیں کر سکتی۔ پھر اللہ جل جلالہ نے میرے دل میں القاء کیا جو کچھ القاء کیا اور پچاس
نمازیں رات اور دن میں مجھ پر فرض کیں۔ جب میں وہاں سے اترا اور موسیٰ 6 تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا
کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے
کہا کہ پھر اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاؤ اور تخفیف چاہو، کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہو گی
اور میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور ان کا امتحان لیا ہے۔ میں اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گیا اور عرض کیا
کہ اے پروردگار! میری امت پر تخفیف کر۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں گھٹا دیں۔ میں لوٹ کر موسیٰ 6کے پاس
آیا اور کہا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیں۔ انہوں نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ
ہوگی ، تم پھر اپنے رب کے پاس جاؤ اور تخفیف کراؤ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں اس طرح برابر اپنے پروردگار
کے درمیان آتا جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ اے محمد (ص)! ہر دن اور رات میں پانچ
نمازیں ہیں ، اور ہر ایک نماز میں دس نمازوں کا ثواب ہے۔ تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (سبحان اللہ! مالک
کی اپنے بندوں پر کیسی عنایت ہے کہ پڑھیں تو پانچ نمازیں اور ثواب پچاس نمازوں کا ملے) اور جو کوئی
شخص نیک کام کرنے کی نیت کرے اور پھر اس کو نہ کرسکے تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے

تو اس کو دس نیکیوں کا اور جو شخص برائی کرنے کی نیت کرے اور پھر اس کو نہ کرے، تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر کر لے تو ایک ہی بُرائی لکھی جائے گی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ میں اترا اور موسیٰ 6 کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ پھر اپنے رب کے پاس لوٹ جاؤ اور تخفیف چاہو۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس بار بارگیا یہاں تک کہ میں اس سے شرما گیا ہوں۔ (یعنی اب جانے سے شرماتا ہوں)۔

باب: نبی (ص) کا انبیاء کرام علیہم السلام کاتذکرہ کرنا۔

77: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان چل رہے تھے کہ ایک وادی پر گزرے۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وادی ازرق ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ گویا میں موسیٰ 6کو دیکھ رہا ہوں، (پھر موسیٰ 6 کا رنگ اور بالوں کا حال بیان کیا جو (راوی حدیث) داؤد بن ابی ہند کو یادنہ رہا)۔ جو انگلیاں اپنے کانوں میں رکھے ہوئے، بلند آواز سے تلبیہ پکارتے ہوئے اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ ہم پھر چلے یہاں تک کہ ایک ٹیکری پر آئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ کون سی ٹیکری ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ’ہرشا‘ کی یا ’لفت‘ کی۔ آپ (ص) نے فرمایا: گویا کہ میں یونس 6 کو دیکھ رہا ہوں کہ صوف کا ایک جبہ پہنے ہوئے ایک سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اور ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے، وہ اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

78: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں موسیٰ 6 سے ملا۔ پھر آپ (ص) نے ان کی صورت بیان کی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ (ص) نے یوں فرمایا (یہ شک راوی ہے) کہ وہ لمبے، چھریرے بدن والے، سیاہ بالوں والے جیسے شنوء ہ کے لوگ ہوتے تھے۔ اور فرمایا کہ میں عیسیٰ 6 سے ملا۔ پھر آپ (ص) نے ان کی صورت بیان کی کہ وہ درمیانہ قدوالے، سرخ رنگت والے جیسے کہ ابھی کوئی حمام سے نکلا ہو (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ) تھے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ میں ابراہیم 6کو دیکھا، تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب، اور مجھ سے کہا گیا کہ جس کو چاہو پسند کر لو۔میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا تو اس (فرشتے نے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) کہا کہ تم کو فطرت (ہدایت) کی راہ ملی یا تم فطرت (ہدایت) کو پہنچ گئے۔ اور اگر تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔

باب: نبی (ص) کا مسیح عیسیٰ اور دجّال کا تذکرہ فرمانا۔

79: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک دن لوگوں کے درمیان مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا: کہ اللہ جل جلالہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ اس کی کانی آنکھ ایسی ہے جیسے پھولا ہوا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود اپنے خدائی دعوے میں جھوٹا ہے)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا کہ ایک گندمی رنگ کا شخص جیسے کوئی بہت اچھا گندمی رنگ کا شخص ہوتا ہے، اس کے بال کندھوں تک تھے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی، سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا، اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مریم کے بیٹے مسیح علیہما السلام ہیں۔ اور ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جو کہ سخت گھونگھریالے بالوں والا، داہنی آنکھ کا کانا تھا۔ میں نے جو لوگ دیکھے ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے، وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

لوگوں نے کہاکہ یہ مسیح دجال ہے۔

باب: نبی (ص) کا انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھانا۔

80: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا اور (دیکھا کہ) قریش مجھ سے میری سیر (معراج) کا حال پوچھ رہے تھے، تو انہوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں ذہن میں محفوظ نہیں رکھتا تھا۔ مجھے بڑا رنج ہوا، ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا، میں اس کو دیکھنے لگا اور اب جو بات وہ پوچھتے تو میں بتا دیتا تھا۔ اور میں نے اپنے آپ کو پیغمبروں کی جماعت میں پایا، دیکھا کہ موسیٰ 6 کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ ایک درمیانہ قداور گٹھے ہوئے جسم کے شخص ہیں جیسے کہ (قبیلہ) شنوء ہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھی دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، اور میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ عروہ ابن مسعود ثقفی ص کو پاتا ہوں۔ اور دیکھا کہ ابراہیم 6بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، ان کے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب (یعنی اپنے آپ کو مراد لیا) ہیں۔ اور پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے پیچھے نماز پڑھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا کہ اے محمد (ص)! یہ جہنم کا داروغہ "مالک" ہے اس کو سلام کرو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے مجھے سلام کیا۔

باب: معراج (والی رات)میں نبی (ص) کا سدرۃ المنتہی تک پہنچنا۔

81: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) کو معراج کرائی گئی تو آپ (ص) سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ زمین سے جو چڑھتا ہے، وہ یہیں آ کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے۔ اور جو اوپر سے اترتا ہے، وہ بھی یہیں ٹھہرتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ "جبکہ سدرہ (بیری) کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی" (النجم : 16) سیدنا عبداللہ صنے کہا کہ یعنی سونے کے پتنگے۔ پھر رسول اللہ (ص) کو وہاں تین چیزیں دی گئیں۔ ایک تو پانچ نمازیں، دوسری سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اور تیسرے اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کی امت میں سے اس شخص کو بخش دیا جو اللہ کیساتھ شرک نہ کرے گا ، (باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے سوائے شرک کے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنىٰ﴾ کا مطلب

82: شیبانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زِرّ بن حبیش ص سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم" (النجم : 9) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص نے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے جبرائیل 6 کو دیکھاتھا ، ان کے چھ سو پرتھے۔

83: سیدنا ابن عباس ص اللہ تعالیٰ کے قول "دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے)دیکھا ... اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا" (النجم : 11,13) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا۔ (سیدنا ابن عباسص کا یہ اپنا نقطہ نظر ہے) (م۔ع)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بیان میں۔

84: مسروق سے روایت ہے کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا تو

انہوں نے کہا کہ اے ابو عائشہ! (یہ مسروق کی کنیت ہے) تین باتیں ایسی ہیں کہ جو کوئی ان کا قائل ہو، اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ میں نے کہا کہ وہ تین باتیں کونسی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ (ایک یہ ہے کہ) جو کوئی سمجھے کہ محمد (ص) نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ مسروق نے کہاکہ میں تکیہ لگائے ہوئے تھا، یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور کہاکہ اے اُمّ المؤمنین! ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ ”اس نے اس کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے“ (التکویر: 23) ”اسے ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا“ (النجم : 13)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہاکہ اس امت میں سب سے پہلے میں نے ان آیتوں کے متعلق رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ان آیتوں سے مراد جبرائیل 6 ہیں۔ میں نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو بار کے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور ان کے جسم کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک کے فاصلے کو بھر دیا تھا۔ پھر اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اس (اللہ) کو تو کسی کی نگاہ نہیں دیکھ سکتی اور وہ سب نگاہوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے“ (الانعام: 103) کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یاپردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے بیشک وہ برتر ہے حکمت والا ہے“ (الشوریٰ: 51)؟ (دوسری یہ ہے کہ) جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ (ص) نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے کچھ چھپا لیا، تو اس نے (بھی)اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے رسول (ص)! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے، پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی“ (المائدہ : 67)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہاکہ اور جو کوئی کہے کہ رسول اللہ (ص) کل ہونے والی بات جانتے تھے (یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے (بھی) اللہ تعالیٰ پر بڑا جھوٹ باندھا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ”(اے محمد (ص)!) کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا“۔ اور داؤد نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر رسول اللہ (ص) اس (یعنی قرآن) میں سے کچھ چھپانے والے ہوتے جو کہ ان پر نازل کیا گیا ہے، (یعنی قرآن) تو اس آیت کو چھپاتے کہ (یاد کرو) جب کہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا، جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھا، جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف کھاتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تو اس سے ڈرے“ (الاحزاب: 37)۔

85: سیدنا ابو موسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کھڑے ہو کر ایسی پانچ باتیں سنائیں۔ آپ (ص) نے فرمایا: 1۔ اللہ جل جلالہ◆ سوتا نہیں اور سونا اس کے لائق ہی نہیں (کیونکہ سونا عضلات اور اعضائے بدن کی تھکاوٹ سے ہوتااور اللہ تعالیٰ تھکن سے پاک ہے، دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہے اور موت کے مثل ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے)۔2۔ اور وہی ترازو کو جھکاتا اور اس کو اونچا کرتا ہے۔ 3۔ اسی کی طرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے اٹھایا جاتا ہے۔4۔ اس کا پردہ نور ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کا پردہ آگ ہے۔ 5۔ اگر وہ اس پردے کو کھول دے تو اس کے منہ کی شعائیں، جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے مخلوقات کو جلا دیں۔

86: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کیا قیامت کے روز ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات کاچاند دیکھنے میں ایک

دوسرے کو تکلیف دیتے ہو؟ (یعنی اژدحام اور ہجوم کی وجہ سے)۔ یا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ (ص) نے فرمایا کہ بھلا تمہیں سورج کے دیکھنے میں، جس وقت کہ بادل نہ ہو (اور آسمان صاف ہو) کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچاتے ہو ؟ لوگوں نے کہا نہیں یارسول اللہ (ص)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر اسی طرح (یعنی بغیر تکلیف، مشقت، زحمت اور اژدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرمائے گا کہ جو کوئی جس کو پوجتا تھا اسی کیساتھ ہو جائے۔ پھر جو شخص سورج کو پوجتا تھا وہ سورج کیساتھ ہو جائے گا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کیساتھ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کیساتھ ہو جائے گا۔ بس یہ امت محمد (ص) باقی رہ جائے گی جس میں منافق لوگ بھی ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں آئے گا کہ جس کو وہ نہ پہچانیں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے کہ ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہم اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں، تو وہ کہیں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پھر وہ اس کیساتھ ہو جائیں گے اور دوزخ کی پشت پر پُل رکھا جائے گا تو میں (ص) ور میری امت سب سے پہلے پار ہوں گے اور سوائے پیغمبروں کے اور کوئی اس دن بات نہ کر سکے گا۔اور پیغمبروں کا بول اس وقت یہ ہو گا کہ یا اللہ بچائیو! (یہ شفقت کی وجہ سے کہیں گے مخلوق پر) اور دوزخ میں کڑے ہیں (لوہے کے، جن کا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور میں جب گوشت ڈالتے ہیں تو کڑوں میں لگا کر ڈالتے ہیں) جیسے سعدان جھاڑی کے کانٹے (سعدان ایک کانٹوں دار جھاڑ ی ہے) نبی (ص) نے صحابہ ' سے فرمایا کہ کیا تم نے سعدان جھاڑی دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دیکھی ہے۔ آ پ(ص) نے فرمایا کہ پس وہ سعدان کے آنکڑے کانٹوں کی شکل پر ہوں گے لیکن سوائے اللہ تعالیٰ کے یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کڑے کتنے بڑے بڑے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو دوزخ میں گھسیٹیں گے (یعنی فرشتے ان کڑوں سے دوزخیوں کو گھسیٹ لیں گے) ان کے بدعملوں کی وجہ سے۔ اب بعض ان میں برباد ہوں گے جو اپنے بد عمل کے سبب سے برباد ہو جائیں گے اور بعض ان میں سے اپنے اعمال کا بدلہ دئیے جائیں گے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فراغت پائے گا اور چاہے گا کہ دوزخ والوں میں سے جس کو چاہے اپنی رحمت سے نکالے، تو فرشتوں کو حکم دے گا دوزخ سے اس شخص کو نکالیں جس نے اللہ کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو، جس پر اللہ نے رحمت کرنی چاہی ہو، جو کہ لاالٰہ الا اللہ کہتا ہوگا، تو فرشتے دوزخ میں ایسے لوگوں کو پہچان لیں گے اور وہ انہیں سجدوں کے نشان سے پہچانیں گے۔ آگ آدمی کو جلا ڈالے گی سوائے سجدے کے نشان کی جگہ کے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے آگ پر اس جگہ کا جلانا حرام کیا ہے۔ پھر وہ دوزخ سے جلے بھنے نکالے جائیں گے ، تب ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا تو وہ تازے ہو کر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (پانی جہاں پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہاں دانہ خوب اگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آبِ حیات ڈالتے ہی تازے ہو جائیں گے اور جلن کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) پھر جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے سے فارغ ہو گا اور ایک مرد باقی رہ جائے گا جس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا اور یہ جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہو گا ، وہ کہے گا کہ اے رب! میرا منہ جہنم کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بو مجھے ایذا میں ڈالنے والی اور اس کی گرمی مجھے جلائے دے رہی ہے ۔ پھر اللہ سے دعا کرے گا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا؟ وہ کہے گا کہ نہیں، پھر میں کچھ سوال نہ کروں گا اور جیسے جیسے اللہ کو منظور ہوں گے وہ قول اقرار کرے گا، تب اللہ تعالیٰ اس

کا منہ دوزخ کی طرف سے (جنت کی طرف) پھیر دے گا۔ جب جنت کی طرف اس کا منہ ہو گا تو جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا چپ رہے گا، پھر کہے گا کہ اے رب مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو کیا کیا قول اور اقرار کر چکا ہے کہ پھر میں دوسرا سوال نہ کروں گا، برا ہو تیرا، اے آدمی تو کیسا دغا باز ہے؟ وہ کہے گا کہ اے رب! اور دعا کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالی فرمائے گا کہ اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو پھر تو اور کچھ مانگے گا؟ وہ کہے گا کہ نہیں قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور اقرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہو گا، آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔ جب وہاں کھڑا ہو گا تو ساری جنت اس کو دکھلائی دے گی اور جو کچھ اس میں نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب۔ پھر ایک مدت تک جب تک اللہ کو منظور ہو گا وہ چپ رہے گا۔ اس کے بعد عرض کرے گا کہ اے رب! مجھے جنت کے اندر لے جا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نے کیا پختہ وعدہ اور اقرار نہیں کیا تھا کہ اب میں کچھ سوال نہ کروں گا؟ بُرا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے! تو کیسا دھوکہ باز ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب میں تیری مخلوق میں بدنصیب نہیں ہوں گا اور دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ◆ ہنس دے گا اور جب اللہ تعالیٰ کو ہنسی آجائے گی تو فرمائے گا کہ اچھا، جا جنت میں چلا جا۔ جب وہ جنت کے اندر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اب تو کوئی اور آرزو کرے وہ کرے گا اور مانگے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا کہ فلاں چیز مانگ، فلاں چیز مانگ۔ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو حق تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے یہ سب چیزیں تجھے دیں اور ان کیساتھ اتنی ہی اور دیں۔ (یعنی اپنی خواہشوں سے دو گنا لے۔ سبحان اللہ ! کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر اور اگر وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے؟ وہی مالک ہے وہی خالق ہے، وہی رازق ہے، وہ پالنے والا ہے) عطاء بن یزید نے کہا جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ سیدنا ابو سعید خدری ص بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں سیدنا ابو ہریرہ ص کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے۔ لیکن جب سیدنا ابوہریرہ ص نے یہ کہاکہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو سیدنا ابو سعید خدری صنے کہا کہ اے ابو ہریرہ! اس کے مثل دس گنا اور بھی۔ تو سیدنا ابو ہریرہ ص نے کہا کہ مجھے تو یہی بات یاد ہے کہ رسول اللہ (ص) نے یوں فرمایا کہ ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں۔ سیدنا ابو سعید خدری ص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ (ص) نے یوں فرمایا کہ ہم نے یہ سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ سیدنا ابو ہریرہ ص نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا (تو اور جنتیوں کومعلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی)۔

باب: اللہ کی توحید کا اقرار کرنے والوں کا جہنم سے نکلنا۔

87: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہاں رہنے کیلئے ہیں جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مریں گے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر موت طاری کرے گا یہاں تک کہ وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کیلئے شفاعت کی اجازت ہو گی اور یہ لوگ گروہ در گروہ لائے جائیں گے اور جنت کی نہروں پر پھیلائے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ اے جنت کے لوگو! ان پر پانی ڈالو۔ تب وہ اس طرح سے اُگیں گے جیسے دانہ اس مٹی میں اگتا ہے جس کو پانی بہا کر لاتا ہے۔ (یہ سن کر) ایک شخص بولا کہ گویا رسول اللہ (ص)! (معلوم ہوتا ہے) آ پ(ص) جنگل میں رہے ہیں (جبھی تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ میں جو مٹی جمع ہوتی ہے اس میں دانہ خوب اگتا ہے)۔

88: سیدنا انس صاور سیدنا عبداللہ بن مسعود ص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سب سے آخر میں جو شخص جنت میں جائے گا، وہ ایک ایسا شخص ہو گا جو چلے گا، پھر اوندھا گرے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلاتی جائے گی۔ جب دوزخ سے پار ہو جائے گا، تو پیٹھ موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا کہ بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ (جہنم) سے نجات دی۔ بیشک جتنا اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اتنا اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر اس کو ایک درخت دکھلائی دے گا، وہ کہے گا کہ اے رب، مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سایہ میں رہوں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو تو اور بھی سوال کرے گا؟ وہ کہے گا کہ نہیں اے میرے رب! اور عہد کرے گا کہ پھر میں کوئی سوال نہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کر لے گا اس لئے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھے گا جس پر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے جب وہ تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے)۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا اور وہ اس کے سایہ میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا۔ پھر اس کو ایک اور درخت دکھلائی دے گا، جو اس سے بھی اچھا ہو گا۔ وہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے اس درخت کے نزدیک پہنچا دے تاکہ میں اس کے سائے میں جاؤں اور اس کا پانی پیوں اور میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پھر سوال نہ کروں گا؟ اور اگر میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں، تو پھر تو اور سوال کرے گا۔ وہ اقرار کرے گا کہ نہیں پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لئے کہ اس کو اس نعمت پر، جو وہ (شخص) دیکھتا ہے، صبر نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کر دے گا، وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں کا پانی پئے گا۔ پھر اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر ہو گا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہو گا۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اس کے نیچے سایہ میں رہوں اور وہاں کا پانی پیوں، اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو اقرار نہ کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا؟ وہ کہے گا کہ بیشک میں اقرار کر چکا تھا، لیکن اب میرا یہ سوال پورا کر دے، پھر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لئے کہ وہ ان نعمتوں کو دیکھے گا جن پر وہ صبر نہیں کر سکتا۔آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس کر دے گا۔ جب وہ اس درخت کے پاس جائے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! تیرے سوال کو کون سی چیز پوراکرے گی؟ (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیسے بند ہو گا) بھلا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دے کر اتنا ہی اور دوں؟ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! تو سارے جہاں کا مالک ہو کر مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ پھر سیدنا عبداللہ بن مسعود ص ہنسنے لگے اور لوگوں سے کہا کہ تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کیوں ہنستا ہوں؟ لوگوں نے پوچھا کہ تم کیوں ہنستے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص)بھی (اس حدیث کو بیان کر کے) اسی طرح ہنسے تھے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ رب العالمین کے ہنسنے سے، میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندے یہ کہے گا کہ تو سارے جہان کا مالک ہو کر مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ تو پروردگار ہنس دے گا (اس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور اللہ فرمائے گا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا (مذاق کرنا میرے لائق نہیں وہ بندوں کے لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کر سکتا ہوں۔

89: ابوالزبیر نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت کی ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے قیامت کے دن

لوگوں کے آنے کے حال کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن اس طرح سے آئیں گے
یعنی یہ اوپر سب آدمیوں کے۔ پھر سب امتیں اپنے اپنے بتوں اور معبودوں کیساتھ پکاری جائیں گی۔ پہلی امت،
پھر دوسری امت۔ اس کے بعد ہمارا پروردگار آئے گا اور فرمائے گا کہ تم کس کاانتظار کر رہے ہو؟ (یعنی امتِ
محمدی (ص) سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائے گا) وہ کہیں گے کہ ہم اپنے پروردگار کا انتظار کر رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہارا مالک ہوں، وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں گے تو تب(معلوم ہوگا) پھر
اللہ ان کو ہنستا ہوا دکھائی دے گا اور ان کیساتھ چلے گا اور سب لوگ اس کے پیچھے ہوں گے اور ہرا یک
آدمی کوخواہ وہ منافق ہو یا مومن، ایک نور ملے گا۔ لوگ اس کیساتھ ہوں گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور
کانٹے ہوں گے، وہ پکڑ لیں گے جن کو اللہ چاہے گا۔ اس کے بعد منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن نجات
پائیں گے۔ تو پہلا گروہ مومنوں کا (جو ہو گا) ان کے منہ چودھویں رات کے چاند کے سے ہوں گے (وہ گروہ)
ستر ہزار آدمیوں کا ہو گا جن سے حساب و کتاب نہ ہوگا۔ ان کے بعد گروہ خوب چمکتے ستارے کی طرح
ہوں گے۔ پھر ان کے بعد کا ان سے کم، یہاں تک کہ شفاعت کا وقت آجائے گا اور لوگ شفاعت کریں گے اور
جہنم سے وہ شخص بھی نکالا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا اور اس کے دل میں ایک جو کے برابر بھی
نیکی اور بہتری تھی۔ یہ لوگ جنت کے صحن میں ڈال دئیے جائیں گے اور جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے
(جس سے) وہ اس طرح اگیں گے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ میں اگتا ہے۔ اور ان کی سوز جلن بالکل جاتی رہے
گی۔ پھر وہ اللہ سے سوال کریں گے اور ہر ایک کو اتنا ملے گا جیسے ساری دنیا بلکہ اس کے ساتھ دس گنا اور
بھی۔

90: یزید بن صہیب فقیر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات کھب گئی تھی (اور
وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جائے گا وہ پھر وہاں سے نہ
نکلے گا)، تو ہم ایک بڑی جماعت کیساتھ اس ارادے سے نکلے کہ حج کریں۔ پھر خارجیوں کا مذہب پھیلائیں
گے۔ جب ہم مدینے میں پہنچے تو دیکھا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ص ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو
رسول اللہ (ص) کی حدیثیں سنا رہے ہیں۔ یکایک انہوں نے دوزخیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا کہ اے صحابی
رسول اللہ (ص) ! تم کیا حدیث بیان کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ”اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم
میں ڈالے، یقینا تو نے اسے رسوا کیا“ (آلِ عمران: 192) نیز ”جب کبھی اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو اسی
میں لوٹا دئیے جائیں گے“ (السجدہ : 20)۔ اور اب یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟انہوں نے کہا کہ تو نے قرآن پڑھا ہے؟
میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے پھر کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ (ص) کا مقام سنا ہے (یعنی وہ مقام جو اللہ تعالیٰ
قیامت کے روز عنایت فرمائے گا)؟ میں نے کہا جی ہاں! میں نے سنا ہے۔ انہوں نے کہا یہ ہی محمد (ص) کے
لئے ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنہیں چاہے گا، جہنم سے نکالے گا۔ پھر انہوں نے پل
صراط کا حال اور اس پل پر سے لوگوں کے گزرنے کا حال بیان کیا اور اور مجھے ڈر ہے کہ شاید مجھے یاد نہ
رہا ہو مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ میں جانے کے بعد اس میں سے نکالے جائیں گے اور وہ اس
طرح نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جل بھن کر)۔ پھر جنت کی ایک نہر میں جائیں گے اور وہاں
غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے۔ یہ سن کر ہم لوٹے اور ہم نے کہا کہ تمہاری خرابی
ہو! کیا یہ بوڑھا رسول اللہ (ص) پر جھوٹ باندھتا ہے؟ (یعنی وہ ہرگز جھوٹ نہیں بولتا، پھر تمہارا مذہب
غلط نکلا)۔ اور ہم سب اپنے مذہب سے پھر گئے مگر ایک شخص نہ پھرا۔ یا جیسا ابو نعیم فضل بن دکین
(امام مسلم کے استاذ کے استاذ) نے بیان کیا۔

91: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دوزخ سے چار آدمی نکالے جائیں گے

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کئے جائیں گے۔ ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھ کر کہے گا کہ اے میرے مالک! جب تو نے مجھے اس (جہنم) سے نجات دی ہے، تو اب پھر اس میں مت لے جانا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نجات دیدے گا۔

باب: شفاعت کا بیان۔

92: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ (ص) کے پاس گوشت لایا گیا تو دستی کا گوشت آپ (ص) کو دیا گیا، وہ آپ (ص) کو بہت پسند تھا۔ آپ (ص) نے اس کو دانتوں سے نوچا اور فرمانے لگے کہ میں قیامت کے دن سب آدمیوں کا سردار ہوں گا۔اور کیا تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام اگلوں پچھلوں کوایک ہی میدان میں اکٹھا کرے گا، یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کوسنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان سب پر پہنچے گی، اور سورج قریب ہو جائے گا، اور لوگوں پر ایسی مصیبت اور سختی ہو گی کہ اس کو وہ سہہ نہ سکیں گے۔ آخر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے؟ کیا کوئی سفارشی ، شفیع نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری کچھ سفارش کرے؟ بعض کہیں گے کہ آدم 6کے پاس چلو، تو سب کے سب آدم 6کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ آپ تمام آدمیوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اپنی طرف سے روح آپ میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، آپ پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اور کس قدر تکلیف میں ہیں؟ آدم 6کہیں گے کہ آج میرا رب اپنے غصہ میں ہے کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا غصہ ہوا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا اور اس نے مجھے اس درخت (کے پھل) سے منع کیا تھا، لیکن میں نے (کھا لیا اور) اب مجھے خود اپنی فکر ہے ، تم کسی اور کے پاس جاؤ، نوح 6 کے پاس جاؤ۔ پھر لوگ نوح 6 کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح! 6 تم سب پیغمبروں سے پہلے زمین پر آئے، اللہ نے تمہارا نام عبداً شکوراً (شکر گزار بندہ) رکھا ہے، تم اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کرو، کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں؟ اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے؟ وہ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اتنا غصہ میں ہے کہ نہ تو ایسا پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد ہو گا اور میرے واسطے ایک دعا کا حکم تھا (کہ وہ مقبول ہو گی)، وہ میں اپنی امت کے خلاف مانگ چکا (وہ مقبول دعا اپنی قوم پر بددعا کی شکل میں کر چکا ہوں جس سے وہ ہلاک ہو گئی تھی)، اس لئے مجھے اپنی فکر ہے، تم ابراہیم 6 کے پاس جاؤ۔ پھر سب ابراہیم 6 کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ اللہ کے نبی اور ساری زمین والوں میں اس کے دوست ہیں، آپ اپنے پروردگار کے ہاں ہماری سفارش کیجئے، کیا آپ نہیں دیکھتے جس حال میں ہم ہیں؟ اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے؟ وہ کہیں گے کہ میرا پروردگار آج بہت غصہ میں ہے اتنا غصہ میں کہ نہ تو اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا اور وہ اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کریں گے (جو انہوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا جو کہ دراصل توریہ تھا) اس لئے مجھے خود اپنی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ، موسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ موسیٰ 6 کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ اے موسیٰ 6 ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پیام (رسالت) اور کلام سے تمام لوگوں پر فضیلت و بزرگی دی ہے، آپ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے، کیا آپ نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں؟ اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے؟ موسیٰ 6 ان سے کہیں گے کہ آج میرا رب ایسے غصہ میں ہے کہ اتنا غصہ میں نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہو گا، اور میں نے دنیا میں ایک شخص کو قتل کیا تھا، جس کا مجھے حکم نہ تھا، اس لئے مجھے اپنی فکر پڑی ہے، تم عیسیٰ (6) کے پاس جاؤ۔ وہ عیسیٰ 6 کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے (ماں کی) گود میں لوگوں سے باتیں کیں، اور اس کا وہ کلمہ ہیں

جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور اس کی طرف سے روح ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے کیا آپ نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے؟ عیسیٰ 6 ان سے کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غصے میں ہے، اتنا غصے میں کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اورنہ اس کے بعد کبھی ہو گا (اور ان کا کوئی گناہ بیان نہیں کیا) مجھے تو خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ ، محمد (ص) کے پاس جاؤ۔ تو وہ لوگ میرے (محمد(ص)) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے محمد((ص))! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دئیے ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے، کیا آپ ہمارا حال نہیں دیکھتے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں؟ پس میں یہ سنتے ہی (میدانِ حشر سے) چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر اپنے پروردگار کو سجدہ کروں گا، پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھول دے گا اور اپنی وہ وہ تعریفیں اور خوبیاں بتلائے گا، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں، (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر (اللہ تعالیٰ) کہے گا کہ اے محمد((ص)) ! سر اٹھا اور مانگ، جو مانگے گا، دیا جائے گا، سفارش کر، قبول کی جائے گی۔ میں سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے رب میری امت پر رحم فرما، اے میرے رب میری امت پر رحم فرما۔ حکم ہو گا کہ اے محمد (ص)! اپنی امت میں سے جن لوگوں سے کوئی حساب کتاب نہیں ہو گا ان کو جنت کے داہنے دروازے سے داخل کرو اور وہ جنت کے باقی دوسرے دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے شریک ہیں (یعنی ان دروازوں میں سے بھی جا سکتے ہیں لیکن یہ دروازہ ان کیلئے مخصوص ہے) (آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ص) کی جان ہے! کہ جنت کے ایک دروازے کی چوڑائی ایسی ہے، جیسے مکہ اور حجر(بحرین کے ایک شہر کا نام ہے) کے درمیان کا فاصلہ یا مکہ اور بصریٰ (ملک شام کا شہر) کے درمیان کا فاصلہ ہے (راوی کو شک ہے)۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ میں سب سے پہلے جنت کے متعلق سفارش کروں گا اور دیگر انبیاء سے میرے متبعین زیادہ ہوں گے۔

93: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت (کے بارے) میں سفارش کروں گا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا (پیروی نہیں کی) جتنے لوگوں نے مجھے مانا (میری پیروی کی) اور کوئی پیغمبر تو ایسا ہے کہ اس کا ماننے والا (ایمان لانے والا) ایک ہی شخص تھا۔

باب: نبی (ص) کا جنت کا دروازہ کھلوانا۔

94: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ چوکیدار پوچھے گا کہ تم کون ہو؟ میں کہوں گا کہ میں محمد (ص) ہوں۔ وہ کہے گا کہ مجھے آپ ہی کے واسطے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ ہر نبی کی ایک دعا قبول کی گئی ہے۔

95: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے اور ہر نبی نے جلدی کر کے وہ دعا (دنیا ہی میں) مانگ لی اور میں اپنی دعا کو قیامت کے دن کیلئے ، اپنی امت کی شفاعت کیلئے چھپا کر رکھتا ہوں اور اللہ کے حکم سے (میری) شفاعت ہر اس امتی کیلئے ہو گی جو حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا ۔

باب: نبی (ص) کا اپنی امت کیلئے دعا فرمانا۔

96: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے ابراہیم 6 کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت فرمائی کہ ”اے میرے پالنے والے (معبود) انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے، پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے، تو تو بہت ہی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے“ (ابراہیم: 36) اور عیسیٰ 6 کا قول (جو کہ قرآن پاک میں منقول ہے) کہ ”اگر تو ان کو سزا دے، تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے، تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے“۔ پھر نبی (ص) نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ اے میرے رب! میری امت ، میری امت۔ اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! تم محمد (ص) کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے لیکن تم جا کر ان سے پوچھو کہ وہ کیوں روتے ہیں؟ جبرئیل 6 آپ (ص) کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ (ص) نے سب حال بیان کیا۔ جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا، حالانکہ وہ تو خود خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل! محمد (ص) کے پاس جا اور کہہ کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ناراض نہیں کریں گے۔

97: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی ص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے (مکہ میں ہجرت سے پہلے) اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں؟ (اس قلعہ کیلئے کہا جو کہ جاہلیت کے زمانے میں دوس کا تھا) آپ (ص) نے اس وجہ سے قبول نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصہ میں یہ بات لکھ دی تھی کہ (رسول اللہ (ص) ان کے پاس ان کی حمایت اور حفاظت میں رہیں گے) پھر جب رسول اللہ (ص) نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، تو سیدنا طفیل بن عمرو ص نے بھی ہجرت کی اور ان کیساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) تو وہ شخص جو سیدنا طفیل ص کیساتھ آیا تھا، بیمار ہو گیا اور تکلیف کے مارے اس نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ دونوں ہاتھوں سے، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر سیدنا طفیل صنے اسے خواب میں دیکھا اور (ص) س کی حالت اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا۔ سیدنا طفیل صنے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا :مجھے اس لئے بخش دیا کہ میں نے اس کے پیغمبرکی طرف ہجرت کی تھی۔ سیدنا طفیل صنے کہاکہ کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے دونوں ہاتھ چھپائے ہوئے ہے؟ وہ بولا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا ہے۔ پھر یہ خواب سیدنا طفیل صنے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش دے جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے (اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کہ ”(اے محمد (ص)) اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرایئے“۔

98: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیے“ (الشعراء: 214) تو رسول اللہ (ص) نے قریش کے لوگوں کو بلایا، وہ سب اکٹھے ہوئے تو آپ (ص) نے (پہلے) سب کو بالعموم ڈرایا اور پھر خاص کیا (یعنی نام لے کر ان لوگوں کو) اور فرمایا کہ اے کعب بن لوء ی کے بیٹو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے عبد شمس کے بیٹو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے ہاشم کے بیٹو! اپنے آپ کو جہنم سے چھڑاؤ۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ۔ اے فاطمہ(رضی اللہ عنہا)! اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ، اس لئے کہ میں اللہ کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر وہ عذاب کرنا چاہے۔ تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم جو ناتا مجھ سے رکھتے ہو،

اس کو میں جوڑتا رہوں گا (یعنی دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہوں گا)۔

باب: کیا نبی (ص) ابو طالب کو کوئی فائدہ پہنچا سکے؟

99: سیدنا عباس بن عبدالمطلب ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ (ص)! کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہنچایا؟ وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا تو اس پر غصے ہوتے تھے)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ”ہاں“ وہ جہنم کے اوپر کے درجے میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں ان کیلئے دعا نہ کرتا)، تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے)۔

100: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہو گا، وہ دو ایسی جوتیاں پہنے ہوگا کہ جن سے اس کا دماغ کھولے گا (جیسے ہنڈیا میں پانی کھولتا ہے)۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

101: سیدنا حصین بن عبدالرحمن ص کہتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن جبیر ص کے پاس تھا انہوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارے کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا؟ میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھے عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سیدنا سعید ص نے کہاکہ پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہاکہ میں نے دم کروایا۔ انہوں نے کہا کہ تو نے دم کیوں کرایا؟ میں نے کہاکہ اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ شعبی نے کونسی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا کہ انہوں نے ہم سے سیدنا بریدہ بن حصیب (ص) سلمی ص کی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ دَم فائدہ نہیں دیتا مگر نظر کیلئے یا ڈنگ کیلئے (یعنی بد نظر کے اثر کو دُور کرنے کیلئے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کیلئے مفید ہے) سیدنا سعید ص نے کہا کہ جس نے سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا لیکن ہم سے تو سیدنا عبداللہ بن عباس ص نے حدیث بیان کی، انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کیساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کیساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بڑی امت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ 6 اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کو دیکھو۔ میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے، مجھ سے کہا کیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ پھر آپ (ص) کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعضوں نے کہا کہ شاید وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ (ص) کی صحبت میں رہے۔ بعض نے کہا نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ کیساتھ کسی کوشریک نہیں کیا۔ بعض نے کچھ اور کہا۔ اتنے میں رسول اللہ (ص) باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟(ص) نہوں نے آپ (ص)کو خبر دی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو نہ دَم کرتے ہیں اور نہ دَم رکھتے ہیں نہ دَم کراتے ہیں اور نہ بدشگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر عکاشہ بن محصن ص کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ (ص) اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو انہی لوگوں میں سے ہے۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہی

لوگوں میں کرے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ عکاشہ ص تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا ہے

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ میں امید کرتا ہوں کہ جنت والوں میں آدھے تم ہو گے (یعنی مسلمان)۔

102: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ ایک خیمے میں تھے جس میں تقریبا چالیس آدمی ہوں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ اہل جنت کے چوتھائی تم لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اس بات سے خوش ہو کہ اہل جنت کے ایک تہائی تم ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ص) کی جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کے آدھے ہو نگے اور یہ اس لئے کہ جنت میں وہی جائے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر ایسے ہیں جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک سرخ بیل کی کھال میں ایک سیاہ بال ہو۔

باب: اللہ عزوجل کا آدم 6 کو یہ فرمانا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے افراد جہنم کیلئے نکالو۔

103: سیدنا ابو سعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم! وہ کہیں گے کہ حاضر ہوں تیری خدمت میں اور تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ حکم ہو گا کہ دوزخیوں کی جماعت نکالو۔ وہ عرض کریں گے کہ دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ حکم ہو گا کہ ہر ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے آدمی جہنم کیلئے نکالو (اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جائے گا) آپ (ص) نے فرمایا کہ یہی تو وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جائے گا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اس دن کی درازی کی وجہ سے) ”اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ جیسے نشے میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے“ (الحج : 2) صحابہ 'اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! دیکھئے اس ہزار میں سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم میں سے کون نکلتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کہ یاجوج ماجوج کے کافر اس قدر ہیں کہ اگر ان کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے ہزارآدمی پڑیں۔ پھر آپ(ص) نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ جنت کے ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہوں گے، اس پر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی۔پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ جنت کے تہائی آدمی تم میں سے ہوں گے۔ اس پر ہم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور کبریائی بیان کی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہوں گے۔ تمہاری مثال اور امتوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں ہو یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں۔

SK/

کتاب: وضو کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کوئی نماز وضو کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

104: مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص ابن عامر کے پاس عیادت کو آئے کیونکہ ابن عامر بیمار تھے۔ ابن عامر نے کہا کہ اے ابن عمر (ص) تم میرے لئے دعا نہیں کرتے؟ انہوں نے کہاکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کرتا اور اس مالِ غنیمت میں سے دئیے گئے صدقے کو بھی قبول نہیں کرتا جو تقسیم سے پہلے اڑا لیا جائے اور تم تو بصریٰ کے حاکم رہ چکے ہو۔

باب: نیند سے جاگتے وقت، برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کیا بیان۔

105: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین بار دھوئے اس لئے کہ اس کو نہیں معلوم کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں رہا۔

باب: راستے میں اور سایہ میں پاخانہ پھرنے کی ممانعت ۔

106: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم لعنت کے دو کاموں سے بچو (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں) لوگوں نے کہا کہ وہ لعنت کے دو کام کونسے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک تو راہ میں (جہاں سے لوگ آتے جاتے ہوں) پائخانہ پھرنا اور دوسری سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پائخانہ پھرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہو گی اور وہ بُرا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

باب: پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا ۔

107: سیدنا عبداللہ بن جعفر ص کہتے ہیں کہ مجھے ایک دفعہ رسول اللہ (ص) نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا، پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کروں گا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے)۔ ابن اسماء نے ایک حدیث میں ”حائش نخل“ کی بجائے ”حآئط نخل“ کہا۔

باب: جب بیت الخلاء میں داخل ہوتو کیا پڑھے؟

108: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے کہ ”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری، ناپاک شیطانوں اور شیطاننیوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے یا شیاطین اور معاصی سے۔“

باب: پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کیا جائے۔

109: سیدنا ابو ایوب ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب تم پاخانے کو جاؤ تو پیشاب یا پاخانہ کرنے میں قبلہ کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ کرو، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔(اس سے مراد ان علاقوں کے لوگ ہیں جن کا قبلہ شمال یا جنوب کی سمت ہو۔ جنکی سمت قبلہ مشرق یا مغرب میں ہے، وہ مشرق یا مغرب کی بجائے شمال یا جنوب کی منہ کرینگے) سیدنا ابو ایوب صنے کہا کہ پھر ہم شام کے ملک

میں آئے اور دیکھا تو لیٹرینیں (بیت الخلاء) قبلہ کی طرف بنی ہوئی ہیں، ہم ان پر سے منہ پھیر لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے۔

باب: بنے ہوئے بیت الخلاء میں اس بات کی رخصت۔

110: واسع بن حبان کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور سیدنا عبداللہ بن عمر ص اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے ان کے پاس مڑا۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہاکہ لوگ کہتے ہیں کہ جب حاجت کو بیٹھو تو قبلہ اوربیت المقدس کی طرف منہ نہ کرو۔ (ایک دفعہ جب) میں چھت پر چڑھا تو رسول اللہ (ص) کو دو اینٹوں پر قضاء حاجت کے لئے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے دیکھا (یعنی جب بیت المقدس کی طرف منہ ہو گا تو قبلہ کی طرف پیٹھ ہو گی)۔

باب: پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کہ پھر اس سے غسل بھی کیا جائے۔

111: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے(اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے) پھر اسی پانی سے غسل کرے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تو ایسا مت کر کہ تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرے جوبہتا نہیں ہے اور پھر اسی پانی سے غسل کرے۔

باب: پیشاب سے بچنے اور پردہ کرنے کا بیان۔

112: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں۔ ایک تو ان میں سے چغل خوری کرتا تھا (یعنی ایک کی بات دوسرے سے کرنا اور لڑائی کے لئے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا۔ پھر آپ (ص) نے کھجور کی ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے۔

باب: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی ممانعت ۔

113: عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (ابو قتادہ) ص سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنا ذکر پیشاب کرنے میں داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں پھونک مارے۔

باب: پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہو کر پانی سے استنجاء کرنا۔

114: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا گیا، اس کے پاس ایک لوٹا تھا، وہ لڑکا ہم میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس نے لوٹا ایک بیری کے پاس رکھ دیا اورپھر رسول اللہ (ص) اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور پانی سے استنجا کر کے باہر نکلے۔

باب: طاق ڈھیلے استعمال کرنے کا بیان۔

115: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پاخانے کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے صاف کرے اور جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک جھاڑے۔

باب: پتھر سے استنجاء کرنے کا بیان اور گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت۔

116: سیدنا سلمان ص کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے نبی (ص) نے تم کو ہر ایک بات سکھائی۔ یہاں تک کہ پاخانے اور پیشاب کی بھی تعلیم دی، انہوں نے کہا ہاں۔ آپ (ص) نے ہمیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب اور پاخانہ کرنے سے منع کیا اور اس بات سے بھی منع کیا کہ داہنے ہاتھ سے یا تین سے کم پتھروں سے یا گوبر اور ہڈی سے استنجا کریں۔

باب: مردہ جانور کی کھال سے فائدہ حاصل کرنا۔

117: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی تھی، وہ مر گئی۔ اور رسول اللہ (ص) نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگ کر کام میں لاتے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ مردار تھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مردار کا کھانا حرام ہے۔

باب: جب چمڑا رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے۔

118: یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے کہ ابوالخیر نے ان سے بیان کیا کہ میں نے ابن وعلہ السبئی کو ایک پوستین پہنے دیکھا۔ میں نے اس کو چھوا، انہوں نے کہا کہ ابن وعلہ کیوں چھوتے ہو (کیا اس کو نجس جانتے ہو)؟ میں نے سیدنا عبداللہ صسے کہا کہ ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کافر اور آتش پرست بہت ہیں وہ مینڈھا ذبح کرکے لاتے ہیں۔ ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور مشکیں لاتے ہیں، ان میں چربی ڈال کر۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے اگرچہ کافر نے رنگی ہو)۔

باب: جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیئے۔

119: سیدنا عبداللہ بن مغفل ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم کیا۔ پھر فرمایا کہ ان لوگوں اور کتوں کا کیا حال ہے؟ پھر شکار کیلئے اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے کتا پالنے کی اجازت دی (یعنی بکریوں کی حفاظت کیلئے) اور فرمایا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال کر پئے تو اس کو سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھو۔ اور یحییٰ بن سعید کی روایت میں ہے کہ نبی (ص) نے شکار، بکریوں اور کھیتی کی حفاظت کیلئے کتے کی اجازت دی۔

باب: وضو کی فضیلت کا بیان۔

120: سیدنا ابو مالک اشعری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے اور الحمد للہ ترازو کو بھر دے گا۔ (یعنی اس قدر اس کا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اس کے اجر سے بھر جائے گا) اور سبحان اللہ اور الحمدللہ دونوں آسمانوں اور زمین کے بیچ کی جگہ کو بھر دیں گے اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے لئے دلیل ہوگا یا تیرے خلاف دلیل ہوگا (اگر قرآن پر عمل ہو گا تو دلیل بن جائے گا ورنہ وبال بن جائیگا)۔ ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا)صبح کو اٹھتا ہے یا تو اپنے آپ کو (نیک کام کر کے اللہ کے عذاب سے) آزاد کرتا ہے یا (بُرے کام کر کے) اپنے آپ کو تباہ کرتا ہے۔

باب: وضو کے ساتھ گناہوں کا دور ہونا۔

121: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ

شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے۔ پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) ۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا ، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے ۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا ، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے ۔

باب: وضو کے وقت مسواک کرنا۔

122: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رسول اللہ (ص) کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ (ص) اٹھے اور باہر نکل کر آسمان کی طرف دیکھا، پھر یہ آیت پڑھی جو سوئہ آل عمران میں ہے ”اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَواتِ والاَرض وَاخْتِلاف الیل ...“ سے ”فَقِنَ(ص) عَذَابَ النَّار“ تک ۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ پھر لیٹ گئے پھر اٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی۔ پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

123: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے ۔

باب: وضو یا دیگر کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا۔

124: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ (ص) طہارت میں، کنگھی کرنے میں جوتا پہننے میں داہنی طرف کو بہت پسند کرتے تھے۔

باب: رسول اللہ (ص) کے وضو کا طریقہ۔

125: سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری ص سے روایت ہے، اور وہ صحابی تھے ، کہ ان سے لوگوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ (ص) کی طرح وضو کر کے بتلائیے۔ چنانچہ انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا ، اس کو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ۔ (اس سے معلوم ہوا کہ وضو شروع کرتے وقت دونوں ہاتھوں کا انگلیوں سمیت دھونا مستحب ہے، پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور انہیں تین بار دھویا۔ پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ۔ پھر تین بار ایسے ہی کیا۔ پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے کہ دونوں چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا) پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے ۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور سر پر مسح کیا ، پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے سے پیچھے لے گئے پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے (یعنی پیشانی تک واپس لائے) پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ۔ اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ (ص) اسی طرح وضو کیا کرتے تھے ۔

باب: ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنا۔

126: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک جھاڑے ۔ سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی اکرم(ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو تین مرتبہ ناک کو جھاڑے کیونکہ شیطان ناک کی چوٹی یا ناک کے بیچ والی رگوں میں رات گزارتا ہے۔

باب: پیشانیوں اور ہاتھ پاؤں کی چمک پوراوضو کرنے سے ہوگی۔

127: نعیم بن عبداللہ مجمر سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ص کو دیکھا کہ وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ بھی دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ بھی دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا۔ پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا۔ پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قیامت کے دن پورا وضو کرنے کی وجہ سے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی اپنی چمک کو بڑھانا چاہے تو بڑھائے۔ (یعنی اپنے اعضاء کو خوب آگے تک دھوئے)۔

128: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا ”سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمانوں کا اور اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں“ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علماء اور فضلاء سے ملنے کی) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یار سول اللہ (ص)! کیا ہم آپ (ص) کے بھائی نہیں ہیں ؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے۔ صحابہ 'نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) آپ اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جن کو آپ (ص)نے دیکھا ہی نہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا بھلا تم میں سے کسی کے سفید پیشانی، سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں مل جائیں، تو وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا ؟ صحابہ 'نے عرض کیا کہ بیشک وہ تو پہچان لے گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہوں گے اور حوض کوثر پر میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا۔ خبردار رہو کہ بعض لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جائیں گے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے ۔ میں ان کو پکاروں گا آؤ آؤ۔ اس وقت کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے آپ (ص) کے بعد رد و بدل کر لیا تھا (یا ان کی حالت بدل گئی تھی، بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے) ۔ تب میں کہوں گا کہ جاؤ دور ہو جاؤ ۔ جاؤ دور ہو جاؤ۔

باب: جس نے بہترین انداز سے وضو کیا۔

129: حمران سے روایت ہے جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے کہا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھوئے، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر تین بار منہ دھویا، پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک پھر تین بار بایاں ہاتھ دھویا پھر مسح کیا سر پر۔ پھر داہنا پاؤں دھویا تین بار پھر بایاں پاؤں دھویا تین بار۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو کیا جیسے میں نے اب وضو کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھے اور ان (کے پڑھنے) میں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے کہا کہ ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں سے پورا ہے جو نماز کے لئے کیا جائے ۔

130: حمران سے روایت ہے کہ سیدناعثمان ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس نے مکمل وضو کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے، تو فرض نمازیں اس کے ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جائیں گی جو ان نمازوں کے درمیان ہوں گے۔

131۔ سیدنا عثمان (بن عفان) ص سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص نماز کیلئے پورا وضو کرے، پھر فرض نماز کیلئے (مسجد کو) چلے اور لوگوں کیساتھ یا جماعت سے یا مسجد میں نماز پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا ۔

باب: مجبوری میں (بھی) کامل وضو کرنے کی فضیلت۔

132: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ باتیں نہ بتلاؤں کہ جن سے گناہ مٹ جائیں (یعنی معاف ہو جائیں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جائیں) اور (جنت میں)درجے بلند ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ (ص)! بتلائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وضو کا پورا (اچھی طرح) کرنا سختی میں (جیسے سردی کی شدت میں یا بیماری میں) اور مسجدوں کی طرف قدموں کا بہت زیادہ ہونا (اس طرح کہ گھر مسجد سے دور ہو اور بار بار جائے) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہی رباط ہے (یعنی نفس کا روکنا عبادت کیلئے)۔

باب: (جنت میں) زیور وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔

133۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابو ہریرہ ص کے پیچھے تھا ، وہ نماز کیلئے وضو کر رہے تھے اور اپنے ہاتھ کو اتنا لمبا کر کے دھوتے تھے، یہاں تک کہ بغل تک دھوتے تھے۔ میں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ (ص) یہ کیسا وضو ہے ؟ تو انہوں نے کہا ”اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام ہے، جس کی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں اور ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو؟ اگر میں جانتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا ۔ میں نے اپنے دوست (رسول اللہ (ص)) سے سنا ، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا، جہاں تک اس کا وضو پہنچتا ہوگا ۔

باب: جو وضو کی جگہوں کو کچھ چھوڑ دے، وہ اسے دھوئے اور نماز لوٹائے۔

134: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ مجھ سے سیدنا عمر بن خطاب ص نے بیان کیا کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں کسی جگہ کو سوکھا چھوڑ دیا تو رسول اللہ (ص) نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ ۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا ، پھر آ کر نماز پڑھی ۔

باب: غسل اور وضو میں کتنا پانی کافی ہے؟۔

135: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) ایک مُد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مُد تک غسل کرتے تھے۔ (ایک صاع اڑھائی کلو کا ہوتا ہے اور ”مد“ ایک صاع کا چوتھا حصہ ہے)۔

باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔

136: ہمام سے روایت ہے کہ سیدنا جریر ص نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا ۔ لوگوں نے کہا کہ تم ایسا کرتے ہو ؟ انہوں نے کہا ہاں ، میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ آپ (ص) نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔ اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے کہا کہ لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورۂ مائدہ (جس میں وضو میں پاؤں دھونے کا بیان ہے) کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

137۔ سیدنا ابووائل ص سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ ص پیشاب کے معاملے میں نہایت سختی کرتے تھے حتی کہ شیشی میں پیشاب کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو

وہ (قینچیوں سے) کھال کترتا تھا۔ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰ ص ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا(کیونکہ) میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ چل رہا تھا ، آپ (ص) ایک قوم کے گھورے (یعنی کوڑے کرکٹ کی جگہ) پر آئے اور دیوار کے پیچھے آپ (ص) کھڑے ہوئے جس طرح تم میں سے کوئی کھڑا ہوتا ہے، پھر پیشاب کیا ۔ میں دور ہٹا تو آپ (ص) نے اشارہ فرمایا کہ میرے پاس آ، یہاں تک کہ میں آپ (ص) کی ایڑیوں کے پاس کھڑا رہا، جب تک کہ آپ (ص) پیشاب سے فارغ نہ ہوئے ۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

138: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک سفر میں تھا، آپ (ص) نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے ؟ میں نے کہا جی ہاں ہے۔ آپ (ص) سواری پر سے اتر ے اور چلے یہاں تک کہ اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے۔ پھر لوٹ کر آئے تو میں نے ڈول سے پانی ڈالا ۔ آپ (ص) نے منہ دھویا۔ آپ (ص) نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا، آپ (ص)کیلئے ہاتھ آستینوں سے باہر نکالنا مشکل ہو گیا توآپ (ص) نے نیچے سے ہاتھوں کو باہر نکال کر دھویا اور سر پر مسح کیا۔ پھر میں ، آپ (ص) کے موزے اتارنے کیلئے جھکا، تو آ پ (ص) نے فرمایا: رہنے دو۔ میں نے ان کو طہارت پر پہنا ہے اور ان دونوں پر بھی مسح کیا۔

باب: موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان۔

139: شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ، ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے آیا تو انہوں نے کہا کہ تم ابو طالب کے بیٹے (یعنی علی ص) سے پوچھو (اس لئے کہ) وہ رسول اللہ (ص) کیساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مسافر کیلئے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر فرمائی اور مقیم کیلئے ایک دن رات۔

باب: پیشانی اور دستار (عمامہ) پر مسح کرنا ۔

140: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سفر میں پیچھے رہ گئے اور میں بھی آپ (ص) کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب آپ (ص) حاجت سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے ؟ چنانچہ میں پانی کا ایک لوٹا لے آیا۔ آپ (ص) نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا ۔ پھر بازو آستینو ں سے نکالنا چاہے۔ تو آستین تنگ ہوگئی(یعنی نہ نکال سکے) چنانچہ آپ (ص) نے نیچے سے ہاتھ کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح کیا ۔ پھر سوار ہوئے تو میں بھی سوار ہوا۔ جب اپنے لوگوں میں پہنچے، تو وہ نماز پڑھ رہے تھے ۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے ۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ (ص) تشریف لائے ہیں، تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ (ص) نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر انہوں نے نماز پڑھائی ۔ جب سلام پھیرا تو رسول اللہ (ص) کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہوچکی تھی پڑھ لی۔

باب: پگڑی (دستار یا عمامہ) پر مسح کرنا۔

141: سیدنا بلال ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا ۔

باب: ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا۔

142: سیدنا بریدہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں اور موزوں پر مسح کیا۔ سیدنا عمر فاروق ص نے کہا کہ یا رسول اللہ (ص) آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا، آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔

باب: وضو کے بعد کیا کہا جائے۔

143: سیدنا عقبہ بن عامر ص سے روایت ہے کہ ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا، میری باری آئی تو میں اونٹوں کو چرا کر شام کو ان کے رہنے کی جگہ لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (ص) کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے ، اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنی ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے ، نہ دل میں دنیا کا خیال لائے نہ منہ ادھر اُدھر پھرائے) اس کیلئے جنت واجب ہو جائے گی۔ میں نے کہا آپ (ص) نے کیا عمدہ بات فرمائی (جس کا ثواب اس قدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے)۔ اس پر ایک کہنے والا میرے سامنے کہہ رہا تھا کہ پہلی بات اس سے بھی عمدہ تھی ۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ سیدنا عمر فاروق ص تھے ۔ انہوں نے کہا کہ میں تجھے دیکھ رہا تھا کہ تو ابھی ابھی آیا ہے ۔ (لٰذا یہ بھی سن لے کہ) آپ (ص) نے فرمایا تھا کہ جو کوئی تم میں سے اچھی طرح ، پورا وضو کرے ، پھر کہے (ترجمہ)”میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد (ص) اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں“۔ تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائے۔

باب: مذی کو دھونا اور اس کی وجہ سے وضو کرنا۔

144: سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ میں زیادہ مذی والا آدمی تھا اور (مذی سے مراد سفید پانی ہے جو شہوت کے وقت منی سے پہلے نکلتا ہے۔ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا مگر اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھنے میں شرم کی کیونکہ آپ (ص) کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں، تو میں نے سیدنا مقداد بن اسود ص سے (پوچھنے کو) کہا ، انہوں نے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔

باب: بیٹھنے والے کی نیند وضو نہیں توڑتی۔

145: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور رسول اللہ (ص) ایک آدمی سے سرگوشی کر رفرما رہے تھے۔ عبد الوارث کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ نبی (ص) ایک آدمی سے سرگوشی کر رہے تھے تو آپ (ص) نماز کیلئے کھڑے نہیں ہوئے حتی کہ قوم (بیٹھی بیٹھی) سو گئی۔ اور شعبہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ (ص) سرگوشی میں مصروف رہے یہاں تک کہ صحابہ (بیٹھے بیٹھے) سو گئے۔ پھر آپ (ص) آئے اور انہیں نماز پڑھائی (نیا وضو بنانے کا حکم نہیں دیا)۔

باب: اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا۔

146: سیدنا جابر بن سمرہ ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ چاہے تو کر اور چاہے تو نہ کر۔ پھر اس نے پوچھا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں! اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کر۔ اس نے کہا کہ کیا بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں

باب: ہر اس چیز سے وضو کرنا جس کو آگ نے چھوا ہو۔

147: عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ نے انہیں اس بات کی خبر دی کہ انہوں نے سیدنا ابوہریرہ ص کو مسجد میں وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لئے وضو کرتا ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اس چیز کے کھانے سے وضو کرو جو آگ پر پکی ہو۔

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کا حکم منسوخ ہے۔

148: جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری اپنے والد سیدنا عمرو بن امیہ الضمری ص سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ ایک بکری کا شانہ چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے، اتنے میں نماز کیلئے بلائے گئے تو آپ (ص) نے چھری رکھ دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

149: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا۔ پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا کہ دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے۔

باب: اس آدمی کا بیان جسے نماز میں (ہوا نکلنے) کا خیال آئے۔

150: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو (دوران نماز) اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو، پھر اس کو شک ہو کہ (پیٹ سے) کچھ نکلا یا نہیں یعنی ہوا خارج ہوئی یا نہیں تو مسجد سے نہ نکلے، جب تک کہ آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے (یعنی حدث ہونے کا یقین نہ ہو)۔

کتاب: غسل کے مسائل

باب: ”اِنَّمَ(ص) الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ“ کے متعلق ۔

151: سیدنا عبدالرحمن بن ابی سعید خدری اپنے والد سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں پیر کے دن رسول اللہ (ص) کے ساتھ مسجدِ قبا کی طرف نکلا۔ جب ہم بنی سالم کے محلے میں پہنچے، تو رسول اللہ (ص) نے سیدنا عتبان بن مالک ص کے دروازے پر کھڑے ہوکر اس کو آواز دی تو وہ اپنی ازار گھسیٹتے ہوئے نکلے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہم نے اس کو جلدی میں مبتلا کر دیا ۔ سیدنا عتبان ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جائے اور منی نہ نکلے، تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں)؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پانی کا استعمال پانی نکلنے سے ہے (یعنی منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے)۔

باب: منی کے نکلنے ہی سے غسل واجب ہونے کا حکم منسوخ ہے اور شرمگاہوں کے ملنے سے غسل واجب ہونے کا بیان۔

152: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ (وجوب غسل کے) اس مسئلے میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے اختلاف کیا۔ انصار نے کہا کہ غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو، جبکہ مہاجرین نے کہا کہ جب مرد عورت سے صحبت کرے، تو غسل واجب ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ میں تمہاری تسلی کئے دیتا ہوں۔ میں اٹھا اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی۔ انہوں نے اجازت دی، تو میں نے کہا کہ اے اُمّ المؤمنین میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو اس بات کے پوچھنے میں

مت شرم کر جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس نے تجھے جنم دیا ہے۔ میں بھی تو تیری ماں ہوں (کیونکہ رسول اللہ (ص) کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا کہ غسل کس سے واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا، رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنے ختنے سے مل جائے (یعنی ذکر فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

153: سیدنا جابر بن عبداللہ ص نے اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور انہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے، پھر انزال نہ کر سکے تو کیا دونوں پر غسل واجب ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں اور یہ (یعنی اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا) ایسا کرتے ہیں، پھر غسل کرتے ہیں۔

باب: جو عورت نیند میں وہ چیز دیکھے جو کچھ مرد دیکھتا ہے تو وہ عورت بھی غسل کرے گی۔

154: اسحاق بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس ص نے کہا کہ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا (اور وہ راوی حدیث اسحاق بن ابی طلحہ کی دادی تھیں رسول اللہ (ص) کے پاس آئیں اور وہاں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی تھیں، انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! عورت اگر سوتے میں ایسا دیکھے، جیسا کہ مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو تو کیا حکم ہے)؟ یہ سن کر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے اُمّ سلیم! تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا (اس وجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہو گا جو بہت پرشہوت ہو اور منی بھی اسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے (اور یہ انہوں نے نیک بات کہی) آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور اُمّ سلیم سے فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! جب عورت ایسا دیکھے تو اس صورت میں غسل کرے۔

باب: غسل جنابت کا طریقہ۔

155: اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ (ص) کے لئے غسل جنابت کے واسطے پانی رکھا۔ آپ (ص) نے پہلے دو بار یا تین بار دونوں ہاتھ دھوئے، پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور شرمگاہ پر پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر زور سے رگڑ کر دھویا پھر وضو کیا جیسے نماز کیلئے کرتے تھے، پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے، پھر سارے بدن کو دھویا، پھر اس جگہ سے ہٹ کر اور پاؤں دھوئے۔ پھر میں بدن پوچھنے کو رومال (تولیہ) لے کر آئی تو آپ (ص) نے نہ لیا۔

باب: کتنے پانی سے غسل جنابت کیا جا سکتا ہے۔

156: ابوسلمہ بن عبدالرحمن (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے) کہتے ہیں کہ میں اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی (عبداللہ بن یزید) ان کے پاس گئے اور رسول اللہ (ص) کے غسل جنابت کے متعلق پوچھا؟ انہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں صاع بھر پانی آتا تھا اور ہمارے اور اپنے درمیان پردے کی آڑ سے غسل کیا اور انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا۔ ابو سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کی بیویاں اپنے بال کتراتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں۔ (ازواجِ مطہرات نے آپ (ص) کی رحلت کے بعد زینت ختم کرنے کے لئے ایسا کیا تھا کیونکہ بال عورت کی زینت ہیں)۔

باب: غسل کرنے والے کا کپڑے سے پردہ کرنا۔

157: سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، وہ رسول اللہ

(ص) کے پاس آئیں اور آپ (ص) مکہ کے بلند جانب میں تھے۔ آپ (ص) غسل کرنے کیلئے اٹھے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑے کی آڑ آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کی، پھر آپ (ص) نے اپنا کپڑا لے کر لپیٹا اور پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں۔

باب: اکیلے آدمی کا غسل جنابت کرنا اور پردہ کرنا۔

158: سیدنا ابوہریرہ ص محمد رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے اور ایک دوسرے کے ستر کو دیکھا کرتے تھے۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہاتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ مل کر اس لئے نہیں نہاتے کہ ان کو تو فتق کی بیماری ہے (یعنی خصیے بڑھ جانے کی)۔ ایک دفعہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے، تو پتھر (خود بخود اللہ کے حکم سے) ان کے کپڑے لیکر بھاگ کھڑا ہوا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے کہ اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے! یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ان کا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ان کو تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت پتھر کھڑا ہو گیا اور انہیں خوب دیکھا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور (غصے سے) پتھر کو مارنا شروع کیا۔ سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اس پتھر پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی چھ یا سات ماروں کا نشان ہے۔

باب: مرد یا عورت کے ستر دیکھنے کی ممانعت۔

159: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔

باب: شرمگاہ کو چھپانا اور انسان ننگا نظر نہیں آنا چاہیئے۔

160: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) لوگوں کے ساتھ تعمیر کعبہ کیلئے پتھر ڈھو رہے تھے اور آپ (ص) تہبند باندھے ہوئے تھے کہ سیدنا عباس ص جو آپ (ص) کے چچا تھے، نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تم اپنی ازار اتار کر کندھے پر ڈال لو تو اچھا ہے۔ آپ (ص) نے ازار کھول کر کندھے پر ڈال لی تو اسی وقت غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اس دن سے آپ (ص) کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

باب: میاں بیوی کا ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرنا۔

161: سیدہ معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اور رسول اللہ (ص) ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، جو میرے اور آپ (ص) کے درمیان میں ہوتا تھا۔ آپ (ص) جلدی جلدی پانی لیتے، یہاں تک کہ میں کہتی کہ تھوڑا پانی میرے لئے چھوڑ دو (سیدہ معاذہ) راویہ حدیث کہتی ہیں:اور دونوں جنابت سے ہوتے تھے۔

باب: جنبی جب سونے یا کھانے پینے کا ارادہ کرے، تو پہلے وضو کر لے۔

162: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب جنبی ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لئے کرتے تھے۔

باب: جنبی، غسل کرنے سے پہلے سو سکتا ہے۔

163: سیدنا عبداللہ بن ابی قیس سے روایت ہے کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ (ص) کے وتر کے بارے میں پوچھا پھر حدیث (وتر کے متعلق) بیان کی۔ میں نے کہا آپ (ص) جنابت میں کیا کیا کرتے تھے؟ کیا آپ (ص) سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ (ص) دونوں طرح کرتے تھے، کبھی غسل کر لیتے، پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس امر میں گنجائش رکھی۔

باب: جو کوئی اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانا چاہے تو وضو کر لے۔

164: سیدنا ابو سعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی عورت سے صحبت کرے، پھر دوبارہ صحبت کرنا چاہے، تو وضو کر لے (پھر صحبت کرے)۔

باب: تیمم کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔

165: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ سفر میں نکلے، جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے (بیداء اور ذات الجیش خیبر اور مدینہ کے درمیان مقام کے نام ہیں) تو میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ (ص) اس کے ڈھونڈھنے کے لئے ٹھہر گئے۔ لوگ بھی ٹھہر گئے۔ وہاں پانی نہ تھا اور نہ لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ سیدنا ابوبکر ص کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم دیکھتے نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ (ص) کو ٹھہرایا ہے اور لوگوں کو بھی، جہاں پانی نہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر ص آئے اور رسول اللہ (ص) اپنا سر میری ران پر رکھے سو گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تو نے رسول اللہ (ص) کو روک رکھا ہے اور لوگوں کو جہاں نہ پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور انہوں نے غصہ کیا اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور میری کوکھ میں ہاتھ سے گھونسے مارنے لگے۔ میں ضرور ہلتی مگر رسول اللہ (ص) کا سر میری ران پر تھا، اس وجہ سے میں نہ ہلی۔ پھر آپ (ص) سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری تو سب نے تیمم کیا۔ سیدنا اسید بن حضیر ص جو نقیبوں میں سے تھے، نے کہا کہ اے ابوبکر کی اولاد! یہ تمہاری کچھ پہلی برکت نہیں ہے (یعنی تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے، یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھا یا جس پر میں سوار تھی ، تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

باب: جنابت سے تیمم کرنا۔

166: شقیق کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ (بن مسعود) اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود ص کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو وہ نماز کا کیا کرے؟ سیدنا عبداللہ نے کہا کہ اسے ایک مہینے تک بھی پانی نہ ملے تو بھی تیمم نہ کرے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ پھر سورۂ مائدہ میں یہ جو آیت ہے کہ ”پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو“ اس کا کیا حکم ہے؟ سیدنا عبداللہ نے کہا کہ اگر اس آیت سے ان کو جنابت میں تیمم کرنے کی اجازت دی گی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ تم نے سیدنا عمار ص کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے ایک کام کو بھیجا، وہاں میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح سے لیٹا جیسے جانور لیٹتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے بیان کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے

دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرنا کافی تھا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر مارا۔ پھر ہتھیلیوں کی پشت اور منہ پر مسح کیا۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ سیدنا عمر ص نے سیدنا عمار ص کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔ (سیدنا ابن مسعود اور عمر رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ جنابت سے تیمم کافی نہیں ہے۔ لیکن احادیث سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا)

باب: سلام کا جواب دینے کیلئے تیمم کرنا۔

167: سیدنا عمیر مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور عبدالرحمن بن یسار جو اُمّ المؤمنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ تھے ابوالجہیم بن حارث کے پاس گئے۔ ابوالجہیم نے کہا کہ رسول اللہ (ص) بئر جمل (مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) کی طرف سے آئے، راہ میں ایک شخص ملا، اس نے آپ (ص) کو سلام کیا ۔ آپ (ص) نے جوا ب نہیں دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا اور پھر سلام کا جواب دیا۔

باب: مومن نجس نہیں ہوتا ۔

168: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کو مدینہ کے ایک راستے میں ملے اور وہ جنبی تھے، تو کھسک گئے اور جا کر غسل کیا۔ رسول اللہ (ص) نے انہیں گم پایا، جب وہ آئے تو پوچھا کہ کہاں تھے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! جس وقت آپ مجھ سے ملے میں جنبی تھا، میں نے غسل کئے بغیر آپ (ص)کے پاس بیٹھنا ناپسند کیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا سبحان اللہ! مومن کہیں نجس ہوتا ہے؟

باب: ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

169: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) ہر وقت ہر حال میں اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔

باب: مُحدِث آدمی کھا پی سکتا ہے اگرچہ اس نے وضو نہ کیا ہو۔

170: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) بیت الخلا سے نکلے اور کھانا لایا گیا۔ لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا میں نماز پڑھنے لگا ہوں جو وضو کروں؟۔

کتاب: حیض کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ... کے بیان میں۔

171: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی، تو اس کو نہ اپنے ساتھ کھلاتے، نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ رسول اللہ (ص) کے (ص) صحاب نے آپ (ص) سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”پوچھتے ہیں تم سے حیض کے بارے میں، تم کہہ دو کہ حیض پلیدی ہے، تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں“(الآیہ) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خبر یہود کو پہنچی، تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (یعنی محمد (ص)) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارے خلاف کرے یہ سن کر سیدنا اسیدبن حضیر ص اور سیدنا عباد بن بشر ص آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو بُرا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمیں بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہئیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ

(ص) کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ (انکے یہ کہنے سے ہم جماع کیوں نہ کریں آپ (ص) کو بُرا معلوم ہوا اس لئے کہ خلافِ قرآن بات ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپ (ص) کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا ہے۔ وہ اٹھ کر باہر نکلے، اتنے میں کسی نے آپ (ص) کو دودھ تحفہ کے طور پر بھیجا، تو آپ (ص) نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ پر نہ تھا۔

باب: عورت حیض کے بعد اور جنابت کا غسل کیسے کرے؟

172: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ (ص) سے غسل حیض کے متعلق پوچھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو، دھوئے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈال کر خوب زور سے ملے، یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا ”سبحان اللہ پاکیزگی حاصل کرلے گی“ تو اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے۔ پھر اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے، پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے، یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انصار کی عورتیں بھی کیا اچھی عورتیں تھیں کہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں۔ (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

باب: حائضہ عورت کا کپڑا یا مصلیٰ وغیرہ پکڑانا۔

173: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مسجد میں تھے کہ آپ (ص) نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کپڑا اٹھا دے۔ انہوں نے کہا کہ میں تو حائضہ ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

باب: حائضہ عورت کا آدمی کے سر کو دھونا اور کنگھی کرنا۔

174: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں (جب اعتکاف میں ہوتی) حاجت کے لئے گھر میں جاتی اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا تو اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ (ص) مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ (ص) جب اعتکاف میں ہوتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کیلئے ۔

باب: حائضہ عورت کی گود میں تکیہ لگانا اور قرآن پاک پڑھنا۔

175: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے تھے جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

باب: ایک ہی لحاف میں حائضہ عورت کیساتھ سونا۔

176: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک میں حائضہ ہو گئی۔ میں کھسک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے اٹھا لئے۔ رسول اللہ (ص) نے

فرمایا کہ کیا تجھے حیض آیا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے مجھے بلایا، پھر میں آپ (ص)کے ساتھ اسی چادر میں لیٹی۔ راویہ حدیث (زینب) نے کہا کہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ (ص) دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

باب: حائضہ عورت سے مافوق الازار مباشرت کرنا (یعنی ساتھ لیٹنا)۔

177: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ (ص) حیض کے خون کے جوش کے دوران تہبند باندھنے کا حکم کرتے، پھر اس سے مباشرت کرتے (یعنی بیوی کیساتھ سو جاتے) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ (ص) رکھتے تھے۔

باب: حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی برتن میں پینا۔

178: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں پانی پیتی تھی، پھر پی کر برتن رسول اللہ (ص) کو دیتی، آپ (ص) اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھ کرپیا تھا اور پانی پیتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی، پھر رسول اللہ (ص) کو دیدیتی، آپ (ص) اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

باب: استحاضہ کے متعلق اور مستحاضہ کا غسل کرنا اور نماز پڑھنا۔

179: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اُمّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ پھر وہ ہر نماز کیلئے غسل کرتی تھیں۔ لیث نے کہا کہ ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم کیا تھا بلکہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔

باب: حائضہ عورت نماز کی قضا نہیں دے گی البتہ روزے کی قضا دے گی۔

180: سیدہ معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ تو انہوں نے کہا کہ تو حروریہ تو نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں میں تو پوچھتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتاتھا تو روزوں کی قضا کا حکم ہوتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (کتنا عمدہ جواب دیا کہ دین تو اللہ اور رسول کے حکم کا نام ہے جس کا حکم دیا، کر لیا اور جس کا حکم نہیں دیا، نہیں کیا)۔

باب: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔

181: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں ۔ 1۔ختنہ کرنا۔ 2۔ زیر ناف بال مونڈنا ۔ 3۔ ناخن کاٹنا۔ 4۔ بغل کے بال اکھیڑنا۔ 5 ۔ مونچھیں کترانا ۔

باب: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔

182: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا:

دس باتیں پیدائشی سنت ہیں۔ 1: مونچھیں کترنا۔ 2: داڑھی چھوڑ دینا۔ 3: مسواک کرنا۔ 4: ناک میں پانی ڈالنا۔ 5: ناخن کاٹنا۔ 6:پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا)7 : بغل کے بال اکھیڑنا۔ 8 : زیر ناف بال لینا۔ 9: پانی سے استنجاء کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) ۔ مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ۔ شاید کلی کرنا ہو ۔ وکیع رحمہ اللہ نے کہا: انتقاص المآءِ (جو حدیث میں وارد ہے) اس سے استنجاء مراد ہے ۔

باب: بڑے کو مسواک دینا۔

183: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں مسواک کرتے دیکھا۔ پھر وہ مسواک مجھ سے دو آدمیوں نے مانگا، ان دونوں میں سے ایک بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی، تو مجھے حکم ہوا کہ بڑے کو دیں، تو میں نے بڑے کو دیدی۔

باب: مونچھیں کتراؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

184: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (تمام اقوال و افعال میں) مشرکوں کے خلاف (کرو) مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیوں کو پورا رکھو (یعنی داڑھیوں کو چھوڑ دو اور ان میں کانٹ چھانٹ نہ کرو)۔

185: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ ہمارے لئے مونچھ کترنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی میعاد مقرر ہوئی کہ ان کو چالیس دن سے زیادہ تک نہ چھوڑیں۔

باب: مسجد سے پیشاب دھونا۔

186: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اسے ایسا نہ کرنے کے لئے آواز لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو، اس کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے چھوڑ دیا، یہا ں تک کہ وہ پیشاب کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں پیشاب (ص) ور نجاست کے لائق نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ کی یاد کیلئے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر ایک شخص کو حکم کیا، وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

باب: بچے کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے پر چھینٹے مارنا۔

187: اُمّ قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کے پاس اپنے ایک بچے کو لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ عبیداللہ (راوی حدیث) نے کہا کہ ام قیس رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ اس بچے نے رسول اللہ (ص) کی گود میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ (ص)علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک لیا اور اس کو دھویا نہیں ۔

باب: کپڑے سے منی کا د ھونا۔

188: سیدنا عبداللہ بن شہاب خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام ہو گیا، تو میں نے ان کو پانی میں ڈبو دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے مجھے دیکھ لیا، تو اس نے انہیں جا کر بتایا۔ ام المؤمنین نے میری طرف پیغام بھیجا کہ تم نے

ایسا کیوں کیا ہے؟میں نے کہا کہ خواب میں میں نے وہ دیکھا ہے جو سونے والا دیکھتا ہے (یعنی احتلام) ۔ اُمّ المؤمنین نے کہا کہ کپڑوں میں تم نے (منی کا) کچھ اثر دیکھا؟میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو بھی اس کا دھونا ہی کافی تھا۔ میں تو رسول اللہ (ص) کے کپڑے سے خشک منی کو اپنے ناخنوں سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

باب: کپڑے سے حیض کا خون دھونا۔

189: سیدہ اسماء بنتِ ابی بکررضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور اس نے پوچھا کہ ہم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پہلے اس کو کھرچ ڈالے، پھر پانی ڈال کر مل کر دھو ڈالے اور پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

حیض کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ... کے بیان میں۔

171: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی، تو اس کو نہ اپنے ساتھ کھلاتے، نہ گھر میں اس کے ساتھ رہتے۔ رسول اللہ (ص) کے (ص) صحاب نے آپ (ص) سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”پوچھتے ہیں تم سے حیض کے بارے میں، تم کہہ دو کہ حیض پلیدی ہے، تو جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں“(الآیہ) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سب کام کرو سوا جماع کے۔ یہ خبر یہود کو پہنچی، تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (یعنی محمد (ص)) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارے خلاف کرے یہ سن کر سیدنا اسیدبن حضیر ص اور سیدنا عباد بن بشر ص آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو ہم حائضہ عورتوں سے جماع کیوں نہ کریں (یعنی جب یہود ہماری مخالفت کو بُرا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمیں بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہئیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ (ص) کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ (انکے یہ کہنے سے ہم جماع کیوں نہ کریں آپ (ص) کو بُرا معلوم ہوا اس لئے کہ خلافِ قرآن بات ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپ (ص) کو ان دونوں شخصوں پر غصہ آیا ہے۔ وہ اٹھ کر باہر نکلے، اتنے میں کسی نے آپ (ص) کو دودھ تحفہ کے طور پر بھیجا، تو آپ (ص) نے ان دونوں کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا تب ان کو معلوم ہوا کہ آپ کا غصہ پر نہ تھا۔

باب: عورت حیض کے بعد اور جنابت کا غسل کیسے کرے؟

172: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (شکل کی بیٹی یا یزید بن سکن کی بیٹی) اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ (ص) سے غسل حیض کے متعلق پوچھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پہلے پانی بیری کے پتوں کے ساتھ لے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی حیض کا خون جو لگا ہوا ہو، دھوئے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈال کر خوب زور سے ملے، یہاں تک کہ پانی مانگوں (بالوں کی جڑوں) میں پہنچ جائے۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا ”سبحان اللہ پاکیزگی حاصل کرلے گی“ تو اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے چپکے سے کہہ دیا کہ خون کے مقام پر لگا دے۔ پھر اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے، پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے، یہاں تک کہ پانی سب مانگوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انصار کی عورتیں بھی کیا اچھی عورتیں تھیں

کہ دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں۔ (اور یہی لازم ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے)۔

باب: حائضہ عورت کا کپڑا یا مصلیٰ وغیرہ پکڑانا۔

173: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مسجد میں تھے کہ آپ (ص) نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کپڑا اٹھا دے۔ انہوں نے کہا کہ میں تو حائضہ ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا۔

باب: حائضہ عورت کا آدمی کے سر کو دھونا اور کنگھی کرنا۔

174: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں (جب اعتکاف میں ہوتی) حاجت کے لئے گھر میں جاتی اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بیمار ہوتا تو اس کو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ (ص) مسجد میں رہ کر اپنا سر میری طرف ڈال دیتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ (ص) جب اعتکاف میں ہوتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت کیلئے ۔

باب: حائضہ عورت کی گود میں تکیہ لگانا اور قرآن پاک پڑھنا۔

175: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن پڑھتے تھے جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

باب: ایک ہی لحاف میں حائضہ عورت کیساتھ سونا۔

176: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک میں حائضہ ہو گئی۔ میں کھسک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے اٹھا لئے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا تجھے حیض آیا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے مجھے بلایا، پھر میں آپ (ص)کے ساتھ اسی چادر میں لیٹی۔ راویہ حدیث (زینب) نے کہا کہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ (ص) دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

باب: حائضہ عورت سے مافوق الازار مباشرت کرنا (یعنی ساتھ لیٹنا)۔

177: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ (ص) حیض کے خون کے جوش کے دوران تہبند باندھنے کا حکم کرتے، پھر اس سے مباشرت کرتے (یعنی بیوی کیساتھ سو جاتے) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اس قدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ (ص) رکھتے تھے۔

باب: حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی برتن میں پینا۔

178: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں پانی پیتی تھی، پھر پی کر برتن رسول اللہ (ص) کو دیتی، آپ (ص) اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھ کرپیا تھا اور پانی پیتے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی، پھر رسول اللہ (ص) کو دیدیتی، آپ (ص) اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

باب: استحاضہ کے متعلق اور مستحاضہ کا غسل کرنا اور نماز پڑھنا۔

179: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اُمّ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ پھر وہ ہر نماز کیلئے غسل کرتی تھیں۔ لیث نے کہا کہ ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم کیا تھا بلکہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خود ایسا کیا۔

باب: حائضہ عورت نماز کی قضا نہیں دے گی البتہ روزے کی قضا دے گی۔

180: سیدہ معاذہ سے روایت ہے کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی؟ تو انہوں نے کہا کہ تو حروریہ تو نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں میں تو پوچھتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم عورتوں کو حیض آتاتھا تو روزوں کی قضا کا حکم ہوتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (کتنا عمدہ جواب دیا کہ دین تو اللہ اور رسول کے حکم کا نام ہے جس کا حکم دیا، کر لیا اور جس کا حکم نہیں دیا، نہیں کیا)۔

باب: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔

181: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں ۔ 1۔ختنہ کرنا۔ 2۔ زیر ناف بال مونڈنا ۔ 3۔ ناخن کاٹنا۔ 4۔ بغل کے بال اکھیڑنا۔ 5 ۔ مونچھیں کترانا ۔

باب: دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔

182: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دس باتیں پیدائشی سنت ہیں۔ 1: مونچھیں کترنا۔ 2: داڑھی چھوڑ دینا۔ 3: مسواک کرنا۔ 4: ناک میں پانی ڈالنا۔ 5: ناخن کاٹنا۔ 6:پوروں کا دھونا (کانوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا)7 : بغل کے بال اکھیڑنا۔ 8 : زیر ناف بال لینا۔ 9: پانی سے استنجاء کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) ۔ مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ۔ شاید کلی کرنا ہو ۔ وکیع رحمہ اللہ نے کہا: انتقاص المآءٍ (جو حدیث میں وارد ہے) اس سے استنجاء مراد ہے ۔

باب: بڑے کو مسواک دینا۔

183: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں مسواک کرتے دیکھا۔ پھر وہ مسواک مجھ سے دو آدمیوں نے مانگا، ان دونوں میں سے ایک بڑا تھا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی، تو مجھے حکم ہوا کہ بڑے کو دیں، تو میں نے بڑے کو دیدی۔

باب: مونچھیں کتراؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

184: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (تمام اقوال و افعال میں) مشرکوں کے خلاف (کرو) مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیوں کو پورا رکھو (یعنی داڑھیوں کو چھوڑ دو اور ان میں کانٹ چھانٹ نہ کرو)۔

185: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ ہمارے لئے مونچھ کترنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی میعاد مقرر ہوئی کہ ان کو چالیس دن سے زیادہ تک نہ چھوڑیں۔

باب: مسجد سے پیشاب دھونا۔

186: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اسے ایسا نہ کرنے کے لئے آواز لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پیشاب مت روکو، اس کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا کہ مسجدیں پیشاب (ص) ور نجاست کے لائق نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ کی یاد کیلئے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے بنائی گئی ہیں یا ایسا ہی کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر ایک شخص کو حکم کیا، وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اس پر بہا دیا۔

باب: بچے کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے پر چھینٹے مارنا۔

187: اُمّ قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کے پاس اپنے ایک بچے کو لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ عبیداللہ (راوی حدیث) نے کہا کہ ام قیس رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ اس بچے نے رسول اللہ (ص) کی گود میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ (ص)علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک لیا اور اس کو دھویا نہیں ۔

باب: کپڑے سے منی کا د ھونا۔

188: سیدنا عبداللہ بن شہاب خولانی بیان کرتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام ہو گیا، تو میں نے ان کو پانی میں ڈبو دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے مجھے دیکھ لیا، تو اس نے انہیں جا کر بتایا۔ ام المؤمنین نے میری طرف پیغام بھیجا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟میں نے کہا کہ خواب میں میں نے وہ دیکھا ہے جو سونے والا دیکھتا ہے (یعنی احتلام) ۔ اُمّ المؤمنین نے کہا کہ کپڑوں میں تم نے (منی کا) کچھ اثر دیکھا؟میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو بھی اس کا دھونا ہی کافی تھا۔ میں تو رسول اللہ (ص) کے کپڑے سے خشک منی کو اپنے ناخنوں سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

باب: کپڑے سے حیض کا خون دھونا۔

189: سیدہ اسماء بنتِ ابی بکررضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور اس نے پوچھا کہ ہم میں سے کسی کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پہلے اس کو کھرچ ڈالے، پھر پانی ڈال کر مل کر دھو ڈالے اور پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

کتاب: نماز کے مسائل

باب: آذان کی ابتداء۔

190: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ مسلمان جب مدینہ میں آئے تو وقت کا اندازہ کر کے جمع ہوکر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کوئی شخص ندا وغیرہ نہیں کرتا۔ ایک دن مسلمانوں نے مشورہ کیا کہ اطلاعِ نماز کیلئے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجا لیا کریں یا یہودیوں کی طرح نرسنگا بجا لیا کریں تو سیدنا عمر ص نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے جولوگوں کو نماز کیلئے مطلع کر دیا کرے اس پر رسول اللہ

(ص) نے فرمایا کہ اے بلال! اٹھو اور نماز کیلئے اعلان کر دو۔

باب: اذان کا بیان۔

191: سیدنا ابومحذورہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے انہیں اس طرح اذان سکھائی ہے: اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ (باقی روایات میں اللہ اکبر چار مرتبہ ہے)۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ پھر دوبارہ کہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ حی علی الصلٰوۃ۔ دو مرتبہ۔ حی علی الفلاح۔ دو مرتبہ۔ اسحق کا بیان ہے کہ اس کے بعد اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔ کہے۔

باب: اذان دوہری اور اقامت اکہری کہے۔

192: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ سیدنا بلال ص کو اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے کا حکم کیا گیا۔ اور یحییٰ نے ابن عُلیّہ سے یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے اسے سیدنا ایوب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اقامت میں صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے الفاظ دو مرتبہ کہے جائیں۔

باب: دو مؤذن مقرر کرنا۔

193: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے دو مؤذن تھے۔ ایک سیدنا بلال ص اور دوسرے سیدنا عبداللہ بن اُمّ مکتوم ص، جو کہ نابینا تھے۔

باب: نابینا آدمی کو مؤذن مقرر کرنا۔

194: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدنا ابن اُمّ مکتوم ص رسول اللہ (ص) کیلئے اذان دیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے۔

باب: اذان کی فضیلت۔

195: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) صبح سویرے ہی دشمنوں پر حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، اگر (مخالفوں کے شہر سے) آپ (ص) کو اذان کی آواز سنائی دیتی، تو ان پر حملہ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ (ص) نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا کہ یہ مسلمان ہے۔ اسکے بعد آپ (ص) نے اسے اَشْہَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ اَشْہَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کہتے سنا تو ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے دوزخ سے نجات پائی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

196: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کے گوز (یعنی پاد) مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے اور اذان کے بعد پھر لوٹ آتا ہے اور جب تکبیر (اقامت) کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر (اقامت) کے بعد پھر واپس آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور اس کو وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نماز سے پہلے اس شخص کے خیال میں بھی نہ تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

باب: اذان کہنے والوں کی فضیلت۔

197: عیسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ص کے پاس تھا کہ اتنے میں انہیں مؤذن نماز کیلئے بلانے آیا۔ جس پر سیدنا معاویہ ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

قیامت کے دن مؤذنوں کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہو گی۔

باب: جیسے مؤذن کہے ویسے ہی کہنا۔

198: سیدنا عبداللہ بن عمر وبن عاص ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ اور وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقامِ محمود یعنی جنت کا ایک محل) طلب کرے گا تو اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

باب: اس شخص کی فضیلت جو مؤذن کی طرح کلماتِ (آذان) کہے۔

199: سیدناعمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ دہرائے اور جب وہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمدً(ص) رسول اللہ کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ کہے اور جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ کہے تو سننے والا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن حیّ علی الفلاح کہے تو سننے والا بھی لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے اس کے بعد مؤذن جب اللہ اکبر اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہے تو سننے والے کو بھی یہی الفاظ دہرانا چاہئیے اور جب سننے والے نے اس طرح خلوص اور دل سے یقین رکھ کر کہا تو وہ جنت میں داخل ہوا (بشرطیکہ ارکانِ اسلام کا بھی پابند ہو)
۔

200: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ص) اللہ کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ کی ربوبیت اور محمد (ص) کی رسالت سے مسرور اور خوش ہوں اور میں نے مذہبِ اسلام کو قبول کر لیا ہے تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دئیے جاتے ہیں۔

باب: نماز کی فرضیت کا بیان۔

201: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (ص) سے کچھ پوچھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی تو ہمیں اچھا معلوم ہوتا کہ دیہات میں رہنے والوں میں سے کوئی عقلمندشخص آئے اور آپ (ص) سے پوچھے اور ہم سنیں، تو دیہات میں رہنے والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد (ص)! آپ کا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس ایلچی نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے، اس نے کہا کہ زمین کس نے پیدا کی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ نے، پھر اس نے کہا کہ پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا کیں؟ آپ (ص) نے فرمایا اللہ نے، تب اس شخص نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو کھڑا کیا، کیا سچ مچ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو بھیجا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا کہ آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا وہ شخص بولا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو ان نمازوں کاحکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر وہ شخص بولا کہ آپ کے ایلچی نے

کہا کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکوٰۃ ہے، آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولاکہ قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے، کیا اللہ نے آپ کو زکوٰۃ کا حکم کیاہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا کہ آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر سال میں رمضان کے روزے فرض ہیں، آپ نے فرمایاکہ اس نے سچ کہا۔ وہ شخص بولا کہ قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا ہے کیااللہ نے آپ کو ان روزوں کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ شخص بولا کہ آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم میں سے جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور راستے میں امن ہو اس وقت) اس پر بیت اللہ کا حج فرض ہے، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ۔ یہ سن کر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کرکے بھیجا ہے، میں ان باتوں سے زیادہ کروں گا اور نہ ہی کمی۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر یہ سچا ہے تو جنت میں جائے گا۔

باب: (ابتداء میں) دو دو رکعت نماز کی فرضیت کا بیان۔

202: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز حضر میں بھی اور سفر میں بھی دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر کی نماز تو ویسی ہی رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔ زہری (راوی) نے کہاکہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں؟ (یعنی ان کے نزدیک تو دو ہی رکعت فرض تھیں) تب انہوں نے کہا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہی تاویل کی جو سیدنا عثمان ص نے کی تھی (یعنی سفر میں قصر کرنا رخصت ہے اور پوری پڑھنا جائز ہے)۔

باب: پانچ نمازیں درمیانی وقفہ کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں۔

203: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ، جمعہ تک بیچ کے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان، رمضان تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو اس کے بیچ میں ہوں، جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے۔

باب: نماز چھوڑنا کفر ہے۔

204: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (مومن) آدمی اور کفر و شرک کے درمیان، نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

باب: اوقاتِ نماز کا جامع بیان۔

205: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سیروایت ہے رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور آدمی کا سایہ اس کی لمبائی کے برابر ہونے تک، جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے رہتا ہے۔ اور عصر کا وقت تب تک رہتا ہے کہ آفتاب زرد نہ ہو اور وقت مغرب جب تک رہتا ہے کہ شفق غائب نہ ہو اور وقت عشاء کا جب تک رہتا ہے کہ بیچ کی آدھی رات نہ ہو اور وقت نمازِ فجر کا طلوعِ فجر سے جب تک ہے کہ آفتاب نہ نکلے۔ پھر جب آفتاب نکل آئے تو نماز سے رُکا رہے، اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

206: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا اور نماز کے اوقات پوچھنے لگا آ پ(ص) نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا (اس لئے کہ آپ (ص) کو کر کے بتانا منظور

تھا) پھر (فجر کے وقت) بلال کو (اقامت کا) حکم دیا اور فجر طلوع ہونے کے ساتھ ہی نماز فجر ادا کی اور لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے نہ تھے (یعنی اندھیرے کے سبب سے) پھر حکم کیا اور ظہر ادا کی جب آفتاب ڈھل گیا اور کہنے والا کہتا تھا کہ دن کا آدھا حصہ گزر گیا ہے (یعنی ابھی تو دوپہر ہے) اور رسول اللہ (ص) سب سے بہتر جانتے تھے۔ پھر ان کو حکم کیا اور عصر کی نماز ادا کی اور سورج بلند تھا۔ پھر ان کو حکم کیا اور مغرب ادا کی جب سورج ڈوب گیا۔ پھر ان کو حکم کیا اور عشاء ادا کی جب شفق ڈوب گئی۔ پھر دوسرے دن فجر کا حکم کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج نکل آیا، یا نکلنے کو ہے۔ پھر ظہر میں تاخیر کی یہاں تک کہ کل کے عصر کے پڑھنے کا وقت قریب ہو گیا۔ پھر عصر میں تاخیر کی یہاں تک کہ جب فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب سرخ ہو گیا۔ پھر مغرب میں تاخیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔ پھر عشاء میں تاخیر کی یہاں تک کہ اوّل تہائی رات ہو گئی پھر صبح ہوئی اور سائل کو بلایا اور فرمایا کہ نماز کے وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہیں۔

باب: صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا۔

207: محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ جب حجاج مدینہ میں آیا تو ہم نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے (اوقاتِ نماز کے متعلق) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) ظہر کی نماز دوپہر کے وقت اور نہایت گرمی میں (یعنی بعد زوال کے) پڑھا کرتے تھے اور عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ آفتاب صاف ہوتا اور مغرب جب آفتاب ڈوب جاتا، پھر پڑھتے اور عشاء میں کبھی تاخیر کرتے اور کبھی اوّل وقت پڑھتے۔ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو اوّل وقت پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگوں نے آنے میں دیر کی ہے، تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔

باب: فجر اور عصر کی نمازوں کی پابندی کرنا۔

208: ابوبکر بن عمارہ بن رؤیبہ اپنے والد سیدنا عمارہ ص سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کبھی دوزخ میں داخل نہ ہو گا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروبِ آفتاب سے پہلے کی نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔ بصرہ والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم نے اس کو رسول اللہ (ص) سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی اسکو رسول اللہ (ص) سے سنا ہے۔ اس (بات) کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے۔ (ظاہر ہے کہ جو یہ مشکل نمازیں پڑھتا ہے تو باقی نمازوں کو بھی ضرور پڑھے گا)۔

209: سیدنا ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری اپنے والد سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھ لے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

باب: سورج طلوع ہوتے وقت اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنا منع ہے۔

210: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے عصر کے بعد کی دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔ راوی کہتا ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: خاص کر اپنی نمازوں کو طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پڑھنے کی عادت مت کرو کہ ہمیشہ اسی وقت ادا کیا کرو۔ (یعنی فجر اور عصر تأخیر سے نہیں بلکہ اول وقت میں پڑھو)۔

باب: ظہر کی نماز اول وقت میں ادا کرنا۔

211: سیدنا خباب ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کی خدمت میں آئے اور آپ (ص) سے (جھلسا دینے والی) سخت گرمی کی، شکایت کی تو آپ (ص) نے قبول نہ فرمائی۔ زہیر نے کہا کہ میں نے ابو اسحاق سے پوچھا کہ ظہر کی نماز کی شکایت کی تھی؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کہ اوّل وقت نماز ادا کرنے کی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (یعنی کچھ تاخیر کرنے کا مطالبہ کیا تھا جو کہ ابتداء میں آپ (ص) نے قبول نہ فرمایا اور بعد میں اس کی اجازت دے دی، جیسے اگلی حدیث میں ہے)۔

باب: سخت گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا۔

212: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ذرا ٹھنڈا ہونے دو، ذرا ٹھنڈا ہونے دو یا فرمایا کہ ذرا انتظار کرو ذرا انتظار کرو۔ اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پھر جب گرمی شدت کی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو۔ سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ یہاں تک انتظار کیا کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے۔

باب: نمازِ عصر کا اوّل وقت۔

213: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج بلند ہوتا تھا اور اس میں گرمی ہوتی تھی۔ اور جانے والا اونچے کناروں تک جاتا تھا اور وہاں پہنچ جاتا تھا اور آفتاب (ابھی) بلند رہتا تھا۔

214: علاء بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ وہ سیدنا انس بن مالک ص کے ہاں بصرہ والے گھر ظہر پڑھ کر گئے اور سیدنا انس ص کا گھر مسجد کے پاس تھا۔ پھر جب ہم ان کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا کہ تم عصر پڑھ چکے؟ہم نے کہا کہ ہم تو ابھی ظہر پڑھ کر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عصر پڑھ لو۔ پھر ہم نے عصر پڑھی۔ جب عصر پڑھ چکے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا ہے، پھر جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں ہو جاتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔

باب: نماز عصر کی محافظت اور عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت۔

215: سیدنا ابوبصرہ غفاری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز (مقامِ) مخمص میں پڑھی اور فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلوں کے سامنے پیش کی گئی اور انہوں نے اس کو ضائع کیا۔ پھر جو اس کی حفاظت کرے، اس کو دوگنا ثواب ہو گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ شاہد نہ نکلے۔ اور شاہد سے مراد ستارہ ہے (کہ ستارہ نکل آئے)۔

باب: اس شخص کے بارے میں سخت وعید کہ جس کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔

216: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے ،گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہو گیا۔

باب: درمیانی نماز کے متعلق کیا آیا ہے؟

217: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ عصر سے مشرکوں نے روک دیا، یہاں تک کہ سورج سرخ یا زرد ہو گیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے ہمیں نمازِ عصر، نمازِ وسطیٰ سے روک دیا ہے، اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (یا کہا:

حَشَ(ص) الله اجوافہم و قبورهم ناراً)

باب: عصر اور فجر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت۔

218: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

باب: تین اوقات میں نہ نماز پڑھی جائے اور نہ میت کو دفنایا جائے۔

219: عُلیٰ بن رباح کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عقبہ بن عامر جہنی ص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (ص) ہمیں تین اوقات میں نماز سے اور مُردوں کو دفن کرنے سے روکتے تھے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ بلند ہو جائے، دوسرے جس وقت ٹھیک دوپہر ہو، جب تک کہ زوال نہ ہو جائے اور تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے، جب تک پورا ڈوب نہ جائے۔

باب: عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان۔

220: ابوسلمہ نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ (ص) عصر کے بعد پڑھتے تھے، تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے، پھر ایک بار آپ کو کوئی کام ہو گیا یا بھول گئے تو عصر کے بعد پڑھیں پھر ہمیشہ پڑھتے رہے۔ اور آپ (ص) کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ اسمعیل بن جعفر نے کہا کہ ان کی مراد یہ تھی کہ آپ (ص) نے اس پر ہمیشگی کی۔

باب: غروب آفتاب کے بعد عصر کی قضا کرنا۔

221: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ سیدناعمر بن خطاب ص جنگ خندق کے دن آئے اور کفارِ قریش کو بُرا بھلا کہنے لگے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! قسم ہے اللہ کی میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا ہوں، یہاں تک کہ آفتاب غروب کے قریب ہو گیا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نہیں پڑھی۔ پھر ہم ایک کنکریلی زمین کی طرف گئے اور رسول اللہ (ص) نے وضو کیا اور ہم سب نے وضو کیا اور آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

باب: غروب آفتاب کے بعد، نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا۔

222: مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک ص سے عصر کے بعد نفل پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سیدناعمر ص عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کے ہاتھوں پر مارتے تھے اور ہم رسول اللہ (ص) کے دَور میں غروب آفتاب کے بعد نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ (ص) بھی یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم کو پڑھتے ہوئے دیکھا کرتے تھے اور نہ اس کا حکم کرتے (یعنی بطریق وجوب کے)، اور نہ اس سے منع فرماتے تھے۔

باب: مغرب کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے۔

223: سیدنا سلمہ بن اکوع ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ہمیشہ مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔

باب: عشاء کا وقت اور اس میں تاخیر کرنے کا بیان۔

224: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ (ص) نے نمازِ عشاء میں دیر کی، یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا اور مسجد میں جو لوگ تھے سو گئے۔ پھر آپ (ص) نکلے، نماز پڑھی اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا، اس کا وقت یہی ہے۔

باب: نمازِ عشاء کے نام کے متعلق۔

225: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دیہاتی لوگ تم پر عشاء کی نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں، اس لئے کہ وہ اللہ کی کتاب میں عشاء ہے۔ اس لئے کہ وہ اونٹنیوں کے دوہنے میں دیر کرتے ہیں۔ (اس لئے وہ نماز عشاء کو عقمہ کہتے ہیں)۔

باب: نماز کو اس کے وقت سے لیٹ کرنا منع ہے۔

226: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے فرمایا کہ تم کیا کرو گے جب تمہارے اوپر ایسے امیر ہوں گے تو نماز آخر وقت ادا کریں گے یا فرمایا کہ نماز کو اس کے وقت سے مار ڈالیں گے ؟ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اپنے وقت پر ادا کر لینا، پھر ان کے ساتھ بھی اتفاق ہو تو پڑھ لینا کہ وہ تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

باب: افضل عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا ہے۔

227: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کونسا کام افضل ہے؟ (یعنی ثواب میں سب سے بڑھ کر ہے) آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ میں نے کہا کہ پھر کونسا؟ آ پ(ص) نے فرمایا کہ ماں باپ سے نیکی کرنا (یعنی ان کو خوش اور راضی رکھنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے دوستوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا) میں نے کہا کہ پھر کونسا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے آپ (ص) کی رعایت کر کے ز یادہ پوچھنا چھوڑ دیا (تاکہ آپ (ص) پر بار نہ گزرے)۔

باب: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، تو اس نے نماز کو پا لیا۔

228: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پا لی اس نے وہ نماز پا لی۔

باب: جو آدمی سو جائے یا نماز بھول جائے، تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے۔

229: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تم آج زوال کے بعد اور اپنی ساری رات چلو اگر اللہ نے چاہاتو کل صبح پانی پر پہنچو گے۔ پس لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ سیدنا ابو قتادہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) چلے جاتے تھے، یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی اور میں آپ (ص) کے پہلو کی طرف تھا اور آپ (ص) اونگھنے لگے اور اپنی سواری پر سے جھکے (یعنی نیند کے غلبے سے) اور میں نے آ کر آپ کو ٹیکے دیا (تاکہ گر نہ پڑیں) بغیر اس کے کہ میں آپ (ص) کو جگاؤں، یہاں تک کہ آپ (ص) پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر چلے یہاں تک کہ جب بہت رات گزر گئی، پھر آپ (ص) جھکے اور میں نے پھر ٹیکے دیا بغیر اس کے کہ آپ (ص) کو جگاؤں، یہاں تک کہ آپ (ص) پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر چلے یہاں تک کہ آخر سحر کا وقت ہو گیا، پھر ایک بار بہت جھکے کہ اگلے دوبار سے بھی

زیادہ، قریب تھا کہ گر پڑیں، پھر میں آیا اور آپ (ص) کو روک دیا۔ پھر آپ (ص) نے سر اٹھایا اور فرمایا یہ
کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ابوقتادہ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟
میں نے عرض کیا کہ میں رات سے آپ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری حفاظت کرے جیسے تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم ہمیں دیکھتے ہو
کہ ہم لوگوں کی نظروں میں پوشیدہ ہیں؟ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تم کسی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ
یہ ایک سوار ہے، پھر میں نے کہا کہ یہ ایک اور سوار ہے، یہاں تک کہ ہم سات سوار جمع ہو گئے۔ تب رسول
اللہ (ص) راہ سے ایک طرف الگ ہوئے اور اپنا سر زمین پر رکھا (یعنی سونے کو) اور فرمایا کہ تم لوگ ہماری
نماز کا خیال رکھنا (یعنی نماز کے وقت جگا دینا)۔ پھر پہلے جو جاگے وہ رسول اللہ (ص) ہی تھے اور دھوپ آپ
(ص) کی پیٹھ پر آگئی تھی پھر ہم لوگ گھبرا کر اٹھے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ تو ہم سوار
ہوئے پھر چلے یہاں تک کہ جب دھوپ چڑھ گئی تو آپ (ص) اترے اپنا وضو کا لوٹا منگوایا جو میرے پاس تھا اور
اس میں تھوڑا سا پانی تھا، پھر آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے وضو کیا (جو عام وضو سے کم تھا
یعنی بہت قلیل پانی سے بہت جلد) اور اس میں تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ پھر ابوقتادہ ص سے فرمایا کہ
ہمارے لوٹے کو رکھ چھوڑو کہ اس کی ایک عجیب کیفیت ہو گی۔ پھر سیدنا بلال ص نے نماز کیلئے اذان کہی
اور نبی (ص) نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر صبح کی فرض نماز ادا کی اور ویسے ہی ادا کی جیسے ہر روز ادا
کرتے تھے۔ اور آپ (ص) بھی اور ہم بھی آپ (ص) کے ساتھ سوار ہوئے، پھر ہم میں سے بعض دوسرے سے
چپکے چپکے کہتا تھا کہ آج ہمارے اس قصور کا کیا کفارہ ہو گا جو ہم نے نماز میں قصور کیا تب آپ (ص) نے
فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کے لئے اسوئہ نہیں ہوں؟ پھر فرمایا کہ سونے میں کیا قصور ہے؟ قصور تو یہ ہے
کہ ایک آدمی نماز نہ پڑھے، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے (یعنی جاگنے میں قضا کرے) پھر جو ایسا
کرے (یعنی اس کی قضا ہو جائے تو) لازم ہے کہ جب ہوشیار ہو، ادا کرے۔ اور جب دوسرا دن آئے تو اپنی نماز
اوقاتِ متعینہ پر ادا کرے (یعنی یہ نہیں کہ ایک بار قضا ہو جانے سے نماز کا وقت ہی بدل جائے)۔ پھر فرمایا
کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ لوگوں نے کیا کیا ہو گا؟ پھر فرمایا کہ لوگوں نے جب صبح کی تو اپنے نبی (ص) کو
نہ پایا۔ تب ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ (ص) تمہارے پیچھے ہوں گے، آپ (ص)
ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) تم سے آگے ہیں۔ پھر
وہ لوگ اگر ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی بات مانتے تو سیدھی راہ پاتے (یہ خبر آپ (ص) نے معجزے
کے طور پردی) ۔ راوی نے کہا کہ پھر ہم لوگوں تک پہنچے، یہاں تک کہ دن کافی چڑھ آیا تھا اور ہر چیز گرم
ہو گئی تھی اور لوگ کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول(ص)! ہم تو مر گئے اور پیاسے ہو گئے۔ آپ (ص) نے فرمایا
نہیں تم نہیں مرے۔ پھر فرمایا کہ ہمارا چھوٹا پیالہ لاؤ اور وہ لوٹا منگوایا اور رسول اللہ (ص) پانی ڈالنے لگے
اور سیدنا ابوقتادہ ص لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی ایک لوٹا بھر ہی ہے تو لوگ
اس پر گرنے لگے (یعنی ہر شخص ڈرنے لگا کہ پانی تھوڑا ہے کہیں محروم نہ رہ جاؤں) تب آپ (ص) نے فرمایا
کہ اچھی طرح آہستگی سے لیتے رہو، تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔ غرض کہ پھر لوگ اطمینان سے لینے لگے
اور رسول اللہ (ص) پانی ڈالتے تھے اور میں پلاتا تھا یہاں تک کہ میرے اور رسول اللہ (ص) کے سوا کوئی باقی
نہ رہا (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ (ص) نے پھر ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ پیو! میں نے عرض کیا کہ میں نہ
پیوں گا جب تک اللہ کے رسول آپ (ص) نہ پئیں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں
پیتا ہے۔ پھر میں نے پیا (راوی نے) کہا کہ پھر لوگ پانی پر خوش خوش اور آسودہ پہنچے (راوی نے) کہا کہ
عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں جامع مسجد میں لوگوں سے یہی حدیث بیان کرتا تھا کہ سیدنا عمران بن

حصین ص نے کہا کہ اے جوان غور کرو کہ تم کیا کہتے ہو، اس لئے کہ میں اس رات کا ایک سوار تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا پھر تو آپ اس حدیث سے خوب واقف ہوں گے انہوں نے کہا کہ تم کس قوم سے ہو؟ میں نے کہا میں انصار میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا بیان کرو کہ تم تو اپنی حدیثوں کو خوب جانتے ہو۔ پھر میں نے لوگوں سے پوری روایت بیان کی۔ تب سیدناعمران ص نے کہا کہ میں بھی اس رات حاضر تھا مگر میں نہیں جانتا کہ جیسا تم نے یاد رکھا ایسا اور کسی نے یاد رکھا ہو۔

باب: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا۔

230: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟

231: سیدنا عمر بن ابی سلمہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ آپ (ص) اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کے گھر ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور اس کے دونوں کنارے آپ (ص) کے مونڈھوں پر تھے۔

باب: نقش و نگار والے کپڑے میں نماز پڑھنا۔

232: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک نقش و نگار والی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے تو آپ (ص) اس کے نشانوں کی طرف دیکھنے لگے۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اس چادر کو ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور ان کی چادر (جو کہ بغیر نقش و نگار کے تھی) مجھے لا دو کیونکہ اس چادر نے مجھے ابھی نماز میں غافل کر دیا۔

باب: چٹائی پر نماز پڑھنا۔

233: اسحاق بن عبداللہ بن ابو طلحہ سیدناانس بن مالک ص سے روایت کرتے ہیں کہ ان (سیدنا انس ص) کی دادی نے جن کا نام ملیکہ تھا ، رسول اللہ (ص) کو ایک کھانے کیلئے بلایا جو انہوں نے پکایا تھا۔ پھر رسول اللہ (ص) نے کھایا اور فرمایا: کھڑے ہو جاؤ کہ میں (تمہاری خیر و برکت کیلئے) نماز پڑھوں سیدنا انس ص نے کہا کہ میں ایک (چٹائی) بوریا لے کر کھڑا ہوا جو بہت بچھانے سے سیاہ ہو گیا تھا (یعنی مستعمل تھا)، اس پر میں نے پانی چھڑکا اور رسول اللہ (ص) اس پر کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ (ص) کے پیچھے صف باندھی اور بوڑھی بھی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، پھر آپ (ص) نے دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیرا۔

باب: جوتے پہن کر نماز پڑھنا۔

234: سعید بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک ص سے کہا کہ کیا رسول اللہ (ص) جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

کتاب: المساجد

باب: زمین پر بنائی جانے والی سب سے پہلی مسجد۔

235: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ زمین پر سب سے پہلی مسجد کونسی بنائی گئی؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مسجد الحرام(یعنی خانہ کعبہ)۔ میں نے عرض کیا کہ پھر

کونسی؟ (مسجد بنائی گئی تو) آپ (ص) نے فرمایا کہ مسجد الاقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ چالیس برس کا اور تو جہاں بھی نماز کا وقت پالے، وہیں نماز ادا کر لے پس وہ مسجد ہی ہے۔

باب: مسجد نبوی (ص) کی تعمیر۔

236: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو شہر کے بلند حصہ میں ایک محلہ میں اترے، جس کو بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہتے ہیں وہاں چودہ دن رہے، پھر آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی نجار کے لوگوں کو بلایا تو وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ گویا میں اس وقت رسول اللہ (ص) کو دیکھ رہا ہوں، آپ (ص) اپنی اونٹنی پر تھے اور سیدنا ابوبکر ص آپ (ص) کے پیچھے تھے اور بنو نجار کے لوگ آپ (ص) کے ارد گرد تھے، یہاں تک کہ آپ (ص) سیدنا ابوایوب ص کے مکان کے صحن میں اترے۔ رسول اللہ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جہاں نمازکا وقت آجاتا، وہاں نماز پڑھ لیتے اور بکریوں کے رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے۔ (کیونکہ بکریاں غریب ہوتی ہیں ان سے اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ستائیں) اس کے بعد آپ (ص) نے مسجد بنانے کا حکم کیا اور بنو نجار کے لوگوں کو بلایا وہ آئے تو آپ (ص) نے ان سے فرمایا کہ تم اپنا باغ میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تو اس باغ کی قیمت نہ لیں گے ہم اللہ ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (یعنی آخر ت کا ثواب چاہتے ہیں ہمیں روپیہ درکار نہیں)۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ اس باغ میں جو چیزیں تھیں، ان کو میں کہتا ہوں، اس میں کھجور کے درخت تھے اور مشرکوں کی قبریں تھیں اور کھنڈر تھے۔ آپ (ص) نے حکم کیا تو درخت کاٹے گئے اور مشرکوں کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں اور کھنڈر برابر کئے گئے اور درختوں کی لکڑی قبلہ کی طرف رکھ دی گئی اور دروازہ کے دونوں طرف پتھر لگائے گئے۔ جب یہ کام شروع ہوا تو صحابہ ' رجز پڑھتے تھے اور رسول اللہ (ص) بھی ان کے ساتھ تھے وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اے اللہ! بہتری اور بھلائی تو آخرت کی بہتری اور بھلائی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما ۔

باب: اس مسجد کے متعلق جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

237: ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمن بن ابی سعید ص گزرے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ وہ کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرے والد ص نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کی خدمت میں، آپ کی بیویوں میں سے کسی ایک کے گھر میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! وہ مسجد کونسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے؟ تو آپ (ص) نے ایک مٹھی کنکر لے کر زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے یعنی مدینہ کی مسجد۔ (ابو سلمہ بن عبد الرحمن راوی حدیث کہتے ہیں) میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سیدنا ابوسعید خدری ص سے سنا ہے کہ وہ اس مسجد کا ایسا ہی ذکر کیا کرتے تھے۔

باب: مکہ اور مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت۔

238: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ ایک عورت بیمار ہوگئی تو اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گی۔ پھر وہ اچھی ہو گئی تو اس نے جانے کی تیاری کی اور اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر ان کو سلام کیا اور اپنے ارادہ کی خبر دی تو

انہوں نے فرمایا کہ تم نے جو زادِراہ تیار کیا ہے وہ کھاؤاور رسول اللہ (ص) کی مسجد میں نماز پڑھو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے تھے کہ اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اور مسجدوں میں ہزار نمازیں ادا کرنے سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

باب: مسجد قبا میں جانا اور اس میں نماز ادا کرنا۔

239: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مسجد قبا کی طرف سوار اور پیدل تشریف لے جاتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

باب: اس شخص کی فضیلت جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مسجد بنائی۔

240: سیدنا محمود بن لبید ص سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ص نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس بات کو بُرا سمجھا اور یہ چاہا کہ مسجد کو اپنے حال پر چھوڑ دیں (یعنی جیسے رسول اللہ (ص) کے دَور میں تھی) تو عثمان ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر ویسا ہی بنائے گا۔

باب: مساجد کی فضیلت۔

241: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: شہروں میں سب سے پیاری جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب سے بُری جگہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ہیں۔

باب: مساجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانے کی فضیلت۔

242: سیدنا ابی بن کعب ص کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص تھے کہ ان کا گھر مدینے کے سب گھروں سے مسجد سے دور تھا اور ان کی کوئی جماعت رسول اللہ (ص) کے ساتھ جانے نہ پاتی تھی (یعنی ہر نماز میں پہنچتے تھے) تو مجھے ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ کاش تم ایک گدھا خرید لو کہ تمہیں گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد (ص) کے گھر سے متصل ہو۔ مجھ پر اس کی یہ بات گراں گزری تو میں نبی (ص) کے پاس آیا اور آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر دی، آپ (ص) نے ان کو بلایا۔ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے بھی وہی کہا جو مجھ سے کہا تھا اور کہا کہ میں اپنے قدموں کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ بیشک تم کو اجر ہے جس کے تم امیدوار ہو۔

باب: نمازوں کی طرف چلنے سے گناہ معاف اور درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

243: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو آدمی اپنے گھر میں وضو کرے، پھر اللہ کے کسی گھر میں جائے کہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فرض کو ادا کرے، تو اس کے قدم ایسے ہوں گے کہ ایک سے تو برائی گرے گی اور دوسرے سے درجہ بلند ہوگا۔

باب: نماز کیلئے اطمینان سے آنا اور دوڑنے سے اجتناب کرنا۔

244: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ آپ (ص) نے لوگوں کے قدموں کی آواز سنی تو فرمایا (یعنی نماز کے بعد) تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نماز کیلئے جلدی کی تھی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ جب تم نماز کیلئے آؤ تو آرام سے آؤ پھر

جو ملے (امام کے ساتھ) پڑھ لو اور جو تم سے آگے ہو چکی اسے پوری کر لو۔

باب: عورتوں کا مساجد میں (نماز وغیرہ کیلئے) جانا۔

245: سیدہ زینب الثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو عورت مسجد میں آنا چاہے تو وہ خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے ۔

باب: عورتوں کو (مسجد میں) جانے سے منع کرنا۔

246: سیدہ عمرہ بنتِ عبدالرحمن رضی اللہ عنہا نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ (ص)اگر موجودہ دَور کی بناؤ سنگھار کرنے والی خواتین کو دیکھتے، تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ (راوی) یحییٰ بن سعید نے راویہ سیدہ عمرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے عمرہ! کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔

باب: مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھیں؟۔

247: سیدنا ابوحمید (یا سیدنا ابواسید) ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی مسجد میں آئے تو کہے کہ ”اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے“ اور جب نکلے تو کہے ”اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل یعنی رزق اور دنیا کی نعمتیں مانگتا ہوں“۔

باب: جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت (نفل) پڑھے۔

248: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ (ص) لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہیں بیٹھنے سے پہلے دورکعت پڑھنے سے کس نے روکا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے آپ (ص) کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا (تو میں بیٹھ گیا)، آپ (ص) نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے، تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔

باب: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت۔

249: ابوشعثاء کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سیدنا ابوہریرہ ص کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی اور ایک شخص مسجد سے اٹھا اور جانے لگا تو سیدنا ابوہریرہ ص اس کو دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ باہر چلا گیا۔ تب سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اس شخص نے ابوالقاسم (ص) کی نافرمانی کی۔

باب: مسجد میں تھوکنے کا کفارہ۔

250: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ (اگر تھوکے تو) مٹی میں دبا دے۔

باب: لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی کراہت ۔

251: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے خیبر کی جنگ میں فرمایا کہ جو شخص اس پودے یعنی لہسن کے پودے کو کھائے تو وہ مسجد میں نہ آئے۔

باب: (کچا) پیاز اور لہسن کھانے کے بعد مسجد سے الگ رہنے کا حکم(کُرَّاث پیاز اور لہسن کے مشابہ بدبودار

پودا ہے)۔

252: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص پیاز یا لہسن کھائے تو وہ ہم سے جدا رہے یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے جدا رہے اور اپنے گھر بیٹھے۔ ایک مرتبہ آپ (ص) کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں ترکاریاں تھیں، آپ (ص) نے اس میں بدبو پائی تو پوچھا کہ اس میں کیا ڈالا ہے؟ جب آپ (ص) کو معلوم ہوا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو فلاں صحابی کے پاس لے جاؤ۔ جب آپ (ص) نے دیکھا کہ اس نے بھی اسکا کھانا بُرا سمجھا (اس وجہ سے کہ رسول اللہ (ص) نے نہیں کھایا) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو کھا لے کیونکہ میں تو اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو نہیں کرتا (یعنی فرشتوں سے)

باب: جس کے منہ سے پیاز یا لہسن کی بدبو آئے، اس کو مسجد سے نکالنا۔

253: معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماریں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت اب نزدیک ہے۔ بعض لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنا جانشین اور خلیفہ کسی کو مقرر کر دو، اور یقینا اللہ تعالیٰ اپنے دین کو برباد نہیں کرے گا اور نہ اپنی خلافت کو اور نہ اس چیز کو جو رسول اللہ (ص) کو دے کر بھیجا تھا۔ اگر میری موت جلد ہو جائے تو خلافت مشورے کرنے پر چھ آدمیوں کے اندر رہے گی جن سے رسول اللہ (ص) وفات تک راضی رہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ طعن کرتے ہیں اس کام میں جن کو میں نے خود اپنے اس ہاتھ سے مارا ہے اسلام پر۔ پھر اگر انہوں نے ایسا کیا (یعنی اس طعن کو درست سمجھے) تو وہ دشمن ہیں اللہ کے اور کافر گمراہ ہیں اور میں اپنے بعد کسی چیز کو اتنا مشکل نہیں چھوڑتا جتنا کہ کلالہ۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے کسی بات کو اتنی بار نہیں پوچھا جتنی بار کلالہ کے متعلق پوچھا۔ اورآپ (ص) نے بھی مجھ پر کسی بات میں اتنی سختی نہیں کی جتنی اس میں کی یہاں تک کہ آپ (ص) نے اپنی انگلی سے میرے سینے میں ٹھونسا مارا اور فرمایا کہ اے عمر! کیا تجھے وہ آیت کافی نہیں جو گرمی کے موسم میں اتری سورئہ نساء کے آخر میں کہ "یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌ ھَلَکَ لَیْسَ لَہ وَلَدٌ وَّلَہ اُخْتٌ فَلَھَ(ص) نِصْفُ مَ(ص) تَرَکَ ..." (النسآء:176) اور میں اگر زندہ رہا تو کلالہ میں ایسا فیصلہ کروں گا جس کے موافق ہر شخص حکم کرے خواہ قرآن پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ اے اللہ! میں تجھے گواہ کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو میں نے ملکوں کی حکومت دی ہے (یعنی نائبوں اور صوبہ داروں اور عالموں پر) میں نے ان کو اسی لئے بھیجا کہ وہ انصاف کریں اور لوگوں کو دین کی باتیں بتلائیں اور اپنے پیغمبر (ص) کا طریقہ سکھائیں اور جو مال فئ حاصل ہو لوگوں میں تقسیم کریں اور جس بات میں ان کو مشکل پیش آئے اس کو مجھ سے دریافت کریں۔ پھر اے لوگو! میں دیکھتا ہوں تم دو پودوں کو کھاتے ہو اور میں ان کو مکروہ سمجھتا ہوں وہ پیاز اور لہسن ہیں اور میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ جب ان دونوں کی بو کسی شخص میں سے آتی تو آپ (ص) کے حکم سے وہ مسجد سے بقیع کی طرف نکالا جاتا تھا۔ اب اگر کوئی ان کو کھائے تو خوب پکا کر (ان کی بو کو ختم کر لے)۔

باب: مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا منع ہے۔

254: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص کسی کو کوئی گمشدہ چیز کے متعلق مسجد میں پکارتے سنے (یعنی وہ اپنی بلند آواز سے اپنی چیز کیلئے لوگوں کو پکارے) تو کہے کہ اللہ کرے تیری چیز نہ ملے۔ اس لئے کہ مسجدیں اس واسطے نہیں بنائی گئیں۔

باب: قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت۔

255: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس ص نے کہا کہ جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ (ص) نے دھاری دار چادر اپنے منہ پر ڈالنا شروع کی۔ جب آپ (ص) گھبرا جاتے تو چادر کو منہ پر سے ہٹادیتے اس حال میں آپ (ص)نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ (ص) ڈراتے تھے کہ کہیں اپنے لوگ بھی ایسا نہ کریں۔

باب: قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت۔

256: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ اُمّ حبیبہ اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ (ص) سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہی حال تھا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے بدتر ہوں گے۔

باب: میرے لئے ساری زمین کو پاک اور مسجد بنا دیا گیا۔

257: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مجھے چھ باتوں کی وجہ سے اور پیغمبروں پر فضیلت دی گئی ہے۔ 1۔ یہ کہ مجھے وہ کلام ملا جس میں لفظ تھوڑے اور معنی بہت زیادہ ہیں (یعنی کلام اللہ یا خود رسول اللہ (ص) کے کلمات) 2۔ میں مدد دیا گیا رعب سے 3۔ میرے لئے غنیمت کے اموال حلال کئے گئے 4۔ میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنائی گئی۔ 5۔ میں تمام مخلوقات کی طرف (خواہ جن ہوں یا عرب کے آدمی یا غیر عرب کے) بھیجا گیا 6۔ میرے اوپر نبوت ختم کی گئی۔

باب: نمازی سترہ کتنی مقدار کا بنائے؟

258: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو، تو وہ آڑ کیلئے کافی ہے۔ اگر اتنی بڑی (یا اس سے اونچی) کوئی شے اس کے سامنے نہ ہو اور گدھا یا عورت یا سیاہ کتا سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ میں نے کہا کہ اے ابوذرص! یہ سیاہ کتے کی کیا خصوصیت ہے اگر لال کتا ہو یا زرد ہو؟ انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ (ص) سے ایسے ہی پوچھا جیسے تو نے مجھ سے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

باب: (نمازی کا) ”سُترہ“ کے قریب کھڑا ہونا۔

259: سیدنا سہل بن سعد الساعدی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جس جگہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے، اس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنی جگہ رہتی کہ ایک بکری نکل جائے۔

باب: نمازی کے آگے لیٹنا۔

260: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (کے سامنے ذکر ہوا کہ کتے، گدھے اور عورت نمازی کے آگے سے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے) تو انہوں نے کہا کہ تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا۔ اللہ کی قسم میں نے خود دیکھا ہے کہ رسول اللہ (ص) نماز پڑھتے تھے اور میں آپ (ص) کے سامنے تخت پر قبلہ

کی طرف لیٹی ہوتی تھی مجھے حاجت ہوتی تو آپ کے سامنے بیٹھنا اور آپ کو تکلیف دینا مجھے بُرا لگتا، اس لئے میں تخت کے پایوں کے پاس سے کھسک جاتی۔

باب: قبلہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم۔

261: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور رسول اللہ (ص) مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو کھڑے ہو اور اسکے بعد تکبیر کہو۔

باب: قبلہ کی شام سے کعبہ کی طرف تبدیلی کے متعلق۔

262: سیدنا براء بن عازب ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے تک نماز پڑھی، یہاں تک کہ سورئہ بقرہ میں یہ آیت اتری کہ ”تم جہاں پر ہو اپنا منہ کعبہ کی طرف کرو“ (البقرہ:144) تو یہ آیت اس وقت اتری جب رسول اللہ (ص) نماز پڑھ چکے تھے۔ ایک شخص آپ (ص) کے ساتھیوں میں سے یہ سن کر چلا، راستے میں انصار کے کچھ لوگوں کو (بیت المقدس کی طرف حسب معمول) نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اس نے ان سے یہ حدیث بیان کی (کہ رسول اللہ (ص) کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر) ان لوگوں نے (نماز ہی میں) اپنے آپ کو کعبہ کی طرف پھیرلیا۔

باب: جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔

263: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جب فرض نماز کی تکبیر ہو تو کوئی نماز نہیں ہوتی، سوائے اس فرض نماز کے۔

باب: جب اقامت کہی جائے تو لوگ کس وقت کھڑے ہوں؟۔

264: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب نماز کی تکبیر ہو تو کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو (امام کے آنے سے پہلے کھڑے نہ ہوں)۔

باب: نماز کیلئے اقامت اس وقت کہی جائے، جب امام مسجد میں آجائے۔

265: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا بلال ص جب زوال کا وقت ہوتا تو اذان دیتے اور اقامت نہ کہتے یہاں تک کہ رسول اللہ (ص) تشریف لاتے ۔ جب آپ (ص) تشریف لاتے اور سیدنا بلال ص دیکھ لیتے، تب تکبیر کہتے۔

باب: امام کا اقامت (کہے جانے) کے بعدغسل کیلئے (مسجد سے) نکلنا۔

266: سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں سیدنا ابوہریرہ ص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور ہم نے رسول اللہ (ص) کے نکلنے سے پہلے صفیں برابر کیں، پھر رسول اللہ (ص) نکلے، یہاں تک کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے اور ابھی تکبیر تحریمہ نہیں کہی تھی کہ آپ (ص) کو یاد آگیا تو واپس پلٹے اور ہم سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ ہم سب آپ (ص) کے آنے تک انتظار میں کھڑے رہے۔ آپ (ص) غسل کر کے آئے تھے اور (غسل کی وجہ سے) سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر تکبیر کہی اور ہمیں نماز پڑھائی ۔

باب: صفوں کو درست کرنے کے بیان میں۔

267: سیدنا ابومسعود ص کہتے ہیں کہ نماز کے لئے رسول اللہ (ص) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے کہ برابر کھڑے رہو اور آگے پیچھے نہ ہٹو وگرنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی نیز میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو کہ بہت سمجھدار اور عقلمند ہیں اور پھر جو ان سے قریب ہوں۔ اس کے بعد سیدنا ابومسعود ص نے کہا کہ آج تم لوگوں میں بہ انتہا اختلافات رونما ہو گئے ہیں ۔

باب: پہلی صف کی فضیلت۔

268: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف (میں کھڑے ہونے کا اجر و ثواب) معلوم ہو جائے تو پھر اور کوئی چارہ نہ رہے کہ وہ قرعہ اندازی کریں تو قرعہ اندازی بھی کریں۔اور اگر اوّل وقت نماز پڑھنے کی فضیلت سے لوگ واقف ہوتے تو ایک دوسرے پر سبقت کرتے اور اگر عشاء و فجر کی برتری جانتے تو ان دونوں کیلئے سرین کے بل رگڑتے ہوئے آتے۔

269: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مَردوں کی صفوں میں سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بُری آخری صف ہے اور خواتین کیلئے سب سے بُری پہلی صف ہے (جبکہ مردوں کی صفیں ان کے قریب ہوں) اور اچھی صف پچھلی صف ہے (جو کہ مردوں سے دُور ہو)۔

باب: ہر نماز کے وقت مسواک کرنا۔

270: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر مسلمانوں پر شاق (یعنی مشکل) نہ ہوتا اور زہیر کی روایت میں یوں ہے کہ اگر میری امت پر مشکل نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کیا کریں۔

باب: نماز میں داخل ہوتے وقت ذکر کی فضیلت۔

271: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں مل گیا اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا تواس نے کہا ”سب تعریف اللہ کیلئے ہے، بہت تعریف اور پاک بابرکت“ پھر جب رسول اللہ (ص) نماز پڑھ چکے تو آپ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کون تھا جس نے یہ کلمات کہے؟ پس ساری قوم کے لوگ چپ ہو رہے۔ پھر آپ (ص) نے دوبارہ فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے؟ کیونکہ اس نے کوئی بُری بات نہیں کہی، تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں آیا اور میرا سانس چڑھا ہوا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون ان (کلمات) کو اوپر (یعنی اللہ عزوجل کے پاس) لے جائے۔

باب: نماز میں رفع الیدین کرنا۔

272: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے پھر اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے، یعنی رفع یدین (دونوں) سجدوں کے درمیان میں نہ کرتے تھے۔

باب: نماز کس لفظ سے شروع ہوتی ہے اور کس لفظ پر ختم ہوتی ہے۔

273: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نماز کو اللہ اکبر کہہ کر شروع کرتے اور قرأت ”الحمد للہ رب العالمین“ کے ساتھ شروع کرتے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ

سے کہتے) اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ (پیٹھ کے برابر رکھتے) بیچ میں۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے، یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد (قعدہ میں) التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھا کر داہنا پاؤں کھڑا کرتے اور شیطان کی (طرح) بیٹھک سے منع کرتے تھے اور اس بات سے بھی منع کرتے تھے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام پر ختم کرتے تھے۔

باب: نماز میں تکبیر (اللہ اکبر) کہنا۔

274: سیدنا ابو ہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع الله لمن حمدہ کہتے اور پھر یونہی کھڑے کھڑے رَبَّنَ(ص) وَلَکَ الْحَمْدُ کہتے اور پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی تکبیر کہتے اور پھر ختم نماز تک اسی طرح (ہر نشست و برخاست) کے وقت تکبیر کہتے تھے اور دو رکعت کے بعد جب قیام کرتے تو پھر اللہ اکبر کہتے۔ پھر اس کے بعد سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ تم سب لوگوں کی بہ نسبت میں رسول اللہ (ص) کی نماز کی طرح نماز پڑھتا ہوں ۔

باب: تکبیر وغیرہ میں امام سے پہل کرنے کی ممانعت۔

275: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ہمیں تعلیم دیتے اور فرماتے تھے کہ امام سے پہلے کوئی کام نہ کرنا، جب وہ تکبیر کہے‘ اس وقت تکبیر کہنا اور جب وہ وَلاَ الضّآلِّیْنَ کہے تو تم بعد میں آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بعد میں رکوع کرو اور جب وہ ”سمع الله لمن حمدہ“ کہے تو تم اس کے بعد ”ربنا لک الحمد“ کہو ۔

باب: مقتدی کو امام کی پیروی ضروری ہے۔

276: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے رسول اللہ (ص) کا دائیں جانب کا بدن چھل گیا تو ہم آپ (ص) کی عیادت کیلئے گئے۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے آپ (ص) نے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ (ص) کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب ہم سب لوگ نماز پڑھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اسکی پیروی کیجائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ تسمیع پڑھے تو تم تحمید پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کرو۔ (یہ ابتدائی حکم ہے۔ بعد میں آپ (ص) کی مرض الموت میں آپ (ص) نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ سیدنا ابوبکر ص نے آپ (ص) کیساتھ کھڑے ہو کر اور صحابہ نے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی)

باب: نماز میں ہاتھوں کا ایک کو دوسرے پر رکھنا۔

277: سیدنا وائل بن حجر ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) کو اس طور پر دیکھا کہ آپ (ص) نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ (اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ (ص) نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے) پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو آپ (ص) نے دونوں ہاتھ چادر میں سے باہر نکال کر دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی، اور رکوع میں گئے اور جب بحالتِ قیام سمع الله لمن حمدہ کہا تو بھی رفع یدین کیا اور پھر آپ (ص) نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔

باب: تکبیر (اللہ اکبر) اور قرأت کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

278: سیدنا علی بن ابی طالب ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نماز میں کھڑے ہوتے تو فرماتے کہ ”میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنایا،یک سُو ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں ۔ بیشک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ یااللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا غلام ہوں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، تو میرے سب گناہوں کو بخش دے، اسلئے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو، اور سکھا دیجئے مجھے اچھی عادتیں کہ نہیں سکھاتا ان کو مگر تو اور مجھ سے بُری عادتیں دُور رکھ، اور نہیں دُور رکھ سکتا ان (بُری عادتوں) کو مگر تو، میں تیری خدمت کیلئے حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہو سکتی (یا شر اکیلا تیری طرف منسوب نہیں ہوتا مثلا خالق القردہ والخنازیر نہیں کہا جاتا یارب الشر نہیں کہا جاتا یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیبہ اور عمل صالح تیری طرف چڑھتے ہیں یا کوئی مخلوق تیرے واسطے شر نہیں اگرچہ ہمارے لئے شر ہو کیونکہ ہم بشر ہیں اس لئے کہ ہر چیز کو تو نے حکمت کیساتھ بنایا ہے) میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف ہے، تو بڑی برکت والا اور تیری ذات بلند و بالا ہے میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں“ اور جب رکوع کرتے تو فرماتے کہ ”اے اللہ! میں تیرے لئے جھکتا ہوں اور تجھ پر یقین رکھتا ہوں اور تیرافرمانبردار ہوں، تیرے لئے میرے کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میرے پٹھے، سب جھک گئے“۔ اور جب (رکوع سے) سر اٹھاتے تو فرماتے کہ ”اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تعریف تیرے ہی لئے ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور ان کے درمیان بھر اور اس کے بعد جتنا تو چاہے اس کے بھرنے کے بقدر“۔ اور جب سجدہ کرتے تو فرماتے کہ ”اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں، میرا منہ اس ذات کیلئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا“۔ پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں فرماتے کہ ”اے اللہ! بخش دے مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے“۔ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ (ص) جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور فرماتے کہ ”میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے ......آخر تک“ پڑھتے۔

باب: نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہ کہنا۔

279: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان ' کیساتھ نماز پڑھی، لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم (جہر سے) پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

باب: بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بارے میں۔

280: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ (ص) کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ (ص) پر ایک اونگھ سی طاری ہوئی پھر مسکراتے ہوئے آپ (ص) نے سر مبارک اٹھایا جس پر ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ کس چیز پر مسکرا رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ابھی ابھی قرآن مجید کی ایک

سورت نازل ہوئی ہے چنانچہ آپ (ص) نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ”(اے نبی (ص)!) بے شک ہم نے آپ کو کوثر عنایت فرمائی ہے......“ پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے، جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس میں بہت سی خوبیاں ہیں اور بروزِ محشر میرے امتی اس حوض کا پانی پینے کیلئے آئیں گے اس حوض پر اتنے گلاس ہیں جتنے آسمان کے تارے۔ ایک شخص کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا، جس پہ میں کہوں گا کہ اے اللہ! یہ شخص میرا امتی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد (دین میں) کیا کیا نئی باتیں ایجاد کیں۔

باب: نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔

281: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔ یہ جملہ آپ (ص) نے تین بار ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ صجب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اس وقت تم لوگ آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی تقسیم کر دی ہے اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ جب بندہ الحمد لله ربّ العالمین کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور (نمازی) جب الرحمٰن الرّحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری توصیف کی اور (نمازی) جب مالکِ یومِ الدّین کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دئیے ہیں اور (نمازی) جب اِیّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔ پھر جب (نمازی) اپنی نماز میں اِہْدِنَ(ص) الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کیلئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کررہ ہے وہ اسے دیا جائے گا۔

باب: قرآن کے اس حصہ کی قرأت کرنا جو آسان ہو۔

282: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) مسجد میں تشریف لائے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھنے کے بعد آپ (ص) کو سلام کیا تو آپ (ص) نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے واپس ہو کر پہلے کی طرح پھر نماز پڑھی اور لوٹ کر آپ (ص) کوسلام کیا۔ آپ (ص) نے وعلیکم السلام کہتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز ادا نہیں کی ۔ حتی کہ تین دفع ایسے ہی کیا تو آدمی نے آپ (ص) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (ص) کو رسولِ برحق بنایا ہے کہ میں اس طریقہ کے علاوہ مزید کسی چیز سے ناواقف ہوں، برأِ کرم آپ (ص) ہی مجھے بتا کہو اور پھر جتنا قرآن تم بآسانی پڑھ سکتے ہو وہ پڑھو، اس کے بعد اطمینان سے رکوع کرو اور پھر باآرام بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اس کے بعد بااطمینان سجدہ کرواور پھر بااطمینان قعدہ میں بیٹھو اور اسی طرح اپنی پوری نماز میں کیا کرو۔ (اس حدیث سے یہ چیز معلوم ہوئی کہ نماز میں تعدیل ارکان بہت ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور جمہور علماء کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے)۔

باب: امام کے پیچھے قرأت کرنا۔

283: سیدنا عمران بن حصین ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی ۔ پس آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کس نے میرے پیچھے سبح اسم ربک الاعلٰی پڑھی تھی؟۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے یہ سورہ پڑھی تھی اور میں نے اس کے پڑھنے سے بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے کچھ آدمی مجھے الجھاتے ہیں۔

(ص) اس روایت کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ (ص) نے قرأت سے منع نہیں کیا بلکہ بآوازِ بلند قرأت سے منع کیا تھا۔ اور حدیث میں یہ چیز ثابت ہے کہ صحابی نے بآوازِ بلند قرأت کی تھی تو آپ (ص) نے بتایا : یہ فلاں سورت میرے پیچھے کس نے پڑھی؟)

باب: الحمد للہ پڑھنا اور آمین کہنا۔

284: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: امام جب آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئیے جائیں گے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ (ص) (وَلاَالضَّآلِّیْنَ کے بعد) آمین کہا کرتے تھے۔

باب: نمازِ فجرمیں قرأت کا بیان۔

285: سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن سمرہ ص سے نبی (ص) کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) ہلکی نماز پڑھا کرتے تھے، ان لوگوں کی طرح (بڑی بڑی سورتیں) نہیں پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں قٓ والقرآن المجید یا اس کے برابر کی سورتیں پڑھتے تھے۔

باب: ظہر اور عصر میں قرأت کرنے کا بیان۔

286: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہمیں سنا دیتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

287: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی (ص) ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قرأت کرتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا کہ اس کا آدھا ۔ اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا (قرأت کرتے تھے)۔

باب: مغرب کی نماز میں قرأت ۔

288: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ (انکی والدہ) اُمّ فضل نے انہیں (ابن عباس کو) والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہا کہ بیٹاتو نے یہ سورت پڑھ کر مجھے یاد دلا دیاکہ سب سے آخر میں نے رسول اللہ (ص) سے یہ سورت سنی تھی کہ آپ (ص) نے اسے مغرب کی نماز میں پڑھا تھا۔

باب: نمازِ عشاء میں قرأت۔

289: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل ص نبی (ص) کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم میں آکر ان کی امامت کرتے۔ وہ ایک رات کو رسول اللہ (ص) کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے پھر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک شخص نے منہ مو ڑ کر سلام پھیر دیا اور اکیلے نماز پڑھ کر چلا

گیا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا تو منافق ہو گیا ہے؟۔ وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں منافق نہیں ہوں، میں رسول اللہ (ص) کے پاس جاؤں گا اور آپ سے کہوں گا۔ پھر وہ آپ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم! ہم اونٹوں والے ہیں (دن بھر اونٹوں سے پانی نکالتے ہیں) اور سیدنا معاذ ص آپ (ص) کیساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ یہ سن کر رسول اللہ (ص) سیدنا معاذ ص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے معاذ! کیا تو فسادی ہے؟ (جو لوگوں کو یہ یہ سورت پڑھا کر نفرت دلانا چاہتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے)۔ فلاں فلاں سورت پڑھو۔ سفیان نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا کہ ابو زبیر نے سیدنا جابر سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ والشمس وضحٰہا، والضُّحٰی، واللّیل اذا یغشٰی، سَبِّحِ اسم ربّکَ الاعلیٰ پڑھا کرے۔ عمرو نے کہاکہ ان جیسی سورتیں پڑھا کرے۔

باب: رکوع اور سجود میں امام سے پہلے کرنے کی ممانعت۔

290: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ (ص) نے نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں اس لئے مجھ سے پہلے رکوع، سجدے، قومے اور سلام نہ پھیرو میں آگے اور پیچھے سے تم کو دیکھتا ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جو چیزیں میں دیکھتا ہوں اگر تم انہیں دیکھ لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ (ص)! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا کہ میں نے جنت اور دوزخ دیکھی ہے۔

باب: امام سے پہلے سر اٹھانے کی ممانعت۔

291: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو کوئی امام سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاتا ہے، اسے ڈرنا چاہئیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت پلٹ کر گدھے کی مانند کر دے۔

باب: رکوع میں تطبیق کرنا۔

292: اسود اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہم دونوں سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کے پاس ان کے گھر میں آئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ان لوگوں (یعنی اس دَور کے نوابوں او رامیروں) نے تمہارے پیچھے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اٹھو نماز پڑھ لو، کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا اور امیروں اور نوابوں کے انتظار میں اپنی نماز میں دیر کرنا ضروری نہیں۔ پھر ہمیں نہ اذان دینے کا حکم کیا اور نہ اقامت کا۔ ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو داہنی طرف کیا اوردوسرے کو بائیں جانب۔ جب رکوع کیا تو ہم نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور ہتھیلیوں کو جوڑ کر رانوں کے بیچ میں رکھا۔ جب نما ز پڑھ چکے تو کہا کہ اب تمہارے نواب اور امیر ایسے پیدا ہوں گے، جونماز میں اس کے وقت سے دیر کریں گے اور نماز کو تنگ کریں گے، یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے کے قریب ہو گا (یعنی عصر کی نماز میں اتنی دیر کریں گے) جب تم ان کو ایسا کرتے دیکھو تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لو (یعنی افضل وقت پر) پھر ان کے ساتھ دوبارہ نفل کے طور پر پڑھ لو اور جب تم تین آدمی ہو تو سب مل کر نماز پڑھو (یعنی برابرکھڑے ہو اور امام بیچ میں رہے) اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آدمی امام بنے اور وہ آگے کھڑا ہواور جب رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور جھکے اور دونوں ہتھیلیاں جوڑ کر رانوں میں رکھ لے گویا کہ میں اس وقت رسول اللہ (ص) کی انگلیوں کے مختلف ہونے کو دیکھ رہا ہوں۔

(ص)اس حدیث میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جو جمہور کے نظریہ کے خلاف ہیں۔ کچھ تو ابتداء میں تھیں بعد میں منسوخ ہو گئیں اور انہیں نسخ والی حدیث ابن مسعود ص کو نہیں پہنچی جیسے رکوع میں دونوں ہاتھ

جوڑ کر گھٹنوں میں کر لینا اور تین آدمیوں کی جماعت کی شکل میں امام کا درمیان میں کھڑا ہونا بھی ابن مسعود ص کا موقف تھا جبکہ باقی صحابہ کرام کا موقف یہ تھا کہ تین آدمیوں کی جماعت میں امام کو آگے کھڑا ہونا چاہیئے جیسے کہ آگے حدیث آ رہی ہے]۔

باب: دونوں ہاتھوں کا رکوع میں گھٹنوں پر رکھنا اور تطبیق کا منسوخ ہونا۔

293: مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے بازو میں نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھے تو میرے والد مجھ سے کہاکہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھو۔ مصعب نے کہا کہ پھر میں نے دوبارہ ویسے ہی کیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا اور (رکوع میں) دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔

باب: رکوع اور سجدہ میں کیا دعا کرنی چاہئیے؟

294: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) اپنے رکوع اور سجدہ میں قرآن پر عمل کرتے ہوئے اکثر یہ دعا فرماتے تھے سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ رَبَّنَ(ص) وَبِحَمْدِکَ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْلِیْ ۔

باب: رکوع و سجود میں قرأت کرنے کی ممانعت۔

295: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے (مرض الموت میں) پردہ اٹھایا اور لوگ سیدنا ابوبکر صدیق ص کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے لوگو! اب نبوت کی خوشخبری دینے والی چیزوں میں کچھ نہیں رہا (کیونکہ مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا) مگر نیک خواب جس کو مسلمان دیکھے یا اسے دکھایا جائے اور تمہیں معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں تو اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدے کے اندر دعاء میں کوشش کرو، یہ زیادہ لائق اور ممکن ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو گی۔

باب: جب کوئی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے؟

296: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے کہ ”اے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے ہی لئے خاص ہیں، آسمانوں بھر اور زمین بھر اور پھر جو چیز تو چاہے، اس کے بعد (اس کی بھرائی کے برابر تعریف)، تو ہی بزرگی والا اور تعریف کے لائق ہے۔ بہت سچی بات جو بندے نے کہی اور ہم سب تیرے بندے ہیں (وہ بات یہ ہے کہ) اے ہمارے اللہ! جو تو دے، اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا دینے والا کوئی نہیں، کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دیتی (بلکہ جو تو چاہے وہی ہوتا ہے) ۔

باب: سجدہ کی فضیلت اور کثرتِ سجود کی ترغیب۔

297: معدان بن ابی طلحہ الیعمری کہتے ہیں کہ میں ثوبان صمولیٰ رسول اللہ (ص) سے ملا اور میں نے کہا کہ مجھے ایسا کام بتلاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں لے جائے، یا یوں کہا کہ مجھے وہ کام بتاؤ جو سب کاموں سے زیادہ اللہ کو پسند ہو۔ یہ سن کر سیدنا ثوبان ص چپ ہو رہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تو چپ رہے۔ پھر تیسری بار پوچھا تو کہا کہ میں نے بھی یہ بات رسول اللہ (ص) سے پوچھی تھی تو آپ (ص) نے فرمایا تھا کہ تو سجدے بہت کیا کر، اس واسطے کہ ہر ایک سجدے سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔ معدان نے کہا کہ پھر میں سیدنا ابوالدرداء ص سے ملا اور ان سے بھی یہ

پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا جیسا سیدنا ثوبان ص نے کہا تھا۔

باب: سجدوں میں دعا کرنا۔

298: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لئے سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔

باب: کتنے اعضاء پر سجدہ کرنا چاہیئے؟۔

299: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کاحکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور آپ (ص) نے اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ہے۔

باب: سجدوں میں اعتدال اور کہنیاں اٹھا کر رکھنا۔

300: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدے میں اعضاء کو برابر رکھو اور کوئی تم میں سے اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

باب: سجدے میں بازوؤں کو پہلوؤں سے الگ رکھنا۔

301: سیدنا عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) اتنا جدا رکھتے کہ میں آپ (ص) کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

باب: نماز میں بیٹھنے کی کیفیت کا بیان ۔

302: سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔

باب: دونوں قدموں پر ”اقعا“ کرنا۔

303: طاؤس کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ اقعاء کی بیٹھک کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ سنت ہے۔ ہم نے کہاکہ ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر (یا پاؤں پر) ستم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ وہ تو تمہارے نبی (ص) کی سنت ہے۔ (”اقعاء“ یہ ہے کہ دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا)۔

باب: نماز میں تشہد کا بیان۔

304: حطان بن عبداللہ الرقاشی کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ جب ہم لوگ تشہد میں بیٹھے تھے تو پیچھے سے کسی آدمی نے کہا کہ نماز نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے نماز ختم ہونے کے بعد پوچھا کہ یہ بات تم میں سے کس نے کہی ہے؟ سب لوگ خاموش ہو رہے تو آپ صنے کہا کہ (تم لوگ سن رہے ہو)، بتاؤ یہ بات تم میں سے کس نے کہی ہے؟ جب سب لوگ چپ رہے تو آپ صنے مجھ سے کہا کہ اے حطان! شاید تم نے یہ کلمے کہے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں، میں نے نہیں کہے،مجھے تو خوف تھا کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ یہ کلمات میں نے کہے ہیں اور اس میں میری نیت صرف بھلائی اور نیکی کی تھی۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے جواب

دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ تم کو اپنی نماز میں کیا پڑھنا چاہئیے۔ حالانکہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں دورانِ خطبہ تمام امور بتلائے اور نماز پڑھنا سکھائی ہے۔ وہ اسطرح کہ تم لوگ نماز پڑھنے سے پہلے صفیں سیدھی کر لو۔ پھر تم میں سے کوئی امام بنے اور جب وہ اللہ اکبر کہے۔ تو تم بھی کہو اور جب وہ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ کہہ چکے تو تم آمین کہو تاکہ اللہ تعالیٰ تم سے خوش رہے۔ امام کی تکبیر و رکوع کے ساتھ تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو، امام کی تکبیر اور کروع کے بعد تم تکبیر و رکوع ادا کرو، اور امام سے پہلے تکبیر و رکوع ادا نہ کرو کیونکہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ تمہارا ایک لمحہ تاخیر کرناامام کے رکوع وتکبیرات کے برابر ہی شمار کیا جاتا ہے پھر جب امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے تو تم اَللّٰٓهُمَّ رَبَّنَ(ص) وَلَکَ الْحَمْدُ کہو اور اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی کہا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔ امام جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر اور سجدہ کرو کیونکہ تم سے ایک لمحہ پہلے امام تکبیر کہتا اور سجدہ و رفع کرتا ہے اور تم ایک لمحہ بعد یہ اعمال کرو تو تم (ص) سکے ساتھ رہو گے۔ اور امام جب تشہد میں بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک یہ دعا پڑھے ”زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں تمام کی تمام اللہ کیلئے ہیں۔ اے نبی (ص) آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں“(ص)۔

305: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ہمیں تشہد اس طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے اور آپ (ص) فرمایا کرتے تھے کہ ”زبانی عبادتیں جو برکت والی ہیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں تمام کی تمام اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی (ص) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں ، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں“ (ص)۔ اور ابن رمح کی روایت میں ہے کہ آپ (ص) (تشہد) قرآن کریم کی طرح سکھایا کرتے تھے۔

باب: نماز میں کن چیزوں سے پناہ حاصل کی جائے؟

306: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) نماز میں یہ دعا مانگتے کہ ”اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور قرضداری سے۔ ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ اکثر قرضداری سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

باب: نماز میں دعا مانگنے کا بیان۔

307: سیدنا ابوبکر صدیق ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! مجھے ایک دعا سکھلائیے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ کہا کر کہ ”اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا ہے یا بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو سوا تیرے کوئی نہیں بخشتا، پس تو بخش دے مجھے اپنے پاس کی بخشش سے اور مجھ پر رحم کر بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے“۔

باب: نماز میں شیطان پر لعنت کرنا اور اس سے پناہ مانگنے کا بیان۔

308: سیدناابو الدرداء ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا کہ آپ (ص) کہتے تھے کہ ”میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں“ پھر فرمایا کہ ”میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی“ (تین دفعہ فرمایا) اور اپنا ہاتھ یوں بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آج ہم نے نماز میں آپ کو وہ باتیں کرتے سنا جو پہلے کبھی نہیں سنی تھیں اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس میرا منہ جلانے کے لئے انگارے کا ایک شعلہ لے کر آیا۔ میں نے تین بار کہاکہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی پوری لعنت۔ وہ تینوں بار پیچھے نہ ہٹا، آخر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا رہتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ۔

باب: نبی کریم (ص) پر درود پڑھنے کا بیان۔

309: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا سعد بن عبادہ ص کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ (ص) تشریف لائے۔ چنانچہ سیدنا بشیر بن سعد ص نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ نے ہمیں آپ (ص) پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، اس لئے بتائیے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ یہ سننے کے بعد آپ (ص) بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کاش انہوں نے (سیدنا بشیر ص سے) پوچھا ہوتا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ (ص) نے فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو ”اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید“ اور سلام بھیجنے کا طریقہ تمہیں معلوم ہی ہے۔

باب: نماز سے سلام پھیرنا۔

310: عامر بن سعد اپنے والد سیدنا سعد ص سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے دیکھا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ (ص) کے رخسار کی سفیدی مجھے دکھلائی دیتی۔

باب: جب نماز سے سلام پھیرے تو ہاتھ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے۔

311: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ تو (یہ دیکھ کر) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں، تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمہ اللہ کہا کرو۔

باب: نماز سے سلام پھیرنے کے بعد کیا کہا جائے؟

312: وَرّاد ، جو سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص کے مولیٰ تھے، کہتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ ص نے سیدنا معاویہ ص کو لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ (ص) جب نماز پڑھ چکتے اور سلام پھیرتے تو کہتے ”کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے، یااللہ جو تو دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور

کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے آگے فائدہ نہیں دیتی۔

باب: نماز کے بعد اللہ اکبر کہنا۔

313: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کی نماز کا اختتام پہچانتے تھے جب آپ (ص) اللہ اکبر کہتے۔

باب: نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کا ورد کرنا۔

314: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ33 بار اور الحمدللہ 33 بار اور اللہ اکبر 33 بار کہے۔ تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورے 100 یوں کرے کہ ایک بار یوں پڑھے ”لا اِلٰہ الا الله وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وهو على كل شيءٍ قدير“ یعنی ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“ تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر (یعنی بے حد) ہوں۔

باب: نماز کے بعد دائیں اور بائیں طرف پھرنا۔

315: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنی ذات میں سے شیطان کو حصہ نہ دے، یہ نہ سمجھے کہ نماز کے بعد داہنی ہی طرف پھرنا مجھ پر واجب ہے۔میں نے اکثر دیکھا ہے کہ رسول اللہ (ص) بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔

باب: امامت کا حقدار کون ہے؟

316: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قوم کی امامت وہ شخص کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو۔ اگر قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت زیادہ جانتا ہو اگر سنت میں سب برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو جو اسلام پہلے لایا ہو اور کسی کی حکومت کی جگہ میں جا کر اس کی امامت نہ کرے (یعنی مقرر شدہ امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے) اور نہ اس کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھے مگر اس کی اجازت سے۔

باب: امام کی اتباع کرنا اور ہر عمل امام کے بعد کرنا۔

317: سیدنا براء ص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کیساتھ نماز پڑھتے تھے، جب آپ (ص) رکوع کرتے تو (صحابہ) بھی رکوع کرتے تھے اور جب آپ (ص) رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ (ص) کو زمین پر پیشانی رکھتے دیکھتے اس وقت ہم بھی سجدہ میں جاتے۔

باب: اماموں کے نماز کو پورا اور ہلکا پڑھنے کا حکم ۔

318: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی جماعت میں نہیں آتا کیونکہ وہ قرأت لمبی کرتا ہے تو میں نے آپ (ص) کو نصیحت کرنے میں کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو دین سے متنفر کرے۔ جو کوئی تم میں سے امامت کرے تو مختصر نماز پڑھے اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھا اور کمزور اور کام والا ہوتا ہے۔

باب: نماز کیلئے امام کا اپنا جانشین مقرر کرنا اور اس کا لوگوں کو نماز پڑھانا۔

319: عبیداللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ (ص) کی بیماری کے واقعات بتائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ (ص) بیمار ہوئے تو پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے کہا کہ نہیں، بلکہ وہ آپ (ص) کے منتظر ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے لئے برتن میں پانی رکھو۔ ہم نے پانی رکھا تو آپ (ص) نے غسل فرمایا، اس کے بعد چلنا چاہا لیکن آپ (ص) کو غش آگیا۔ اور جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ (ص)! بلکہ وہ آپ کے منتظر ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہمارے لئے طشت (تھال) میں پانی رکھو۔ چنانچہ ہم نے آپ (ص) کے حکم کی تعمیل کی اور آپ (ص) نے غسل کیا پھر آپ چلنے کیلئے تیار ہوئے لیکن آپ (ص) کو دوبارہ غش آگیا۔ اور پھر ہوش میں آنے کے بعد پوچھا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ (ص)! وہ سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ادھر لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ سب نمازِ عشاء کیلئے رسالتِ مآب (ص) کی تشریف آوری کے مسجد میں منتظر تھے۔ آخر آپ (ص) نے ایک آدمی کے ہاتھ سیدنا ابوبکر صدیق ص کو کہلا بھیجا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ اس آدمی نے سیدنا ابو بکر صدیق ص کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ رحمتِ دو عالم (ص) نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق ص نہایت نرم دل تھے (وہ جلد رونے لگتے تھے) اس لئے انہوں نے سیدنا عمر ص سے کہا کہ اے عمر! تم نماز پڑھا دو۔ جس پر سیدنا عمر ص نے کہا کہ نہیں، آپ ہی امامت کے زیادہ مستحق ہیں اور آپ ہی کو نماز پڑھانے کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق ص نے کئی دن تک نماز پڑھائی۔ اسی دوران ایک دن رسول اکرم (ص) کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نمازِ ظہر کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک سیدنا عباس ص تھے (جو آپ (ص) کے چچا تھے) غرضیکہ رسول اللہ (ص) مسجد میں اس وقت پہنچے جب سیدنا ابو بکر صدیق ص بحیثیت امام نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے جب رسول اللہ (ص) کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ (ص) نے اشارے سے فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹو اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ مجھے ابوبکر صکے برابر میں بٹھا دو۔ چنانچہ ان دونوں نے آپ کو سیدنا ابوبکر صدیق ص کے برابر بٹھا دیا۔ رسالتِ مآب (ص) بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنے لگے اور سیدنا ابوبکر صدیق ص ویسے ہی کھڑے کھڑے رسول اللہ (ص) کی نماز میں پیروی کرنے لگے گویا رسول اللہ (ص) امام تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق ص مقتدی اور تمام صحابہ کرام ' حسبِ سابق اس فرض نماز ظہر میں سیدنا ابوبکر صدیق ص کی پیروی کر رہے تھے ۔ عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس ص کے پاس جاکر کہاکہ میں آپ کو وہ حدیث سناتا ہوں جو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے سنائی ہے اور ان کی طلب پہ میں نے پوری حدیث ان سے کہہ سنائی جسے سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ پوری حدیث بالکل صحیح ہے۔ پھر پوچھا کہ دوسرے شخص جو رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے کیا ان کا نام اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتایا؟ میں نے جواب دیا کہ جی نہیں تو انہوں نے کہا کہ دوسرے آدمی سیدنا علی ص تھے۔

باب: جب امام پیچھے رہ جائے تو اس کے علاوہ کسی دوسرے کو (امامت کیلئے) آگے کر لیا جائے۔

320: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ص) کیساتھ جنگ تبوک میں شرکت کی۔ ایک صبح قبل نمازِ فجر اسی مقامِ تبوک میں آپ (ص) رفع حاجت کیلئے روانہ ہوئے اور میں پانی کا لوٹا لئے ہوئے آپ (ص) کیساتھ تھا۔ رفعِ حاجت کے بعد جب آپ (ص) تشریف لائے تو میں نے آپ (ص) کے ہاتھوں پر

پانی ڈالا، آپ (ص) نے پہلے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا، جبہ کو بازوؤں پر چڑھانا چاہا لیکن اس کی آستینیں تنگ تھیں اس لئے آپ (ص) نے جبہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکال کرکہنیوں تک دھوئے اور اس کے بعد موزوں پر مسح کیا۔ پھر میں آپ (ص) کے ساتھ روانہ ہوا، جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص نماز پڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیچھے رسول اللہ (ص) نے ایک رکعت پڑھی۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کے دیکھا تو رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے تھے۔ مسلمان یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے بکثرت تسبیح پڑھی۔ پھر رسول اللہ (ص) نے بعد فراغتِ نماز فرمایا کہ تم لوگوں نے اچھا کیا۔ آپ (ص) نے اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ لوگوں نے وقت پر نماز ادا کی۔

باب: جو شخص اذان سنتا ہے اس پر مسجد میں آنا واجب ہے۔

321: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! مجھے کوئی پکڑ کر مسجد تک لانے والا نہیں اور اس نے آپ (ص) سے گھر میں نماز پڑھنے کیلئے رخصت چاہی تو آپ (ص) نے اسے اجازت دیدی۔ پھر جب لوٹ گیا تو آپ (ص) نے بلا کر پوچھا کہ کیا تم اذان سنتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم مسجد میں آیا کرو۔

باب: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت۔

322: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجے بڑھ کر ہے۔

باب: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ، ہدایت کے طریقوں میں سے ہے۔

323: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ ہم خیال کرتے تھے کہ (رسول اللہ (ص) کے عہد میں) نمازِ باجماعت سے وہی منافق پیچھے رہتا تھا جس کا نفاق ظاہر ہو یا پھر بیمار آدمی۔ اور بیمار آدمی بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر (آ سکتا) تو آتا اور نماز میں ملتا تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں دین اور ہدایت کی باتیں سکھائیں اور انہی ہدایت کی باتوں میں سے ہے کہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جس میں اذان ہوتی ہو۔

باب: نماز کے انتظار اور جماعت کی فضیلت کا بیان۔

323 م: سیدنا ابوہریرہ ص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا، گھر اور بازار میں نماز پڑھنے کی نسبت بیس سے زیادہ درجے فضیلت رکھتا ہے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص صرف نماز پڑھنے کیلئے اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو مسجد میں پہنچنے تک اس کے ہر قدم کے بدلے میں ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد وہ جتنی دیر نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اس کو نماز میں شمار کیا جاتا ہے اور فرشتے تمہارے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے، جب تک وہ شخص (وضو توڑ کر) فرشتوں کو ایذا نہ دے، فرشتے کہتے رہتے ہیں یااللہ ! اس پر رحم فرما، یااللہ! اس کو بخش دے، یا اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔

باب: عشاء اور فجر کی جماعت کی فضیلت کا بیان۔

324: سیدنا عبدالرحمن بن ابی عمرہ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان ص مغرب کے بعد مسجد میں آئے اور اکیلے بیٹھ گئے۔ میں ان کے پاس جا بیٹھا ۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔

باب: عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرنے پر سخت وعید۔

325: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ نمازِ عشاء اور فجر منافقوں پر بہت بھاری ہیں اگر اس کا اجر جانتے تو گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔ اور میں نے تو ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں کہ (جماعت) نماز کھڑی کی جائے اور ایک شخص کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور چند لوگوں کیساتھ ایک ڈھیر لکڑیوں کا لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو لوگ نماز میں نہیں آئے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ اور ایک دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ہڈی فربہ جانور کی پائے تو ضرور آئے (یعنی نماز کو)۔

326: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ جو لوگ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے، ان کے حق میں ارادہ کرتا ہوں کہ حکم کروں ایک شخص کو جولوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ میں نہیں آئے۔

باب: عذر کی بناء پر جماعت سے رہ جانے کی رخصت۔

اس باب میں سیدنا عتبان بن مالک کی حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث : 14)۔

باب: نماز کو اچھے (خوبصورت) طریقے پر ادا کرنے کا حکم۔

327: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ اے فلاں! تم اپنی نماز اچھی طرح کیوں ادا نہیں کرتے؟ کیا نمازی کو یہ دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ حالانکہ وہ اپنے فائدے کیلئے نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ کی قسم میں پیچھے والوں کو بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے آگے والوں کو دیکھتا ہوں۔

باب: نماز اعتدال کے ساتھ اور پوری طرح پڑھنے کا بیان۔

328: سیدنا براء بن عازب ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوا کہ آپ (ص) کا قیام پھر رکوع پھر رکوع سے کھڑا ہونا، پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ اور سجدہ اور سلام کے بیچ کا جلسہ یہ سب تقریباً برابر تھے۔

329: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ بیشک میں تمہارے ساتھ اس طرح نماز پڑھنے میں کوتاہی نہیں کرتا جس طرح رسول اللہ (ص) ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔ (ثابت نے)کہا کہ سیدنا انس ص ایک کام کرتے تھے میں تمہیں وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا کہ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے۔ اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اتنا ٹھہرتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے۔ (یعنی دیر تک ٹھہرے رہتے)۔

باب: افضل نماز لمبے قیام والی ہے۔

330: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ نمازوں میں بہتر وہ نماز ہے جس میں دیر تک کھڑا رہنا ہو۔

باب: نماز میں سکون کا حکم۔

331: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہیں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں تم لوگ نماز میں سکون سے رہا کرو۔ پھر ایک مرتبہ آپ (ص) نے ہمیں حلقے باندھے دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ الگ الگ کیوں ہو؟ پھر ایک مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ اس طرح صف کیوں نہیں باندھتے جس طرح بارگاِ الٰہی میں فرشتے صف باندھے ہیں؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (ص) فرشتے اپنے رب کے ہاں کس طرح صف باندھتے ہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

باب: نماز میں سلام کے جواب کیلئے اشارہ کرنا۔

332: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص)نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا ، پھر میں لوٹ کر آپ (ص) کے پاس پہنچا، آپ (ص) (سواری پر) چل رہے تھے(ص) قتیبہ نے کہا کہ (نفل) نماز پڑھ رہے تھے] میں نے سلام کیا تو آپ (ص) نے اشارہ سے جواب دیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تو نے ابھی مجھے سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا) حالانکہ آپ کا منہ مشرق کی طرف تھا (اور قبلہ مشرق کی طرف نہ تھا تو معلوم ہوا کہ نفل نماز سواری پر پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری نہیں)۔

باب: نماز میں گفتگو کرنے کا حکم منسوخ ہے۔

333: سیدنا معاویہ بن حکم سلمی ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ہم میں سے ایک شخص چھینکا تو میں نے کہا کہ یرحمک اللہ۔ تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا، میں نے کہا کہ کاش مجھ پر میری ماں رو چکی ہوتی (یعنی میں مر جاتا) تم کیوں مجھے گھورتے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ مجھے چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو رہا۔ جب رسول اللہ (ص) نماز پڑھ چکے تو قربان ہوں آپ (ص) پر میرے ماں باپ کہ میں نے آپ (ص) سے پہلے اور آپ (ص) کے بعد کوئی آپ سے بہتر سکھانے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم آپ (ص) نے نہ مجھے مارا اور نہ مجھے گالی دی بلکہ یوں فرمایا کہ نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں، وہ تو تسبیح، تکبیر اور قرآن مجید کا پڑھنا ہے یا جیسا کہ آپ (ص) نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) میرا جاہلیت کا زمانہ ابھی گزرا ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اسلام نصیب کیا ہے، ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں (پنڈتوں، نجومیوں) کے پاس جاتے ہیں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو ان کے پاس مت جا۔ پھر میں نے کہاکہ ہم میں سے بعض برا شگون لیتے ہیں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ ان کے دلوں کی بات ہے، تو کسی کام سے ان کو نہ روکے یا تم کو نہ روکے۔ پھر میں نے کہاکہ ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں (یعنی کاغذ پر یا زمین پر، جیسے رمّال کیا کرتے ہیں) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک پیغمبر لکیریں کھینچا کرتے تھے پھر جو ویسی ہی لکیر کرے تو وہ درست ہے۔ سیدنا معاویہ ص نے کہا کہ میری ایک لونڈی تھی جو احد اور جوانیہ (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن میں جو وہاں آ نکلا تو دیکھاکہ بھیڑیا ایک بکری کو لے گیا ہے، آخر میں بھی آدمی ہوں مجھے بھی غصہ آ جاتا ہے جیسے ان کو آتا ہے، میں نے اس کو ایک طمانچہ مارا۔ پھر میں

رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو رسول اللہ (ص) نے میرا یہ فعل بہت بڑا قرار دیا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے کرآ میں آپ (ص) کے پاس لے کر گیا تو آپ (ص) نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان پر پھر آپ (ص) نے فرمایاکہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آ پ(ص) اللہ کے رسول ہیں (یعنی اللہ نے آپ (ص) کو بھیجا ہے) تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تو اس کو آزاد کر دے یہ مومنہ (یعنی ایماندار) ہے۔

334: سیدنا زید بن ارقم ص کہتے ہیں کہ ہم لوگ نماز میں باتیں کیا کرتے تھے، ہر شخص اپنے پاس والے سے نماز پڑھتے پڑھتے بات کرتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت ”اللہ کے سامنے چپ چاپ (فرمانبردار ہو کر) کھڑے ہو“ نازل ہوئی تب سے ہمیں خاموش رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہو گیا۔

باب: نماز میں، ضرورت کے وقت سبحان اللہ کہنا۔

335: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئیے اور عورتوں کو تالی بجانی چاہئیے اور ایک روایت میں ہے کہ (ایسا) نماز میں (کرنا چاہئیے)۔

باب: نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت۔

336: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یا تو لوگ نماز میں دعا کرتے وقت اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف اٹھانے سے رک جائیں یا پھر ان کی نگاہیں چھین لی جائیں گی۔

باب: نما ز ی کے آ گے سے گز ر نے پر سخت و عید۔

337: بسر بن سعید سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن خالد جہنی ص نے ان کو ابو جہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری ص) کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ رسول اللہ (ص) نے اس شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے جو نمازی کے سامنے سے گزرے؟ سیدنا ابوجہیم ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا ، وہ وبال (جو اس کے گزرنے کی وجہ سے اس پر ہے) جان لے تو چالیس تک کھڑا رہنا، سامنے سے گزرنے سے بہتر سمجھے۔ ابو النصر نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہے کہ (ابو جہیم صنے) کیا کہا چالیس دن یا مہینے یا چالیس سال۔

باب: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو منع کرنا۔

338: ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو سعید خدری ص کے ساتھ تھا وہ جمعے کے دن کسی چیز کی آڑ میں لوگوں سے الگ ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں ابو معیط کی قوم کا ایک جوان آیا اور اس نے ان کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ سیدنا ابو سعید ص نے اس کے سینے میں مارا۔ اس نے دیکھا تو اور طرف راستے نہ پایا اور پھر دوبارہ ان کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ سیدنا ابو سعید ص نے اور زور سے ایک مار ماری۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اورسیدنا ابوسعید ص سے لڑنے لگا۔ پھر لوگوں نے اس کو آ کر روکا، پھر وہ نکلا اور مروان (جو مدینے کا حاکم تھا) کے پاس جا کر شکایت کی۔ (راوی نے) کہا سیدنا ابوسعید ص مروان کے پاس گئے تو مروان نے کہا کہ تو نے کیا کیا جو تیرے بھائی کا بیٹا شکایت کرتاہے؟ سیدنا ابوسعید ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب کوئی تم میں سے کسی چیزکی آڑ میں نماز پڑھے اور کوئی شخص اس کے سامنے سے نکلنا چاہے۔ تو اس کے سینے پر مارے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

باب: نمازی کس چیز کا سترہ بنائے۔

339: سیدنا طلحہ بن عبیداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے گزرا کرتے تھے تو ہم نے رسو ل اللہ (ص) سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز تمہارے سامنے ہو تو پھر سامنے سے کسی چیز کا گزر جانا نقصان نہیں کرتا۔

باب: برچھا کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا۔

340: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب عید کے دن باہر نکلتے تو اپنے سامنے برچھا گاڑنے کا حکم دیتے۔ پھر اس کی آڑ میں نماز پڑھتے اور لوگ آپ (ص) کے پیچھے ہوتے اور یہ کام سفر میں کرتے تھے، اسی وجہ سے امیروں نے اس کو مقرر کر لیا ہے (کہ برچھا ساتھ رکھتے ہیں)۔

باب: سواری کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا۔

341: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) اپنی اونٹنی کو قبلہ کی طرف کر کے اس کی طرف نماز پڑھتے تھے ۔

باب: نمازی کے سامنے سترہ کے آگے سے گزرنے کی اجازت۔

342: عون بن ابی حجیفہ سے روایت ہے کہ ان کے والد سیدنا ابوجحیفہ ص نے رسول اللہ (ص) کو چمڑے کے سرخ خیمہ میں دیکھا اور میں نے سیدنا بلال ص کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اس کو لینے کیلئے جھپٹنے لگے۔ پھر جس کو پانی مل گیا اس نے اپنے بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے (اپنا ہاتھ) اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تر کر لیا۔ پھر میں نے سیدنا بلال ص کو دیکھا کہ انہوں نے برچھا نکالا اور اس کو گاڑا اور رسول اللہ (ص) سرخ جوڑا پہنے ہوئے اس کو (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے نکلے اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کودو رکعت نماز پڑھائی اورمیں نے آدمیوں اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ برچھے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

باب: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت۔

343: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ۔

باب: نماز میں آدمی کو اپنے سامنے تھوکنے کی ممانعت ہے۔

344: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے پروردگار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے، پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کرے اور پھر اس کے سامنے تھوک دے؟ جب تم میں سے کسی کو تھو آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے (آپ (ص) نے یہ عمل کرکے دکھایا)۔ قاسم نے (جو کہ اس حدیث کا راوی ہے) یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اسی کپڑے کو مل ڈالا۔

باب: نماز میں جمائی لینے اور اسے روکنے کے بارے میں۔

345: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں

جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ اس لئے کہ شیطان (دل میں وسوسے ڈالنے اور نماز کو بھلانے کے لئے) اندر گھستا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ (جمائی لیتے وقت) اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے۔ اس لئے کہ شیطان (مکھی یا کیڑے وغیرہ کی شکل میں بعض اوقات)اندر گھس جاتا ہے (یا درحقیقت شیطان گھستا ہے اور یہی صحیح ہے)۔

باب: نماز میں بچوں کو اٹھا لینے کی اجازت کا بیان۔

346: سیدنا ابوقتادہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) کو لوگوں کی امامت کرتے ہوئے دیکھا اور امامہ بنت ِابو العاص ص، آپ (ص) کی نواسی آپ کے کندھے پر تھیں (یہ آپ (ص) کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں)، جب آپ (ص) رکوع کرتے تو ان کو بٹھا دیتے اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو پھر ان کو کندھے پر بٹھا لیتے۔

باب: نماز میں کنکریوں کو (سیدھا کرنے کیلئے) چھونے کا بیان۔

347: سیدنا معیقب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے سجدے کی جگہ پر موجود کنکریوں کو برابرکرنے کے بارے میں فرمایا کہ اگر ضرورت پڑے تو ایک بار کرے۔

باب: تھوک کو جوتے کے ساتھ مسلنا۔

348: سیدنا عبداللہ بن الشیخیر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ نماز پڑھی، آپ (ص) نے تھوکا، پھر زمین پر اپنی جوتے سے مسل ڈالا۔

باب: نماز میں سر کے بالوں کو باندھنا ۔

349: سیدنا عبداللہ بن عباس ص سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو سیدنا عبداللہ بن عباس ص ان کے جوڑے کھولنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ تم نے میرا سر کیوں چھوا؟ سیدنا عبداللہ بن عباس ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ستر کھول کر نماز پڑھے۔

باب: کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنے کا بیان۔

350: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب نماز قریب آئے اور کھانا بھی سامنے آ جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھا لو اور کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف جلدی نہ کرو (اس لئے کہ کھانے کی طرف دل لگا رہے گا اور اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہیں)۔

باب: نماز میں بھولنا اور اس میں سجدہ کرنے کا حکم۔

351: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہو سکے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو شک کو دورکرے اور جس قدر کا یقین ہو، اس کو قائم کرے ۔پھر سلام سے پہلے دو سجدے کر لے اب اگرا س نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں تو یہ دوسجدے مل کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر پوری چار پڑھی ہیں تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی۔

352: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ پھر ایک لکڑی کے پاس آئے جو مسجد میں قبلہ کی طرف لگی ہوئی تھی اور اس پر ٹیک لگا کر غصہ میں کھڑے ہو گئے۔ اس وقت جماعت میں سیدنا ابوبکر صدیق ص اور سیدنا عمر فاروق ص بھی موجود تھے۔ وہ دونوں ڈر کی وجہ سے بات نہ کر سکے اور جلدی والے لوگ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ نماز کم ہو گئی۔ پھر ایک شخص جس کو ذوالیدین (دو ہاتھ والا، اگرچہ سب کے دو ہاتھ ہوتے ہیں لیکن (ص) س کے ہاتھ لمبے تھے اس لئے یہ نام ہو گیا)کہتے تھے، کھڑا ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ (ص) کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ (ص) نے یہ سن کر دائیں اور بائیں دیکھا اور فرمایا کہ ذوالیدین کیا کہتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) وہ سچ کہتا ہے، آپ (ص) نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ (ص) نے دو رکعتیں اور پڑھیں اور سلام پھیرا پھر تکبیرکہی اور سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا ،پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا۔ (محمد بن سیرین) نے کہا کہ مجھے عمران بن حصین نے یہ بیان کیا اور کہا کہ اور(آخر میں) سلام پھیرا۔

باب: قرآن مجید میں (تلاوت کے) سجدوں کا بیان۔

353: سیدنا ابنِ عمرص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) قرآن پڑھتے تھے تو جب وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو سجدہ کرتے اور آپ (ص) کے ساتھ جو لوگ ہوتے وہ بھی سجدہ کرتے، یہاں تک کہ ہم میں سے بعضوں کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

354: سیدنا ابو رافع ص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ص کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں ”اذا السماء انشقت“ (سورت) تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا۔ (نماز کے بعد) میں نے کہا کہ یہ سجدہ تم نے کیسا کیا؟ انہوں نے کہاکہ میں نے تو یہ سجدہ رسول اللہ (ص) کے پیچھے کیا ہے اور میں اس کو کرتا رہوں گا یہانتک کہ آپ (ص) سے ملوں۔ (یعنی تاحیات کرتا رہوں گا)

باب: صبح کی نماز میں (دعائے) قنوت پڑھنے کا بیان۔

355: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم جب نماز فجر کی قرأت سے فارغ ہو جاتے تو (دوسری رکعت میں) سر مبارک رکوع سے اٹھاتے اور فرماتے کہ ”سمع اللہ لمن حمدہ ، اے ہمارے رب! سب تعریف تیرے ہی لئے ہے“ پھر کھڑے ہی کھڑے کہتے کہ ”اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ ' کو (یہ سب مسلمان کفار کے ہاتھوں میں تھے) اور مومنوں میں سے ضعیف لوگوں (یعنی جو مکہ والوں کے ہاتھ میں دبے پڑے تھے) کو نجات دے۔ یااللہ (قبیلہ) مضر پر اپنی پکڑ سخت کرے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کی طرح کا قحط ڈال دے (جیسے مصر میں سات برس واقع ہوا تھا) یااللہ لعنت کر لحیان، رعِل، ذکوان اور عصیہ پر (جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول (ص) کی نافرمانی کی) ۔ پھر ہمیں خبر پہنچی کہ آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بددعا چھوڑ دی۔ جب یہ آیت اتری کہ ”اے نبی! تم کو اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے اور چاہے تو انہیں عذاب کرے، کیونکہ وہ ظالم ہیں“۔

باب: نمازِ ظہر وغیرہ میں قنوت پڑھنے کا بیان۔

356: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے تھے کہ میں تمہیں رسول اللہ (ص) کی نماز کے قریب نماز پڑھاؤں گا۔ پھر سیدنا ابوہریرہ ص ظہر، عشاء اور فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور مومنوں کے لئے دعا کرتے تھے اور کافروں پر

لعنت کرتے تھے۔

باب: نمازِ مغرب میں قنوت پڑھنے کا بیان۔

357: سیدنا براء بن عازب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔

باب: فجر کی دو رکعتیں (سنت ِ فجر کا بیان) ۔

358: اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب فجر نکل آتی تو ہلکی ہلکی دو رکعتوں (یعنی سنت فجر) کے علاوہ کچھ نہ پڑھتے تھے۔

باب: فجر کی سنتوں کی فضیلت۔

359: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی(ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ (اس) دنیا میں ہے (ان سب سے) بہتر ہیں۔

باب: فجر کی سنتوں میں قرأت کی مقدار۔

360: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے صبح کی سنتوں میں قل یا ایُّہا الکافِرون اور قل ہو الله احد پڑھی۔

باب: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا۔

361: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب نبی (ص) فجر کی سنت پڑھ چکتے تو میں اگر جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے۔

باب: نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا۔

362: سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن سمرہ ص سے کہا کہ کیا تم رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں بہت ۔ پھر کہا کہ آپ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہتے، صبح کے بعد جب تک کہ آفتاب نہ نکلتا۔ پھر جب سورج نکلتا تو اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور لوگ دورِ جاہلیت کا ذکر کیا کرتے تھے اور ہنستے تھے اور آپ (ص) مسکراتے رہتے تھے۔

باب: چا شت کی نماز کا بیان۔

363: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص)کو کبھی چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور میں پڑھا کرتی ہوں۔ اور رسول اللہ (ص) بعض کام پسند کرتے تھے مگر اس خوف سے نہ کرتے تھے کہ اگر لوگ کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے۔

باب: نمازِ چاشت دو رکعتیں۔

364: سیدنا ابوذر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ایک مرتبہ الحمدللہ کہنا صدقہ ہے اور ایک مرتبہ ”لا الٰہ الا اللہ“ پڑھنا صدقہ ہے اور ایک مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُری بات سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لینا ان

تمام امور سے کفایت کر جاتا ہے۔

باب: چاشت کی چار رکعتیں۔

365: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) چاشت کی نماز کی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور جو اللہ چاہتا زیادہ بھی کر لیا کرتے تھے۔

باب: چاشت کی آٹھ رکعتیں۔

366: عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ میں آرزو رکھتا اور پوچھتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے بتائے کہ رسول اللہ (ص) نے چاشت کی نماز پڑھی ہے تو میں نے کسی کو نہ پایا جو کہ مجھ سے یہ بیان کر ے سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے۔ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا جو ابوطالب کی بیٹی ہیں انہوں نے خبر دی کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ (ص) دن چڑھے آئے۔ کپڑے کا ایک پردہ آپ (ص) کے لئے ڈال دیا گیا تو آپ (ص) نے غسل فرمایا۔ پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ آپ (ص) کا قیام لمبا تھا یا رکوع یا سجدہ، (تقریباً)سب برابر برابر تھے۔ اور میں نے اس سے پہلے اور بعد آپ (ص) کو چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔

باب: نماز چاشت کی وصیت۔

367: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میرے دوست (محمد رسول اللہ (ص)) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی ۔ 1۔ ہر مہینے میں تین روزوں کی۔ 2۔ چاشت کی دو رکعت کی۔ 3۔ اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے کی ۔

باب: نمازِ اوّابین کا بیان۔

368: قاسم شیبانی سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم ص نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ چاشت کے وقت میں نماز پڑھ رہے تھے تو فرمایا: یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ ”نمازِ اوّابین“ اس وقت ہوتی ہے جب کہ اونٹنی کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں (یعنی سورج بلند ہو کر گرمی پیدا کردے)۔

باب: جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کیا تو اس کیلئے جنت ہے۔

369: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خرابی ہو اس کی یا میری، آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا، اب اس کو جنت ملے گی۔ اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے انکار کیا، اب میرے لئے جہنم ہے۔

باب: اس شخص کی فضیلت جس نے (ایک) دن اور رات میں بارہ رکعت (سنتیں) پڑھیں۔

370: اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مسلمان بندہ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر دن میں بارہ رکعت سنتیں خوشی سے پڑھے سوا فرض کے، مگر اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک گھر جنت میں بناتا ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے لئے ایک گھر جنت میں بنایا جاتا ہے۔ اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس دن سے ہمیشہ پڑھتی ہوں اور عمرو (یعنی ابن اوس) نے کہا کہ میں بھی اس دن سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور نعمان (یعنی ابن سالم) نے بھی ایسا ہی کہا۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ ”ایک دن اور رات میں بارہ رکعت“ ۔

باب: ہر دو اذانوں (یعنی اذان اور تکبیر) کے مابین نماز ہے۔

371: سیدنا عبداللہ بن مغفل المزنی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے مابین نماز ہے۔ آپ (ص) نے یہ بات تین مربہ ارشاد فرمائی۔ تیسری بار فرمایا جو چاہے پڑھ لے۔

باب: نماز سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنا۔

372: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ لیکن مغرب، عشاء اور جمعہ کی دو دو رکعتیں نبی (ص) کے ساتھ گھر میں پڑھیں۔

باب: رات اور دن میں نوافل پڑھنا۔

373: سیدنا عبداللہ بن شفیق ص کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ (ص) کی نفل نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ (ص) میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے، پھر نکلتے اور لوگوں کے ساتھ فرض نماز پڑھتے، پھر گھر میں آکر دو رکعت پڑھتے۔ اور لوگوں کیساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھرگھر میں آکر دو رکعت پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز لوگوں کیساتھ پڑھتے اور گھر میں آکر دو رکعت پڑھتے۔ اور رات کو نو رکعت پڑھتے کہ اسی میں وتر ہوتا۔ اور بڑی رات تک کھڑے ہو کر پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھ کر جب کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب قرأت بیٹھ کر کرتے تو سجدہ اور رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔ اور جب فجر نکلتی تو دو رکعت پڑھتے۔

باب: مسجد میں نفل نماز پڑھنا۔

374: سیدنا زید بن ثابت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کھجور کے پتوں وغیرہ کا یا بورئیے کا ایک حجرہ بنایا اور آکر اس میں نماز پڑھنے لگے۔ بہت سے صحابہ کرام آئے اور آپ (ص) کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے۔ سیدنا زید بن ثابت کہتے ہیں: پھر ایک رات بہت سے صحابہ آئے اور آپ (ص) نے دیر کی اور ان کی طرف نہ نکلے اور لوگوں نے آپ (ص) کی طرف آوازیں بلند کیں اور دروازے پر کنکریاں ماریں تو رسول اللہ (ص) ان کی طرف غصے سے نکلے اور ان سے فرمایا کہ تمہاری یہ حالت ایسی ہی رہتی تو مجھے گمان ہو گیا تھا کہ یہ نماز بھی تم پر فرض ہو جائے گی۔ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو اس لئے کہ سوائے فرض کے آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھے۔ (کہ یہ ریا سے دور ہے)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (ص) نے چٹائی سے مسجد میں ایک حجرہ بنایا۔

باب: نفل نماز گھروں میں پڑھنے کا بیان۔

375: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھے تو کچھ حصہ اپنے گھر میں پڑھنے کیلئے بچا کر رکھے (یعنی سنت و نوافل) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز سے اس کے گھر میں بہتری کرے گا۔

باب: خوشی سے نوافل پڑھو۔ جب سست ہو جاؤ یا تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

376: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور ایک رسی

دو ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے اور وہ نماز پڑھتی رہتی ہیں۔ پھر جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس کو پکڑ لیتی ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو کھول ڈالو، چاہئیے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی خوشی کے موافق نماز پڑھے۔ پھر جب سست ہو جائے یا تھک جائے تو بیٹھ رہے۔

باب: اللہ کو وہ عمل پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔

377: علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ (ص) کی عبادت کا کیا حال تھا؟ آیا کسی دن کو عبادت کے لئے خاص فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ان کی عبادت ہمیشہ تھی۔ اور تم میں سے کون آپ (ص) کی سی عبادت کر سکتا ہے جو آپ (ص) کر سکتے تھے؟

باب: اسی قدر عمل اختیار کرو جتنی طاقت ہو۔

378: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کی موجودگی میں حولاء بنت تویت ان کے پاس سے گزریں تو میں نے نبی (ص) سے عرض کیاکہ یہ حولاء بنت تویت ہیں، اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتی (عبادت کرتی ہیں) آپ (ص) نے فرمایا کہ اس قدر عمل اختیار کرو جس قدر تمہیں طاقت ہو۔ اورقسم ہے اللہ کی کہ تم تھک جاؤ گے اور اللہ (اجرو ثواب دے دیکر) نہیں تھکے گا۔

باب: نبی اکرم (ص) کی رات کی نماز اور آپ (ص) کی دعائیں۔

379: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا (اس لئے کہ نبی (ص) کی تہجد کی نماز دیکھیں) اور نبی (ص) رات کو اٹھے اور اپنی قضاء حاجت کو گئے پھر اپنا ہاتھ منہ دھویا اور پھر سو رہے۔ پھر (ص) ٹھے اور مشک کے پاس آکر اس کا بندھن کھولا پھر دو، وضوؤں کے بیچ کا وضو کیا (یعنی نہ بہت مبالغہ کا نہ بہت ہلکا) اور زیادہ پانی نہیں گرایا اور پورا وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اور میں بھی اٹھا اور انگڑائی لی کہ کہیں نبی (ص) یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارا حال دیکھنے کیلئے ہوشیار تھا (اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کو نبی (ص) کے ساتھ علم غیب کا عقیدہ نہ تھا جیسے اب جاہلوں کو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ ہے) اور میں نے وضو کیا اور آپ (ص) کی بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔ اور آپ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھما کر اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ ایک مقتدی ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا ہو) غرض کہ رسول اللہ (ص) کی نماز رات کو تیرہ رکعت پوری ہوئی پھر آپ (ص) لیٹ رہے۔ اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ اور آپ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سو جاتے تھے تو خراٹے لیتے تھے۔ پھر سیدنا بلال ص آئے اور آپ (ص) کو صبح کی نماز کیلئے آگاہ کیا تو آپ (ص) اٹھے اور نماز (سنت فجر) ادا کی اور وضو نہیں کیا اور ان الفاظ سے دعا مانگی ”اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر دے اور آنکھ میں نور اور کان میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور پیچھے نور اور بڑھا دے میرے لئے نور“ کریب (راوی حدیث) نے کہا کہ سات لفظ اور فرمائے تھے کہ وہ میرے دل میں ہیں (یعنی منہ پر نہیں آتے اس لئے کہ میں بھول گیا) پھر میں نے سیدنا ابن عباس ص کی بعض اولاد سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ الفاظ یہ ہیں ”میرا پٹھا اور میرا گوشت اور میرا لہو اور میرے بال اور میری کھال اور دوچیزیں اور ذکرکیں (یعنی ان سب میں نبی (ص) نے نور مانگا)۔

380: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب رات کو نماز شروع کرتے

تو پہلے دو ہلکی سی رکعتیں پڑھ لیتے۔

باب: نبی رحمت (ص) کی دعا جب آپ (ص) رات کو قیام فرماتے۔

381: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب رات کو نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو فرماتے کہ ”اے اللہ سب خوبیاں تیرے ہی لئے ہیں، تو آسمان اور زمین کی روشنی ہے اور تجھی کو تعریف ہے، تو آسمان اور زمین کا تھامنے والا ہے۔ تجھی کو تعریف ہے، تو آسمان و زمین اور جو ان میں ہیں سب کا پالنے والا ہے ، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے تیری بات سچی ہے، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے قیامت سچ ہے۔ یا اللہ میں تیری بات مانتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیرے ساتھ ہو کر اوروں سے جھگڑتا ہوں، اور تجھ ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں۔ سو تو میرے اگلے پچھلے، چھپے کھلے گناہوں کو بخش دے یا اللہ تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں“۔

باب: رات کی نماز کی کیفیت اور رکعات کی تعداد۔

382: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) رات کو تیرہ رکعت پڑھتے۔ ان میں سے پانچ وتر ہوتیں اور صرف آخر میں بیٹھتے (یعنی پانچ رکعات وتر ایک تشہد سے پڑھتے)۔

باب: رات کی نماز دو دو رکعت ہے اوروتر ایک رکعت ہے رات کے آخر میں۔

383: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آ پ(ص) نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ پھر جب خیال ہو کہ صبح ہو چلی تو ایک رکعت پڑھ لے کہ وہ (ایک رکعت) اس ساری نماز کو جو (ص) س نے پڑھی، وتر کر دیگی۔

باب: رات کی نماز کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنا۔

384: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو رات کی نماز میں بیٹھ کر قرأت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھے بیٹھے قرأت کرتے، یہاں تک کہ جب سورت کی تیس یا چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر رکوع کرتے ۔

باب: آدمی کا پوری رات سونے کی کراہیت کہ اس میں کوئی نماز نہ پڑھے۔

385: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا ہے (یعنی تہجد کو نہیں اٹھتا) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کے کان میں یا دونوں کانوں میں شیطان پیشاب کرجاتا ہے۔

باب: جب نماز میں اونگھ آنے لگے تو سو جائے۔

386: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آ جائے تو چاہئیے کہ سو رہے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگتا ہے تو گمان ہے کہ وہ مغفرت مانگنے کا ارادہ کرے اور اپنی جان کو گالیاں دینے لگے۔

باب: شیطان کی گرہ کیسے کھلتی ہے؟

387: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے (جب کوئی سو جاتا ہے) تو

شیطان ہر ایک کی گردن پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ ہر گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے۔ پھر جب کوئی جاگا اور اس نے اللہ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل گئی۔ اور جب وضو کیا تو دو گرہیں کھل گئیں۔ اور جب نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل گئیں۔ پھر وہ صبح کو ہشاش بشا ش خوش مزاج اٹھتا ہے اور نہیں تو گندے دل سست ہو کر اٹھتا ہے۔

باب: رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا (ضرور) قبول ہوتی ہے۔

388: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے: رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگے، اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرتا ہے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔

باب: رات کے آخری حصے میں دعا اور ذکر کی ترغیب اور اس میں دعا کی قبولیت کا بیان۔

389: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب اوّل تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر رات کو آسمانِ دنیا کی طرف اترتا ہے اور فرماتا :”میں بادشاہ ہوں“ ”میں بادشاہ ہوں“ ، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے کہ میں اسے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے کہ میں اسے بخش دوں؟ غرض کہ صبح روشن ہونے تک ایسا ہی فرماتا رہتا ہے۔

باب: رات کی نماز کا جامع بیان اور جو شخص اس سے سو جائے یا بیمار ہو جائے۔

390: زرارہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد بن ہشام بن عامر نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور مدینے کو آئے اور مدینے میں اپنی زمین اور باغ وغیرہ فروخت کریں تاکہ اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور نصاریٰ سے مرتے دم تک لڑیں۔ پھر جب مدینے آئے اور مدینے والوں سے ملے تو انہوں نے ان کو منع کیا، (یعنی بالکل کاروبارِ دنیا اور ضروریاتِ بشریٰ چھوڑ کر ایسا نہ کرنا چاہئیے) اور خبر دی کہ نبی (ص) کی زندگی میں چھ آدمیوں نے اس کا ارادہ کیا تھا تو آپ (ص) نے انکو منع کیا اور فرمایا کہ کیا تمہارے لئے میری راہ اچھی نہیں؟ پھر جب لوگوں نے ان سے یہ کہا تو انہوں نے اپنی بیوی سے جس کو طلاق دے چکے تھے، گواہوں کی موجودگی میں رجوع کر لیا۔ پھر وہ سیدنا ابن عباس ص کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ (ص) کے وتر کا حال پوچھا تو انہوں نے کہاکہ میں تمہیں ایسا شخص نہ بتا دوں کہ جو ساری زمین کے لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وتر کا حال بہتر جانتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ کون ہے؟ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ وہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، سو تم ان کے پاس جاؤ، ان سے پوچھو، اور پھر ان کے جواب سے مجھے بھی آ کر مطلع کر دینا۔ پھر میں (سعد بن ہشام) ان کے پاس سے چلا اور حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے چاہا کہ وہ مجھے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں (ص) ن کے پاس نہیں جاتا اس لئے کہ میں نے انہیں ان دونوں گروہوں (یعنی صحابہ ' کی آپس کی لڑائیوں) میں بولنے سے منع کیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔ (سعد بن ہشام نے) کہا کہ میں نے حکیم کو قسم دی تو وہ تیار ہو گئے، اور ہم (دونوں) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور انہیں اطلاع کی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تب انہوں نے کہا کہ کیا یہ حکیم ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ غرض اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پہچان لیا۔ (یعنی آواز وغیرہ سے پردے کی آڑ سے) پھر انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ سیدنا حکیم نے کہا کہ میرے ساتھ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہشام کون سے؟ حکیم نے کہا کہ عامر کے بیٹے۔ تب ان

پر رحمت کی دعا کی اور قتادہ نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ پھرمیں نے عرض کیا کہ اے اُمّ المؤمنین! مجھے رسول اللہ (ص) کے اخلاق کے بارے میں بتلائیے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں (سعد) نے کہا کہ کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کا اخلاق قرآن تھا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے چلنے کا ارادہ کیا اورچاہا کہ موت کے وقت تک اب کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تومیں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ (ص) کے رات کے وقت اٹھنے (اور نماز پڑھنے) کے بارے میں بتلائیے۔ تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تم نے یآایُّہا المزمّل نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع میں رات کو کھڑے ہو کر (نماز) پڑھنے کو فرض کیا۔ پھر نبی (ص) اور آپ (ص) کے صحابہ ' رات کو نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا خاتمہ (آخری آیتیں) بارہ مہینے تک آسمان پر روکے رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آخر اتارا اور اس میں تخفیف فرمائی۔ (یعنی تہجد کی فرضیت معاف کر دی اور مسنون ہونا باقی رہا) پھر رات کو نماز (تہجد) پڑھنا فرض ہونے کے بعد خوشی کا سودا ہو گیا (نفل ہو گیا)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اُمّ المؤمنین! مجھے رسول اللہ (ص) کے وتر کے بارے میں بھی بتلائیے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ آپ (ص) کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ (ص) کو رات کو جب چاہتا اٹھادیتا تھا۔ پھر آپ (ص) مسواک کرتے تھے اور وضو کرتے، پھر نو رکعت پڑھتے تھے۔اس میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت میں بعد اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے اور اس کی حمد و ثناء کرتے اور دعاء کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے (تا کہ سوتے جاگ اٹھیں) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے، غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں۔ اے میرے بیٹے! پھر جب آپ (ص) کا سِن (عمر مبارک) زیادہ ہو گیااور بدن میں گوشت آگیا تو سات رکعت وتر پڑھنے لگے اور رکعتیں ویسی ہی پڑھتے جیسی پہلے پڑھتے تھے۔ غرض یہ سب نو رکعتیں ہوئیں۔ اے میرے بیٹے (یعنی سات وتر اور تہجد اور دو رکعت وتر کے بعد) اور آپ (ص) کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کرتے اور جب آپ (ص) پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا جس کی وجہ سے رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا کرتے (یعنی وتر نہ پڑھتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہیں) اور میں نہیں جانتی کہ نبی (ص) نے کبھی سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا ہو (اس سے ایک شب میں قرآن ختم کرنا بدعت ثابت ہوا) نہ یہ جانتی ہوں کہ ساری رات آپ (ص) نے صبح تک نماز پڑھی (یعنی ذرا بھی نہ سوئے نہ آرام لیا ہو) اور نہ یہ کہ رمضان کے سوا (کوئی اور) سارا مہینہ روزہ رکھا ہو۔ پھر میں سیدنا ابن عباس ص کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری حدیث بیان کی توانہوں نے کہا کہ بیشک اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا۔ اور کہا کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا یا ان کے پاس جاتا تو یہ حدیث بالمشافہ سنتا۔ سعد نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔

باب: نمازِ وتر کے بارے میں۔

391: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے وتر اوّل رات میں اور درمیان میں اور آخر رات میں سب وقتوں میں ادا کئے ہیں، یہاں تک کہ فجر کے وقت تک ۔

باب: وتر اور فجر کی دو سنتوں کے بارے میں۔

392: سیدنا انس بن سیرین ص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر ص سے پوچھا کہ مجھے صبح کی نماز سے

پہلے کی دو رکعتوں کے بارے میں بتلائیے، کیا میں ان میں طویل قرأت کروں؟ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے کہا
کہ رسول اللہ (ص) رات کو دو دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔ (ابن سیرین)کہتے ہیں
کہ میں نے کہا کہ میں یہ نہیں پوچھتا۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تم موٹے آدمی ہو (یعنی موٹی عقل والے
ہو کہ بات کے درمیان ہی میں بول اٹھے) کیا تم مجھے (پوری) حدیث بیان کرنے کی فرصت نہیں دیتے ؟ رسول
اللہ (ص) رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے، اور ایک وتر ادا کرتے تھے اور دو رکعت صبح کی فرض نماز سے پہلے
ایسے وقت پڑھتے کہ تکبیر آپ (ص) کے کان میں ہوتی (یعنی تکبیرکے وقت پڑھتے اور ظاہر ہے کہ اس وقت
جو نماز ہو گی نہایت خفیف ہو گی)۔

باب: جس کو ڈر ہے کہ وہ آخر رات نہیں اٹھ سکے گا تو وہ وتر کو اول رات میں پڑھ لے۔

393: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس کو اس بات کا خوف ہو کہ آخر شب میں
نہ اٹھ سکے گا تو اوّل شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے۔ اور جس کو امید ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو
چاہئیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں
اور یہ افضل ہے۔

باب: صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

394: سیدنا ابو سعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: وتر صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا
کرو۔

باب: نماز میں قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت۔

395: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے
کہ جب وہ اپنے گھر کی طرف لوٹے تو اس میں تین موٹی حاملہ اونٹنیاں پائے؟ ہم نے عرض کیاکہ جی ہاں۔ تو
آپ (ص) نے فرمایا ”تم میں سے کسی کا نماز میں تین آیات کا پڑھنا تین موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر
ہے۔

باب: ان ایک جیسی سورتوں کے متعلق جن میں سے دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھے گا۔

396: سیدنا ابووائل ص کہتے ہیں کہ ہم ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر صبح صبح عبداللہ بن مسعود ص کے
گھر گئے۔پس ہم نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کہا تو ہمیں اجازت دیدی گئی۔ ابووائل کہتے ہیں کہ ہم
تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے رہے۔ تو ایک بچی نکلی۔ کہنے لگی کہ آپ اندر داخل کیوں نہیں ہوتے؟ چنانچہ ہم
اندر داخل ہو گئے تو دیکھا کہ عبداللہ بن مسعود ص بیٹھے تسبیح پڑھ رہے تھے، فرمانے لگے کہ جب تمہیں
اجازت دیدی گئی تھی تو تمہیں اندر داخل ہونے سے کس چیز نے روکا؟ ہم نے کہا اور کچھ نہیں ہم نے خیال
کیا کہ آپ کے بعض گھر والے سوئے ہوں گے۔ عبداللہ بن مسعود صفرمانے لگے کہ تم نے ابن ام عبد کے اہل
خانہ کو غافل خیال کیا ہے؟ پھر وہ تسبیح میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ سورج نکل
آیا ہے۔ آپ نے بچی سے کہا دیکھو سورج نکل آیا ہے؟ ابووائل کہتے ہیں پس اس نے دیکھ کر کہا کہ نہیں ابھی
سورج طلوع نہیں ہوا۔ وہ پھر تسبیح میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ سورج نکل آیا
ہے۔ آپ نے پھر بچی سے کہا ، دیکھو سورج نکل آیا ہے؟ تو اس نے دیکھ کر کہا ، جی ہاں سورج طلوع ہو چکا
ہے۔ تو فرمانے لگے کہ تمام تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس نے معاف کر دیا ہم کو ہمارے اس دن میں۔
مہدی کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ عبداللہ بن مسعود ص نے کہا ”اور ہمیں ہمارے گناہوں کے سبب ہلاک

نہیں کیا“۔ تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے آج کی رات ساری کی ساری مفصل سورتیں پڑھی ہیں۔ تو عبداللہ بن مسعود ص نے کہا هذا کهذ الشعر تم نے ایسے پڑھا جیسا کوئی شعر پڑھتا ہے ۔ ہم نے البتہ قرائن کو سنا ہے اور مجھے وہ قرائن یاد ہیں جنہیں نبی کریم (ص) پڑھا کرتے تھے۔ وہ اٹھار سورتیں مفصل کی اور دو سورتیں آل حم سے ہیں۔ (قِران سے وہ سورتیں مراد ہیں جنہیں نبی (ص) دو دو سورتیں ملا کر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے)

باب: رمضان کی نماز کے بارے میں کیا آیا ہے؟

397: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) (تقریباً) آدھی رات کو نکلے اور مسجدمیں نماز پڑھی اور چند لوگوں نے آپ (ص) کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر صبح لوگ اس کا ذکر کرنے لگے اور دوسرے دن اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے۔ اور رسول اللہ (ص) بھی نکلے، پھر لوگوں نے آپ (ص) کیساتھ نماز ادا کی اور صبح کو لوگ اس کا ذکر کرنے لگے۔ پھر تیسری رات میں مسجد میں زیادہ لوگ جمع ہوئے اور رسول اللہ (ص) نکلے اور آپ (ص) کے ساتھ لوگوں نے نماز ادا کی۔ پھر جب چوتھی رات ہوئی اور لوگ اس قدر جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ (ص) نہ نکلے تو لوگ ”نماز،نماز“ پکارنے لگے اور آپ (ص) نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کی نماز کو آئے پھر جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور شہادتین پڑھا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا کہ معلوم ہو کہ تمہارا آج کی رات کا حال مجھ پر کچھ پوشیدہ نہ تھا مگر میں نے خوف کیا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض نہ ہو جائے (ص) ور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ رمضان کا واقعہ تھا۔

باب: قیام رمضان کا بیان اور اس میں ترغیب دلانا۔

398: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے تاکیداً حکم نہیں دیتے تھے اور فرماتے: جو رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کیلئے نماز پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے پھر رسول اللہ (ص) نے انتقال فرمایا اور معاملہ اسی طرح تھا پھر سیدنا ابوبکر ص کی خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا۔ پھر سیدنا عمر ص کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا (یعنی جس کا دل چاہتا رات کو نماز پڑھتا)۔

کتاب: جمعہ کے مسائل

باب: جمعہ کے دن کے بارے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس امت کی رہنمائی۔

399: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہو جانے والے ہیں۔ اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ مگر البتہ اتنی بات ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہمیں ان کے بعد ملی۔ اور انہوں نے سچی بات میں اختلاف کیا سو یہ جمعہ کا دن وہی ہے جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ نے ہمیں ہدایت دی پھر یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے اور دوسرا دن یہود کا (یعنی ہفتہ) اور تیسرا دن نصاریٰ کا (یعنی اتوار۔ جو انہوں نے اپنے لئے مقرر کئے) ۔

باب: جمعہ کے دن کی فضیلت۔

400: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: ان دنوں میں سے بہتر دن، جن میں سورج نکلتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے۔ اور قیامت بھی اسی جمعہ کے دن قائم ہو گئی ۔

باب: جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی (وقت) کا بیان۔

401: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ابوالقاسم (ص) نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جو مسلمان اس وقت کھڑا نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے کوئی بھلائی کی چیز مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا۔ اور (راوی نے) کہا کہ آپ (ص) نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ بہت تھوڑی ہے اور اس کی رغبت دلاتے تھے۔

402: سیدنا ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری ص نے کہا کہ مجھ سے سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے کہا کہ تم نے اپنے والد سے جمعہ کی ساعت کے بارے میں کچھ سنا ہے جو وہ رسول اللہ (ص) سے بیان کرتے ہوں؟ میں نے کہا کہ ہاں میں نے ان سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ وہ گھڑی امام کے خطبہ کیلئے بیٹھنے سے نماز پڑھی جانے تک ہے۔

باب: جمعہ کے دن نمازِ فجر میں کیا پڑھا جائے؟

403: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الٓمٓ سجدہ اور ہَلْ اَتٰی عَلَی الاِنْسَانِ حِیْنَ مِنَ الدَّھْرِ پڑھتے تھے اور نماز جمعہ میں سورہ الجمعہ اور المنافقون پڑھا کرتے تھے۔

باب: جمعہ کے دن غسل کے بارے میں۔

404: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص ایک دن لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ سیدناعثمان بن عفان ص آئے اور سیدنا عمر ص نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا حال ہو گا ان لوگوں کا جو اذان کے بعد دیر لگاتے ہیں؟ تو سیدنا عثمان ص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! جب میں نے اذان سنی تو اور کچھ نہیں کیا سوا وضو کے، کہ وضو کیا اور آیا۔ سیدنا عمر فاروق ص نے کہا کہ صرف وضو ہی کیا؟ کیا لوگوں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے کہ جب کوئی جمعہ کو آئے تو ضرور نہائے۔

باب: جمعہ کے دن خوشبو اور مسواک کا بیان۔

405: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جمعہ کے دن نہانا اور مسواک کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔ اور خوشبو میسر ہو تو وہ بھی لگانی چاہیئے۔

باب: جمعہ کے دن اول وقت میں آنے والے کی فضیلت۔

406: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے لکھتے ہیں کہ فلاں سب سے پہلے آیا، اس کے بعد وہ آیا، اس کے بعد وہ آیا، پھر جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو سب فرشتے اعمال نامے لپیٹ دیتے ہیں اور آ کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔ اور جو اوّل وقت آیا اس کے ثواب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایک اونٹ کی قربانی کرے۔ اس کے بعد جو آیا وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک گائے قربان کرے۔اس کے بعد جو آئے وہ ایسے ہے جیسے مینڈھا ربان کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی مرغی قربان کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک انڈا اللہ کی راہ میں قربان کرے۔

باب: جمعہ کی نماز کا وقت اس وقت ہے جب سورج ڈھل جائے۔

407: سیدنا سلمہ بن اکوع ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ جمعہ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ پھر سایہ ڈھونڈھتے ہوئے لوٹتے تھے (یعنی دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا)۔

باب: رسول اللہ (ص) کا منبر بنوانا اور نماز میں اس پر کھڑے ہونے کا بیان۔

408: سیدنا ابو حازم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سیدنا سہل بن سعد ص کے پاس آئے اور منبر کے بارے میں جھگڑنے لگے کہ وہ کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ جس لکڑی کا تھا اور جس نے اسے بنایا۔ اور میں نے دیکھا جب پہلی بار رسول اللہ (ص) اس پر بیٹھے۔ (ابو حازم کہتے ہیں) میں نے کہا کہ اے ابو عباس! ہم سے یہ سب حال بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ایک عورت کو کہلا بھیجا (ابوحازم نے کہا کہ سیدنا سہل بن سعد ص اس دن اس عورت کا نام لے رہے تھے) کہ تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے اتنی فرصت دے کہ میرے لئے چند لکڑیاں یعنی منبر بنا دے کہ جس پر میں لوگوں سے بات کروں (یعنی وعظ و نصیحت کروں) تو اس غلام نے تین سیڑھیوں کا ایک منبر بنایا اور رسول اللہ (ص) نے حکم کیا تو وہ مسجد میں اس مقام پر رکھا گیا۔ اس کی لکڑی غابہ کے جھاؤ کی تھی (غابہ مدینہ کی بلندی میں ایک مقام ہے) اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (ص) اس پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ لوگوں نے بھی آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے تکبیر کہی اور آپ (ص) منبر پر تھے۔ پھر آپ (ص) نے رکوع سے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے اترے یہاں تک کہ منبر کی جڑ میں سجدہ کیا۔ پھر منبر پر لوٹے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد آپ (ص) لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنا سیکھو۔

باب: خطبہ میں کیا کہا جائے۔

409: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ ضماد (ایک شخص کا نام ہے) مکہ میں آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ میں سے تھا اور جنوں اور آسیب وغیرہ سے دم جھاڑ کرتا تھا۔ تو اس نے مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد (ص) (معاذ اللہ) مجنون ہیں۔ تو اس نے کہا کہ میں اس شخص کو دیکھوں گا شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کر دے۔ غرض آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملا اور کہا کہ اے محمد((ص))! میں جنوں وغیرہ کے اثر سے جھاڑ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جسے چاہتا ہے شفا دیتا ہے، تو کیا آپ کو خواہش ہے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ”سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں، میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتلائے اسے کون بہکا سکتا ہے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتلا سکتا ہے؟ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ص) اس کے بندے اور بھیجے ہوئے (رسول) ہیں۔ اب حمد کے بعد جو (کہو کہوں)۔ ضماد نے کہا کہ ان کلمات کو پھر پڑھو۔ غرض کہ رسول اللہ (ص) نے ان کلمات کو تین بار پڑھا۔ پھر ضماد نے کہا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں، جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سنے مگر ان کلمات کے برابر میں نے کسی کو نہیں سنا، اور یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا کہ اپنا ہاتھ لائیے کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ غرض انہوں نے بیعت کی۔ اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں تم سے تمہاری قوم (کی طرف) سے بھی بیعت کر لوں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں، میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ (راوی) کہتا ہے آخر رسول اللہ (ص) نے ایک فوجی دستہ بھیجا اور وہ ان (ضماد) کی قوم پر سے گزرے تو اس لشکر کے سردار نے کہا کہ تم نے اس قوم سے تو کچھ نہیں لوٹا؟ تب ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں نے ایک لوٹا ان سے

لیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ اسے واپس کر دو اس لئے کہ یہ ضماد کی قوم ہے (اور وہ ضماد کی بیعت کے سبب سے (ص) مان میں آ چکے ہیں)۔

باب: خطبہ میں آواز کا بلند کرنا اور اس میں خطیب کیا کہے؟۔

410: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب خطبہ پڑھتے تو آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے تھے کہ صبح آیا یا شام آیااور فرماتے تھے کہ میں اور قیامت یوں اکٹھے بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں، اور آپ (ص) نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ملا دکھاتے اور حمد و ثناء کے بعد فرماتے کہ جان لو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتا ب ہے اور سب سے بہتر محمد (ص) کا راستہ ہے۔ اور سب کاموں سے بُرے نئے کام ہیں اور عبادت کا ہر نیا طریقہ گمراہی ہے۔ پھر فرماتے کہ میں ہر مومن کا اس کی جان سے زیادہ دوست ہوں۔ تو جو مومن مر کر مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کا ہے۔ اور جو قرض یا بچے چھوڑے تو ان کی پرورش میری طرف ہے اور ان کا خرچ مجھ پر ہے۔

باب: خطبہ مختصر کرنا ۔

411: سیدنا ابووائل ص کہتے ہیں کہ سیدناعمار ص نے ہم پر خطبہ پڑھا اور بہت مختصر پڑھا اور نہایت بلیغ۔ پھر جب وہ منبر سے اترے تو ہم نے کہا کہ اے ابو الیقظان! تم نے بہت بلیغ خطبہ پڑھا اور نہایت مختصر کہا۔ اگر آپ اس خطبہ کو ذرا طویل کرتے تو بہتر ہوتا۔ تب سیدنا عمار ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے، کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھ دار ہونے کی نشانی ہے، سو تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ کو چھوٹا۔ اور بعض بیان جادو ہوتا ہے (یعنی تاثیر رکھتا ہے)

باب: خطبہ میں جس چیز کا چھوڑنا جائز نہیں۔

412: سیدنا عدی بن حاتم ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی (ص) کے پاس خطبہ پڑھا اور اس نے کہا کہ ”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے راہ پائی، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا“ تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تو کیا بُرا خطیب ہے۔ یوں کہو کہ ”جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا“۔

باب: خطبہ میں منبر پر قرآن مجید پڑھنا۔

413: سیدہ اُمّ ہشام بنت حارثہ بن نعمان ص کہتی ہیں کہ دو برس یا ایک برس اور کچھ ماہ تک ہمارا اور رسول اللہ (ص) کا تنور ایک ہی تھا۔ اور میں نے سورۂ ”قٓ“ آپ (ص) کی زبان مبارک سے سن کر یاد کر لی ہے کیونکہ آپ (ص) جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے وقت منبر پر اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

باب: خطبہ میں انگلی سے اشارہ کرنا۔

414: حصین سے روایت ہے کہ عمارہ بن رؤیبہ ص نے مروان کے بیٹے بشر کو مبنر پر دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھ (خطبہ کے دوران اشارہ کیلئے) اٹھائے ہوئے تھا۔ تو کہا کہ اللہ ان دونوں ہاتھوں کو خراب کرے، میں نے تو رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وَاِذَ(ص) رَاَوْ(ص) تِجَارَۃً اَوْ لَھْوً(ص) ... ... کے بیان میں۔

415: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ سو ایک بار ملک شام سے (غلہ لے کر)ایک قافلہ آیا اور لوگ اس کے پاس دوڑ گئے، صرف بارہ آدمی آپ (ص) کے پاس رہ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری جو سورۂ جمعہ میں ہے کہ ”جب کوئی تجارت یا کوئی کھیل کی چیز دیکھتے ہیں تو اس طرف دوڑ کر جاتے ہیں اور تجھے کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں...“ پوری آیت۔

باب: نمازِ جمعہ میں کیا پڑھے؟

416: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) عیدین اور جمعہ میں ”سبح اسم ربک الاعلیٰ“ اور ”ھل اتاک حدیث الغاشیہ“ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب جمعہ اور عید دونوں ایک دن میں ہوتیں، تب بھی انہی دونوں سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے۔

باب: خطبہ میں علم کی باتوں کی تعلیم دینا۔

417: سیدنا ابورفاعہ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول(ص)! ایک مرد غریب (مسافر) اپنا دین دریافت کرنے کو آیا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟۔ پھر آپ (ص) میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تک آگئے اور ایک کرسی لائی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پائے لوہے کے تھے آپ (ص) اس پر بیٹھ گئے (معلوم ہوا کہ کرسی پر بیٹھنا منع نہیں) اور مجھے سکھانے لگے جو اللہ نے آپ (ص) کو سکھایا تھا۔ پھر آپ (ص) نے آکر خطبہ کو تمام کیا۔ (یہ کمال خلق تھا اور معلوم ہوا کہ ضروری بات خطبہ میں روا ہے)۔

باب: جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

418: سیدنا جابر بن عبداللہ ص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے۔ پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے کھڑے پڑھتے۔ اور جس نے تم سے کہا کہ بیٹھ کر پڑھتے تھے، اللہ کی قسم اس نے جھوٹ کہا۔ اور اللہ کی قسم میں نے تو آپ (ص) کیساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

باب: نماز اور خطبہ میں تخفیف کرنا۔

419: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کیساتھ نماز میں پڑھی ہیں۔ آپ (ص) کی نماز اور خطبہ (دونوں) درمیانہ ہوتے تھے۔ (یعنی نہ بہت لمبا نہ چھوٹا)۔

باب: جب کوئی آدمی جمعہ کے دن اس حال میں مسجد میں داخل ہو کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ دو رکعت پڑھے۔

420: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے اور رسول اللہ (ص) منبر پر بیٹھے تھے۔ اور سلیک ص بغیر نماز پڑھے بیٹھ گئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے دو رکعت پڑھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ،تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اٹھو اور ان کو پڑھ لو۔

باب: خطبہ کیلئے دوسروں کو چپ کرانا۔

421: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تو جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو کہے کہ ”چپ رہ“ اور (اس وقت) امام خطبہ پڑھ رہا ہو، تو تو نے لغو بات کی۔

باب: کان لگا کر خاموشی سے خطبہ سننے کی فضیلت ۔

422: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس نے غسل کیا اور جمعہ میں آیااور جتنی مقدر میں تھی نماز پڑھی، پھر خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہا، پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے اس جمعہ سے گذشتہ جمعہ تک اور تین دن کے اور زیادہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

باب: جمعہ کے بعد مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان۔

423: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم جمعہ پڑھ چکو تو چار رکعت پڑھ لو۔ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر تمہیں کچھ جلدی ہو تو دو رکعت مسجد میں اور دو رکعت گھر میں لوٹ کر پڑھ لو۔

باب: جمعہ کے بعد گھر میں نماز پڑھنا۔

424: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ جب وہ (عبداللہ ص) جمعہ پڑھ چکتے تھے تو گھر آکر دو رکعت ادا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ (ص) بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

باب: جمعہ کے بعد کلام کرنے یا نکلے بغیر نماز نہ پڑھی جائے۔

425: عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ سیدنا نافع بن جبیر نے انہیں سیدنا سائب بن اخت نمر کے پاس وہ چیز پوچھنے کیلئے بھیجا جو سیدنا معاویہ ص نے ان کی نماز میں نوٹ کی تھی۔ (جب عمر بن عطاء نے جا کر پوچھا تو) سائب بن اخت نمر نے کہا کہ ہاں! میں نے ان (سیدنا معاویہ ص) کیساتھ مقصورہٰ (جگہ کا نام) میں نماز جمعہ پڑھی تھی۔ جب امام نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ سیدنا معاویہ ص نے (گھر یا کسی کمرہ وغیرہ) میں داخل ہونے کے بعد مجھے بلا بھیجا، اور کہا کہ آج جو کام تم نے کیا ہے آئندہ نہ کرنا۔ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو جب تک کوئی بات چیت نہ کر لو یا اس جگہ کو نہ چھوڑ دو، متصلا نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ رسول اکرم (ص) نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔ (آپ (ص) نے اس طرح فرمایا ہے) کہ ہم ایک نماز کے بعد متصلا دوسری نماز بات چیت کئے بغیر یا اس جگہ کو چھوڑے بغیر نہ پڑھیں۔

باب: جمعہ چھوڑنے پر سخت وعید۔

426: حکم بن میناء سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابوہریرہ ' نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) اپنے منبر کی لکڑیوں پر فرمارہے تھے کہ ”لوگ جمعہ چھوڑ دینے سے باز آئیں نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے اور وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔“

کتاب: عیدین کے مسائل

باب: عیدین میں اذان اور اقامت چھوڑنے کا بیان۔

427: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ دونوں عیدوں کی نماز کئی بار بغیر اذان اور بغیر اقامت کے پڑھی۔

باب: عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھنے کا بیان۔

428: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نمازِ فطر کے لئے رسول اللہ (ص) کے ساتھ اور سیدنا ابو بکر و عمر و عثمان ' سب کیساتھ گیا تو ان سب بزرگوں کا قاعدہ تھا کہ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے اور اس کے

بعد خطبہ پڑھتے تھے۔ پھر کہا آج بھی گویا میں وہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ نبی (ص) آئے، لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر ان کی صفیں چیرتے ہوئے آپ (ص) عورتوں کے پاس آئے اور آپ (ص) کے ساتھ سیدنا بلال ص بھی تھے اور آپ (ص) نے یہ آیت پڑھی ہیَ(ص) اَیُّھَا(ص) النبیُّ اِذَ(ص) جَاءَ کَ المُؤْمِنَاتُ یُبَایِعُنَکَ ...ہ (الممتحنہ:۱۲) یہاں تک کہ آپ (ص) اس سے فارغ ہوئے۔ پھر فرمایا کہ تم نے ان سب کا اقرار کیا؟ ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے نبی(ص)! راوی نے کہا کہ معلوم نہیں وہ کون تھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ صدقہ کرو۔ تب سیدنا بلال ص نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا کہ لاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ اور وہ سب چھلے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر سیدنا بلال ص کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

باب: نماز عیدین میں کیا پڑھا جائے؟

429: عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب صنے سیدنا ابوواقد لیثی ص سے پوچھا کہ رسول اللہ (ص) اضحی اور فطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ (ص) ان میں ہقٓ والقُرْآنِ المَجِید۔ اور ہاِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وانْشَقَّ القَمَرَہ پڑھا کرتے تھے۔

باب: عیدگاہ میں عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

430: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) عید الا ضحی یا عید الفطر میں نکلے اور دو رکعت پڑھی کہ نہ اس سے پہلے نماز پڑھی اور نہ بعد میں پھر عورتوں کے پاس گئے اور آپ (ص) کے ساتھ سیدنا بلال ص تھے پھر عورتوں کو صدقہ کا حکم کیا پھر کوئی تو اپنے چھلے نکالنے لگی اور کوئی لونگوں کے ہار جو ان کے گلوں میں تھے۔

باب: عورتوں کا عیدین کے لئے نکلنا۔

431: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے حکم کیا کہ ہم عید الفطر اور عید الضحیٰ میں اپنی کنواری، جوان لڑکیوں، حیض والیوں اور پردہ والیوں کو لے جائیں۔ پس حیض والیاں نماز کی جگہ سے الگ رہیں اور اس کارِ نیک اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول(ص)! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کی بہن اسے اپنی چادر اڑھا دے۔

باب: بچیاں عید میں کیا کہیں؟

432: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے تشریف فرما ہوئے اور میرے پاس دو (نابالغ) لڑکیاں بعاث کی لڑائی کے گیت گا رہی تھیں تو آپ (ص) بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا۔ پھر سیدنا ابوبکر ص آئے اور مجھے جھڑکا کہ شیطان کی تان رسول اللہ (ص) کے پاس؟ اور رسول اللہ (ص) نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو (یعنی گانے دو) پھر جب وہ غافل ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا تو وہ نکل گئیں۔ وہ عید کا دن تھا اور سودانی (حبشی) ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے، سو مجھے یاد نہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے خواہش کی تھی یا انہوں نے خود فرمایا کہ کیا تم اسے دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر آ پ(ص) نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میرا رخسار آپ (ص) کے رخسار پر تھا، اور آپ (ص) فرماتے تھے کہ اے اولادِ ارفدہ! تم اپنے کھیل میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ بس؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا اچھا جاؤ۔

کتاب: مسافر کی نماز

باب: امن کی حالت میں بھی مسافر کی نماز میں قصر ہے۔

433: سیدنا یعلی بن امیہ ص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب ص سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ”کچھ گناہ نہیں اگر تم قصر کرو نماز میں اگر تمہیں خوف ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے“ (النساء: ١٠١) اور اب تو لوگ امن میں ہو گئے (یعنی اب قصر جائز ہے یا نہیں؟) تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا، جیسے تمہیں تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ (ص) سے اس بات کو پوچھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ اللہ نے تمہیں صدقہ دیا ہے تو اس کا صدقہ قبول کرو (یعنی بغیر خوف کے بھی سفر میں قصر کرو)۔

434: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (ص) کی زبان پر حضر میں چار رکعتیں مقرر کیں اور سفر میں دو اور خوف میں ایک رکعت۔

باب: کتنے سفر میں قصر کی جا سکتی ہے؟

435: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ ہی ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

باب: حج میں نماز کا قصر کرنا۔

436: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو نکلے اور آپ (ص) دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ واپس لوٹے۔ میں نے پوچھا کہ مکہ میں کتنے دن قیام کیا؟ انہوں نے کہا کہ دس روز۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم مدینہ سے حج کیلئے (مکہ کو) نکلے۔

باب: منیٰ میں نماز کا قصر کرنا۔

437: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے منیٰ میں مسافر کی نماز پڑھی اور سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر ' نے بھی اور سیدنا عثمان ص نے بھی آٹھ برس تک (یا کہا کہ چھ برس تک) مسافر کی نماز ہی پڑھی۔ حفص (یعنی ابن عاصم) نے کہا کہ سیدنا ابن عمر ص منیٰ میں دو رکعتیں پڑھتے اور اپنے بچھونے پر آجاتے تو میں نے کہا کہ اے میرے چچا! کاش آپ فرض کے بعد دو رکعت اور پڑھتے؟ (یعنی سنت) تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو میں اپنے فرض پورے کرتا۔

باب: سفر میں دو نمازیں اکٹھی پڑھنا۔

438: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ جب نبی (ص) کو سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا اوّل وقت آجاتا، پھر دونوں کو جمع کرتے۔ اور مغرب میں دیر کرتے یہاں تک کہ جب شفق ڈوب جاتی تو اس کو عشاء کے ساتھ جمع کرتے۔

باب: حضر میں دو نمازیں اکٹھی پڑھنا۔

439: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔ وکیع کی روایت میں ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ آپ

(ص) نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ تاکہ آپ کی امت کو حرج نہ ہو۔ اور ابومعاویہ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا ابن عباس ص سے کہا گیا کہ آپ (ص) نے کس ارادہ سے یہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اس ارادہ سے کیا کہ آپ (ص) کی امت پر تکلیف نہ ہو ۔

باب: بارش کی صورت میں گھروں میں نماز پڑھنا۔

440: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نمازی سردی، آندھی اور بارش کی رات میں اذان دی اور پھر اذان کے آخر میں کہہ دیا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ (ص) جب سفر میں سردی کی اور بارش کی رات ہو تو مؤذن کو یہ کہنے کا حکم دیتے کہ لوگوں میں پکار دے کہ اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

باب: سفر میں نفلی نماز (یعنی سنتیں) چھوڑ دینا۔

441: حفص بن عاصم نے کہا کہ میں مکہ کی راہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر ص کے ساتھ تھا تو انہوں نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر آئے اور ہم بھی ان کے ساتھ آئے یہاں تک کہ اپنے اترنے کی جگہ پہنچے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کیساتھ بیٹھ گئے۔ اچانک ان کی نگاہ اس طرف پڑی جہاں نماز پڑھی تھی، تو کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سنت پڑھنی ہوتی تو میں نماز ہی پوری پڑھتا (یعنی فرض پورے چار رکعت پڑھتا)۔ پھر کہا کہ اے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ (ص) کی صحبت میں رہا تو آپ (ص) نے تاحیات دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں۔ اور سیدنا ابوبکر ص کیساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں۔ اور سیدنا عمر ص کیساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو سے زیادہ نہ پڑھیں۔ اور سیدنا عثمان ص کیساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو سے زیادہ نہ پڑھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ (ص) کی حیاتِ طیبہ اسوئہ حسنہ ہے۔

باب: سفر میں سواری پر نفلی نماز (تہجد) پڑھنا۔

442: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو (ابتداء میں سواری قبلہ رخ ہو تو مستحسن ہے)۔

باب: جب کوئی سفر سے واپس آئے تو مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرے۔

443: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک لڑائی میں گیا او رمیرے اونٹ نے دیر لگائی اور تھک گیا تو رسول اللہ (ص) مجھ سے پہلے آئے اور میں دوسرے دن مسجد میں پہنچا اور آپ (ص) کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اونٹ کو چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت ادا کرو۔ پھر میں گیا اور دو رکعت پڑھ کر آیا۔

باب: خوف کے وقت نماز کے بارے میں کیا (حکم) آیا ہے؟

444: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کی رفاقت میں بنی جہینہ کی ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا انھوں نے ہمارے ساتھ بہت سخت لڑائی کی۔ پھر جب ہم ظہر پڑھ چکے تو مشرکوں نے کہا کہ کاش ہم ان پر یک بارگی حملہ کرتے تو ان کو کاٹ ڈالتے۔ جبرئیل نے رسول اللہ (ص) کو اس کی خبر دی اور رسول اللہ (ص) نے ہم سے ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ مشرکوں نے (یہ بھی) کہا کہ ان کی ایک اور نماز آرہی

ہے کہ وہ ان کو اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو ہم نے (آگے پیچھے) دو صفیں باندھ لیں اور مشرک قبلے کی طرف تھے۔ رسول اللہ (ص) نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم سب نے بھی کہی، آپ (ص) نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا (یعنی دونوں صفیں رکوع تک شریک رہیں) اور سجدہ آپ (ص) نے اور پہلی صف کے لوگوں نے کیا پھر جب آپ (ص) اور پہلی صف کھڑی ہو گئی تو دوسری صف نے سجدہ کیا اور اگلی صف پیچھے اور پچھلی آگے ہو گئی۔ رسول اللہ (ص) نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے بھی کہا اور آپ (ص) نے رکوع کیاتو ہم نے بھی رکوع کیا اور آپ (ص) کیساتھ صفِ اوّل کے لوگوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف کے لوگ ویسے ہی کھڑے رہے۔ پھر جب دوسرے بھی سجدے کر چکے تو سب بیٹھ گئے۔ اور رسول اللہ (ص) کیساتھ سب نے سلام پھیرا۔ ابو الزبیر نے کہا کہ سیدنا جابر ص نے ایک اور بات بھی کہی کہ جیسے آج کل یہ تمہارے حاکم نماز پڑھتے ہیں۔

باب: سورج گرہن کی نماز کا بیان۔

445: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے دَور میں سورج گرہن ہوا تو آپ (ص) نماز میں کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قیام کیا۔ پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے اور بہت قیام کیا مگر پہلے قیام سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا (یہ ایک رکعت میں دو رکوع ہوئے اور امام شافعی ♦ کا یہی مذہب ہے) پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک قیام کیا مگر پہلے قیام سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے ر کوع سے کم، پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے مگر پہلے قیام سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم (یہ بھی دو رکوع ہوئے) پھر سجدہ کیا اور فارغ ہوئے اور آفتاب اتنے میں کھل گیا تھا۔ پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اور انہیں گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔ پھر جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس سے دعا کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ اے امتِ محمد((ص))! اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت والانہیں اس بات میں کہ اس کا غلام یا باندی زنا کرے۔ اے امتِ محمد((ص))! اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو بہت روتے اور تھوڑا ہنستے۔ سن لو! کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا نہیں دیا؟۔

446: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ جب سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ (ص) نے (دو رکعت نماز) آٹھ رکوع اور چار سجدوں کیساتھ نماز پڑھی۔

باب: نماز استسقاء کے بارے میں۔

447: سیدنا عبداللہ بن زید انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) عیدگاہ کی طرف نکلے (ص) ور پانی کے لئے دعا مانگی۔ اور جب ارادہ کیا کہ دعا کریں تو قبلہ کی طرف ہوئے اور اپنی چادر کو الٹا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پس (رسول اللہ (ص) نے) لوگوں کی طرف پیٹھ کی اور اللہ سے دعا کرنے لگے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر الٹی پھر دو رکعت نماز پڑھی۔

باب: بارش کی برکت کا بیان۔

448: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے کہ ہم پر بارش ہوئی تو آپ (ص) نے اپنا کپڑا اتار دیا یہاں تک کہ آپ (ص) پر بارش کا پانی پہنچا۔ ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس لئے کہ یہ ابھی ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آئی

باب: آندھی اور بادل کے وقت اللہ کی پناہ لینا اور بارش آنے پر خوش ہونا۔

449: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تیز آندھی آتی تو رسول اللہ (ص) یہ دعا پڑھتے ”اے اللہ میں اس ہوا کی بہتری اور جو اس کے اندر ہے، اس کی بہتری اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کی بہتری مانگتا ہوں۔ اور اس کی برائی سے اور جو اس کے اندر ہے، اس کی برائی سے اور جو برائی اس کیساتھ بھیجی گئی ہے، برائی سے پناہ مانگتا ہوں“۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل اور بجلی کڑکتی تو (خوف سے) آپ (ص) کا رنگ بدل جاتا اور کبھی باہر نکلتے اور کبھی اندر آتے اور کبھی آگے آتے اور کبھی پیچھے جاتے۔ پھر اگر بارش برسنے لگتی تو آپ (ص) کی گھبراہٹ جاتی رہتی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس بات کو آپ (ص) کے چہرہ مبارک سے پہنچان لیا تو آپ (ص) سے پوچھا، تو آپ (ص) نے فرمایا: اے عائشہ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھا کہ ”ایک بادل کا ٹکرا ہے جو ان کے آگے آیا ہے کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے“ (اور وہ ان پر آنے والا عذاب تھا)۔

باب: مشرق کی طرف کی ہوا (صبا) اور مغرب کی طرف کی ہوا (دبور) کے بارے میں۔

450: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ مجھے (اللہ کے حکم سے) بادِصبا (مشرق کی طرف کی ہوا) سے مدد دی گئی اور (قوم) عاد دبور(یعنی مغرب کی طرف کی ہوا) سے ہلاک کی گئی تھی۔

کتاب: جنازے کے مسائل

باب: بیماروں کی عیادت کرنے کا بیان۔

451: سیدنا عبداللہ بن عمر ص روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار ی صحابی آیا اور آپ (ص) کو سلام کیا اور پھر واپس جانے لگا تو آپ (ص) نے پوچھا کہ اے انصار ی بھائی! میرا بھائی سعد کیسا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اچھا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کون ان کی عیادت کرتا ہے؟ (یہ کہہ کر) آپ (ص) کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ (ص) کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ہم سے زیادہ آدمی تھے، نہ ہمارے پاس جوتے تھے اور نہ موزے اور نہ ٹوپیاں اور نہ کُرتے (یہ کمال زہدتھا صحابہ' کا اور دنیا سے بیزاری تھی) اور ہم اس کنکریلی زمین میں چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ان تک پہنچے۔ اور جو لوگ سیدنا سعد ص کے پاس تھے وہ ہٹ گئے اور رسول اللہ (ص) اور وہ لوگ جو آپ (ص) کیساتھ آئے تھے ان کے پاس گئے۔

باب: مریض اور میت کے پاس کیا کہا جائے؟

452: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم بیمار یا میت کے پاس آؤ تو اچھی بات کہو، اس لئے کہ فرشتے اس بات پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ ص کا انتقال ہوا تو میں رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یوں دعا کرو کہ ”اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور

مجھے ان سے نعم البدل عطا فرما“ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نعم البدل عطا کیا یعنی محمد (ص)۔

باب: قریب المرگ کو ”لا الٰہ الا اللہ“ کی تلقین کرنا۔

453: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (اپنے بیماروں کو) جو مرنے کے قریب ہوں، ”لا الٰہ الا اللہ“ کی تلقین کرو (ترغیب دلاؤ)۔

باب: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے۔

454: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جوا للہ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! موت کو تو ہم میں سے سب ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں، بلکہ جب مومن (کا آخری وقت ہوتا ہے تو اس) کو اللہ کی رحمت اور رضامندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنا چاہتا ہے۔ (اور بیماری اور دنیا کے مکروہات سے جلد خلاصی پانا چاہتا ہے) اور اللہ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اور جب کافر (کا آخری وقت ہوتا ہے تو اس) کو اللہ کے عذاب اور اس کے غصے کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند نہیں کرتا اور اللہ عزوجل بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ ایک دوسری روایت میں شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو کوئی اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ میں یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ ص سے سن کر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا کہ اے اُمّ المؤمنین! ابوہریرہ صنے ہم سے رسول اللہ (ص) کی وہ حدیث بیان کی کہ اگر وہ حدیث ٹھیک ہو تو ہم سب تباہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے فرمانے سے جو ہلاک ہوا وہی حقیقت میں ہلاک ہوا، کہو تو وہ (حدیث) کیا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جواللہ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا، اور ہم میں سے تو کوئی ایسا نہیں ہے جو مرنے کو بُرا نہ سمجھے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیشک رسول اللہ (ص) نے یہ فرمایا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو تو سمجھتا ہے۔ بلکہ جب آنکھیں پھر جائیں اور دَم سینے میں رک جائے اور روئیں (یعنی بال) بدن پر کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں تشنج زدہ ہو جائیں (یعنی نزع کی حالت میں، تو) اس وقت جو اللہ سے ملنا پسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

باب: موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حسن ظن (نیک گمان) رکھنے کا بیان۔

455: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کواپنی وفات سے روز قبل یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی آدمی نہ مرے مگر اللہ کے ساتھ نیک گمان رکھ کر (یعنی خاتمے کے وقت اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلکہ اپنے مالک کے فضل و کرم کی امید رکھے اور اپنی نجات اور مغفرت کا گمان رکھے)۔

باب: میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس کیلئے دعا کرنے کا بیان۔

456: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) ابو سلمہ ص کی عیادت کو آئے اور اس وقت ان کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں، (یعنی فوت ہو چکے تھے) تو آپ (ص) نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور

فرمایا: جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔ ان کے گھر والوں میں سے لوگوں نے رونا شروع کر دیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنے لئے اچھی ہی دعا کرو اس لئے کہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ (ص) نے دعا کی کہ ”اے اللہ! ابو سلمہ صکو بخش دے اور ان کا درجہ ہدایت والوں میں بلند کر اور تو ان کے باقی رہنے والے عزیزوں میں خلیفہ ہو جا اور ان کی قبر ان کے لئے کشادہ اور روشن کر دے۔ اے تمام جہانوں کے پالنے والے! ہمیں بھی بخش دے اور ان کو بھی۔

باب: میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا ۔

457: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے وفات پائی تو آپ (ص) پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی ۔

باب: مومنوں اور کافروں کی روحوں کا بیان۔

458: سیدنا ابوہریرہ ص (نبی (ص) سے بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ جب ایمان دار کی روح بدن سے نکلتی ہے تو اس کے آگے دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو آسمان پر چڑھا لے جاتے ہیں۔ حماد (راوی حدیث) نے کہا کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے اس روح کی خوشبو کا اور مشک کا ذکر بھی کیا اور کہا کہ آسمان والے (فرشتے) کہتے ہیں کہ کوئی پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تجھ پر رحمت کرے اور تیرے بدن پر جس کو تو نے آباد رکھا۔ پھر رب العالمین کے پاس اس کو لے جاتے ہیں۔ پھر رب العالمین فرماتا ہے کہ اس کو لے جاؤ (اپنے مقام میں یعنی علیّین میں جہاں مومنوں کی ارواح رہتی ہیں) قیامت تک (وہیں رکھو) اور کافر کی روح جب نکلتی ہے (راوی حدیث) حماد نے کہا کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے اس کی بدبو اور اس پر لعنت کا ذکر کیا، کہ آسمان والے کہتے ہیں کہ کوئی ناپاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ اس کو لے جاؤ (اپنے مقام سجین میں جہاں کافروں کی روحیں رہتی ہیں) قیامت ہونے تک۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ایک باریک کپڑا جو آپ (ص) اوڑھے ہوئے تھے (جب کافر کی روح کا ذکر کیا اس کی بدبو بیان کرنے کو)اپنی ناک پر ڈال کر دکھاتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح سے۔

باب: شروع صدمے میں مصیبت پر صبر کرنے کا بیان۔

459: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے (فوت شدہ) بچے پر رو رہی تھی۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ تو وہ عورت کہنے لگی کہ تمہیں میری مصیبت کا کیا اندازہ ہے۔ پس جب آپ (ص) چلے گئے تو عورت سے کہا گیا کہ بیشک وہ (کہنے والے) اللہ کے رسول (ص) تھے۔ تو اسے موت کے برابر (صدمہ) نے آ لیا۔ چنانچہ وہ عورت نبی (ص) کے دروازے پر آئی تو اس نے آپ (ص) کے دروازے پر دربان نہ پائے۔ کہنے لگی اے اللہ کے رسول (ص) میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ بیشک صبر تو صدمہ کی ابتداء کے وقت ہوتا ہے۔ (راوی کو شک ہے کہ آپ (ص) نے عند اول صدمة کا لفظ بولا یا عند اول الصدمة کے الفاظ استعمال کئے)

باب: اولاد کے مرنے پر ثواب کی نیت سے صبر کرنے پر اجر و ثواب۔

460: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے انصار کی عورتوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ (عورت) اللہ کی رضامندی کے واسطے صبر کرے، تو جنت میں جائیگی۔ ایک عورت بولی کہ یارسول اللہ((ص))! اگر دو بچے مریں تو؟ آ پ((ص)) نے فرمایا کہ دو ہی سہی۔ ایک دوسری سند سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں اس کو

جہنم کی آگ نہ لگے گی مگر قسم اتارنے کیلئے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر سے نہ گزرے“ اس وجہ سے اس کا گزر بھی دوزخ پر سے ہو گا لیکن اور کسی طرح عذاب نہ ہو گا)۔

باب: مصیبت کے وقت کیا کہا جائے؟

461: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب کسی بندے کو تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا پڑھے ”اِنَّ(ص) ِ للهِ وَاِنَّ(ص) اِلَيْ رَاجِعُوْنَ ... واخلف لی خیرا منہا“ یعنی یقینا ہم بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور یقینا ہم (بھی) اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ مجھے میری اس مصیبت میں اجر دے اور اس کے بعد مجھے (ضائع شدہ چیز سے) بہتر چیز عطا فرمائے (اس دعا کے پڑھتے رہنے سے) اللہ تعالیٰ اُس کو اس مصیبت کا ثواب دیتا ہے اور (ضائع شدہ چیز سے) بہتر چیز بھی عطا فرماتا ہے۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب (میرا پہلا خاوند سیدنا) ابو سلمہ ص فوت ہو گیا تو میں نے (مذکورہ دعا) پڑھی جیسا کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے حکم دیا تھا، تو (اس دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے مجھے (پہلے خاوند) سے اچھے خاوند (یعنی محمد (ص)) عطا فرما دیئے۔

باب: میت پر رونے کے بیان میں۔

462: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ ص بیمار ہوئے تو رسول اللہ (ص) ان کی عیادت کو آئے اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف ، سعد اور عبداللہ ' ان کیساتھ تھے۔ جب آپ ((ص))ان کے پاس آئے تو انہیں بے ہوش پایا، تو آپ((ص)) نے پوچھا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ (ص) رونے لگے۔ لوگوں نے جب آپ (ص) کو روتے دیکھا تو سب رونے لگے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ سنتے ہو، اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا، وہ تو اس (آپ (ص) نے زبان کی طرف اشارہ کیا) کی بنا پر عذاب کرتا ہے یا رحمت کرتا ہے۔ (یعنی جب کلمہ خیر منہ سے نکالے تو رحم کرتا ہے او رجب کلمہ شر نکالے تو عذاب کرتا ہے) ۔

باب: نوحہ کرنے پر سخت وعید۔

463: سیدنا ابومالک اشعری ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: میری امت میں جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ ایک اپنے حسب پر فخر کرنا ، دوسرا ایک دوسرے کے نسب پر طعن کرنا۔ تیسرے تاروں سے بارش کی امید رکھنا اور چوتھے یہ کہ بین کر کے رونا۔ اور بین کرنے والی اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پرگندھک اور خارش (لگانے) والی قمیض ہوگی۔

باب: جو شخص (صدمہ کی وجہ سے) منہ پر تھپیڑے مارے اور گریبان چاک کرے وہ ہم میں سے نہیں ۔

464: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے کی باتیں کرے۔ ایک اور روایت میں(اَوْ)کی جگہ (و) کا لفظ ہے۔

باب: زندے کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔

465: سیدہ عمرہ بنت عبدالرحمن ص سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا (اور ان کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مُردے

پر زندے کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمن ص کو بخشے، انہوں نے جھوٹ نہیں کہا مگر بھول ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک یہودی عورت پر گزرے کہ لوگ اس پر رو رہے تھے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو اس پر روتے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

باب: آرام پانے والے اور جس سے لوگوں کو آرام ملے، اس بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کا بیان۔

466: سیدناابوقتادہ بن ربعی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: خود آرام پانے والا ہے اور اس کے جانے سے اور لوگوں نے آرام پایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ خود آرام پانے والا ہے اور لوگوں کو اس سے آرام ہو گا، کا مطلب کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مومن دنیا کی تکلیفوں سے آرام پاتا ہے (یعنی موت کے وقت) اور بد آدمی کے جانے سے بندے، شہر، ردخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

باب: میت کو غسل دینے کا بیان۔

467: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ (ص) نے ہم سے فرمایا کہ اس کو طاق مرتبہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔ اور پانچویں بار کافور یا (فرمایا کہ) تھوڑا سا کافور ڈال دو۔

باب: میت کے کفن کا بیان۔

468: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کو سحول کی بنی ہوئی تین سفید روئی کی بنی ہوئی چادروں میں کفن دیا گیا۔ ان میں نہ کرتہ تھا، نہ عمامہ۔ اور حلہ کا لوگوں کو شبہ ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ (ص) کیلئے خریدا گیا تھا کہ آپ ((ص))کو اس میں کفن دیا جائے، پھر نہ دیا گیا اور تین چادروں میں دیا گیا جو سفید سحول کی بنی ہوئی تھیں۔ اور حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر ص نے لیا اور کہا کہ میں اسے رکھ چھوڑوں گااور میں اپنا کفن اسی سے کروں گا۔ پھر کہا کہ اگر اللہ کو یہ پسند ہوتا تو اس کے نبی (ص) کے کفن کے کام آتا سو اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت خیرات کر دی۔

باب: میت کو بہترین کفن پہنانے کا بیان۔

469: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کا ذکر کیا جن کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کو ایسا کفن دیا گیا تھا جس سے ستر نہیں ڈھانپا جاتا تھا اور شب کو دفن کر دیا گیا تھا۔ پس رسول اللہ (ص) نے انہیں رات میں دفن کرنے پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ (ص) نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ مگر جب انسان لاچار ہو جائے۔ اور آپ (ص) نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے (تاکہ اس کے تمام بدن کو خوب اچھی طرح ڈھانپ لینے والا ہو)۔

باب: جنازہ جلدی لے جانے کا بیان۔

470: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔ اس لئے کہ اگر نیک ہے تو اسے خیر کی طرف لے جاتے ہو اور اگر بد ہے تو اسے اپنی گردن سے اتارتے ہو۔

باب: عورتوں کے جنازے کیساتھ جانے کے منع کا بیان۔

471: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں جنازے کے ساتھ چلنے سے روکا جاتا تھا مگر تاکید سے نہیں۔

باب: جنازے کیلئے کھڑے ہونے کا بیان۔

472: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ (ص) کھڑے ہو گئے تو ہم بھی آپ (ص) کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے آپ (ص) نے فرمایا کہ موت گھبراہٹ کی چیز ہے، جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

باب: جنازے کیلئے کھڑا ہونا منسوخ ہے۔

473: سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی آپ((ص)) کے ساتھ کھڑے ہوئے اور وہ بیٹھنے لگے پھر ہم بھی بیٹھنے لگے یعنی جنازے میں۔

باب: میت پر نماز جنازہ پڑھنے کے وقت امام کہاں کھڑا ہو؟۔

474: سیدنا سمرہ بن جندب ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے پیچھے سیدنا کعب ص کی ماں پر نماز جنازہ پڑھی جو نفاس میں فوت ہو گئی تھیں اور رسول اللہ (ص) ان کے جنازے کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

باب: نمازِ جنازہ کی تکبیر وں کا بیان۔

475: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے نجاشی کی موت کی خبر دی، جس دن کہ ان کا انتقال ہوا۔ اور صحابہ کرام کے ساتھ عیدگاہ میں گئے اوران کی (نماز جنازہ پر) چار تکبریں پڑھیں)۔

باب: پانچ تکبیروں کے بیان میں۔

476: سیدنا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ زید ص ہمارے جنازوں کی نماز میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اور ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں تو میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) (بھی کبھی کبھی پانچ تکبریں) کہا کرتے تھے۔

باب: (نمازِ جنازہ میں) میت کیلئے دعا کرنا۔

477: سیدنا عوف بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپ کی دعا میں سے یہ الفاظ یاد رکھے ”اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت میں رکھ، اس کو معاف کر، اپنی عنایت سے مہربانی کر، اس کا گھر (قبر) کشادہ کر دے، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے، اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے، اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے، اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے، جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا“ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ مرنے والا میں ہوتا۔

باب: مسجد میں میت پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا بیان۔

478: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب (فاتحِ ایران) سیدنا سعد بن ابی وقاص

ص نے انتقال فرمایا تو رسول اللہ (ص) کی ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے لے آؤ کہ ہم بھی نماز پڑھ لیں، سو ایسا ہی کیا گیا۔ اور ان کے حجروں کے آگے جنازہ رکھ دیا کہ وہ نماز پڑھ لیں اور جنازہ کو باب الجنائز سے جو مقاعد کی طرف تھا، وہاں سے باہر لے گئے۔ لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو عیب کرنے لگے اور کہا کہ جنازے کہیں مسجد میں لاتے ہیں؟ اس پر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگ کیا جلدی عیب کرنے لگے اس چیز کے متعلق جس کا ان کو علم نہیں ہے۔ انہوں نے ہم پر عیب کیا کہ جنازہ کو مسجد میں لائے حالانکہ بات یہ ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بیضاء کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد کے اندر ہی پڑھی تھی۔

باب: قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا۔

479: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت مسجد کی خدمت کرتی تھی یا ایک جوان تھا اور اس کے بارے میں رسول اللہ (ص) نے پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ مر گئی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے مجھے خبر نہ کی؟ کہا گویا کہ انہوں نے اس کو حقیر جان کر نبی (ص) کو تکلیف دینا مناسب نہ جانا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ لوگوں نے بتائی تو آپ (ص) نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا: یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری نماز کی وجہ سے ان کو روشن کر دیتا ہے۔

باب: خودکشی کرنے والے کے بارے میں۔

480: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) کے پاس ایک شخص (کا جنازہ) لایا گیا، جس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے تیر سے مار ڈالا تھا۔ تو آپ (ص) نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔

باب: میت پر نمازِ جنازہ پڑھنے اور اس کے پیچھے جانے کی فضیلت۔

481: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص جنازہ پر حاضر رہے یہاں تک کہ نماز پڑھی جائے (اور اس میں شریک ہو تو) اس کو ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو شخص (نمازِ جنازہ کے بعد) دفن تک حاضر رہے تو اس کو دو قیراط کا ثواب ہے۔ صحابہ کرام ' نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص) دو قیراط کا کیا مطلب ہے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ دو بڑے پہاڑوں کے برابر ثواب۔

باب: جس پر سو آدمی جنازہ پڑھیں ، ان کی شفاعت قبول ہو گی۔

482: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: کوئی مردہ ایسا نہیں کہ اس پر مسلمانوں کا ایک گروہ، جس کی گنتی سو تک پہنچتی ہو، نماز جنازہ پڑھے اور پھر سب اس کی شفاعت کریں، (یعنی اللہ سے اس کی مغفرت کی دعا کریں) مگر یہ کہ ان کی شفاعت قبول ہو گی۔

باب: جس پر چالیس (40) مسلمان نمازِ جنازہ پڑھیں تو ان کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔

483: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ ان کا ایک فرزند (مقامِ) قدید یا عسفان میں فوت ہو گیا تو انہوں نے (اپنے غلام سے) کہا کہ اے کریب! دیکھو کتنے لوگ (نمازِ جنازہ کیلئے) جمع ہیں؟ کریب نے کہا کہ میں گیا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو انہیں خبر کی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنما نے کہا کہ تمہارے اندازہ میں چالیس ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ جنازہ نکالو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے کہ جس مسلمان کے جنازہ میں چالیس آدمی ایسے ہوں، جنہوں نے اللہ کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو

تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ان کی شفاعت ضرور قبول کرتا ہے۔

باب: جن مُردوں کی اچھائی یا برائی بیان کی گئی۔

484: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا تو نبی (ص) نے فرمایا کہ واجب ہو گئی تین بار (یہی) فرمایا۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اسے بُرا کہا۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ واجب ہو گئی تین بار (یہی) فرمایا۔ سیدنا عمر ص نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ (ص) پر فدا ہو، ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا آپ (ص) نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا گزرا تو لوگوں نے اسے بُرا کہا، آپ (ص) نے تین بار فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ (اس کا کیا مطلب ہے، کیا چیز واجب ہو گئی)؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس کو تم نے اچھا کہا اس کیلئے جنت واجب ہو گئی او رجس کو بُرا کہا اس پر دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

باب: نمازِ جنازہ سے فراغت کے بعد سوار ہونے کا بیان۔

485: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ابن دحداح کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر آپ (ص) کے پاس ایک ننگی پیٹھ والا گھوڑا (بغیر زین کے) لایا گیا۔ اس کو ایک شخص نے پکڑا پھر آپ((ص)) سوار ہوئے اور وہ کودتا تھا اور ہم سب آپ (ص) کے پیچھے تھے (ص) ور دوڑتے تھے۔ سو قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ ابن دحداح کیلئے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔

باب: قبر میں چادر ڈالنے کا بیان۔

486: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی قبر مبارک میں سرخ چادر ڈالی گئی تھی۔

باب: لحد کا بیان اور کچی اینٹیں کھڑی کرنے کا بیان۔

487: عامر بن سعد سے روایت ہے کہ (فاتحِ ایران سیدنا) سعد بن ابی وقاص ص نے اپنی اس بیماری میں، جس میں ان کا انتقال ہوا یہ فرمایا کہ میرے لئے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ (ص) کیلئے بنائی گئی۔

باب: قبروں کو برابر کرنے کا حکم۔

488: ابو الھیاج اسدی کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا علی ص نے کہا کہ میں تمہیں اس کام کیلئے بھیجتا ہوں جس کام کیلئے مجھے رسول اللہ (ص) نے بھیجا تھا کہ ہر تصویر کو مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو (زمین کے) برابر کر دو۔

باب: قبروں پر عمارت بنانا یا پختہ کرنا مکروہ ہے۔

489: سیدناجابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے (مجاروری کرنے) اور اس پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع فرمایا ہے۔

باب: جب آدمی مر جاتا ہے تو صبح و شام اُس پر اُس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔

490: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اس کے سامنے اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں میں سے اور جو دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ والوں میں سے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے، یہاں تک کہ

اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اس (ٹھکانے کی) طرف بھیجے گا۔

باب: فرشتوں کا سوال کرنا جب بندہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔

491: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا (یعنی محمد (ص) کے بارے میں آپ (ص) کا نام تعظیم سے نہیں لیتے تاکہ وہ سمجھ نہ جائے) مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔(ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو)۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں سے دیکھ لے اس (ٹھکانے) کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے ۔ قتادہ نے کہا کہ سیدنا انس ص نے ہم سے ذکر کیا کہ اس کی قبر ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے اور سبزے سے بھر جاتی ہے (یعنی باغیچہ بن جاتا ہے) قیامت تک (یونہی رہے گا)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان "یثبت الله الذین آمنوا ..." قبر کے بارے میں ہے۔

492: سیدنا براء بن عازب ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: یہ آیت "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات پر قائم رکھتا ہے" قبر کے عذاب کے بارے میں اتری ہے۔ میت سے پوچھا جاتا ہے، تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرے نبی محمد (ص) ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں پکی بات پر قائم رکھتا ہے" سے یہی مراد ہے۔

باب: عذاب قبر اور اس سے پناہ مانگنے کے بارے میں۔

493: سیدنا زید بن ثابت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) بنی نجار کے باغ میں اپنے ایک خچر پر جا رہے تھے اور ہم آپ (ص) کیساتھ تھے۔ اتنے میں وہ خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپ (ص) کو گرا دے وہاں پر چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ کوئی جانتا ہے کہ یہ قبریں کن کی ہیں؟ ایک شخص بولا کہ میں جانتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ لوگ کب مرے؟ وہ شخص بولا کہ شرک کے زمانے میں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس امت کا امتحان قبروں میں ہوتا ہے۔ پھر اگر تم (اپنے مُردوں کو) دفن کرنا نہ چھوڑ دو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم کو قبر کا عذاب سنا دیتا، جو میں سن رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ (ص) ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جہنم کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ چھپے اور کھلے فتنوں سے (ص) للہ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم چھپے اور کھلے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

باب: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیئے جانے کا بیان۔

494:سیدنا ابوایوب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے آفتاب کے ڈوبنے کے بعد ایک آواز سنی تو فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

باب: قبروں کی زیارت اور مردوں کیلئے استغفار کرنے کا حکم۔

495: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ (ص) رو پڑے اور آپ (ص) نے اپنے ارد گرد لوگوں کو بھی رُلا دیا۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کیلئے استغفار کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ اور میں نے قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دیدی گئی۔ لہٰذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو، یہ موت یاد دلاتی ہیں۔

496: سیدنا بریدہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کرتا تھا، پس اب تم زیارت کیا کرو۔ اور میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کرتا تھا، پس اب جب تک چاہو رکھو۔ اور میں تمہیں مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ (پینے) سے منع کرتا تھا، پس اب پینے کے برتنوں میں سے جس میں چاہو پیو مگر نشہ کی چیز نہ پیو۔

باب: قبر والوں کو سلام کہنا، ان پر رحم کھانا اور ان کیلئے دعا کرنے کا بیان۔

497: محمد بن قیس نے ایک دن کہا کہ کیا میں تمہیں اپنی بات اور اپنی ماں کی بات نہ سناؤں؟ ہم نے یہ خیال کیا کہ شاید ماں سے وہ مراد ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ پھر انہوں نے کہا اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں تم کو اپنی اور رسول اللہ (ص) کی بات سناؤں؟ ہم نے کہا کہ ضرور۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی (ص) میرے پاس تھے کہ آپ (ص) نے کروٹ لی اور اپنی چادر رکھی اور جوتا نکال کر اپنے پاؤں کے آگے رکھا اور چادر کا کنارہ اپنے بچھونے پر بچھایا اور لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر اس خیال سے ٹھہرے رہے کہ گمان کر لیا کہ میں سو گئی ہوں۔ پھر آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا، نکلے اور پھر آہستہ سے اس کو بند کر دیا۔ میں نے بھی اپنی چادر لی اور سر پر اوڑھی اور گھونگھٹ، اور آ پ((ص)) کے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ آپ (ص) بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر دونوں ہاتھ تین بار اٹھائے اور پھر لوٹے تو میں بھی لوٹی۔ اور آپ (ص) جلدی چلے تو میں بھی جلدی چلی اور آپ (ص) دوڑے اور میں بھی دوڑی اور آپ (ص) گھر آگئے اور میں بھی آگئی مگر آپ (ص) سے آگے آئی اور گھر میں آتے ہی لیٹ گئی۔ جب آپ (ص) گھر میں آئے تو فرمایا کہ اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ کچھ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ بتا دو نہیں تو وہ باریک بین خبردار (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھے خبر کر دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ پھر میں نے آپ (ص) کو خبر دی (یعنی ساری بات بتا دی) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک سایہ سا جو میرے آگے نظر آتا تھا، وہ تم ہی تھیں؟ میں نے کہا جی ہاں، تو آپ (ص) نے میرے سینے پر گھونسا مارا (یہ محبت سے تھا) کہ مجھے درد ہوا اور فرمایا کہ تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق دبا لے گا؟ (یعنی تمہاری باری میں میں اور کسی بیوی کے پاس چلا جاؤں گا) تب میں نے کہا کہ جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ (یعنی اگر آپ کسی اور بیوی کے پاس جاتے تو بھی اللہ تعالیٰ دیکھتا تھا) آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے جب تو نے (مجھے اٹھتے ہوئے) دیکھا۔ انہوں نے مجھے پکارا اور تم سے چھپایا، تو میں نے بھی چاہا کہ تم سے چھپاؤں۔ اور وہ تمہارے پاس نہیں آئے تھے کہ تم نے (سونے کی غرض سے) اپنا زائد کپڑا اتار دیا تھا اور میں سمجھا کہ تم سو گئیں، سو میں نے بُرا جانا کہ تمہیں جگاؤں اور یہ بھی خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گئی کہ کہاں چلے گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا پروردگار حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کو جاؤ اور اہل بقیع کیلئے مغفرت مانگو۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) میں کیسے کہوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کہو ”اہل اسلام اور ایمان دار گھروالوں پر سلام ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت کرے ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر اور اللہ نے چاہا تو ہم بھی (فوت ہو کر) تم سے ملنے والے ہیں“۔

باب: قبروں پر بیٹھنا اور ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا بیان۔

498: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس کی کھال تک (اس کا اثر) پہنچے، توبھی قبر پر بیٹھنے (یعنی مجاوری کرنے) سے بہتر ہے۔

499: سیدنا ابومرثد غنوی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نہ قبر پر بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔

باب: اس نیک آدمی کے متعلق جس کی تعریف کی گئی ہو۔

500: سیدناا بوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اچھے اعمال کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ بالفعل خوشخبری ہے مومن کو (یعنی آخرت میں جو ثواب اور اجر ہے وہ تو الگ ہے یہ اس کیلئے دنیا ہی میں خوشی ہے کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں)۔

کتاب: زکوٰۃ کے مسائل

باب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کا بیان۔

501: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے (یمن کی طرف حاکم کر کے) بھیجا تو فرمایا: تم کچھ اہل کتاب لوگوں سے ملو گے تو ان کو اس بات کی گواہی کی طرف بلانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (یعنی محمد (ص)) اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، اگر وہ اس کو مان لیں تو ان کو یہ بات بتلانا کہ اللہ نے ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان کو یہ بات بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر پھر انہی کے فقیروں اور محتاجوں کو دی جائے گی۔ اگر وہ اس بات کومان لیں تو آگاہ رہو کہ ان کے عمدہ مال نہ لینا (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا، عمدہ دودھ والا اور پرگوشت فربہ چھانٹ کر نہ لینا) اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

باب: اموال (کی مقدار) کا بیان جن پرزکوٰۃ فرض ہے یعنی نقدی، کھیتی اور جانور۔

502: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: غلے اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پانچ وسق (بیس من) تک نہ ہو اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ (52.50 تولے) سے کم چاندی میں زکوٰۃ ہے۔

باب: جس (مال) میں عشر یا عشر کا نصف ہے اس کا بیان۔

503: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جس (کھیت) میں نہروں اور بارش (کے ذریعہ) سے پانی دیا جائے اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ) زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جائے اس میں نصف العشیر (یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ) فرض ہے۔

باب: مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

504: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ (فرض) نہیں۔

باب: زکوٰۃ (سال سے) پہلے ادا کر دینا اور زکوٰۃ نہ دینے کے متعلق

505: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے سیدناعمر ص کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور (رسول اللہ (ص) کے چچا) عباس '، ان لوگوں نے زکوٰۃ نہیں دی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ابن جمیل تو اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ نے اس کو امیر کر دیا اور خالدص پر تم زیادتی کرتے ہو اس لئے کہ اس نے تو زرہیں اورہتھیار تک اللہ کی راہ میں دیدئیے ہیں (یعنی پھر زکوٰۃ کیوں نہ دے گا) اور رہے عباس صتو ان کی زکوٰۃ اور اتنی ہی مقدار اور میرے ذمہ ہے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عمر ص! کیا تم نہیں جانتے کہ چچا تو با پ کے برابر ہے؟

باب: اس آدمی کے بارے میں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔

506: سیدناابوذر ص کہتے ہیں آپ (ص) کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میں آپ (ص) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ (ص) نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم وہی نقصان والے ہیں۔ تب میں آپ (ص) کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور نہ ٹھہر سکا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! میرے ماں باپ آپ (ص) پر فدا ہوں، وہ کون (لوگ) ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ بہت مال والے ہیں۔ مگر جس نے خرچ کیا ادھر اور (ص) دھر اور جدھر مناسب ہوا اور دیا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں۔ (یعنی جہاں دین کی تائید اور اللہ اور رسول (ص) کی مرضی دیکھی وہاں بلا تکلف خرچ کیا) اور جو اونٹ، گائے اور بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن وہ جانور ، جیسے دنیا میں تھے اس سے زیادہ موٹے اور چربیلے ہو کر آئیں گے اور اپنے سینگوں سے اس کو ماریں گے، اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے۔ جب ان جانوروں میں سب سے پچھلا گزر جائے گا تو آگے والا پھر اس پر آجائے گا اور جب تک بندوں کا فیصلہ نہ ہو جائے، اس کو یہی عذاب ہوتا رہے گا۔

507: سیدناابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کوئی چاندی یا سونے کا مالک ایسا نہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہو گا کہ اس کیلئے آگ کی چٹانوں کے پرت بنائے جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کئے جائیں گے جس سے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ داغی جائے گی۔ جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو پھر گرم کئے جائیں گے۔ اس وقت جبکہ دن پچاس ہزار برس کے برابر ہے، بندوں کا فیصلہ ہونے تک اس کو یہی عذاب ہو گااور یہاں تک کہ اس کی راہ جنت یا دوزخ کی طرف نکلے۔ آپ (ص) سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! پھر اونٹ (والوں) کا کیا حال ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دودھ دوھ کر غریبوں کو بھی پلائے جس دن ان کو پانی پلائے (عرب کا معمول تھا کہ تیسرے یا چوتھے دن اونٹوں کو پانی پلانے لے جاتے وہاں مسکین جمع رہتے اونٹوں کے مالک ان کو دودھ دوھ کر پلاتے حالانکہ یہ واجب نہیں ہے مگر آپ (ص) نے اونٹوں کا ایک حق اس کو بھی قرار دیا ہے) جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہو کر آئیں گے کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ پھر جب ان میں کا پہلا جانور روندتا چلا جائے گا تو پچھلا آ جائے گا۔ یونہی سدا عذاب ہوتا رہے گا سارا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہو گا یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور پھر اس کی جنت یا دوزخ کی طرف کچھ راہ نکلے۔ پھر عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! گائے بکری کا

کیا حال ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کوئی گائے بکری والا ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہو گا تو وہ ایک ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور اُن گائے بکریوں میں سے سب آئیں گی، کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہوں گی کہ ان میں سینگ مڑی ہوئی نہ ہوں گی نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی اور آکر اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔ جب اگلی اس پرسے گزر جائے گی تو پچھلی پھر آئے گی، یہی عذاب اس کو پچاس ہزار برس کے سارے دن میں ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے اور پھر جنت یا دوزخ کی طرف اس کی کوئی راہ نکلے۔ پھر عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! اور گھوڑے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ گھوڑے تین طرح کے ہیں ایک اپنے مالک پر بار (یعنی وبال) ہے، دوسرا اپنے مالک کا عیب ڈھانپنے والا ہے اور تیسرا اپنے مالک کیلئے ثواب کا سامان ہے۔ اب اس وبال والے گھوڑے کا حال سنو جو اس لئے باندھا گیا ہے کہ لوگوں کو دکھائے اور لوگوں میں بڑھکیں مارے اور مسلمانوں سے عداوت کرے، سو یہ اپنے مالک کے حق میں وبال ہے۔ اور وہ جو عیب ڈھانپنے والا ہے وہ گھوڑا ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں باندھا ہے (یعنی جہاد کیلئے) اور اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کے گھاس چارے میں کمی کرتا ہے، تو وہ اس کا عیب ڈھانپنے والا ہے۔ اور جو ثواب کا سامان ہے اس کا کیا کہنا کہ وہ گھوڑا ہے جو اللہ کی راہ میں اور اہل اسلام کی مدد اور حمایت کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھا گیا ہے۔ پھر اس نے اس چراگاہ یا باغ سے جو کھایا اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اس کے مالک کیلئے لکھی گئیں اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا گیا۔ اور جب وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلوں پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں اور اس کی لید کی گنتی کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب (ص) سکا مالک کسی ندی پر سے گزرے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ بھی نہ تھا، تب بھی اس کیلئے ان قطروں کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس نے پئے ہیں۔ (یہ ثواب تو بے ارادہ پانی پی لینے میں ہے پھر جب پانی پلانے کے ارادہ سے لے جائے تو کیا کچھ ثواب نہ پائے گا) پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول((ص))! گدھے کا حال بیان فرمائیے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں میرے اوپر کوئی حکم نہیں اترا سوائے اس آیت کے جو بے مثل اور جمع کرنے والی ہے کہ ”جس نے ذرے کے برابر نیکی کی وہ اسے (قیامت کے دن) دیکھ لے گا اور جس نے ذرے برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا“۔

باب: خزانہ جمع کرنے والوں اور ان پر سخت سزا کے بیان میں۔

508: احنف بن قیس کہتے ہیں کہ میں قریش کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا ابوذر ص آئے اور کہنے لگے کہ بشارت دو خزانہ جمع کرنے والوں کو ایسے داغوں کی جو ان کی پیٹھوں پر لگائے جائیں گے اور ان کی کروٹوں سے نکل جائینگے۔ اور ان کی گدیوں میں لگائے جائینگے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے۔ پھر ابوذر صایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ سیدنا ابوذر ص ہیں۔ میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کیا تھا جو میں نے ابھی ابھی سنا کہ آپ کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں وہی کہہ رہا تھا جو میں نے ان کے نبی (ص) سے سنا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ اس عطا کے بارے میں (یعنی جو مالِ غنیمت سے امراء مسلمانوں کو دیاکرتے ہیں) کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تم اس کو لیتے رہو کہ اس میں ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ پھر جب یہ تمہارے دین کی قیمت ہو جائے تب چھوڑ دینا (یعنی دینے والے تم سے مداہنت فی الدین چاہیں تو نہ لینا)۔

باب: زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرنے کا حکم۔

509: سیدنا جریر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ دیہات کے چند لوگ رسول اللہ (ص) کی خدمت میں آئے اور

عرض کیا کہ بعض تحصیلدار (زکوٰۃ وصول کرنے والے) ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ (یعنی
جانور اچھے سے اچھا لیتے ہے۔ حالانکہ متوسط لینا چاہئیے) تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم اپنے
تحصیلداروں کو راضی کر دیاکرو (یعنی اگرچہ وہ تم پر زیادتی بھی کریں) سیدنا جریر ص نے کہا کہ جب سے
میں نے رسول اللہ (ص) سے یہ سنا تب سے کوئی تحصیلدار میرے پاس سے نہیں گیا مگر خوش ہو کر۔

باب: صدقہ لانے والے کیلئے دعا کرنا۔

510: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی قوم
صدقہ لاتی تھی تو آپ (ص) ان کیلئے فرماتے تھے کہ اے اللہ! ان پر رحمت فرمائے پھر میرے والد ابو اوفی
صصدقہ لے کر آئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! ابو اوفی کی آل پر رحمت فرما۔

باب: اس آدمی کو عطیہ دینا جس کے ایمان میں خطرہ ہو۔

511: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یہ
یارسول اللہ (ص)! فلاں کو دیجئے کہ وہ مومن ہے۔ آپ((ص)) نے فرمایا کہ یا وہ مسلمان ہے۔ میں نے تین بار
یہی کہا کہ وہ مومن ہے اور آپ (ص) نے ہر بار یہی فرمایا کہ ”یا مسلمان ہے“ پھر آپ((ص)) نے فرمایا:
میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں اس ڈر سے (اس شخص کو دیتا
ہوں) کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں نہ گرا دے۔

باب: جن کے دل اسلام کی طرف راغب ہیں، ان کو دینا اور مضبوط ایمان والوں کو چھوڑ دینا۔

512: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ جب حنین کا دن ہوا تو (قبیلہ) ہوازن اور غطفان اور دوسرے
قبیلوں کے لوگ اپنی اولاد اور جانوروں کو لے کر آئے اور نبی (ص) کیساتھ دس ہزار غازی تھے اور مکہ کے لوگ
(جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے) بھی، جن کو طلقاء کہتے ہیں۔ پھر یہ سب ایک بار پیٹھ دے گئے
یہاں تک کہ نبی (ص) اکیلے رہ گئے۔ سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ اس دن آپ (ص) دو آوازیں دیں کہ ان کے
بیچ میں کچھ نہیں کہا، پہلے دائیں طرف منہ کیااور پکارا کہ اے گرو انصار! تو انصار نے جواب دیا کہ اے اللہ
کے رسول((ص)) ! ہم حاضر ہیں اور آپ خوش ہوں کہ ہم آپ کیساتھ ہیں۔ پھر آپ (ص) نے بائیں طرف منہ
کیااور پکارا کہ اے گرو انصار! تو انہوں نے پھر جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! ہم حاضر ہیں اور آپ
خوش ہوں کہ ہم آپ((ص)) کیساتھ ہیں۔ اور آپ((ص)) اس دن ایک سفید خچر پر سوار تھے، آپ (ص) اترے
اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (مقامِ بندگی سے بڑھ کر کوئی فخر کا مقام نہیں شیخ اکبر نے اس کی
خوب تصریح کی ہے کہ مقام عبدیت انبیاء کے واسطے خاص ہے اور کسی کو اس مقام میں مشارکت نہیں۔
سبحان اللہ اللہ کا بندہ ہونا اور اس کا رسول ہونا کتنی بڑی نعمت ہے) اور رسول ہوں۔ پس مشرک
شکست کھا گئے۔ اور رسول اللہ (ص) کو بہت زیادہ مالِ غنیمت ہاتھ آیا تو آپ((ص)) نے سب مہاجرین اور
مکہ کے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ تب انصار نے کہا کہ مشکل گھڑی
میں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور لوٹ کا مال اوروں کو دیا جاتا ہے۔ آپ (ص) کو یہ خبر ہوئی توآپ نے انہیں ایک
خیمے میں اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اے گرو انصار! یہ کیسی بات ہے جو مجھے تم لوگوں سے پہنچی ہے؟ تب وہ
چپ ہو رہے۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے گرو انصار! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہوتے کہ لوگ دنیا لے کر
چلے جائیں (ص) ور تم محمد ((ص)) کو اپنے گھروں میں لے جاؤ؟ انہوں نے کہا کہ بیشک اے اللہ کے
رسول((ص))! ہم راضی ہو گئے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری

گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی کی راہ لوں گا۔ ہشام(سیدنا انس کے شاگرد) نے کہا کہ میں نے کہا کہ اے ابوحمزہ! تم اس وقت حاضر تھے؟ تو انہوں نے کہ کہ میں آپ (ص) کو چھوڑ کر کہاں جاتا؟

513: سیدنا رافع بن خدیج ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ابو سفیان، صفوان، عُیینہ اور اقرع بن حابس ' کو سو سو اونٹ دئیے اور عباس صبن مرداس کو کچھ کم دئیے تو عباس ص نے یہ اشعار کہے: (ترجمہ) ”آپ (ص) میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عُیینہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عُیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے (یعنی مجھ سے) کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں۔ اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہو گی۔ سیدنا رافع ص کہتے ہیں کہ تب رسول اللہ (ص) نے ان کے سو اونٹ پورے کر دئیے۔

514: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ سیدنا علی ص نے رسول اللہ (ص) کے پاس یمن سے کچھ سوناایک چمڑے میں رکھ کر بھیجا جو ببول کی چھال سے رنگا ہواتھا اور ابھی (وہ سونا) مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا۔ اسے رسول اللہ (ص) نے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن حصن، اقرع بن حابس، زید (عرف) خیل اور چوتھا علقمہ یا عامر بن طفیل '۔ آپ((ص)) کے صحابہ میں سے کسی شخص نے کہا کہ ہم اس مال کے ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی (ص) کو یہ خبر پہنچی تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اُس کا امانتدار ہوں جو آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور میرے پاس آسمان کی خبر صبح و شام آتی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، جس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں، ابھری ہوئی پیشانی، گھنی ڈاڑھی، سر منڈا ہوا، اونچی ازار باندھے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ سے ڈرو۔ آپ((ص)) نے جوا ب دیا کہ تیری خرابی ہو، کیا میں ساری زمین والوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں ہوں؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا۔ سیدنا خالد بن ولید ص نے کہا کہ یارسول اللہ((ص))! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ (ص) نے فرمایا ”نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو“ (معلوم ہواکہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی) سیدنا خالد ص بولے کہ بہت سے نمازی ایسے (منافق ہوتے ہیں) ہیں جو زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی۔ آپ((ص)) نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں کسی کا دل چیر کر دیکھوں اور نہ یہ (حکم دیا) کہ میں ان کے پیٹ چیروں۔ پھر آپ (ص) نے اس کی طرف دیکھا جب کہ وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا، اور کہا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن کو اچھی طرح پڑھیں گے حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے کہ تیر شکار (کے جسم) سے پار نکل جاتا ہے۔ (راوی کہتا ہے۔) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ((ص)) نے یہ بھی کہا کہ اگر میں اس قوم کو پا لوں تو میں انہیں قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

باب: رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے اہل بیت کیلئے صدقہ حلال نہیں۔

515: سیدنا ابوہریرہ صکہتے ہیں کہ حسن بن علی (ص)نے ایک صدقہ کی کھجور لیکر اپنے منہ میں ڈالی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تھو۔ تھو!۔ اس کو پھینک دے کیا تو نہیں جانتا کہ ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

باب: صدقات کی وصولی پر آل نبی (ص) کو مقرر کرنے کی کراہت۔

516: عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث کہتے ہیں کہ ربیعہ ص بن حارث اور عباس ص بن عبدالمطلب دونوں جمع ہوئے اور کہا کہ اللہ کی قسم ہم ان دونوں لڑکوں (یعنی مجھے اور فضل بن عباس) کو رسول اللہ (ص)

کہ پاس بھیج دیں، اور یہ دونوں جا کر عرض کریں کہ رسول اللہ (ص) ان کو زکوٰۃ پر تحصیلدار بنا دیں۔ اور یہ دونوں رسول اللہ((ص)) کو لا کر ادا کر دیں جیسے اور لوگ ادا کرتے ہیں اور ان کو کچھ مل جائے جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے۔ غرض یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سیدنا علی ص بن ابی طالب ص بھی آ کر ان کے پاس کھڑے ہو گئے تو ان دونوں نے سیدنا علی ص سے اس کا ذکر کیا۔ سیدنا علی ص نے کہا کہ انہیں مت بھیجو، کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ (ص) ایسا نہیں کریں گے۔ (اس لئے کہ آپ کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے) پس ربیعہ بن حارث سیدنا علی ص کو بُرا کہنے لگے اور کہا کہ اللہ کی قسم تم ہمارے ساتھ حسد سے ایسا کرتے ہو۔ اور اللہ کی قسم کہ تم نے جو شرف رسول اللہ((ص)) کی دامادی کا پایا ہے تو اس کا ہم تو تم سے کچھ حسد نہیں کرتے۔ تب سیدنا علی ص نے کہا کہ اچھا ان دونوں کو بھیج دو۔ تو ہم دونوں گئے اور سیدنا علی ص لیٹ رہے۔ پھر جب رسول اللہ (ص) ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم دونوں جلدی سے حجرے میں آپ (ص) سے پہلے جا پہنچے اور حجرے کے پاس کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ (ص) تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے (یہ آپ (ص) کی شفقت اور ملاعبت تھی کہ لڑکے اس سے خوش ہوتے ہیں) اور فرمایا کہ ظاہر کرو جو تم دل میں چھپا کر لائے ہو۔ پھر آپ((ص)) بھی حجرے میں گئے اور ہم بھی، اور اس دن آپ (ص) اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم بیان کرو۔ غرض ایک نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور قرابت داروں سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں، اور ہم نکاح (کی عمر) کو پہنچ گئے ہیں۔ پھر ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں ان زکوٰتوں پر عامل بنا دیں کہ ہم بھی آپ (ص) کو تحصیل لا دیں جیسے اور لوگ لاتے ہیں اور ہمیں بھی کچھ مل جائے جیسے اوروں کو مل جاتا ہے۔ (تاکہ ہمارے نکاح کا خرچ نکل آئے) پھر رسول اللہ (ص) بڑی دیر تک چپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ پھر کچھ کہیں،اور اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا ہم سے پردے کی آڑ سے اشارہ فرماتی تھیں کہ اب کچھ نہ کہو۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ زکوٰۃآلِ محمد ((ص)) کے لائق نہیں یہ تو لوگوں کامیل ہے۔ (شاید یہ مثل یہیں سے ہے کہ روپیہ پیسہ ہاتھوں کی میل ہے) تم میرے پاس محمیہ ص (یہ آپ (ص) کے خزانچی کا نام تھا) جو خمس پرمقرر تھے اور نوفل صبن حارث بن عبدالمطلب کو بلا لاؤ۔ راوی نے کہا کہ پھر یہ دونوں حاضر ہوئے اور آپ((ص)) نے محمیہ صسے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے فضل بن عباس کو بیاہ دو تو انہوں نے اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی۔ اور نوفل بن حارث سے فرمایا کہ تم اپنی لڑکی اس لڑکے (یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ سے، جو راوی حدیث ہیں) بیاہ دو تو انہوں نے اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دی۔ اور محمیہ سے فرمایا کہ ان دونوں کا مہر خمس سے اتنا اتنا ادا کر دو۔ زہری نے کہا کہ مجھ سے میرے شیخ عبداللہ بن عبداللہ نے مہر کی تعداد بیان نہیں کی۔

باب: جو صدقہ کے مال سے بطور ہدیہ آل نبی (ص) کیلئے بھیجا جائے، وہ مباح ہے۔

517: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے نبی (ص) کو کچھ گوشت ہدیہ دیا جو کہ اس کو کسی نے صدقہ میں دیا تھا تو آپ (ص) نے لے لیا اور فرمایا کہ ان کیلئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

518: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو میں نے اس میں سے تھوڑا گوشت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا۔ پھر نبی (ص) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ کھانا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ نہیں مگر نسیبہ (یعنی اُمّ عطیہ) نے ہمارے پاس اس بکری میں سے گوشت بھیجا ہے جو آپ (ص)

نے ان کے پاس بطور صدقہ کے بھیجی تھی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ اپنی جگہ پہنچ گئی۔ (یعنی ان کے لئے صدقہ تھا اب ہمارے لئے ہدیہ ہے)۔

باب: نبی (ص) کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقہ واپس کردینا۔

519: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کھانا آتا تو پوچھ لیتے، اگر ہدیہ ہوتا تو کھاتے اور اگر صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

کتاب: صدقہء فطر کا بیان

باب: مسلمانوں پر کھجور یا ”جو“ سے صدقہ فطر ادا کرنے کا بیان۔

520: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے صدقہ فطر رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو فرض کیا ہے ہر آزاد اور غلام مرد و عورت پر جومسلمان ہو۔

باب: صدقہ فطر، کھانے، پنیر اور منقہ (خشک انگور) سے ادا کرنے کا بیان۔

521: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع گندم یا ایک صاع پنیر یا ’جو‘ یا کھجور یا انگور نکالتے تھے پھر جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو یا عمرہ کو آئے تو لوگوں سے منبر پر (کھڑے ہو کر) وعظ کیا اور اس میں کہا میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کے دو مُد (یعنی نصف صاع) ایک صاع کھجور کے برابر ہوتا ہے۔ (یعنی قیمت میں) سو لوگوں نے اس کو لے لیا۔ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو وہی نکالتا رہوں گا جو نکالتا تھا (یعنی ایک صاع) جب تک جیوں گا۔ (سبحان اللہ یہ اتباع تھا حدیث کا اور نفرت تھی رائے اور قیاس سے)۔

باب: نماز (عید) سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم۔

522: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے نماز (عید) کو نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

باب: صدقہ کرنے میں ترغیب دلانا۔

523: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: مجھے یہ آرزو نہیں ہے کہ یہ احد کا پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے اور تین دن سے زیادہ میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے۔ مگر یہ کہ وہ دینار اپنے کسی قرض خواہ کو دینے کیلئے بچا رکھوں۔

524: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ دو اور استغفار کرو، کیونکہ میں نے دیکھا کہ جہنم میں زیادہ تعداد میں عورتیں ہیں۔ ایک عقلمند عورت بولی کہ یارسول اللہ((ص))! کیا سبب ہے، عورتیں کیوں زیادہ جہنم میں ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔میں نے عقل اور دین میں کم اور عقلمند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہ دیکھا۔ وہ عورت بولی کہ ہماری عقل اور دین میں کیاکمی ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ اور دین میں کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے میں حیض کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھتی

اور رمضان میں (حیض کے دنوں میں) روزے نہیں رکھتی۔

باب: (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے پر شوق دلانا۔

525: سیدناابوہریرہ ص نے نبی (ص) سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! خرچ کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں اور (نبی (ص) نے) فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔

باب: قبل اس کے کہ کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے، صدقہ کی ادائیگی میں رغبت دلانا ۔

526: سیدنا حارثہ بن وهب ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ((ص))کو سنا آپ((ص)) فرماتے تھے کہ صدقہ دوہ قریب ہے کہ ایسا وقت آ جائے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا اور جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا مگرآج تو مجھے ضرورت نہیں ہے۔ غرض کوئی نہ ملے گا جو اسے قبول کر لے۔

527: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ((ص))قیامت کے قریب[زمین اپنے جگر پاروں کو باہر ڈال دے گی جیسے بڑے بڑے ستون ہوتے ہیں، سونے سے اور چاندی سے۔ پھر قاتل آئے گا اور کہے گا کہ اسی کیلئے میں نے خون کیا تھا۔ اور رشتہ داری کاٹنے والاآئے گا اور کہے گا کہ اسی کیلئے میں نے اپنی رشتہ داری توڑ لی۔ اور چور آئے گااور کہے گا اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر سب کے سب اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔

باب: خاوند اور اولاد پر صدقہ کرنا۔

528: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود صکے پاس آئی اور میں نے کہا کہ تم مفلس خالی ہاتھ آدمی ہو، اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ صدقہ دیں، سو تم جا کر نبی (ص) سے پوچھو کہ اگر میں تم کو دیدوں اور صدقہ ادا ہو جائے تو خیر ورنہ اور کسی کو دیدوں گی۔ تو عبداللہ ص نے کہا کہ تم ہی جا کر نبی (ص) سے پوچھو۔ پھر میں آئی اور ایک انصاری عورت رسول اللہ (ص) کے دروازہ پر کھڑی تھی، اس کا بھی یہی کام تھا جو میرا تھا۔ اور رسول اللہ (ص) کا رُعب بہت تھا۔سیدنا بلال ص نکلے تو ہم نے کہا کہ تم رسول اللہ (ص) کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ دو عورتیں دروازہ پرپوچھتی ہیں کہ اگر اپنے شوہروں اور ان یتیموں کو دیں جن کو وہ پالتے ہیں، کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ اور نبی (ص) کو یہ نہ بتانا کہ ہم لوگ کون ہیں۔ سیدہ زینب نے کہا کہ سیدنا بلال ص گئے اور رسول اللہ (ص) سے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ تو سیدنا بلال ص نے عرض کیا کہ ایک انصار کی عورت ہے اور دوسری زینب رضی اللہ عنہا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کون سی زینب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ ص کی بیوی۔ تب آپ (ص) نے سیدنا بلال ص سے فرمایا کہ ان کو اس میں دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو قرابت والوں سے سلوک کرنے کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔

باب: قریبی رشتہ داروں میں خرچ کرنا۔

529: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ابوطلحہ انصاری ص مدینہ میں بہت مالدار تھے اور بہت محبوب مال ان کا بیر حاء ایک باغ تھا، جو مسجد نبوی کے آگے تھا۔اور رسول اللہ (ص) اس میں جاتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ سیدناانس ص نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ ”نہ پہنچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک کہ نہ

خرچ کرو گے اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں“ تو سیدنا ابوطلحہ ص نے کھڑے ہو کر رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”تم نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے محبوب مال نہ خرچ کرو“ اور میرے سب مالوں سے زیادہ محبوب بیرحاء ہے، وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ سے اس کے ثواب اور آخرت میں اس کے ذخیرہ ہو جانے کا امیدوار ہوں۔ سو آپ (ص) اس کو جہاں چاہیں رکھ دیں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ پھر اس کو سیدنا ابوطلحہ ص نے اپنے عزیزوں اور چچا زاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

باب: ماموؤں پر صدقہ کرنا۔

530: سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی اور رسول اللہ (ص) کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ (ص) نے فرمایا: اگر تم اسے اپنے ماموں کو دیدیتیں تو تمہارے لئے زیادہ اجر کا باعث بنتا۔

باب: مشرکہ ماں سے صلہ رحمی کرنا۔

531: سیدہ اسماء بنت ابی بکر ص کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مشرکہ ہے) تو کیامیں اس سے سلوک اور احسان کروں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں۔

باب: فوت شدہ والدہ کی طرف سے صدقہ کرنا۔

532: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی (ص) سے پوچھا کہ میری ماں فوراً مر گئی اور وصیت نہ کرنے پائی، اگر بولتی تو صدقہ دیتی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو اسے ثواب ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں۔

باب: ضرورت مندوں پر صدقہ کرنے کی ترغیب اور اچھا طریقہ جاری کرنے والے کا ثواب۔

533: سیدنا جریر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ دن کے شروع حصہ میں ہم رسول اللہ (ص) کے پاس تھے۔ کچھ لوگ آئے جو ننگے پیر، ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی چادریں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئیں، اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے۔ ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ (ص) کا چہرہ مبارک بدل گیا۔ آپ (ص) اندر آگئے پھر باہر آئے۔ (یعنی پریشان ہو گئے، سبحان اللہ کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی) اور سیدنا بلال ص کو حکم فرمایا کہ اذان کہو پھر تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے بنایا (اس لئے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں) ...... آخر آیت تک۔ پھر سورۂ حشر کی یہ آیت پڑھی کہ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کیلئے آگے کیا بھیج رکھا ہے جو کل (قیامت کے دن تمہارے) کام آئے۔ (پھر صدقات کا بازار گرم ہو گیا) کسی نے اشرفی دی، کسی نے درہم کسی نے ایک صاع گیہوں اور کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کی، یہاں تک کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک ٹکڑا بھی کھجور کا ہو (تو وہ بھی بطور صدقہ کے لاؤ)۔ پھر انصار میں سے ایک شخص تھیلی لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ پھر تو لوگوں نے تار باندھ لیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ (ص) کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا تھا کہ چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا ہو

جیسے کندنے پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کی نیک کام کی ابتداء کرے (یعنی کتاب و سنت کی بات) اس کیلئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے۔ اور جس نے اسلام میں آکر بُری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب و سنت نے روکا ہے) تو اسکے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ بار گھٹے۔

باب: مسکینوں اور مسافروں پر صدقہ کرنے کے بارے میں۔

534: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: ایک آدمی نے میدان میں بادل میں سے یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی پلا دے۔ (اس آواز کے بعد)بادل ایک طرف چلااور ایک پتھریلی زمین میں پانی برسایا۔ ایک نالی وہاں کی نالیوں میں سے بالکل لبالب ہو گئی۔ سو وہ شخص برستے پانی کے پیچھے پیچھے گیا، اچانک ایک مرد کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا پانی کو اپنے پھاوڑے سے اِدھر اُدھر کرتا ہے۔ اس نے باغ والے مرد سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟اس نے کہا فلاں نام ہے، وہی نام جو بادل میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس شخص سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ وہ بولا کہ میں نے بادل میں سے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی پلا دے، ((ص))اور اس کہنے والے نے] تیرا نام لیا۔ سو تو اس باغ میں اللہ تعالیٰ کے احسان کی کیا شکرگزاری کرتا ہے؟ باغ والے نے کہا کہ جب کہ تو نے یہ کہا تو اب میں بیان کرتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں جو اس باغ سے آمدنی ہوتی ہے ، اس کا ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں اور ایک تہائی میرے بیوی بچے کھاتے ہیں اورایک تہائی باغ پر لگاتا ہوں۔ (حدیث سے معلوم ہوا کہ مال کا تہائی حصہ اللہ کی راہ میں صرف کرنا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق پانی برساتے ہیں ایک ہی مقام میں ایک جگہ زیادہ اور ایک جگہ کم برستا ہے)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک تہائی میں مسکینوں، سائلوں اور مسافروں میں صرف کرتا ہوں۔

باب: (صدقہ کرکے) دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرو۔

535: سیدنا عدی بن حاتم ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے جہنم کا ذکر فرمایا اور ناپسندیدگی سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔پھر فرمایا کہ آگ (جہنم کی آگ) سے بچو۔ پھر ناپسندیدگی سے منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ (ص) اس (نارِ جہنم) کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ جہنم سے بچو (اگر جہنم سے بچنے کیلئے کوئی اور چیز نہ ہو تو) کھجور کے دانے کا ایک حصہ ہی ہو (وہی صدقہ کرکے بھی بچنا پڑے تو بچ جاؤ)۔ اگر کسی کو یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کہہ کر (ہی جہنم کی آگ سے بچو)۔

باب: دودھ والا جانور عارية (صدقہ) تحفہ دینے کی ترغیب۔

(نوٹ:۔ امام منذری رحمہ اللہ نے صدقہ کا باب باندھا ہے جبکہ حدیث میں دودھ والا جانور عاریتا تحفہ دینا مراد ہے۔ جب تک جانور دودھ دیتا ہے لینے والا اسے چارہ ڈالے بعد میں جانور واپس کر دے)۔

536: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک جو کسی گھر والوں کو ایسی اونٹنی دیتا ہے جو صبح اور شام ایک بڑا پیالہ بھر دودھ دیتی ہے تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

باب: پوشیدہ صدقہ کرنے کی فضیلت۔

537: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ایک تو حاکم منصف (جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال ہو)، دوسرے وہ جوان جو اللہ کی عبادت کیساتھ بڑھا ہو، تیسرے وہ شخص جسکا دل مسجد ہی میں لگا رہے، چوتھے وہ دو شخص جو آپس میں اللہ کے واسطے محبت کریں اور اسی کیلئے ملیں اور اسی کیلئے جدا ہوں، پانچویں وہ شخص (جو مرد ایسا متقی ہو) کہ اسے کوئی حسب نسب والی مالدار عورت زنا کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اور زنا سے باز رہے)، چھٹے وہ شخص جو صدقہ ایسے چھپا کر دے کہ دائیں کو خبر نہ ہو کہ بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا (اس عبارت میں اضطراب ہے۔ صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے) ساتویں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اسکے آنسو ٹپک پڑیں (اللہ کی محبت یا خوف کی وجہ سے)

باب: تندرست اور حریص ہونے کی صورت میں صدقہ کرنے کی فضیلت۔

538: سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کونسا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو صدقہ دے اور تو تندرست اور حریص ہو، محتاجی کا خوف کرتا ہو اور امیری کی امید رکھتا ہو۔ اور تو یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان (حلق یعنی) گلے میں آ جائے تو کہنے لگے کہ یہ فلاں کا ہے، یہ مال فلاں کو دو اور وہ تو خود اب فلاں کا ہو چکا (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)۔

باب: پاکیزہ کمائی سے صدقہ کی قبولیت اور اس کے بڑھنے کے بارے میں

539: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اپنی پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچھڑے یا جوان اونٹنی کو پالتا ہے۔ حتی کہ وہ (ایک کھجور کا صدقہ) پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے یا اس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

540: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور صفات نقص و زوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مومنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا کہ ”اے رسولوں کی جماعت! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں“ اور فرمایا کہ ”اے ایمان والو کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تمہیں دیں“ پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے، پراگندہ حال ہے، گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب، اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور اس کی غذا حرام ہے پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو؟

باب: تھوڑے صدقہ کو حقیر نہ جاننے کا بیان۔

541: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی دے۔ (یعنی نہ لینے والا اس کو حقیر سمجھ کر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ”الذین یلمزون المطوعین“ کے بیان میں

542: سیدناابومسعود ص کہتے ہیں کہ ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا، اور ہم بوجھ ڈھویا کرتے تھے۔ سیدنا ابوعقیل صنے آدھا صاع صدقہ دیا (یعنی سوا سیر)، اور ایک شخص نے اس سے زیادہ دیا۔ تو منافق کہنے لگے کہ اللہ کو اس کے صدقہ کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور اس دوسرے نے تو صرف دکھانے کو ہی صدقہ دیا ہے۔ پھر یہ آیت اتری کہ ”جو لوگ طعن کرتے ہیں خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مزدوری“۔

باب: جس نے صدقہ اور دیگر نیکی کے اعمال کو اکٹھا کر لیا۔

543: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جس نے ایک جوڑا خرچ کیا (یعنی دو پیسے یا دو روپیے یا دو اشرفی) تو جنت میں اسے پکارا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہاں آتیرے لئے یہاں خیر و خوبی ہے۔ پھر جو نماز کا عادی ہے وہ نماز کے دروازے سے پکارا جائے گا، اور جو جہاد کا عادی ہے وہ جہادکے دروازے سے پکارا جائے گا، اور جو صدقہ کا عادی ہے وہ صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا اور جو روزے کا عادی ہے وہ روزے کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ تو سیدنا ابوبکر صدیق ص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! کسی کو تمام دروازوں سے پکارے جانے کی ضرورت تو نہیں ہے، پھر بھی کیاکوئی ایسا ہو گا جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں اور میں (اللہ کے فضل سے) امید رکھتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہو گے۔

543م: سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص آج روزہ دار ہے؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں ہوں۔پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ آج جنازے کے ساتھ کون گیا ہے؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں گیا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں نے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں گیا تھا۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ سب کام ایک شخص میں جب جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔

باب: ہر نیکی صدقہ ہے۔

544: سیدنا حذیفہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔

باب: سبحان اللہ کہنا، لا الٰہ الا اللہ کہنا اور دیگر نیکی کے کام، صدقہ ہیں۔

545: سیدنا ابوذر ص سے روایت ہے کہ چنداصحاب نبی (ص) کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! مال والے تو اجر و ثواب مال لوٹ لے گئے۔ اس لئے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں میں سے صدقہ دیتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید (یعنی الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، ہر بار لا الٰہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اچھی بات سکھانا صدقہ ہے، بُری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے حق زوجیت ادا کرنے میں صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت سے حق زوجیت ادا کرے (یعنی اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کیوں نہیں؟ دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کر لے تو گناہ ہو گا کہ نہیں؟اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔

باب: ہر جوڑ پر صدقہ کے وجوب کا بیان۔

546: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ سو جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الٰہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹا دی یا اچھی بات سکھائی یا اس کا حکم دیا، یا بُری بات سے روکا تو یہ تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر ہے (یعنی شکر ادا کرنے کے برابر ہے) اور اس دن وہ اس حال میں چل رہا ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان کو جہنم سے آزاد کروا چکا ہوتا ہے۔ ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ وہ اسی حال میں شام کرتا ہے (کہ وہ جہنم سے آزاد ہوتا ہے)۔

باب: وہ صدقہ جو بے جا واقع ہو اس کی قبولیت کے بیان میں۔

547: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ایک شخص نے کہا کہ میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (یہ صدقہ کو چھپانا منظور تھا کہ رات کو لے کر نکلا) اور ایک زناکار عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ پھر صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کی رات ایک شخص زنا کار عورت کے ہاتھ صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ!سب خوبیاں تیرے لئے ہیں کہ میرا صدقہ زناکار کو جا پڑا۔ پھر اس نے کہا کہ آج اور صدقہ دوں گا۔ پھر نکلا اور ایک غنی مالدار کو دیدیا۔ اور لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی مالدار کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ! سب خوبیاں تیرے لئے ہیں میرا صدقہ مالدار کے ہاتھ جا پڑا۔ تیسرے دن پھر اس نے کہا کہ میں صدقہ دوں گا۔ اور وہ نکلا اور صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں دیدیا۔ صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی چور کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ! تسب خوبیاں تیرے ہی لئے ہیں کہ میرا صدقہ زناکار عورت، مالدار شخص اور چور کے ہاتھ میں جا پڑا۔ پھر اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ یا اس زمانہ کے نبی علیہ السلام) اور اس سے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے۔ زناکار کا تو اس لئے کہ شاید وہ اس زنا سے باز رہی ہو (اس لئے کہ پیٹ کیلئے زنا کرتی تھی) رہا غنی تو اس کا اس لئے قبول ہوا کہ شاید اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں تو میں بھی دوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے دئیے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ اور چور کا اس لئے کہ شاید وہ چوری سے باز آجائے (اس لئے کہ آج کا خرچ تو آگیا)۔

باب: خیرات کرنے والے اور بخیل کے بیان میں۔

548: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی کہ جن پر لوہے کی زرہیں ہوں۔ پھر جب سخی نے چاہا صدقہ دے تو اس کی زرہ کشادہ ہو گئی، یہاں تک کہ اس کے قدموں کا اثر مٹانے لگی۔ اور جب بخیل نے چاہا کہ صدقہ دے تو وہ تنگ ہو گئی اور اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس گئے اور ہر حلقہ اپنے دوسرے حلقہ میں گھس گیا۔ راویٔ حدیث (سیدنا ابوہریرہ ص) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ کشادہ ہو مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

باب: (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور نہ کرنیوالے کے بیان میں

549: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر روز دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تباہ کرے

باب: امانت دار خازن صدقہ کرنیوالوں میں سے ایک ہے۔

550: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: مسلمان امانت دار خزانچی ، جو خرچ کرتا ہو۔ اور کبھی فرماتے کہ وہ دیتا ہو جس کا (اسے) حکم ہوا ہو اور پوری رقم دیتا ہو (یعنی تحریر بٹہ رشوت نہ کاٹتا ہو) اور پوری خیرات دیتا ہو، اپنے دل کی خوشی کے ساتھ۔ اور جس کو حکم ہوا ہو اس کو پہنچائے (تو) وہ بھی ایک صدقہ دینے والا ہے۔

باب: خرچ کرو، نہ شمار کرو اور نہ یاد رکھو۔

551: سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق ص سے روایت ہے کہ وہ نبی (ص) کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی (ص) میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں ماسوا اس کے جو زبیر ص مجھے دیتے ہیں۔ اگر میں اس میں سے کچھ صدقہ کردوں تو مجھے گناہ تو نہیں ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جتنا تم دے سکو دیدو، سینت کر نہ رکھو اور دے کر یاد نہ رکھو ورنہ اللہ بھی سینت کر رکھے گا۔

باب: جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ (خیرات) کرے۔

552: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب عورت اپنے گھر کے اناج سے بغیر فساد کے خرچ کرے (یعنی جتنا دستور ہے جیسے فقیر کو ٹکڑا یاسائل کو ایک مٹھی جس میں شوہر کی رضا عادت سے معلوم ہوتی ہے) تو اس کو اس کے خرچ کرنے کا ثواب ہوتا ہے، اور شوہر کو اس کے کمانے کا۔ اور خزانچی کو بھی اسی کی مثل کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کا ثواب نہ گھٹے گا (یعنی ہر ایک کو اللہ تعالیٰ ایک ثواب دے گا نہ کہ ایک کے ثواب میں دوسرے کو شریک کر دیگا)۔

باب: جو غلام (نوکر) اپنے مالک کے مال سے خرچ کرے، اس کا بیان۔

553: سیدنا عمیر جو سیدنا اٰبی اللحم ص کے آزاد کردہ غلام ہیں، کہتے ہیں کہ مجھے میرے مالک (اٰبی اللحم) نے مجھے گوشت سکھانے کا حکم دیا۔ ایک فقیر آگیا تو میں نے اسے کھانے کے موافق دیدیا۔ جب مالک کو خبر ہوئی تو انہوں نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے بیان کیا (سبحان اللہ آپ یتیموں اور بیواؤں اور مظلوموں کی امان تھے) تو آپ (ص) نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ تو نے اسے کیوں مارا؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرا کھانا میرے حکم کے بغیر دیدیتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ (اس خیرات کا) تم دونوں کو ثواب ہے۔

554: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی عورت (نفل) روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا شوہر گھر میں موجود ہو مگر اس کی اجازت سے (رکھے) اور نہ اس کے گھر میں کسی (اپنے محرم) کو آنے دے جب وہ گھر پر ہو مگر اس کی اجازت سے (پھر جب وہ حاضر نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کے حکم اور رضا کے جو پہلے سے معلوم ہو چکی ہو، کسی کو آنے نہ دینا چاہئیے) اور اس کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو کچھ خرچ کرتی ہے تو اس میں بھی اس کے مرد کو آدھا ثواب ہے (یعنی مرد کو کمانے کا اور عورت کو دینے کا)۔

باب: سوال سے بچنے اور صبر کرنے کے بیان میں۔

555: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ (ص) سے کچھ مانگا تو آپ (ص) نے انہیں دیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ (ص) نے پھر دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ (ص) کے پاس تھا، جب ختم ہو گیا تو آپ (ص) نے فرمایا: میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے بچا کر نہیں رکھتا۔ اور جو

شخص سوال سے بچے اللہ تعالیٰ اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کومستغنی بے پرواہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی (بے پرواہ) کر دیتا ہے۔ اور جو صبر کی عادت ڈالے، اللہ تعالیٰ اس پر صبر آسان کر دیتا ہے۔ اور کوئی عطائے الٰہی صبر سے زیادہ بہتر اور کشادگی والی نہیں ہے۔

باب: ضرورت کے مطابق رزق دیئے جانے اور قناعت کے بیان میں

556: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک (دنیا و آخرت میں) کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور ضرورت کے موافق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے دیا اس پر قانع کر دیا

باب: سوال سے بچنا۔

557: سیدنا معاویہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم سوال میں چمٹنے سے بچو، اس لئے کہ اللہ کی قسم جو مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز خرچ ہوتی ہے اور میں اس کو بُرا جانتا ہوں (یعنی ناخوشی سے دوں) تو اس میں برکت کیسے ہو گی؟

باب: لوگوں سے سوال کرنا مکروہ ہے۔

558: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: تم میں سے ہمیشہ ایک آدمی مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملے گا اور اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہو گا۔

559: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اگر کوئی صبح کو جا کر لکڑی کا ایک گٹھا اپنی پیٹھ پر لادے اور اس سے صدقہ دے اور اپنا کام بھی نکالے کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو، یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ دیں یا نہ دیں اور بلاشبہ اوپر کا (دینے والا) ہاتھ نیچے (لینے) والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے صدقہ (ص) س کو دے جس کا خرچ تیرے ذمے ہے۔

باب: اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نچلے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔

560: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا اور آپ (ص) (اس وقت) منبر پر صدقہ کا اور کسی سے سوال نہ کرنے کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

561: سیدنا حکیم بن حزام ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے مال مانگا تو آپ (ص) نے مجھے دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ (ص) نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا تو آپ (ص) نے پھر دیا، پھر فرمایا کہ یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ پس جس نے اس کو بغیر مانگے لیا یا دینے والے کی خوشی سے لیا (نہ کہ آپ زبردستی تقاضا کر کے لیا) تو اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے (یعنی سوال کر کے یا چمٹ کر) لیا تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا مال ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص کھاتا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے عمدہ ہے۔

باب: (اصل) مسکین وہ ہے جو ضرورت کے مطابق نہیں پاتا اور لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا۔

562: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو گھومتا رہتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! پھر

مسکین کون ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اسکی ضرورت بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔

باب: امیر وہ نہیں جس کے پاس سامان زیادہ ہو۔

563: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امیری سامان بہت ہونے سے نہیں ہے بلکہ امیری دل کی بے نیازی ہے۔

باب: دنیا کی حرص مکروہ ہے۔

564: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ابن آدم (انسان) تو بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس میں دو چیزیں جوان ہوتی رہتی ہیں۔ ایک (مال کی) حرص اور دوسری (لمبی) عمر کی حرص۔

باب: اگر ابن آدم کو دو میدان مال کے مل جائیں تو تیسرے کی ضرور خواہش کرے گا۔

565: سیدنا ابوالاسودنے کہا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نے بصرہ کے قاریوں کو بلوایا تو وہ سب تین سو قاری ان کے پاس آئے جو قرآن پڑھ چکے تھے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے ان سے کہا کہ تم بصرہ کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور وہاں کے قاری ہو، پس قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت گزر جانے سے سست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے تم سے پہلوں کے دل سخت ہو گئے اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سخت وعیدوں میں ”برأت“ کے برابر تھی۔ پھر میں اسے بھلا دیا گیا مگر اتنی بات یاد رہی کہ اگر آدمی کے لئے مال کے دو میدان ہوتے ہیں تب بھی تیسرا ڈھونڈتا رہتا ہے اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے۔ اور ہم ایک سورت اور پڑھتے تھے اور اس کو مسبحات میں سے ایک سورت کے برابر جانتے تھے۔ میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں سے یہ آیت یاد ہے کہ ”اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں“ (جو ایسی بات کہتے ہو جو خود نہیں کرتے تو) وہ تمہاری گردنوں میں لکھ دی جاتی ہے گواہی کے طور پر کہ اسکا تم سے قیامت کے دن سوال ہو گا۔

باب: دنیا کی زینت سے نکلنے کا بیان۔

566: سیدنا ابوسعید خدری ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے کھڑے ہو کر لوگوں میں وعظ کیا اور فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کی قسم، میں تمہارے لئے کسی اور چیز سے نہیں ڈرتا ہوں مگر اس سے جو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دینا کی زینت نکالتا ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ (یعنی دنیا کی دولت اور حکومت کا ہو نا اور اسلام کی ترقی ہونا تو خیر ہے، اس کا نتیجہ بُرا کیونکر ہو گا) پھر رسول اللہ (ص) تھوڑی دیر چپ ہو رہے۔ پھر فرمایا کہ تم نے کیا کہا؟ (پھر اس کے سوال کو پوچھ لیا کہ کہیں بھول نہ گیا ہو تو مطابقت جواب کی سوال کیساتھ اس کی سمجھ میں نہ آئے) اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں خیر کا نتیجہ تو خیر ہی ہوتا ہے۔ کیا یہ خیر ہے؟ (یعنی آپ (ص) کا مقصود یہ تھا کہ یہ تو امتحان اور آزمائش ہے اور امتحان اور آزمائش میں خیر کہاں ہوتی ہے۔ پھر مثال دے کر سمجھایا کہ) موسم بہار میں جو سبزہ اگتا ہے، وہ سبزہ جانور کو ہلاک کر دیتا ہے سوا اُن جانوروں کے جو صرف سبزہ (ضرورت کے مطابق) کھاتے ہیں۔ وہ اس قدر کھا لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کی کوکھیں پھول جاتی ہیں۔ پھر دھوپ میں آ کر لید یا پیشاب کرتے ہیں، جگالی کرتے ہیں اور پھر جا کر چرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس جو شخص تو مال حق کیساتھ لیتا ہے، تو اس میں اس کیلئے برکت ڈال دی جاتی ہے۔ اور جو شخص ناحق لے گا، اس کی مثال اس جانور کی مثال ہے جو کھاتا ہے

اور سیر نہیں ہوتا (اور اپنی ہلاکت کا ساماں پیدا کر لیتا ہے)۔

باب: جس آدمی کو بغیر سوال اور لالچ کے مال ملے، تو لے لینے کا جواز۔

567: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ، سیدنا عمر بن خطاب ص کو کچھ مال دیا کرتے تھے تو جناب عمر ص عرض کرتے تھے کہ یارسول اللہ (ص) مجھ سے زیادہ احتیاج رکھنے والے کو عنایت کیجئے۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ مال لے لو اور خواہ اپنے پاس رکھو، خواہ صدقہ دے دو۔ اور جو اس قسم کے مال سے تمہارے پاس آئے اور تم نے اس کی خواہش نہیں کی اور نہ سوال کیا ہو تو اس کو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ ہو، اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ۔ سالم نے کہا کہ اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر ص کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور اگر کوئی دیتا تھا تو ردّ نہ کرتے تھے۔

باب: کس کیلئے سوال کرنا حلال ہے؟

568: سیدنا قبیصہ بن مخارق ہلالی ص کہتے ہیں کہ میں ایک بڑی رقم کا قرضدار ہو گیا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح وغیرہ کیلئے یا کسی اور امر خیر کے واسطے) تو رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم ٹھہرو کہ ہمارے پاس صدقات کا مال آئے گا تو ہم اس میں سے تمہیں کچھ دینے کا حکم دیں گے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے قبیصہ سوال حلال نہیں مگر تین شخصوں کو۔ ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے (کسی امر خیر میں) تو اس کو سوال حلال ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو اتنا مال مل جائے کہ اس کی گزران درست ہو جائے، پھر سوال سے باز رہے۔ دوسرے وہ شخص کہ اس کے مال میں آفت پہنچی ہو کہ اس کا مال ضائع ہو گیا ہو تو اس کو سوال حلال ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اتنی رقم مل جائے کہ اس کی گزران درست ہو جائے۔ (یا لفظ ”سِدادً(ص)“ فرمایا) تیسرا وہ شخص کہ اس کو فاقہ پہنچا ہو اور اس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں کہ بیشک اس کو فاقہ پہنچا ہے تو اس کو بھی سوال جائز ہے جب تک کہ اپنی گزران درست ہونے کے موافق نہ پائے۔ اورسوا ان لوگوں کے اے قبیصہ! سوال حرام ہے (اور ان کے سوا جو سوال کرنے والا ہے) وہ حرام کھاتا ہے۔

باب: جو شخص سختی سے مانگے، اسے دینے کا بیان۔

569: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ (ص) نے ایک نجران (نامی شہر) کی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا۔ اچانک ایک بدوی اور آپ (ص) کو چادر سمیت اس زور سے کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ (ص) کی گردن کے موہڑے پر چادر (کے کھینچنے) کا نشان دیکھا۔ پھر کہا کہ اے محمد((ص))! میرے لئے اس مال میں سے کچھ دینے کا حکم کرو جو اللہ کا دیا آپ کے پاس ہے۔ پس رسول اللہ (ص) نے اس کی طرف دیکھا اور ہنسے اور اس کو کچھ دینے کا حکم کیا۔

570: سیدنا مسور بن مخرمہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے چادریں تقسیم کیں اور سیدنا مخرمہ ص کو کوئی نہ دی۔ تب سیدنا مخرمہ ص نے کہا کہ اے میرے بیٹے! رسول اللہ (ص) تک میرے ساتھ چلو۔ پس میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے کہا کہ تم گھر میں جا کر آپ (ص) کو بلاؤ۔ میں نے نبی (ص) کو بلایا آپ (ص) نکلے اور ان (چادروں) میں سے ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے، اور فرمایا کہ یہ میں نے تمہارے واسطے رکھ چھوڑی تھی اور پھر آپ (ص) نے مخرمہ کو دیکھا اور فرمایا مخرمہ خوش ہو گئے۔

کتاب: روزے کے مسائل

باب: روزے کی فضیلت۔

571: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”بنی آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے سوائے روزے کے، کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ (گناہوں سے) سپر (ڈھال) ہے۔ پھر جب کسی کا روزہ ہو تو اس دن گالیاں نہ بکے اور آواز بلند نہ کرے پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے کہ بیشک روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور روزے دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک تو وہ اپنے افطار سے خوش ہوتا ہے اور دوسرا وہ اس وقت خوش ہو گا جب وہ اپنے روزے کے سبب اپنے پروردگار سے ملے گا۔

باب: ماہِ رمضان کی فضیلت۔

572: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں کس (کر باندھ) دئیے جاتے ہیں۔

باب: ماہ رمضان سے پہلے ایک دو روزے (پیشگی کے) نہ رکھو۔

573: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: رمضان سے پیشگی ایک یا دو روزے مت رکھو سوائے اس شخص کے جو ہمیشہ ایک (مقررہ) دن میں روزہ رکھا کرتا تھا اور وہی دن آ گیا تو وہ اپنے مقررہ دن میں روزہ رکھ لے۔ (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا اور انتیس اور تیس تاریخ میں شعبان کے وہی دن آگئے تو وہ روزہ رکھ لے)۔

باب: رزوہ چاند دیکھنے پر ۔۔۔

574: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو۔ اور جب تم اس کو دیکھو تب ہی افطار کرو۔ پھر اگر بادل آجائیں تو تیس روزے پورے رکھ لو (اس کے بعد عید کرو)۔

باب: مہینہ انتیس (29) کا بھی ہوتا ہے۔

575: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہ جائیں گے(لیکن)جب انتیس (29) دن گزرے تو آپ (ص) صبح یا شام کے وقت اپنی بیویوں کے پاس گئے تو آپ (ص) سے کہاگیا کہ اے اللہ کے نبی (ص) آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ آپ ہم پر ایک مہینے تک داخل نہ ہوں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دنوں کا بھی ہوتا ہے۔

576: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ہم لوگ اُمّی (ان پڑھ) ہیں، نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ تو ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے۔ اور تیسری بار

انگوٹھا بند کر لیا اور مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے۔ یعنی تیس دن پورے ہوتے ہیں۔

باب: بیشک اللہ نے اسے لمبا کر دیا ہے (یعنی چاند کو دیکھنے کیلئے لمبا کر دیا ہے)

577: سیدنا ابوالبختری ص کہتے ہیں کہ ہم عمرہ کو نکلے اور جب (مقامِ) نخلہ کے درمیان میں پہنچے تو سب نے چاند دیکھنا شروع کر دیا اور بعضوں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تین رات کا چاند ہے (یعنی بڑا ہونے کی وجہ سے) اور بعضوں نے کہا کہ دو رات کا ہے۔ پھر ہم سیدنا ابن عباس صملے اور ان سے ذکر کیا کہ ہم نے چاند کو دیکھا اور کسی نے کہا کہ تین رات کا ہے اور کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ تب ابن عباس ص نے پوچھا کہ تم نے کونسی رات میں دیکھا؟ تو ہم نے کہا کہ فلاں فلاں رات میں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھنے کیلئے بڑھا دیا۔ وہ اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔

باب: ہر شہر (ملک) کیلئے ان لوگوں کی رؤیت ہے۔

578: کریب کہتے ہیں کہ سیدہ اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں سیدنا معاویہ ص کے پاس (ملک) شام بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ میں شام گیا اور ان کا کام کر دیا اور میں نے جمعہ (یعنی پنجشنبہ کی شام) کی شب کو رمضان کا چاند دیکھا۔ پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا۔ اور سیدنا عبداللہ بن عباس ص نے مجھ سے پوچھا اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا کہ جمعہ کی شب کو۔ انہوں نے کہا کہ تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا سیدنا معاویہ ص نے اور لوگوں نے بھی، تو سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے۔ تو میں نے کہا کہ آپ سیدنا معاویہ ص کا (چاند) دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ہمیں رسول اللہ (ص) نے ایسا ہی حکم کیا ہے۔ اور یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ حدیث میں "نکتفی" کا لفظ ہے یا "تکتفی" کا۔

باب: عید کے مہینے (اجروثواب کے اعتبار سے) کم نہیں ہوتے۔

579: سیدنا ابوبکرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: عیدوں کے دو ماہ ناقص نہیں ہوتے ایک رمضان شریف اور دوسرا ذی الحجہ۔

باب: روزہ کیلئے سحری کا بیان۔

580: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

باب: سحری میں تاخیر کا بیان۔

581: سیدنا زید بن ثابت ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کیساتھ سحری کی، پھر صبح کی نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔ میں (راوی) نے کہا کہ (سحری اور نماز) دونوں کے درمیان کتنی دیر ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ پچاس آیات کے موافق۔ (سحری سے فراغت اور نماز کی تکبیر کے درمیان تقریباً دس منٹ کا فاصلہ تھا)۔

باب: اس فجر کا بیان جو روزہ دار پر کھانا حرام کر دیتی ہے۔

582: سیدنا سمرہ بن جندب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تمہیں سحری سے بلال (ص) کی اذان اور آسمان کی لمبی سفیدی دھوکا میں نہ ڈال دے جب تک کہ وہ اس طرح چوڑی نہ ہو جائے۔ اور (راوی

حدیث) حماد نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح (دائیں بائیں) پھیلا کر دکھایا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے اس قول﴿حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود﴾ کے بارے میں۔

583: سیدنا سہل بن سعد ص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ ”کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہو جائے“ ((ص))البقرة: 178 [تو آدمی جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو دو دھاگے اپنے پیر میں باندھ لیتا، ایک سفید اور دوسرا سیاہ اور کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے میں کالے اور سفید کا فرق معلوم ہونے لگتا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ”فجر سے“ کا لفظ اتارا، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ دھاگوں سے مراد رات اور دن ہے۔

باب: بیشک بلال (ص) رات کو اذان دیتے ہیں، پس تم کھاؤ اور پیو۔

584: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے دو مؤذن تھے۔ ایک سیدنا بلال ص اور دوسرے سیدنا ابن امّ مکتوم ص جو کہ نابینا تھے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں، پس تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن اُمّ مکتوم اذان دیں۔ راوی نے کہا کہ ان دونوں کی اذان میں کچھ (زیادہ) دیر نہ ہوتی تھی اتنا ہی وقت تھا کہ یہ اترے اور وہ چڑھے۔

باب: اس آدمی کے روزے کا بیان جس نے جنابت کی حالت میں صبح کی۔

585: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ رمضان میں رسول اللہ (ص) کو بغیر احتلام کے، جماع کی وجہ سے صبح ہو جاتی تھی اور پھر آپ (ص) روزہ رکھتے تھے۔

586: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی (ص) کے پاس آیا اور پوچھا اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں۔ غرض اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! مجھے نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں، تو کیا میں روزہ رکھوں؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مجھے بھی نماز کا وقت آجاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں، پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! آپ اور ہم برابر نہیں ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دئیے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ان چیزوں کا جاننے والا ہوں جن سے بچنا ضروری ہے۔ (غرض اس سائل کو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ حکم آپ (ص) کے ساتھ خاص ہے مگر آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ حکم مجھے اور تم سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیفِ شرعی اور لوازمِ عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور نبی (ص) نے فرمایا کہ ”میں امید رکھتا ہوں“ یہ کمال عبدیت ہے ورنہ حقیقت میں نبی (ص) کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہاں سے اعلم و اتقی ہیں)۔

باب: اس روزہ دار کا بیان جو بھول کر کھا پی لے۔

587: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو روزہ دار بھول کر کھا لے یا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کر لے۔ اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔

باب: روزہ دار کو جب کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

588: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب کسی روزہ دار کو کھانے کیلئے بلایا جائے تو وہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

باب: جو شخص رمضان میں اپنی عورت سے جماع کر بیٹھے، اس کے کفارے کا بیان۔

589: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! میں ہلاک ہو گیا۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے ہلاک کیا؟ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ دو مہینے کے روزے لگاتار رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ (سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں) پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ نبی (ص) کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جا یہ مسکینوں کو صدقہ دے دے۔ اس نے کہا کہ مدینہ کے دونوں کنکریلی کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی مسکین ہے؟ بلکہ اس علاقے میں کوئی گھر والا مجھ سے بڑھ کر محتاج نہیں تو نبی (ص) ہنس پڑے (قربانت شوم وفدایتگرم درگرد سرت گردم) یہاں تک کہ آپ (ص) کے مبارک دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو لے اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔

590: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ میں جل گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ میں رمضان شریف میں دن کے وقت اپنی عورت سے جماع کر بیٹھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ صدقہ دے، صدقہ دے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ موجود نہیں ہے۔ اتنے میں آپ (ص) کے پاس دو ٹوکرے (غلے یا کھجور) کھانے کے آئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ لے یہ صدقہ کر دی۔

باب: روزے دار کے بوسہ دینے (کے جواز) کے متعلق۔

591: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) روزے کی حالت میں (اپنی ازواج کو) بوسہ دیتے اور مباشرت کر لیتے (یعنی ساتھ چمٹا لیتے) تھے۔ لیکن آپ (ص) تم سب سے زیادہ اپنے جذبات پر قابو رکھنے والے تھے۔

باب: جب رات آ جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار افطار کر لے۔

592: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ رمضان کے مہینے میں سفر میں تھے۔ پھر جب آفتاب غروب ہوا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے فلاں! اترو اور ہمارے لئے ستو گھول دو۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ابھی تو دن ہے (یعنی ان صحابی کو یہ خیال ہوا کہ جب غروب کے بعد جو سرخی ہے وہ جاتی ہے جب رات آتی ہے حالانکہ یہ غلط ہے) آپ (ص) نے پھر فرمایاکہ اترو (یعنی اونٹ پر سے) اور ہمارے لئے ستوگھولو۔ پھر وہ اترے اورستو گھول کر آپ (ص) کے پاس لائے اور آپ (ص) نے نوش فرمائے اور پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ جب سورج اس طرف غروب ہو جائے (یعنی مغرب میں) اور اس طرف (یعنی مشرق سے) رات آجائے تو روزے دار کو روزہ کھول لینا چاہئیے۔

باب: افطار میں جلدی کرنے کا بیان۔

593: سیدنا سہل بن سعد ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک افطاری میں جلدی کرینگے۔

594: ابو عطیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اور مسروق اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کے پاس گئے اور مسروق نے ان سے کہا کہ اے اُمّ المؤمنین! رسول اللہ (ص) کے اصحاب میں سے دو شخص ایسے ہیں جو نیکی اور بھلائی میں کمی نہیں کرتے، ان میں سے ایک تو اوّل وقت افطار کرتے ہیں اور اوّل وقت ہی نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ کون ہیں جو اوّل افطار کرتے ہیں اور اوّل وقت نماز پڑھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا کہ وہ عبداللہ (بن مسعود) ص ہیں تو اُمّ المؤمنین نے کہا کہ رسول اللہ (ص) بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب: صومِ وصال (یعنی پے در پے روزے رکھنے) سے ممانعت۔

595: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے وصال سے منع کیا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! آپ تو وصال کر لیتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے برابر ہے؟ میں تو رات کو رہتا ہوں کہ مجھے میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ پھر بھی لوگ وصال سے باز نہ آئے، (یہ رسول اللہ (ص) کے اصحاب کی کمال محبت اور اطاعت تھی اور انہوں نے اس نہی کو براِ شفقت سمجھا) تو آپ (ص) نے ان کے ساتھ ایک روز وصال کیا، پھر دوسرے روز (بھی وصال کیا) پھر انہوں نے چاند دیکھ لیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا (اور آپ (ص) کا یہ فرمانا زجر و توبیخ کی راہ سے تھا، جب وہ لوگ وصال سے باز نہ رہے)۔

باب: سفر میں روزہ اور افطار (دونوں کی اجازت)۔

596: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے رمضان میں سفر کیا اور روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان کے مقام پر پہنچے۔ پھر آپ (ص) نے ایک پیالہ منگوایا، اس میں پینے کی کوئی چیز تھی تو آپ (ص) نے اس کو دن میں پیا تاکہ سب لوگ دیکھیں۔مکہ میں پہنچنے تک افطار کرتے رہے۔ سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا، پس جس کا جی چاہے وہ روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے افطار کرے۔

597: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) فتح مکہ کے سال رمضان میں مکہ کی طرف نکلے اور روزہ رکھا، یہاں تک کہ جب (مقامِ) کراع غمیم تک پہنچے اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ پھر آپ (ص) نے ایک پانی کا پیالہ منگوایا اور اس کو بلند کیا، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا۔ پھر آپ (ص) نے پی لیا۔(اس کے بعد لوگوں نے بھی پی لیا) اس کے بعد آپ (ص) سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگ ابھی تک روزہ رکھے ہوئے ہیں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہی نافرمان ہیں وہی نافرمان ہیں۔

باب: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔

598: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک سفر میں تھے کہ ایک شخص پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور لوگ اس پر سایہ کئے ہوئے تھے تو آپ (ص) نے پوچھا کہ اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ایک روزہ دار ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

باب: (سفر میں) روزہ رکھنے اور نہ رکھنے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔

599: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ رمضان کی سولہ تاریخ کو جہادکیا تو کوئی ہم میں سے روزہ دار تھا، اور کوئی افطار کئے ہوئے(بے روزہ دار) تھا اور روزہ دار افطار کرنے والے پر عیب نہ کرتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

باب: اس افطار کرنے والے کے اجر کا بیان جو سفر میں کام کرے۔

600: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ سفر میں تھے ہم میں سے کوئی روزے دار تھا اور کوئی بے روزے دار۔ سخت گرمی کے وقت ایک منزل میں اترے۔ اور ہم میں سے سب سے زیادہ سائے میں وہ تھا جس کے پاس چادر تھی اور کتنے تو ایسے تھے کہ ہاتھ ہی سے دھوپ روکے ہوئے تھے۔ روزے دار جتنے تھے، سب منزل پر جا کر پڑ رہے۔ اور جن لوگوں کا روزہ نہیں تھا انہوں نے کھڑے ہو کر خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ افطار کرنے والے آج بہت سا ثواب لے گئے۔

باب: دشمن کے مقابلے میں طاقت حاصل کرنے کیلئے افطار (روزہ نہ رکھنے) کا بیان۔

601: قزعہ کہتے ہیں کہ میں سیدناابوسعید خدری ص کے پاس آیا اور ان پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ پھر جب بھیڑ چھٹ گئی تو میں نے کہا کہ میں آپ سے وہ بات نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے اور میں نے ان سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ مکہ کا سفر کیا اور ہم روزے دار تھے۔ پھر ایک منزل میں اترے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اب دشمن سے قریب ہو گئے ہو اور افطار میں تمہاری قوت بہت زیادہ ہو گی۔ پس روزہ نہ رکھنے کی رخصت مل گئی۔ تب بعض ہم میں سے روزے دار تھے اور بعض بے روزے دار۔ پھر آگے کی منزل میں اترے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم صبح کو اپنے دشمن سے ملنے والے ہو اور افطار تمہاری قوت بڑھا دے گا۔ پس تم سب افطار کرو۔ آپ (ص) کا یہ فرمانا قطعی طور پر حکم تھا، پھر ہم سب لوگوں نے افطار کیا۔ اس کے بعد (یعنی دشمن سے مقابلے کے بعد) ہم نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ سفر میں روزہ رکھتے تھے۔

باب: سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے۔

602: سیدنا حمزہ بن عمرو اسلمیص سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں اپنے آپ میں سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی قوت پاتا ہوں، تو اگر میں (سفر میں) روزہ رکھوں تو کیا کچھ گناہ ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے۔ پس جس نے اس کو لیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا چاہا تو اس پر گناہ نہیں۔

603: سیدنا ابودرداء ص کہتے ہیں کہ ہم رمضان میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ سخت گرمی کی حالت میں نکلے، یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی گرمی کی سختی کی وجہ سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھااور ہم میں سے کوئی روزہ دار نہ تھا سوائے رسول اللہ (ص) اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ ص کے۔

باب: رمضان کے روزوں کی قضاء شعبان میں۔

604: سیدنا ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا آپ کہتی تھیں کہ مجھ پر جو رمضان کے روزے قضا ہوتے تھے، تو میں ان کو قضا نہ کر سکتی تھی مگر شعبان میں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ (ص) کی خدمت میں مشغول ہوتی تھی (اور فرصت نہ پاتی تھی)۔

باب: میت کے روزے کی قضاء۔

605: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے (کی قضا) ہو تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

606: سیدنا بریدہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور اس نے

عرض کیا کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں اپنی ماں کو دی تھی اور اب میری ماں فوت ہو گئی ، آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرا ثواب ثابت ہو گیا اور پھر وہ لونڈی میراث کی وجہ سے تیرے پاس آگئی۔ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میری ماں پر ایک ماہ کے روزے (قضا) تھے، کیامیں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے روزے رکھو۔ اس نے عرض کیا کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ (ص) نے فرمایاکہ اس کی طرف سے حج بھی کرو۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ﴾کے متعلق۔

607: سیدنا سلمہ بن اکوع ص روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ”جن لوگوں کو روزے کی طاقت نہیں ہے وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیں“ (البقرہ: 184) نازل ہوئی تو جو شخص روزہ چھوڑنا چاہتا تو چھوڑ کر فدیہ دے دیتا، حتی کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی جس سے یہ منسوخ ہو گئی۔ (یعنی اگر استطاعت ہو تو پھر فدیہ دے کر افطار نہیں کر سکتا)۔

باب: دیگر مہینوں میں روزے رکھنے اور افطار کرنے کا بیان۔

608: سیدنا عبداللہ بن شقیق ص کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ نبی (ص) کسی ماہ کے پورے دنوں کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتی کہ آپ (ص) نے رمضان کے سوا کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ کوئی پورا مہینہ افطار کیا بلکہ ہر مہینے میں سے کچھ نہ کچھ روزے ضرور رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ (ص) دنیا سے تشریف لے گئے (اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ان پر)۔

باب: اللہ کی راہ (جہاد) میں روزے رکھنے کی فضیلت۔

609: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ (جہاد) میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ تک دُور کرتا ہے۔

باب: ماہِ محرم کے روزے کی فضیلت۔

610: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: رمضان کے روزوں کے بعد سب روزوں میں سے افضل محرم کے روزے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات (تہجد) کی نماز ہے۔

باب: یومِ عاشورہ کے روزے کا بیان۔

611: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ (دس محرم) کے دن روزہ رکھتے تھے پھر رسول اللہ (ص) نے بھی اس (دن) کے روزے کا حکم فرمایا، یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جو چاہے اس دن (عاشورہ) کا روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

باب: عاشورہ کے کونسے دن روزہ رکھے؟

612: حکم بن اعرج سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں سیدنا ابن عباس ص کے پاس پہنچا اور وہ اپنی چادر پر زمزم کے کنارے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ پس میں نے کہا کہ مجھے عاشورہ کے روزے کے بارے میں بتائیے تو

انہوں نے کہا کہ جب تم محرم کا چاند دیکھو تو تاریخیں گنتے رہو۔ پھر جب نو (9) تاریخ ہو تو اس دن روزہ رکھو۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ (ص) ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا : ہاں۔

باب: عاشورہ کے دن کے روزہ کی فضیلت۔

613: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ (ص) مدینہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں تو آپ (ص) نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ 6 اور بنی اسرائیل کو (فرعون سے) نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا، اس لئے موسیٰ 6 نے شکرانے کا روزہ رکھا اور ہم بھی رکھتے ہیں۔ تو نبی (ص) نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ موسیٰ 6 کے دوست اور قریب ہیں۔ پھر آپ (ص) نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

614: عبیداللہ بن ابی یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن عباس ص سے سنا۔ ان سے عاشورہ کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ (ص) نے کسی دن کا روزہ رکھا ہو اور دنوں میں سے اس دن کی بزرگی ڈھونڈنے کو، سوا اس دن کے اور کسی مہینے کا سوا رمضان کے مہینے کے (یعنی دنوں میں عاشورہ کا دن اور مہینوں میں رمضان کو بزرگ جانتے ہیں)۔

باب: جس نے یوم عاشورہ کو کچھ کھا لیا، وہ بقیہ دن (کھانے پینے سے) باز رہے۔

615: سیدہ ربیع بنت معوّذ بن عفراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے عاشورہ کی صبح کو مدینہ کے گرد انصار کی بستیوں میں حکم بھیجا کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح سے افطار کیا ہو وہ باقی دن (روزہ) پورا کرے (یعنی اب کچھ نہ کھائے)۔ پھر اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی اللہ چاہتا روزہ رکھواتے تھے اور مسجد میں چلے جاتے اور بچوں کیلئے روئی کی گڑیاں بناتے تھے۔ پھر جب کوئی (بچہ) روٹی کیلئے رونے لگتا تھا تو اس کو وہی (گڑیا) کھیلنے کو دیدیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔

باب: شعبان کا روزہ۔

616: سیدنا ابوسلمہ ص کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ (ص) کے روزے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا آپ (ص) اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ (ص) نے بہت روزے رکھے اور اتنا افطار کرتے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ (ص) نے بہت افطار کیا۔ اور میں نے ان کو جتنا شعبان میں روزے رکھتے دیکھا، اتنا اور کسی ماہ میں نہیں دیکھا۔ گویا آپ (ص) شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ آپ چند دنوں کے سوا پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔

باب: شعبان کے پہلے پندرہ دنوں میں روزہ رکھنے کے متعلق۔

617: سیدناعمران بن حصین ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ان سے یا کسی دوسرے سے فرمایا کہ کیا تم نے شعبان کے شروع میں کچھ روزے رکھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جب تم افطار کر لو تو دو دن روزے رکھو۔ (یعنی جب رمضان کے مہینے سے فارغ ہو جاؤ تو دو روزے رکھنا)

باب: رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنا۔

618: سیدنا ابوایوب انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو رمضان کے روزے رکھے اور

اس کیساتھ شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ سارا سال روزے رکھنے کی مثل ہے۔

باب: ذوالحجہ کے دس دنوں میں روزے نہ رکھنے کا بیان۔

619: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو ذی الحجہ کے دس دنوں میں روزے سے نہیں دیکھا۔

باب: عرفہ کے دن کے روزے کا بیان۔

620: سیدنا ابوقتادہ ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (ص) کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ (ص) کیسے روزے رکھتے ہیں؟ اس پر آپ (ص) غصے ہو گئے (اس لئے کہ یہ سوال بے موقع تھا اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزے کیسے رکھوں) پھر جب سیدنا عمر ص نے آپ (ص) کا غصہ دیکھا تو عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے، اسلام کے دین ہونے، اور محمد (ص) کے نبی ہونے پر راضی ہوئے اور ہم اللہ اور اس کے رسول (ص) کے غصے سے پناہ مانگتے ہیں۔ غرض سیدنا عمر ص بار بار ان کلمات کو کہتے تھے یہاں تک کہ آپ (ص) کا غصہ تھم گیا۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! جو ہمیشہ روزے رکھے وہ کیسا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔ پھر کہا کہ جو دو دن روزے رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایسی طاقت کس کو ہے؟ پھر پوچھا کہ جو ایک دن روزہ رکھے او رایک دن افطار کرے، وہ کیسا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے۔ پھر پوچھا کہ جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں آرزو رکھتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت ہو (یعنی یہ بھی خوب ہے اگر طاقت ہو)۔ پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ہر ماہ تین روزے اور رمضان کے روزے ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان تک، یہ ہمیشہ کا روزہ ہے (یعنی ثواب میں)۔ اور عرفہ کے دن کا روزہ ایسا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور عاشورہ کے روزے سے امید رکھتا ہوں کہ ایک سال پہلے کا کفارہ ہو جائے۔

باب: میدان عرفات میں حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

621: سیدہ اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس چند لوگوں نے عرفہ کے دن (عرفات میں) رسول اللہ (ص) کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا۔کسی نے کہا کہ آپ (ص) روزے سے ہیں اور کسی نے کہا کہ نہیں۔ تب اُمّ الفضل نے دودھ کا ایک پیالہ آپ (ص) کی خدمت میں بھیجااور آپ (ص) عرفات میں اپنے اونٹ پر ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ (ص) نے اسے پی لیا۔

باب: عید الاضحی اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔

622: ابوعبید مولیٰ ابن ازہر سے روایت ہے کہ میں عید میں سیدنا عمر بن خطاب ص کیساتھ حاضر ہوا، آپ آئے اور نماز پڑھی۔ پھر فارغ ہوئے اور لوگوں پر خطبہ پڑھا اور کہا کہ یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ان (دونوں دنوں) میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ایک دن رمضان کے بعد تمہارے افطار کا ہے اور دوسرا وہ دن جس میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی کراہت۔

623: سیدنا نبیشہ ہذلی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایام تشریق (گیارہ بارہ تیرہ ذوالحجہ کے دن) کھانے پینے کے دن ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ... اور اللہ تعالیٰ کو (گوشت) سے یاد کرنے کے۔

باب: پیر کے دن کا روزہ۔

624: سیدنا ابوقتادہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سے دوشنبہ (پیر) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (ص) نے فرمایا: میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی اتری۔

باب: صرف جمعہ کے دن کے روزے کی ممانعت۔

625: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی شخص صرف جمعہ کے دن کا روزہ (خاص کر کے) نہ رکھے، مگر یہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد بھی روزہ رکھے۔

626: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: کوئی شخص جمعہ کی رات کو سب راتوں میں جاگنے اور نماز کیساتھ خاص کرے اور نہ اس کے دن (یعنی جمعہ) کو سب دنوں میں سے روزہ کیلئے خاص کرے مگر یہ کہ وہ ہمیشہ (کسی خاص تاریخ میں مثلاً ہر ماہ کی پہلی یا آخری تاریخ وغیرہ میں) روزہ رکھتا ہو اور اس میں جمعہ آجائے۔

باب: ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے کا بیان۔

627: سیدہ معاذہ العدویہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ (ص) ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ کن دنوں میں (روزے رکھتے تھے؟) انہوں نے کہا کہ کچھ پرواہ نہ کرتے، کسی بھی دن روزہ رکھ لیتے تھے۔

باب: لگاتار روزے رکھنے کی کراہت۔

628: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) کو یہ خبر پہنچی کہ میں لگاتار (مسلسل) روزے رکھتا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں تو آپ (ص) نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا میں آپ (ص) سے ملا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم لگاتار روزے رکھتے ہو درمیان میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو، ایسا مت کرو، اس لئے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی کچھ حصہ ہے اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بیوی کا بھی۔ پس تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز (نفلی) بھی پڑھو اور نیند بھی کرو اور ہر دس دن میں ایک روزہ رکھ لیا کرو کہ تمہیں اس سے (باقی) نو دن (روزہ رکھنے) کا ثواب بھی ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم داؤد 6 کا روزہ رکھو۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی (ص)! ان کا روزہ کیا تھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی (جہاد سے) نہ بھاگتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ اے اللہ کے نبی (ص)! یہ دشمن سے نہ بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہو سکتا ہے (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے)۔ عطا (راوئ حدیث) نے کہا کہ پھر میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزوں کا ذکر کیسے آیا، اور نبی (ص) نے اس پر فرمایا کہ جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔

باب: سب روزوں سے افضل روزہ داو‘د 6 کا روزہ ہے کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔

629: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ سیدنا داؤد 6 کا روزہ ہے ، اور سب سے پسندیدہ نماز داؤد 6 کی ہے۔ (سیدنا داؤد 6) آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی حصہ قیام کر کے (یعنی تہجد پڑھ کر) رات کے چھٹے حصے میں پھر سو جاتے تھے۔

اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

باب: جس نے نفلی روزے کی نیت سے صبح کی پھر افطار کر لیا۔

630: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن نبی (ص) میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ (کھانے کیلئے) ہے؟ ہم نے کہا کہ کچھ نہیں ہے تو آپ (ص) نے فرمایا تب میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ (ص) ہمارے پاس کسی اور دن آئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! ہمارے پاس ہدیے میں حیس آیا ہے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ اور میں صبح سے روزے سے تھا پھر آ پ((ص)) نے کھایا۔

روزہ اور ایک دن افطار۔

629: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزہ سیدنا داؤد 6 کا روزہ ، اور سب سے پسندیدہ نماز داؤد 6 کی ہے۔ (سیدنا داؤد 6) آدھی رات تک سوتے تھے اور تہائی حصہ قیام کر کے (یعنی تہجد پڑھ کر) رات کے چھٹے حصے میں پھر سو جاتے تھے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

باب: جس نے نفلی روزے کی نیت سے صبح کی پھر افطار کر لیا۔

630: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن نبی (ص) میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ (کھانے کیلئے) ہے؟ ہم نے کہا کہ کچھ نہیں ہے تو آپ (ص) نے فرمایا تب میں روزے سے ہوں۔ پھر آپ (ص) ہمارے پاس کسی اور دن آئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! ہمارے پاس ہدیے میں حیس آیا ہے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ اور میں صبح سے روزے سے تھا پھر آ پ((ص)) نے کھایا۔

کتاب: اعتکاف کے مسائل

باب: جو شخص اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہو وہ جائے اعتکاف میں کب داخل ہو؟

631: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے۔ اورایک بار آ پ((ص)) نے (مسجد میں) اپنا خیمہ لگانے کا حکم فرمایا۔ وہ لگا دیا گیا اور آپ (ص) نے رمضان کے عشرئہ اخیر میں اعتکاف کا ارادہ کیا تھا تو اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے لئے خیمہ لگانے کا کہا تو ان کیلئے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ پھر دوسری امہات المؤمنین نے کہا تو ان کے خیمے بھی لگا دئیے گئے۔ پھر جب رسول اللہ (ص) فجر کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے کیا نیکی کاارادہ کیا ہے؟ (اس میں بوئے ریا پائی جاتی ہے) چنانچہ آپ (ص) نے اپنا خیمہ کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھول دیا گیا اور آپ نے رمضان میں اعتکاف ترک کر دیا یہاں تک کہ پھر شوال کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا۔

باب: پہلے عشرہ اور درمیانی عشرہ کا اعتکاف۔

632: سیدنا ابوسعید خدری ص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ میں ایک ترکی خیمہ میں کہ جس کے دروازہ پر چٹائی لٹکی ہوئی تھی، اعتکاف کیا۔ (تیسرے عشرہ کے شروع میں)(سیدنا ابوسعید خدری ص) بیان کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے اپنے دست مبارک سے

چٹائی کو پکڑ کر خیمے کے ایک کونے میں کر دیا اور اپنا سر باہر نکال کر لوگوں سے مخاطب ہوئے تو لوگ آپ((ص)) کے قریب ہو گئے تو آپ (ص) نے فرمایا: میں نے رات (لیلۃ القدر) کی تلاش میں پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا، پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) آیا اور میری طرف یہ وحی کی گئی کہ (لیلۃ القدر کی) یہ رات آخری عشرے میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف کرناچاہے، تو وہ اعتکاف کرے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ (ص) کیساتھ اعتکاف کیا۔ آپ (ص) فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر جب آپ (ص) کو اکیسویں شب کی صبح ہوئی اور اس رات آ پ((ص)) صبح تک نماز پڑھتے رہے۔ اور بارش ہوئی تو مسجد ٹپکی اور میں نے مٹی اور پانی کو دیکھا۔ پھر جب آپ (ص) صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ (ص) کی پیشانی اور ناک کی چوٹی پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ آخری عشرئہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔

باب: رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف۔

633: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) ہمیشہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ (ص) نے وفات پائی۔ پھر آپ (ص) کے بعد آپ (ص) کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اعتکاف کیا۔

باب: آخری عشرے میں (عبادت و ریاضت میں) محنت و کوشش۔

634: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتاتو آپ (ص) رات بھر جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے، (عبادت میں) نہایت کوشش کرتے نا اور کمر، ہمت باندھ لیتے تھے ۔

باب: لیلۃ القدر اور اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرنے کا بیان۔

635: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں ڈھونڈھو پھر اگر کوئی کمزوری دکھائے یا عاجز ہو جائے تو آخر کی سات راتوں میں سست نہ ہو۔

باب: لیلۃ القدراکیسویں رات ہو سکتی ہے۔

اس باب کے بارے میں سیدنا ابوسعید خدری ص کی حدیث گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 632)۔

باب: لیلۃ القدر تیئس کی رات ہو سکتی ہے۔

636: سیدنا عبداللہ بن انیس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی۔ اور میں نے (خواب میں) دیکھا کہ اس رات کی صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ہم پر تئیسویں شب کو بارش برسی اور رسول اللہ (ص) نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ (ص) نماز پڑھ کر پھرے (یعنی صبح کی) تو آپ (ص) کی پیشانی اور ناک پر پانی اور کیچڑ کا اثر تھا۔ اور سیدنا عبداللہ بن انیس ص تئیسویں رات کو شبِ قدر کہا کرتے تھے۔

باب: (لیلۃ القدر کو) 21 ویں، 23ویں اور 25 ویں رات میں تلاش کرو۔

637: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا، جس میں آپ (ص) لیلۃ القدر کا عالم دیئے جانے سے قبل اسے ڈھونڈھتے تھے۔ جب

درمیانی عشرہ گزر گیا تو آپ (ص) نے خیمہ کھولنے کا حکم دیا تو وہ کھول دیا گیا۔ پھر آپ (ص) کو معلوم کروا دیا گیا کہ یہ آخری عشرہ میں ہے تو آپ (ص) نے خیمہ لگانے کا حکم کیا تو دوبارہ لگا دیا گیا۔ پھر آپ (ص) صحابہ کے پاس آئے تو فرمایا: اے لوگو! مجھے لیلة القدر کا علم دے دیا گیا تھا اورمیں تمہیں بتانے کیلئے نکلا تھا کہ دو آدمی لڑتے ہوئے آئے جن کیساتھ شیطان بھی تھا، تو (اس کی تعیین) مجھے بھلا دی گئی۔ اب تم اسے رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو(آخری عشرہ کی) نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوسعید خدری ص سے کہا کہ اس عدد کے بارہ میں تم ہم سے زیادہ علم رکھتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں! ہم اس کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ راوی کہتے ہیں، میں نے کہا کہ نویں، ساتویں اور پانچویں سے کونسی راتیں مراد ہیں؟ (انہوں نے) کہا کہ جب اکیسویں رات گزر جائے کہ جس کے بعد بائیسویں رات آتی ہے، یہی نویں سے مراد ہے۔ اور جب تئیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی آتی ہے، یہی ساتویں سے مراد ہے (ص) ور جب پچیسویں رات گزر جائے تو جو اس کے بعد والی ہے، یہی مراد ہے پانچویں سے۔

باب: لیلة القدر ستائیسویں کی رات بھی ہو سکتی ہے۔

638: سیدنا زِرّ بن حبیش ص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابی بن کعب ص سے پوچھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ جو سال بھر تک جاگے گا، اس کو شبِ قدر ملے گی تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، یہ کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگ ایک ہی رات پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں (بلکہ ہمیشہ عبادت میں مشغول رہیں) ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ وہ رمضان میں، آخری عشرہ میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ پھر انہوں نے بغیر ان شاء اللہ کہے قسم اٹھا کر کہا کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو منذر! تم یہ دعویٰ کس بنا پر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ایک نشانی یا علامت کی وجہ سے جس کی خبر ہمیں رسول اللہ (ص) نے دی ہے، وہ یہ کہ اس کی صبح کو آفتاب جو نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی (مگر یہ علامت اس رات کے ختم ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے)۔

کتاب: حج کے مسائل

باب: حج زندگی میں (صرف) ایک بار فرض ہے۔

639: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے، پس حج کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! کیا ہر سال (حج کرنا ضروری ہے)؟ آپ (ص) خاموش ہو رہے۔ اس شخص نے تین بار یہی عرض کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور پھر تم سے نہ ہو سکتا۔ پس تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو کہ جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں۔ اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبیوں سے بہت سوال کئے اور ان سے بہت اختلاف کرتے رہے۔ پس جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اس میں سے جتنا ہو سکے عمل کرو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اسکو چھوڑ دو۔

باب: حج اور عمرہ کا ثواب۔

640: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کفارہ ہو جاتا ہے درمیان کے گناہوں کا اور مقبول حج کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

641: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو اس گھر (بیت اللہ) میں آیا اور بیہودہ، شہوت رانی کی باتیں کیں اور نہ گناہ کیا، وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا (یعنی گناہوں سے پاک ہو گیا)۔

باب: حج اکبر کے دن کے متعلق۔

642: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر ص نے اس حج میں کہ جس میں رسول اللہ (ص) نے ان کو حجة الوداع سے پہلے امیر بنا کر بھیجا تھا، مجھے اس جماعت میں روانہ کیا کہ جو نحر کے دن یہ پکارتے تھے کہ اس سال کے بعد اب کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ (جیسے ایام جاہلیت میں کرتے تھے)۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرحمن کے بیٹے حمید بھی سیدنا ابی ہریرہ ص کی اسی حدیث کے سبب سے یہ کہتے تھے کہ حج اکبر کا دن وہی نحر کا دن ہے۔

باب: عرفہ کے دن کی فضیلت۔

643: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے اور بندوں کا حال دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادے سے جمع ہوئے ہیں؟

باب: جب حج وغیرہ کے سفر میں سوار ہو تو کیا کہے؟۔

644: سیدنا علی ازدی ص سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر ص نے انہیں سکھایا کہ رسول اللہ (ص) کہیں سفر میں جانے کیلئے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین بار اللہ اکبر فرماتے، پھر یہ دعا پڑھتے ”پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع کر دیا اور ہم اس کو دبا نہ سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں ((ص))الزخرف:14,13 [۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری مانگتے ہیں اور ایسے کام کا سوال کرتے ہیں جسے تو پسند کرے۔ اے اللہ! ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کی مسافت کو ہم پر تھوڑا کر دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق سفر اور گھر میں نگران ہے۔اے اللہ! میں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور اپنے مال اور گھر والوں میں بُرے حال میں لوٹ کر آنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (یہ تو جاتے وقت پڑھتے) اور جب لوٹ کر آتے تو بھی یہی دعا پڑھتے مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے کہ ”ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے، خاص اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے ہیں“۔

باب: عورت کا سفر حج ذی محرم کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

645: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اسے یہ جائز نہیں ہے کہ تین دن کا زیادہ کا سفر کرے مگر جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا بیٹا ہو یا شوہر یا بھائی یا کوئی اور رشتہ دار جس سے پردہ نہ ہو۔

646: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے عورت کو ایک دن کا سفر (اکیلے) کرنے سے منع فرمایا

مگر جب اس کیساتھ (اس کا شوہر یا) کوئی اور محرم رشتے دار موجود ہو۔

647: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو مگر اس صورت میں کہ اس کا محرم اس کیساتھ ہو۔ اور نہ عورت (اکیلے) سفر کرے مگر کسی محرم رشتے دار کیساتھ۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ((ص))! میری بیوی نے حج کو جانے کا ارادہ کیا ہے اور میرا نام فلاں لشکر میں لکھا گیا ہے (یعنی مجاہدین میں میرا نام لکھا گیا ہے) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی بیوی کیساتھ حج ادا کر

باب: بچے کا حج اور اس کا اجر اسے حج کرانے والے کیلئے ہے۔

648: سیدنا ابن عباس ص نے نبی (ص) سے روایت کی کہ آپ (ص) کو اونٹوں پر سوار کچھ لوگ (مقامِ) روحاء میں ملے تو آپ (ص) نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ مسلمان۔ تب ان لوگوں نے آپ (ص) سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آ پ((ص)) نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر ایک عورت نے ایک بچے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آ پ((ص)) نے فرمایا: ہاں صحیح ہے اور اسکا ثواب تم کو ہے (یعنی ماں باپ کو)

باب: جو آدمی سوار نہ ہو سکتا ہو اس کی طرف سے حج کرنے کا بیان۔

649: سیدنا عبداللہ بن عباس ص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا فضل بن عباس ص رسول اللہ (ص) کے پیچھے سوار تھے پس خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی اور وہ آپ (ص) پوچھنے لگی اور سیدنا فضل اس کی طرف دیکھنے لگے، تو وہ فضل کو دیکھنے لگی اور رسول اللہ (ص) نے فضل ص کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ غرض اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، اور میرا باپ (اتنا) بوڑھا ہے کہ سواری پر سوار نہیں ہوسکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا: ہاں اور یہ حجة الوداع کاذکر ہے۔

باب: حائضہ اور نفاس والی کے احرام کا بیان۔

650: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسماء بنت عمیس کو محمد بن ابی بکر کے پیدا ہونے کا نفاس ذوالحلیفہ کے سفر میں شروع ہو گیا تو رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابوبکر ص کو حکم کیا کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور لبیک پکاریں۔

باب: حج اور عمرہ کے میقات کا بیان۔

651: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اہل مدینہ کیلئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر فرمایا اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کیلئے قرن المنازل اور اہل یمن کیلئے یلملم کو میقات فرمایا۔ اور یہ سب میقاتیں ان لوگوں کیلئے بھی ہیں جو ان ملکوں میں رہتے ہیں اور ان کیلئے بھی جو اور ملکوں سے حج یا عمرہ کی نیت سے و ہاں آئیں ۔ پھر جو ان میقاتوں کے اندررہنے والے ہوں یعنی مکے سے قریب تو وہ وہیں سے احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ، مکے سے ہی لبیک پکاریں۔

652: سیدنا ابو زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے سنا (جب) ان سے احرام باندھنے کی جگہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا اور میرے خیال میں انہوں نے یہ مرفوعاً بیان کیا کہ میں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) نے فرمایا کہ مدینے والوں کیلئے اہلال (احرام باندھنے کی جگہ)

ذوالحلیفہ ہے اور دوسرا رستہ حجفہ ہے اور عراق والوں کیلئے احرام باندھنے کی جگہ ذات العرق ہے اور نجد والوں کیلئے قرن ہے اور یمن والوں کی یلملم ہے۔

باب: احرام باندھنے سے پہلے محرم کیلئے خوشبو۔

653: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو ان کے احرام کیلئے خوشبو لگائی، جب احرام باندھا (احرام باندھنے سے پہلے) اور ان کے حلال ہونے کیلئے طوافِ افاضہ سے پہلے۔

654: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گویا میں مشک کی چمک آ پ((ص)) کی مانگ میں دیکھتی ہوں اور آپ (ص) (اس وقت) احرام میں تھے۔

باب: کستوری سب سے اچھی خوشبو ہے۔

655: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا ذکر کیا، جس نے اپنی انگوٹھی میں مشک بھری تھی اور مشک تو بہت عمدہ خوشبو ہے۔

باب: عود اور کافور کا بیان۔

656: نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر ص جب خوشبو کی دھونی لیتے تو عودکی لیتے جس میں اور کچھ نہ ملا ہوتا، یا کافور کی (دھونی) لیتے اور اس کے ساتھ عود ڈالتے اور پھر کہتے کہ رسول اللہ (ص) بھی اسی طرح خوشبو لیتے تھے۔

باب: ریحان (خوشبودار پھول) کے بارے میں۔

657: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس کو خوشبودار گھاس دی جائے یا خوشبودار پھول دیا جائے تو وہ اس کو ردّ نہ کرے (یعی لینے سے انکار نہ کرے) اس لئے کہ اس کا کچھ بوجھ نہیں اور خوشبو عمدہ ہے۔

باب: مسجد ذو الحلیفہ کے پاس سے احرام باندھنا۔

658: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر صسے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ بیداء تمہارا وہی مقام ہے جہاں تم لوگ رسول اللہ (ص) پر جھوٹ باندھتے ہو اور آپ (ص) نے لبیک نہیں پکاری مگر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سے۔

باب: جب سے سواری اٹھے، اس وقت سے تلبیہ پکارنا۔

659: سیدنا عبید بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر صسے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ اے جریج کے بیٹے! وہ کونسے کام ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اوّل یہ کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم کعبہ کے کونوں میں سے (طواف کے وقت) ہاتھ نہیں لگاتے ہو مگر دو کونوں کو جو یمن کی طرف ہیں۔ دوسرے یہ کہ تم سبتی جوتے پہنتے ہو۔ تیسرے یہ کہ (زعفران و ورس وغیرہ سے داڑھی) رنگتے ہو۔ چوتھے یہ کہ جب تم مکہ میں ہوتے تھے، تو لوگوں نے چاند دیکھتے ہی لبیک پکارنا شروع کر دی تھی مگر آپ نے آٹھ ذی الحجہ کو پکاری۔ پس سیدنا عبداللہ ص نے جواب دیا کہ (سنو!) ارکان تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ (ص) ان کو چھوتے ہوں سوا ان کے جو یمن کی طرف ہیں اور سبتی جوتے تو میں نے رسول اللہ (ص) کو

دیکھا کہ وہ بھی ایسے جوتے پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضو کرتے تھے (یعنی وضو کر کہ گیلے پیر میں اس کو پہن لیتے تھے) پس میں بھی اس کو دوست رکھتا ہوں کہ میں بھی اسی کو پہنوں۔ رہی زردی تو میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا ہے کہ وہ بھی اس سے رنگتے تھے (یعنی بالوں کو یا کپڑوں کو) تو میں بھی پسند کرتا ہوں کہ اس سے رنگوں اور لبیک، تو میں نے رسول اللہ (ص) کو نہیں دیکھا کہ آپ (ص) نے لبیک پکارا ہو مگر جب اونٹنی آپ (ص) کو سوار کر کے اٹھی (یعنی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس)۔

باب: حج کا تلبیہ مکہ سے پکارنے کابیان۔

660: سیدنا جابر ص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ احرام باندھے ہوئے حج مفرد کو آئے، (شاید ان کا اور بعض صحابہ ' کا احرام ایسا ہی ہو اور نبی (ص) تو قارن تھے) اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمرہ کے احرام کیساتھ آئیں، یہاں تک کہ جب (مقامِ) سرف میں پہنچے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے اور کعبہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی، تو ہمیں رسول اللہ (ص) نے حکم کیا کہ جس کیساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی حلال ہو جائے) تو ہم نے کہا کہ کیسا حل؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مکمل حلال ہو جانا، تو پھر ہم نے احرام بالکل کھول دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر ہم نے اپنی عورتوں سے جماع کیا، خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور اس وقت ہمارے اور عرفہ میں چار راتوں کا فرق باقی تھا۔ پھر ترویہ کے دن (یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) کو (حج کیلئے) احرام باندھا۔ پھر رسول اللہ (ص) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو انہیں روتے ہوئے پایا، تو پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہو گئی ہوں اور لوگ احرام کھول چکے ہیں، اور میں نے تو احرام کھول سکی، نہ طواف کر سکی، اب لوگ حج کو جا رہے ہیں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی سب بیٹیوں پر لکھ دی ہے، پس تم غسل کرو (یعنی احرام کیلئے) اور حج کا احرام باندھ لو تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور وقوف کی جگہوں میں وقوف کیا، یہاں تک کہ جب پاک ہوئیں تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہ حج اور عمرہ دونوں سے حلال ہو گئیں تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ((ص))! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف (یعنی طوافِ قدوم) نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عبد الرحمن ص(بن ابی بکر ص)! ان کو تنعیم میں لے جا کر عمرہ کرا لاؤ۔ یہ معاملہ اس شب کو ہوا جب محصب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

باب: تلبیہ کا بیان۔

661: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب اونٹنی پر سوار ہوئے اور وہ آپ (ص) کو لے کر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہو گئی، تب آپ (ص) نے لبیک فرمائی یعنی ”میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے، ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں“۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ (ص) کا تلبیہ ہے۔ نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص اس میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے کہ ”میں حاضر ہوں (تیری خدمت میں) میں حاضر ہوں، (تیری خدمت میں) میں حاضر ہوں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں اور تیری ہی طرف رغبت کرتا ہوں اور عمل تیرے ہی لئے ہے“۔

باب: حج اور عمرہ کے تلبیہ کا بیان۔

662: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا کہ آپ (ص) نے حج اور عمرہ (دونوں) کا احرام باندھا اور فرمایا ”لبیک عمرۃ و حجّاً“ یعنی (اے اللہ) میں حاضر ہوں عمرہ اور حج کی نیت سے۔ حاضر ہوں عمرہ اور حج کی نیت سے۔

663: سیدناابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ص) کی جان ہے، ابن مریم 6 ضرور لبیک پکاریں گے ”رَوْحَ(ص)“ گھاٹی میں۔ یا تو وہ حج کر رہے ہوں گے یا عمرہ کر رہے ہوں گے، یا پھر حج اور عمرہ دونوں ادا کر رہے ہوں گے۔

باب: صرف حج مفرد کے بیان میں۔

664: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کیساتھ حج مفرد کی لبیک پکاری۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ (ص) نے حج مفرد کی لبیک پکاری۔

665: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے حج افراد کیا (یعنی صرف حج کیا)۔

باب: حج اور عمرہ کو ملانے (حج قران)کا بیان۔

666: سیدنا بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکارتے ہوئے سنا۔ بکر نے کہا کہ میں نے یہی حدیث سیدنا ابن عمر ص سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے صرف حج کی لبیک پکاری۔ پس میں سیدنا انس ص سے ملا اور ان سے کہا کہ سیدنا ابن عمر ص تو یوں کہتے ہیں تو سیدنا انس ص نے کہا کہ تم لوگ ہمیں بچے سمجھتے ہو، میں نے بخوبی سنا ہے کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے، لبیک ہے عمرہ کی اور حج کی۔

باب: حج تمتع کا بیان۔

667: سیدنا عمران بن حصین ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کیساتھ حج تمتع کیا اور اسکے بارے میں قرآن نہیں اترا (یعنی اس سے نہی میں) جس شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

(مراد سیدنا عمر ص ہیں کہ وہ حج تمتع سے منع کرتے تھے)۔(ص) مقام غور ہے کہ سیدنا عمر صجیسے صحابی کی بات جب آپ (ص) کی بات کے خلاف تھی تو صحابہ کرام نے سیدنا عمر صکی بات کا انکار کر دیا، اور آج ہم اور ہمارے علماء (منہ سے بھلے اقرار نہ کریں لیکن عملاً) اماموں کی بات کی وجہ سے آپ (ص) کی بات (احادیث) چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سیدھا رستہ دکھائے آمین]

668: سیدنا عمران بن حصین صنے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے حج تمتع کیا اور ہم نے بھی آپ (ص) کے ساتھ حج تمتع کیا۔

669: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ آئے اور ہم حج کی لبیک پکارتے تھے، تو رسول اللہ (ص) نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس احرامِ حج کو احرامِ عمرہ کر ڈالیں۔

باب: جس نے حج کا احرام باندھا اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو۔

670: موسیٰ بن نافع کہتے ہیں کہ میں حج کیساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھانے (حج تمتع) کی غرض سے یومِ ترویہ سے چار روز قبل مکہ آیا تو لوگوں نے مجھے کہا کہ تیرا حج تو اہل مکہ کا حج ہے۔ تب میں نے عطاء بن ابی

رباح کے پاس آیا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا تو عطاء نے کہا کہ مجھ سے سیدنا جابر بن عبداللہ ص نے بیان
کیا کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کیساتھ حج کیا جس سال آپ (ص) کیساتھ ہدی تھی (یعنی حجة الوداع میں
اس لئے کہ ہجرت کے بعد آپ (ص) نے ایک ہی حج کیا ہے) اور بعض لوگوں نے صرف حج مفرد کا احرام باندھا
تھا، تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم احرام کھول ڈالو اور بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کی سعی
کرو اور بال کم کرا لو اور حلال رہو، یہاں تک کہ جب ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھ ذوالحجہ) تو حج کی لبیک
پکارو اور تم جو احرام لے کر آئے ہو اس کو حج تمتع کر ڈالو (یعنی اگرچہ وہ احرام حج کا ہے۔ مگر عمرہ کر کے
کھول لو اور پھر حج کر لینا تو یہ حج تمتع ہو جائے گا) لوگوں نے عرض کیا کہ ہم اسے تمتع کیسے بنائیں،
حالانکہ ہم نے حج کا نام لیا ہے؟ آ پ((ص)) نے فرمایا کہ وہی کرو جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ اس لئے
کہ میں اگر قربانی کو ساتھ نہ لاتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسا تم کو حکم دیتا ہوں مگر یہ کہ میرا احرام
کھل نہیں سکتا جب تک کہ قربانی اپنے محل (یعنی ذبح خانہ)تک نہ پہنچ جائے۔ پھر لوگوں نے اسی طرح کیا
(جیسا رسول اللہ (ص) نے حکم فرمایا تھا)۔

باب: (عمرہ کا) احرام کھول دینے کا حکم منسوخ ہے اور حج عمرہ کو پورا کرنے کا حکم۔

671: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا، اور آپ (ص) مکہ کی کنکریلی زمین
میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے (یعنی وہاں منزل کی ہوئی تھی) تو آپ (ص) نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے کس نیت
سے احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جس نیت سے نبی (ص) نے احرام باندھا ہے۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ
تم قربانی ساتھ لائے ہو؟ میں نے کہا نہیں تو آپ (ص) نے فرمایا: بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے
احرام کھول ڈالو۔ پس میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی، پھر میں اپنی قوم کی ایک
عورت کے پاس آیا (یہ ان کی محرم تھی) تو اس نے میرے سر میں کنگھی کی اور میرا سر دھو دیا۔ پھر میں ابو
بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں لوگوں کو یہی فتویٰ دینے لگا۔ (یعنی جو بغیر قربانی کے حج پر آئے
تو وہ عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دے، پھر یوم الترویہ 8۔ ذوالحج کو دوبارہ حج کا احرام باندھے لیکن) ایک
مرتبہ میں حج کے مقام پر کھڑا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا ، اس نے کہا کہ (تو تو احرام کھولنے کا فتویٰ دیتا
ہے) آپ جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر صنے قربانی کے متعلقنیا کام شروع کر دیا۔ (یعنی عمر ص کا
کہنا تھا کہ عمرہ کر کے احرام کو کھولنا نہیں چاہیئے) تو میں نے کہا اے لوگو ! ہم نے جس کو اس مسئلے کا
فتویٰ دیا ہے اس کو رک جانا چاہیئے۔ کیونکہ امیر المؤمنین سیدنا عمر ص آنے والے ہیں لُذا ان کی پیروی کرو۔
جب سیدنا عمر ص آئے تو میں نے کہا، امیر المؤمنین آپ نے قربانی کے متعلق یہ کیا نیا مسئلہ بتایا ہے؟ تو
سیدنا عمر ص نے فرمایا: اگر آپ اللہ کی کتاب قرآن پر عمل کریں تو قرآن کہتا ہے :۔واتموا الحج والعمرة
لله۔ یعنی حج اور عمرہ کو اللہ کیلئے پورا کرو (یعنی احرام نہ کھولو) اور اگر آپ نبی (ص) کی سنت پر عمل
کریں تو ان کا اپنا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے احرام اس وقت تک نہ کھولا جب تک قربانی نہ کر لی۔

672: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ حج تمتع نبی (ص) کے صحابہ ' کیلئے خاص تھا۔ (سیدنا ابوذر ص کا اپنا قول
ہے، حدیثِ نبوی ((ص))نہیں)۔

باب: حج قران میں قربانی کرنا۔

673: نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص ایام فتنہ میں عمرہ کو نکلے اور کہا کہ اگر میں بیت
اللہ سے روکا گیا، تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کیساتھ میں کیا تھا۔ پھر عمرہ کا
احرام کر کے نکل کر چلے یہاں تک کہ (مقامِ) بیداء پر پہنچے (جہاں سے رسول اللہ (ص) کی لبیک اکثر صحابہ

' نے حجۃ الوداع میں سنی تھی) تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حج اور عمرہ کاحکم ایک ہی ہے کہ دونوں سے اہلال کر سکتے ہیں تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ اور چلے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچ کر طواف کیساتھ سات چکر لگائے۔ اور سات بار صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی، اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی کی۔

باب: حج تمتع میں قربانی کا بیان۔

674: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے حجۃ الوداع میں حج کیساتھ عمرہ ملا کر حج تمتع کیا اور قربانی کی اور قربانی کے جانور ذی الحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے اور شروع میں آپ (ص) نے عمرہ کی لبیک پکاری پھر حج کی لبیک پکاری، اور اسی طرح لوگوں نے بھی آپ (ص) کیساتھ حج کیساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھایا اور لوگوں میں سے کسی کے پاس قربانی تھی کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لائے تھے، اور کسی کے پاس قربانی نہیں تھی۔ پھر جب آپ((ص)) مکہ میں پہنچے تو لوگوں سے فرمایا: جو قربانی لایا ہو وہ جن چیزوں سے احرام کی وجہ سے دور ہے، حج سے فارغ ہونے تک کسی چیز سے بھی حلال نہ ہوے اور جو قربانی نہ لایا ہو تو وہ بیت اللہ کا طواف، اور صفا و مروہ کی سعی کر کے اپنے بال کتر ڈالے اور احرام کھول ڈالے۔ پھر (آٹھ ذوالحجہ کو) حج کی لبیک پکارے اور چاہئیے کہ (حج کے بعد) قربانی کرے اور جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر پہنچے تب رکھے۔ اور رسول اللہ (ص) جب مکہ میں آئے تو پہلے پہل حجرِ اسود کو بوسہ دیا پھر سات میں سے تین چکر دوڑ کر لگائے اور (جسے رمل کہتے ہیں) اور چار بار چل کر طواف کیا (جیسے عادت کے موافق چلتے ہیں) پھر جب طواف سے فارغ ہو چکے تو مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر سلام پھیرا اور صفا پر تشریف فرما ہوئے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سات بار سعی کی اور پھر کسی چیز کو اپنے اوپر حلال نہیں کیا ان چیزوں میں سے جن کو بہ سبب احرام کے اپنے اوپر حرام کیا تھا یہاں تک کہ حج سے بالکل فارغ ہو گئے اور اپنی قربانی یوم النحر یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو ذبح کی اور مکہ آ کر بیت اللہ کا طوافِ افاضہ کیا، پھر ہر چیز کو اپنے اوپر حلال کر لیا جن کو احرام میں حرام کیا تھا۔ اور جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے، انہوں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہ (ص) نے کیا تھا۔

باب: (کسی عذر کی بنا پر) عمرہ چھوڑ کر حج کو اختیار کر لینا۔

675: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور کسی نے عمرہ کا اور کسی نے حج کا احرام باندھا۔ جب مکہ آئے تو نبی (ص) نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی نہیں لایا، وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی لایا ہے، وہ نہ کھولے جب تک قربانی ذبح نہ کر لے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہے وہ حج پورا کرے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی اور عرفہ کے دن تک حائضہ رہی۔ اور میں صرف نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، تو آ پ((ص)) نے مجھے عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھنے کا حکم دیا۔ کہتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حج کر چکے تو میرے ساتھ عبدالرحمن (بن ابی بکر ص) کو بھیجا کہ میں تنعیم سے (احرام باندھ کر)عمرہ کر آؤں، وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور اس کا احرام کھولنے سے قبل حج کا احرام باندھ لیا تھا۔

باب: حج اور عمرہ میں شرط کرنا۔

676: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا بنتِ زبیر بن عبد المطلب رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور کہا کہ میں بھاری، بوجھل عورت ہوں اور میں نے حج کا ارادہ کیا ہے تو آپ (ص) مجھے کیا حکم فرماتے ہیں ؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ حج کا احرام باندھ لو اور یہ شرط کرو کہ اے اللہ! میرا احرام کھولنا وہیں ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ (راویٔ حدیث ابن عباس ص نے) کہا کہ انہوں نے حج پالیا (احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی)۔

باب: جو اس حالت میں احرام باندھے کہ اس پر جبہ اور خوشبو کا اثر باقی ہو، اس کو کیا کرنا چاہیئے؟۔

677: یعلی بن منیہ ص اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی (ص) کے پاس آیااور آپ (ص) جعرانہ میں تھے اور وہ شخص ایک جبہ پہنے ہوئے تھا جس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا یہ کہا کہ زردی کا کچھ اثر تھا۔ اس نے عرض کیا کہ آ پ((ص)) مجھے عمرہ کے (طریقہ کے) متعلق کیاحکم فرماتے ہیں؟ اتنے میں آپ (ص) پر وحی اترنے لگی تو آپ (ص) کو ایک کپڑا اوڑھا دیا گیا۔ یعلی ص کہتے ہیں کہ مجھے آرزو تھی کہ میں نبی (ص) کو اس وقت دیکھوں جب آپ (ص) پر وحی اترتی ہو۔ پھر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ نبی (ص) کو دیکھو جبکہ آپ (ص) پر وحی اترتی ہو؟ پھر سیدنا عمر ص نے کپڑے کا کونہ اٹھا دیا اور میں نے آپ (ص) کو دیکھا کہ آپ (ص) اس طرح ہانپتے اور خرانٹے لیتے تھے۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو۔ پھر جب آپ (ص) سے وحی تمام ہو چکی تو فرمایا کہ عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا سائل کہاں ہے؟ (اور فرمایا کہ) اپنے کپڑے وغیرہ سے زردی کا یا فرمایا کہ خوشبو وغیرہ کا اثر دھو ڈالو اور اپنا کرتہ اتار ڈالو اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

باب: محرم کون سے لباس سے اجتناب کرے؟

678: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ محرم کپڑوں کی قسم میں سے کیا (کونسے کپڑے) پہنے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا: نہ کرتے پہنو نہ عمامے باندھو، نہ پاجامے پہنو، نہ باران کوٹ اوڑھو اور نہ موزے پہنو مگر جو چپل نہ پائے وہ موزے اس صورت میں پہن لے کہ ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور نہ ایسے کپڑے پہنو جس میں زعفران لگا ہو یا ”ورس“ میں رنگا ہوا ہو۔

679: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ پاجامہ اس (محرم) کیلئے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزے اس (محرم) کیلئے ہے جو نعلین نہ پائے۔

باب: محرم کیلئے شکار کا بیان۔

680: سیدنا صعب بن جثامہ اللیثی ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو ایک جنگلی گدھے کا گوشت ہدیہ دیا اور آ پ((ص)) (مقامِ) ابواء یا ودّان میں تھے، تو آپ (ص) نے واپس کر دیا۔ کہتے ہیں جب آپ (ص) نے میرے چہرے پر ملال دیکھا تو فرمایا: ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا، فقط اتنا ہے کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

681: طاؤس سیدنا ابن عباس ص سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زید بن ارقم ص آئے تو سیدنا عبداللہ صنے ان کو یاد دلا کر کہا کہ تم نے شکار کے گوشت کی خبر کیسے دی تھی جو نبی (ص) کو ہدیہ دیا گیا تھا جبکہ آ پ((ص)) احرام باندھے ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نبی (ص) کو ایک عضو شکار کے گوشت کا ہدیہ دیا گیا تو آپ (ص) نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں، اس لئے ہم نہیں کھاتے۔

باب: محرم کیلئے شکار کے گوشت کا حکم ہے جسے کسی حلال آدمی نے شکار کیا ہو

682: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) حج کیلئے نکلے اور ہم آپ (ص) کیساتھ تھے۔ سیدناابوقتادہ ص نے کہا کہ آپ (ص) نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا، جن میں ابو قتادہ بھی تھے کہ تم ساحل بحر کی راہ لو یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔ پھر ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔ پھر جب وہ لوگ رسول اللہ (ص) کی طرف پھرے تو ان تمام لوگوں نے احرام باندھ لیا سوائے سیدنا ابوقتادہ ص کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا۔ غرض وہ راہ میں چلے جاتے تھے کہ انہوں نے چند وحشی گدھوں کو دیکھا اور سیدنا ابوقتادہ ص نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر ان کے سب ساتھی اترے اور اس کا گوشت کھایا۔ سیدنا ابو قتادہ ص کہتے ہیں کہ ہم نے (شکار کا) گوشت کھایا اور ہم محرم تھے۔ کہتے ہیں پھر باقی کا گوشت ساتھ لے لیا اور جب رسول اللہ (ص) کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہم نے احرام باندھ لیا تھا، اور ابوقتادہ ص نے احرام نہیں باندھاتھا پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور پھر خیال آیا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں؟ تو اس کا باقی گوشت ہم لیتے آئے ہیں۔ تب آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس کا حکم کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ ابو قتادہ کہتے ہیں! تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پس اس کا جوگوشت باقی ہے وہ کھاؤ (اور کچھ حرج نہیں)۔

باب: محرم کونسے جانور کو قتل کر سکتا ہے؟

683: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: پانچ جانور موذی ہیں کہ حرم کی حدود سے باہر اور حرم کی حدود کے اندر ماریے جائیں۔ ان میں سانپ، چتکبرا کوّ(ص)، چوہا ، پاگل کتا اور چیل شامل ہیں۔

684: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، وہ جانور یہ ہیں: 1۔ چوہا۔ 2۔ بچھو۔ 3۔ کوّ(ص)۔ 4۔ چیل۔ 5۔ پاگل کتا۔

باب: محرم کیلئے پچھنے لگوانے کا بیان۔

685: سیدنا ابن بحینہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے مکہ کی راہ میں اپنے سر کے درمیانی حصے میں پچھنے لگوائے اور آپ (ص) احرام کی حالت میں تھے۔

باب: محرم انسان اپنی آنکھوں میں دوا ڈال سکتا ہے۔

686: نبیہ بن وھب کہتے ہیں کہ ہم ابان بن عثمان کے ساتھ نکلے اور جب (مقامِ) ملل (جو کہ مکہ کی راہ میں مدینے سے اٹھائیس میل پر ہے) میں پہنچے تو عمر بن عبیداللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ اور جب روحاء (مقام) پر پہنچے اور درد شدید ہو گیا تو انہوں نے ابان بن عثمان سے (علاج کا) پوچھنے کیلئے آدمی بھیجا۔ انہوں نے کہا ایلوہ کا لیپ کرو، اس لئے کہ سیدنا عثمان ص نے رسول اللہ (ص) سے روایت کی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا: کہ جب مرد کی آنکھیں دکھنے لگیں اور وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو ان پر ایلوہ کا لیپ کرے۔

باب: محرم اپنے سر کو دھو سکتا ہے۔

687: سیدنا عبداللہ بن حنین نے سیدنا عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ ص سے روایت کی کہ ان دونوں میں (مقامِ) ابواء میں تکرار ہوئی۔ (اس بات میں کہ) سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ محرم سر دھو سکتا ہے اور سیدنا مسور ص نے کہا کہ نہیں (دھو سکتا)چنانچہ عبداللہ بن حنین نے کہا کہ مجھے سیدنا ابن عباس ص نے سیدنا ابوایوب ص کے پاس یہ پوچھنے کیلئے بھیجا تو میں نے ان کو پایا کہ وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے تھے اور وہ ایک کپڑے کی آڑ میں تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں اور مجھے عبداللہ بن عباس ص نے تمہاری طرف یہ پوچھنے کیلئے بھیجا ہے کہ رسول اللہ (ص) احرام میں سر کیسے دھوتے تھے۔ پس سیدنا ابوایوب ص نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے اور اسے تھوڑا سا جھکا دیا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا۔ اور اس آدمی سے، جو اُن کے سر پر پانی ڈال رہا تھا، پانی ڈالنے کا حکم دیا تو اس نے آپ (کے سر) پر پانی ڈالا۔ پھر وہ اپنے سر کو ہلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے آگے اور پیچھے ملتے تھے۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو ایسے ہی (سر دھوتے) دیکھا ہے۔

باب: محرم پر فدیہ کے بیان میں۔

688: سیدنا عبداللہ بن معقل کہتے ہیں کہ میں سیدنا کعب ص کے پاس مسجد میں بیٹھا تھا۔ میں اس آیت ۔ففدية من صيام او صدقة او نسک۔ کے متعلق پوچھا تو سیدنا کعب ص نے کہا کہ یہ میرے بارے میں اتری تھی۔ (پھر سارا قصہ بیان کیا کہ) میرے سر میں تکلیف تھی تو مجھے نبی (ص) کے پاس اس حال میں لے جایا گیا کہ میرے سر سے میرے چہرے پر جوئیں گر رہی تھیں۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ مجھے یہ گمان تک نہ تھا کہ تجھے اتنی تکلیف ہوگی۔ اچھا! تمہارے پاس بکری ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ۔ففدية من صيام او صدقة او نسک۔ (یعنی حج کے موقعہ پر احرام کی حالت میں اپنے بال اس وقت تک نہ منڈواؤ جب تک قربانی نہ کرلو، البتہ کسی کو سر میں تکلیف ہو تو وہ سر منڈوا لے لیکن اس کے ساتھ کفارہ ادا کرے یا تو روزے رکھے یا صدقہ یا قربانی کرے)۔ (آپ (ص) نے) فرمایا کہ یا تو تین روزے رکھنے ہوں گے یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہو گا ، یا نصف صاع (یعنی سوا کلو کھانا) گندم وغیرہ فی کس چھ مساکین کو دینی ہو گی۔ اور (کعب ص نے)فرمایا کہ یہ آیت نزول کے لحاظ سے تو میرے ساتھ خاص ہے۔ لیکن عمل کے لحاظ سے تمام لوگوں کیلئے عام ہے۔

باب: جو شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جائے، اس کیساتھ کیا کیا جائے؟۔

689: سیدنا ابن عباس ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی اونٹ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی جس سے وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو اسی کے دو کپڑوں (یعنی احرام کی چادروں) میں کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کوقیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھائے گا۔

باب: ذی طویٰ میں رات گذارنا اور مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا۔

690: نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر ص مکہ میں جاتے ہوئے ذی طویٰ میں رات گزارتے، پھر صبح غسل کرتے اور پھر دن کے وقت مکہ میں داخل ہوتے تھے اور ذکر کرتے تھے کہ نبی (ص) نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

باب: مکہ و مدینہ میں ایک راستے سے داخل ہو اور دوسرے راستے سے نکلے۔

691: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب (مدینہ سے) نکلتے تو شجرہ کی راہ سے

نکلتے اور معرس کی راہ سے داخل ہوتے (معرس مدینہ سے چھ میل پر ایک مقام ہے) اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اوپر کے ٹیلے سے داخل ہوتے اور جب نکلتے تو نیچے کے ٹیلے سے نکلتے۔

باب: حاجیوں کے مکہ مکرمہ میں اترنے کے بیان میں۔

692: سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول((ص)) !کیا آپ مکہ میں اپنے گھر رہائش فرمائیں گے؟ تو نبی (ص) نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر یا چار دیورای چھوڑی ہے؟ (کہ وہاں رہائش کرینگے) کیونکہ ابو طالب کے وارث تو عقیل اور طالب ہوئے تھے اور سیدنا علی ص اور سیدنا جعفر ص کسی چیز کے وارث نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہوگئے تھے اور عقیل اور طالب مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ (اس وجہ سے مسلمان اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے)۔

باب: طواف اور سعی میں رمل کرنا (یعنی تیز چلنا یا دوڑنا)۔

693: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) جب حج یاعمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے، پھر چار بار چلتے، پھر دو رکعت نماز پڑھتے پھر صفا اور مروہ کی سعی کرتے۔

694: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں دوڑتے ہوئے طواف کیا۔

695: سیدنا ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے طواف میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے؟ اس لئے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ سچے بھی جھوٹے بھی ہیں۔ میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب کہ انہوں نے سچ بولا اور جھوٹ کہا؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا، کہ محمد ((ص)) اور آپ (ص) کے اصحاب بیت اللہ شریف کا طواف ضعف اور لاغری و کمزوری کے سبب نہیں کر سکتے اور وہ آپ (ص) سے حسد رکھتے تھے۔ آپ (ص) نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انہوں نے اس فعل کو جو سنت مؤکدہ مقصودہ سمجھا، یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی) پھر میں نے کہا کہ ہمیں صفا اور مروہ کے درمیان میں سوار ہو کر سعی کرنے کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ سنت ہے؟ کیونکہ آپ کے لوگ اسے سنت کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ سچے بھی ہیں اور جھوٹے بھی۔ میں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ (ص) جب مکہ میں تشریف لائے تولوگوں کی بھیڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد ((ص)) ہیں یہ محمد ((ص)) ہیں اور رسول اللہ (ص) (کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپ (ص))کے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے (یعنی ہٹو بچو ، جیسے امرائے دنیا کے واسطے ہوتی ہے، ویسی آپ (ص) کیلئے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ (ص) سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز بضرورت ہوتی تھی اس کو بلاضرورت سنت کہا باقی سچ ہے کہ آپ (ص) نے سوار ہو کر سعی کی)۔

باب: طواف کے دوران حجر اسود کا بوسہ۔

696: عبداللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ میں نے اصلع (یعنی جس کے سر پر بال نہ ہوں، اس سے مراد سیدنا عمر ص ہیں) کو دیکھا (اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا لقب اگر مشہور ہو جائے اور وہ اس سے بُرا نہ مانے تو اس لقب سے اسے یاد کرنا درست ہے اگرچہ دوسرا شخص بُرا مانے) اور وہ حجر اسود کوبوسہ دیتے ہوئے کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھے بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ

نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ (ص) کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا (اس قول سے بت پرستوں اور گور (قبر) پرستوں اور چلہ پرستوں کی نانی مر گئی جو قبروں وغیرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے ہیں کہ ہماری مراد دیں گے اس لئے کہ جب حجر اسود جو یمن اللہ ہے اس کا بوسہ بھی اتباع رسول کریم (ص) کے سبب سے ہے نہ اس خیال سے کہ ضرر رساں یا نفع دہندہ ہے تو پھر اور چیزیں جن کا بوسہ کہیں ثابت نہیں بلکہ منع ہے اس خیال ناپاک کے ساتھ کیونکر جائز ہو گا؟)۔

باب: طواف میں رکنین یمانیین (حجر اسود اور رکن یمانی) کا استلام۔

697: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ (ص) کو حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے، تب سے میں نے (بھی ان کا استلام) نہیں چھوڑا نہ سختی میں نہ آرام میں (یعنی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ ہومیں استلام نہیں چھوڑتا)۔

698: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو رکنین یمانیین (حجر اسود اور رکن یمانی) کے علاوہ استلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ (یعنی دوسرے دو ارکان کا استلام نہیں کیا)۔

باب: سوار ہو کر طواف کرنا۔

699: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے حجة الوداع میں اپنی اونٹنی پر بیت اللہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے۔ (سوار اس لئے ہوئے) تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں اورآپ اونچے ہو جائیں اور آپ((ص)) سے مسائل پوچھیں، اس لئے کہ لوگوں نے آپ((ص)) کو بہت گھیرا ہوا تھا۔

باب: عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔

700: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی((ص)) سے اپنے بیمار ہونے کی شکایت کی تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ سب لوگوں کے پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لو۔ پس انہوں نے کہا کہ میں طواف کرتی تھی اور آپ((ص)) بیت اللہ کی ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے جس میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

باب: صفا و مروہ کے درمیان طواف اور اللہ تعالیٰ کے فرمان﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله﴾ کے بیان میں۔

701: عروہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر میں صفا مروہ کی سعی نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ عروہ نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پھر جو کوئی حج یا عمرہ کرے اور ان کا طواف کرے تو گناہ نہیں“((ص))البقرة:158] ۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر یہ بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں۔ اور یہ بات تو انصار کے لوگوں کے بارے میں اتری کہ وہ لوگ جب لبیک پکارتے تو زمانہ جاہلیت میں مناة کے نام سے لبیک پکارا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں صفا اور مروہ میں سعی کرنا درست نہیں۔ پھر جب رسول اللہ((ص)) کے ساتھ حج کو آئے تو انہوں نے اس بات کا ذکر کیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ پس مجھے اپنی جان کی قسم ہے اس کا حج پورا نہ ہو گا جو صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کسی کا حج اور عمرہ پورا نہیں ہوتا، جب تک صفا اور مروہ کا طواف (یعنی سعی) نہ

کرے۔

باب: صفا و مروہ کے درمیان سعی (سات چکر) صرف ایک بار ہے۔

702: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) اور آپ((ص)) کے صحابہ 'نے صفا اور مروہ کے درمیان صرف ایک دفعہ سعی کی ہے ۔ (یعنی مکہ میں جاتے ہی طواف کے بعد، پھر طواف افاضہ کے وقت نہیں کی)۔

باب: اس آدمی پر کیا لازم آتا ہے جو حج کا احرام باندھے اور مکہ مکرمہ میں طواف اور سعی کرنے کیلئے آئے۔

703: وبرہ (یعنی ابن عبدالرحمن) کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر ص کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے عرفات میں جانے سے پہلے طواف کرنا صحیح ہے؟ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ سیدناابن عباس ص تو کہتے ہیں کہ عرفات میں جانے سے پہلے طواف نہ کرو۔ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ رسول اللہ((ص)) نے حج کیا اور عرفات میں جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔ تو اگر تو (اپنے ایمان میں) سچا ہے تو رسول اللہ((ص)) کا قول لینا بہتر ہے یا سیدنا ابن عباس ص کا؟ ((ص))مقامِ عبرت ہے کہ سیدنا ابن عباس جیسے جلیل القدر فقیہ صحابی کی بات جب آپ (ص) کی بات کے خلاف ہو تو اُن کی بات کی طرف دیکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ آج کی طرح ائمہ یا پیر و مرشد کی باتوں پر بلا چوں چراں عمل کو دین سمجھ لیا جائے[۔ ایک دوسری روایت میں ہے، سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ آپ (ص) نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی۔

704: عمرو بن دینا ر کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا ابن عمر ص سے پوچھا کہ ایک شخص عمرہ کیلئے آیا اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد صفا مروہ کی سعی سے پہلے اپنی بی بی سے صحبت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ((ص)) مکہ میں آئے اور سات چکروں میں بیت اللہ کا طواف کیا اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کی اور تمہارے لئے رسول اللہ((ص)) کی حیاتِ طیبہ اسوئہ حسنہ ہے۔

باب: کعبہ شریف میں داخل ہونے، اس میں نماز پڑھنے اور دعا مانگنے کا بیان

705: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) فتح مکہ کے دن آئے اور کعبہ کے صحن میں اترے۔ اور (کعبہ کے کلید بردار) عثمان بن طلحہ ص کے پاس کہلا بھیجا تو وہ چابی لائے اور دروازہ کھولا اور آپ((ص)) اور سیدنا بلال اور سیدنا اسامہ اور عثمان بن طلحہ ' اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کرنے کا حکم دیا تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ (آپ((ص)) اور صحابہ کرام ') تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھول دیا گیا تو میں سب لوگوں سے پہلے آپ((ص)) سے کعبہ کے باہر ملا اور سیدنا بلال ص آپ((ص)) کے پیچھے تھے۔ پس میں نے سیدنا بلال ص سے پوچھا کہ رسول اللہ((ص)) نے نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ کہاں؟ انہوں نے کہا کہ اپنے سامنے کے دو ستونوں کے درمیان۔ اور میں بھول گیا کہ پوچھوں کتنی رکعتیں پڑھیں؟

706: ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کیا تو نے سیدنا ابن عباس ص کو یہ کہتے سنا ہے کہ تمہیں طواف کا حکم ہوا ہے اور کعبہ کے اندر جانے کا حکم نہیں ہوا؟ عطاء نے کہا کہ وہ اس کے اندر جانے سے منع نہیں کرتے، مگر میں نے ان کو سنا کہتے تھے کہ مجھے سیدنااسامہ بن زید ص نے خبر دی کہ جب نبی((ص)) کعبہ میں داخل ہوئے تو اس میں ہر طرف دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب نکلے تو قبلہ کے

آگے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔ میں نے (ص) ن سے کہا کہ اس کے کناروں کا کیا حکم ہے اور اس کے کونوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بیت اللہ شریف کے ہر طرف قبلہ ہے۔

باب: نبی((ص)) کے حج کا بیان۔

707: جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سیدناجابر بن عبداللہ ص کے گھر گئے تو انہوں نے سب لوگوں کا (حال) پوچھا یہاں تک کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں سیدنا حسین ص کا پوتا تو انہوں نے میری طرف (شفقت سے) ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے اوپر کا بٹن کھولا، پھر نیچے کا بٹن کھولا (یعنی شلوکے وغیرہ کے) اور پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان میں رکھی، میں ان دنوں نوجوان لڑکا تھا۔ پھر کہا کہ شاباش خوش آمدید، اے میرے بھتیجے! مجھ سے جو چاہو پوچھو پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہوئے کہ جب (ص) س کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے نیچے گر جاتے تھے اور ان کی بڑی چادر ایک طرف تپائی پر رکھی ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی (یعنی امامت کی) پھر میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ((ص)) کے حج کے بارے میں خبر دیجئے (یعنی حجة الوداع سے) تو سیدنا جابر ص نے اپنے ہاتھ سے نو 9 کا اشارہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ((ص)) نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہیں کیا پھر لوگوں میں دسویں سال اعلان کیا کہ رسول اللہ((ص)) حج کو جانے والے ہیں تو مدینہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور سب رسول اللہ((ص)) کی پیروی چاہتے تھے اور ویسا ہی کام کریں (حج کرنے میں) جیسے آپ((ص)) کریں۔ غرض ہم لوگ سب آپ((ص)) کیساتھ نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر ص کو جنا۔ اور انہوں نے نبی((ص)) سے کہلا بھیجا کہ (نفاس کی حالت میں) اب کیا کروں تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ غسل کر کے ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔ پھر رسول اللہ((ص)) نے مسجد میں دو رکعت پڑھیں اور قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ آپ((ص)) کو لے کر سیدھی ہوئی (مقامِ) بیداء پر تو میں نے آگے کی طرف دیکھا کہ جہاں تک میری نظر گئی سوار اور پیدل لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے اور اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف اور پیچھے بھی لوگوں کی ایسی ہی بھیڑ تھی اور رسول اللہ((ص)) ہمارے درمیان موجود تھے اور آپ((ص)) پر قرآن شریف اترتا تھا اور آپ((ص)) ہی اس کی حقیقت کو خوب جانتے تھے۔ اور جو کام آپ((ص)) نے کیا وہی ہم نے بھی کیا۔ پھر آپ((ص)) نے توحید کیساتھ لبیک پکاری اور لوگوں نے بھی وہی لبیک پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں (یعنی نبی((ص)) کی لبیک میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ((ص)) نے ان کو روکا نہیں) اور پھر آپ((ص)) مسلسل لبیک ہی پکارتے ہی رہے۔ اور سیدنا جابر ص نے کہا کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے بلکہ ایام حج میں عمرہ بجا لانا ایام جاہلیت سے برا جانتے تھے یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ میں آپ کیساتھ آئے تو آپ (ص) نے رکن (یعنی حجر اسود) کو چھوا اور طواف میں تین بار رمل کیا (یعنی اچھل اچھل کر چھوٹے چھوٹے ڈگ رکھ کر اور شانے اچھال اچھال کر چلے) اور چار بار عادت کے موافق چلتے ہوئے طواف پورا کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی کہ ”مقامِ (ص) براہیم کو نماز کی جگہ مقرر کرو“ اور مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان میں کیا پھر میرے باپ کہتے تھے اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ذکر کیا ہو (اپنی طرف سے) مگر نبی((ص)) سے ہی ذکر کیا ہو گا کہ آپ((ص)) نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورة ”اخلاص“ اور سورة ”کافرون“ پڑھیں۔ پھر حجر اسودکے پاس لوٹ کر گئے اور اس کو بوسہ دیا اور اس دروازے سے نکلے جو صفا کی طرف ہے۔ پھر جب صفا کے قریب پہنچے (صفاایک پہاڑی کا نام ہے جو کعبہ کے دروازے

سے بیس پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی کہ ”صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں“ اور آپ((ص)) نے فرمایا کہ ہم شروع کرتے ہیں جس سے اللہ نے شروع کیا اور آپ((ص)) صفا پر چڑھے، یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی بڑائی بیان کی (یعنی لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا) اور کہا کہ ”کوئی معبود لائق عبادت نہیں سوا اللہ تعالیٰ کہ وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا (یعنی دین کے پھیلانے کا او اپنے نبی((ص)) کی مدد کا) اور اس نے اپنے بندے (محمد((ص))) کی مدد کی اور اس اکیلے نے سب لشکروں کو شکت دی پھر اس کے بعد دعا کی، پھر ایسا ہی کہا، پھر دعا کی۔ غرض تین بار ایسا ہی کیا۔ پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے، یہاں تک کہ جب آپ((ص)) کے قدم میدان کے بیچ میں اترے تو دوڑے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔ مروہ پر بھی ویسا ہی کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا یعنی وہ کلمات کہے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کردعا کی یہاں تک کہ جب مروہ پر آخری چکر مکمل ہو گیا (یعنی سات چکر ہو چکے) تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے سے اپنا کام معلوم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا (اورمکہ ہی میں خرید لیتا) اور اپنے اس احرامِ حج کو عمرہ کر ڈالتا۔ پس تم میں سے جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف وسعی ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے ہو گئے) اور (ص) سکو عمرہ کر لے۔ (یہ سن کر) سراقہ بن جعشم کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول((ص))! یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا ہمارے اسی سال کیلئے خاص ہے یا ہمیشہ کیلئے اس کی اجازت ہے؟ تو آپ((ص)) نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں اور دو مرتبہ فرمایا کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اجازت ہے۔ اور سیدنا علی ص یمن سے نبی((ص)) کے اونٹ لے کر آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ان میں سے ہیں جنہوں نے احرام کھول ڈالا تھا اور وہ رنگین کپڑے پہنے ہوئی تھیں اور سرمہ لگائے ہوئے تھیں۔ سیدنا علی ص نے بُرا مانا تو انہوں نے کہا کہ میرے باپ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ راوی نے کہا کہ سیدنا علی ص عراق میں کہتے تھے کہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس احرام کے کھولنے کے سبب سے غصہ کرتا ہوا رسول اللہ((ص)) کے پاس گیا۔ اور میں نے آپ((ص)) کو خبر دی کہ میں نے اس کو بُرا جانا تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سچ کہا (یعنی میں نے ہی ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر آپ((ص)) نے فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ کرتے ہوئے کیا نیت کی تھی؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں نے کہا کہ اے اللہ! میں اسی کا احرام باندھتا ہوں جس کا تیرے رسول((ص)) نے باندھا ہے۔ آپ((ص)) نے فرمایا کہ میرے ساتھ قربانی ہے (اس لئے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ پھر وہ اونٹ جو سیدناعلی ص یمن سے لائے تھے اور وہ جو نبی((ص)) اپنے ساتھ لائے تھے سب مل کر سو اونٹ ہو گئے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے مگر نبی((ص)) نے اور جن کے ساتھ قربانی تھی (محرم ہی رہے) پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) تو سب لوگ منیٰ کو چلے اور حج کی لبیک پکاری اور رسول اللہ((ص)) بھی سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اورعشاء اور فجر (پانچ نمازیں) پڑھیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور آپ((ص)) نے، وہ خیمہ جو بالوں کا بنا ہوا تھا (مقامِ) نمرہ میں لگانے کا حکم دیا۔ اور رسول اللہ((ص)) چلے اور قریش یقین کرتے تھے کہ آپ((ص)) مشعر الحرام میں وقوف کریں گے جیسے سب قریش کے لوگوں کی ایام جاہلیت میں عادت تھی۔ آپ((ص)) وہاں سے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ عرفات پہنچے اور آپ((ص)) نے اپنا خیمہ نمرہ میں لگا ہوا پایا تو اس میں اترے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ (ص) کے حکم سے قصواء اونٹنی تیار کی گئی اور آپ((ص)) وادی کے درمیان میں پہنچے اور آپ((ص)) نے لوگوں پر خطبہ پڑھا۔ فرمایا: تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر (ایسے) حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے

اور زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ کا خون ہے کہ وہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا (غرض میں اس کا بدلہ نہیں لیتا) اور اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا (یعنی اس وقت کا چڑھا سود کوئی نہ لے) اور پہلے جو سود ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑتے ہیں (اور طلب نہیں کرتے) وہ عباس صبن عبدالمطلب کا سود ہے اس لئے کہ وہ سب چھوڑ دیا گیا اور تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لئے کہ ان کو تم نے اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا ہے اور تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ (نکاح) سے حلال کیا ہے۔ اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں (یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے، کوئی عضو ضائع نہ ہو، حسن صورت میں فرق نہ آئے کہ تمہاری کھیتی اجڑ جائے) اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کی روٹی اور ان کا کپڑا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے اور میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (وہ ہے) اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ اور تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہو گا تو پھر تم کیا کہو گے؟ ان سب نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ((ص)) نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیرخواہی کی۔ پھر آپ((ص)) اپنی انگشت شہادت (شہادت کی انگلی) آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔ تین بار (یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا) پھر اذان اور تکبیر ہوئی تو ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر اقامت کہی اور عصر پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت و نفل وغیرہ) پھر رسول اللہ((ص)) سوار کر موقف میں آئے اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا اور پگڈنڈی کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور غروبِ آفتاب تک وہیں ٹھہرے رہے۔ زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا ڈوب گئی تب (سوار ہوئے) سیدنا اسامہ ص کو پیچھے بٹھا لیا اور واپس (مزدلفہ کی طرف) لوٹے اور قصواء کی مہار اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے آ(اگلے حصے) مورک سے لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ ہے جہاں سوار بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا ہوتا ہے اس جگہ رکھتا ہے) اور آپ((ص)) سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ اے لوگو! آہستہ آہستہ آرام سے چلو اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی (آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو تکبیروں سے پھڑیں اور ان دونوں فرضوں کے بیچ میں نفل کچھ نہیں پڑھے (یعنی سنت وغیرہ نہیں پڑھی) پھر آپ((ص)) لیٹ رہے۔ (سبحان اللہ کیسے کیسے خادم ہیں رسول اللہ((ص)) کے کہ دن رات آپ((ص)) کے سونے بیٹھنے، اٹھنے جاگنے ، کھانے پینے پر نظر ہے اور ہر فعل مبارک کی یادداشت و حفاظت ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے) یہاں تک کہ صبح ہوئی جب فجر ظاہر ہو گئی تو اذان اور تکبیرکیساتھ نمازِ فجر پڑھی پھر قصواء اونٹنی پرسوار ہوئے یہاں تک کہ مشعر الحرام میں آئے اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا اور لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ بخوبی روشنی ہو گئی اور آپ((ص)) وہاں سے طلوعِ آفتاب سے قبل لوٹے اور سیدنا فضل بن عباس ص کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور فضل ص ایک نوجوان اچھے بالوں والا گورا چٹا خوبصورت جوان تھا۔ پھر جب آپ((ص)) چلے تو عورتوں کا ایک ایسا گروہ چلا جاتا تھا کہ ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں اور سیدنا فضل صان کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ((ص)) نے فضل صکے چہرے پر ہاتھ

رکھ دیا (اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔

سبحان اللہ یہ اخلاق کی بات تھی اور نہی عن المنکر کس خوبی سے ادا کیا) اور فضل ص نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور دیکھنے لگے (یہ ان کے کمال اطمینان کی وجہ تھی رسول اللہ((ص)) کے اخلاق پر) تو رسول اللہ((ص)) نے پھر اپنا ہاتھ ادھر پھیر

کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا تیز چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جا نکلتی ہے، یہاں تک کہ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اور اسی کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے، ایسی کنکریاں جو چٹکی سے ماری جاتی ہیں (اور دانہ باقلا کے برابر ہوں) اور وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر ماریں (کہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ داہنی طرف اور مکہ بائیں طرف رہا) پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر (یعنی قربان) کئے، باقی سیدنا علی ص کو دئیے کہ انہوں نے نحر کئے۔ اور آپ((ص)) نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کیا اور پھر ہر اونٹ سے گوشت ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا۔ (آپ (ص) کے حکم کے مطابق لے کر) ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا پھر آپ((ص)) نے اور سیدنا علی ص دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ پھر آپ (ص) سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ کیا اور ظہر مکہ میں پڑھی۔ پھر بنی عبدالمطلب کے پاس آئے کہ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے آپ((ص)) نے فرمایا کہ پانی بھرو اے عبدالمطلب کی اولاد! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارا شریک ہو کر پانی بھرتا (یعنی جب آپ((ص)) بھرتے تو سنت ہو جاتا تو پھر ساری (ص) مت بھرنے لگتی اور ان کی سقایت جاتی رہتی) پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ((ص)) کو دیا اور آپ((ص)) نے اس میں سے پیا۔

باب: منیٰ سے عرفات چلتے وقت تلبیہ اور تکبیر کا بیان۔

708: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ جب ہم صبح کو رسول اللہ((ص)) کے ساتھ منیٰ سے عرفات کی طرف چلے تو ہم میں سے کوئی لبیک پکارتا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔

709: سیدنا محمد بن ابی بکر ثقفی ص سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک ص سے پوچھا اور وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے کہ تم لوگ آج کے دن نبی((ص)) کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ سیدناانس ص نے کہا کہ کوئی ہم میں سے لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا تو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا تو اس کو بھی کوئی منع نہ کرتا تھا۔

باب: عرفات میں وقوف اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ثم افیضوا من حیث افاض الناس﴾ کے متعلق۔

710: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قریش اور وہ لوگ جو قریش کے دین پر تھے، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حُمس کہتے تھے (ابوالہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام قریش کا ہے اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لئے کہ وہ اپنے دین میں حمس رکھتے تھے یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی((ص)) کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وہاں وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ ”وہیں سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں“۔

711: سیدنا جبیر بن مطعم ص کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا ، میں عرفہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا

تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ((ص)) لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو حمس کے لوگ ہیں یہ یہاں تک کیسے آ گئے ؟ (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش حمس میں شمار کئے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

باب: عرفات سے لوٹنے اور مزدلفہ میں نماز کا بیان۔

712: کریب سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید ص سے پوچھا کہ جب تم عرفہ کی شام رسول اللہ((ص)) کے پیچھے سوار تھے تو تم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہاکہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ نمازِ مغرب کیلئے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، پس رسول اللہ((ص)) نے اونٹنی کو بٹھایا اترے اور پیشاب کیا۔ اور پانی بہانے کا ذکر سیدنا اسامہ ص نے نہیں کیا۔ پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا، پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ((ص)) ! نماز؟ آپ((ص)) نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ((ص)) سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ((ص)) نے نمازِ عشاء پڑھائی پھر اونٹ کھول دئیے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر سیدنا فضل بن عباس ص آپ((ص)) کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے پہلے چلنے والوں کے ساتھ پیدل چلا۔

باب: عرفہ سے واپسی میں چلنے کی کیفیت کا بیان۔

713: عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے سامنے کسی نے سیدنااسامہ بن زید ص سے پوچھا (یا انہوں نے کہا کہ میں نے خود سیدنا اسامہ ص سے پوچھا) اور رسول اللہ((ص)) نے ان کو عرفات سے اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا تھا کہ رسول اللہ((ص)) کیسے چلتے تھے؟ (یعنی اونٹنی کو کس چال سے لئے جاتے تھے) تو انہوں نے کہا کہ میٹھی (آہستگی سے) چال چلاتے تھے پھر جب ذرا کھلی جگہ پاتے یعنی جہاں بھیڑ کم ہوتی تو اس جگہ ذرا تیز کر دیتے۔

باب: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کا بیان۔

714: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور سیدنا عبداللہ ص بھی اسی طرح (مغرب اور عشاء) جمع کر کے پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔

باب: مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء (کی جماعت) ایک تکبیر سے۔

715: سیدنا سعید بن جبیر ص کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمر ص کیساتھ لوٹ کر مزدلفہ میں آئے تو وہاں انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھائی۔ پھر لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں اسی مقام پر اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

باب: مزدلفہ میں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا بیان۔

716: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) کو ہمیشہ نماز وقت پر ہی پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں۔ ایک مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں آپ((ص)) نے ملا کر پڑھیں اور (دوسری) اس کی صبح کو نمازِ فجر اپنے (مقروف) وقت سے پہلے پڑھی۔

باب: بھاری عورت کیلئے مزدلفہ سے رات کے وقت واپسی کی اجازت۔

717: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا : اُمّ المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے مزدلفہ کی رات رسول اللہ((ص)) سے اجازت مانگی کہ آپ سے پہلے منیٰ کو لوٹ جائیں اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جائیں اور وہ ذرا فربہ (یعنی بھاری) عورت تھیں۔ راوی نے کہاکہ آپ((ص)) نے ان کو اجازت دے دی اور وہ رسول اللہ((ص)) کے لوٹنے سے قبل روانہ ہو گئیں اور ہم لوگ رکے رہے یہاں تک کہ ہم نے صبح کی اور نبی((ص)) کیساتھ لوٹے (اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) اگر میں بھی رسول اللہ((ص)) سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ رضی اللہ عنہا نے لی تھی اور آپ((ص)) کی اجازت سے چلی جاتی تو خوب تھا اور اس سے بہتر تھا جس کے سبب سے میں خوش ہو رہی تھی۔

باب: وقت سے پہلے عورتوں کو مزدلفہ سے جانے کی اجازت۔

718: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہ مزدلفہ دار کے پاس ٹھہری ہوئی تھیں کہ کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو انہوں نے تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر مجھ سے کہا کہ اے میرے بچے! کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ روانہ ہو۔ پس ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ کو کنکریاں مار لیں پھر اپنی جائے قیام پر نماز پڑھی۔ میں نے کہا کہ ہم بہت صبح سویرے روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! کچھ حرج نہیں کیونکہ نبی((ص)) نے عورتوں کو صبح سویرے روانہ ہونے کی اجازت دی ہے۔

باب: ضعیف لوگوں کو مزدلفہ سے پہلے روانہ کر دینے کا حکم۔

719: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ((ص)) نے مزدلفہ سے سامان کیساتھ (یا یوں کہا کہ ضعیفوں کے ہمراہ) رات کو ہی بھیج دیا۔

720: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ (ان کے والد) سیدنا عبداللہ بن عمر ص اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیج دیتے تھے کہ وہ المشعر الحرام میں، جو کہ مزدلفہ میں ہے، رات کو وقوف کر لیں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں۔ پھر امام کے وقوف کرنے سے پہلے لوٹ جائیں۔ سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا۔ اور سیدنا ابن عمر ص کہتے تھے کہ رسول اللہ((ص)) نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

باب: جمرہ عقبہ کی رمی تک حاجی کا تلبیہ کہنا۔

721: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی((ص)) نے سیدنا فضل (بن عباس) ص کو مزدلفہ سے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لیا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ مجھے سیدنا ابن عباس ص نے خبر دی اور انہیں سیدنا فضل ص نے کہ نبی((ص)) جمرہ عقبہ کی رمی تک لبیک پکارتے رہے ۔

722: عبدالرحمن بن یزید سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص جب مزدلفہ سے لوٹے تو لبیک پکاری، تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ گاؤں کا کوئی آدمی ہے؟ (یعنی جو اب لبیک پکارتا ہے) تو سیدنا عبداللہ بن مسعود ص نے کہا، کیا لوگ بھول گئے (یعنی سنتِ رسول اللہ((ص))) یا گمراہ ہو گئے؟ میں نے خود ان سے سنا ہے جن پر سورة بقرہ نازل ہوئی (یعنی رسول اللہ((ص)) سے) کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔

باب: بطن الوادی سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے اور ہر کنکری کیساتھ تکبیر کہنے کا بیان۔

723: اعمش سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف سے خطبہ میں کہتے ہوئے سنا: قرآن شریف کی وہی ترتیب رکھو کہ جو جبریل 6نے رکھی ہے۔ وہ سورت پہلے ہو جس میں بقرہ کا ذکر ہے پھر وہ سورت جس میں نساء کا ذکر ہے۔ پھر وہ سورت جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اعمش نے کہا کہ پھر میں ابراہیم سے ملا تو ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے اس کو برا بھلا کہا اور پھر کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن یزید نے روایت کی کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کیساتھ تھے اور وہ جمرہ عقبہ پر آئے اور بطن الوادی میں، جمرہ کو سامنے رکھتے ہوئے کھڑے ہوئے اور اس کو سات کنکریاں نالے کے پیچھے سے ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔ (راوی نے) کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! (یہ کنیت ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کی) لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، یہ جگہ اس کی ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے (یعنی رسول اللہ((ص)) نے یہیں سے کنکریاں ماری تھیں)۔

باب: قربانی کے دن سواری پر سوار ہو کر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا۔

724: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی((ص)) کو دیکھا کہ وہ جمرہ عقبہ کو قربانی کے دن اپنی اونٹنی پر سے کنکر مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھ لو، اس لئے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔

باب: جمرہ کیلئے کنکریوں کا حجم (یعنی کنکری کتنی بڑی ہو)؟

725: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی((ص)) کو دیکھا ہے کہ آ پ((ص)) نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں جو چٹکی سے پھینکی جاتی ہیں۔

باب: رمی کا وقت۔

726: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے نحر کے دن چاشت کے وقت جمرہ کو کنکریاں ماریں اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

باب: جمروں کو کنکریاں مارنے کی تعداد طاق ہونی چاہیئے۔

727: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ استنجا کیلئے ڈھیلے لینا طاق ہیں اور جمرہ کی کنکریاں طاق ہیں اور صفا اور مروہ کی سعی طاق ہے اور کعبہ کا طواف طاق ہے (یعنی آخری تینوں سات سات ہیں) اور ضرور ہے کہ جو استنجے کیلئے پتھر لے تو طاق لے (یعنی تین یا پانچ جس میں طہارت خوب ہو جائے۔ یعنی اگر طہارت چار میں ہو جائے تو بھی ایک اور لے تا کہ طاق ہو جائیں اور بعض بے وقوف فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ ڈھیلے کے تئیں طہارت کے وقت تین بار ٹھونک لے کہ تسبیح سے باز رہے، یہ بدعت، بے اصل اور لغو حرکت ہے اور طاق ڈھیلے لینا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے)۔

باب: حج میں نبی((ص)) کا بال منڈوانا۔

728: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے حجة الوداع میں اپنا سر منڈوایا۔

باب: سر منڈوانے اور (بال) کتروانے کے بیان میں۔

729: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ ”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کو بخش

دے“۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! بال کتروانے والوں کو بھی؟ پھر فرمایا کہ ”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کو بخش دے“۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! کتروانے والوں کو بھی (یعنی ان کی مغفرت کی بھی دعا کیجئے) آپ((ص)) نے فرمایا کہ ”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں کو بخش دے“۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص))! کتروانے والوں کی (مغفرت کی بھی دعا کیجئے) پھر آپ((ص)) نے فرمایا کہ کتروانے والوں کی (بھی مغفرت فرما)۔

باب: (پہلے) کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا ، پھر بال منڈوا لے اور بال منڈواتے وقت ابتداء داہنی طرف سے کرنا۔

730: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے جمرہ عقبہ کی رمی کی پھر قربانی کے اونٹوں کے پاس آئے، نحر کیا، اور حجام بیٹھا ہوا تھا، آپ (ص) نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ فرمایا۔ پس حجام نے داہنی طرف مونڈ دی تو آپ (ص) نے وہ بال ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جو آپ((ص)) کے نزدیک تھے پھر فرمایا کہ اب دوسری جانب مونڈو! پس پوچھا کہ ابو طلحہ (ص) کہاں ہیں؟ پھر وہ بال ان کو عنایت فرمائے۔

باب: جس نے قربانی سے پہلے بال منڈوا لئے یا کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ، اس کے متعلق۔

731: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے تھے اور لوگ آپ((ص)) سے مسائل پوچھنے لگے۔ پس ایک نے کہا کہ اے اللہ کے رسول((ص)) ! میں نے نہ جانا کہ رمی نحر سے پہلے ضروری ہے اور میں نے رمی سے پہلے نحرکر لیا ہے تو آپ (ص) نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اب رمی کر لو اور دوسرے نے کہا کہ میں نے نہ جانا کہ قربانی سر منڈوانے سے پہلے کرنی چاہئیے اور میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ اب نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ (راوی) نے کہا کہ میں نے سنا کہ اس دن جس نے بھی آپ (ص) سے کوئی ایسا کام کہ جسے انسان بھول جاتا ہے اور آگے پیچھے کر لیتا ہے، اس کے متعلق پوچھا تو آپ((ص)) نے یہی فرمایاکہ اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔

732: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) سے سنا اور آپ((ص)) جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے کہ شخص آپ ((ص))کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص) ! میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اب کنکریاں مار لو اور کچھ حرج نہیں اور دوسرا شخص آیا اور عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے ذبح کر لیا؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ اور تیسرا شخص آیا اور عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے بیت اللہ کا طوافِ افاضہ کر لیا؟ توآپ((ص)) نے فرمایا کہ اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔ راوی نے کہا کہ اس دن نبی((ص)) سے جو چیز پوچھی گئی کہ آگے پیچھے ہو گئی ہے تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ اب کر لو اور کچھ حرج نہیں ہے۔

باب: قربانی کے گلے میں ہار ڈالنے اور اس کی کوہان کو چیر(کر نشان بنا) نے کا بیان۔

733: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ پھر آپ((ص)) نے اپنی اونٹنی منگوائی اور آپ نے اس کی کوہان کے دائیں پہلو میں اشعار کیا (برچھی وغیرہ سے زخم کر کے خون نکالنا تاکہ قربانی کے جانور کی نشانی ہو جائے) پھر اس خون کو ہاتھ سے مل دیا اور اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کو لٹکا دیا۔ پھر آپ((ص)) اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب وہ میدان میں سیدھی

کھڑی ہو گئی تو آپ((ص)) نے حج کا تلبیہ پڑھا (تلبیہ ”لبیک اللہم لبیک“ کو کہتے ہیں)۔

باب: قربانی کا جانور بھیجنا اور اس کو ہار پہنانا جب کہ آدمی خود حلال ہو (یعنی احرام میں نہ ہو بلکہ گھر میں موجود ہو)۔

734: عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ص کہتے ہیں کہ جس نے (بغیر حج و عمرہ کے گھر میں رہتے ہوئے) قربانی بھیجی، اس پر وہ چیزیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ قربانی ذبح نہ ہو جائے، حرام ہو گئیں اور میں نے قربانی روانہ کی ہے پس جو حکم ہو مجھے بتا دیجئے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس ص نے جس طرح کہا ویسا نہیں ہے۔ میں نے خود رسول اللہ (ص) کی قربانیوں کے ہار بٹے ہیں اور آپ((ص)) نے ان کے گلے میں ڈال کر میرے والد کیساتھ قربانی روانہ کر دی اور اس کے ذبح تک کوئی چیز آپ((ص)) پر حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ((ص)) پر حلال کی تھی۔

735: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے ایک دفعہ بیت اللہ کو بکریاں بھیجیں اور ان کے گلے میں ہار ڈالے۔

باب: قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا۔

736: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ کھینچتے ہوئے دیکھا تو فرمایاکہ اس پر سوار ہو جا۔ اس نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اور دوسری یا تیسری بار فرمایا کہ تیرے لئے خرابی ہو۔

737: ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے سنا اور ان سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تھا، تو انہوں نے کہا کہ جب تمہیں ضرورت ہو (اور سواری نہ ملے) اس پر اس طرح سوار ہو کہ تکلیف نہ دو۔

باب: جو قربانی کا جانور (منیٰ میں) پہنچنے سے پہلے تھک جائے ، اس کا بیان۔

738: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ ان سے ذؤیب ابو قبیصہ ص نے بیان کیا کہ رسول اللہ((ص)) نے میرے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کرتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ اگر کوئی ان میں سے تھک جائے اور مرنے کا ڈر ہو تو اسکو نحر کر دینا اور اس کی جوتیاں خون میں ڈبو کر اسکے کوہان میں (چھاپا) مار دینا اور نہ تم کھانا اور نہ تمہارا کوئی رفیق اس میں سے کھائے۔

باب: قربانی کے جانور میں شرکت کا بیان۔

739: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ((ص)) کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ((ص)) نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے سات سات آدمی اونٹ اور گائے میں شریک ہو جائیں۔

باب: گائے کی قربانی۔

740: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے قربانی کے دن اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

باب: اونٹ کو کھڑا کرکے ، ہاتھ پاؤں باندھ کر نحر کرنا چاہیئے۔

741: زیاد بن جبیر سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر ص نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا ہے تو کہا کہ اس کو اٹھا کر، کھڑا کر کے پیر باندھ کر نحر کرو۔ یہی تمہارے نبی((ص)) کی سنت ہے۔

باب: قربانی کا گوشت اور اس کی جُلیں اور اس کے چمڑے کو خیرات کرنا چاہیئے۔

742: امیر المؤمنین سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ((ص)) نے حکم فرمایا کہ میں آپ((ص)) کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا رہوں اور ان کا گوشت، کھالیں اور جھولیں خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ اور سیدنا علی ص نے کہا کہ قصاب کی مزدوری ہم اپنے پاس سے دیں گے۔

باب: قربانی کے دن واپسی کا طواف۔

743: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے رسول اللہ((ص)) نے قربانی کے دن طوافِ افاضہ کیا اور پھر واپس آکر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی۔ نافع نے کہا کہ سیدنا ابن عمر ص قربانی کے دن طوافِ افاضہ کر کے لوٹتے تھے اور نماز ظہر منیٰ میں پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی((ص)) بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

باب: جس نے بیت اللہ کا طواف کیا وہ حلال ہو گیا۔

744: ابن جریج سے روایت ہے کہ انہیں عطاء نے خبر دی کہ سیدنا ابن عباس ص فتویٰ دیتے تھے کہ جس نے بیت اللہ کا طواف کیا وہ حلال ہو گیا خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی (یعنی عمرہ کرنے والا ہو) میں نے عطاء سے کہا کہ وہ یہ بات کہاں سے لیتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس آیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”پھر جگہ اس قربانی کے پہنچنے کی بیت اللہ تک ہے“ ((ص))الحج:33] تو میں نے کہا کہ یہ تو عرفات سے آنے کے بعد ہے تو انہوں نے کہا کہ سیدنا ابن عباس ص کا قول یہ ہے (کہ محل اس کا) بیت اللہ ہے خواہ بعد عرفات کے ہو یا اس سے پہلے۔ اور وہ یہ بات نبی((ص)) کے فعل مبارک سے نکالتے تھے آ پ((ص)) نے خود حجة الوداع میں لوگوں کو احرام کھولنے کا حکم دیتے تھے۔

باب: حج قران کرنے والے کو حج اور عمرہ (دونوں) کے لئے ایک ہی طواف کافی ہے۔

745: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ (مقامِ) سرف میں حائضہ ہو گئیں اور عرفہ میں پاک ہوئیں (یعنی وقوف کیلئے غسل کیا) اور رسول اللہ((ص)) نے فرمایاکہ تمہیں صفا اور مروہ کا طواف، حج اور عمرہ دونوں کیلئے کافی ہے۔

باب: حج اور عمرہ کا احرام باندھنے والا احرام کب کھولے گا؟۔

746: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجة الوداع کے سال رسول اللہ (ص) کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا، کچھ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا اور کچھ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ اور خود رسول اللہ((ص)) نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔ (چنانچہ) جس نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ تو (طواف کرتے ہی) حلال ہو گیا لیکن جس نے حج کا یا حج اور عمرہ (دونوں) کا احرام باندھا تھا وہ یوم النحر (قربانی کے دن) تک حلال نہیں ہوئے۔

باب: یوم النفر (بارھویں ذوالحجہ) کو وادی محصب میں اترنا اور اس میں نماز ادا کرنا۔

747: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ نبی((ص)) اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما ابطح میں اترا کرتے تھے۔

748: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابطح (محصب) میں اترنا کوئی سنت (مؤکدہ) نہیں اور رسول اللہ((ص)) تو صرف اس لئے وہاں اترے تھے کہ وہاں سے نکلناآسان تھا جب آپ((ص)) (منیٰ) سے مکہ کی طرف) نکلے۔

749: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم منیٰ میں تھے رسول اللہ((ص)) نے ہم سے فرمایا: کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں، جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی۔ اور یہ کہ قریش اور بنی کنانہ نے قسم کھائی کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے (یعنی ان کے قبیلوں سے) اس وقت تک نکاح نہ کریں گے، نہ خرید و فروخت کریں جب تک یہ رسول اللہ((ص)) کو اُن کے سپرد نہ کر دیں اور مراد خیف بنی کنانہ سے محصب ہے۔

باب: زمزم پلانے والوں کیلئے منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت کا بیان۔

750: سیدناابن عمر ص سے روایت ہے کہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب ص نے رسول اللہ (ص) سے اجازت مانگی کہ منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہیں اس لئے کہ ان کو زمزم پلانے کی خدمت تھی، تو آپ (ص) نے انہیں اجازت دے دی۔

751: بکر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عباس ص کے پاس کعبہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گاؤں کا آدمی آیا اور اس نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ میں تمہارے چچا کی اولاد کو دیکھتا ہوں کہ وہ شہد کا شربت اور دودھ پلاتے ہیں (ص) ور تم کھجور کا شربت پلاتے ہو، تم نے محتاجی کے سبب سے اسے اختیار کیا ہے یا بخیلی کی وجہ سے؟ تو سیدنا ابن عباس صنے کہا کہ الحمدللہ! نہ ہمیں محتاجی ہے نہ بخیلی۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ نبی((ص)) اپنی اونٹنی پر تشریف لائے اور ان کے پیچھے اسامہ ص تھے۔ اور آپ((ص)) نے پانی مانگا تو ہم ایک پیالے میں کھجور کا شربت لائے۔ اور آپ((ص)) نے پیا اور اس میں سے جو بچا وہ سیدنا اسامہ ص کو پلایا اور آپ((ص)) نے فرمایا کہ تم نے خوب اچھا کام کیا اور ایسا ہی کیا کرو۔ پس جس کا حکم رسول اللہ((ص)) دے چکے ہیں ہم اس کو بدلنا نہیں چاہتے۔

باب: حج اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد ”مہاجر“ کا مکہ میں رہنا۔

752: عبدالرحمن بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ تم نے مکہ میں رہائش کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو سائب بن یزید نے کہا کہ میں نے علاء ص (یا کہا کہ علاء بن حضرمی ص) سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: مہاجر حج کے مناسک ادا کرنے کے بعد تین روز تک مکہ میں ٹھہرے (مراد یہ تھی کہ اس سے زیادہ نہ رہے)۔ (ص) مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے لئے ہجرت کرنے کے بعد مکہ میں اقامت کرنا یا مکہ کو وطن بنانا ممنوع کر دیا گیا تھا۔ البتہ حج اور عمرہ کے بعد تین دن کی اجازت اس حدیث میں ہے]۔

باب: طوافِ وداع کرنے سے پہلے کوئی (واپس) نہ چلے۔

753: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ لوگ ادھر اُدھر چل پھر رہے تھے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایاکہ کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک کہ چلتے وقت بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔

باب: طوافِ وداع سے پہلے جو عورت حیض والی ہو گئی۔

754: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اُمّ المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

طواف افاضہ کے بعد حیض سے ہو گئیں تو میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ((ص)) سے کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا وہ (اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا) ہمیں مکہ میں روک دے گی؟ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول (ص)! انہوں نے طواف افاضہ کر لیا تھا پھر بعد میں حیض سے ہوئیں ہیں تو نبی((ص)) نے فرمایا کہ پھر وہ (ہمارے ساتھ) واپس چلے۔

755: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ لوگوں کو حکم کیا گیا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کے پاس سے ہو کر (یعنی طواف کر کے) جائیں اور حائضہ پر تخفیف ہو گئی (یعنی طوافِ وداع کیلئے)۔

باب: حج کے مہینوں میں عمرہ کے مباح ہونے کا بیان۔

756: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ لوگ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو زمین پر سب سے بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کے مہینے کو صفر کر دیا کرتے تھے۔ ((ص))اس لئے کہ تین مہینے مسلسل ماِ حرام آتے ہیں جو ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں، تو وہ گھبرا جاتے اور لوٹ مار نہ کر سکتے کیونکہ مشرکین مکہ بھی حرمت والے مہینوں کا احترام کرتے تھے۔ (افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمانوں کو یہ بھی علم نہیں کہ حرمت والے مہینے کون کونسے ہیں، ان کا احترام تو دور کی بات ہے) اس لئے یہ شرارت نکالی کہ محرم کی جگہ صفر کو لکھ دیااور خوب لوٹ مار کی اور جب صفر کامہینہ آیا تو محرم کی طرح اس کا ادب کیا اور یہی نسی تھی جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عادت فرماتا ہے] کہتے تھے کہ جب اونٹوں کی پیٹھیں اچھی ہو جائیں، (یعنی جو حج کے سفر کے سبب سے لگ گئی ہیں اور زخمی ہو گئی ہیں) اور راستوں سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشان قدم مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ تمام ہو جائے تب عمرہ کرنے والے کو عمرہ جائز ہے۔ پھر جب رسول اللہ((ص)) اور آپ((ص)) کے صحابہ ' چوتھی ذی الحجہ کو احرام باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ((ص)) نے ان کو حکم فرمایا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا لیں (جیسے ابن قیم وغیرہ کا مذہب ہے) پس لوگوں کو یہ بڑی انوکھی بات لگی اور انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول((ص)) ! ہم کیسے حلال ہوں؟ (یعنی پورے یا ادھورے کہ بعض چیز سے بچتے رہیں) تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ پورے حلال ہو (یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں)۔

باب: ماہ رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت۔

757: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی((ص)) نے انصار میں سے ایک عورت سے، جس کو اُمّ سنان کہا جاتا تھا، فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ حج کو کیوں نہیں چلتی؟ تو اس نے کہا کہ ہمارے شوہر کے پاس دو ہی اونٹ تھے ایک پر وہ اور ان کا لڑکا حج کو گیا ہے اور دوسرے پر ہمارا غلام پانی لاتا ہے تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے (یا فرمایا کہ ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے)۔

باب: نبی((ص)) نے کتنے حج کئے؟

758: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم ص سے پوچھا کہ تم رسول اللہ((ص)) کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟انہوں نے کہا کہ سترہ غزوات میں۔ اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ((ص)) نے انیس غزوات کئے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ (راوی حدیث) ابو اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ((ص)) نے دوسرا حج مکہ میں(ہجرت سے پہلے) کیا تھا۔

باب: نبی((ص)) نے کتنے عمرے کئے؟

759: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے چار عمرے کئے اور جو حج کیساتھ کیا تھا ، اس کے علاوہ سب ذوالقعدہ میں کئے۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے یا حدیبیہ کے سال ذوالقعدہ میں، دوسرا اس کے بعد کے سال میں ذوالقعدہ میں، تیسراعمرہ جو جعرانہ سے، جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تھا وہ بھی ذوالقعدہ میں کیا اور چوتھا عمرہ وہ جو حج کے ساتھ ہوا۔

760: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ انہیں سیدنا معاویہ بن سفیان ص نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مروہ (پہاڑی) پر رسول اللہ((ص)) کے بال تیر کی بھال سے کترے۔ (یا یہ کہا کہ میں نے آپ((ص)) کو مروہ پر دیکھا کہ آپ((ص)) تیر کی بھال سے بال کتروا رہے ہیں)۔

باب: حیض والی عورت عمرہ کی قضاء کرے۔

761: اُمّ المؤمنین (عائشہ صدیقہ) رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ((ص))! لوگ مکہ سے دو عبادتوں (یعنی حج اور عمرہ جداگانہ) کے ساتھ لوٹیں گے اور میں ایک عبادت کے ساتھ لوٹوں گی تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ تم ٹھہرو جب تم پاک ہو گی تو تنعیم کو جانا اور لبیک پکارنا اور پھر ہم سے فلاں فلاں مقام میں ملنا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ((ص)) نے فرمایا کہ کل کے روزے اور تمہارے اس عمرہ کا ثواب تمہاری تکلیف اور خرچ کے موافق ہے۔

باب: جب حج وغیرہ کے سفر سے لوٹے تو کیا کہے۔

762: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) جب لشکروں سے یا لشکروں کی چھوٹی جماعت سے یا حج و عمرہ سے لوٹتے تو جب کسی ٹیلے پر یا اونچی کنکریلی زمین پر پہنچ جاتے، تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر کہتے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسی کیلئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور ہم لوٹنے والے، رجوع ہونے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچاکیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور (کافروں کے) لشکروں کو اسی اکیلے نے شکست دی۔

باب: حج اور عمرہ سے واپسی پر ذی الحلیفہ میں رات گذارنا اور نماز پڑھنا۔

763: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے ذوالحلیفہ کی کنکریلی زمین میں اپنا اونٹ بٹھایا تھا اور وہاں نماز پڑھی تھی اور (خود سیدنا) عبداللہ ابن عمر ص اسی طرح کیا کرتے تھے۔

764: نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص جب حج یا عمرہ سے واپس آتے تو ذوالحلیفہ کی کنکریلی زمین پر اپنا اونٹ بٹھا دیتے جہاں نبی((ص)) نے اپنا اونٹ بٹھاتے تھے۔

765: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) آخر شب ذوالحلیفہ میں بطن الوادی میں آرام فرماتے تھے کہ آپ (ص) کے پالش (فرشتہ) آیا اور آپ (ص) سے کہا گیا کہ آپ (ص) بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ موسیٰ راوی کا کہنا ہے کہ سالم نے ہماری سواری کو وہاں بٹھایا جہاں مسجد کے پاس سیدنا عبداللہ ابن عمر ص بٹھایا کرتے تھے اور وہ نبی((ص)) کی رات گزارنے والی جگہ کو تلاش کرتے تھے اور وہ جگہ اس مسجد سے نیچے ہے جو وادی کے نشیب میں بنی ہوئی ہے اور جگہ مسجد اور قبلہ کے درمیان میں ہے۔

باب: مکہ شریف، اس کے شکار، اس کے درخت اور اس کی گری پڑی چیز کی حرمت کے بیان میں۔

766: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ((ص)) کو مکہ پر فتح دی تو آپ

(ص) نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی، حمد و ثناء کی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ فیل کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول (ص) کو اور مومنوں کو اس پر مسلط فرما دیا۔ اور مجھ سے پہلے اس میں لڑنا کسی کو حلال نہیں ہوا اور میرے لئے دن کی ایک گھڑی کیلئے حلال کیا گیا۔اور اب میرے بعد کبھی بھی کسی کیلئے حلال نہ ہو گا پھر اس کا شکار نہ بھگایا جائے، اس کا کانٹا نہ توڑا جائے، اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہو، اسے دیدے۔ اور جس کا کوئی شخص قتل کر دیا گیا تو اس کو دو باتوں کا اختیار ہے خواہ فدیہ لے لے یعنی (خون بہا لے) اور خواہ قاتل کو قصاص میں مروا ڈالے۔ سیدنا عباس ص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول((ص)) ! سوائے اذخر کے (کہ اس کو حرام نہ کیجئے) کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں (چھت میں استعمال ہوتا ہے) تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ خیر اذخر (یعنی گھاس کی اجازت ہے) توڑ لو۔ پھر یمن کا ابوشاہ نامی ایک شخص اٹھا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ((ص)) ! مجھے لکھ دیجئے۔ آپ((ص)) نے فرمایا کہ ابوشاہ کو لکھ دو۔ ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ یارسول اللہ((ص)) ! مجھے لکھ دیجئے۔ انہوں نے کہا کہ یہی خطبہ جو رسول اللہ((ص)) نے فرمایا (یعنی اس کو ابوشاہ نے لکھوا لیا کہ بڑے نفع کی بات تھی)۔

767: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) سے سنا، آپ((ص)) فرماتے تھے کہ کسی کو حلال نہیں کہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔

باب: نبی (ص) کا فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا۔

768: سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) مکہ میں داخل ہوئے (قتیبہ نے کہا کہ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے) اور آپ (ص) پر سیاہ عمامہ تھا (اور آپ((ص))) بغیر احرام کے (داخل ہوئے تھے)۔

769: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، نبی((ص)) سر پر خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ پھر جب خود اتارا تو ایک شخص نے آکر کہاکہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کو پکڑے (چھپا ہوا) ہے تو آ پ((ص)) نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔

باب: کعبہ کی حطیم اور اس کے دروازے کے متعلق۔

770: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) سے پوچھا کہ کیا حطیم کی دیوار بیت اللہ میں داخل ہے؟ تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ ہاں (اس سے امام ابوحنیفہ کا مذہب ردّ ہوا اور حطیم کے اندر طواف ناجائز ہوا اس لئے کہ وہ بیت اللہ میں داخل ہے) میں نے (پھر) عرض کیا کہ اس کو انہوں نے بیت اللہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آ پ((ص)) نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا۔ (پھر) میں نے عرض کیا کہ اس کا دروازہ کیوں اتنا اونچا ہے؟ آپ((ص)) نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم کا کیا ہوا ہے تاکہ جس کو چاہیں اسے اس میں جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں اور اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ اس کو ناگوار سمجھیں گے تو میں ارادہ کرتا کہ حطیم کی دیواروں کو بیت اللہ میں داخل کر دیتااور اس کا دروازہ زمین کیساتھ لگا دیتا۔

باب: کعبہ شریف کے توڑنے اور اس کی بنیاد کے بیان میں۔

771: عطاء کہتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ کے دَور میں اہل شام کی لڑائی میں جب کعبہ جل گیا اور اس

کا جو حال ہوا سو ہوا، تو ابن زبیر ص نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا یہاں تک کہ لوگ موسمِ حج میں جمع ہوئے اور ابن زبیر ص کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ دکھا کر انہیں اہل شام کی لڑائی پر جرأت دلائیں یا انہیں اہل شام کے خلاف لڑائی کیلئے تیار کریں۔ پھر جب لوگ جانے لگے تو انہوں نے کہا کہ اے لوگو! مجھے خانہ کعبہ کے بارے میں مشورہ دو کہ میں اسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا اس میں سے جو حصہ خراب ہو گیا ہے اسے درست کروں؟ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ مجھے ایک رائے سوجھی اور وہ یہ ہے کہ تم ان میں سے جو خراب ہو گیا ہے صرف اس کی مرمت کر دو اور خانہ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو جیسا کہ ابتداء اسلام میں تھا اور انہی پتھروں کو رہنے دو جن پر لوگ مسلمان ہوئے تھے اور رسول اللہ((ص)) مبعوث ہوئے تھے۔ سیدنا ابن زبیر ص نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو اس کا دل کبھی راضی نہ ہوگا جب تک نیا نہ بنائے پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے کہیں افضل ہے، اس کا کیا حال ہے؟ اور میں اپنے رب سے تین بار استخارہ کرتا ہوں پھر اپنے کام کا مصمم ارادہ کرتا ہوں پھر جب تین بار استخارہ کر چکے تو ان کی رائے میں آیا کہ خانہ کعبہ کو توڑ کر بنائیں اور لوگ خوف کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ جو شخص پہلے خانہ کعبہ کے اوپر توڑنے کو چڑھے اس پر کوئی بلائے آسمانی نازل ہوجائے، (اس سے معلوم ہوا کہ مالک اس گھر کا اوپر ہے اور تمام صحابہ ' کا یہی عقیدہ تھا) یہاں تک کہ ایک شخص چڑھا اور اس میں سے ایک پتھر گرا دیا۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نہیں اتری تو ایک دوسرے پر گرنے لگے اور خانہ مبارک کو ڈھا کر زمین تک پہنچا دیا اور سیدنا ابن زبیر نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردے ڈال دیا (تاکہ لوگ اسی پردے کی طرف نماز پڑھتے رہیں اور مقامِ کعبہ کو جانتے رہیں اور وہ پردے پڑے رہے) یہاں تک کہ اس کی دیواریں اونچی ہو گئیں اور ابن زبیر ص نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ نبی((ص)) نے فرمایا کہ اگر لوگ نئے نئے کفر نہ چھوڑے ہوتے، اور میرے پاس بھی اتنا خرچ نہیں ہے کہ اس کو بنا سکوں ورنہ میں حطیم سے پانچ ہاتھ کعبہ میں داخل کر دیتا اور ایک دروازہ اس میں ایسا بنا دیتا کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور دوسرا ایسا بناتا کہ لوگ اس سے باہر جاتے۔ پھر ابن زبیر ص نے کہاکہ ہم آج کے دن اتنا خرچ بھی رکھتے ہیں کہ اسے صرف کریں اور لوگوں کا خوف بھی نہیں۔ راوی نے کہا کہ پھر ابن زبیر ص نے اس کی دیواریں حطیم کی جانب سے پانچ ہاتھ زیادہ کر دیں یہاں تک کہ وہاں پر ایک نیو (بنیاد) نکلی کہ لوگوں نے اسے اچھی طرح دیکھا (اور وہ بنیاد سیدنا ابراہیم 6 کی تھی) پھر اسی بنیاد پر سے دیوار اٹھانا شروع کی اور کعبہ کی لمبائی اٹھارہ ذراع تھی۔ پھر جب اس میں زیادہ کیا تو چھوٹا نظر آنے لگا (یعنی چوڑان زیادہ ہو گئی اور لمبان کم نظر آنے لگی) پس اس کی لمبان میں بھی دس ذراع زیادہ کر دیئے اور اس کے دو دروازے رکھے، ایک میں سے اندر جائیں اور دوسرے سے باہر آئیں۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر ص شہید ہو گئے تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو یہ خبر لکھ بھیجی کہ ابن زبیر صنے جو بنیاد رکھی ہے وہ انہی بنیادوں پر رکھی ہے جس کو مکہ کے معتبر لوگ دیکھ چکے ہیں، (یعنی سیدنا ابراہیم 6 کی بنیاد پر بنیادرکھی)۔ عبدالملک نے اس کو جواب لکھا کہ ہمیں ابن زبیر ص کی تغیر و تبدل سے کچھ کام نہیں، (تم ایسا کرو کہ) جو انہوں نے طول میں زیادہ کر دیا ہے وہ رہنے دو اور جو حطیم کی طرف سے زیادہ کیا ہے اس کو نکال ڈالو اور پھر حالتِ اُولیٰ پر بنا دو اور وہ دروازہ بند کر دو جو کہ انہوں نے زیادہ کھولا ہے۔ غرض حجاج نے اسے توڑ کر بنائے (بنیادِ) اوّل پر بنا دیا۔

772: ابوقزعہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان بیت اللہ کا طواف کر رہا تھااور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابن زبیر ص کو ہلاک کرے کہ وہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹ باندھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے نیا نیا

کفر نے چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر اس میں حجر (حطیم) کا اضافہ کر دیتا اس لئے کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی عمارت میں کمی کر دی ہے۔ (یہ سن کر) حارث نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ایسا نہ کہئے، اس لئے کہ میں نے بھی اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ وہ یہ حدیث بیان کرتی تھیں تو عبدالملک نے کہا کہ اگر کعبہ گرانے سے پہلے میں یہ حدیث سنتا تو ابن زبیر ص ہی کی بنیاد کو قائم رکھتا۔

باب: حرمِ مدینہ اور اس کے شکار اور درخت کی حرمت اور اس کیلئے دعا کا بیان۔

773: سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم 6 نے مکہ کا حرم مقرر کیا (یعنی اس کی حرمت ظاہر کی ورنہ (ص) س کی حرمت آسمان و زمین کے بننے کے دن سے تھی) اور اس کے لوگوں کیلئے دعا کی، اور میں مدینہ کو حرمت والا بناتا ہوں جیسے ابراہیم 6 نے مکہ کو حرمت والا کیا اور میں نے مدینہ کے صاع اور مد کیلئے دعا کی ، اس کی دو مثل جو ابراہیم 6 نے اہل مکہ کیلئے دعا کی تھی۔

774: فاتحِ ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: میں دونوں کالے پتھروں کے درمیان کی جگہ کو حرم مقرر کرتا ہوں کہ وہاں کا کانٹے دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ وہاں شکار مارا جائے۔ اور فرمایا کہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہے کاش وہ اس کو سمجھتے (یہ خطاب ہے ان لوگوں کو جو مدینہ چھوڑ کر اور جگہ چلے جاتے ہیں یا تمام مسلمانوں کو) اور کوئی مدینہ کی سکونت اعراض کر کے نہیں چھوڑتا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی آدمی اس میں بھیج دیتا ہے اور نہیں کوئی صبر کرتا اس کی بھوک پیاس اور محنت و مشقت پر مگر میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا۔

775: عامر بن سعد سے روایت ہے کہ سیدنا سعد ص اپنے مکان کو چلے جو عقیق میں تھا کہ (راستہ میں) ایک غلام کو دیکھا جو ایک درخت کاٹ رہا تھا یا پتے توڑ رہا تھا تو اس کا سامان چھین لیا۔ جب سیدنا سعد واپس آئے تو اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ وہ اس کو پھیر دیجئے یا ہمیں عنایت کیجئے تو انہوں نے کہا: اس بات سے اللہ کی پناہ کہ میں وہ چیز پھیر دوں جو مجھے رسول اللہ((ص)) نے بطریقِ انعام عنایت کی ہے۔ اور انہوں نے اس کا سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

776: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت دے۔

777: ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم پر سیدنا علی بن ابی طالب ص نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس (یعنی اہل بیت کے پاس) کتاب اللہ اور اس صحیفہ، راوی نے کہا کہ صحیفہ ان کی تلوار کے میان میں لٹکا ہوا تھا، کے سوا کوئی اور چیز ہے تو اس نے جھوٹ کہا اور اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمروں (زکوٰۃ کے متعلقات) اور کچھ زخموں کا بیان ہے (یعنی قصاص اور دیتوں کا بیان) اور اس صحیفہ میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ مدینہ کا جبل عیرسے جبل ثور تک کا علاقہ حرم ہے۔ پس جو شخص مدینہ میں کوئی نئی بات# یعنی بدعت نکالے یا نئی بات نکالنے والے کو یعنی بدعتی کو جگہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی بھی۔ اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ سنتہ اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے کہ ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سواکسی غیر کا فرزند ٹھہرایا، یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کا غلام اپنے آپ کو قرار دیا تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب

لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ کوئی سنت۔

(ص)# یہاں ”حدث“ سے مراد کوئی بھی جرم ہے اور اس میں یہ (بات یعنی بدعت) بھی شامل ہے۔]

778: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ((ص)) کے پاس پہلا پھل آتا تو آپ (ص) دعا کرتے کہ اے اللہ! ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مدینے میں اور ہمارے مد اور صاع میں برکت در برکت فرما۔ پھر وہ پھل، (مجلس میں) موجود بچوں میں سے سب سے چھوٹے بچے کو دے دیتے۔

باب: مدینہ طیبہ کی سکونت اور اس کی بھوک پر صبر کرنے کی ترغیب۔

779: ابوسعید مولیٰ مہری سے روایت ہے کہ وہ سیدنا ابوسعید خدری ص کے پاس حرہ کی راتوں میں آئے (یعنی جن دنوں مدینہ طیبہ میں ایک فتنہ مشہور ہوا تھااور ظالموں نے مدینہ کو لوٹا تھا) اور ان سے مشورہ کیا کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جائیں اور ان سے وہاں کی گرانی نرخ (مہنگائی) اور کثرتِ عیال کی شکایت کی اور خبر دی کہ مجھے مدینہ کی محنت اور بھوک پر صبر نہیں آسکتا تو سیدنا ابوسعید خدری ص نے کہا کہ تیری خرابی ہو میں تجھے اس کا مشورہ نہیں دوں گا (کیونکہ) میں نے رسول اللہ((ص)) سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ کوئی شخص یہاں کی تکلیفوں پر صبر نہیں کرتا اور پھر مر جاتا ہے، مگر یہ کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اگر وہ مسلمان ہو۔

780: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم مدینہ میں (ہجرت کر کے) آئے تو وہاں وبائی بخار پھیلا ہوا تھا۔ اور سیدنا ابوبکر ص اور سیدنا بلال ص بیمار ہو گئے پھر جب رسول اللہ((ص)) نے اپنے اصحاب کی بیماری دیکھی تو دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے مدینہ کو ہمارے لئے دوست کر دے جیسے تو نے مکہ کو دوست کیا تھا یا اس سے بھی زیادہ اور اس کو صحت کی جگہ بنا دے اور ہمیں اس کے ”صاع“ اور ”مد“ میں برکت دے اور اس کے بخار کو جُحفہ کی طرف پھیر دے۔

باب: مدینہ طیبہ میں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔

781: سیدناا بوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: مدینہ کے ناکوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال نہیں آسکتا۔

باب: مدینہ طیبہ اپنے ”میل“ کو نکال دے گا۔

782: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے اور اپنے قرابت والے کو پکارے گا کہ خوشحالی کے ملک میں خوشحالی کے ملک میں چلو، حالانکہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہو گا کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص مدینہ میں بھیج دیتا ہے۔ آگاہ رہو کہ مدینہ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے کہ وہ میل کو نکال دیتا ہے اور قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ مدینہ اپنے شریر لوگوں کو نکال نہ دے گا جیسے کہ بھٹی لوہے کی میل کو نکال دیتی ہے۔

783: سیدناجابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ جل جلالہ نے مدینہ کا نام طابہ (طیبہ) رکھا ہے۔

باب: جو اہل مدینہ کی برائی کے متعلق ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گھلا دیتا ہے۔

784: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ جو اس شہر (یعنی مدینہ) والوں کی بُرائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دیتا ہے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

باب: شہروں کی فتح کے وقت مدینہ طیبہ میں رہنے کی ترغیب۔

785: سیدنا سفیان بن ابی زہیر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) سے سنا، آپ((ص)) فرماتے تھے کہ یمن فتح ہو گا تو کچھ لوگ مدینہ سے اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اپنے گھر والوں اور خدام کیساتھ نکلیں گے حالانکہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہو گا، کاش وہ جانتے ہوتے۔ پھر شام فتح ہو گا اور مدینہ کی ایک قوم اپنے گھر والوں اور خدام کیساتھ، اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلے گی اور مدینہ ان کیلئے بہتر ہوگا، کاش وہ جانتے۔ پھر عراق فتح ہو گا اور مدینہ کی ایک قوم اپنے گھر والوں اور خدام کیساتھ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے نکلے گی حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر ہوگا، کاش وہ جانتے۔

باب: مدینہ طیبہ کے بارے میں، جب اس کے رہنے والے اس کو چھوڑ دیں گے۔

786: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ((ص)) سے سنا، آپ((ص)) فرماتے تھے کہ لوگ مدینہ کو اس کے خیر ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور اس میں کوئی نہ رہے گا سوائے درندوں اور پرندوں کے۔ پھر قبیلہ مزینہ سے دو چرواہے اپنی بکریوں کو پکارتے ہوئے مدینہ (جانے) کا ارادہ کرتے ہوئے نکلیں گے اور وہ مدینہ کو ویران پائیں گے یہاں تک کہ جب ثنیة الوداع تک پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

باب: (نبی((ص)) کی) قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

787: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

باب: احد پہاڑ، ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

788: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے اُحد (پہاڑ) کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اُحد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں۔

باب: (ثواب کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔

789: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ نبی((ص)) نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں (سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد (یعنی جو مدینہ میں ہے مسجد نبوی((ص))) اور مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس)۔

باب: حرمین شریفین کی دونوں مساجد (کعبہ مکرمہ ، مسجد نبوی) میں نماز کی فضیلت۔

790: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازیں پڑھنے سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

باب: اس مسجد کا بیان جو تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر کی گئی ہے۔

791: ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میرے پاس سے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری ص گزرے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد (سیدنا ابوسعید خدری ص) کو کیسے سنا جو وہ اس مسجد کے متعلق فرماتے تھے کہ جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد ص نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص)

کے پاس آپ((ص)) کی بیویوں میں سے کسی کے گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! وہ کونسی مسجد ہے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ بیان کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے ایک مٹھی کنکر لے کر زمین پر مارے اور فرمایا کہ وہ یہی تمہاری مدینہ کی مسجد ہے۔ (ابو سلمہ بن عبدالرحمن) میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد ص سے سنا ہے (کہ اس مسجد کا) ایسا ہی ذکر کیا کرتے تھے۔

باب: مسجد قباء کی فضیلت کے بیان میں۔

792: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مسجد قباء کو پیدل بھی اور سوار بھی تشریف لایا کرتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

793: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ وہ (ابن عمر) ہر ہفتہ کے دن (مسجد) قبا میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو ہر ہفتہ کے دن قبا جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

کتاب: نکاح کے مسائل

باب: نکاح کرنے کی ترغیب میں۔

794: سیدنا علقمہ ص کہتے ہیں کہ میں عبداللہ ص کے ساتھ منیٰ میں چلا جاتا تھا کہ عبداللہ ص سے سیدناعثمان ص ملے اور ان سے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے۔ پس سیدناعثمان ص نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! ہم تمہارا نکاح ایسی نوجوان لڑکی سے نہ کر دیں کہ وہ تمہیں تمہاری گزری ہوئی عمر میں سے کچھ یاد دلا دے ؟تو سیدنا عبداللہ ص نے ان سے کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو تو ہم سے رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہو تو چاہئیے کہ نکاح کرے ،اس لئے کہ وہ آنکھوں کو خوب نیچا کر دیتا ہے اور فرج کو (زناوغیرہ سے) بچا دیتا ہے اور جو (اس کی) طاقت نہ رکھتا ہو تو روزے رکھے کہ یہ اس کیلئے گویا خصی کرنا ہے۔

795: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) کے چند صحابہ ' نے نبی (ص) کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ (ص) کی خفیہ عبادت کا حال پوچھا (یعنی جو عبادت آپ (ص) گھر میں کرتے تھے)اور پھر ان میں سے کسی نے کہا کہ میں کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا کسی نے کہا کہ میں کبھی گوشت نہ کھاؤں گا ۔کسی نے کہا کہ میں کبھی بچھونے پر نہ سوؤں گا۔ (جب آپ (ص) کو اس کی خبر ہوئی تو) نبی (ص) نے اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء بیان کی اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسا ایسا کہتے ہیں؟ (اور میرا تو یہ حال ہے کہ رات کو) میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتاہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو میرے طریقے سے بے رغبتی کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔

796: فاتحِ ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ عثمان بن مظعون ص نے جب عورتوں سے الگ رہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ (ص) نے اسے منع فرما دیا۔ اور اگر آپ (ص) انہیں اجازت دیدیتے ،تو ہم (سب) خصی ہو جاتے۔

باب: دنیا کی بہترین متاع ،نیک صالحہ عورت (بیوی) ہے۔

797: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: متاع دنیا کام نکالنے کی چیز ہے اور بہتر کام نکالنے کی چیز دنیا میں نیک عورت ہے۔

باب: دیندار عورت سے نکاح کرنے کے بیان میں

798: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا :عورت سے چار سبب سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کیلئے، اس کے حسب و نسب، اس کے جمال و خوبصورتی کیلئے اور دین کیلئے۔ پس تو دیندار (سے نکاح کر کے) کامیابی حاصل کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

باب: کنواری عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بیان میں

799: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ (جابر ص کے والد) وفات پا گئے اور نو یا سات بیٹیاں (راوی کو شک ہے) چھوڑ گئے۔ تومیں نے ثیب عورت (جو مطلقہ ہو یا جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو) سے شادی کر لی۔ نبی (ص) نے مجھے فرمایا کہ اے جابر (ص) تو نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ (ص)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کنواری سے یا ثیبہ عورت سے ؟ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ص) ثیبہ سے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کنواری سے کیوں نہ کی کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے یا آپ (ص) نے کہا کہ وہ تجھ سے ہنسی مذاق کرتی اور تم اس سے کیا کرتے؟ سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے والد عبداللہ ص وفات پا گئے اور نو یا سات بیٹیاں چھوڑ گئے، اور میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان لڑکیوں جیسی ہی لڑکی لے آؤں۔ میں نے یہ اچھا سمجھا کہ (اپنے نکاح میں اور ان کی تربیت کیلئے) ایسی بیوی لاؤں جو ان کی نگرانی کرے۔ اور ان کی اصلاح کرے۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے برکت کرے یا پھر کوئی اور بھلائی کی بات فرمائی۔

باب: اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نکاح نہ دے۔

800: عبدالرحمن بن شماسہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عقبہ بن عامر ص سے سنا اور وہ اس وقت منبر پر کہہ رہے تھے کہ بیشک رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ مومن مومن کا بھائی ہے۔ پس کسی مومن کو جائز نہیں کہ کسی مومن کی بیع پر بیع کرے، اور نہ یہ جائز ہے کہ اپنے کسی بھائی کے پیغام (نکاح) پر پیغام دے، جب تک وہ چھوڑ نہ دے۔

باب: جو شادی کا ارادہ کرے تو عورت کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیئے۔

801: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے ،تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے اس کو دیکھ بھی لیا تھا؟ اس لئے کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب بھی ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھ لیا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کتنے مہر پر؟ اس نے عرض کیا کہ چار اوقیہ چاندی پر۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ چار اوقیہ پر؟ گویا تم لوگ اس پہاڑ کے پہلو سے چاندی کھود لاتے ہو (یعنی جب تو اتنا زیادہ مہر باندھتے ہو) اور ہمارے پاس تمہیں دینے کو کچھ نہیں ہے، مگر اب ہم تمہیں ایک لشکر کے ساتھ بھیج دیتے ہیں کہ اس میں تمہیں (غنیمت کا) حصہ ملے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر قبیلہ بنی عبس کی طرف آپ (ص) نے ایک لشکر روانہ کیا تو اس کے ساتھ اسے بھی بھیج دیا۔

باب: بیوہ اور باکرہ سے نکاح میں اجازت لینی چاہیئے۔

802: سیدناا بوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیوہ کا نکاح نہ ہو جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور باکرہ کا بھی نکاح نہ ہو جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) (باکرہ سے)اجازت کیسے لی جائے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کا اذن یہ ہے کہ چپ رہے۔

803: سیدناابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا : بیوہ عورت اپنے نکاح میں اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اورکنواری سے اسکے نکاح میں اجازت لی جائے ۔اور اس کی اجازت چپ رہنا ہے۔

باب: نکاح کی شرائط کے بارے میں۔

804: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : سب شرطوں سے زیادہ پوری کرنے کی مستحق وہ شرطیں ہیں جن سے تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے یعنی نکاح کی شرطیں۔

باب: چھوٹی (بچی) کا نکاح۔

805: أُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (ص) نے نکاح کیا اور میں چھ برس کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو برس کی تھی۔ اور کہتی ہیں کہ پھر ہم مدینہ میں آئے تو وہاں مجھے ایک ماہ تک بخار رہا اور میرے بال کانوں تک ہو گئے (یعنی اس مرض میں جھڑ گئے تھے) تب ام رومان (یہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں) میرے پاس آئیں اور میں جھولے پر تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں بھی تھیں اور انہوں نے مجھے پکاراتومیں ان کے پاس آئی اور میں نہ جانتی تھی کہ انہوں نے مجھے کیوں بلایا ہے ۔پس انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور میں ہاہ ہاہ کر رہی تھی (جیسے کسی کی سانس پھول جاتی ہے) یہاں تک کہ میری سانس پھولنا بند ہو گئی اور مجھے وہ ایک گھر میں لے گئیں اور وہاں انصار کی چند عورتیں تھیں اور وہ کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ خیر و برکت دے اور تمہیں خیر میں سے حصہ ملے۔ (غرض)میری ماں نے مجھے ان کے سپر د کر دیا ۔اور انہوں نے میرا سر دھویا اور سنگار کیا اور مجھے کچھ خوف نہیں پہنچا کہ رسول اللہ (ص) چاشت کے وقت آئے اور مجھے ان کے سپرد کر دیا۔

باب: لونڈی کو آزاد کرنے اور اس سے شادی کرنے کا بیان۔

806: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) غزوہ خیبر میں آئے تو ہم نے خیبر کے پاس صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔ پھر آپ (ص) سوار ہوئے اور سیدنا ابو طلحہ ص بھی سوار ہو گئے اور میں ابو طلحہ ص کے پیچھے سوار تھا۔ نبی (ص) نے (اپنی سواری کو) خیبر میں داخل کر دیا اور میرا گھٹنا نبی (ص) کی ران کو لگ رہا تھا (کیونکہ) نبی (ص) کی ران سے چادر ہٹ گئی تھی، اور میں آپ (ص) کی ران کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ جب آپ (ص) بستی (خیبر) میں داخل ہو گئے تو آپ (ص) نے”الله اکبر خربت خیبر“ کا نعرہ لگایا یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور خیبر برباد ہو گیا۔ اور فرمایا جب ہم کسی قوم کے صحن (میدان) میں اترے (تو جس قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا جا رہا ہے اس کی صبح بری ہوئی) آپ (ص) نے یہ (نعرہ) تین مرتبہ لگائے۔ سیدنا انس نے کہا کہ قوم (یہود) اپنے کام کاج کیلئے جا رہی تھی۔ (وہ لشکر کو دیکھ کر اور نبی (ص) کی آواز سن کر) کہنے لگے کہ اللہ کی قسم محمد (ص) اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گئے ہیں۔ سیدنا انس ص فرماتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو طاقت کے ساتھ فتح کیا اور قیدی ایک جگہ اکٹھے کئے گئے۔ پھر سیدنا دحیہ کلبی ص آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) قیدیوں میں سے مجھے کوئی لونڈی دے دیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جاؤ اور کوئی سی بھی لونڈی لے لو۔ انہوں نے صفیہ رضی اللہ عنہا (جو کہ قیدیوں میں تھیں) کو پسند کیا اور لے گئے،

توایک آدمی نبی (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی (ص) آپ نے دحیہ صکو صفیہ بنت حیی دیدی جو کہ بنو قریظہ اور بنو نظیر کے سردار کی بیٹی ہے، وہ صرف آپ کو ہی لائق ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ دحیہ ص اور اس باندی کو بلاؤ۔ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لائے۔ جب نبی (ص) نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا توآپ (ص) نے (دحیہ ص سے) فرمایا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔ پھر آپ (ص) نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرکے ان سے شادی کر لی۔ ثابت نے سیدنا انس ص سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ آپ (ص) نے اس کو (یعنی اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو)حق مہر کتنا دیا تھا؟ تو انس ص نے جواب دیا کہ ان کا مہر ان کی اپنی ذات تھی کہ آپ (ص) نے اس کو آزاد کیا اور نکاح کر لیا (یہی آزادی ان کا حق مہر تھا)۔ آپ (ص) ابھی سفر میں ہی تھے کہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو بنایا سنوارا اور تیار کر کے نبی (ص) کے پاس پہنچا دیا۔ صبح آپ (ص) نے عروس کی حالت میں کی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہو تو وہ لے آئے۔ اور آپ (ص) نے دستر خوان بچھا دیا تو کوئی شخص پنیر لایا تو کوئی کھجور لایا اور کوئی گھی لے آیا۔ صحابہ کرام ' نے ان تمام چیزوں کو ملا کر حسیس بنائی (اور کھائی) یہ نبی (ص) کا ولیمہ تھا۔

807: سیدنا ابو موسیٰ اشعری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے اور پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ہے۔

باب: نکاح شغار کے متعلق

808: سیدناابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے۔ اور شغار یہ تھا کہ ایک شخص اپنی بیٹی دوسرے کو اس اقرار کے ساتھ بیاہ دیتا تھا کہ وہ بھی اپنی بیٹی اسے بیاہ دے اور دونوں کے درمیان مہر مقرر نہ ہو۔

باب: نکاح متعہ کے متعلق

809: قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ہمراہ جہاد کرتے تھے او رہمارے پاس عورتیں نہ تھیں تو ہم نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو آپ (ص) نے ہمیں اس سے منع فرما دیا پھر ہمیں اجازت دی کہ ایک کپڑے کے بدلے معین مدت تک عورت سے نکاح (یعنی متعہ) کر لیں پھر سیدنا عبداللہ ص نے یہ آیت پڑھی کہ ”اے ایمان والو! مت حرام کرو پاک چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے نہ بڑھو، بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا“۔ (المائدہ : 87)

810: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم (عورتوں سے کئی دن کیلئے) ایک مٹھی کھجور اور آٹا دے کر رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر ص کے دَور میں متعہ کر لیتے تھے یہاں تک کہ سیدنا عمر ص نے عمرو بن حریث کے قصہ میں اس سے منع کر دیا۔

باب: نکاح متعہ کے منسوخ ہونے اور اس کے حرام ہونے کے متعلق

811: سیدنا علی بن ابی طالب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے عورتوں کے متعہ سے گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے بھی منع فرمایا۔ (یعنی جنگلی گدھا حرام نہیں ہے)۔

812: ربیع بن سبرہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ص غزوہ فتح مکہ میں رسول اللہ (ص) کے ہمراہ تھے اور

کہا کہ ہم مکہ میں پندرہ یعنی رات اور دن ملا کر تیس دن ٹھہرے تو ہمیں رسول اللہ (ص) نے عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی پس میں اور میری قوم کا ایک شخص دونوں نکلے اور میں اس سے خوبصورتی میں زیادہ تھا اور وہ بدصورتی کے قریب تھا اور ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی اور میری چادر پرانی تھی اور میرے ابن عم کی چادر نئی اور تازہ تھی یہاں تک کہ جب ہم مکہ کے نیچے یا اوپر کی جانب میں پہنچے تو ہمیں ایک عورت ملی جیسے جوان اونٹنی ہوتی ہے ،صراحی دار گردن والی (یعنی جوان خوبصورت عورت)پس ہم نے اس سے کہا کہ کیا تجھے رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تجھ سے متعہ کرے؟ اس نے کہا کہ تم لوگ کیا دو گے؟ تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پھیلائی تووہ دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔ اور میرا رفیق اس کو گھورتاتھا (اور اس کے سر سے سُرین تک گھورتا تھا)اور اس نے کہا کہ ان کی چادر پرانی ہے اور میری چادر نئی اورتازہ ہے۔ تواس(عورت) نے دو یا تین بار یہ کہا کہ اس کی چادر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ غرض میں نے اس سے متعہ کیا۔ پھر میں اس عورت کے پاس سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک رسول اللہ (ص) نے متعہ کو حرام نہیں کر دیا ۔

813: سیدنا سبرہ جہنی ص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے ،پس آپ((ص)) نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی ،اور اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک کیلئے حرام کر دیا ہے ،پس جس کے پاس ان میں سے کوئی (یعنی متعہ والی عورت) ہو تو چاہئیے کہ اس کو چھوڑ دے اور جو چیز تم انہیں دے چکے ہو واپس نہ لو۔

باب: محرم کا نکاح کرنا اور پیغامِ نکاح دینا منع ہے۔

814: نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے اپنے بیٹے طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے کرنے کا ارادہ کیا ،پس انہوں نے ابان بن عثمان کے پاس جو کہ اس وقت امیر حج تھے، قاصد بھیجا کہ وہ بھی (نکاح کے موقعہ پر)آئیں۔ پس ابان (آئے) اورکہا کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان ص سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ محرم (جس نے حج و عمرہ کا احرام باندھا ہووہ) نہ تو اپنا نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا اور نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔

815: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور آپ (ص) محرم تھے (یعنی حرم میں تھے)۔

816: سیدنا یزید بن اصم ص کہتے ہیں کہ مجھ سے اُمّ المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے خود بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے ان سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا اور میمونہ رضی اللہ عنہا میری اور ابن عباس ص دونوں کی خالہ تھیں۔

باب: کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

817: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے چار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ (عورتیں) عورت اور (ص) سکی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ ہیں۔

باب: نبی کی ازواج مطہرات کے حق مہر کا بیان۔

818: ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے ، انہوں نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ((ص)) کی (ازواج مطہرات) کا مہر کتنا رکھا تھا؟ تو اُنھوں نے کہ آپ (ص) کی ازواج

مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ (انھوں نے) پوچھا کہ تمہیں نش کی مقدار معلوم ہے؟ ابو سلمہ کہتے ہیں، میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ نصف اوقیہ ہے۔ یہ کل پانچ صد درھم بنتے ہیں اور یہی رسول اللہ (ص) کا اپنی ازواج مطہرات کے لئے مہر تھا ۔

باب: کھجور کی گٹھلی برابر سونے پر نکاح۔

819: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی بھر سونے کے مہر پر نکاح کیا ہے ،تو آ پ((ص)) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے ،ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہو۔

باب: تعلیم قرآن پر نکاح دینے کا بیان۔

820: سیدنا سہل بن سعد ساعدی ص کہتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات آ پ((ص)) کو ہبہ کر دوں، (اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ "اگر کوئی مومنہ عورت اپنی جان نبی (ص) کو بخش دے اگر نبی اس سے نکاح کا ارادہ کریں اور یہ حکم خاص آپ (ص) کو ہے نہ کہ اور مومنوں کو" اور اس سے خاص آ پ((ص)) کیلئے ہی ہبہ کا جواز ثابت ہوا۔ (احزاب:۵۰) پھر رسول اللہ (ص) نے اس کی طرف خوب نیچے سے اوپر تک نگاہ کی اور پھر سر مبارک جھکا لیا پس جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ (ص) نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی ۔اور ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو مجھ سے اس کاعقد کر دیجئے ۔آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اپنے گھر والوں کے پاس جاکر دیکھوشاید کچھ مل جائے ،پھر وہ گئے اور لوٹ آئے اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں پایا۔ آپ (ص) نے پھر فرمایا کہ جا دیکھ اگرچہ لوہے کا چھلہ ہو، وہ پھر گئے اور لوٹ آئے اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم یارسول اللہ (ص)! ایک لوہے کا چھلہ بھی نہیں ہے، مگر یہ میری تہبند ہے اس میں سے آدھی اس عورت کو دے دوں گا۔ راوی سیدنا سہل ص نے کہا کہ اس غریب کے پاس اوپر والی چادر بھی نہ تھی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تمہاری تہبند سے تمہارا کیا کام نکلے گا؟ اگر تم نے اس کو پہنا تو اس میں سے اس پر کچھ نہ ہو گا اور اگر اس نے پہنا تو تجھ پر کچھ نہ ہو گا۔ پھر وہ شخص (مایوس ہو کر) بیٹھ گیا ،یہاں تک کہ جب دیر تک بیٹھا رہا تو کھڑا ہوا۔ اور رسول اللہ (ص) نے جب اسے پیٹھ موڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ (ص) نے اسے بلانے کا حکم دیا جب وہ آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور اس نے سورتوں کو گن کربتا۔آپ (ص) نے پوچھاکہ تو ان کو (منہ) زبانی پڑھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں ۔آپ (ص) نے فرمایا کہ جا میں نے اسے تیرا مملوک کر دیا (یعنی نکاح کر دیا) اس قرآن کے عوض میں جو تجھے یاد ہے (یعنی یہ سورتیں اسے یاد کرا دینا، یہی تیرا مہر ہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ترجی من تشاءُ منھن ...﴾ کے متعلق۔

821: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان عورتوں پر بہت غیرت کرتی تھی جو رسول اللہ (ص) کو اپنی جان ہبہ کر دیتی تھیں ۔اور میں کہتی تھی کہ عورت اپنی جان کو کیسے ہبہ کرتی ہو گی ؟پھر جب یہ آیت اتری کہ "اے نبی ((ص))! جس کو آپ چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو آپ

چاہیں اپنے پاس جگہ دیں اور جس کو علیحدہ کیا ہے اس کو بلالیں“ تو میں نے نبی (ص) سے کہا کہ اللہ کی قسم میں دیکھتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ آپ (ص) کی آرزو کے موافق جلد حکم فرمادیتا ہے۔

باب: ماہِ شوال میں شادی و نکاح کا بیان۔

822: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور ماہ شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی اور کونسی عورت رسول اللہ کے پاس مجھ سے بڑھ کر پیاری تھی۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوست رکھتی تھیں کہ ان کے قبیلہ کی عورتوں کی رخصتی ماہ شوال میں ہو۔

باب: نکاح میں ولیمہ کا بیان۔

823: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا سے (نکاح کے موقع پر) جیسا بہتر اور فراخی سے ولیمہ کیا، کسی اور زوجہ سے (نکاح) پر نہیں کیا۔ پس ثابت بنانی نے پوچھا کہ آپ (ص) نے کس چیز کا ولیمہ کیا تھا ؟تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے گوشت روٹی کھلائی تھی، حتی کہ لوگ سیر ہو کر چلے گئے اور کھانا بچ گیا۔

824: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے نکاح کیااور اپنی زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور میری ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کچھ حیس بنایا اور اس کو ایک طباق میں رکھ کرکہا کہ اے انس! اس کو رسول اللہ((ص)) کے پاس لے جا (اس سے ثابت ہوا کہ نئے دولہا کے پاس کھانا بھیجنا جس سے ولیمہ میں مدد ہو مستحب ہے) اور عرض کرنا کہ یہ میری ماں نے آپ خاص آ پ (ص) کیلئے ہی کی خدمت میں بھیجاہے اور سلام عرض کیا ہے اور عرض کرتی ہے کہ اے اللہ کے رسول (ص)! آپ کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ بہت چھوٹا سا ہدیہ ہے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ پھر میں وہ رسول اللہ (ص) کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ میری ماں نے آپ (ص) کی خدمت میں مجھے بھیجاہے اور سلام کہا ہے اور عرض کرتی ہیں کہ یہ ہماری طرف سے آپ (ص) کی خدمت میں بہت تھوڑا ہدیہ ہے ،تو آپ (ص) نے فرمایا کہ رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں شخص کو ہمارے پاس بلاؤ اور جو تمہیں مل جائے اور کئی شخصوں کے نام لئے۔ پس میں ان کو بھی لایا جن کانام لیا اور ان کو بھی جو مجھے مل گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس ص سے کہا کہ پھر وہ سب لوگ گنتی میں کتنے تھے؟ انہوں نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے اور مجھ سے رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اے انس! وہ طباق لاؤ پھر وہ لوگ اندر آئے یہاں تک کہ صفہ چبوترہ اور حجرہ بھر گیا (صفہ وہ جگہ جوباہر بیٹھنے کی بنائی جائے جسے دیوان خانہ کہتے ہیں) پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ باندھتے جائیں (یعنی جب وہ کھا لیں پھر دوسرے دس بیٹھیں) اور چاہئیے کہ ہر شخص اپنے نزدیک سے کھائے (یعنی کھانے کی چوٹی نہ توڑے کہ برکت وہیں سے نازل ہوتی ہے) پھر ان لوگوں نے یہاں تک کھایا کہ سب سیر ہو گئے اور ایک گروہ کھا کر جاتا تھا تودوسرا آتا تھا یہاں تک کہ سب لوگ کھا چکے ،تو نبی (ص) نے مجھ سے فرمایا کہ انس اس (برتن) کو اٹھا لے اور میں نے اس برتن کو اٹھایا تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ جب میں نے رکھا تھا تب زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا تب اس میں کھانا زیادہ تھا ۔اور بعض لوگ رسول اللہ (ص) کے گھر میں بیٹھے باتیں کرنا شروع ہو گئے اور رسول اللہ (ص) بیٹھے تھے اور آپ (ص) کی زوجہ مطہرہ (یعنی اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا) دیوار کی طرف منہ پھیرے بیٹھی ہوئی تھیں ۔ان لوگوں کا بیٹھنا رسول اللہ (ص) کو ناگوار گزررہا تھا توآپ (ص) باہر نکلے اور اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سلام کرتے ہوئے لوٹ کرآئے۔ پھر جب ان لوگوں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ

ہم نبی (ص) پر بوجھ بنے ہوئے ہیں ،تو جلد ی سے دروازے پر گئے اور سب کے سب باہر نکل گئے اور رسول اللہ (ص) آئے یہاں تک کہ آپ (ص) نے پردہ ڈال دیا اور اندر داخل ہوئے اورمیں حجرے میں بیٹھا ہواتھاپھر تھوڑی دیر ہوئی ہو گی کہ آپ (ص) میری طرف نکلے اور یہ آیتیں آپ (ص) پر نازل ہوئی تھیں اور رسول اللہ (ص) نے باہرنکل کر لوگوں پر پڑھیں کہ ”اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی (ص) کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کیلئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے (تو) جاؤ اور جب (کھانا) کھا چکو تو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو۔ نبی ((ص)) کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ تو لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا ...“ آخر آیت تک۔ (الاحزاب : 53)۔ (راوی حدیث) جعد نے کہا کہ سیدنا انس ص نے کہا کہ سب سے پہلے یہ آیتیں میں نے سنی ہیں اور مجھے پہنچی ہیں اور رسول اللہ (ص) کی ازواج مطہرات پردہ میں رہنے لگیں۔

باب: نکاح کی دعوتِ ولیمہ کو قبول کرنے کے بیان میں۔

825: نافع سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے تھے کہ جب کوئی اپنے بھائی کو بلائے تو چاہئیے کہ اس کی دعوت کو قبول کرے (دعوت) شادی کی ہو یا اسی کی طرح کی کوئی اور دعوت ہو۔

826: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : جب کسی کو دعوت دی جائے تو چاہئیے کہ قبول کر لے اگر روزے سے ہو تو دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھائے۔

827: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے کہ جس میں جو آنا چاہتا ہے ، اس کو روکا جاتا ہے اور جو نہیں آتا اس کو بلاتے پھرتے ہیں ۔ اور جو دعوت میں نہ آیا تو اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول (ص) کی نافرمانی کی۔

باب: ہمبستری کے وقت کیا کہا جائے؟

828: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : اگر کوئی تم میں سے ارادہ جماع کے وقت ”بسم الله ... مَ(ص) رزقتنا“ کہہ لے تو اگر اللہ نے ان کی تقدیر میں لڑکا رکھا ہے تو اس کو شیطان ضرر نہ پہنچائے گا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں شروع کرتاہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے یااللہ! بچاہم کو شیطان سے اور دُور رکھ شیطان کو اس اولاد سے جو تو ہمیں عنایت فرمائے گا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں“ کے متعلق۔

829: ابن المنکدر سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا جابر ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہودی لوگوں کا قول تھا کہ جو مرد جماع کرے اپنی عورت سے قبل میں پیچھے ہو کر تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے، (کہ ایک چیز کو دو دیکھتا ہے) اس پر یہ آیت اتری کہ ”عورتیں تمہاری کھیتی ہیں ،پس اپنی کھیتی میں جس طرف سے چاہو آؤ“ (البقرہ:۲۲۳) (یعنی آؤ کھیتی میں اور کنوئیں میں نہ جاؤ اور کھیتی وہی ہے جہاں بیج ڈالے تو اُگے نہ وہ جگہ جہاں بیج ضائع ہو)۔

باب: اس عورت کے بارے میں جو اپنے خاوند کے بستر پر آنے سے رکتی ہے۔

830: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : جب مرد اپنی عورت کو اپنے بچھونے پر بلائے اور وہ نہ آئے ،تو مرد اس پر رات بھر غصے رہے ،تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

باب: عورت کے ہمبستری والے راز اور بھید کو ظاہر کرنے کے متعلق۔

831: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا : سب سے زیادہ بُرا لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ شخص ہے جو اپنی عورت کے پاس جائے اور عورت اس کے پاس آئے (یعنی صحبت کریں) اور پھر اس کا بھید ظاہر کر دے۔

باب: اللہ تعالی انسان کے عمل پر پردہ ڈال دے تو انسان کے لئے اپنی طرف سے پردہ کھول دینے کی ممانعت۔

832: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ میری تمام امت معاف کی ہوئی ہے مگر ظاہر کرنے والے اور ظاہر کرنا یہ ہے کہ کوئی شخص رات کوئی (برا) عمل کرتا ہے، جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس (اس برے کام) پر پردہ ڈال دیا ہوتا ہے لیکن وہ خود کہتا ہے کہ اے فلاں! آج رات میں نے فلاں (برا)عمل کیا ہے،حالانکہ اس نے رات کو برا عمل کیا تھا (اور) اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تھا۔ رات کو رب پردہ ڈالتا ہے اور صبح کو یہ (شخص) اللہ تعالیٰ کے پردے کو ہٹا دیتا ہے۔

باب: عورت اور لونڈی سے عزل (یعنی صحبت کے وقت انزال باہر کرنے) کے متعلق۔

833: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس عزل کا ذکر ہوا توآپ (ص) نے فرمایا کہ تم یہ کیوں کرتے ہو؟ صحابہ ' نے عرض کیا کہ کسی وقت آدمی کے پاس ایک عورت ہوتی ہے جو کہ بچے کو دودھ پلاتی ہے، وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور (ص) س کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے اور کسی کے پاس ایک لونڈی ہوتی ہے ، وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اسے حمل ہو، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس طرح نہ کرو؟ اس لئے کہ حمل ہونا نہ ہونا تقدیر سے ہے۔ابن عون نے کہا کہ میں نے یہ روایت حسن سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس میں جھڑکنا (ڈانٹ پلانا) ہے عزل کرنے سے۔

834: سیدنا جابر بن عبداللہص سے مروی ہے ، بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی (ص) سے استفسار کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرے پاس ایک لونڈی ہے جس سے میں عزل کرتا ہوں ، تو رسول اللہ((ص)) نے فرمایا کہ اللہ تعالی جس کو پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو یہ (عزل) اسے روک نہیں سکتا ۔ (کچھ ہی د ن بعد) وہ آدی آپ((ص)) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے جس لونڈی کا آپ((ص)) سے ذکر کیا تھا وہ حاملہ ہو گئی ،تو آپ((ص)) نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

باب: غیلہ (دودھ پلاتے وقت عورت سے صحبت کرنے) کے متعلق۔

835: سیدنا عکاشہ کی بہن سیدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ (ص) کی خدمت میں گئی ، تو آپ (ص) فرما رہے تھے کہ میں نے چاہا کہ غیلہ سے منع کر دوں ،پھر میں نے دیکھا کہ روم اور فارس کے لوگ غیلہ کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو ضرر نہیں ہوتا ۔پھر صحابہ نے آپ (ص) سے عزل کے متعلق پوچھا ،تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ ”وَأْدٌ“ خفی ہے۔ (یعنی بچے کو مخفی طور پر زندہ درگور کر دینا ہے)۔

باب: حاملہ لونڈیوں سے ہمبستری کے متعلق۔

836: سیدنا ابودرداء ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) ایک خیمہ کے دروازے پر سے گزرے اور وہاں ایک عورت کو دیکھا جس کا زمانہ ولادت قریب تھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ شاید وہ شخص (جس کے پاس یہ ہے) اس سے جماع کا ارادہ رکھتا ہے ؟لوگوں نے عرض کیا ”جی ہاں“۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے

چاہا کہ اس کو ایسی لعنت کروں جو قبر تک اس کے ساتھ رہے ، وہ کیونکر اس لڑکے کا وارث ہو سکتا ہے
،حالانکہ وہ اس کیلئے حلال نہیں ہےاور اس لڑکے کو غلام کیسے بنائے گا حالانکہ وہ اس کیلئے حلال نہیں ہے

837: سیدنا ابوسعید خدری صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے حنین کے دن ایک لشکر اوطاس کی طرف روانہ کیا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا تووہ ان سے لڑے اور ان پرغالب آگئے اور ان کی عورتیں قید کر لائے۔ رسول اللہ (ص) کے بعض صحابہ ' نے ان سے صحبت کرنے کو اس وجہ سے برا جانا کہ ان کے شوہر مشرکین موجود تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”حرام ہیں شوہروں والیاں مگر جو تمہاری ملک میں آگئیں“ (النساء : 24) یعنی جب ان کی عدت گزر جائے تووہ تمہارے لئے حلال ہیں۔

باب: عورتوں کے درمیان (رات گذارنے میں) باری مقرر کرنا۔

838: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) کی نو بیویاں تھیں اور آپ (ص) جب ان میں باری کرتے تھے تو پہلی بیوی کے پاس نویں دن تشریف لاتے تھے (اس لئے) بیویوں کا قاعدہ تھا کہ جس گھر میں آپ (ص) ہوتے تھے اس گھر میں جمع ہوجاتی تھیں ۔ایک دن آپ (ص) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے اور اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ (ص) نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا توانہوں (عائشہؓ)نے عرض کی کہ یہ زینب ہیں پس توآپ (ص) نے ہاتھ کھینچ لیا اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور زینب رضی اللہ عنہما کے بیچ میں تکرار ہونے لگی، یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اور نماز کی تکبیر ہو گئی ۔ سیدنا ابوبکر ص ان کے قریب سے گزرے توعرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ نماز کو نکلئے اور ان کے منہ میں خاک ڈالئے ۔نبی (ص) نکلے اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب نبی (ص) نماز پڑھ چکیں گے تو سیدنا ابوبکر ص آن کر مجھ پر (ص) یسا ویسا خفا ہوں گے ۔پھر جب آپ (ص) نماز پڑھ چکے تو سیدنا ابوبکر ص ان کے پاس آئے اور ان کو بہت سخت سست کہا اور کہا کہ تو ایساکرتی ہے (یعنی نبی (ص) کے آگے چیختی اور آواز بلند کرتی ہے)؟

باب: باکرہ اور ثیبہ عورت کے پاس رات گزارنے کے متعلق فرق کا بیان۔

839: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے جب ان سے نکاح کیا تو آپ (ص) تین روز ان کے پاس رہے اور پھر فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے پاس کچھ حقیر نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں ایک ہفتہ تمہارے پاس رہوں اور اگر ایک ہفتہ تمہارے پاس رہا تو اپنی سب عورتوں کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا(اور پھر ان سب کے بعد تمہاری باری آئے گی)۔

840: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ جب باکرہ سے نکاح کرے اور پہلے اس سے اس کے نکاح میں ثیبہ ہو، تو اس باکرہ کے پاس سات روز تک رہے (اور بعد اس کے پھر باری مقرر کرے) اور جب ثیبہ سے نکاح کرے جبکہ اس پہلے سے اس کے پاس باکرہ ہو تو اس کے پاس تین دن رہے۔ خالد (راویٔ حدیث) نے کہا کہاکہ اگر میں اس روایت کو مرفوع کہوں تو بھی سچ ہو گا مگر انس ص نے یہ الفاظ کہے تھے کہا کہ سنت اسی طرح ہے۔

باب: ایک عورت کا اپنی باری دوسری عورت کو ہبہ کرنا۔

841: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی عورت کو ایسا نہیں دیکھا کہ میں اس کے جسم میں ہونے کی آرزو کرتی، وہ تیز مزاج کی عورت تھیں۔ پھر جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہاکو دیدی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)!

میں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی۔ پس رسول اللہ (ص) عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو دن رہتے، ایک دن ان کی اپنی باری کا اور ایک سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کا۔

باب: بعض عورتوں کے درمیان باری مقرر نہ کرنے کے متعلق۔

842: عطاء کہتے ہیں کہ ہم سیدنا ابن عباس ص کے ساتھ سرف میں اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے پر حاضر ہوئے تو سیدنا ابن عباس ص نے کہا: خیال رکھو کہ یہ نبی (ص) کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ جب تم ان کا جنازہ مبارک اٹھانا تو ہلانا جلانا نہیں اور بہت نرمی سے لے چلنا۔ اور یہ کہ رسول اللہ (ص) کے پاس نو ازواج مطہرات تھیں جن میں سے آٹھ کیلئے باری مقرر تھی اور ایک کیلئے نہیں۔ عطاء نے کہا کہ جن کیلئے باری مقرر نہیں تھی وہ اُمّ المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (یہ راوی کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی، جیسے اس سے اوپر والی روایت میں ہے)۔

باب: جو کسی عورت کو دیکھے (اور اس کا نفس اس کی طرف مائل ہو) تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس کی رغبت ختم ہو جائے گی۔

843: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے کسی اجنبی عورت کو دیکھا۔ آپ (ص) اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ اس وقت چمڑے کو (رنگنے کیلئے) رگڑ رہی تھیں۔ آپ (ص) نے اپنی ضرورت (جماع) پوری کی اور پھر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: بیشک عورت شیطان کی صورت میں آتی اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ (یعنی اسے دیکھ کر شیطانی خیالات بھڑکتے ہیں) پھر جب تم میں سے کوئی کسی (اجنبی) عورت کو دیکھے (اس پر شیطانی خیالات آئیں) تو اس کو اپنی بیوی کے پاس آنا چاہیئے، اس عمل سے اس کے دل کے خیالاتِ فاسدہ کو ختم ہو جائیں گے۔

باب: عورتوں سے نرمی اور ان سے خیر خواہی کرنے کا بیان۔

844: سیدناابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (ص) نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ جب کوئی امر پیش آئے تو اچھی بات کہے یا چپ رہے اور عورتوں سے خیر خواہی کرو، اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں اونچی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہے۔ پھر اگر تو اسے سیدھا کرنے لگا تو توڑ دے گااور اگر یوں ہی چھوڑ دیا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، عورتوں کی خیر خواہی کرو۔

باب: کوئی مومن (خاوند) کسی مومن عورت (بیوی) سے دشمنی نہ رکھے۔

845: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسو ل اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے سخت بغض نہ رکھے، کہ اگر اس میں ایک عادت ناپسند ہو گی تو دوسری پسند بھی ہو گی یا” غیرہ“ کا لفظ ارشاد کچھ فرمایا۔

باب: اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاوند کی (کبھی) خیانت نہ کرتی۔

846: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو (کبھی) کوئی کھانا اور گوشت خراب نہ ہوتا۔ اور اگر حوا نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی کبھی خیانت نہ کرتی۔

باب: جو (لمبے) سفر سے آئے تو گھر میں جلدی داخل ہونے کی کوشش نہ کرے تاکہ (اس کی) عورت بالوں

(وغیرہ) کو سنوار لے۔

847: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے۔ پھر جب لوٹ آ رہے تھے تو میں اپنے اونٹ کو جو کہ بڑا سست تھا، جلدی جلدی چلا رہا تھا کہ ایک سوار میرے پیچھے سے آیا اور میرے اونٹ کو اپنی چھڑی سے ایک کونچا دیا، جو ان کے پاس تھی اور میرا اونٹ ایسے چلنے لگا کہ کہ جیسے تم کوئی بہت اچھا اونٹ دیکھتے ہو۔ میں نے پھر کر دیکھا تو وہ رسول اللہ (ص) تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے جابر! تمہیں کیا جلدی ہے؟ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ باکرہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے کہا ثیبہ سے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ باکرہ سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔ پھر جب ہم مدینہ آئے اور گھر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ((ص)) نے فرمایاکہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ رات آجائے یعنی عشاء کا وقت، تاکہ پریشان بالوں والی سر میں کنگھی (وغیرہ) کر لے اور جس کا شوہر باہر گیا ہوا ہو وہ زیر ناف بال صاف کر لے۔ پھر آ پ((ص)) نے فرمایا کہ جب گھر جاؤ تو سمجھ داری سے کام لینا (یہ نہ ہو کہ عورت ایام حیض میں ہو اور تم اتنے دنوں بعد آئے ہو اور صبر نہ کر سکو)۔

کتاب: طلاق کے مسائل

باب: مرد حیض کی حالت میں اپنی عورت کو طلاق نہ دے۔

848: نافع سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر ص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تو سیدنا عمر فاروق ص نے نبی (ص) سے استفسار کیا۔ آپ (ص) نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ اسے ایک حیض تک مہلت دو۔ پھر مہلت دو کہ (وہ اس حیض سے) پاک ہو جائے، پھر (اگر طلاق دینا چاہے تو) جماع کرنے سے پہلے طلاق دے۔ اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ راوی (نافع) نے کہا کہ پھر جب سیدنا ابن عمر سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا کہ جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی ہو، تو وہ یہی کہتے کہ اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں (یعنی رجعی ہے) دی ہیں تو اس بارے میں رسول اللہ (ص) نے رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ پھر اسے ایک حیض اور سے پاکیزگی حاصل کرنے کی مہلت دے، اور پھر اسے(پاکیزگی کی حالت میں) جماع کرنے سے پہلے طلاق دے۔ اور اگر تم نے اسے تین طلاق (یعنی طلاق بائنہ جس میں رجوع نہیں) دی ہے تو تم نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے معاملہ میں اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے اور تمہاری بیوی تم سے (مطلقہ) بائنہ ہوگئی۔

849: ابن سیرین کہتے ہیں کہ بیس برس تک مجھ سے ایک شخص جس کو میں متہم نہیں جانتا تھا روایت کرتا تھا کہ سیدنا ابن عمر ص نے اپنی عورت کو تین طلاق حالتِ حیض میں دیں تھیں اور ان کو رجوع کرنے کا حکم ہوا تھا۔ میں اس کی (ص) س روایت کو متہم نہ کرتا تھا اور نہ حدیث کو بخوبی جانتا تھا (کہ صحیح کیا ہے) یہاں تک کہ میں ابوغلاب یونس بن جبیر باہلی سے ملا اور وہ پکے آدمی تھے۔ پس انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے سیدنا ابن عمر ص سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دی تھی تو مجھے رجعت کا حکم دیا گیا۔ راوی نے کہا پھر میں نے پوچھا کہ وہ طلاق بھی ان پر شمار کی گئی تھی؟ (یعنی اگر دو طلاق دو تو وہ ملا کر تین پوری ہو جائیں) انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں کیا اگر وہ

عاجز ہو گیا یا احمق ہو گیا (یہ سیدنا عبداللہ ص نے اپنے آپ کو خود کہا) یعنی اگر اس طلاق کو نہ گنوں تو حماقت ہے۔

باب: نبی (ص) کے دورِ اقدس میں تین طلاق کا بیان۔

850: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) کے دَور میں اور سیدنا ابوبکر کے دَور خلافت اور سیدنا عمر ص کے دَور خلافت میں بھی (پہلے) دو برس تک ایسے تھا کہ جب کوئی یکبارگی تین طلاق دیتا تھا تو وہ ایک ہی شمار کی جاتی تھی۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ لوگوں نے جلدی کرنا شروع کی اس بات میں جس میں انہیں مہلت ملی ہے، پس اگر ہم اس کو جاری کر دیں تو مناسب ہے۔ پھر انہوں نے جاری کر دیا (یعنی یہ حکم دیدیا کہ جو کوئی یکبارگی تین طلاق دے تو تینوں واقع ہو جائیں گی)۔

باب: کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی، وہ عورت دوسرے سے شادی کر لیتی ہے اور اس دوسرے نے دخول نہیں کیا، تو ایسی حالت میں یہ عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہے۔

851: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ القرضی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ (یعنی بائنہ غیر رجعی طلاق) دے دی، تو اس نے (یعنی ان کی بیوی نے) عبد الرحمن بن زبیر ص سے نکاح کر لیا۔ پھر نبی (ص) کے پاس آکر استفسار کیا کہ اے اللہ کے رسول (ص) میں رفاعہ (ص) کے عقد میں تھی کہ اس نے مجھے تین میں سے آخری طلاق دے دی تو میں نے عبدالرحمن بن زبیر ص سے نکاح کر لیا۔ اور اپنی چادر کا ایک پلو پکڑ کر کہنے لگی کہ اللہ کی قسم ان کے پاس تو کپڑے اس پلو کی طرح ہی ہے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ (ص) (اس کی بات سن کر) مسکرا دیئے اور فرمایا کہ شاید تم پھر رفاعہ (ص) کے پاس لوٹنا چاہتی ہو، نہیں ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تمہاری لذت نہ چکھ لے اور تم اس کی لذت نہ چکھ لو (یعنی جماع نہ کر لو)۔ (اس وقت) سیدنا ابوبکر صدیق ص رسول اللہ ((ص))کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور خالد بن سعید بن عامی ص حجرے کے دروازے پر اجازت کے منتظر تھے۔ راوی کہتا ہے کہ خالد ص نے سیدنا ابوبکر صدیق ص کو آواز دی کہ آپ اس عورت کو ڈانتے کیوں نہیں ہو کہ یہ رسول اللہ (ص) کے سامنے کیا کہہ رہی ہے؟۔

باب: (کسی چیز کو) حرام کہنے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿یا ایھا النبی لم تحرم ما احل الله لک﴾ (التحریم:1) کے متعلق، اور اس میں اختلاف کا بیان۔

852: سیدنا ابن عباس صکہتے ہیں کہ جب کوئی اپنی بیوی کو کہے تو مجھ پر حرام ہے، تو یہ قسم ہے اس میں کفارہ دینا ضروری ہے اور سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ (ص) کے طریقہ میں بہتر نمونہ ہے۔

853: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرا کرتے اور ان کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ پس اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اور اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایکا کیا کہ جس کے پاس بھی آ پ((ص)) تشریف لائیں، وہ آپ (ص) سے عرض کرے کہ میں آپ کے پاس سے مغافیر کی بدبو پاتی ہوں، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ (یہ ایک قسم کا گوند ہے جس کی بو ناپسندیدہ تھی)۔ نبی (ص) جب ایک کے پاس آئے تو اس نے آپ (ص) سے یہی کہا، تو آپ((ص)) نے فرمایا بلکہ میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا ہے اور اب کبھی نہ پیوں گا۔ پھر یہ آیت اتری کہ "اے نبی ((ص))! آپ (ص) اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ

نے آپ کیلئے حلال کیا ہے... اگر وہ دونوں توبہ کریں“ یعنی اُمّ المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ ”نبی نے ایک بات چپکے سے اپنی ایک بیوی سے کہی“ (التحریم: 3-1) تو اس بات سے وہی بات مراد ہے جو نبی (ص) نے فرمایا تھا کہ میں نے شہد پیا ہے۔

854: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کو شیرینی اور شہد بہت پسند تھا اور (آپ (ص) کی عادت مبارکہ تھی کہ) جب آپ (ص) نمازِ عصر پڑھ چکتے تو اپنی ازواج مطہرات کے پاس آتے اور ہر ایک سے قریب ہوتے۔ پس ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہاں اور دنوں سے زیادہ ٹھہرے تو میرے اس کا سبب دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کی قوم کی ایک عورت کے پاس سے ان کے پاس شہد کی ایک کپی ہدیہ میں آئی تھی، اور انہوں نے رسول اللہ (ص) کو شہد کا شربت پلایا ہے۔ پس میں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم ان سے ایک تدبیر کریں گی۔ میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور ان سے کہا کہ جب نبی (ص) تمہارے پاس آئیں اور تم سے قریب ہوں تو تم کہنا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ (ص) کہیں گے نہیں، تو تم آپ (ص) سے کہنا کہ پھر یہ بدبو کیسی ہے؟ اور رسول اللہ (ص) کی عادت تھی کہ آپ (ص) کو اس بات سے بہت نفرت تھی کہ آپ سے بدبو آئے پھر نبی (ص) تم سے کہیں گے کہ مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے، تب تم آپ (ص) سے کہنا کہ شاید اس کی مکھی نے عرفط کے درخت سے رس چوس لیا ہے (عرفط اسی درخت کا نام ہے جس کی گوند مغافیر ہے)۔ اور میں بھی ان سے ایسا ہی کہوں گی او راے صفیہ (رضی اللہ عنہا) تم بھی آپ (ص) سے ایسا ہی کہنا۔ پھر جب آپ (ص) سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ قسم ہے جس اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں قریب تھی کہ نبی (ص) سے باہر نکل کر وہی بات کہوں جو تم نے (اے عائشہ) مجھ سے کہی تھی اور نبی (ص) دروازے پر تھے اور میرا کہنے میں اس طرح جلدی کرنا تمہارے ڈر سے تھا، پھر جب رسول اللہ (ص) نزدیک ہوئے تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ (ص) نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا نہیں پھر انہوں نے کہا کہ یہ بدبو کس کی ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے حفصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ مکھی نے عرفط کا رس چوس لیا ہے (اس لئے اس کی بو شہد میں آ گئی ہے) پھر جب میرے پاس آئے تو میں (عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بھی آپ((ص)) سے یہی کہا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کہا، تو جب دوبارہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں اس میں سے آپ کیلئے شہد لاؤں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سبحان اللہ! ہم نے رسول اللہ((ص)) کو شہد پینے سے روک دیا، تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ چپ رہو۔

باب: مرد کا اپنی بیوی کو اختیار دینا۔

855: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر ص آئے اور رسول اللہ (ص) کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو دیکھا کہ آپ (ص) کے دروازے پر جمع ہیں اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہوئی۔ راوی نے کہا کہ سیدنا ابوبکر ص کو اجازت مل گئی تو اندر چلے گئے۔ پھر سیدنا عمر ص آئے اور اجازت چاہی تو انہیں بھی اجازت مل گئی اور نبی (ص) کو پایا کہ آپ (ص) بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے گرد آپ (ص) کی ازواج مطہرات ہیں کہ غمگین چپکے بیٹھی ہوئی ہیں۔ سیدنا عمر ص نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں ضرور کوئی ایسی بات کہوں کہ نبی (ص) کو ہنساؤں۔ پس انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کاش

آپ دیکھتے کہ خارجہ کی بیٹی کو (یہ سیدنا عمر ص کی زوجہ ہیں) کہ اس نے مجھ سے خرچ مانگا تو میں اس کے پاس کھڑا ہو کر اس کا گلا گھونٹنے لگا، تو رسول اللہ (ص) ہنس دئیے اور فرمایا کہ یہ سب بھی میرے گرد ہیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔ پس سیدنا ابوبکر ص کھڑے ہو کر عائشہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے اور سیدنا عمر ص حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور دونوں (اپنی اپنی بیٹیوں سے) کہتے تھے کہ تم رسول اللہ (ص) سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے؟ اوروہ کہنے لگیں کہ اللہ کی قسم ہم کبھی رسول اللہ (ص) سے ایسی چیز نہ مانگیں گی جو آپ (ص) کے پاس نہیں ہے۔ پھر آپ (ص) ان سے ایک ماہ یا انتیس دن جدا رہے۔ پھر آپ (ص) پر یہ آیت اتری کہ ”اے نبی (ص)! اپنی بیویوں سے کہہ دو ... سے ... اجر عظیم ہے“ تک (احزاب: 28,29)۔ پس رسول اللہ (ص) پہلے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ اے عائشہ! میں تم پر ایک چیز پیش کر رہا ہوں ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس میں جلدی نہ کرو جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ کیا بات ہے؟ پھر آپ (ص) نے ان پر یہ آیت پڑھی تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ص) کیا میں آپ (ص) کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں؟ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول (ص) کو اختیار کرتی ہوں۔ اور میں آپ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنی ازواج میں سے کسی کو میرے اس جواب کی خبر نہ دیں جو میں نے دیا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان میں سے جو بیوی مجھ سے پوچھے گی میں اسے فوراً خبر کر دوں گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تنگی اور سختی کرنے والا نہیں بلکہ آسانی سے سکھانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

856: مسروق کہتے ہیں کہ مجھے کچھ خوف نہیں اگر میں اختیار دوں اپنی بیوی کو ایک بار یا سو بار یا ہزار بار جب وہ مجھے پسند کر چکی ہے اور میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہو گئی؟ (یعنی نہیں ہوئی)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وان تظاہرا علیہ﴾ کے متعلق۔

857: سیدنا عبداللہ بن عباس ص سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک سیدنا عمر ص سے اس آیت کے بارے پوچھنے کا ارادہ کرتا رہا لیکن ان کے رعب کی وجہ سے نہ پوچھ سکا، یہاں تک کہ وہ حج کو نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔ پھر جب واپسی میں تھے کہ سیدنا عمر ایک بار پیلو کے درختوں کی طرف کسی حاجت کو جھکے اور میں ان کیلئے ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے تو میں ان کے ساتھ چلا۔ اور میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! وہ دونوں عورتیں کون ہیں جنہوں نے رسول اللہ (ص) پر آپ کی ازواج میں سے زور ڈالا، تو انہوں نے کہا کہ وہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہیں۔کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم میں آپ سے اس بارے میں ایک سال سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن آپ کی ہیبت سے نہ پوچھ سکا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں ایسامت کرو، جو بات تمہیں خیال آئے کہ مجھے معلوم ہے اس کو تم مجھ سے دریافت کر لو، اگر میں جانتا ہوں تو تمہیں بتا دوں گا۔کہتے ہیں پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم پہلے جاہلیت میں گرفتار تھے اور عورتوں کو کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے ادائے حقوق میں اتارا جو کہ اتارا اور ان کیلئے باری مقرر کی جو مقرر کی۔ چنانچہ ایک دن ایسا ہوا کہ میں کسی کام میں مشورہ کر رہا تھاکہ میری بیوی نے کہا کہ تم اس طرح کرتے تو خوب ہوتا، تو میں نے اس سے کہا کہ تجھے میرے کام میں کیا دخل؟ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں تجھے اس سے کیا سروکار؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابن خطاب! تعجب ہے تم تو چاہتے ہو کہ کوئی تمہیں جواب ہی نہ دے حالانکہ

تمہاری صاحبزادی رسول اللہ (ص) کو جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ وہ دن بھر غصے رہتے ہیں سیدنا عمر ص نے کہا کہ پھر میں اپنی چادر لے کر گھر سے نکلا اور حفصہ پر داخل ہوا اور اس سے کہا کہ اے میری پیاری بیٹی! تو رسول اللہ (ص) کو جواب دیتی ہے یہاں تک کہ وہ دن بھر غصے میں رہتے ہیں؟ تو حفصہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو ان کو جواب دیتی ہوں پس میں نے اس سے کہا کہ تو جان لے میں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور رسول اللہ (ص) کی ناراضگی سے ڈراتا ہوں اے میری بیٹی! تم اس بیوی کے دھوکے میں مت رہو جو اپنے حسن، اور رسول اللہ (ص) کی محبت پر ناز کرتی ہیں (یعنی اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا)۔ پھر میں وہاں سے نکلا اور اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس قرابت کے سبب جو مجھے ان کے ساتھ تھی داخل ہوا اور میں نے ان سے بات کی۔ اُمّ اسلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا کہ اے ابن خطاب! تم پر تعجب ہے کہ تم ہر چیز میں دخل دیتے ہو یہاں تک کہ تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ (ص) اور ان کی ازواج کے معاملے میں بھی دخل دو۔ مجھے ان کی اس بات سے بہت صدمہ پہنچا جس نے مجھے اس نصیحت سے باز رکھا جو میں کرنا چاہتا تھا۔ اور میں ان کے پاس سے چلا آیا۔ انصار میں سے میرا ایک دوست تھا کہ جب میں غائب ہوتا تو وہ مجھے (رسول اللہ (ص) کی مجلس اور احادیث کی) خبر دیتا اور جب وہ غائب ہوتا تو میں اس کو خبر دیتا تھا اور ہم ان دنوں غسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا خوف رکھتے تھے اور ہم میں چرچا تھا کہ وہ ہماری طرف آنے کاارادہ رکھتاہے اور ہمارے سینے اس کے خیال سے بھرے ہوئے تھے۔ اس دوران میرے دوست نے آکر دروازہ بجایا اور کہا کہ کھولو کھولو! میں نے کہا کہ کیا غسانی آگئے؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پریشانی کی ایک بات ہے، کہ رسول اللہ (ص) اپنی ازواج مطہرات سے جدا ہو گئے ہیں۔ پس میں نے کہا کہ حفصہ اور عائشہ کی ناک خاک آلود ہوئی پھر میں نے اپنے کپڑے لئے اور نکلا یہاں تک کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس حاضر ہوا اور آپ (ص) ایک بالاخانے میں تھے کہ اس کے اوپر کھجور کی ایک جڑ سے چڑھتے تھے اور رسول اللہ (ص) کا ایک سیاہ فام غلام اس سیڑھی کے سرے پر تھا۔ پس میں نے کہا کہ یہ عمر ہے میرے لئے اجازت دی گئی۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ پھر میں نے یہ سب قصہ رسول اللہ (ص) سے بیان کیا اور جب میں اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات پر پہنچا تو رسول اللہ (ص) مسکرا دیئے اور آپ (ص) ایک چٹائی پر تھے کہ ان کے اور چٹائی کے بیچ میں اور کوئی بچھونا نہ تھا اورآپ((ص)) کے سرکے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ اور آپ (ص) کے پیروں کی طرف سلم کے کچھ پتے ڈھیر تھے (جس سے چمڑے کو رنگتے ہیں) اور آپ((ص)) کے سرہانے ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ (ص) کے پہلو پر چٹائی کا اثر اور نشان دیکھا تو رونے لگا۔ آپ (ص) نے فرمایا: اے عمر! تجھے کس بات نے رلایا؟ میں نے کہ کہ اے اللہ کے رسول (ص)! بیشک کسریٰ اور قیصر عیش میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ ان کیلئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت۔

تکیہ تھا جس میں کھجور کا چھلکا بھرا ہوا تھا۔ اور آپ (ص) کے پیروں کی طرف سلم کے کچھ پتے ڈھیر تھے (جس سے چمڑے کو رنگتے ہیں) اور آپ((ص)) کے سرہانے ایک کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا۔ میں نے رسول اللہ (ص) کے پہلو پر چٹائی کا اثر اور نشان دیکھا تو رونے لگا۔ آپ (ص) نے فرمایا: اے عمر! تجھے کس بات نے رلایا؟ میں نے کہ کہ اے اللہ کے رسول (ص)! بیشک کسریٰ اور قیصر عیش میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ ان کیلئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت۔

کتاب: عدت کے مسائل

باب: حاملہ عورت اپنے خاوند کی وفات کے (تھوڑے عرصے) کے بعد بچے جنے (تو اس کی عدت کا بیان)۔

858: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم الزہری کو لکھا کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں اور ان سے ان کی حدیث کے بارے میں پوچھیں کہ ان سے رسول اللہ (ص) نے کیا فرمایا تھا جب انہوں نے آپ (ص) سے فتویٰ طلب کیا تھا؟ تو عمر بن عبداللہ نے ان کو لکھا کہ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی ہے کہ وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھے اور غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ حجة الوداع میں انہوں نے وفات پائی تو یہ حاملہ تھیں۔ پھر ان کی وفات کے کچھ ہی دیر بعد وضع حمل (یعنی ولادت) ہو گئی۔ اور جب اپنے نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے منگنی کا پیغام دینے والوں کے لئے بناؤ سنگار کیا۔ ابوالسنابل جو قبیلہ بنی عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے، ان کے پاس آئے اور کہا کہ کیا سبب ہے کہ میں تمہیں سنگار کئے ہوئے دیکھتا ہوں؟ شاید تم نکاح کا ارادہ رکھتی ہو؟ اور اللہ کی قسم تم نکاح نہیں کر سکتیں جب تک تم پر چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب انہوں نے مجھ سے یوں کہا تو میں اپنی چادر اوڑھ کر شام کو نبی (ص) کے پاس آئی اور آپ (ص) سے پوچھا، توآپ (ص) نے مجھے فتویٰ دیا کہ میری عدت اسی وقت اپنی پوری ہو چکی تھی جب میں نے وضع حمل کیا اور اگر میں چاہوں تو مجھے نکاح کی اجازت دی۔ ابن شہاب نے کہا کہ میں اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں جانتا کہ کوئی عورت بعد وضع کے اسی وقت نکاح کرے اگرچہ وہ ابھی خون نفاس میں ہو مگر اتنی بات ضرور ہے کہ اس کا شوہر اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے۔

باب: مطلقہ عورت اپنے باغ کی کھجوروں کو توڑنے کیلئے (باہر) جا سکتی ہے۔

859: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی اور انہوں نے چاہا کہ اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لیں، تو ایک شخص نے ان کو باہر نکلنے پر انہیں جھڑکا۔ وہ نبی (ص) کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ (ص) نے فرمایا کیوں نہیں تم جاؤ اور اپنے باغ کی کھجوریں توڑ لو۔ اس لئے کہ شاید تم اس میں سے صدقہ دو (تو اوروں کا بھلا ہو) یا اور کوئی نیکی کرو (کہ تمہارا بھلا ہو)۔

باب: مطلقہ عورت اپنے اوپر کسی ڈر کی وجہ سے اپنے گھر سے جا سکتی ہے۔

860: سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دیدی ہیں اور مجھے اپنے ساتھ سختی اور بدمزاجی کا خوف ہے، تو نبی (ص) نے حکم دیا کہ وہ کسی اور گھر میں چلی جائیں۔ (راوی نے کہا کہ) وہ دوسری جگہ چلی گئیں۔

861: ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے اس کو خبر دی کہ وہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھیں اور ابو عمرو نے انہیں تین طلاقوں میں سے تیسری بھی دہ دی۔ پھر وہ گمان کرتی تھی کہ وہ نبی (ص) کے پاس آئی تھی اور اس گھر سے نکلنے کے بارے میں فتویٰ پوچھا تھا، تو آپ (ص) نے اس کو عبداللہ بن ام مکتوم ص کے پاس منتقل ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس مروان نے اس بات کی تصدیق کرنے سے انکار کیا کہ مطلقہ عورت (خاوند کے) گھر سے نکل سکتی ہے۔ اور عروہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فاطمہ کی بات کا انکار کر دیا۔ (مطلقہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے)۔

باب: مطلقہ عورت عدت کے بعد شادی کر سکتی ہے۔

862: سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے شوہر نے انہیں تین طلاق دہ دیں اور رسول اللہ (ص) نے نہ اسے گھر دلوایا اورنہ خرچہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے رسول

اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے خبر دینا۔ تو میں نے آپ (ص) کو خبر دی۔ اور انہیں سیدنا معاویہ، ابوجہم اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے (شادی کے لئے)پیغام بھیجا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ معاویہ تو مفلس ہے کہ اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے والا ہے مگر اسامہ۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیاکہ اسامہ اسامہ (یعنی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا) اور رسول اللہ (ص) نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول (ص) کی فرمانبرداری تجھے بہتر ہے۔ پھر میں نے ان سے نکاح کرلیا اور عورتیں مجھ پر رشک کرنے لگیں۔ (یعنی ہماری شادی کی کامیابی پر)۔

باب: میت پر عدت کے دوران سوگ اور (آنکھوں میں) سرمہ نہ لگانے کے متعلق۔

863: حمید بن نافع زینب بنت ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے انہیں (حمید کو) ان تین احادیث کی خبر دی۔ کہتے ہیں کہ زینب نے کہا کہ اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے باپ ابوسفیان ص فوت ہوئے، تو میں ان کے پاس گئی۔ امّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جو زرد خلوق تھی (ایک قسم کی مرکب خوشبو ہے) یا کوئی اور خوشبو تھی اور ایک لڑکی کو (اپنے ہاتھوں سے) لگائی اور پھر ہاتھ اپنے گالوں پر پھیر لئے اور کہا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی حاجت نہیں تھی مگر (یہ صرف عام عورتوں کی تعلیم کیلئے تھا) میں نے رسول اللہ (ص) سے سناہے کہ آپ (ص) منبر پر فرما رہے تھے کہ اس شخص کو حلال نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو کہ وہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر یہ کہ عورت اپنے شوہر کیلئے چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔ زینب نے کہا کہ پھر میں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب ان کے بھائی فوت ہوئے، تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور لگائی، پھر کہا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی حاجت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے کہ آپ (ص) منبر پر فرما رہے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اس کو یہ درست نہیں ہے کہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوا اس عورت کے جس کا خاوند فوت ہو جائے کہ وہ چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اپنی ماں اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ایک عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ (ص)! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں، تو کیا اس کے سرمہ لگاؤں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر اس عورت نے دو یا تین بار پوچھا تو آپ (ص) نے ہر بار فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ اب تو عدت کے چار مہینے اور دس دن ہی ہیں جاہلیت میں تو عورت پورے ایک برس بعد مینگنی پھینکتی تھی۔ (راوی حدیث) حمید کہتے ہیں کہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ سال بھر مینگنی پھنکتی تھی؟ تو زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (جاہلیت کے زمانے میں) جب عورت کا خاوند فو ہو جاتا تو وہ ایک گھونسلے میں گھس جاتی (یعنی چھوٹے سے اور بدصورت گھر میں)، بُرے سے بُرا کپڑا پہنتی، نہ خوشبو لگاتی نہ کچھ اور، یہاں تک کہ ایک سال گزر جاتا۔ پھر ایک جانور اس کے پاس لاتے گدھا یا بکری یا چڑیا جس سے وہ اپنی عدت توڑتی (اس جانور کو اپنی کھال پر رگڑتی یااپنا ہاتھ اس پر پھیرتی) ایسا بہت کم ہوتا کہ وہ جانور زندہ رہتا (اکثر مر جاتا کچھ شیطان کااثر ہو گا یا اس کے بدن پر میلی کچیلی ایک گھونسلے میں رہنے سے زہر دار مادے چڑھ جاتا ہو گا جو جانور پر اثر کرتا ہو گا) پھر وہ باہر نکلتی اور ایک مینگنی اس کو دیتے، اس کو پھینک کر پھر جو چاہتی خوشبو وغیرہ لگاتی۔

باب: عدت گزارنے والی عورت کو خوشبو اور رنگین کپڑا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

864: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی عورت کسی میت پر

تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کر سکتی، البتہ بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے گی۔ اور (اس عدت کی مدت میں) رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر ”عصب“ کا کپڑا اور سرمہ نہ لگائے اور خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے مگر جب (حیض سے) پاک ہو تو ایک پھایا قسط یا اظفار (ایک قسم کی خوشبو) کا استعمال کر سکتی ہے۔

بدن پر میلی کچیلی ایک گھونسلے میں رہنے سے زہر دار مادہ چڑھ جاتا ہو گا جو جانور پر اثر کرتا ہو گا) پھر وہ باہر نکلتی اور ایک مینگنی اس کو دیتے، اس کو پھینک کر پھر جو چاہتی خوشبو وغیرہ لگاتی۔

باب: عدت گزارنے والی عورت کو خوشبو اور رنگین کپڑا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

864: سیدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کر سکتی، البتہ بیوی اپنے خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے گی۔ اور (اس عدت کی مدت میں) رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر ”عصب“ کا کپڑا اور سرمہ نہ لگائے اور خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے مگر جب (حیض سے) پاک ہو تو ایک پھایا قسط یا اظفار (ایک قسم کی خوشبو) کا استعمال کر سکتی ہے۔

کتاب: لعان کے مسائل

باب: اس آدمی کے متعلق جو اپنی عورت کے پاس (غیر) مرد کو پائے۔

865: سیدنا سہل بن ساعد ی ص سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی ، عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے عاصم! بھلا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ (اگر وہ مار ڈالے)تو پھر تم (اس مرد) کو (قصاص میں) مار ڈالو گے یا وہ کیا کرے؟ تو یہ مسئلہ میرے لئے رسول اللہ (ص) سے پوچھو۔ عاصم ص نے رسول اللہ سے پوچھا تو آپ انے اس قسم کے سوالوں کو ناپسند کیا اور ان کی بُرائی بیان کی۔ عاصم ص نے جو رسول اللہ (ص) سے سنا وہ ان کو شاق گزرا۔ جب وہ اپنے لوگوں میں لوٹ کر آئے تو عویمر ان کے پاس آئے اور پوچھا کہ اے عاصم! رسول اللہ (ص) نے کیا فرمایا؟ عاصم رضی (ص) للہ عنہ نے عویمر ص سے کہا کہ تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا کیونکہ رسول اللہ (ص) کو تیرا (یہ) مسئلہ پوچھنا ناگوار ہوا۔ عویمر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو باز نہ آؤں گا جب تک یہ مسئلہ آپ (ص) سے نہ پوچھوں گا پھر عویمر ص رسول اللہ (ص) کے پاس تمام لوگوں (محفل) میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ (ص) ! آپ کیا فرماتے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھے تو (کیا) اس کو مار ڈالے؟ پھر آپ اس (مرد) کو (قصاص میں) مار ڈالیں گے یا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم اترا تو جا اور اپنی بیوی کو لے کر آ۔ سیدنا سہل ص نے کہا کہ پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ (ص) کے پاس موجود تھا جب وہ فارغ ہوئے تو عویمرنے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر میں اب اس عورت کو رکھوں تو میں جھوٹا ہوں پھر سیدنا عویمر ص نے اس کو تین طلاق دیدیں اس سے پہلے کہ رسول اللہ (ص) اس کو (اس بات کا) حکم کرتے۔ ابن شہاب نے کہا کہ پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ٹھہر گیا۔

866: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ ص نے کہا یارسول اللہ (ص) ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تومیں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں بیشک۔ سیدنا سعد ص نے کہا کہ ہر گز نہیں، قسم اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجاہے کہ میں تو اس علاج تلوار سے جلد ہی کر دوں گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تمہارے سردار کیا کہتے ہیں؟ وہ بڑے غیرت دار ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ جل جلالہ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔

867: سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مصعب بن زبیر کی خلافت میں میرے سے لعان کرنے والوں کا مسئلہ پوچھا گیا تو میں حیران ہوا کہ کیا جواب دوں تو میں مکہ میں واقع سیدنا عبداللہ بن عمر ص کے مکان کی طرف چلا اور ان کے غلام سے کہا کہ میری عرض کرو۔ اس نے کہا کہ وہ (عبداللہ بن عمر ص) آرام کرتے ہیں انہوں نے میری آواز سنی تو کہا کہ کیا جبیر کا بیٹا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اندر آجاؤ، اللہ کی قسم تم کسی کام سے آئے ہو گے۔ میں اندر گیا تو وہ ایک کمبل بچھائے بیٹھے تھے اور ایک تکئے پر ٹیک لگائے تھے جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! لعان کرنے والوں میں جدائی کی جائے گی؟ انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! بیشک جدائی کی جائے گی اور سب سے پہلے اس باب میں فلاں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا جو فلاں کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ کیا سجھتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت کو بُرا کام کراتے دیکھے تو کیا کرے اگر منہ سے نکالے تو بُری بات اگر چپ رہے تو ایسی بُری بات سے کیونکر چپ رہے؟ رسول اللہ (ص) یہ سن کر چپ ہو رہے اور جواب نہیں دیا پھر وہ شخص آپ (ص) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص) ! جو بات میں نے آپ (ص) سے پوچھی تھی میں خود اس میں پڑ گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں سورۂ نور میں ”اور وہ لوگ جو اپنی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں……“ آخر تک آپ (ص) نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اس کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے (یعنی اگر تو جھوٹ طوفان باندھتا ہے تو اب بھی بول دے حد قذف کے اسی کوڑے پڑ جائیں گے مگر یہ جہنم میں جلنے سے آسان ہے) وہ بولا قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچائی کے ساتھ بھیجا کہ میں نے عورت پر طوفان نہیں جوڑا۔ پھر آپ (ص) نے اس عورت کو بلایاا ور اس کو ڈرایا اور سمجھایا اورفرمایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے وہ بولی کہ قسم اس کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ میرا خاوند جھوٹ بولتا ہے تب آپ (ص) نے مرد سے شروع کیا اور اس نے چار گواہیاں دیں اللہ تعالیٰ کے نام کی یقینا وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو پھر عورت کو بلایا اور اس نے چار گواہیاں دیں اللہ تعالیٰ کے نام کی یقینا مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار میں یہ کہا کہ اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر مرد سچا ہو۔ اس کے بعد آپ (ص) نے ان دونوں میں جدائی کر دی۔

868: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے لعان کرنے والوں کو فرمایا کہ تم دونوں کاحساب اللہ تعالیٰ پر ہے اور تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ آپ (ص) نے خاوند سے فرمایا کہ اب تیرا عورت پر کوئی بس نہیں کیونکہ وہ تجھ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئی۔ مرد بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! میرا مال، جو اس نے لیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مال تجھے نہیں ملے گا کیونکہ اگر تو سچا ہے تو اس مال کا بدلہ ہے جو اس کی شرمگاہ تجھ پر حلال ہو گئی اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال اور دور ہو گیا (یعنی بلکہ تیرے اوپر جھوٹ کااور وبال ہوا)۔

869: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ (ص) کے دَور میں لعان کیا تو پھر آپ (ص)

نے دونوں کے درمیان جدائی کر دی اور بچے کا نسب ماں سے لگا دیا۔

870: محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک ص سے پوچھا اور میں یہ سمجھتا تھا کہ انہیں معلوم ہے پس انہوں نے کہا کہ ہلال بن امیہ ص نے نسبت کی زنا کی اپنی بیوی کو شریک بن سحماء سے اور ہلال بن امیہ براء بن مالک ص کا مادری بھائی تھا اور اس نے اسلام میں سب سے پہلے لعان کیا راوی نے کہا کہ پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اس عورت کو دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ سفید رنگ کا سیدھے بالوں والا، لال آنکھوں والا پیدا ہو تو وہ ہلال بن امیہ کا ہے اور جو سرمگین آنکھوں والا، گھونگھریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہو تو وہ شریک بن سحماء کا ہے۔ سیدنا انس بن مالک ص نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی کہ اس عورت کا لڑکا سرمگیں آنکھ، گھونگھریالے بال، پتلی پنڈلیوں والا پیدا ہوا۔

باب: بچے کا انکار اور ”رگ“ کے گھسیٹنے کے متعلق۔

871: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ بنی فزارہ میں سے ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیوی کے ایک کالا بچہ پیدا ہوا ہے (تو وہ میرا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ میں کالا نہیں ہوں) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کا رنگ کیا ہے؟ وہ بولا کہ لال ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان میں کوئی خاکی بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں خاکی بھی ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر یہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا کسی رگ نے گھسیٹ لیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرے بچے میں بھی کسی رگ نے یہ رنگ گھسیٹ لیا ہو گا۔

باب: بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔

872: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ص اور عبد بن زمعہ ص دونوں نے ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کیا سیدنا سعد نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ لڑکا میرے بھائی کا بچہ ہے کہ میرے بھائی کا نام عتبہ بن ابی وقاص ہے اور انہوں نے مجھ سے کہہ رکھا تھا کہ یہ میرا فرزند ہے اور آپ (ص) اس میں شباہت ملاحظہ فرما لیں اور عبد بن زمعہ ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کے فراش پر اس کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پس رسول اللہ (ص) نے اسے دیکھا کہ وہ عتبہ کیساتھ بخوبی مشابہت رکھتا ہے اور فرمایا کہ اے عبد! لڑکا اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کو بے نصیبی اور محرومی ہے یا پتھر ہے اور اے سودہ (رضی اللہ عنہا) زمعہ کی بیٹی! تم اس سے پردہ کرو پھر اُمّ المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

باب: قیافہ شناس کی بات بچے کے متعلق قابل قبول ہے۔

873: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ (ص) میرے پاس تشریف لائے اور آپ (ص) خوش تھے اور فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے نہ دیکھا کہ مجزز مدلجی میرے پاس آیا اور اسامہ اور زید دونوں کو دیکھا اور یہ دونوں ایک چادر اس طرح اوڑھے تھے کہ ان کا سر ڈھپا ہوا تھا اور پیر کھلے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پیر ایک دوسرے کے جزو ہیں (یعنی ایک باپ کے ہیں دوسرے بیٹے کے)۔

کتاب: دودھ پلانے کے مسائل

باب: دودھ سے بھی ویسے ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے ولادت سے۔

874: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ان کے پاس تشریف فرما تھے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! کوئی شخص آپ کے گھر پر اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ فلاں شخص ہے جو حفصہ (رضی (ص) للہ عنہا) کا رضاعی چچا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! اگر فلاں شخص (اپنے رضاعی چچا) زندہ ہوتا تو کیا میرے گھر آسکتا تھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں، رضاعت سے بھی ویسے ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسی ولادت سے۔

باب: دودھ کی حرمت آدمی کے پانی سے ہوتی ہے۔

875: اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا آیا اور مجھ سے (اندر آنے کی) اجازت مانگی، تو میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں نبی (ص) سے اس کے متعلق مشورہ نہ لے لوں۔ جب رسول اللہ (ص) آئے تو میں نے عرض کیا کہ میرے رضاعی چچا نے میرے پاس آنے کی مانگی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہارا چچا تمہارے پاس آ سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے دودھ عورت نے پلایا تھا نہ کہ کسی مرد نے (یعنی دودھ عورت پلائے اور حقوق مرد کو بھی مل جائیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس آسکتا ہے۔

باب: رضاعی (دودھ کی) بھتیجی کی حرمت۔

876: امیر المؤمنین سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ کو کیا ہے کہ (خاندان) قریش میں (نکاح) شوق سے کرتے ہیں لیکن ہمیں چھوڑ دیتے ہیں؟ (یعنی ہمارے پاس رشتے موجود ہیں لیکن آپ (ص) لیتے ہی نہیں) تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، (سید الشہداء) حمزہ ص کی بیٹی ہے (جو کہ نبی (ص) اور سیدنا علی ص کی چچا زاد بہن تھی)، تو نبی (ص) نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ (وجہ یہ تھی کہ نبی (ص) اور سیدنا حمزہ ص دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا تھا)۔

باب: ربیبہ اور بیوی کی بہن کی حرمت کے متعلق۔

877: اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان ص کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ میری بہن، بنت ابی سفیان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر میں کیا کروں؟ میں نے کہا کہ آپ ان سے نکاح کر لیں۔ (اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت یہ مسئلہ نہیں معلوم تھا کہ دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا منع ہے)، تب آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ امر گوارا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اکیلی تو آپ (ص) کے نکاح میں نہیں ہوں اور پسند کرتی ہوں کہ جو خیر میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہی ہو۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے درہ بنت ابی کو پیغام (نکاح) دیا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اُمّ سلمہ کی لڑکی؟ میں نے کہا ہاں آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ میری گود میں پرورش پانے والی نہ بھی ہوتی جب بھی وہ مجھ پر حلال نہ ہوتی۔ اس لئے کہ وہ رضاعت سے میری بھتیجی ہے مجھے اور اس کے باپ (سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ پس تم لوگ مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا پیغام

نہ دیا کرو۔

باب: ایک دو بار (دودھ) چوسنے کے متعلق۔

878: سیدہ اُمّ فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک گاؤں کا آدمی رسو ل اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) میرے گھر میں تھے۔ اس نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ (ص) ! میری ایک بیوی تھی اور میں نے اس پر دوسری عورت سے نکاح کر لیا میری پہلی بیوی یہ کہتی ہے کہ میں نے اس پر دوسری عورت کو ایک یا دو بار دودھ چوسایا ہے، تو آپ (ص) نے فرمایاکہ ایک بار یا دو بار چوسانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

باب: پانچ بار دودھ پینے کے متعلق۔

879: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلے قرآ ن میں یہ حکم اترا تھا کہ دس بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا اور یہ نازل ہوا کہ پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کا سبب ہے۔ اور رسول اللہ (ص) کی وفات ہوئی تو یہ قرآن میں پڑھا جاتا تھا۔

باب: بڑے آدمی کے دودھ پینے کے متعلق۔

880: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما ان کے اہل خانہ ان کے گھرمیں رہتے تھے اور سہیل کی بیٹی رسول اللہ (ص) کے پاس آئیں (یعنی ابوحذیفہ کی بیوی) اور عرض کیا کہ سالم حد بلوغ کو پہنچ گیا اور مردوں کی باتیں سمجھنے لگا ہے اور وہ ہمارے گھر میں آتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابوحذیفہ کے دل میں اس بارے میں ناپسندیدگی ہے۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ تم سالم کو دودھ پلا دو کہ تم اس پر حرام ہو جاؤ اس سے وہ ناگواری جو ابوحذیفہ کے دل میں ہے، جاتی رہے گی۔ پھر وہ دوبارہ آئیں اور عرض کیا کہ میں نے اس کو دودھ پلا دیا تھا جس سے ابوحذیفہ ص کی ناگواری جاتی رہی۔

881: سیدہ زینب بنت اُمّ سلمہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہما کہتی تھیں کہ نبی (ص) کی تمام ازواج اس سے انکار کرتی تھیں کہ کوئی ان کے گھر میں اس طرح کا دودھ پی کر آئے۔ (یعنی بڑی عمر میں اس کو دودھ پلا دیا جائے جیسے پچھلی حدیث میں گزرا)۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہتی تھیں کہ ہم تو یہی جانتی ہیں کہ یہ سالم کیلئے نبی (ص) کی خاص رخصت تھی اور نبی (ص) ہمارے سامنے ایسا دودھ پلا کر کسی کو نہیں لائے اور نہ ہم اس کو جائز خیال کرتی ہیں۔

باب: دودھ پینا وہ معتبر ہے جو بھوک کے وقت میں ہو (یعنی ایامِ رضاعت دو سال میں ہو)۔

882: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے پاس آئے اور اس وقت میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ آپ (ص) کو سخت ناگوار گزرا اور آپ (ص) کے چہرے پر میں نے غصہ دیکھا، تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ذرا غور کیا کرو دودھ کے بھائیوں میں، اس لئے کہ دودھ پینا وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت میں ہو (یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر)۔ (یا اس کا مطلب یہ ہے کہ رضاعت تب ثابت ہو گی جب بچہ اتنا دودھ پیئے کہ بھوک مٹ جائے۔ ایک دو گھونٹ پینے سے رضاعت حاصل نہ ہوگی۔ واللہ اعلم)۔

کتاب: اپنے اور اہل و عیال پرخرچ کرنے کے مسائل

باب: اپنے نفس، اہل و عیال اور قرابت والوں سے ابتدا کرنے کے متعلق

883: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ بنو عذرہ کے ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کیا مدبر بنا دیا (یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے)۔ اس کی خبر رسول اللہ (ص) کو پہنچی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرے پاس اس کے سوا اور مال ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ تب آپ (ص) نے (اعلان) فرمایا کہ اس کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ تو نعیم بن عبداللہ العدوی نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور درہم نبی (ص) کو لا کر دیئے۔ آپ (ص) نے غلام کے مالک کو اسے دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو، پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر، پھر بچے تو اپنے ناتے والوں پر، پھر بچے تو اِدھر اُدھر اور آپ (ص) آگے اور دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ (یعنی صدقہ کر دے)۔

باب: غلاموں کے خرچے کے متعلق اور جو انکے خرچے کو روکتا ہے، اس کا بیان

884: خیثمہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا داروغہ آیا، تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو خرچ دیدیا؟ اس نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا کہ جاؤ اور ان کا خرچ دیدو اس لئے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کا خرچ اس کے ذمہ اس کا خرچ روک دے۔

باب: اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت۔

885: سیدنا ثوبان ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بہتر اشرفی؟ جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ (اشرفی) ہے جسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لئے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا نفقہ فرض ہے جیسے صغیر اولاد) اور اسی طرح وہ اشرفی جس کو اپنے جانور پر فی سبیل الله خرچ کرتا ہے (یعنی جہاد میں) اور وہ اشرفی جس کو اپنے رفیقوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ابو قلابہ نے کہا کہ (آپ نے) عیال سے شروع کیا پھر ابوقلابہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کس کا ثواب ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ ان کو اس کے سبب سے (کسی کے آگے) ہاتھ پھیلانے سے بچا دے یا نفع دے اور ان کو غنی کر دے۔

886: سیدنا ابومسعود البدری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو مسلمان اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور اس میں ثواب کی امید رکھتا ہے، تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔

باب: عورت کا حق یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال سے معروف طریق پر اسکے اہل و عیال پر خرچ کرے۔

887: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہند (ابوسفیان کی بیوی) نبی (ص) کے پاس آئیں اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کی قسم پوری زمین کی پیٹھ پر کوئی ایسے گھر والے نہ تھے، جن کے متعلق مجھے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کر دے، سوائے آپ کے گھر والوں کے (لیکن اب) پوری زمین کی پشت پر ایسے گھر والے نہیں ہیں جن کا عزت والا ہو جانا مجھے زیادہ پسند ہو، سوائے آپ (ص) کے گھر والوں کے۔ نبی (ص) نے فرمایا! ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پھر ہندہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ابوسفیان (ص) کنجوس آدمی ہیں۔ اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ اس کے اہل و عیال پر خرچ کروں تو مجھ پر گناہ تو نہیں ہوگا؟نبی (ص) نے فرمایا کہ اگر اچھے طریقے کیساتھ (فضول خرچی سے بچ کر اس کے اہل و عیال پر) خرچ کرے توتجھ پر کوئی گناہ نہیں ۔

باب: مطلقہ ثلاث (تین طلاق والی) کا نان و نفقہ (طلاق دینے والے خاوند پر) نہیں۔

888: سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جس کو تین طلاق دی گئی ہوں اس کیلئے نہ گھر ہے اور نہ نفقہ۔

889: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ فاطمہ کو یہ کہنا خوب نہیں ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے نہ مکان ہے اور نہ نفقہ۔

890: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ بڑی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور شعبی بھی ہمارے ساتھ تھے تو شعبی نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (ص) نے نہ اسے گھر دلوایا اور نہ خرچہ (یہ سن کر) اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر شعبی کی طرف پھینکی اور کہا کہ افسوس تم اسے روایت کرتے ہو؟ اور حالانکہ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی (ص) کی سنت کو ایک عورت کے قول سے نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں شاید وہ بھول گئی یا یاد رکھا۔ (مطلقہ ثلاثہ کو) گھر دینا چاہئیے اور خرچہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مت نکالو ان کو ان کے گھروں سے مگرجب وہ کوئی کھلی بے حیائی کریں (یعنی زنا)“۔ (الطلاق: 1)

کتاب: غلاموں کو آزاد کرنے کے مسائل

باب: جو ایک مومن غلام آزاد کرے، اس کی فضیلت۔

891: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو فرماتے ہوئے سنا، فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کو غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو بھی غلام کی شرمگاہ کے بدلے۔

باب: اولاد کا والد کو آزاد کرنا کیسا ہے؟

892: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر اس صورت میں کہ باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر خرید کر آزاد کر دے۔

باب: (مشترکہ غلام کا ایک مالک اگر) اپنا حصہ آزاد کرتا ہے (تو ...)۔

893: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو کوئی شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے، پھر اس کا مال بھی اتنا ہو کہ غلام کی انصاف والی قیمت مقرر کرکے اس غلام میں شریک حصہ داروں کے حصے ادا کر سکے تو غلام اس کے حق میں آزاد ہو جائیگا (اگر اتنا مال نہ ہو تو) اس کا اپنا حصہ آزاد ہو جائیگا۔

باب: سابقہ باب اور کوشش کا بیان۔

894: سیدناابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص اپنا حصہ غلام میں آزاد کر دے، اس کا چھڑانا (یعنی دوسرے حصے کا بھی آزاد کرنا) بھی اسی کے مال سے ہو گا اگر مالدار ہو اگر مالدار نہ ہو تو غلام محنت مزدوری کرے اور اس پر جبر نہ کریں۔

باب: (غلام) آزاد کرنے میں قرعہ ڈالنا۔

895: سیدناعمران بن حصین ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا اور

اس کے پاس ان کے سوا اور کوئی مال نہ تھا۔ رسول اللہ (ص) نے ان کو بلایااور ان کی تین ٹکڑیاں کیں۔ اس کے بعد قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور باقی چار کو غلامی پر باقی رکھا اور آپ (ص) نے میت کے حق میں سخت بات ارشاد فرمائی۔

باب: وِلاء اس کیلئے ہے جس نے آزاد کیا۔

896: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بریرہ میرے پاس آئی اور کہا کہ میرے مالکوں نے میرے ساتھ نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے، ہر برس میں ایک اوقیہ۔پس تم میری مدد کرو۔ میں نے کہا کہ اگر تمہارے مالک راضی ہوں تو میں یہ ساری رقم یکمشت دیدیتی ہوں اور تمہیں آزاد کر دیتی ہوں، لیکن تمہاری ولاء میں لوں گی۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر اپنے مالکوں سے کیا تو انہوں نے نہ مانا اور یہ کہا کہ ولاء ہم لیں گے۔ پھر بریرہ میرے پاس آئی اور یہ بیان کیا تو میں نے اس کو جھڑکا، اس نے کہا اللہ کی قسم یہ نہ ہو گا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ رسول اللہ (ص) نے سن لیا اور مجھ سے پوچھا، تو میرے سب حال بیان کرنے پر آپ (ص) نے فرمایا: تو خرید لے اور آزاد کردے اور ولاء کی شرط انہی کیلئے کر لے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد رسول اللہ (ص) نے شام کو خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جیسے اس کو لائق ہے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ وہ شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ جو شرط اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ سوبار شرط کی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ حقدار ہے اور اللہ کی شرط مضبوط ہے۔ تم میں سے بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ دوسرے سے کہتے ہیں کہ تم (غلام یا باندی کو) آزاد کرو اور وِلاء ہم لیں گے حالانکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔

باب: پہلے باب سے متعلق، اور آزاد شدہ لونڈی کو اپنے خاوند کے متعلق اختیار۔

897: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بریرہ کی وجہ سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اس کو اپنے خاوند کے مقدمہ میں اختیار ملا، جب وہ آزاد ہوئی۔ دوسری یہ کہ اس کو (صدقہ کا) گوشت ملا۔ رسول اللہ میرے پاس آئے اور ہنڈیا میں گوشت آگ پر چڑھا ہوا تھا۔ آپ (ص) نے کھانا مانگا تو روٹی اور گھر کا کچھ سالن سامنے لایا گیا، آپ (ص) نے فرمایا کہ چولہے پر ہنڈیا میں گوشت نہیں چڑھا رکھا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ بیشک یارسول اللہ (ص)! مگر وہ گوشت صدقہ کا تھا جو بریرہ کو ملا تھا اور ہمیں برا معلوم ہوا کہ اس میں سے آپ کو کھلادیں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ اس کیلئے صدقہ تھا اور اسکی طرف سے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ تیسری یہ کہ رسول اللہ (ص) نے بریرہ کے بار ے میں فرمایا کہ وِلاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

باب: ولاء کی بیع اور اس کا ہبہ کرنا منع ہے۔

898: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ولاء کے بیع اور ہبہ سے منع کیا ہے۔

باب: جو شخص اپنی نسبت اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے (اس پر وعید) کے متعلق۔

899: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص کسی کو اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر مولیٰ بنائے، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں لعنت ہے اور قیامت کے دن اس کا نہ کوئی فرض قبول ہو گا نہ نفل۔

باب: مالک جب اپنے غلام کو مارے تو اسے آزاد کر دے۔

900: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو پیٹ رہا تھا کہ اتنے میں مَیں نے پیچھے سے ایک آواز سنی، کہ ابومسعود! جان لو بیشک اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ (ص) تھے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ اللہ کیلئے (یعنی بلا کسی قیمت و شرط) آزاد ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے جلا دیتی یا تجھ سے لگ جاتی۔

901: زاذان سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اسکی پیٹھ پر نشان دیکھا تو پوچھا کہ کیا میں نے تجھے تکلیف دی؟ اس نے کہا نہیں۔ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ تو آزاد ہے۔ پھر زمین پر سے کوئی چیز اٹھائی اور کہا کہ اس کے آزاد کرنے میں مجھے اتنا بھی ثواب نہیں ملا۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص غلام کو بن کئے حد لگا دے (یعنی ناحق مارے) یا طمانچہ لگائے تو اس کا کفارہ (یعنی اتار، جرمانہ) یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

902: سیدنا سوید بن مقرن ص سے روایت ہے کہ ان کی لونڈی کو ایک آدمی نے طمانچہ مارا تو سیدنا سوید ص نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ منہ پر مارنا حرام ہے؟ (ص) ور مجھے دیکھ میں رسول اللہ (ص) کے زمانہ مبارک میں ہم سات بھائیوں کے پاس صرف ایک خادم تھا، بھائیوں میں سے ایک نے اسے طمانچہ مارا تو رسول اللہ (ص) نے اس کے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

باب: جو شخص اپنے غلام یا لونڈی پر زنا کی تہمت لگائے، اس کی سزا کا بیان

903: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ابوالقاسم (ص) نے فرمایا: جو شخص اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کی تہمت لگائے تو اس پر قیامت کے دن حد قذف لگے گی مگر جب کہ وہ سچا ہو(تو پھر سزا نہیں ملے گی)۔

باب: غلاموں پر طعام اور لباس کے معاملے میں احسان کرنا اور ان کو ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دینا۔

904: معرور بن سوید کہتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوذر غفاری ص کے پاس (مقامِ) ربذہ میں گئے وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی ویسی ہی چادر پہنے ہوئے تھا، تو ہم نے کہا کہ اے ابوذرّ! اگر تم یہ دونوں چادریں لے لیتے تو ایک جبہ ہو جاتا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اور میرے ایک بھائی میں لڑائی ہوئی، اس کی ماں عجمی تھی تو میں نے اس کو ماں کی گالی دی۔ اس نے رسول اللہ (ص) سے میری شکایت کر دی۔ جب میں آپ (ص) سے ملا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوذرّ! تجھ میں جاہلیت ہے (یعنی جاہلیت کے زمانہ کا اثر باقی ہے جس زمانہ میں لوگ اپنے ماں باپ سے فخر کرتے تھے اور دوسرے کے ماں باپ کو حقیر سمجھتے تھے)۔ میں نے کہا یارسول اللہ (ص) ! جو کوئی لوگوں کو گالی دے گا تو لوگ اس کے ماں باپ کو گالی دیں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوذرّ! تجھ میں جاہلیت ہے (یعنی اگر اس نے تجھے بُرا کہا تھا تو اس کا بدلہ یہ تھا کہ تو بھی اس کو بُرا کہے نہ کہ اس کے ماں باپ کو) وہ تمہارے بھائی ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ وہ غلام تھا مگر سیدنا ابوذرّ ص نے اس کو بھائی کہا کیونکہ رسول اللہ (ص) نے بھی ان کو بھائی کہا) اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے (یعنی تمہاری مِلک میں) تم ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو اور ان کو ان کی سکت سے زیادہ تکلیف مت دو اگر ایسا کام لو تو تم ان کی مدد کرو۔

905: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم سے کسی کیلئے اس کا خادم کھانا

تیار کرے، پھر لے کر آئے اور وہ کھانا پکانے کی گرمی اور دھواں اٹھا چکا ہو، تو اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ اور کھائے اور اگر کھانا تھوڑا ہو تو لقمہ یا دو لقمے اس کے ہاتھ میں دے دو۔

باب: غلام کا اجر و ثواب جب کہ وہ اپنے سردار سے خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت بھی اچھی طرح بجا لائے۔

906: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی اچھی طرح کرے، تو اس کو دوہرا یا دو گنا ثواب ہو گا (بہ نسبت آزاد شخص کے)۔

907: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: صالح غلام کے لئے دوہرا ثواب ہے (ایک تو اپنے مالک کی خیر خواہی کا دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا)۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ اگر جہاد، حج اور ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنا نہ ہوتا، تو میں یہ خواہش کرتا کہ غلام ہو کر مروں۔ اور سیدنا ابوہریرہ ص نے اپنی والدہ کی صحبت اور خدمت کی وجہ سے ان کے فوت ہونے تک (کوئی نفلی) حج نہیں کیا۔

باب: (مالک کی موت کے بعد) مدبر غلام کی فروخت کے متعلق، جب اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو۔

اس باب کے متعلق میں سیدنا جابر ص کی حدیث کتاب النفقات کے شروع میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث نمبر 883)۔

کتاب: خرید و فروخت کے مسائل

باب: اناج اناج کے بدلے (ایک جنس سے) برابر برابر وزن سے ہو۔

908: سیدنا معمر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کو گندم کاایک صاع دے کر بھیجا اور کہا کہ اس کو بیچ کر جَو لے آ۔ وہ غلام لے کر گیا اور ایک صاع اور کچھ زیادہ ”جو“ لے آیا۔ جب معمر ص کے پاس آیا اور ان کو خبر کی تو معمر ص نے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ جا اور واپس کر دے۔ اور مت لے مگر برابر برابر، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ اناج، اناج کے بدلے برابر برابر بیچو اور ان دنوں ہمارا اناج جَو تھا لوگوں نے کہا جَو اور گیہوں میں تو فرق ہے (اس لئے کمی بیشی جائز ہے)، تو انہوں نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں دونوں ایک جنس کا حکم نہ رکھتے ہوں۔

باب: قبضہ کر لینے سے پہلے گندم کی بیع منع ہے۔

909: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اناج خریدے پھر اس کو (اس وقت تک) نہ بیچے جب تک کہ اس پر قبضہ نہ کر لے۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ میں ہر چیز کو اسی پر خیال کرتا ہوں۔

910: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے (مدینہ کے عامل) مروان بن الحکم سے کہا کہ تو نے سود کی بیع کو درست کر دیا؟ مروان نے کہا کہ کیوں میں نے کیا کیا؟ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ تو نے سند

(رسید) کی بیع جائز رکھی، حالانکہ رسول اللہ (ص) نے اناج کی بیع کرنے سے منع کیا جب تک کہ اس پر قبضہ نہ کر لیا جائے۔ تب مروان نے لوگوں سے خطاب کیا اور ان کو سند (رسید) بیع سے منع کر دیا۔ (راوی حدیث) سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے چوکیداروں کو دیکھا کہ وہ ان سندوں کو لوگوں سے چھین رہے تھے۔

باب: ڈھیر کئے مال کو خریدنے کے بعد (آگے بیچنے کیلئے) اس کی جگہ تبدیل کرنے کے متعلق۔

911: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے، جب تک کہ اس پر قبضہ نہ کر لے۔ اور ہم اناج کو سواروں سے ڈھیر لگا کر خریدا کرتے تھے پھر رسول اللہ (ص) نے ہمیں اس ڈھیر کو اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے بیچنے سے منع فرما دیا۔

باب: ماپے ہوئے اناج کو ڈھیر کے ساتھ بیچنے کے متعلق۔

912: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے بیع مزابنہ سے منع کیا، اور وہ یہ ہے کہ اپنے باغ کا پھل اگر کھجور ہو تو خشک کھجورکے بدلے ناپ کر بیچے اور جو انگور ہو تو سوکھے انگور کے بدلے ناپ کر بیچے اور کھیت ہو تو سوکھے اناج کے بدلے ماپ کر بیچے۔ آپ (ص) نے ان سب سے منع فرمایا (کیونکہ سب میں کمی بیشی کا احتمال ہے)۔

باب: کھجور کی بیع برابر برابر حساب سے۔

913: سیدناابوہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری ص سے مروی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بنی عدی میں سے ایک شخص کو خیبر کا عامل بنایا تو وہ جنیب (ایک عمدہ قسم کی) کھجور لے کر آیا۔ رسول اللہ (ص) نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر میں سب کھجور ایسی ہی ہوتی ہے؟ وہ بولا نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ (ص)! ہم یہ کھجور (ملی جلی) کھجور کے دو صاع دے کر ایک صاع خریدتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایسا مت کرو بلکہ برابر برابر لو، یا ایک کو بیچ کر اس کی قیمت کے بدلے دوسری خرید لو اور ایسے ہی اگر تول کر بیچو تو بھی برابر برابر فروخت کرو۔

باب: کھجور کا ڈھیر (وزن غیر معلوم) کو معلوم الوزن کھجور کے بدلے بیچنے کے متعلق۔

914: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کھجور کا وہ ڈھیر جس کا وزن معلوم نہ ہو ماپی ہوئی معلوم وزن کھجور کے ساتھ بیچنے سے منع فرمایا۔

باب: پکنے سے پہلے پھل کو نہ بیچا جائے۔

915: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے پھلوں کو پکنے سے پہلے (یعنی جب تک آفت وغیرہ سے پاک نہ ہو جائیں) منع کیا (یا یہ کہا کہ) ہمیں منع کیا پھلوں کے بیچنے سے جب تک وہ (کسی آفت وغیرہ سے) پاک نہ ہو جائیں۔

916: ابوالبختری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدناابن عباس ص سے کھجور کے درختوں کی بیع (یعنی ان کے پھلوں کو بیچنے)کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے کھجور کی بیع سے (اس وقت تک) منع کیا ہے جب تک کہ وہ کھائے جانے یا کھلائے جانے اور کاٹ کر رکھنے کے لائق نہ ہوں (راوی کہتے ہیں میں نے) کہا کہ ”یوزن“ سے کیا مراد ہے؟ تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ کاٹ کر محفوظ رکھنے کے قابل ہو جائے۔

باب: پھل کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے بیچنے کی ممانعت۔

917: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے کھجور کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک وہ لال یا زرد نہ ہو جائے (کیونکہ جب سرخی یا زردی اس میں آجاتی ہے تو سلامتی کا یقین ہو جاتا ہے) اور اسی طرح بالی (سٹہ) جب تک سفید نہ ہو جائے اور آفت سے محفوظ ہو جائے بیچنے سے منع فرمایا۔ بیچنے والے کو بیچنے سے اور خریدنے والے کو خریدنے سے منع فرمایا۔

باب: بیع مزابنہ کی ممانعت۔

918: بشیر بن یسار مولیٰ بنی حارثہ سے روایت ہے کہ سیدنا رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ ص نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے بیع مزابنہ سے منع کیا (یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا) مگر عرایا والوں کو اس کی اجازت دی۔ (اس سے مراد وہ غریب لوگ ہیں جنہیں کوئی باغ والا ایک درخت دے دے کہ اس کا پھل آپ استعمال کر لیں)۔

باب: عرایا کی بیع اس کے اندازے سے جائز ہے۔

919: سیدنا زید بن ثابت ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے عریہ (جس کی تعریف اوپر بیان ہوئی) میں اس بات کی رخصت دی کہ ایک گھر کے لوگ اندازے سے خشک کھجور دیں اور اس کے بدلے درخت پر موجود تر کھجور کھانے کو خرید لیں۔

باب: عرایا کی بیع کتنی مقدار تک جائز ہے۔

920: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے نے عرایا میں اندازے سے بیع کی اجازت دی بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو یا پانچ وسق تک (راوئ حدیث داؤد کو شک ہے کہ کیا کہا پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم)۔

باب: پھل کی بیع میں آفت آ جائے تو کیا کیا جائے؟

921: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچے پھر اس پر کوئی آفت آجائے (جس سے پھل تلف ہو جائیں) تو اب تجھے اس سے کچھ بھی لینا حلال نہیں۔ تو کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لے گا، کیا ناحق لے گا۔

باب: پچھلے باب سے متعلق اور (آفت کے وقت) قرض خواہوں کو اتنا لینا چاہیئے جتنا (مقروض) کے پاس ہو۔

922: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہا کے دَور میں درخت پر (لگا ہوا) میوہ خریدا جو قدرتی آفت سے تلف ہو گیا اور اس پر قرض بہت زیادہ ہو گیا (میوے کے تلف ہو جانے کی وجہ سے) تب رسول اللہا نے فرمایا کہ اس کو صدقہ دو۔ لوگوں نے اسے صدقہ دیا لیکن اس سے بھی اس کا قرض پورا نہیں ہوا۔ آخر رسول اللہ (ص) نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا کہ بس اب جو مل گیا سو لے لو اور اب کچھ نہیں ملے گا۔

باب: جو شخص کھجور کا درخت بیچے اور اس درخت پر پھل موجود ہو (تو وہ پھل کس کو ملے گا خریدنے والے کو یا بیچنے والے کو؟)۔

923: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو

شخص کھجور کے درخت کو تابیر کے بعد خریدے تو اس کا پھل بائع کو ملے گا مگر جب مشتری پھل کی شرط کر لے اور جو شخص غلام خریدے تو اس کا مال بائع کا ہو گا مگر جب مشتری شرط کر لے۔ (بائع بیچنے والا اور مشتری خریدنے والا ہوتا ہے)۔

باب: بیع مخابرہ اور محاقلہ کے بیان میں۔

924: زید بن ابی انیسہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو الولید مکی نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور وہ عطاء بن ابی رباح کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے بیع محاقلہ، اور مخابرہ سے منع کیا اور کھجور کے درخت بھی اس وقت تک خریدنے سے منع کیا، جب تک ان کے پھل سرخ یا زرد نہ ہو جائیں یا کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔ اور محاقلہ یہ ہے کہ کھڑا کھیت معین اناج کے بدلے بیچا جائے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت کا پھل خشک کھجور کے چند وثق کے بدلے بیچا جائے اور مخابرہ یہ ہے کہ تہائی یا چوتھائی پیداوار یا اس کی مثل پر زمین دے (جس کو ہمارے ملک میں بٹائی کہتے ہیں)۔ زید نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث سیدنا جابر رضی (ص) للہ عنہ سے سنی ہے کہ وہ اسے رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

باب: کئی سالوں کے لئے بیع منع ہے۔

925: ابوزبیر اور سعید بن میناء سے روایت ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے محاقلہ، مزابنہ سے اور معاومہ سے اور مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ (راویوں میں سے ایک نے کہا کہ معاومہ سے مراد یہ ہے کہ اپنے درخت کا پھل کئی سال کے لئے بیچ دیا جائے) اور آپ نے استثنا کرنے سے منع کیا (یعنی ایک مجہول مقدار نکال لینے سے جیسے یوں کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ غلہ بیچا مگر تھوڑا اس میں سے نکال لوں گا یا یہ باغ بیچا مگر اس میں سے بعض درخت نہیں بیچے کیونکہ اس صورت میں بیع باطل ہو جائے گی اور جو استثناء معلوم ہو جیسے یوں کہے کہ یہ ڈھیر غلے کا بیچا مگر اس میں سے چوتھائی نکال لوں گا تو بالاتفاق صحیح ہے) اور آپ (ص) نے عرایا کی اجازت دی۔

926: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کئی سال کیلئے بیع کرنے سے (یعنی درخت کو یا زمین کو) بیع کرنے سے منع کیا ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ پھل کی کئی سال کی بیع سے منع کیا۔

باب: دو غلاموں کے بدلے میں ایک غلام کی بیع جائز ہے۔

927: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ ایک غلام آیا اور اس نے رسول اللہ (ص) سے ہجرت پر بیعت کی۔ لیکن آپ (ص) کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ پھر اسکا مالک اسکو لینے آیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال پھر آپ (ص) نے دو کالے غلام دیکر اس کو خرید لیا۔ اس کے بعد آپ (ص) کسی سے بیعت نہ لیتے جب تک یہ پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام ہے (یا آزاد)؟۔

باب: بیع مصراۃ کی ممانعت کا بیان۔ (مصرات سے مراد دودھ والا جانور ہے جس کا دودھ کچھ وقت تک روک لیا گیا ہو تاکہ دودھ زیادہ نظر آئے)۔

928: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے تو اس کو تین روز تک اختیار ہے چاہے تو اس کو رکھ لے یا واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجور کاا یک صاع بھی دے۔

باب: جس کا کھانا حرام ہے اس کی بیع حرام ہے۔

929: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص کو خبر پہنچی کہ سیدنا سمرہ ص نے شراب بیچی ہے تو انہوں نے کہا سمرہ ص پر اللہ کی مار! کیا اسے رسول اللہ (ص) کے اس فرمان کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت کی (اس وجہ سے کہ) ان پر چربی کا کھانا حرام ہوا تو انہوں نے اسے پگھلایا اور بیچ دیا

باب: شراب کی بیع حرام ہے۔

930: عبدالرحمن بن وعلہ السبئ (جو مصر کے رہنے والے تھے) سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس ص سے انگور کے شیرے کے بارے میں پوچھا تو سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ (ص) کیلئے شراب کی ایک مشک تحفے میں لایا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں۔ تب اس نے دوسرے سے کان میں بات کی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے کیا بات کی؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کو بیچنے کا کہا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس (اللہ) نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا ہے۔ (یہ سن کر) اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا اور اس میں جو کچھ تھا سب بہہ گیا۔

باب: مردار، بتوں اور خنزیروں کی بیع حرام ہے۔

931: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، انہوں نے مکہ میں رسول اللہ (ص) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! مردار کی چربی کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ یہ کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھالوں میں ملی جاتی ہے اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا: نہیں وہ حرام ہے۔ پھر اسی وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام کیا (یعنی اس کا کھانا) تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

باب: کتے کی قیمت ، رنڈی (فلمسٹار، ہیرو اور ہیروئن اور چکلے والے اور چکلے والی وغیرہ سب) کی خرچی اور نجومی کی مٹھائی لینا منع ہے۔

932: سیدناابومسعود انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے کتے کی بیع، کسی رنڈی فاحشہ کی خرچی اور نجومی کی مٹھائی سے منع کیا۔

باب: بلی کی قیمت لینا منع ہے۔

933: ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر ص سے کتے کی قیمت اور اور بلی کی قیمت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے اس سے سختی سے منع کیا۔

باب: پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔

934: سیدنا رافع بن خدیج ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کتے کی قیمت خبیث ہے اور رنڈی کی خرچی خبیث ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔

باب: پچھنے لگانے والی کی اجرت کے جائز ہونے کا بیان۔

935: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) کو بنی بیاضہ کے ایک غلام نے پچھنے لگائے، پھر نبی (ص) نے

اس کو اس کی اجرت دی۔ اور اس کے مالک سے سفارش کی کہ وہ اس کے ٹیکس میں تخفیف کرے۔ اگر (سینگی لگانے والے کی اجرت) حرام ہوتی تو آپ (ص) اس کو مزدوری ہرگز نہ دیتے۔

936: حمید کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک ص سے پچھنے لگانے والے کی کمائی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ابوطیبہ سے پچھنے لگوائے پھر آپ (ص) نے ان کو دو صاع اناج دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں سے فرمایا کہ اس سے محصول کم لیں۔ (یعنی جو خراج اس سے لیتے تھے) اور آپ (ص) نے فرمایا کہ دواؤں میں جن سے تم علاج کرتے ہو، افضل دوا پچھنے لگانا ہے یا یہ فرمایا: تمہاری بہترین دواؤں میں سے ہے۔

باب: بیع ”حَبَلِ الْحَبَلَةِ“ کے متعلق۔

937: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ جاہلیت کے لوگ اونٹ کا گوشت حبل الحبلہ تک بیچتے تھے۔ اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی جنے پھر اس کا بچہ (اونٹنی) حاملہ ہو اور وہ جنے تو رسول اللہ (ص) نے اس سے منع فرمایا۔

باب: بیع ”ملامسہ“ اور ”منابذہ“ منع ہے۔

938: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں دو قسم کی بیع اور دو قسم کے لباس سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا۔ اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا کپڑا اپنے ہاتھ سے چھوئے رات یا دن کو اور نہ الٹے مگر اسی لئے یعنی بیع کیلئے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنا کپڑا دوسرے کے کپڑے کی طرف پھینک دے، اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینک دے اور یہی ان کی بیع ہو۔ بغیر دیکھے اور بغیر رضا مندی کے اظہار کے۔

باب: کنکری کی بیع (جتنی چیزوں کو کنکری لگے) اور دھوکے کی بیع کے متعلق

939: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے کنکری کی بیع اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

باب: نجش (چڑھتی کی) بیع منع ہے۔

940: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے نجش (یعنی بغیر لینے کے ارادے کے صرف بھاؤ بڑھانے کے لئے زیادہ قیمت لگانے) سے منع فرمایا۔

باب: بھائی کے سودے پر سودا کرنا منع ہے۔

اس باب کے بارے میں حدیث عقبہ کتاب النکاح میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 800)۔

باب: مال (بازار میں آنے سے پہلے) راستے میں جا کر لینا منع ہے۔

941: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سودا بیچنے والوں سے (آگے جا کر مت ملو) (جب تک وہ بازار میں نہ آئیں اور مال والوں کو بازار کا بھاؤ معلوم نہ ہو) اگر کوئی آگے جا کر ملے اورمال خرید لے اور پھر مال کا مالک بازار میں آئے (اور بھاؤ کے دریافت میں معلوم ہو کہ اس کو نقصان ہوا ہے)، تو اس کو اختیار ہے (چاہے تو بیع فسخ کر سکتا ہے)۔

باب: شہر والا ، باہر (سے آنے) والے کا مال نہ بیچے۔

942: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے سواروں سے (جو مال لے کر آئیں) آگے جا کر ملاقات کرنے سے اور شہری کو باہر (سے آنے) والے کا مال بیچنے سے منع کیا۔ طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے پوچھا کہ شہری کو دیہاتی کی بیع سے کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ شہر والے کو نہیں چاہئیے کہ باہر (سے آنے) والے کا (مال بکوانے میں) دلال بنے (بلکہ اس کو خود بیچنے دے)۔

باب: ذخیرہ اندوزی کرنا (کہ مزید قیمت چڑھے) منع ہے۔

943: سیدنا معمر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو کوئی ذخیر اندوزی کرے وہ گنہگار ہے۔ لوگوں نے سعید بن مسیب سے کہا کہ تم تو خود ذخیرہ اندوزی کرتے ہو، تو انہوں نے کہا سیدنا معمر ص جنہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ بھی ذخیرہ اندوزی کیا کرتے تھے۔ (اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتے تھے جس کی لوگوں کو اشد ضرورت ہو بلکہ وہ زیتون کے تیل کی ذخیرہ اندوزی کرت تھے اور یہ جائز ہے)۔

باب: بیع خیار۔ (سودا منسوخ کرنے کا اختیار کب تک ہے)۔

944: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: کہ جب دو آدمی خرید و فروخت کریں تو ہر ایک کو جدا ہونے سے پہلے (معاملہ توڑ ڈالنے کا) اختیار ہے جب تک ایک جگہ رہیں۔ یا ایک دوسرے کو (معاملہ کے نافذ کرنے کا اور بیع کے پورا کرنے کا) اختیار دے۔ اب اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا (اور کہا کہ وہ بیع کو نافذ کر دے) پھر دونوں نے اس پر بیع کر لی، تو بیع لازم ہو گئی۔ اور جو دونوں بیع کے بعد جدا ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بیع کو فسخ نہیں کیا، تب بھی بیع لازم ہو گئی۔

باب: اسی سے متعلق اور خرید و فروخت میں سچائی اور حقیقت حال کے بیان کے متعلق۔

945: سیدنا حکیم بن حزام ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بائع اور مشتری دونوں کو جب تک جدا نہ ہوں (سودا ختم کر دینے کا) اختیار ہے۔ پھر اگر وہ دونوں سچ بولیں گے اور بیان کر دیں گے (جو کچھ عیب ہے چیز میں یا قیمت میں) تو ان کی بیع میں برکت ہو گی اور جو جھوٹ بولیں گے اور (عیب کو) چھپائیں گے تو ان کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔ (ان کی تجارت کو کبھی فروغ نہ ہو گا۔ حقیقت میں، تجارت ہو یا زراعت یا ملازمت، ایمانداری اور راست بازی وہ چیز ہے جس کی وجہ بدولت ہر کام میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہوتی ہے جبکہ اس کے برعکس نقصان ہی نقصان ہے)۔

باب: جو لوگوں سے بیع میں دھوکا کھا جاتا ہے، اس کا بیان۔

946: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سامنے ایک شخص نے ذکر کیا کہ اسے بیوع میں فریب دیا جاتا ہے، تو آپا نے اس کو فرمایا کہ جب تو بیع کیا کرے تو کہہ دیا کر کہ فریب نہیں ہے (یعنی مجھ سے فریب نہ کرو یا اگر تو فریب کرے گا تووہ مجھ پر لازم نہ ہو گا) پھر جب وہ بیع کرتا تو یہی کہتا (مگر ”لاخلابة“ کے بدلے اس کی زبان سے ”لا خیابة“ نکلتا کیونکہ وہ ”لام“ نہیں بول سکتا تھا)۔

باب: (نبی (ص) کا فرمان کہ) جو شخص دھوکہ دے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

947: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے راستے میں اناج کاایک ڈھیر دیکھا توآپ (ص) نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر تری آگئی۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ اے اناج کے مالک یہ کیا ہے؟ وہ بولا یارسول اللہ (ص)! یہ بارش سے بھیگ گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تو نے اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں

نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے؟ جو شخص دھوکہ دے وہ مجھ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

باب: سونے کی بیع چاندی کے ساتھ جائز ہے۔

948: مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوا آیا کہ سونے کے بدلے روپوں کو کون بیچتا ہے؟ سیدنا طلحہ بن عبیداللہ نے کہا اور وہ سیدنا عمر بن خطاب ص کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اپنا سونا مجھے دے پھر ٹھہر کر آنا۔ جب ہمارا نوکر آئے گا تو تیری قیمت دیدیں گے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ہرگز نہیں، تو اس کے روپے اسی وقت دیدے یا اس کا سونا واپس کر دے۔ اس لئے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے: کہ چاندی کو سونے کے بدلے بیچنا سود ہے مگر (یہ کہ) دست بدست (ہو) اور گندم کا گندم کے بدلے بیچنا سود ہے مگر (یہ کہ) دست بدست (ہو) اور” جو“ کا ”جو“ کے بدلے بیچنا سود ہے مگر (یہ کہ) دست بدست (ہو) اور کھجور کا کھجور کے بدلے بیچنا سود ہے مگر (یہ کہ) دست بدست (ہو)۔

باب: سونے کی بیع سونے کیساتھ، چاندی کی بیع چاندی کیساتھ، گندم کی بیع گندم کیساتھ اور ہر اس چیز کی بیع جس میں سود ہو برابر برابر اور دست بدست جائز ہے۔

949: سیدنا عبادہ بن صامت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے میں، چاندی کو چاندی کے بدلے میں، گندم کو گندم کے بدلے میں، ”جو“ کو” جو“ کے بدلے میں، کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کونمک کے بدلے میں برابر برابر ٹھیک ٹھیک دست بدست (ہو تو جائز ہے) پھر جب قِسم بدل جائے (مثلاً گندم کے بدلے جو) تو جس طرح چاہے (کم و بیش) بیچو مگر دست بدست ہونا ضروری ہے۔

باب: سونے کی بیع چاندی کیساتھ ادھار منع ہے۔

950: ابوالمنہال کہتے ہیں کہ میرے ایک شریک نے چاندی حج کے موسم تک ادھار بیچی اور میرے پاس آ کر بتایا، تو میں نے کہا یہ تو درست نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے بازار میں بیچی ہے اور کسی نے منع نہیں کیا۔ پھر میں سیدنا براء بن عازب ص کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) مدینہ میں تشریف لائے اور ہم ایسی بیع کیا کرتے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ اگر دست بدست (نقد) ہو تو قباحت نہیں اور اگر ادھار ہو تو سُود ہے۔ تم سیدنا زید بن ارقم ص کے پاس جا کہ ان کی سوداگری مجھ سے زیادہ ہے (تو وہ اس مسئلے سے بخوبی واقف ہوں گے) میں ان کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

باب: ایک دینار کو دو دینار کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔

951: سیدنا عثمان بن عفان ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک دینار کو دو دینارکے بدلے مت بیچوا ور نہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچو۔

باب: جس ہار میں سونا اور نگینے ہوں اس کو (اسی حالت میں) سونے کے بدلے بیچنے کے متعلق۔

952: سیدنا فضالہ بن عبید انصاری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) خیبر میں تشریف فرما تھے اور آپ (ص) کے پاس ایک ہار لایاگیا کہ اس میں نگینے تھے اور سونا بھی تھا، وہ لوٹ (غنیمت) کا مال تھا جو بک رہا تھا، تو آپ (ص) نے اس کا سونا الگ کرنے کا حکم دیا تو اس کا سونا جدا کیا گیا۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اب سونے کو سونے کے بدلے برابر تول کر بیچو۔

باب: نقد کی بیع میں بھی سود ثابت ہوتا ہے۔

953: سیدنا عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری ص سیدنا ابن عباس ص سے ملے اور ان سے پوچھا کہ تم جو بیع صرف کے بارے میں کہتے ہو تو کیا تم نے یہ رسول اللہا سے سنا ہے یا اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں پایا ہے؟ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ ہرگز نہیں میں ایسا کچھ نہیں کہتا۔ رسول اللہ (ص) کو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی (اس حکم کو) نہیں جانتا لیکن سیدنا اسامہ بن زید ص نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا خبردار! کہ ادھار میں سُود ہے۔ (لیکن حدیث اسامہ بن زید بعض علماء کے نزدیک منسوخ الحکم ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی تاویل ہوگی اور وہ یہ کہ ان اموال پر محمول ہیں جو سودی نہیں وغیرہ۔ یا یہ حدیث مجمل ہے)۔

954: ابونضرۃ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس ص سے (بیع) صرف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھی (اگرچہ کمی بیشی ہو بشرطیکہ نقدو نقد ہو) پھر میں سیدنا ابوسعید خدری ص کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ان سے (بیع) صرف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو زیادہ ہو وہ سود ہے میں نے سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس ص کے کہنے کی وجہ سے اس کا انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تجھ سے نہیں بیان کروں گا مگر (صرف) وہ جو میں نے رسول اللہا سے سنا ہے۔ ایک کھجور والا آپ (ص) کے پاس ایک صاع عمدہ کھجور لے کر آیا اور رسول اللہا کی کھجور بھی اسی قسم کی تھی۔ تب رسول اللہ (ص) نے پوچھا کہ یہ کھجور کہاں سے لایا؟ وہ بولا کہ میں دو صاع کھجور لے کر گیا اور ان کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع خریدا ہے کیونکہ اس کا نرخ بازار میں ایسا ہے اور اس کا نرخ ایسا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ تیری خرابی ہو، تو نے سود دیا۔ جب تو ایسا کرنا چاہے۔ تو اپنی کھجور کسی اور شے کے بدلے بیچ ڈال، پھر اس شے کے بدلے جو کھجور تو چاہے۔ خرید لے۔ سیدنا ابوسعید ص نے کہا کہ پس جب کھجور کے بدلے کھجور دی جائے، اس میں سود ہو تو چاندی جب چاندی کے بدلے دی جائے (کم یا زیادہ) تو اس میں سود ضرور ہو گا (اگرچہ نقد و نقد ہو) ابونضرہ نے کہا کہ اس کے بعد پھر میں سیدنا ابن عمر ص کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اس سے منع کیا (شاید ان کو سیدنا ابوسعید ص کی حدیث پہنچ گئی ہو) اور میں سیدنا ابن عباس ص کے پاس نہیں گیا، لیکن مجھ سے ابوالصہباء نے بیان کیا کہ انہوں نے اس کے بارے میں سیدناابن عباس ص سے مکے میں پوچھا توانہوں نے مکروہ کہا۔

باب: سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت ہے۔

955: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے سود کھانے والے،اور سود کھلانے والے، سود لکھنے والے اور سود کے گواہوں سب پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایاکہ وہ سب برابر ہیں۔

باب: واضح حلال کو لینا چاہیئے اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

956: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے اور سیدنا نعمان نے اپنی انگلیوں سے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کیا (یعنی یہ بتانے کیلئے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے) کہ یقینا حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے لیکن حلال و حرام کے درمیان ایسی چیزیں ہیں جو دونوں سے ملتی ہیں، یعنی ان میں شبہ ہے۔ اور ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تو جو شبہات سے بچا، وہ اپنے دین اور آبرو کو سلامت لے گیا اور جو شبہات میں پڑا، وہ آخر حرام میں بھی پڑا اس چرواہے کی طرح جو حِما (یعنی روکی ہوئی زمین) چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے۔ قریب ہے کہ اسکے جانور حِما کو بھی چر جائیں گے۔ خبردار! ہر بادشاہ کے لئے چراگاہ یا حدود ہوتی ہیں اور آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی روکی ہوئی چیز اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ جان رکھو بیشک بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ سنور گیا تو سارا

بدن سنور گیاا ور جو وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ گیا اور یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔

باب: جس نے کسی کا قرضہ دینا ہو اور اس سے بہتر دیدے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھی طرح ادائیگی کرے۔

957: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک شخص کا رسول اللہ (ص) پر قرض تھا۔ اس نے آپ (ص) کو سختی سے ادائیگی کا کہا تو صحابہ ث نے (ص) س کو سزا دینے کا قصد کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یقینا جس کا حق ہے اس کو کچھ کہنا جائز ہے (یہ اخلاق دلیل ہیں نبوت کے)۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو ایک اونٹ خرید کر دو۔ انہوں نے کہا ہمیں تو اسکے اونٹ سے بہتر ملتا ہے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہی خرید کر دو کیونکہ تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جو قرض کو اچھی طرح ادا کریں

باب: بیع میں قسم اٹھانے کی ممانعت۔

958: سیدنا ابوقتادہ انصاری ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ تم بیع میں بہت زیادہ قسم کھانے سے بچو اس لئے کہ وہ مال کی نکاسی کرتی ہے پھر (برکت کو) مٹا دیتی ہے۔

959: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا نہ ان کو دیکھے گا، نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کیلئے بڑے درد کاعذاب ہے۔ ایک تو وہ شخص جو جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی رکھتا ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکتا ہو، دوسرا وہ شخص جس نے کسی کے ہاتھ کوئی مال عصر کے بعد بیچا اور قسم کھائی کہ میں نے اتنے پیسوں کا لیا ہے اور خریدار نے اس کی بات کو سچ سمجھا، حالانکہ اس نے اتنے پیسوں کا نہیں لیا تھا (یعنی جھوٹی قسم کھائی اور عصر کے بعد کی بات اس وجہ سے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونے کا یا وہ اصل وقت ہے خرید و فروخت کا) اور تیسرا وہ شخص جس نے امام سے دنیا کی طمع کیلئے بیعت کی۔ پھر اگر امام نے اس کو دنیا کا کچھ مال دیا تو اس نے اپنی بیعت پوری کی اور اگر نہ دیا تو پوری نہ کی (تو اس شخص نے بیعت کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور وہ اس کے عہد کے بھروسے پر رہے اور یہ دنیا کی فکر میں تھا اسے عہد کی پرواہ نہ تھی)۔

باب: اونٹ بیچتے وقت اس پر سوار ہونے کا استثناء کرنا جائز ہے۔

960: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ جہاد کیا تو آپ (ص) مجھ سے (راستے میں) ملے اور میری سواری پانی کا ایک اونٹ تھا جو تھک چکا تھا اور بالکل نہ چل سکتا تھا۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بیمار ہے یہ سن کر رسول اللہ (ص) پیچھے ہٹے اور اونٹ کو ڈانٹا اور اس کیلئے دعا کی، تو پھر وہ ہمیشہ سب (ص) ونٹوں کے آگے ہی چلتا رہا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اب تیرا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ (ص) کی دعا کی برکت سے اچھا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسے میرے ہاتھ بیچتا ہے؟ مجھے شرم آئی اور ہمارے پاس پانی لانے کیلئے اور کوئی اونٹ بھی نہ تھا، آخر میں نے کہا کہ ہاں بیچتا ہوں۔ پھر میں نے اس اونٹ کو آپ (ص) کے ہاتھ اس شرط سے بیچ ڈالا کہ میں مدینہ تک اس پر سواری کرونگا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے، مجھے (لوگوں سے پہلے مدینہ جانے کی) اجازت دیجئے۔ آپ (ص) نے اجازت دے دی۔ میں لوگوں سے آگے بڑھ کر مدینہ آپہنچا۔ وہاں میرے ماموں ملے اور اونٹ کا حال پوچھا، تو میں نے سب حال بیان کیا۔ انہوں نے مجھے

ملامت کی (کہ تیرے پاس ایک ہی اونٹ تھا اور گھر والے بہت ہیں، اسکو بھی تو نے بیچ ڈالا اور اسکو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سیدنا جابر کا فائدہ منظور ہے) سیدنا جابر ص نے کہا کہ جب میں نے آپ (ص) سے اجازت مانگی تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ تونے کنواری سے شادی کی ہے یا نکاحی سے؟ میں نے کہا کہ نکاحی سے۔ آپ نے فرمایا کہ کنواری سے کیوں نہ کی کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! میرا باپ میری کئی چھوٹی چھوٹی بہنیں چھوڑ کر فوت ہو گیا یا شہید ہو گیا ہے تو مجھے بُرا معلوم ہوا کہ میں شادی کر کے ان کے برابر ایک اور لڑکی لاؤں جو نہ انکو ادب سکھائے اور نہ ان کو دبائے، اس لئے میں نے ایک نکاحی سے شادی کی تاکہ انکو دبائے اور تمیز سکھائے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ پھر جب رسول اللہ (ص) مدینہ میں تشریف لائے تو میں صبح ہی اونٹ آپ کی خدمت میں لے گیا تو آپ (ص) نے اسکی قیمت مجھے دی اور اونٹ بھی لوٹا د یا۔

باب: قرض میں سے کچھ معاف کر دینا۔

961: سیدنا کعب بن مالک ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کے عہد میں ابن ابی حدرد سے مسجد میں اپنے قرض کا تقاضہ کیا تو دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، یہاں تک کہ رسول اللہ (ص) نے سنا اور آپ (ص) گھر میں تھے۔ آپ (ص) نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور باہر نکل کر ان کے پاس آئے اور پکارا کہ اے کعب بن مالک! وہ بولے کہ یارسول اللہ (ص) میں حاضر ہوں۔ آپ (ص) نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ آدھا قرضہ معاف کر دے تو سیدنا کعب نے کہا کہ یارسول اللہ میں نے معاف کیا ۔ تب آپ (ص) نے ابن ابی حدرد سے فرمایا کہ اٹھ اور اس کا قرضہ ادا کر دے۔

باب: طاقتور کا قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور حوالے کا بیان۔

962: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص مالدار ہو (یعنی اتنا کہ قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو) اس کا قرض کے ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی مالدار پر لگا دیا جائے تو اس کا پیچھا کرے۔ (یعنی مالدار قرض دینے کا ذمہ اٹھا لے تو قبول کر لینا چاہیئے اور اس سے تقاضا کرنا چاہیئے)۔

باب: تنگ دست کو مہلت دینے اور معاف کر دینے کے متعلق۔

963: سیدنا حذیفہ ص نبی اسے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: کہ ایک شخص فوت ہو گیا، تو وہ جنت میں گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تو کیا عمل کرتا تھا؟ پس اس نے خود یاد کیا یا یاد دلایا گیا تو اس نے کہا کہ میں (دنیا میں) لوگوں کو مال بیچتا تھا تو مفلس کو مہلت دیتا تھا اور سکے یا نقد میں درگزر کرتا تھا (اس کے نقصان یا عیب سے اور قبول کر لیتا تھا) اس وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ سیدنا ابو مسعود ص نے کہا کہ میں نے بھی یہ رسول اللہ (ص) سے سنا ہے۔

964: عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ انکے والد سیدنا ابوقتادہ ص نے اپنے ایک قرضدار سے قرض کا مطالبہ کیا تو وہ چھپ گیا۔ پھر اسکو پایا تو وہ بولا کہ میں نادار ہوں۔ سیدنا ابوقتادہ ص نے کہا کہ اللہ کی قسم؟ اس نے کہا اللہ کی قسم۔ تب سیدنا ابوقتادہ ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے کہ آپ (ص) فرماتے تھے: جس شخص کو پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے، تووہ نادار کو مہلت دے یا اسکو (قرض) معاف کر دے۔

باب: جو شخص مفلس کے پاس بعینہ◆ اپنا مال موجود پائے (تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے)۔

965: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جب کوئی مفلس (یعنی دیوالیہ) ہو جائے پھر دوسرا شخص اپنا اسباب اس کے پاس پائے، تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔

باب: بیع اور رہن کے بارے میں۔

966: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک یہودی سے محدود مدت تک ادھار اناج خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اسکے پاس گروی کر دی۔

باب: پھلوں میں سلف کرنا (یعنی ادھار بیع کرنا)۔

967: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مدینہ تشریف لائے اور لوگ پھلوں میں ایک سال اور دو سال کے لئے سلف کرتے تھے (یعنی ادھار بیع کرتے تھے) تب آپ (ص) نے فرمایا کہ جو کوئی کھجور میں سلف کرے تو مقرر ماپ میں یا مقررتول میں ایک مقررہ میعاد تک سلف کرے۔

باب: شفعہ کا بیان۔

968: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے شفعہ کا ہر اس مشترک مال میں حکم کیا جو بٹا نہ ہو (وہ) زمین ہو یا باغ۔ ایک شریک کو درست نہیں کہ دوسرے شریک کو اطلاع دئیے بغیر اپنا حصہ بیچ ڈالے پھر دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے لے اور چاہے نہ لے۔ اب اگر بغیر اطلاع کے بیچ ڈالے تو وہ شریک زیادہ حق دار ہے (غیر شخص سے اسی دام کو خود لے سکتا ہے)۔

باب: ہمسائے کی دیوار میں لکڑی (شہتیر، گاڈروغیرہ) رکھنا۔

969: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے (گاڈر، شہتیر رکھنے) سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ مروت کے خلاف ہے اور اپنا کوئی نقصان نہیں بلکہ اگر ہمسایہ ادھر چھت ڈالے تو دیوار کی حفاظت ہے)۔ سیدنا ابوہریرہ ص (لوگوں سے) کہتے تھے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس حدیث سے دل چراتے ہو، اللہ کی قسم میں اس کو تم لوگوں میں بیان کروں گا۔

باب: جو آدمی بالشت جتنی زمین بطور ظلم لے لیتا ہے تو (قیامت میں) سات زمینیں گلے کا ہار ہوں گی۔

970: سیدنا عروہ بن زبیر ص سے روایت ہے کہ اروی بنت اویس نے سعید بن زید ص پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری کچھ زمین لے لی ہے۔ اور ان سے مروان بن حکم کے پاس مقدمہ پیش کیا تو سعید ص نے کہا کہ بھلا میں اس کی زمین لوں گا اور میں رسول اللہ (ص) سے سن چکاہوں۔ مروان نے کہا کہ تم رسول اللہ (ص) سے کیا سن چکے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے اُڑا لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو سات زمین تک کا طوق پہنا دے گا۔ مروان نے کہا کہ اب میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگوں گا۔ اس کے بعد سعید ص نے کہا کہ اے اللہ اگر ارویٰ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھ اندھی کر دے اور اسی کی زمین میں اس کو مارے راوی نے کہا کہ ارویٰ نہیں مری یہاں تک کہ اندھی ہو گئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں جا رہی تھی کہ گڑھے میں گری اور مر گئی۔

باب: جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو تو سات ہاتھ چوڑان رکھ لو۔

971: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب راستے کے متعلق تمہارا اختلاف ہو جائے

تو اس کی چوڑان سات ہاتھ رکھ لو۔

کتاب: کھیتی باڑی کے مسائل

باب: زمین کو کرایہ پر دینے کی ممانعت میں۔

972: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جس کے پاس زمین خالی ہو تو وہ اس میں کاشتکاری کرے۔ اگر خود نہ کرے تو اور کسی کو دے (بطور رعایت بلا کرایہ) کہ وہ اس میں کاشتکاری کرے۔

باب: گندم (مقررہ) کے ساتھ زمین کرایہ پر دینا۔

973: سیدنا رافع بن خدیج ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے عہد میں محاقلہ کیا کرتے تھے۔ زمین کو ثلث، ربع پیداوار اور معین اناج پر کرایہ دیتے ایک روز ہمارے پاس میرے چچاؤں میں سے ایک آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں اس کام سے منع کیا جس میں ہمارا فائدہ تھا، لیکن اللہ اور اس کے رسول (ص) کی خوشی میں ہمیں زیادہ فائدہ ہے، ہمیں محاقلہ سے یعنی زمین کو ثلث یا ربع پیداوار پر یا معین مقدار پر کرایہ پر چلانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور حکم فرمایا ہے کہ زمین کا مالک خود اس میں کھیتی کرے یا دوسرے کو کھیتی کیلئے دیدے اور آپ (ص) نے کرایہ پر یا کسی اور طرح پر دینا بُرا جانا ہے۔

باب: سونے اور چاندی کے بدلے میں زمین کرایہ پر دینا۔

974: سیدنا حنظلہ بن قیس انصاری ص کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا رافع بن خدیج ص سے زمین کو سونے اور چاندی کے بدلے کرایہ پر دینے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ لوگ رسول اللہ (ص) کے عہد میں نہر کے کناروں پر اور نالیوں کے سروں پر پیداوار پر زمین کرایہ پر چلاتے تھے تو بعض اوقات ایک چیز تلف ہو جاتی اور دوسری بچ جاتی اور کبھی یہ تلف ہو جاتی اور وہ بچ جاتی، تو لوگوں کو کچھ کرایہ نہ ملتا مگر وہی جو بچ رہتا، اس لئے آپ (ص) نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن اگر کرایہ کے بدلے کوئی معین چیز (جیسے روپیہ اشرفی غلہ وغیرہ) جسکی ذمہ داری ہو سکے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

باب: ٹھیکے پر زمین دینا۔

975: سیدنا عبداللہ بن سائب کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن معقل ص کے پاس گئے اور ان سے مزارعت (بٹائی) کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ ثابت ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مزارعت سے منع کیا اور مؤاجرة کا (یعنی روپے اشرفی پر کرایہ چلانے کا) حکم فرمایا اور فرمایا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

باب: (کسی کو) زمین مفت دے دینا۔

976: طاؤس سے روایت ہے کہ وہ مخابرہ کرتے تھے تو عمرو (طاؤس سے) کہتے ہیں کہ میں نے ان (طاؤس) سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! اگرتم مخابرہ کو چھوڑ دو تو بہتر ہے، کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے مخابرہ (زمین کو بٹائی کر دینے) سے منع کیا ہے تو طاؤس نے کہا کہ اے عمرو! مجھ سے اس

شخص نے بیان کیا جو صحابہ میں زیادہ جاننے والا تھا یعنی سیدنا ابن عباس صنے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مخابرہ سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دیدے تو معین اجرت کرایہ لے کر دینے سے بہتر ہے۔

باب: پانی پلانے اور زمین کا معاملہ کھیتی اور پھل کی مقدار کے بدلے۔

977: سیدنا ابن عمر صکہتے ہیں کہ رسول اللہ((ص)) نے خیبر کو (خیبر والوں کے) حوالے اس شرط پر کیا کہ جو پھل یا اناج پیدا ہو وہ آدھا ہمارا ہے اور آدھا تمہارا۔ تو آپ (ص) اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہر سال سو وسق دیتے، (جن میں) اسی (80)وسق کھجور کے اور بیس (20)جَو کے۔ جب سیدنا عمر ص خلیفہ بنے اور اموال خیبر کو تقسیم کیا تو نبی ((ص))کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا کہ یا تو تم بھی زمین اور پانی کا حصہ لے لو یا اپنے وسق لیتی رہو تو وہ مختلف ہو گئیں، بعضوں نے زمین اور پانی لیا اور بعضوں نے وسق لینا منظور کیا۔اُمّ المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین اور پانی لینے والوں میں سے تھیں۔

باب: جس نے درخت لگایا (اس کا ثواب)۔

978: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی کھائے، تو لگانے والے کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور جو چوری ہو جائے گا اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور جو درندے کھا جائیں، اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور جو پرندے کھا جائیں، اس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا اور اس پھل کو کوئی کم نہ کرے گا، مگر صدقہ کا ثواب اس کو ملتا رہیگا۔

باب: ضرورت سے زیادہ پانی بیچنے کے متعلق۔

979: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ضرورت سے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا۔

باب: ضرورت سے زیادہ پانی اور گھاس روکنے کے بارے میں۔

980: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ زائد پانی اس وجہ سے نہ روکا جائے کہ اس کی وجہ سے گھاس بھی روکی جائے۔

کتاب: وصیت، صدقہ اور ہبہ وغیرہ کے متعلق۔

باب: اس شخص کو وصیت کا شوق دلانا جسکے پاس وصیت کے قابل کوئی چیز ہو

981: سالم، سیدنا ابن عمر ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو، جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو،لائق نہیں کہ وہ تین راتیں گزارے مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونا چاہئیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر صنے کہا کہ میں نے جب سے یہ حدیث رسول اللہ (ص) سے سنی ہے مجھ پر ایک رات بھی ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس میری وصیت نہ ہو۔

باب: ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہ کی جائے۔

982: فاتح ایران سیدنا سعدبن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے حجة الوداع میں میری عیادت

کی جس میں مَیں ایسے درد میں مبتلا تھا کہ موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ص)! مجھے جیسا درد ہے آپ جانتے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرا وارث سوا ایک بیٹی کے اور کوئی نہیں ہے، کیا میں دو تہائی مال خیرات کردوں؟ آپ (ص) نے فرمایا ”نہیں“۔ میں نے عرض کیا آدھا مال خیرات کر دوں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں۔ ایک تہائی خیرات کر اورایک تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تو جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے خرچ کرے گا تو اس کا ثواب تجھے ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا میں اپنے اصحاب سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو پیچھے رہے گا (یعنی زندہ رہے گا) اور ایسا عمل کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشی منظور ہو، تو تیرا درجہ بڑھے گا اور بلند ہو گا اور شاید تو زندہ رہے، یہاں تک کہ تجھ سے بعض لوگوں کو فائدہ ہو اور بعض لوگوں کو نقصان۔ یا اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور ان کو ان کی ایڑیوں پر مت پھیر لیکن بیچارے سعد بن خولہ! راوی نے کہا کہ ان کیلئے رسول اللہ (ص) نے اس لئے رنج کا اظہار کیا کہ وہ مکہ میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

983: سیدنا ابن عباس صکہتے ہیں کہ کاش لوگ ایک تہائی سے کم کر کے چوتھائی کی وصیت کیا کریں، کیونکہ رسول اللہ (ص) نے تہائی کی رخصت فرمائی اور فرمایا کہ تہائی بھی بہت (زیادہ) ہے۔

باب: نبی (ص) کا کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کرنا۔

984: طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی ص سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ (ص) نے (مال وغیرہ کے بارے میں) وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ پھر مسلمانوں پر کیوں وصیت فرض ہوئی؟ یا ان کو وصیت کا حکم کیوں ہوا؟ انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی۔

985: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے نہ کوئی درہم و دینار چھوڑا نہ بکری یا اونٹ اور نہ (کسی مال کیلئے) وصیت کی۔

986: اسود بن یزید کہتے ہیں کہ لوگوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ سیدنا علی ص رسول اللہ (ص) کے وصی تھے، تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے ان کو کب وصی بنایا؟ میں آپ (ص) کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی یا آپ (ص) میری گود میں تھے کہ اتنے میں آپ (ص) نے طشت منگوایا پھر آپ (ص) میری گود میں گر پڑے اور مجھے خبر نہیں ہوئی کہ آپ (ص) وفات پا چکے ہیں پھر (علی ص کو) کس وقت وصیت کی؟

باب: نبی (ص) کی وصیت کہ مشرکوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو اور سفیروں کیساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

987: سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس صکہتے ہیں کہ جمعرات کا دن، کیا ہے جمعرات کا دن؟ پھر روئے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے کنکریاں تر ہو گئیں۔ میں نے کہا کہ اے ابن عباس! جمعرات کے دن سے کیا غرض ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) پر بیماری کی شدت ہوئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے پاس (دوات اور تختی) لاؤ کہ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ (یہ سن کر) لوگ (کاغذ قلم کے متعلق) جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑا نہیں چاہئیے تھا۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ (ص) کا کیا حال ہے؟ کیا آپ (ص) سے بھی لغو صادر ہو سکتا ہے؟ پھر سمجھ لو آپ (ص) سے اچھی طرح سے

سمجھ لو۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ کہ میں جس کام میں مصروف ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم مشغول ہو (جھگڑے اور اختلاف میں) میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک تو یہ کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔ دوسری جو سفارتیں آئیں ان کی خاطر اسی طرح کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا۔ (تاکہ اور قومیں خوش ہوں اور ان کو اسلام کی طرف رغبت ہو) اور تیسری بات سیدنا ابن عباس صنے نہیں کہی یا سعید نے کہا کہ میں بھول گیا۔

باب: صدقہ واپس لینے کی ممانعت (ہے)۔

988: امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ میں نے ایک عمدہ گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا اور جس کو دیا تھا اس نے اس کو تباہ کر دیا میں سمجھا کہ یہ اس کو اب سستے داموں بیچ ڈالے گا۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو مت خرید اور اپنے صدقہ کو مت پھیرے اس لئے کہ صدقہ میں لوٹنے والا اس طرح ہے جیسے کتا جو قے کر کے پھر اسکو کھا جاتا ہے۔

989: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ ہبہ کو لوٹانے والا اس طرح ہے جیسے کتا قے کر کے پھر اپنی قے کو کھا جاتا ہے۔

باب: جس نے اپنی ساری اولاد میں سے ایک کو کچھ عطیہ دیا۔

990: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ میرے والد ص نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کیا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ ص بولی کہ میں اس پر اس وقت خوش ہوں گی کہ تو اس (مال کے ہبہ کرنے) پر رسول اللہ (ص) کو گواہ کر دے۔ میرے والد بشیر ص رسول اللہ (ص) کے پاس اس مال پر گواہ بنانے کیلئے گئے تو آپ (ص) نے پوچھا کہ کیا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی (مال) دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ پھر میرے والد واپس آئے اور وہ ہبہ واپس لیا۔ (ہبہ کا معنی تحفہ ہے)۔

991: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ میرے والد ص مجھے رسول اللہ (ص) کے پاس اٹھا کر لے گئے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! گواہ رہئیے کہ میں نے (اپنے بیٹے) نعما ن کو فلاں فلاں چیز اپنے مال میں سے ہبہ کی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی دیا ہے جیسا نعمان کو دیا ہے؟ میرے والد ص نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تو مجھ کو گواہ نہ کر اور کسی کو کر لے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ سب تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں؟ میرے والد نے کہا کہ ہاں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تو ایسا مت کر (یعنی ایک کو دے اور باقی کو نہ دے)۔

باب: جو آدمی کسی کو اس کی زندگی تک کسی چیز کا عطیہ دیتا ہے۔

992: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص کسی کو اس کی زندگی تک اور اس کے ورثاکو کوئی چیز (ہبہ) اور یوں کہے کہ یہ میں نے تجھے دیا اور تیرے بعد تیرے وارثوں کو جب تک ان میں سے کوئی باقی رہے، تو وہ اسی کا ہو گا جس کو عمریٰ دیا گیا۔ اور دینے والے کو واپس نہ ملے گی اس لئے کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں میراث ہو گی۔

993: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اپنے مالوں کو روکے رکھو اور ان کو مت بگاڑو کیونکہ جو کوئی عمریٰ دے وہ اسی کا ہو گا جسکو دیا جائے، وہ زندہ ہو یا مردہ اور (اسکے مرنے

کے بعد)اسکے وارثوں کا ہے

کتاب: وراثت کے مسائل

باب: مسلمان، کافر کا اور کافر، مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔

994: سیدنا اسامہ بن زید ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نہ مسلمان کافر کا وارث بنتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا وارث بنتا ہے۔

باب: حصے داروں کو ان کے حصے دے دو۔

995: سیدنا ابن عباس ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: حصے والوں کو ان کے حصے دے دو۔ پھر جو بچے وہ اس شخص کا ہے جو سب سے زیادہ میت سے نزدیک ہو۔ (یعنی عصبہ)۔

باب: کلالہ (جس میت کا نہ باپ ہو اور نہ اولاد) کے ورثہ کا بیان۔

996: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے پاس آئے اور میں بیمار تھا اور بے ہوش۔ آپ (ص)، نے وضو کیا تو لوگوں نے آپ (ص) کے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، مجھے ہوش آگیا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرا ترکہ؟ (ترکہ تو کلالہ کا ہو گا)۔ (کلالہ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں اور جمہور کے نزدیک کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کے نہ تو والدین ہوں اور نہ اولاد)۔ تب (کلالہ کی) میراث کی آیت نازل ہوئی۔ (راوی شعبہ) کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن المنکدر سے پوچھا کہ کیا یہ آیت ”فتویٰ پوچھتے ہیں مجھ سے کہہ دو اللہ فتویٰ دیتا ہے تم بیچ کلالہ کے“ (النسآء:176) نازل ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا یہی آیت نازل ہوئی تھی۔

997: معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا تو رسول اللہ (ص) کا ذکر کیا اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ میں اپنے بعدکوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں چھوڑتا جیسے کلالہ کا مسئلہ ہے اور میں نے کوئی مسئلہ ایسا بار بار نہیں پوچھا جتنا کلالہ کا۔ اور آپ (ص) نے بھی مجھ سے ایسی سختی کسی بات میں نہیں کی جتنی کلالہ کے مسئلہ میں کی۔ یہاں تک کہ اپنی انگلی مبارک میرے سینے میں چبھو کر فرمایا کہ اے عمر! تجھ کو وہ آیت کافی نہیں ہے جوگرمی کے موسم میں سورۂ نساء کے اخیر میں اتری تھی۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو کلالہ کے بارے میں ایسا حکم (صاف صاف) دوں گا کہ اس کے موافق ہر شخص فیصلہ کرے جو قرآن پڑھتا ہے اور جو نہیں پڑھتا۔

باب: اس بارے میں کہ کلالہ والی آیت سب سے آخر میں اتری۔

998: سیدنا براء بن عازب صسے روایت ہے کہ آخری سورت جو پوری اتری وہ سورۂ توبہ ہے اور آخری آیت جو اتری وہ کلالہ کی آیت ہے۔

باب: جس نے کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

999: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر

قرض ہوتا تو آپ (ص) پوچھتے کہ کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جو اس کے قرضے کو کافی ہو؟ اگر لوگ کہتے ہیں کہ ہاں چھوڑا ہے تو نماز پڑھتے اور نہیں تو لوگوں سے فرما دیتے کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) پر فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میں مومنوں کا خود ان کی جانوں سے زیادہ نزدیک ہوں (یہ انتہائی محبت ہے کہ خود ان سے زیادہ انکے دوست ہوئے) اب جو کوئی قرضدار مرے تو قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ اسکے وارثوں کا ہے۔

کتاب: وقف کے مسائل

باب: اصل (زمین ، باغ وغیرہ) کو اپنے پاس رکھنا اور اس کے غلہ (آمدن) کو صدقہ کرنا۔

1000: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص کو خیبر میں ایک زمین ملی تو وہ اس بارے میں رسول اللہ (ص) سے مشورہ کرنے کو آئے اور کہا کہ یارسو ل (ص) للہ (ص)! مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے اور ایسا عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا، آپ (ص) اس کے بارے میں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو زمین کی ملکیت کو روک رکھے (یعنی اصل زمین کو) اور اس کا صدقہ کر دو (یعنی اسکی پیداوار کا) پھر سیدنا عمر ص نے اس کو اس شرط پر صدقہ کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ خریدی جائے، نہ وہ کسی کی میراث میں آئے اور نہ ہبہ کی جائے۔ اور اس کو صدقہ کیا فقیروں اور رشتہ داروں اور غلاموں میں (یعنی ان کی آزادی میں مدد دینے کیلئے) اور مسافروں اور ناتوان لوگوں میں یا مہمان کی مہمانی میں اور جو کوئی اس کا انتظام کرے، وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے یا کسی دوست کو کھلائے لیکن مال اکٹھا نہ کرے (یعنی روپیہ جوڑنے کی نیت سے اس میں تصرف نہ کرے)۔

باب: موت کے بعد کس چیز کا ثواب انسان کو ملتا رہتا ہے؟

1001: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا، دوسرے اس علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور تیسرے نیک بخت اولاد کا جو اس کیلئے دعاء کرے۔

باب: اس شخص کی طرف سے صدقہ (کرنا) جو فوت ہو گیا اور اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی۔

اس باب کے با رے میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 532)۔

کتاب: نذر (ماننے) کے مسائل

باب: جو چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو، اس کو پورا کرنا چاہیئے۔

1002: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص نے طائف سے لوٹنے کے بعد جعرانہ مقام پر رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے جاہلیت میں ایک دن مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر کی تھی، آپ (ص) اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جا اور ایک دن کا اعتکاف کر۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے خمس میں سے ایک لونڈی ان کو عنایت کی تھی، جب آپ (ص) نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا تو سیدنا عمر ص نے ان کی آوازیں سنیں، وہ کہتے رہتے تھے کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے آزاد کر دیا۔ سیدنا عمر ص نے پوچھا یہ کیا (کہتے رہتے) ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ رسول

اللہ (ص) نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے۔ سیدنا عمر ص نے (اپنے بیٹے سے) کہا کہ اے عبداللہ! اس لونڈی کے پاس جا اور اس کو بھی چھوڑ دے۔

باب: نذر پوری کرنے کا حکم۔

1003: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سیدنا سعد بن عبادہ ص نے رسول اللہ (ص) سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں پر نذر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کی طرف سے تو ادا کردے۔

باب: جس نے نذر مانی کہ وہ کعبہ شریف پیدل چل کر جائے گا، اس کے متعلق۔

1004: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ تک ننگے پاؤں پیدل جائے گی، تو مجھے رسول اللہ (ص) سے پوچھنے کا کہا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

1005: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان (ان پر) ٹیک لگائے جا رہا تھا تو آپ (ص) نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کرنے سے بے پرواہ ہے اور آپ (ص) نے اس کو سوار ہونے کا حکم کیا۔

باب: نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی۔

1006: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے نذر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا (یعنی کوئی آنے والی بلا نہیں رکتی اور تقدیر نہیں بدلتی) یہ صرف بلکہ بخیل سے مال نکلوانے کا ذریعہ ہے (یعنی بخیل یوں تو خیرات نہیں کرتا اور جب آفت آتی ہے تو نذر ہی کے بہانے روپیہ دیتا ہے اور مسکینوں کو فائدہ ہوتا ہے)۔

1007: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نذر کسی ایسی چیز کو آدمی سے نزدیک نہیں کرتی جو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں نہیں لکھی لیکن نذر تقدیر کے موافق ہوتی ہے۔ نذر کی وجہ سے بخیل کے پاس سے وہ مال نکلتا ہے جس کو وہ نکالنا نہیں چاہتا۔

باب: جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو اور جس چیز کا وہ مالک نہیں، اس کو پورا نہ کیا جائے۔

1008: سیدنا عمران بن حصین ص کہتے ہیں کہ ثقیف اور بنی عقیل ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ ثقیف نے رسول اللہ (ص) کے صحابہ ' میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا اور رسول اللہ (ص) کے صحابہ ' نے بنی عقیل میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اور عضباء (رسول اللہ (ص) کی اونٹنی) کو بھی اس کے ساتھ پکڑا۔ پھر رسول اللہ (ص) اس کے پاس آئے اور وہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے کہا یامحمد! یا محمد! آپ (ص) اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ آپ (ص) نے مجھے کس قصور میں پکڑا اور حاجیوں کی اونٹنیوں پر سبقت لے جانے والی (یعنی عضباء کو) کس قصور میں پکڑا ہے؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ بڑا قصور ہے اور میں نے تجھے تیرے دوست ثقیف کے قصور کے بدلے میں پکڑا ہے۔ یہ کہہ کر آپ (ص) چلے تو اس نے پھر پکارا یامحمد، یامحمد! اور آپ (ص) نہایت رحمدل اور مہربان تھے آپ (ص) پھر اس کی طرف لوٹے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ بات اگر تو اُس وقت کہتا جب تو اپنے کام کا مختار تھا (یعنی گرفتار نہیں ہوا تھا) تو بالکل نجات پاتا۔ پھر آپ (ص) لوٹے تو اس نے پھر پکارا یا محمد، یا

محمد! ((ص)) آپ (ص) پھر آئے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیے اور میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ لے (یعنی کھانا پانی اس کو دیا)۔ پھر وہ ان دو شخصوں کے بدلے چھوڑا گیا جن کو ثقیف نے قید کر لیا تھا۔ راوی نے کہا کہ انصار کی ایک عورت قید ہو گئی اور عضباء بھی قید ہو گئی۔ پھر وہ عورت بندھی ہوئی تھی اور کافر اپنے گھروں کے سامنے اپنے جانوروں کو آرام دے رہے تھے کہ اس نے اپنے آپ کو بندھنوں سے آزاد کر لیا اور اونٹوں کے پاس آئی، جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتی، یہاں تک کہ عضباء کے پاس آئی تو اس نے آواز نہیں کی اور وہ بڑی مسکین (شریف) اونٹنی تھی۔ عورت نے اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کو ڈانٹا تو وہ چلی۔ کافروں کو خبر ہو گئی تو وہ عضباء کے پیچھے چلے (اپنی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر) لیکن عضباء نے ان کو تھکا دیا (یعنی کوئی پکڑ نہ سکا کہ عضباء اتنی تیز رو تھی) اس عورت نے نذر مانی کہ اے اللہ! اگر عضباء مجھے بچا لے جائے تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ جب وہ عورت مدینہ میں آئی اور لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو عضباء رسول اللہ (ص) کی اونٹنی ہے۔ وہ عورت بولی کہ میں نے نذر کی ہے کہ اگر عضباء پر اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے تو اس کو نحر کروں گی۔ یہ سن کر صحابہ ' رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) سے بیان کیا، تو آپ (ص) نے (تعجب سے) فرمایا کہ سبحان اللہ! اس عورت نے عضباء کو کیا بُرا بدلہ دیا (یعنی عضباء نے تو اس کی جان بچائی اور وہ عضباء کی جان لینا چاہتی ہے) اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ عضباء کی پیٹھ پر اس کو نجات دے تو وہ عضباء ہی کی قربانی کرے گی۔ جو نذر گناہ کیلئے کی جائے وہ پوری نہ کی جائے اور نہ وہ نذر پوری کی جائے جس کا انسان مالک نہیں۔

باب: نذر کے کفارہ میں۔

1009: سیدنا عقبہ بن عامر ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ (یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو لباس پہنانا یا غلام آزاد کرنا۔ اگر ان کاموں کی طاقت نہ ہو تو ہر تین دن کے روزے رکھنا)۔

پیٹھ پر بیٹھ کر اس کو ڈانٹا تو وہ چلی۔ کافروں کو خبر ہو گئی تو وہ عضباء کے پیچھے چلے (اپنی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر) لیکن عضباء نے ان کو تھکا دیا (یعنی کوئی پکڑ نہ سکا کہ عضباء اتنی تیز رو تھی) اس عورت نے نذر مانی کہ اے اللہ! اگر عضباء مجھے بچا لے جائے تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ جب وہ عورت مدینہ میں آئی اور لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو عضباء رسول اللہ (ص) کی اونٹنی ہے۔ وہ عورت بولی کہ میں نے نذر کی ہے کہ اگر عضباء پر اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے تو اس کو نحر کروں گی۔ یہ سن کر صحابہ ' رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) سے بیان کیا، تو آپ (ص) نے (تعجب سے) فرمایا کہ سبحان اللہ! اس عورت نے عضباء کو کیا بُرا بدلہ دیا (یعنی عضباء نے تو اس کی جان بچائی اور وہ عضباء کی جان لینا چاہتی ہے) اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ عضباء کی پیٹھ پر اس کو نجات دے تو وہ عضباء ہی کی قربانی کرے گی۔ جو نذر گناہ کیلئے کی جائے وہ پوری نہ کی جائے اور نہ وہ نذر پوری کی جائے جس کا انسان مالک نہیں۔

باب: نذر کے کفارہ میں۔

1009: سیدنا عقبہ بن عامر ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ (یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لباس پہنانا یا غلام آزاد کرنایا تین دن کے روزے رکھنا)۔

کتاب: قسم کے مسائل

باب: باپ (دادا) کی قسم اٹھانے کی ممانعت۔

1010: سیدنا عمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ (ص) سے یہ سنا میں نے (باپ دادا) کی قسم نہیں کھائی ہے ، نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی طرف سے (حکایت کرتے ہوئے)۔

1011: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص قسم کھانا چاہے وہ کوئی قسم نہ کھائے سوائے اللہ تعالیٰ کی قسم کے۔ اور قریش اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا کی قسم مت کھاؤ۔

باب: طاغوت (بت اور جھوٹے معبودوں) کی قسم کی ممانعت۔

1012: سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مت قسم کھاؤ بتوں کی اور نہ اپنے باپ داداؤں کی۔

باب: جو ”لات“ و ”عزیٰ“ کی قسم کھائے اس کو ”لا الٰہ الا اللہ“ کہنا چاہیئے۔

1013: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے اپنی قسم میں یہ کہے کہ لات کی قسم! تو اسے چاہیئے کہ لا الٰہ الا اللہ کہے۔ اور جو کوئی کسی دوسرے سے کہے کہ آؤ جواء کھیلیں تو وہ صدقہ کرے۔ ایک روایت میں ”لات“ کے ساتھ ”عزیٰ“ کا بھی ذکر ہے۔

باب: قسم میں ”ان شاء اللہ“ کہنا مستحب ہے۔

1014: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ کے نبی سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا (ایک روایت میں نوے ہیں، ایک میں ننانوے اور ایک میں سو) ہر ایک ان میں سے ایک لڑکا جنے گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی یا فرشتے نے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہو۔ لیکن انہوں نے نہیں کہا، وہ بھول گئے۔ پھر کسی عورت نے بچہ نہ جنا سوائے ایک کے اور وہ بھی آدھا بچہ۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ان کی بات ردّ نہ جاتی اور ان کا مطلب پورا ہو جاتا۔

باب: قسم کا مطلب قسم اٹھوانے والے کی نیت کے موافق ہو۔

1015: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قسم کا مطلب قسم کھلانے والے کی نیت کے موافق ہوگا۔

باب: جو اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعے مسلمان کا حق مارتا ہے، اس کے لئے جہنم واجب ہے۔

1016: سیدنا ابوامامہ (یعنی حارثی) ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص مسلمان کا

حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یاا ور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف بیوی کے پاس رہنے کی باری وغیرہ) قسم کھا کر مار لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جہنم کو واجب کر دیا اور اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ ایک شخص بولا یارسول اللہ (ص)! اگر وہ ذرا سی چیز ہو تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگرچہ پیلو کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

1017: سیدنا وائل بن حجر ص کہتے ہیں کہ حضرموت سے ایک شخص اور کندہ کا ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے۔ حضر موت والے نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اس شخص نے میری زمین دبا لی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا کہ وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، میں اس میں کھیتی کرتا ہوں، اس کا کچھ حق نہیں ہے۔ تب رسول اللہ (ص) نے حضرموت والے سے فرمایا کہ تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا کہ نہیں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو پھر اس سے قسم لے لو۔ وہ بولا یارسول اللہ (ص)! وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اس کو ڈر نہیں اور وہ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا، وہ قسم کھاسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس سے یہی ممکن ہے۔جب وہ قسم کھانے چلا، رسول اللہ (ص) نے اسے جاتے ہوئے فرمایا: دیکھو! اگر اس نے دوسرے کا مال ناحق اڑا لینے کو قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔

باب: جو قسم اٹھائے اور پھر دیکھے کہ قسم کے خلاف (کرنے) میں بہتری ہے تو وہ کفارہ دے اور وہ کام کرے جس میں بہتری ہے۔

1018: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس چند اشعریوں کے ساتھ آپ (ص) سے سواری مانگنے کیلئے آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کوئی سواری ہے۔ پھر ہم ٹھہرے رہے جتنی دیر کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس اونٹ آئے، تو آپ (ص) نے سفید کوہان کے تین اونٹ ہمیں دینے کا حکم کیا۔ جب ہم چلے تو ہم نے یا بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برکت نہ دے کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور سواری مانگی تو آپ (ص) نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری نہ ملے گی، پھر آپ (ص) نے ہمیں سواری دی۔ پھر لوگوں نے آ کر رسول اللہ (ص) سے کہا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں سوار نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سوار کیا اور میں تو اگر اللہ چاہے تو کسی بات کی قسم نہ کھاؤں گا مگر پھر اس سے بہتر دوسرا کام دیکھوں گا تو اپنی قسم کا کفارہ دوں گا اور وہ کام کروں گا جو بہتر ہے۔

1019: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک شخص کو رات کے وقت رسول اللہ (ص) کے پاس دیر ہو گئی، پھر وہ اپنے گھر گیا تو بچوں کو دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ اس کی عورت کھانا لائی تو اس نے قسم کھا لی کہ میں اپنے بچوں کی وجہ سے نہ کھاؤں گا پھر اس کو کھانا مناسب معلوم ہوا اور اس نے کھا لیا۔ بعد میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے بیان کیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص کسی بات کی قسم کھائے لیکن پھر دوسری بات اس سے بہتر سمجھے تو وہ کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔

باب: قسم کے کفارہ میں۔

1020: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے بارے میں (نقصان دہ قسم پر) اصرار کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہے کہ وہ کفارۂ قسم ادا کر کے اپنی قسم توڑ لے۔ (یعنی اسے اپنی قسم پر باقی رہنے

کی بجائے قسم توڑ کر کفارہ قسم ادا کرنا چاہیئے)۔

خون کی حرمت اور قصاص و دیت کے مسائل

باب: خون ، اموال اور عزت کی حرمت کا بیان۔

1021: سیدنا ابوبکرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آ پا نے فرمایا: بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے تھے۔ سال بارہ مہینے کا ہے اور اس میں چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں)۔ تین مہینے تو لگاتار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب، (قبیلہ) مضر کا مہینہ جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ (ص) چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ (ص) اس مہینے کا نام کچھ اور رکھیں گے، پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا یہ مہینہ ذوالحجہ کا نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہی ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) پھر چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ (ص) اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا یہ (البلد) مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ آپ (ص) اس دن کا نام کوئی اور رکھیں گے۔ (پھر) آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! بیشک یہ یوم النحر ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال(راوی کہتا ہے میرا خیال ہے کہ بھی کہا) اور تمہاری آبروئیں (عزتیں) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ دن حرام ہے اس شہر میں، اس مہینے میں۔ (جس کی حرمت میں کسی کو شک نہیں ایسے ہی مسلمان کی جان، عزت اور دولت بھی حرام ہے اور اس کا بلاوجہ شرعی لے لینا درست نہیں ہے) اور عنقریب تم اپنے پروردگار سے ملو گے، تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ پھر تم میرے بعد کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو (یعنی آپس میں لڑنے لگو اور ایک دوسرے کو مارو۔ یہ نبی (ص) کی آخری نصیحت اور بہت بڑی اور عمدہ نصیحت تھی۔ افسوس کہ مسلمانوں نے تھوڑے دنوں تک اس پر عمل کیا آخر آفت میں گرفتار ہوئے اور عقبیٰ جدا تباہ کیا)۔ جو (اس وقت، اس مجمع میں) حاضر ہے وہ یہ حکم غائب (جو حاضر نہیں ہے) کو پہنچا دے۔ کیونکہ بعض وہ (غائب) شخص جس کو (حاضر شخص) یہ بات پہنچائے گا (اب) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو گا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

باب: قیامت کے دن سب پہلے (ناحق) خون کا فیصلہ ہو گا۔

1022: سیدنا عبداللہ بن مسعودص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون (قتل) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

باب: کونسی چیز مسلمان کے خون (بہانے) کو حلال کرتی ہے؟

1023: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمان جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں اس کا پیغمبر ہوں، (اس کو) مارنا درست نہیں مگر

تین میں سے کسی ایک بات پر۔ 1۔ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وہ زنا کرے۔ یا 2۔جان کے بدلے جان (یعنی کسی کا خون کرے)۔ یا 3۔ جو اپنے دین سے پھر جائے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں (کیا حکم ہے) جو اسلام سے مرتد ہو گیا اور قتل کیا اور لڑائی کی۔

1024: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ (قبیلہ) عکل کے آٹھ آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آ پ (ص) سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر ان کو (مدینہ کی) ہوا ناموافق ہو گئی اور ان کے بدن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے شکایت کی تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں نہیں چلے جاتے کہ (وہاں) ان کا دودھ اور پیشاب پیو؟ انہوں نے کہا کہ اچھا۔ پھر وہ نکلے اور اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پیا اور ٹھیک ہو گئے، تو انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ بھگا لے گئے۔ یہ خبر رسول اللہ (ص) کو پہنچی تو آپ (ص) نے ان کے پیچھے جماعت بھیجی۔ وہ گرفتار کر کے لائے گئے تو آپا کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور آنکھیں سلائی سے پھوڑ دی گئیں پھر دھوپ میں ڈال دئیے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔

باب: اس آدمی کا گناہ جس نے قتل کی رسم ڈالی۔

1025: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ جب کوئی خون (قتل) ظلم سے ہوتا ہے تو آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون کاایک حصہ پڑتا ہے (یعنی گناہ کا) کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کی راہ نکالی۔

باب: جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو ہلاک کیا(تو وہ) اسی طریقہ کے ساتھ جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

1026: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے مار لے، تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا (اور) اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ، مارتا رہے گااور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لے، تو وہ اسی زہر کو جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالے، تو وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں گرا کرے گا اور ہمیشہ اس کا یہی حال رہے گا (کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

1027: سیدنا سہل بن سعد ساعدی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اور مشرکوں کا جنگ میں سامنا ہوا تو وہ لڑے۔ پھر جب آپ (ص) اپنے لشکر کی طرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے، تو آپ (ص) کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) وہ کسی اکا دکا کافر کو نہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا (یعنی جس کافر سے بھڑتا اس کو قتل کر دیتا)، تو صحابہ ' نے کہا کہ جس طرح یہ شخص آج ہمارے کام آیا ایسا کوئی نہ آیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وہ تو جہنمی ہے۔ ایک شخص ہم میں سے بولا کہ میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ جہنم میں جانے کا کونسا کام کرتا ہے کیونکہ ظاہر میں تو بہت عمدہ کام کر رہا تھا)۔ پھر وہ شخص اس کے ساتھ نکلا اور جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا۔ آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مر جانا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان میں، پھر اس پر زور ڈال دیا اوراپنے آپ کو مار ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (ص) اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ وہ شخص بولا کہ آپ (ص) نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھااور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ میں

تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا۔ پھر میں اس کی تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لئے اس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں، پھر اس پر زور ڈال دیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو مار ڈالا۔ رسول اللہ (ص) نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی لوگوں کے نزدیک جنتیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص لوگوں کے نزدیک جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ (انجام کے لحاظ سے) جنتی ہوتا ہے۔

باب: جس نے کسی کو پتھر کے ساتھ قتل کیا (تو بدلے میں) وہ بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا۔

1028: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کا سر دو پتھروں میں کچلا ہوا ملا تو اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا؟ فلاں نے، فلاں نے؟ یہاں تک کہ ایک یہودی کا نام لیا، تواس نے اپنے سر سے (ہاں میں) اشارہ کیا۔ وہ یہودی پکڑا گیا تواس نے اقرار کر لیا تب رسول اللہ (ص) نے اس کا سر بھی پتھر سے کچلنے کا حکم دیا۔

باب: جس نے کسی آدمی کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیئے اور (کھینچنے سے) کاٹنے والے کے دانت گر پڑے۔

1029: سیدنا عمران بن حصین ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر (دانتوں سے) کاٹا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا، تو اس (کاٹنے والے) کے سامنے کے دانت گر پڑے۔ (پھر جس کے دانت نکل پڑے تھے) اس نے رسول اللہ (ص) سے فریاد کی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ کیا یہ چاہتا ہے کہ میں اس کو حکم دوں کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دے اور پھر تو اس کو چبا ڈالے جیسے اونٹ چبا ڈالتا ہے۔ اچھا تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے کہ چبائے پھر تم اپنا ہاتھ کھینچ لینا (یعنی اگر تیرا جی چاہے تو اس طرح قصاص ہو سکتا ہے کہ تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے پھر کھینچ لے یا تو اس کے بھی دانت ٹوٹ جائیں گے یا تیرا ہاتھ زخمی ہو گا)۔

باب: زخم کا بھی قصاص ہے مگر یہ کہ دیت لینے پر راضی ہوں۔

1030: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ سیدنا ربیع ص کی بہن اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہا (جو سیدنا انس ص کی پھوپھی تھیں) نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا (اس کا دانت توڑ ڈالا تھا) پھر انہوں نے یہ جھگڑا(مقدمہ) رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا تورسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قصاص لیا جائے گا قصاص لیا جائے گا۔ اُمّ ربیع نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) کیا فلاں (عورت) سے قصاص لیا جائے گا؟ (یعنی اُمّ حارثہ سے) اللہ کی قسم اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سبحان اللہ اے اُمّ ربیع! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے۔ اُمّ ربیع نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اس سے کبھی قصاص نہ لیا جائے گا۔ پھر اُمّ ربیع یہی کہتی رہی، یہاں تک کہ وہ (جس کا دانت ٹوٹا تھا اس کے کنبے والے) دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اس کے بھروسے پر قسم کھابیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دیتا (یعنی ان کی قسم پوری کر دیتا) ہے۔

باب: جس نے قتل کا اقرار کیا اور پھر وہ (قاتل، قتل کیلئے مقتول کے) ولی کے سپرد کر دیا گیا اور اس (ولی) نے اسے معاف کر دیا۔

1031: علقمہ بن وائل سے روایت ہے کہ ان کے والد ص نے انہیں بتایا کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص دوسرے کو تسمے سے کھینچتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! اس نے میرے بھائی کو مار ڈالا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو قتل کیا ہے؟ وہ (پہلا شخص) بولا

اگر یہ اقرار نہیں کرے گا تو میں اس پر گواہ لاؤں گا۔ تب وہ شخص بولا کہ بیشک میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے کیسے قتل کیا ہے؟ وہ بولا کہ میں اور وہ دونوں درخت کے پتے جھاڑ رہے تھے کہ اتنے میں اس نے مجھے گالی دی اور مجھے غصہ دلایا تو میں نے کلہاڑی اس کے سر پر ماری اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے جو اپنی جان کے بدلے میں دے؟ وہ بولا میرے پاس کچھ نہیں سوائے اس چادر اور کلہاڑی کے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیری قوم کے لوگ تجھے چھڑائیں گے؟ اس نے کہا کہ ان کے پاس میری اتنی قدر نہیں ہے۔ تب آپ نے وہ تسمہ مقتول کے وارث کی طرف پھینک دیا اور فرمایا اسے لے جاؤ۔ وہ لے کرچل دیا۔ جب پیٹھ موڑی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہی رہے گا (یعنی نہ اس کو کوئی درجہ ملے گا نہ اس کو کوئی مرتبہ حاصل ہو گا کیونکہ اس نے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لیا)۔ یہ سن کر وہ لوٹا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص) مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ (ص) نے یہ فرمایا ہے کہ اگر میں اس کو قتل کروں گا تو اس کے برابر رہوں گا اور میں نے تو اس کو آپ کے حکم سے پکڑا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ تو یہ نہیں چاہتا کہ وہ تیرا اور تیرے بھائی کا گناہ سمیٹ لے؟ وہ بولا ”جی ہاں کیوں نہیں“ ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ اسی طرح ہوگا۔ پھر اس نے اس کا تسمہ پھینک دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

باب: اس عورت کی دیت جس کے پیٹ پر مارا گیا جس کی وجہ سے (اس کے) پیٹ والا بچہ گر (کرمر) گیا اور وہ عورت بھی مر گئی۔ اس (عورت) کی دیت اور اس کے بچہ کی دیت۔

1032: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ (قبیلہ) ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر سے مارا، تو وہ بھی مر گئی اور پیٹ والا بچہ بھی مر گیا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ (ص) سے فیصلہ چاہا تو آپ نے فیصلہ کیا کہ اس کے بچہ کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے اور عورت کی دیت مارنے والی کے کنبے والے دیں۔ اور اسکی (دیت میں) اس کی اولاد اور دیگر ورثاء کو وارث بنایا۔ سیدنا حمل بن نابغہ ہذلی ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہم اس کا تاوان کیونکر دیں جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا یہ تو آیا گیا (یعنی لغو ہے) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ایسی قافیہ دار عبارت بولنے کی وجہ سے یہ کاہنوں کا بھائی ہے ۔

باب: وہ نقصان جس کی دیت نہیں ہوتی۔

1033: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: کہ کنوئیں کا زخم لغو ہے اور کان کا زخم لغو ہے اور جانور کا زخم لغو ہے اور معدنیاتی کان یا دفینہ میں پانچواں حصہ (بطور زکوٰۃ) ہے۔ (رکاز وہ خزانہ ہے جو زمین میں دفن شدہ ملے)۔

کتاب: قسم دلانے کے مسائل

باب: قسم کون اٹھائے۔

1034: سیدنا سہل بن ابی حثمہ اپنی قوم کے بڑے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سہل اور محیصہ ' دونوں کسی تکلیف کی وجہ سے خیبر گئے۔ محیصہ ص نے آکر بتایا کہ عبداللہ بن سہل ص مارے گئے اور ان کی نعش چشمہ یا کنواں میں پھینک دی گئی ہے۔ وہ یہود کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کی قسم تم نے ان کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے انہیں قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ پھر محیصہ اور ان کا بھائی حویصہ جو ان سے بڑا تھا اور عبدالرحمن بن سہل تینوں

(رسول اللہ (ص) کے پاس) آئے۔ محیصہ نے بات کرنا چاہا کہ وہی (عبداللہ بن سہل ص کے ساتھ) خیبر کو گئے تھے، تو رسول اللہ (ص) نے محیصہ سے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کر اور بڑے کو کہنے دے۔ پھر حویصہ ص نے بات کی اور پھر محیصہ نے بات کی۔ رسول اللہ (ص) نے محیصہ ص سے فرمایا کہ یا تو یہود تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کریں۔ پھر رسول اللہ (ص) نے یہود کو اس بار ے میں لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اللہ کی قسم ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ (ص) نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمن ' سے فرمایا کہ تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے ساتھی کا قصاص لو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر یہود تمہارے لئے قسم کھائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں (ان کی) قسم کا کیا اعتبار؟ پھر رسول اللہ (ص) نے اس کی دیت اپنے پاس سے دی اور سو اونٹ ان کے پاس بھیجے یہاں تک کہ ان کے گھر میں پہنچا دیئے گئے۔ سیدنا سہل ص نے کہا کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماردی تھی۔

باب: جاہلیت کے مسئلہ قسامت کو بحال رکھنا۔

1035: رسول اللہ (ص) کے اصحاب میں سے ایک انصاری صحابی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے قسامت کو اسی طور پر باقی رکھا جیسے جاہلیت کے زمانہ میں تھی۔

کتاب: حدود کے مسائل زانی کی حد

باب: غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کی حدِ زنا۔

1036: سیدنا عبادہ بن صامت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) پر جب وحی اترتی تو آپ (ص) کو سختی معلوم ہوتی اور چہرہ مبارک پر مٹی کا رنگ آجاتا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ (ص) پر وحی اتری اور آپ (ص) کو ایسی ہی سختی معلوم ہوئی۔ جب وحی موقوف ہو گئی تو آپ (ص) نے فرمایاکہ مجھ سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راستہ کر دیا۔ اگر شادی شدہ ، شادی شدہ سے زنا کرے اور غیر شادی شدہ، غیر شادی شدہ سے زنا کرے تو شادی شدہ کو سو (100) کوڑے لگا کر سنگسار کر دیں اور غیر شادی شدہ کوسو (100) کوڑے لگا کر ایک سال تک وطن سے باہر نکال دیں۔

باب: زنا کے معاملہ میں شادی شدہ کو رجم کرنا۔

1037: سیدنا عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس صسے سنا وہ کہتے تھے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص نے رسول اللہ (ص) کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے محمد (ص) کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب اتاری،اسی کتاب میں رجم کی آیت بھی تھی (لیکن اس کی تلاوت موقوف ہو گئی اور حکم باقی ہے) ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھااور سمجھا۔ رسول اللہ (ص) نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپ (ص) کے بعد رجم کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ جب زیادہ مدت گزرے گی تو کوئی یہ نہ کہنے لگ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم نہیں ملتا۔ پھر گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس شخص پر جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے مرد ہو یا عورت رجم حق ہے۔ (اور یہ صورت میں ہی ہے کہ) جب گواہ قائم ہوں زنا پر یا حمل ہو یا (زانی) خود اقرار کرے۔ (رجم ، آدھا زمین میں گاڑ کر اوپر سے پتھر مار مار کر ختم کر دینے کو کہتے ہیں)۔

باب: جس نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کر لیا۔

1038: سیدناجابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس چھوٹے قد کا آدمی جس کے بال

پراگندہ اور جسم مضبوط تھا، اس پر چادر تھی اور اس نے زنا کیا تھا، لایا گیا۔ آپ (ص) نے دو بار اس کی بات کو ٹالا پھر حکم کیا تو وہ سنگسار کیا گیا۔ اس کے بعد آپ (ص) نے فرمایا کہ جب ہم اللہ کی راہ میں جہادکے لئے نکلتے ہیں تو تم میں سے کوئی نہ کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور بکرے کی طرح آواز کرتا ہے اور کسی عورت کو تھوڑا دودھ دیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ میرے قابو میں ایسے شخص کو دے گا تو میں اس کو ایسی سخت سزا دوں گا جو دوسروں کے لئے نصیحت ہو۔ راوی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا سعیدبن جبیر ص سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے چار بار اس کی بات کو ٹالا۔ اور ایک روایت میں دو دفعہ یا تین دفعہ کا ذکر ہے۔

باب: زنا کا اقراری چار دفعہ اقرار کرے، اور جس کو رجم کرنا ہو (اس کیلئے) گڑھا کھودنا اور زنا سے حاملہ عورت کی سزا میں وضع حمل تک تاخیر اور جس کو رجم کیا گیا اس کی نماز جنازہ کا بیان۔

1039: سیدنابریدہ ص سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی ص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ زنا کر بیٹھا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ (ص) مجھے پاک کریں۔ آپ (ص) نے ان کو پھیر دیا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ (ص) نے ان کو پھیر دیا اور ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا کہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے؟ اور تم نے کوئی بات دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو کچھ فتور نہیں جانتے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں ان کی عقل اچھی ہے۔ پھر تیسری بار ماعز ص آئے تو آپ (ص) نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا (اور یہی دریافت کرایا) تو انہوں نے کہا کہ ان کو کوئی بیماری نہیں ہے اور نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ جب وہ چوتھی بار آئے (اور انہوں نے یہی کہا کہ میں نے زناکیا ہے مجھے پاک کیجئے حالانکہ توبہ سے بھی پاکی ہو سکتی تھی مگر ماعز ص کو شک ہوا کہ شاید توبہ قبول نہ ہو)، توآپ (ص) نے ان کے لئے ایک گڑھا کھدوایا پھر وہ آپ اکے حکم پر رجم کئے گئے۔ راوی کہتا ہے (اس کے بعد) غامدیہ کی عورت آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ (ص)! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے۔ آپ (ص) نے اس کو پھیر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تواس نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) مجھے کیوں لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ ایسے لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز ص کو لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں (تو اب زنا میں کیا شک ہے)۔ آ پ (ص) نے فرمایا کہ اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے) تو جا، جننے کے بعد آنا۔ جب ولادت ہو گئی تو بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور کہا: لیجئے یہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو آپ (ص) نے فرمایا جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھٹے۔ (شافعی اور احمد اور اسحق کایہی قول ہے کہ عورت کو رجم نہ کریں گے جننے کے بعد بھی جب تک دودھ کا بندوبست نہ ہو ورنہ دودھ چھٹنے تک انتظار کریں گے اور امام ابوحنیفہ اورمالک کے نزدیک جننے ہی رجم کریں گے) جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے نبی (ص)! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ (ص) نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دیدیا۔ پھر آپ کے حکم سے ایک گڑھا کھودا گیا اس کے سینے تک اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا خالد بن ولید ص ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر سیدنا خالد ص کے منہ پر گرا۔ سیدنا خالد ص نے اس کو بُرا کہا اور یہ بُرا کہنا رسول اللہ (ص) نے سن لیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ خبردار اے خالد (ایسا مت کہو) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر (ناجائز) محصول (ٹیکس) لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) بھی ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے (حالانکہ دوسری حدیث میں ہے

کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا) پھر آپ (ص) نے حکم کیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔

باب: زنا میں ذمی یہود پر بھی رجم ہے۔

1040: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک یہودی مرد او رایک یہودی عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ رسول اللہ (ص) یہود کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تورات میں زنا کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کرکے (گدھوں پر) اس طرح سوار کرتے ہیں کہ ان کا منہ (گدھوں) کی دم کی طرف ہوتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا اچھا تو اگر تم سچ کہتے ہو تورات لاؤ۔ وہ لے کر آئے اور پڑھنے لگے، جب رجم کی آیت آئی تو جو شخص پڑھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس آیت پر رکھ دیا اور آگے اور پیچھے کا مضمون پڑھ دیا۔ سیدنا عبداللہ بن سلام ص (یہودیوں کے عالم جو مسلمان ہو گئے تھے) وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ آپ (ص) اس شخص سے کہئے کہ اپنا ہاتھ اٹھائے۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت ہاتھ کے نیچے تھی۔ پھر آپ (ص) کے حکم سے وہ دونوں رجم کئے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کو رجم کیا میں نے دیکھا کہ مرد اپنی آڑ سے عورت کو پتھروں سے بچا رہا تھا(یعنی پتھر اپنے اوپر لیتا محبت سے)۔

باب: لونڈی کو مارنا جب کہ وہ زنا کرے۔

1041: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سے پوچھا گیا کہ لونڈی جو شادی شدہ نہیں ہے، وہ زنا کرے تو کیا سزا ہو گی؟آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو کوڑے لگاؤ، پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر اس کو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسی قیمت کی آئے۔ ابن شہاب کو شک ہے کہ بیچنے کا حکم تیسری بار کے بعد دیا، یا چوتھی بار کے بعد۔

باب: مالک اپنے غلام پر حد قائم کرے۔

1042: سیدنا ابوعبدالرحمن ص کہتے ہیں کہ سیدنا علی ص نے خطبہ پڑھا تو کہا کہ اے لوگو! اپنی لونڈی، غلاموں کو حد لگاؤ خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں (یعنی کوڑے مارو)۔ کیونکہ رسول اللہ (ص) کی ایک لونڈی نے زنا کیا، توآپ (ص) نے مجھ کو اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ دیکھا تو اس کے ہاں ابھی قریب ہی ولادت ہوئی تھی۔میں ڈرا کہ کہیں اس کو کوڑے ماروں (تو) وہ مر ہی نہ جائے۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا (جو کوڑے لگانا موقوف رکھا)۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کو اس وقت تک چھوڑو جب تک وہ اچھی ہو جائے (یعنی نفاس سے صاف ہو۔ یہی حکم ہے مریضہ کا۔ اس کو بھی حد نہیں ماریں گے جب تک کہ تندرست نہ ہوجائے)۔

کتاب: چوری کی حد کا بیان

باب: جس چیز (کی چوری) میں ہاتھ کاٹنا واجب ہے، اس کا بیان۔

1043: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار یا زیادہ کی چوری میں۔

باب: جس چیز کی قیمت تین درہم ہے (اس کی چوری میں) ہاتھ کاٹا جائیگا۔

1044: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے سپر کی چوری پر جس کی قیمت تین درہم تھی، ایک چور کا ہاتھ کاٹا تھا۔

باب: انڈے کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

1045: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت کرے جو انڈہ چراتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے، اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

باب: حدود میں سفارش کی ممانعت ہے۔

1046: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کی فکر پیدا ہوئی جس نے رسول اللہ (ص) کے عہد مبارک میں، فتح مکہ کے موقعہ پر چوری کی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اس بارے میں رسول اللہ (ص) سے کون سفارش کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ آپا کے سامنے سوائے سیدنا اسامہ بن زید ص کے اتنی جرأت کون کر سکتا ہے جو کہ رسول اللہ (ص) کا چہیتے ہیں۔ آخر وہ عورت رسول اللہ (ص) کے پاس لائی گئی اور سیدنا اسامہ ص نے اس کی سفارش کی، تو آپ (ص) کے چہرے کا رنگ (غصہ کی وجہ سے) بدل گیا اور آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی حد میں سفارش کرتا ہے؟ سیدنا اسامہ ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے لئے معافی کی دعا کیجئے۔ جب شام ہوئی تورسول اللہ (ص) کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جیسے اس کو شایان ہے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کو اسی بات نے تباہ کیا کہ جب ان میں عزت دار آدمی چوری کرتا تھا توا س کو چھوڑ دیتے تھے اور جب غریب (ناتواں) چوری کرتا تھا تو اس پر حدقائم کرتے تھے۔ اور میں تو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) محمد ((ص)) کی بیٹی بھی چوری کرے، تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ اُمّ (ص) لمؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (ہاتھ کٹنے کے) بعد اس عورت نے اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا اور وہ میرے پاس آتی تھی تو میں اس کے مطلب کو رسول اللہ (ص) سے عرض کر دیا کرتی تھی۔

کتاب: شراب کی حد کا بیان

باب: شراب پینے میں کتنے کوڑے حد ہے؟

1047: حضین بن مندر ابو ساسان کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان ص کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کولایا گیا کہ انہوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھی تھیں پھر کہا کہ میں زیادہ کرتاہوں تمہارے لئے۔ تو دو آدمیوں نے ولید پر گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے (شراب کی) قے کر رہا تھا۔ سیدنا عثمان ص نے کہا کہ اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی، تو شراب کی قے کیوں کرتا؟ سیدنا عثمان ص نے سیدنا علی ص کو کہا کہ اٹھو اس کو حد لگاؤ (یہ سیدنا عثمان ص نے سیدنا علی ص کی عزت اور عظمت بڑھانے کے لئے حکم دیا اور امام کو یہ امر جائز ہے)۔ سیدنا علی ص نے سیدنا حسن ص سے فرمایا کہ اے حسن! اٹھ اور اس کو کوڑے لگا۔ سیدنا حسن ص نے کہا کہ عثمان خلافت کا سرد لے چکے ہیں تو گرم بھی انہی پر رکھو۔ سیدنا علی ص اس بات پر حسن ص سے غصے ہوئے اور کہا کہ اے عبداللہ بن جعفر ص! اٹھ اور ولید کو کوڑے لگا۔ (انہوں نے) کوڑے لگائے اور سیدنا علی ص گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس کوڑے لگائے، تو سیدنا علی ص نے کہا کہ بس ٹھہر جا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ (ص) نے چالیس کوڑے لگائے اور سیدنا ابوبکر ص نے بھی چالیس لگائے اور سیدنا عمر ص نے اسی کوڑے لگائے اور سب سنت ہیں اور میرے نزدیک (یہ چالیس لگانا) زیادہ بہتر ہے۔

1048: سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ اگر میں کسی پر حد قائم کروں اور وہ مر جائے، تو مجھے کچھ خیال نہ ہو گا مگر شراب کی حد میں۔ اگر کوئی مر جائے تو اس کی دیت دلاؤں گا، کیونکہ نبی (ص) نے اس کو بیان

نہیں فرمایا۔ (یعنی اسی (80) کوڑے لگانا نبی (ص) کی سنت نہیں ہے)۔

باب: تعذیر کے کوڑے کتنے ہیں؟

1049: سیدنا ابوبردہ انصاری ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارا جائے مگر اللہ کی حدوں میں سے کسی حد میں۔

باب: جو حد کو پہنچا، پھر سزا مل گئی، تو یہ اس کیلئے کفارہ ہے۔

1050: سیدنا عبادہ بن صامت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہم مردوں سے بھی ایسے ہی عہد لیا جیسے عورتوں سے لیا تھا، ان باتوں پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو نہ ماریں گے، ایک دوسرے پر طوفان نہ جوڑیں گے۔ پھر جو کوئی تم میں سے عہد کو پورا کرے، اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو تم میں سے کوئی حد کا کام کرے اور اس کو حد لگا دی جائے، تو وہی گناہ کا کفارہ ہے۔ اور جس کے گناہ پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ (تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ) چاہے تو اس کو عذاب کرے اور چاہے تو بخش دے۔

کتاب: فیصلے اور گواہی کے بیان میں

باب: فیصلہ ظاہری بات پر ہو گا اور دلیل دینے میں چرب زبانی سے کام لینے کی وعید۔

1051: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے جھگڑنے والے کا شور اپنے حجرے کے دروازے پر سنا، تو باہر نکلے اور فرمایا کہ میں بشر (انسان) ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ والا آتا ہے اور ممکن ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے بہتر بات کرتا ہو، اور میں سمجھوں کہ یہ سچا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کر دوں تو جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں وہ انگارے کا ایک ٹکڑا ہے، وہ چاہے اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

باب: بڑے لڑاکے ، جھگڑالو کے بیان میں۔

1052: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سب مردوں میں بُرا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مرد ہے جو بڑا لڑاکا جھگڑالو ہو۔

باب: مدعی علیہ پر قسم کے ساتھ فیصلہ۔

1053: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: اگر لوگوں کو وہ کچھ دلا دیا جائے جس کا وہ دعویٰ کریں، تو بعض دوسروں کی جان اورمال لے لیں گے۔ لیکن مدعی علیہ کو قسم کھانا چاہئیے۔

باب: قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ۔

1054: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا۔ (یہ اس صورت میں ہے جب دو گواہ نہ ہوں۔ ایک گواہ ہو تو مدعی ساتھ قسم کھائے)۔

باب: فیصلہ کرنے والا غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

1055: سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے عبیداللہ بن ابی بکرہ جو کہ سجستان کے

قاضی تھے کو لکھوایا اور میں نے لکھا کہ تم دو آدمیوں کے درمیان تم اس وقت فیصلہ مت کرو جب تک تم غصے میں ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ کوئی آدمی دو شخصوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے، جب وہ غصے کی حالت میں ہو۔

باب: جب حاکم (قاضی وغیرہ) سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے، پھر صحیح فیصلہ کرے یا غلطی کرے (تو اس کا حکم)۔

1056: سیدنا عمروبن عاص ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے پھر صحیح کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جو سوچ کر فیصلہ دے اور غلطی کر بیٹھے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

باب: فیصلہ دینے میں فیصلہ دینے والوں میں اختلاف۔

1057: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ دو عورتیں اپنے اپنے بچے لئے جا رہی تھیں کہ اتنے میں بھیڑیا آیا اور ایک کا بچہ لے گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا۔ اور دوسری نے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ آخر دونوں اپنا فیصلہ کرانے کو سیدنا داؤد ں کے پاس آئیں۔ انہوں نے بچہ بڑی عورت کو دلا دیا (اس وجہ سے کہ بچہ اس کے مشابہ ہو گا یا ان کی شریعت میں ایسی صورت میں بڑے کو ترجیح ہو گی یا بچہ اس کے ہاتھ میں ہو گا)۔ پھر وہ دونوں سیدنا سلیمان ں کے پاس آئیں اور ان سے سب حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ ہم بچے کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کو دیدیں گے (اس سے بچے کا کاٹنا مقصود نہ تھا بلکہ حقیقی ماں کا دریافت کرنا منظور تھا)، تو چھوٹی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے ایسا مت کر وہ بڑی کا بیٹا ہے۔ سیدنا سلیمان ں نے وہ بچہ چھوٹی کو دلا دیا (تو سیدنا سلیمان ں نے سیدنا داؤد ں کے خلاف حکم دیا، اس لئے کہ دونوں مجتہد تھے اور پیغمبر بھی تھے اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کا خلاف درست ہے۔ مسائل اجتہادی میں کوئی حکم توڑنا درست نہیں مگر شاید سیدنا داؤد ں نے اس فیصلہ کو قطع نہ کیا ہو گا یا صرف بطور فتویٰ کہ ہو گا) سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اس حدیث میں میں نے اسی دن سکین کا لفظ سنا ہے جو چھری کو کہتے ہیں ورنہ ہم تو مدیہ کہا کرتے تھے۔

باب: حاکم (قاضی وغیرہ) جھگڑا کرنیوالوں کے درمیان اصلاح کرائے۔

1058: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی، پھر جس نے زمین خریدی تھی اس نے سونے کا ایک مٹکا (برتن) اس میں پایا۔ خریدنے والا (بیچنے والے سے) کہنے لگا کہ تو اپنا سونا لے لے، میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا۔ اور بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ زمین اور جو کچھ اس میں تھا بیچا تھا(تو سونا بھی تیرا ہے۔ سبحان اللہ بائع اور مشتری دونوں کیسے خوش نیت اور ایماندار تھے) راوی کہتا ہے کہ پھر دونوں نے ایک شخص سے فیصلہ چاہا، وہ بولا کہ تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا اس کے لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو دونوں پر خرچ کروا ور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دو۔ (غرض صلح کرا دی اور یہ مستحب ہے تاکہ دونوں خوش رہیں)۔

باب: بہترین گواہ۔

1059: سیدنا زید بن خالد جہنی ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: کہ میں تم کو بتلاؤں کہ بہتر گواہ کون ہے؟ جو گواہی کے لئے بلائے جانے سے پہلے اپنی گواہی ادا کر دے۔

کتاب: گری پڑی چیز کے مسائل

باب: گری پڑی چیز کے بارے میں حکم۔

1060: سیدنا زید بن خالد جہنی ص جو کہ رسول اللہ (ص) کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے سونا یا چاندی کے لقطہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کے بندھن اور اس کی تھیلی کی پہچان رکھ، پھر سال بھر تک لوگوں میں مشہور کر، اگر کوئی نہ پہچانے تو اس کو خرچ کر ڈال، لیکن وہ تیرے پاس امانت رہے گا اور صرف کرنے کے بعد جب اس کا مالک کسی دن بھی آئے تو اس کو ادا کرنا ہو گا اور آپ (ص) سے اس اونٹ کے بارے میں پوچھا گیا جو بھولا بھٹکا ہو، توآپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے اس سے کیا کام ہے؟ اس کا پاؤں اس کے ساتھ ہے، مشکیزہ ہے، پانی پیتا ہے، درخت کے پتے کھاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اس کا مالک پالیتا ہے اور آپ (ص) سے گمشدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا توآپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو لے لے کیونکہ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑئیے کی ہے۔

باب: حاجی کی گری پڑی چیز۔

1061: سیدناعبدالرحمن بن عثمان التیمی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے حاجیوں کی پڑی ہوئی چیز لینے سے منع کیا۔

باب: جس نے گمشدہ چیز رکھ لی، وہ گمراہ ہے۔

1062: سیدنا زید بن خالد جہنی ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جس نے گری پڑی چیز مشہوری کئے بغیر رکھ لی، وہ گمراہ ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کی پہنچان کرانا اور بتلانا ضروری ہے)

باب: لوگوں کی اجازت کے بغیر انکے جانوروں کا دودھ دھونے کی ممانعت

1063: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی دوسرے کے جانور کا دودھ نہ نکالے مگر اس کی اجازت سے۔ کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی کوٹھڑی میں کوئی آئے اور اس کا خزانہ توڑ کر اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے؟ اسی طرح جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں، تو کوئی کسی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ دھوئے (مگر جو بھوک کی وجہ سے مر رہا ہو، وہ بقدر ضرورت لے لے)۔

کتاب: مہمان نوازی کے مسائل

باب: جو میزبانی نہیں کرتا اس کے لئے حکم۔

1064: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ ہمیں بھیجتے ہیں پھر ہم کسی قوم کے پاس اترتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے، تو کیا خیال ہے؟ (یعنی انہیں کیا کرنا چاہیئے) آ پ (ص) نے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم کے پاس اترو، پھر وہ تمہارے واسطے وہ سامان کر دیں جو مہمان کے لئے چاہیئے، تو تم قبول کرو اگر وہ نہ کریں، تو ان سے مہمانی کا حق جتنا مہمان کو چاہیئے، لے

لو۔

باب: مہمانی دینے کا حکم۔

1065: سیدنا ابوشریح خزاعی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مہمانی تین دن تک ہے۔ اور مہمان نوازی میں تکلف ایک دن ایک رات تک چاہئیے اور کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس ٹھہرا رہے، یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے۔ صحابہ ' نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اس کو کس طرح گناہ میں ڈالے گا؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ اس کے پاس ٹھہرا رہے۔ او راس کے پاس کھلانے کے لئے کچھ نہ ہو۔

باب: ضرورت سے زائد مالوں کے ذریعے (ضرورتمند کیساتھ) ہمدردی کرنا

1066: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اونٹنی پر سوار آپ (ص) کے پاس آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جس کے پاس زائد سواری ہو، وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔ اور جس کے پاس سفر خرچ (اپنی ضرورت سے) زائد ہو، وہ اس کو دیدے جس کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔۔ پھر آپ (ص) نے بہت سی قسم کے مال بیان کئے، یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ ہم سے کسی کا اس مال میں کوئی حق نہیں ہے۔ جو اس کی ضرورت سے زائد ہو۔

باب: سفر میں (زاد راہ) کم پڑ جائے تو باقی ماندہ چیزوں کو اکٹھا کرلینے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم۔

1067: ایاس بن سلمہ اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک لڑائی کیلئے نکلے، وہاں ہمیں (کھانے اور پینے کی) تکلیف ہوئی (یعنی کمی واقع ہو گئی) یہاں تک کہ ہم نے سواری کے اونٹوں کو نحر کرنے کا قصد کیا، تو رسول اللہ (ص) کے حکم پر ہم نے اپنے اپنے سفر خرچ کو جمع کیا اور ایک چمڑا بچھایا، اس پر سب لوگوں کے زادِ راہ اکٹھے ہوئے۔ سلمہ ص نے کہا کہ میں اس کے ناپنے کیلئے لمبا ہوا، تو اس کو اتنا پایا کہ جتنی جگہ میں بکری بیٹھتی ہے۔ اور ہم (لشکر کے) چودہ سو آدمی تھے۔ پھر ہم لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور اس کے بعد اپنے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وضو کا پانی ہے؟ ایک شخص ڈول میں ذرا سا پانی لے کر آیا، تو آپ (ص) نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور ہم سب چودہ سو آدمیوں نے اسی پانی سے وضو کیا، خوب بہاتے جاتے تھے۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے کہا کہ وضو کاپانی ہے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وضو کا پانی گر چکا۔

میں بکری بیٹھتی ہے۔ اور ہم (لشکر کے) چودہ سو آدمی تھے۔ پھر ہم لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور اس کے بعد اپنے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وضو کا پانی ہے؟ ایک شخص ڈول میں ذرا سا پانی لے کر آیا، تو آپ (ص) نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور ہم سب چودہ سو آدمیوں نے اسی پانی سے وضو کیا، خوب بہاتے جاتے تھے۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے کہا کہ وضو کاپانی ہے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ وضو کا پانی گر چکا۔

کتاب: جہاد کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَ(ص) تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْ(ص) فِی سَبِيْلِ اللهِ ...﴾ کے متعلق اور شہداء کی

روحوں کا بیان۔

1068: مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے اس آیت ”ان لوگوں کو مردہ مت سمجھو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی دئیے جاتے ہیں“ کے بارے میں پوچھا، تو سیدنا عبداللہ صنے کہا کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں (رسول اللہ (ص) سے) پوچھا توآپ (ص) نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں، جو عرش مبارک سے لٹک رہی ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جنت میں چگتے پھرتے ہیں، پھر اپنی قندیلوں میں آرہتے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور فرمایاکہ تم کچھ چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ اب ہم کیا چاہیں گی؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہتی ہیں چگتی پھرتی ہیں تو پروردگارجل وعلا نے تین دفعہ پوچھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر مانگے ہماری رہائی نہیں (یعنی پروردگار جل جلالہ برابر پوچھے جاتا ہے) تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں پھیر دے (یعنی دنیا کے بدنوں میں) تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں مارے جائیں۔ جب ان کے رب نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں، تو ان کو چھوڑ دیا۔

باب: بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

1069: سیدنا ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دشمن کے سامنے (یعنی میدانِ جہاد میں) یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ یہ سن کر ایک غریب اور میلے سے کپڑوں والا شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ اے ابو موسیٰ تم نے (خود) رسول اللہ (ص) کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ (سیدنا ابو موسیٰ نے) کہا: ہاں۔ راوی کہتا ہے، یہ سن کر وہ اپنے دوستوں کی طرف گیا اور کہا کہ میں تم کو سلام کرتا ہوں اور اپنی تلوار کا نیام توڑ ڈالا پھر تلوار لے کر دشمن کی طرف گیا اور اپنی تلوار سے دشمن کو مارتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

باب: جہاد کی ترغیب اور اس کی فضیلت۔

1070: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے جو اس کی راہ میں نکلے اور نہ نکلے مگر جہاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پیغمبروں کو سچ جانتا ہو۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) ایسا شخص میری حفاظت میں ہے یا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا یا اس کو اس کے گھر کی طرف ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ پھیر دوں گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے کہ کوئی زخم ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگے، مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اسی شکل پر آئے گا جیسا دنیا میں ہوا تھا، اس کا رنگ خون کا سا ہو گا اور خوشبو مشک کی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے کہ اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتاتو میں کبھی بھی کسی لشکر سے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پیچھے نہ رہتا۔ لیکن میرے پاس (سواریوں وغیرہ کی) اتنی گنجائش نہیں ہے اور نہ مسلمانوں کے پاس (سواریوں وغیرہ کی) وسعت ہے اور میرے جانے کی صورت میں مسلمانوں کو پیچھے رہنا دشوار ہو گا۔قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں۔

باب: بندے کی درجات کی بلندی جہاد سے ہے۔

1071: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے ابوسعید! جو اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد ((ص)) کے نبی ہونے سے راضی ہوا، اس کے لئے جنت واجب ہے۔ یہ سن کر سیدنا ابوسعید خدری ص نے تعجب کیا اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! پھر فرمائیے۔ آپ (ص) نے پھر فرمایا اور فرمایا کہ ایک اور عمل ہے جس کی وجہ سے بندے کو جنت میں سو درجے ملیں گے اور ہر ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہو گا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ سیدنا ابوسعید ص نے عرض کیا کہ وہ کونساعمل ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

باب: لوگوں میں افضل وہ مجاہد ہے، جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

1072: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ کون شخص افضل ہے؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

باب: جواس حال میں فوت ہو جائے کہ نہ تو جہاد میں شریک ہوا اور نہ کبھی دل میں خیال پیدا ہوا۔

1073: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص فوت ہو جائے اور نہ جہاد کیا ہو اور نہ جہاد کرنے کی نیت کی ہو تو وہ منافقت کی ایک خصلت پر فوت ہوا۔ عبداللہ بن سہم (راوئ حدیث) کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اللہ (ص) کے زمانے سے متعلق ہے۔ (یہ ابن مبارک کا مؤقف ہے۔ علامہ البانی نے لکھا ہے کہ اسے آپ اکے زمانے کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے)۔

باب: سمندری جہاد کی فضیلت میں۔

1074: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اُمّ حرام بنت ملحان جو کہ سیدنا عبادہ بن صامت ص کے نکاح میں تھیں، کے پاس جاتے تھے (کیونکہ وہ آ پ اکی محرم تھیں یعنی رضاعی خالہ یا آپ (ص) کے والد یا دادا کی خالہ) وہ آپ (ص) کو کھانا کھلاتیں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ (ص) ان کے پاس گئے، تو انہوں نے آپ (ص) کو کھانا کھلایا اور سر کی جوئیں دیکھنے لگیں۔ اسی دوران رسول اللہ (ص) سو گئے۔ پھر آپ (ص) ہنستے ہوئے جاگے، تو اُمّ حرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ص)! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے اس سمندر کے بیچ میں سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں یا بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ آپ (ص) نے دعا کی پھر سر رکھا اور سو رہے۔ اور پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ میں نے پوچھا کہ آپ (ص) کیوں ہنستے ہیں؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو جہاد کے لئے جاتے تھے اور بیان کیا جس طرح اوپر گزرا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کرے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی۔ پھر اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سیدنا معاویہ ص کے دورِ خلافت میں سمندر میں (جزیرہ قبرص فتح کرنے کے لئے) سوار ہوئیں (جو تیرہ سو برس کے بعد سلطان روم نے انگریزوں کے حوالے کر دیا) اور جب دریا سے نکلنے لگیں تو جانور سے گر کر شہید ہو گئیں۔

باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت۔

1075: سیدنا سلمان ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن رات پہرہ چوکی دینا، ایک مہینے بھر روزے رکھنے اور عبادت کرنے سے افضل ہے اور اگر اسی دوران فوت ہو جائے گا تو اس کا یہ کام برابر جاری رہے گا (یعنی اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی موقوف نہ ہو گا بڑھتا ہی چلا جائے گا یہ اس عمل سے خاص ہے) اور اس کا رزق جاری ہو جائے گا (جو شہیدوں کو ملتا ہے) اور وہ فتنے والوں سے بچ جائے گا۔ (یعنی قبر میں فرشتوں والی آزمائش یا عذاب قبر سے یا دم مرگ شیطان کے وسوسے سے)۔

باب: صبح یا شام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنا، دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

1076: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو چلنا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ﴾ کے متعلق۔

1077: سیدنا نعمان بن بشیر صکہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے منبر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص بولا: مجھے مسلمان ہونے پر کسی عمل کی پرواہ نہیں، جب میں حاجیوں کو پانی پلاؤں۔ دوسرا بولا کہ مجھے اسلام کے بعد کسی عمل کی کیا پرواہ ہے کہ میں مسجد حرام کی مرمت کروں۔ تیسرا بولا کہ ان چیزوں سے تو جہاد افضل ہے۔ سیدنا عمر ص نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ (ص) کے منبر کے سامنے جمعہ کے دن اپنی آوازیں بلند نہ کرو لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد آپ اسے اس بات کو جس میں تم نے اختلاف کیا پوچھوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ ...“ (التوبہ:19) آخر آیت تک۔

باب: شہادت کی طلب کی ترغیب میں۔

1078: سیدنا سہل بن حُنیف ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سچائی کے ساتھ شہادت مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا درجہ دے گا اگرچہ وہ اپنے بچھونے پر ہی فوت ہو۔

باب: اللہ تعالی کی راہ میں شہادت کی فضیلت۔

1079: سیدناانس ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص جنت میں چلا جائے گا، پھر اس کو دنیا میں آنے کی آرزو نہ رہے گی اگرچہ اس کو ساری زمین کی چیزیں دی جائیں، لیکن شہید پھر آنے کی اور دس بار قتل ہونے کی آرزو کرے گا اس وجہ سے کہ جو انعام و اکرام (شہادت کی وجہ سے) دیکھے گا۔ (یعنی اس کو بار بار حاصل کرنا چاہے گا)۔

باب: عملوں کا دارو مدار نیت پر ہے ۔

1080: سیدناعمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اعمال کا اعتبار نیت سے ہے اور آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت اللہ اور رسول اللہ (ص) کے واسطے ہے، تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کیلئے ہی ہے اور جس نے ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کیلئے کی، تو اس کی ہجرت اسی کیلئے جس مقصد کے لئے اس نے ہجرت کی ہے۔

باب: شہداء سے اللہ تعالیٰ راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہے

1081: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن و سنت سکھائیں۔ آپ (ص) نے ان کی طرف ستر آدمی انصار میں سے بھیجے ان کو قراء (قاری حافظ لوگ) کہا جاتا تھا اور ان میں میرے ماموں حرام ص بھی تھے وہ (قراء) قرآن پڑتھے تھے اور اکٹھے بیٹھ کر رات کو ایک دوسرے کو پڑھاتے اور پڑھتے تھے اور دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھ دیتے اور لکڑیاں (جنگل سے)لا کر بیچتے تھے اور (اس قیمت کا) کھانا خریدتے اور اہل صفہ کو کھلاتے تھے۔ پھر نبی (ص) نے ان کو لوگوں کے پاس بھیج دیا (جو تعلیم کے لئے کچھ آدمی مانگتے تھے)۔ لیکن انہوں نے ان قراء کو اس سے پہلے کہ وہ اس علاقے میں جاتے (جس میں ان کو بلایا گیا تھا) شہید کر دیا ۔ ان قراء نے کہا ”اللهم بلغ عنا نبینا“ الخ یعنی اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم اللہ کو مل گئے ہیں اور ہم اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ ہم سے راضی ہوگیا ہے۔ سیدنا انس ص فرماتے ہیں میرے ماموں حرام ص کے پاس ایک کافر آیا اور اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا اور پار کر دیا تو سیدنا حرام ص نے کہا” فزت ورب الكعبة“ یعنی کعبہ کے رب کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا۔ پھر(جب یہ واقعہ ہو چکا تو)نبی (ص) نے فرمایا: تمہارے (مسلمان)بھائی شہید ہوگئے ہیں اورانھوں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم اللہ کو مل گئے ہم اللہ سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ۔

باب: شہداء پانچ قسم کے ہیں۔

1082: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار شاخ دیکھی تو (راستے سے) ہٹا دی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیتے ہوئے اس کو بخش دیا۔ اور آپ (ص) نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں۔ جو طاعون (وبا یعنی جو مرض عام ہو جائے اس زمانے میں طاعون قے و دست سے ہوتا ہے) سے فوت ہو جائے جو پیٹ کے عارضے سے مرے (جیسے اسہال یا پیچش یا استسقا سے) اور جو پانی میں ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔

باب: طاعون(کی موت)ہر مسلمان کے لئے شہادت کی موت ہے۔

1083: سیدہ حفصہ بنتِ سیرین کہتی ہیں کہ مجھ سے سیدنا انس بن مالک ص نے کہا کہ یحییٰ بن ابی عمرہ کس عارضے میں فوت ہوئے؟ میں نے کہا کہ طاعون سے فوت ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

باب: قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ کر دیا جاتا ہے۔

1084: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص صسے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: قرض کے سوا شہید کا ہر گنا معاف کر دیا جاتا ہے۔

1085: سیدنا ابوقتادہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) صحابہ ' میں (خطبہ پڑھنے کو) کھڑے ہوئے اور ان سے بیان کیا کہ تمام اعمال میں افضل (عمل) اللہ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ ایک شخص کھڑاہوا اور بولا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں، تو میرے گناہ مجھ سے مٹا دیئے جائیں گے؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ ہاں اگر تو اللہ کی راہ میں مارا جائے، صبر کے ساتھ اور تیری نیت اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو اور تو (دشمن کے) سامنے رہے۔ پیٹھ نہ موڑے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے کیا کہا؟ وہ بولا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں

گے؟ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں اگر تو صبر کے ساتھ مارا جائے، خالص نیت سے اور تیرا منہ سامنے ہو پیٹھ نہ موڑے مگر قرض معاف نہ ہو گا، کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس بات کو بیان کیا ہے۔

باب: جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوگیا، وہ شہید ہے۔

1086: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرا مال (ناحق) لینے کو آئے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنا مال اس کو نہ دے ۔ پھر اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑے؟ آپ (ص) نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ۔ پھر اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو شہید ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

باب: اللہ تعالی کے قول ﴿رجال صدقواما عاھدوا اللہ علیہ﴾ کے متعلق۔

1087: ثابت کہتے ہیں کہ سیدنا انس ص نے کہا کہ میرے چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے (یعنی ان کا نام بھی انس تھا)، رسول اللہ (ص) کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اور یہ امر ان پر بہت مشکل گزرااور انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کی پہلی لڑائی میں غائب رہا اب اگر اللہ تعالیٰ دوسری کسی لڑائی میں مجھے آپ (ص) کے ساتھ کر دے، تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں اور اس کے سوا کچھ اور کہنے سے ڈرے (یعنی کچھ اور دعویٰ کرنے سے کہ میں ایسا کروں گا ویسا کروں گا کیونکہ شاید نہ ہو سکے اور جھوٹے ہوں)۔ پھر وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ احد کی لڑائی میں گئے۔ راوی کہتا ہے کہ سیدنا سعد بن معاذ ص ان کے سامنے آئے (اور بخاری کی روایت میں ہے کہ شکست خورد ہو کر)، تو انس ص نے ان سے کہا اے ابو عمرو (یہ کنیت سعد بن معاذ ص کی ہے) کہاں جاتے ہو؟پھر (ان کا جواب سنے بغیر خود ہی) کہا میں تو اُحد پہاڑ کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ انس ص نے کہا کہ پھر وہ کافروں سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (لڑائی کے بعد) دیکھا تو ان کے بدن پر اسی (80)سے زائد تلوار، برچھی اور تیر کے زخم تھے۔ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو نہیں پہچانا مگر ان کی انگلیوں کی پوریں دیکھ کر (کیونکہ سارا بدن زخموں سے چور چور ہو گیا تھا)۔ اور یہ آیت ”وہ مرد جنہوں نے اپنا اقرار اللہ تعالیٰ سے پورا کیا ...بعض تو اپنا کام کر چکے (ص) ور بعض انتظار کر رہے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ بھی بدلنا“ نازل ہوئی۔ صحابہ کہتے تھے کہ یہ آیت انکے اور انکے ساتھیوں کے بارے میں اتری۔

باب: جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو

1088: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ رسول اللہ (ص)! آدمی لوٹ کے لئے لڑتا ہے اور آدمی نام کے لئے لڑتا ہے اور آدمی اپنا مرتبہ دکھانے کو لڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا کونسا ہے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔

باب: جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے لڑے۔

1089: سیدنا سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا ابوہریرہ ص کے پاس سے جدا ہوئے تو ناتل، جو کہ اہل شام میں سے تھا (ناتل بن قیس خرامی یہ فلسطین کا رہنے والا تھا اور تابعی ہے اس کا باپ صحابی تھا) نے کہا کہ اے شیخ! مجھ سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہو۔ سیدنا ابوہریرہ

ص نے کہا کہ اچھا میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت میں پہلے جس کا فیصلہ ہو گا وہ ایک شخص ہو گا جو شہید ہو گیا تھا۔ جب اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت اس کو بتلائے گا اور وہ پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے اس کے لئے کیاعمل کیا ہے؟ وہ بولے گا کہ میں تیری راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ اور تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص ہو گا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا، وہ شخص پہچان لے گا تب کہا جائے گا کہ تو نے اس کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم پڑھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن تو نے اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، دنیا میں تجھ کو عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم ہو گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال دیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا اور وہ پہچان لے گا، تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے اس کے لئے کیا عمل کئے؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے لئے مال خرچ کرنے کی کوئی راہ ایسی نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا مگر میں نے اس میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے، تو نے اس لئے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں، تو لوگوں نے تجھے دنیا میں سخی کہہ دیا پھر حکم ہو گا اور اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

باب: (اللہ کی راہ میں)شہید کئے جانے پر بہت زیادہ ثواب ہے

1090: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ بنی نبیت (جو انصار کا ایک قبیلہ ہے) کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ (ص) اس کے بندے اور اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں۔ پھر آگے بڑھا اور لڑتا رہا، یہاں تک کہ مارا گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت پایا۔

باب: جو جہاد کرے پھر نقصان اٹھائے یا غنیمت حاصل کرے۔

1091: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی لشکر یا فوج کا ٹکڑا جہاد کرے، پھر غنیمت حاصل کرے اور سلامت رہے، تو اس کو آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی دنیا میں مل گیا اور جو لشکر یا فوج کا ٹکڑا خالی ہاتھ آئے اور نقصان اٹھائے (یعنی زخمی ہو جائے یا مارا جائے)، تو اس کو آخرت میں پورا ثواب ملے گا۔

باب: اس آدمی کا ثواب، جس نے غازی کا ساز و سامان تیار کر کے دیا۔

1092: سیدنا زید بن خالد جہنی ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جس نے کسی غازی کا اللہ کی راہ میں سامان کر دیا، اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر بار کی خبر رکھی، اس نے بھی جہاد کیا (یعنی اس نے جہاد کا ثواب کمایا)۔

باب: جس نے سامان جہاد اکٹھا کیا، پھر بیمار ہو گیا، تو اس کو چاہیئے کہ وہ سامان اس آدمی کے حوالے کرے جو جہاد کا ارادہ رکھتا ہو۔

1093: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک جوان نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں جہاد کا

ارادہ رکھتا ہوں اور میرے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ فلاں کے پاس جاؤ اس نے جہاد کا سامان کیا تھا مگر وہ شخص بیمار ہو گیا ۔ وہ اس شخص کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ (ص) نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایاہے کہ وہ سامان مجھے دیدے۔ اس نے (اپنی بی بی یا لونڈی سے کہا کہ)اے فلانی! وہ سب سامان اس کو دیدے اور کوئی چیز مت رکھ اللہ کی قسم کوئی چیز نہ رکھ کیونکہ تیرے لئے اس میں برکت ہو گی۔

باب: مجاہدین کی عورتوں کی عزت و حرمت اور جو مجاہد کے پیچھے اس کے گھر میں خلیفہ بنتا ہے ، پھر اس کی خیانت کرتا ہے (اس کا گناہ)۔

1094: سیدنا سلیمان بن بریدہ اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت گھر میں رہنے والوں پر ایسی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت اور جو شخص گھر میں رہ کر کسی مجاہد کے گھر بار کی خبر گیری کرے، پھر اس میں خیانت کرے، تو وہ قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد سے کہا جائے گا کہ اس کے عمل میں سے جو چاہے لے لے۔ (پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ) تمہارا کیا خیال ہے؟

باب: نبی (ص) کے فرمان کہ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا...“ کے متعلق۔

1095: سیدنا ثوبان ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کاحکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی غالب اور حق پر ہوں گے)۔

1096: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ مہری کہتے ہیں کہ میں مسلمہ بن مخلدکے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص بھی تھے۔ عبداللہ ص نے کہا کہ قیامت قائم نہ ہو گی مگر بدترین مخلوق پر اور وہ بدتر ہوں گے جاہلیت والوں سے۔ اللہ تعالیٰ سے جس بات کی دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو دیدے گا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ سیدنا عقبہ بن عامر ص آئے تو مسلمہ نے ان سے کہا کہ اے عقبہ! تم نے سنا کہ عبداللہ کیا کہتے ہیں؟ عقبہ ص نے کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، لیکن میں نے تو رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ میری امت کاایک گروہ یا ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لڑتی رہے گی، اور اپنے دشمن پر غالب رہے گی جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ بیشک (نبی (ص) نے ایسا فرمایا) پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس میں مشک کی سی بو ہو گی اور ریشم کی طرح بدن پر لگے گی، وہ کسی شخص کو نہ چھوڑے گی جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا مگر اس کو موت آ جائے گی۔ اس کے بعد سب بُرے (کافر) لوگ رہ جائیں گے، انہی پر قیامت قائم ہو گی۔

1097: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہمیشہ مغرب والے (یعنی عرب یا شام والے) حق پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو گی۔

باب: (ان) دو آدمیوں کے بارے میں کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا (لیکن) دونوں جنت میں جائیں گے۔

1098: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ عزوجل دو شخصوں کو دیکھ کر ہنستا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا، پھر دونوں جنت میں گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ کیسے ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوا۔ اب جس نے

اس کو شہید کیا تھا، وہ مسلمان ہوا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا اور شہید ہوا۔

باب: جو کافر کو قتل کرے، پھر نیکی پر قائم رہے، (تو) وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

1099: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دونوں جہنم میں اس طرح اکٹھا نہ ہوں گے کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچا دے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جومسلمان کافر کو قتل کرے، پھر نیکی پر قائم رہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری دینے کی فضیلت۔

1100: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک اونٹنی نکیل سمیت لایا اور کہنے لگا کہ یہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کے بدلے تجھے قیامت کے دن نکیل پڑی ہوئی سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔

1101: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرا (سواری کا) جانور جاتا رہا، اب مجھے سواری دیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ ایک شخص بولا یارسول اللہ (ص)! میں اسے وہ شخص بتلا دوں جو سواری دے گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو کوئی نیکی کی راہ بتائے، اس کو اتنا ہی ثواب ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاَعِدُّوْ(ص) لَهُمْ مَ(ص) اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ کے متعلق۔

1102: سیدناعقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو منبر پر اللہ تعالیٰ کے فرمان ”کافروں کے لئے زور کی تیاری کروجتنی طاقت ہو“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے” خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے، خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے (پھر) خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے“۔

باب: تیر اندازی (نشانہ بازی) کی ترغیب کے بیان میں۔

1103: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ (چند روز میں) عنقریب کئی ملک تمہارے ہاتھ پر فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا پھر کوئی تم میں سے اپنے تیروں کا کھیل نہ چھوڑے (یعنی نشانہ بازی سیکھے: پستول سے، کلاشنکوف سے، راکٹ اور میزائل وغیرہ سے)۔

1104: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ سے روایت ہے کہ فقیم لخمی نے سیدنا عقبہ بن عامر ص سے کہا کہ اس بڑھاپے میں تم ان دونوں نشانوں میں آتے جاتے ہو، تم پر مشکل ہوتاہو گا۔ سیدنا عقبہ ص نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ (ص) سے ایک بات نہ سنی ہوتی، تو میں یہ مشقت نہ اٹھاتا۔ حارث نے کہا کہ میں نے ابن شماسہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو کوئی نشانہ بازی سیکھ کر چھوڑ دے، وہ ہم میں سے نہیں ہے یا گنہگار ہے۔

باب: قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں خیر و برکت موجود ہے۔

1105: سیدنا جریر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا، آپ (ص) ایک گھوڑے کی پیشانی کے بال انگلی سے مل رہے تھے اور فرماتے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک برکت بندھی

ہوئی ہے یعنی ثواب اور غنیمت (دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی)۔

1106: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

باب: اشکل گھوڑے کی کراہیت میں۔

1107: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) اشکل گھوڑے کو بُرا جانتے تھے۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ اشکل گھوڑا وہ ہے جس کا داہنا پاؤں اور بایاں ہاتھ سفید ہو یا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں سفید ہو۔ (اور اہل لغت کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اشکل اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے تین پاؤں سفیدی والے ہوں اور پر سفیدی نہ ہو)۔

باب: گھوڑ دوڑ اور گھوڑوں کو مضمر کرنا۔

1108: سیدناابن عمر صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ان تضمیر شدہ گھوڑوں کی حفیا سے ثنية الوداع تک دوڑ کرائی (ان دونوں مقاموں میں پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے (ص) ور بعض نے کہا کہ چھ یا سات میل کا) اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں دوڑ ثنية سے بنی زریق کی مسجد تک مقرر کی اور سیدنا ابن عمر ص ان لوگوں میں تھے جنہوں نے گھوڑ سواری میں مقابلہ کیا تھا۔

باب: ان لوگوں کے متعلق جو عذر کی وجہ سے (جہاد سے) پیچھے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کے قول کہ ہلَ(ص) يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ ...ہکے متعلق ۔

1109: ابواسحاق کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا براء ص سے سنا وہ اس آیت ”گھر بیٹھنے والے اور لڑنے والے مسلمان برابر نہیں ہیں (یعنی لڑنے والوں کا درجہ بہت بڑا ہے)“ کے بارے میں کہتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا زید کو حکم دیا وہ ایک ہڈی لے کر آئے اور اس پر یہ آیت لکھی۔ تب سیدناعبداللہ بن اُمّ مکتوم نے اپنی نابینائی کی شکایت کی (یعنی میں اندھا ہوں اس لئے جہاد میں نہیں جا سکتا تو میرا درجہ گھٹا رہے گا) اس وقت یہ الفاظ اترے ”وہ لوگ جو معذور نہیں ہیں“ (اور معذور تو درجہ میں مجاہدین کے برابر ہوں گے)۔

باب: جس کو بیماری نے جہاد سے روکے رکھا۔

1110: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ ہم نبی (ص) کے ساتھ ایک لڑائی میں تھے کہ آپ (ص) نے فرمایا: مدینہ میں چند لوگ ایسے ہیں جب تم چلتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہیں (یعنی ان کو وہی ثواب ہوتا ہے جو تم کو ہوتا ہے) (یہ وہ لوگ ہیں) جو بیماری کی وجہ سے تمہارے ساتھ نہ آسکے۔

کتاب: سیر و سیاحت اور لشکر کشی

باب: جیوش اور سرایا کے امراء کو وصیت جو اُن کے مناسب ہو۔

1111: سیدنا بریدہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب کسی کو لشکر پر یا سریہ پر امیر مقرر کرتے (سریہ کہتے ہیں چھوٹے ٹکڑے کو اور بعضوں نے کہا کہ سریہ میں چار سوار ہوتے ہیں جو رات کو چھپ کر جاتے ہیں)، تو خاص اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم کرتے اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو بھلائی کرنے کا حکم کرتے، پھر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کرو، اور اس سے لڑو جس نے اللہ کو نہیں مانا اور لوٹ کے مال (یعنی مالِ غنیمت) میں چوری نہ کرو اور معاہدے نہ توڑو اور مثلہ نہ کرو

(یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان نہ کاٹو) اور بچوں کو مت مارو (جو نابالغ ہوں اور لڑائی کے لائق نہ ہوں) اور جب تو مشرکوں میں سے اپنے دشمن سے ملے، تو ان کو تین باتوں کی طرف بلا، پھر ان تین باتوں میں سے جو بھی مان لیں، تم بھی قبول کرو اور ان (کو مارنے اور لوٹنے) سے باز رہو۔ پھر ان کو اسلام کی طرف بلاؤ (یہ تین میں سے ایک بات ہوئی) اگر وہ مان لیں، تو قبول کرو اور انہیں مارنے سے باز رہو۔ پھر ان کو اپنے ملک سے نکل کر مہاجرین مسلمانوں کے ملک میں آنے کیلئے بلا اور ان سے کہہ دو کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو جومہاجرین کیلئے ہو گا وہ ان کیلئے بھی ہو گا اور جو مہاجرین پر ہے وہ ان پر بھی ہو گا (یعنی نفع اور نقصان دونوں میں مہاجرین کی مثل ہوں گے)۔ اگر وہ اپنے ملک سے نکلنا منظور نہ کریں، تو ان سے کہہ دو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہوں گے او رجو اللہ کا حکم مسلمانوں پر چلتا ہے وہ ان پر بھی چلے گا اور ان کو مالِ غنیمت اور صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملے گا، مگر اس صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر (کافروں سے) لڑیں۔ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں، تو ان سے جزیہ (محصول ٹیکس) مانگو۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کریں تو مان لو اور ان سے بازر رہو۔ اگر وہ جزیہ بھی نہ دیں، تو اللہ سے مدد مانگو اور ان سے لڑائی کرو۔ اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے میں لو اور وہ تجھ سے اللہ یا اس کے رسول کی پناہ مانگیں، تو اللہ اور رسول کی پناہ نہ دو لیکن اپنی اور اپنے دوستوں کی پناہ دے دو۔ اس لئے کہ اگر تم سے اپنی اور اپنے دوستوں کی پناہ ٹوٹ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تم ان کو باہر نکالو، تو ان کو اللہ کے حکم پر مت نکالو بلکہ اپنے حکم پر باہر نکالو۔ اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تجھ سے ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ عبدالرحمن بن مہدی (راویٔ حدیث) نے کہا کہ یوں ہی کہا یا اس کے ہم معنی۔

باب: گورنروں کو آسانی کرنے کے بارے میں۔

1112 : سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے انہیں اور سیدنا معاذ ص کو یمن کی طرف بھیجا، تو کہا کہ آسانی کرو اور دشواری اور سختی مت کرو اور خوش کرو اور نفرت مت دلاؤ اور اتفاق سے کام کرو پھوٹ مت کرو۔

باب: لشکروں یا قاصدوں کے متعلق اور جہاد پر جانے والے کا وہ نائب بنے جو جہاد پر نہیں جا سکا۔

1113: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ انے بنی لحیان کی طرف ایک قاصد بھیجا اور فرمایا کہ (ہر گھر سے) دو مردوں میں سے ایک مرد نکلے۔ پھر گھر میں رہنے والوں سے کہا کہ جو نکلنے والے کے گھر بار اور مال کی خبر گیری رکھے، اس کو مجاہد کا آدھا ثواب ملے گا۔

باب: چھوٹوں بڑوں کے مابین حد بندی کہ کون جہاد میں جا سکتا ہے اور کون نہیں۔

1114: سیدنا ابن عمر صما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے سامنے اُحد کے دن پیش ہوا اور میں چودہ برس کا تھا، تو آپ (ص) نے مجھے منظور نہ کیا (یعنی لڑنے والوں میں شامل نہ کیا) پھر میں خندق کے دن پیش ہوا جب میں پندرہ برس کا تھا، تو آپ (ص) نے منظور کر لیا۔ نافع نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدناعمر بن عبدالعزیز کے پاس آکر ان سے بیان کی اور وہ (ص) ن دنوں خلیفہ تھے، تو انہوں نے کہا کہ یہی بالغ اور نابالغ کی حد ہے اور اپنے عاملوں کو لکھا کہ جو شخص پندرہ برس کا ہو اس کا حصہ لگا دیں اور جو پندرہ سے کم ہو اس کو بال بچوں میں شریک کریں۔

باب: دشمن کی زمین میں قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت۔

1115: سیدنا ابن عمر صنبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) اس ڈر سے قرآن ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کرنے سے منع کرتے تھے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ لگ جائے (اور وہ بے ادبی کریں)۔

باب: اچھے اور قحط کے موسم میں سفر کے متعلق ہدایات اور راستے پر رات گذارنے کے متعلق۔

1116: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم چارا اور پانی کے دنوں میں سفرکرو (یعنی اچھے موسم میں، جب جانوروں کو پانی اور چارے وافر ملے) تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حصہ لینے دو اور جب قحط میں سفر کرو، تو جلدی چلے جاؤ ان پر (تاکہ قحط زدہ ملک سے جلد پار ہو جائیں) اور جب تم رات کو اترو تو راہ سے بچ کر اترو (یعنی پڑاؤ کرو) کیونکہ رات کے وقت راستے کیڑوں مکوڑوں کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔

باب: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

1117: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے تمہارے ایک کو (یعنی مسافر کو) سونے اور کھانے پینے سے روکتا ہے (یعنی وقت پر یہ چیزیں نہیں ملتیں اکثر تکلیف ہو جاتی ہے)۔ سو جب تم میں سے کوئی اپنا کام سفر میں پورا کرلے تو وہ اپنے گھر کو جلد چلا آئے۔

باب: سفر سے آ کر رات کے وقت گھر آنے کی کراہت۔

1118: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے رات کو اپنے گھر میں آنے سے، گھر والوں کی چوری یا خیانت پکڑنے کو یا ان کا قصور ڈھونڈھنے کو آنے سے منع فرمایا (کیونکہ اس میں ایک تو گمانِ بد ہے جو شریعت میں منع ہے دوسرے عورت کی دل شکنی کا باعث ہے اور اس میں سینکڑوں خرابیاں ہیں تیسرے اللہ نہ کرے اگر کچھ ہو تو اپنی جان کا خوف ہے)۔

1119: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سفر سے اپنے گھر میں رات کو نہ آتے بلکہ صبح یا شام کوآتے (تاکہ عورت کو آراستہ ہونے کا موقع ملے)۔

باب: جنگ شروع کرنے اور دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کرنا۔

1120: ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے یہ پوچھنے کے لئے کہ لڑائی سے پہلے کافروں کو دین کی دعوت دینا ضروری ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا (جب کافروں کو دین کی دعوت نہیں پہنچی تھی) اور رسول اللہ (ص) نے بنی مصطلق پر حملہ کیا اور وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے۔ آپ (ص) نے ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کیا اور اسی دن اُمّ المؤمنین جویریہ یا البتہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو پکڑا۔ نافع نے کہا کہ یہ حدیث مجھ سے سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شامل تھے۔

باب: بادشاہوں کی طرف نبی (ص) کے خطوط، جن میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

1121: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (ص) نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہرایک حاکم کو لکھا ، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور یہ نجاشی وہ نہیں تھا جس پر آپ (ص) نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔

رسول اللہ (ص) کا خط جو آپ (ص) نے ہرقل کو اسلام لانے کیلئے لکھا تھا۔

1122: سیدنا ابن عباس صسے روایت ہے کہ سیدنا ابوسفیان ص نے ان سے بالمشافہ بیان کیا کہ میں اس مدت میں جو میرے اور رسول اللہ (ص) کے درمیان ٹھہری تھی (یعنی صلح حدیبیہ کی مدت) ملک شام میں تھا کہ ہرقل شاہ روم کی طرف رسول اللہ (ص) کا خط لایا گیا جو کہ دحیہ کلبی لے کر آئے تھے۔ انہوں نے بصرے کے رئیس کو دیا اور بصریٰ کے رئیس نے ہرقل کو دیا۔ ہرقل نے پوچھا کہ یہاں اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھلایا اور پوچھا کہ تم میں سے رشتے میں اس شخص سے، جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے، زیادہ نزدیک کون ہے ۔ ابوسفیان نے کہاکہ میں ہوں (یہ ہرقل نے اس لئے دریافت کیا کہ جو نسب میں زیادہ نزدیک ہو گا وہ بہ نسبت دوسروں کے آپ (ص) کا حال زیادہ جانتا ہو گا) پھر مجھے ہرقل کے سامنے بٹھلایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھلایا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان کو بلایا (جو دوسرے ملک کے لوگوں کی زبان بادشاہ کو سمجھاتا ہے) اور اس سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ کہ میں اس شخص (یعنی ابو سفیان) سے اس شخص کا حال پوچھوں گا جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے، پھر اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کا جھوٹ بیان کر دینا۔ ابو سفیان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری طرف جھوٹ کی نسبت کی جائے گی (اور میری ذلت ہو گی) تو میں جھوٹ بولتا (کیونکہ مجھے آپ (ص) سے عداوت تھی)۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس شخص (یعنی محمد (ص)) کا حسب و نسب (یعنی خاندان) کیسا ہے؟۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان کا حسب تو ہم میں بہت عمدہ ہے۔ ہرقل نے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ دعویٰ (نبوت) سے پہلے کبھی تم نے ان کو جھوٹ بولتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ اچھا! ان کی پیروی بڑے بڑے رئیس لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا کہ غریب لوگ کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ ان کے تابعدار بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں ہرقل نے کہا کہ ان کے تابعداروں میں سے کوئی ان کے دین میں آکر اور پھر اس دین کو بُرا جان کر پھرا؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ تم نے ان سے لڑائی بھی کی ہے؟ میں نے کہا ہاں ۔ ہرقل نے کہا کہ ان کی تم سے کیسے لڑائی ہوئی ہے (یعنی کون غالب رہتا ہے)؟ میں نے کہا کہ ہماری ان کی لڑائی ڈولوں کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر ہوتی ہے (جیسے کنوئیں سے ڈول پانی کھینچنے میں ایک ادھر آتا ہے اور ایک ادھر اور اسی طرح لڑائی میں کبھی ہماری فتح ہوتی ہے کبھی انکی فتح ہوتی ہے) وہ ہمارا نقصان کرتے ہیں ہم ان کا نقصان کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ وہ معاہدہ کو توڑتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ ہاں اب ایک مدت کے لئے ہمارے او ران کے درمیان اقرار ہوا ہے، دیکھئے اب وہ اس میں کیا کرتے ہیں؟ (یعنی آئندہ شاید عہد شکنی کریں) ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے سوائے اس بات کے اور کسی بات میں اپنی طرف سے کوئی فقرہ لگانے کا موقعہ نہیں ملا (تو اس میں میں نے عداوت کی راہ سے اتنا بڑھا دیا کہ یہ جو صلح کی مدت اب ٹھہری ہے شاید اس میں وہ دغا کریں) ہرقل نے کہا کہ ان سے پہلے بھی (ان کی قوم یا ملک میں) کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تب ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ تم اس شخص سے یعنی ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تجھ سے ان کا حسب و نسب پوچھا تو تو نے کہا کہ ان کا حسب بہت عمدہ ہے او رپیغمبروں کا یہی قاعدہ ہے وہ ہمیشہ اپنی قوم کے عمدہ خاندانوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو نے کہا نہیں، یہ اس لئے میں نے

پوچھا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا، تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے بزرگوں کی سلطنت چاہتے ہیں۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کی پیروی کرنے والے بڑے لوگ ہیں یا غریب لوگ؟ تو تونے کہا کہ غریب لوگ اور ہمیشہ (پہلے پہل) پیغمبروں کی پیروی غریب لوگ ہی کرتے ہیں۔ (کیونکہ بڑے آدمیوں کو کسی کی اطاعت کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور غریبوں کو نہیں آتی) اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے تم نے کبھی ان کا جھوٹ دیکھا ہے؟ تو نے کہا کہ نہیں اس سے میں نے یہ نکالا کہ یہ ممکن نہیں کہ لوگوں سے تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ (جھوٹا دعویٰ کر کے) اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کوئی ان کے دین میں آنے کے بعد پھر اس کو بُرا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ تو نے کہا نہیں اور ایمان جب دل میں سما جاتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟ تو نے کہا کہ وہ بڑھتے جاتے ہیں اور یہی ایمان کا حال ہے اس وقت تک کہ پورا ہو (پھر کمال کے بعد اگر گھٹے تو قباحت نہیں) اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم ان سے لڑتے ہو؟ تو نے کہا کہ ہم لڑتے ہیں اور ہمارے ان کی لڑائی برابر ہے ڈول کی طرح کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔ تم ان کا نقصان کرتے ہو وہ تمہارا نقصان کرتے ہیں اور اسی طرح آزمائش ہوتی ہے پیغمبروں کی (تاکہ ان کو صبر و تکلیف کا اجر ملے اوران کے پیروکاروں کے درجے بڑھیں)، پھر آخر میں وہی غالب آتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ دغا کرتے ہیں؟ تو نے کہا کہ وہ دغا نہیں کرتے اور پیغمبروں کا یہی حال ہے وہ دغا (یعنی عہد شکنی) نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیاہے؟ تو نے کہا کہ نہیں ۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا کہ اگر ان سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو گمان ہوتا کہ اس شخص نے بھی اس کی پیروی کی ہے پھر ہرقل نے کہا کہ وہ تمہیں کن باتوں کاحکم کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ نماز پڑھنے کا، زکوٰۃ دینے، رشتے داروں سے اچھے سلوک کرنے اور بُری باتوں سے بچنے کا حکم کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ اگر ان کا یہی حال ہے جو تم نے بیان کیا تو بیشک وہ پیغمبر ہیں اور (پہلی کتابیں پڑھنے کی وجہ سے) میں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر پیدا ہوں گے لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم لوگوں میں پیدا ہوں گے اور اگر میں یہ سمجھتا کہ میں ان تک پہنچ جاؤنگا، تو میں ان سے ملنا پسند کرتا ۔ (بخاری کی روایت میں ہے کہ میں کسی طرح بھی محنت مشقت اٹھا کر ملتا) اور جو میں ان کے پاس ہوتا، تو ان کے پاؤں دھوتا اور یقینا ان کی حکومت یہاں تک آ جائے گی جہاں اب میرے دونوں پاؤں ہیں۔پھر ہرقل نے رسول اللہ (ص) کا خط منگوایا اور اسکو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا کہ:

”شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ محمد ((ص)) اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے ہرقل کی طرف جو کہ روم کا رئیس ہے۔ سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد میں تجھے دعوتِ اسلام کی طرف بلاتا ہوں کہ مسلمان ہو جائے تو سلامت رہے گا (یعنی تیری حکومت اور جان اور عزت سب سلامت اور محفوظ رہے گی) مسلمان ہو جا، اللہ تجھے دہرا ثواب دے گا۔ اگر تو نہ مانے گا، تو اریسیین کا وبال بھی تجھ پر ہو گا۔ اے اہل کتاب! مان لو ایک بات کہ جو سیدھی اور صاف ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور ہم ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ رب نہ بنائیں۔ اگر اہل کتاب پھر جائیں تو تم کہو یقینا ہم تو مسلمان (فرمانبردار) ہیں“ ۔ (آل عمران: 64)

پھر جب ہرقل اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو، لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور بک بک بہت ہوئی اور ہم باہر نکال دیئے گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ کے بیٹے (محمد (ص)) کا درجہ بہت بڑھ گیا، ان سے بنی اصفر کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس دن سے مجھے یقین تھا کہ

رسول اللہ (ص) کامیاب اور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی مسلمان کر دیا۔

باب: اللہ تعالیٰ کی طرف نبی (ص) کی دعوت اور منافقوں کی تکالیف پر صبر۔

1123: سیدنا اسامہ بن زید صراوی ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک گدھے پر سوار ہوئے، جس کی کاٹھی کے نیچے (شہر) فدک کی (بَنی ہوئی) چادر پڑی تھی اور اسامہ بن زید ص کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ آپ (ص) بنی حارث بن خزرج کے محلے میں، سیدنا سعد بن عبادہ ص کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے۔ اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔راستے میں مسلمانوں، بتوں کے پجاری مشرکوں اور یہود پر مشتمل ایک ملی جلی مجلس پر سے گزرے، جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول (مشہور منافق) بھی تھا۔ (اس وقت تک عبداللہ بن ابی ظاہر میں بھی مسلمان نہیں ہوا تھا)۔ اس مجلس میں سیدنا عبداللہ بن رواحہ ص (مشہور صحابی) بھی موجود تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گرد مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری قریب آپہنچی) تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھک لی اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ۔ رسول اللہ (ص) نے سلام کیا او رپھر ٹھہر گئے اور سواری سے اتر کر ان کو قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور (ان مجلس والوں کو) اللہ کی طرف بلایا۔ اس وقت عبداللہ بن ابی نے کہا اے شخص! اگر یہ سچ ہے توبھی ہمیں ہماری مجلسوں میں مت سناؤ اپنے گھر کو جا، وہاں جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصے سناؤ سیدنا عبداللہ بن رواحہ ص نے کہا کہ یا رسول اللہ (ص) ! نہیں بلکہ آپ ہماری ہر ایک مجلس میں ضرور آیا کیجئے، ہمیں یہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اس بات پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہونے لگی اور قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جائے تو رسول اللہ (ص) ان سب کو چپ کرانے لگے (آخر کار وہ سب خاموش ہوگئے) پھر رسول اللہ (ص) سوار ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ ص کے ہاں گئے او ران سے فرمایا اے سعد! تو نے ابو حباب کی باتیں نہیں سنیں؟ }ابو حباب سے عبداللہ بن ابی مراد ہے{ اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سیدنا سعد بن عبادہ ص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ اسے معاف کر دیجئے اور اس سے درگزر فرمائیے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ (ص) پر کتاب نازل کی ہے کہ اللہ کی جانب سے جو کچھ آپ (ص) پر اترا ہے وہ برحق اور سچ ہے۔ (وجہ یہ ہے کہ) اس بستی کے لوگوں نے (آپ (ص) کے آنے سے پہلے) یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی کو سرداری کا تاج پہنائیں گے اور اس کو اپنا والی اور رئیس بنائیں گے۔ پس جب اللہ نے یہ بات (عبداللہ بن ابی کا سردار ہونا) نہ چاہی بوجہ اُس حق کے جو آپ (ص) کو عطا کیاہے، تو وہ آپ (ص) کے ساتھ حسد میں مبتلا ہو گیا ہے اس لئے اس نے (آپ (ص) سے) ایسے بُرے کلمات کہے ہیں۔ آپ (ص) نے اس کا قصور معاف کر دیا ۔

باب: دھوکہ بازی کی ممانعت۔

1124: سیدنا ابوسعید ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر دغاباز کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا، جو اس کی دغابازی کے موافق بلند کیا جائیگا اور کوئی دغاباز اس سے بڑھ کر نہیں جو خلق اللہ کا حاکم ہو کر دغابازی کرے۔

باب: وعدہ کی پاسداری۔

1125: سیدنا حذیفہ بن یمان ص کہتے ہیں کہ میں بدر میں صرف اسی وجہ سے شریک نہ ہوا کہ میں اپنے والد حسیل کے ساتھ نکلا (یہ سیدنا حذیفہ ص کے والد کا نام ہے اور بعض لوگوں نے حسل کہا ہے اور یمان ان کا لقب ہے اور اسی سے مشہور ہیں) تو ہمیں قریش کے کافروں نے پکڑ لیا اور کہا کہ تم محمد (ص) کے پاس جانا چاہتے ہو؟ پس ہم نے کہا کہ ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم تو صرف مدینے جانا چاہتے ہیں۔

پھر انہوں نے ہم سے اللہ کا نام لے کر عہد اور اقرار لیا کہ ہم مدینہ کو جائیں گے اور محمد (ص) کے ساتھ ہو کر نہیں لڑیں گے۔ پھر ہم رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور یہ سب قصہ بیان کیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم مدینہ کو چلے جاؤ کہ ہم ان کا معاہدہ پورا کریں گے اور ان پر اللہ سے مدد چاہیں گے۔

باب: دشمن کے ساتھ آمنا سامنا کرنے کی آرزو نہ کرنا لیکن جب آمنا سامنا ہو، تو صبر کرنا چاہیئے۔

1126: ابوالنضر سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی جو کہ قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے اور نبی (ص) کے صحابہ میں سے تھے، کی کتاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن عبیداللہ کو کہ جب وہ حروریہ کی طرف (لڑائی) کے لئے نکلے تو لکھا اور وہ انہیں رسول اللہ (ص) کے عمل کی خبر دینا چاہتے تھے کہ جن دنوں رسول (ص) دشمن سے لڑائی کی حالت میں تھے تو آپ (ص) نے زوال آفتاب تک انتظار کیا اور پھر لوگوں (صحابہ کرام) میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! دشمن سے (لڑائی) ملاقات کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی آرزو کرو۔ (لیکن) جب آمنا سامنا ہو جائے تو صبر سے کام لو اور جان رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپ (ص) کھڑے ہوئے اور یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ!کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے اور جتھوں کو بھگانے والے، ان کو بھگا دے اور ان پر ہماری مدد فرما۔

باب: دشمن کے خلاف دعا۔

اس باب میں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث ہے جو اوپر والے باب میں گزر چکی ہے۔

1127: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اُحد کے دن یہ فریاد کر رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو زمین میں کوئی تیری پرستش کرنے والا نہ رہے گا (یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث میں ہے کہ اگر آج مسلمان مغلوب ہو گئے تو اہل توحید مٹ جائیں گے)۔

باب: لڑائی مکر و حیلہ ہے۔

1128: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: لڑائی مکر اور حیلہ ہے۔ (یعنی اپنے بچاؤ اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے حیلے اور مکر و فریب کرنا جائز ہے)

باب: جہاد میں مشرکین سے مدد لینا (کیسا ہے؟)۔

1129: اُمّ (ص) لمؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جنگِ بدر کی طرف نکلے۔ جب (مقامِ) حرۃ الوبرہ (جو مدینہ سے چار میل پر ہے) میں پہنچے، تو ایک شخص آپ (ص) سے ملا، جس کی بہادری اور اصالت کا شہرہ تھا اور رسول اللہ (ص) کے اصحاب اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جب آپ (ص) سے ملا تو اس نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ (ص) کے ساتھ چلوں اور جو ملے اس میں حصہ پاؤں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (ص) پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو لوٹ جا، میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔ پھر آپ (ص) چلے جب شجرہ (مقام) پہنچے تو وہ شخص پھر آپ (ص) سے ملا اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ آپ (ص) نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا اور فرمایا کہ لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔ پھر وہ لوٹ گیا اس کے بعد پھر آپ (ص) سے (مقامِ) بیداء میں ملا اور آپ (ص) نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا کہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ص) پر یقین رکھتا ہے؟ اب وہ شخص بولا کہ ہاں میں یقین رکھتا ہوں۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر چل۔

باب: غازیوں کے ساتھ عورتوں کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

1130: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ (ان کی والدہ) اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن ایک خنجر لیا، وہ ان کے پاس تھا کہ سیدنا ابوطلحہ ص نے دیکھا تو رسول اللہ (ص)! سے عرض کیا کہ یہ اُمّ سلیم ہے او ران کے پاس ایک خنجر ہے۔ آپ (ص) نے (اُمّ سلیم سے) پوچھا کہ یہ خنجر کیسا ہے؟ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ (ص) ہنسے۔ پھر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہمارے سوا طلقاء (یعنی اہل مکہ) کو مار ڈالئے، انہوں نے آپ (ص) سے شکست پائی (اس وجہ سے مسلمان ہو گئے اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے) تو آپ (ص) نے فرمایاکہ اے اُمّ سلیم! (کافروں کے شر کو) اللہ تعالیٰ بہت بہترین انداز سے کافی ہو گیا (اب تیرے خنجر باندھنے کی ضرورت نہیں)۔

1131: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ احد کے دن لوگ شکست خوردہ ہو کر رسول اللہ (ص) کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ابوطلحہ ص آپ (ص) کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہوئے تھے اور ابوطلحہ ص بڑے ماہر تیر انداز تھے، ان کی اس دن دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ جب کوئی شخص تیروں کا ترکش لے کر نکلتا، آپ (ص) اس سے فرماتے کہ یہ تیر ابوطلحہ ص کیلئے رکھ دو۔ آپ (ص) گردن اٹھا کر کافروں کو دیکھتے، تو ابوطلحہ ص کہتے کہ اے اللہ کے نبی (ص)! میرے ماں باپ آپ (ص) پر قربان ہوں آپ (ص) گردن مت اٹھائیے ایسا نہ ہو کہ کافروں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ (ص) کے سینے کے آگے ہے (یعنی ابوطلحہ نے اپنا سینہ آگے کیا تھا کہ اگر کوئی تیر وغیرہ آئے تومجھے لگے)۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر اور اُمّ سلیم ' کو دیکھا وہ دونوں کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں (جیسے کام کے وقت کوئی اٹھاتا ہے) اور میں ان کی پنڈلی کی پازیب کو دیکھ رہا تھا، وہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیں لاتی تھیں، پھر اس کا پانی لوگوں کو پلا دیتیں، پھر جاتیں اور بھر کر لاتیں اور لوگوں کو پلا دیتیں۔ اور سیدنا ابوطلحہ ص کے ہاتھ سے دو تین بار اونگھ کی وجہ سے تلوار گر پڑی۔

1132: سیدہ اُمّ عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئی، مردوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں رہتی اور ان کا کھانا پکاتی، زخمیوں کی دوا کرتی اور بیماروں کی خدمت کرتی۔

باب: جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل ممنوع ہے۔

1133: سیدنا عبداللہ بن عمر صکہتے ہیں کہ ایک عورت ایک لڑائی میں پائی گئی جس کو مار ڈالا گیا تھا، تو آپ (ص) نے عورتوں اور بچوں کے مارنے سے منع فرما دیا۔

باب: رات کے وقت حملے میں دشمن کے بیوی بچوں کے مارے جانے کے متعلق۔

1134: سیدنا صعب بن جثامہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے مشرکین کی اولاد اور ان کی عورتوں کے بارے میں سوال ہوا، جب رات کے چھاپے میں مارے جائیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ انہی میں داخل ہیں۔

باب: دشمن کے کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا بیان۔

1135: سیدنا عبداللہ بن عمر صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت کچھ کٹوا دیئے اور کچھ جلوا دیئے۔ اس موقع پر سیدنا حسان ص نے یہ شعر کہے: بنی لوئی (یعنی قریش) کے سرداروں اور شرفاء پر یہ آسان ہو گیا کہ بویرہ کا نخلستان آگ کی لپیٹ میں ہے۔ اور اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”جو درخت تم نے کاٹے یا ان کواپنی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑ دیا، وہ اللہ تعالیٰ کے

حکم سے تھا اس لئے کہ گنہگاروں کو رسوا کرے“ (الحشر:5)۔

باب: دشمن کی زمین سے کھانا (طعام) حاصل کرنا۔

1136: سیدنا عبداللہ بن مغفل ص کہتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن چربی کی ایک تھیلی پائی۔ میں اس پر لپکا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس میں سے کچھ بھی کسی کو نہ دوں گا۔ کہتے ہیں میں نے پلٹ کر دیکھا تو رسول اللہ (ص) کھڑے مسکرا رہے تھے۔

باب: مالِ غنیمت کا اس امت (محمدیہ (ص)) کیلئے خصوصی طور پر حلال ہونا

1137: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ آدمی نہ جائے جو نکاح کر چکا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے لیکن ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔ اور نہ وہ شخص جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا امیدوار ہو (اس لئے کہ ان لوگوں کادل ان چیزوں میں لگا رہے گا اور اطمینان سے جہاد نہ کر سکیں گے)۔ پھر اس پیغمبر نے جہاد کیا تو عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس گاؤں کے پاس پہنچا (جہاں جہاد کرنا تھا) تو پیغمبر علیہ السلام نے سورج سے کہا کہ تو بھی تابعدار ہے اور میں بھی تابعدار ہوں اے اللہ! اس کو تھوڑی دیر میرے اوپر روک دے (تاکہ ہفتے کی رات نہ آجائے کیونکہ ہفتے کو لڑنا حرام تھا اور یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی)۔ پھر سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی۔ پھر لوگوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا اور آگ آسمان سے اس کے کھانے کو آئی، لیکن اس نے نہ کھایا۔ پیغمبر علیہ السلام نے کہا کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے (لٰذا یہ نذر قبول نہ ہوئی)۔ اس لئے تم میں سے ہر گروہ کا ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ پھر سب نے بیعت کی، تو ایک شخص کا ہاتھ جب پیغمبر کے ہاتھ سے لگا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں خیانت معلوم ہوتی ہے۔ تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے۔ پھر اس قبیلہ نے بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے لگا اور چمٹ گیا، تو پیغمبر علیہ السلام نے کہا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ پھر انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکال کر دیا۔ وہ بھی اس مال میں جو بلند زمین پر (جلانے کیلئے) رکھا گیا تھا رکھ دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اس کو کھا گئی۔ اور ہم سے پہلے کسی کیلئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا صرف ہمارے لئے حلال ہوا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی، تو ہمارے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا۔

باب: انفال (مالِ غنیمت) کے بارے میں۔

1138: سیدنا مصعب بن سعد اپنے والد سعد ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے بارے میں چار آیتیں اتریں۔ ایک مرتبہ ایک تلوار مجھے مالِ غنیمت میں ملی، وہ رسول اللہا کے پاس لائے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ مجھے عنایت فرمائیے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ اس کو رکھ دے۔ پھر میں کھڑا ہوا تو (وہی کہا) اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں رکھ دے۔ پھر اٹھے اور کہاکہ یارسول اللہ (ص)! یہ تلوار مجھے دیدیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو رکھ دو۔ پھر (چوتھی مرتبہ) کھڑے ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ یہ تلوار مجھے مال غنیمت کے طور پر دے دیجئے کیا میں اس شخص کی طرح رہوں گا جونادار ہے؟ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اس کو وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اس کو لیا ہے۔ تب یہ آیت اتری کہ ”اے محمد (ص) آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، تو آپ ((ص)) فرما دیجئے کہ مال غنیمت، اللہ

اور اس کے رسول کیلئے ہیں“ (الانفال: 1)۔ (اس حدیث میں چار آیات میں سے صرف ایک آیت کا ذکر ہے)۔

باب: اصحاب سرایا (فوجی دستوں) کو مال غنیمت میں حصے (اور انعام)دینا

1139: سیدنا ابن عمر صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے نجد کی طرف ایک چھوٹا لشکر بھیجا، میں بھی اس میں نکلا۔ وہاں ہمیں بہت سے اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت میں ملیں، تو ہم میں سے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور رسول الله نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید دیا۔

باب: مال غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالنا۔

1140: سیدنا ابن عمر صسے روایت ہے کہ سول اللہ (ص) کبھی بعض لشکر والوں کو باقی تمام لشکروں کی نسبت زیادہ دیتے اور ان سب مالوں میں خمس واجب تھا۔

باب: کافر مقتول کا سامان (حرب) قاتل کو دینا چاہیئے۔

1141: سیدنا ابوقتادہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ حنین کی لڑائی میں نکلے۔ جب ہم لوگ دشمنوں سے لڑے، تو مسلمانوں کو (شروع میں) شکست ہوئی (یعنی کچھ مسلمان بھاگے اور رسول اللہ (ص) اور کچھ لوگ آپ (ص) کے ساتھ میدان میں جمے رہے)۔ پھر میں نے ایک کافر کو دیکھاکہ وہ ایک مسلمان پر (اس کے مارنے کو) چڑھا تھا۔ میں گھوم کر اس کی طرف آیا اور اس کے کندھے اور گردن کے بیچ میں ایک ضرب لگائی۔ وہ میری طرف پلٹا اور مجھے ایسا دبایا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی۔ اس کے بعد وہ خود مر گیا تب ہی مجھے چھوڑا۔ میں سیدنا عمر ص سے ملا انہوں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا (جو ایسے بھاگ نکلے)، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پھر لوگ لوٹے اور رسول اللہ (ص) بیٹھے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ جس نے کسی کو مارا اور وہ گواہ رکھتا ہو تو اس (مقتول) کا سامان وہی لے۔ سیدنا ابوقتادہ رضی (ص) للہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور کہا کہ میرا گواہ کون ہے؟ اس کے بعد میں بیٹھ گیا پھر آپ (ص) نے دوبارہ ایسا ہی فرمایا، تو میں پھر کھڑا ہوا اور کہا کہ میرے لئے گواہی کون دے گا؟ میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار آپ (ص) نے ایسا ہی فرمایا، تو میں پھر کھڑا ہوا آخر رسول اللہ (ص) نے پوچھا کہ اے ابوقتادہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا، تو ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! ابوقتادہ سچ کہتے ہیں اس شخص کا سامان میرے پاس ہے تو ان کو راضی کر دیجئے کہ اپنا حق مجھے دیدیں۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق ص نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو گا اور (رسول اللہ (ص) کبھی ارادہ نہ کریں گے کہ) اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے ایک شیر جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ص) کی طرف سے لڑتا ہے (اس کا) اسباب تجھے دلائیں گے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ابوبکر ص سچ کہتے ہیں (اس حدیث سے سیدنا ابوبکر صدیق ص کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کے سامنے فتویٰ دیا اور آپ (ص) نے ان کے فتوے کو سچ کہا) تو وہ سامان ابو قتادہ صکو دیدے۔ پھر اس نے وہ سامان مجھے دیدیا۔ سیدنا ابوقتادہ ص نے کہا کہ میں نے (اس سامان میں سے) زرہ کو بیچا اور اس کے بدل بنوسلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال ہے جس کو میں نے اسلام کی حالت میں کمایا۔

باب: (دشمن کا) سامان بعض قاتلین کو اجتہاد کی بنا پر دینا۔

1142: سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص کہتے ہیں میں بدر کی لڑائی میں صف میں کھڑا ہوا تھا اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو میرے دونوں طرف انصار کے نوجوان اور کم عمر لڑکے نظر آئے۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ان سے زور آور جوانوں کے درمیان ہوتا (یعنی آزو بازو اچھے قوی لوگ ہوتے تو زیادہ اطمینان ہوتا)۔ اتنے میں

ان میں سے ایک نے مجھے دبایا اور کہا کہ اے چچا! تم ابو جہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں اور اے میرے
بھائی کے بیٹے! تیرا ابو جہل سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابوجہل رسول اللہ (ص) کو
بُرا کہتا ہے، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر میں ابوجہل کو پاؤں تو اس سے جدا نہ
ہونگا جب تک ہم دونوں میں سے وہ نہ مر جائے جس کی موت پہلے آئی ہو۔ سیدنا عبدالرحمن ص نے کہا کہ
مجھے اس کے ایسا کہنے سے تعجب ہوا (کہ بچہ ہو کر ابو جہل جیسے قوی ہیکل کے مارنے کا ارادہ رکھتا
ہے)۔ پھر دوسرے نے مجھے دبایا اور اس نے بھی ایسا ہی کہا۔ کہتے ہیں تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے
ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں پھر رہا ہے، میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس
کے بارے میں تم پوچھتے تھے۔یہ سنتے ہی وہ دونوں دوڑے (ص) ور تلواروں کے وار کئے یہاں تک کہ مار ڈالا۔
پھر دونوں لوٹ کر رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور یہ حال بیان کیا، تو آپ (ص) نے پوچھا کہ تم میں سے کس
نے اس کو مارا؟ ہر ایک بولنے لگا کہ میں نے مارا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لیں؟
وہ بولے نہیں۔ تب آپ (ص) نے دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایاکہ تم دونوں نے اسے مارا ہے۔ پھراس کا
سامان معاذ بن عمرو بن جموح ص کو دلایا اور وہ دونوں لڑکے یہ تھے ایک معاذ بن عمرو بن جموح اور دوسرے
معاذ بن عفراء ث۔

باب: اجتہاد کی بنا پر قاتل کو (دشمن مقتول) کا سامان نہ دینا۔

1143: سیدنا عوف بن مالک ص کہتے ہیں کہ (قبیلہ) حمیر کے ایک شخص نے دشمنوں میں سے ایک شخص
کومارا اور اس کا سامان لینا چاہاِ لیکن سیدنا خالد بن ولید ص (جو رسول اللہ (ص) کی طرف سے) لشکر کے
سردار تھے نے نہ دیا۔ سیدنا عوف بن مالک ص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) سے یہ حال بیان کیا،
تو آپ (ص) نے خالد ص سے فرمایا کہ تم نے اس کو سامان کیوں نہ دیا؟ سیدنا خالد ص نے کہا کہ یارسول اللہ
(ص)! وہ سامان بہت زیادہ تھا (تو میں نے وہ سب دینا مناسب نہ جانا)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ سامان
اس کو دیدے۔ پھر سیدناخالد ص، سیدنا عوف ص کے ساتھ نکلے، تو سیدنا عوف صنے ان کی چادر کھینچتے ہوئے
کہاکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا، آخر وہی ہوا نا (یعنی سیدنا خالد ص کوشرمندہ کیا کہ آخر
تمہیں سامان دینا پڑا) یہ بات رسول اللہ (ص) نے سن لی اور غضبناک ہو کر فرمایا: اے خالد! اس کو مت دے
اے خالد! اس کو مت دے۔ کیا تم میرے سرداروں کو چھوڑنے والے ہو؟ تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے
کسی نے اونٹ یا بکریاں چرانے کو لیں، پھر ان کو چرایا اور ان کی پیاس کا وقت دیکھ کر حوض پر لایا، تو
انہوں نے پینا شروع کیا۔ پھر صاف صاف پی گئیں اور تلچھٹ چھوڑ دیا، تو صاف (یعنی اچھی باتیں) تو تمہارے
لئے اور بُری باتیں سرداروں پر ہیں (یعنی بدنامی اور مواخذہ ان سے ہو)۔

باب: دشمن کا سارا مال قاتل کو دینا چاہیئے۔

1144: سیدنا سلمہ بن اکوع ص کہتے ہیں کہ ہم غزوہ ہوازن (حنین) میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے (
جو آٹھ ہجری میں ہوا)۔ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص
سرخ اونٹ پر سوار آیا۔ اونٹ کو بٹھا کر اس کی کمر پر سے ایک تسمہ نکالا اور اس سے باندھ دیا۔ پھر آ کر
لوگوں کے ساتھ کھانا اور کھانے ادھر ادھر دیکھنے لگا (وہ کافروں کا جاسوس تھا)۔ اور ہم لوگ ان دنوں ناتواں
تھے اور بعض پیدل بھی تھے (جن کے پاس سواری نہ تھی) اتنے میں یکا یک دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس آیا اور
اس کا تسمہ کھول کر اس کو بیٹھ کر اور پھر اس پر بیٹھ کر کرکھڑا کیا، تو اونٹ اس کو لے کر بھاگا (اب کافروں
کو خبر دینے کے لئے چلا)۔ ایک شخص نے خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس کا پیچھا کیا۔ سیدنا سلمہ ص نے کہا کہ

میں پیدل دوڑتا چلا گیا پہلے میں اونٹنی کی سرین کے پاس تھا (جو کہ اس جاسوس کے تعاقب میں جا رہی تھی) پھر میں اور آگے بڑھا یہاں تک کہ اونٹ کے سرین کے پاس آگیا پھر اور آگے بڑھا، یہاں تک کہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو بٹھا دیا۔ جونہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر ٹیکا، میں نے تلوار سونتی اور اس مرد کے سر پر ایک وار کر کے اس کو گرا دیا۔ پڑا پھر میں اونٹ کو کھینچتا ہوا، اس (جاسوس) کے سامان اور ہتھیار سمیت لے آیا۔ رسول اللہ (ص) لوگوں کے ساتھ تھے جو آگے تشریف لائے تھے (میرے انتظار میں) مجھ سے ملے اور پوچھا کہ اس مرد کو کس نے مارا؟ لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کا سب سامان اکوع کے بیٹے کا ہے۔

باب: انعام اور قیدیوں کے بدلے میں مسلمانوں کو چھڑانے کے متعلق۔

1145: سیدنا ایاس بن سلمہ اپنے والد سیدنا سلمہ بن اکوع ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے (قبیلہ) فزارہ سے جہاد کیا اور ہمارے سردار سیدنا ابوبکر صدیق ص تھے جنہیں ہمارا امیر رسول اللہ (ص) نے بنایا تھا۔ جب ہمارے اور پانی کے درمیان میں ایک گھڑی کا فاصلہ رہ گیا (یعنی اس پانی سے جہاں قبیلہ فزارہ رہتے تھے)، تو ہم سیدنا ابوبکر ص کے حکم سے پچھلی رات کو اتر پڑے۔ پھر ہر طرف سے حملہ کرتے ہوئے پانی پر پہنچے۔ وہاں جو مارا گیا سو مارا گیا اور کچھ قید ہوئے اور میں ایک گروہ کو تاک رہا تھا جس میں (کافروں کے) بچے اور عورتیں تھیں میں ڈرا کہ کہیں وہ مجھ سے پہلے پہاڑ تک نہ پہنچ جائیں، میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان میں ایک تیرا مارا، تو تیر کو دیکھ کر وہ ٹھہر گئے۔ میں ان سب کو ہانکتا ہوا لایا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑا پہنے ہوئے تھی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی جو کہ عرب کی حسین ترین نوجوان لڑکی تھی۔ میں ان سب کو سیدناابوبکر صدیق ص کے پاس لایا، تو انہوں نے وہ لڑکی مجھے انعام کے طور پر دے دی۔ جب ہم مدینے پہنچے اور میں نے ابھی اس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولاتھا کہ رسول اللہ (ص) مجھے بازار میں ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دیدے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کی قسم وہ مجھے بھلی لگی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر دوسرے دن مجھے رسول اللہ (ص) بازار میں ملے اور فرمایاکہ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دیدے اور تیرا باپ بہت اچھا تھا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! وہ آپ کی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے تو (ص) سکا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر رسول اللہ (ص) نے وہ لڑکی مکے والوں کو بھیج دی اور اس کے بدلے میں کئی مسلمانوں کوچھڑایا جو مکے میں قید ہو گئے تھے۔

باب: جو بستی لڑائی سے فتح کی گئی اس میں حصہ اور خمس ہے۔

1146: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس بستی میں تم آئے اور وہاں ٹھہرے، تو اس میں تمہاراحصہ ہے اور جس بستی والوں نے اللہ اور اس کے رسول (ص) کی نافرمانی کی یعنی لڑائی کی تو (مالِ غنیمت کا) پانچواں حصہ اللہ کا اور رسول کا ہے اور باقی (چار حصے) تمہارے ہیں۔

باب: مال ”فے“ کیسے تقسیم ہو گا جب کہ لڑائی کی نوبت نہ آئی ہو۔

1147: سیدنا مالک بن اوس کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمر ص نے بلایا اور میں ان کے پاس دن چڑھے آیا اور وہ اپنے گھر میں (بغیر بستر کے) ننگی چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اور ایک چمڑے کے تکیے پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ دوڑ کر میرے پاس آئے تو میں نے ان کو کچھ تھوڑا دلا دیا ہے تو ان سب میں بانٹ دے۔ میں نے کہا کہ کاش یہ کام آپ کسی اور سے لے لیتے۔ انہوں نے کہا کہ اے مالک! تو

لے لیے اتنے میں یرفا (ان کا خدمتگار) آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن
عوف، زبیر اور سعد ث آئے ہیں کیا ان کو آنے دوں؟ سیدنا عمر ص نے کہا کہ اچھا ان کو آنے دو۔ وہ آ گئے۔ پھر
یرفا آیا اور کہنے لگا کہ عباس اور علی ث آنا چاہتے ہیں، تو سیدنا عمر ص نے کہا کہ ان کو بھی اجازت دیدو۔
سیدنا عباس ص نے کہاکہ اے امیر المؤمنین! میرا اور اس جھوٹے، گنہگار، دغاباز اور چور کا فیصلہ کر دیجئے۔
لوگوں نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ کر دیجئے اور ان کو اس مسئلے سے راحت دیجئے۔ مالک
بن اوس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ان دونوں نے (یعنی سیدنا علی ص اور سیدنا عباس صنے) سیدنا عثمان
اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعد ' کو (اس لئے) آگے بھیجا تھا (کہ وہ سیدنا عمر ص سے کہہ کر فیصلہ کروا
دیں)۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ٹھہرو! میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین اور
آسمان قائم ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کے مال میں
وارثوں کو کچھ نہیں ملتا اور جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟ سب نے کہا ہاں ہمیں معلوم ہے۔ پھر سیدنا
عباس ص اور سیدنا علی صکی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم دونوں کو اس اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا
ہوں جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ ہم
پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ بیشک ہم جانتے
ہیں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک بات خاص کی تھی جو اور کسی
کے ساتھ خاص نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ نے گاؤں والوں کے مال میں سے جو دیا، وہ اللہ اور
رسول (ص) کا ہی ہے“ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سے پہلے کی آیت بھی انہوں نے پڑھی کہ نہیں پھر
سیدنا عمر ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے بنی نضیر کے مال تم لوگوں کو بانٹ دئیے۔ اور اللہ کی قسم آپ
(ص) نے (مال کو) تم سے زیادہ نہیں سمجھا اور نہ یہ کیاکہ آپ (ص) نے خود لیا ہو اور تمہیں نہ دیا ہو، یہاں
تک کہ یہ مال رہ گیا۔ اس میں سے رسول اللہ (ص) ایک سال کا اپنا خرچ نکال لیتے اور جو بچ رہتا، وہ بیت
المال میں شریک ہوتا۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس اللہ تعالیٰ کی، جس کے
حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ تم یہ سب جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ہم جانتے ہیں۔ پھر سیدنا
علی صاور عباس صکو بھی ایسی ہی قسم دی، تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہاں۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا
کہ جب رسول اللہ (ص) کی وفات ہوئی، تو سیدنا ابوبکر صدیق ص نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کا ولی
ہوں، تو تم دونوں آئے۔ عباس صتو اپنے بھتیجے کا ترکہ مانگتے تھے (یعنی رسول اللہ (ص) سیدناعباس کے بھائی
کے بیٹے تھے) اور علی ص اپنی زوجہ مطہرہ کا حصہ ان کے والد (ص) کے مال سے چاہتے تھے (یعنی سیدہ
فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جو سیدنا علی ص کی زوجہ تھیں اور رسول اللہ (ص) کی بیٹی تھیں) سیدنا
ابوبکر ص نے یہ جواب دیا کہ رسول اللہ (ص) کا فرمان ذیشان ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو
ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، تو تم ان کو جھوٹا، گنہگار، دغاباز اور چور سمجھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ
وہ سچے، نیک اور ہدایت پر تھے اور حق کے تابع تھے۔ پھر سیدنا ابوبکر ص کی وفات ہوئی اور میں رسول اللہ
(ص) کا ولی ہوں اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کا، تو تم نے مجھے بھی جھوٹا، گنہگار، دغاباز اور چور سمجھا
جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا، نیکوکار اور حق پر ہوں، حق کا تابع ہوں۔ میں اس مال کا بھی ولی
رہا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں ایک ہو اور تمہارا معاملہ بھی ایک ہے (یعنی اگرچہ تم ظاہر
میں دو شخص ہو مگر اس لحاظ سے کہ قربت رسول (ص) دونوں میں موجود ہے تم مثل ایک شخص کے ہو)
تم نے یہ کہا کہ یہ مال ہمارے سپرد کردو تو میں نے کہا کہ اچھا! اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو اس شرط پر
دیدیتا ہوں کہ تم اس مال میں وہی کرتے رہو گے جو رسول اللہ (ص) کیا کرتے تھے۔ تم نے اسی شرط سے یہ

مال مجھ سے لیا۔ پھر سیدناعمر ص نے کہا کہ کیوں ایسا ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ پھر تم دونوں (اب) میرے پاس فیصلہ کرانے آئے ہو؟ نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس کے سوا اور کوئی فیصلہ قیامت تک کرنے والا نہیں، البتہ اگر تم سے اس مال کا بندوبست نہیں ہوتا، تو پھر مجھے لوٹا دو۔

1148: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ (ص) کی صاحبزادی نے سیدنا ابوبکر صدیق ص کے پاس کسی کو رسول اللہ (ص) کے ان مالوں میں سے اپنا ترکہ مانگنے کو بھیجا جو اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو مدینہ میں اور فدک میں دئیے تھے اور جو کچھ خیبر کے خمس میں سے بچتا تھا، تو سیدنا ابوبکر صدیق ص نے کہاکہ نبی (ص) نے فرمایاہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جوکچھ ہم چھوڑجائیں وہ صدقہ ہے اور محمد (ص) کی آل اسی مال میں سے کھائے گی اور میں تو اللہ کی قسم! رسول اللہ (ص) کے صدقہ کو اس حال سے کچھ بھی نہیں بدلوں گا جس حال میں رسول اللہ (ص) کے عہد مبارک میں تھا اور میں اس میں وہی کام کروں گاجو رسول اللہ (ص) کرتے تھے۔ غرضیکہ سیدنا ابوبکر صدیق ص نے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کیا، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات چھوڑ دی اور بات نہ کی یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی۔ (نووی علیہ الرحمة نے کہا کہ یہ ترک ملاقات وہ نہیں جوشرع میں حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام نہ کرے یا سلام کا جواب نہ دے)۔ اور وہ رسول اللہ (ص) کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہیں (بعض نے کہا کہ آٹھ مہینے یا تین مہینے یا دو مہینے یا ستر دن بہرحال رمضان کی تین تاریخ ١١ ہجری کو انہوں نے انتقال کیا) جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر سیدنا علی ص نے ان کو رات کو ہی دفن کر دیا اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کو اس کی خبر نہ کی (اس سے معلوم ہوا کہ رات کو دفن کرنا جائز ہے اور دن کو افضل ہے اگر کوئی عذرنہ ہو) اور ان پر سیدنا علی ص نے نماز پڑھی۔ اور جب تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اس وقت تک لوگ سیدنا علی ص سے(بوجہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے) محبت کرتے تھے، جب وہ انتقال کر گئیں تو سیدنا علی ص نے دیکھا کہ لوگ میری طرف سے پھر گئے ہیں، تب تو انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی (ص) للہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا مناسب سمجھا اور ابھی تک کئی مہینے گزر چکے تھے انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق ص سے بیعت نہ کی تھی۔ سیدنا علی ص نے سیدنا ابوبکر صدیق ص کو بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ اکیلے آئیے آپ کے ساتھ کوئی نہ آئے کیونکہ وہ سیدنا عمر ص کا آنا ناپسند کرتے تھے۔ سیدنا عمر ص نے سیدنا ابوبکر صدیق ص سے کہا کہ اللہ کی قسم! تم اکیلے ان کے نہ پاس جاؤ؟ سیدنا ابوبکر صدیق ص نے کہا کہ وہ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم میں تو اکیلا جاؤں گا۔ آخر سیدنا ابوبکر ص ان کے پاس گئے اور سیدنا علی ص نے تشہد پڑھا (جیسے خطبہ کے شروع میں پڑھتے ہیں) پھر کہا کہ اے ابوبکر ص! ہم نے آپ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو دیا (یعنی خلافت) پہچان لیا ہے۔ اور ہم اس نعمت پر رشک نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی (یعنی خلافت اور حکومت)، لیکن آپ نے اکیلے اکیلے یہ کام کر لیا؟ اور ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ ہم رسول اللہ (ص) سے قرابت رکھتے تھے ۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق ص سے برابر باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر صدیق ص کی آنکھیں بھر آئیں جب سیدنا ابوبکر صدیق ص نے گفتگو شروع کی، تو کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ رسول اللہ (ص) کی قرابت کا لحاظ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ ہے اور یہ جو مجھ میں اور تم میں ان باتوں کی بابت (یعنی فدک اور نضیر اورخمس خیبر وغیرہ کا) اختلاف ہوا، تو میں نے حق کو نہیں چھوڑا اور میں نے وہ کوئی کام نہیں چھوڑا جس کو میں نے رسول اللہ (ص) کو کرتے ہوئے دیکھا، تو میں نے وہی کیا۔ سیدناعلی ص نے سیدنا ابوبکر ص سے کہا کہ اچھا

آج دو پہر کو ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ جب سیدنا ابوبکر ص ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے، تو منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور سیدنا علی ص کا قصہ بیان کیا اور ان کے دیر سے بیعت کرنا اور جو عذر انہوں نے بیان کیا تھا؟ وہ بھی کہا اور پھر مغفرت کی دعا کی۔ اور سیدنا علی ص نے خطبہ پڑھا اور سیدنا ابوبکر ص کی فضیلت بیان کی اور یہ کہا کہ میرا دیر سے بیعت کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ مجھے سیدنا ابوبکر ص پر رشک ہے یا ان کی بزرگی اور فضیلت کا مجھے انکار ہے، بلکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس خلافت کے معاملے میں ہمارا بھی حصہ ہے جو کہ اکیلے اکیلے بغیر صلاح کے یہ کام کر لیا گیا، اس وجہ سے ہمارے دل کو یہ رنج ہوا۔ یہ سن کر مسلمان خوش ہوئے اور سب نے سیدنا علی ص سے کہا کہ تم نے ٹھیک کام کیا۔ اس روز سے جب انہوں نے صحیح معاملہ اختیار کیا مسلمان پھر سیدنا علی ص کی طرف مائل ہوئے ۔

1149 : سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں جو چھوڑ جاؤں تو میرے وارث ایک دینار بھی نہیں بانٹ سکتے اور اپنی عورتوں کے خرچ اور منتظم کی اجرت کے بعد جو بچے، وہ صدقہ ہے۔

باب: (مال غنیمت میں سے)گھڑسوار اور پیدل فوج کے حصوں کے متعلق

1150 : سیدنا عبداللہ بن عمر صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے غنیمت کے مال میں سے دو حصے گھوڑے کو دلائے اور پیدل آدمی کو ایک حصہ دلایا۔

باب: مال غنیمت میں عورتوں کا حصہ نہیں یوں ہی کچھ دے دینا چاہیئے اور جہاد میں بچوں کے قتل کرنے کے متعلق۔

1151: یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ (حروری خارجیوں کے سردار) نے سیدنا عبداللہ بن عباس صکو لکھا اور پانچ باتیں پوچھیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ص نے کہا کہ اگر علم کے چھپانے کی بات نہ ہوتی، تو میں اس کو جواب نہ لکھتا (کیونکہ وہ مردود خارجی بدعتی لوگوں کا سردار تھا اور رسول اللہ (ص) نے ان کی شان میں فرمایا کہ وہ دین میں سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے)۔ نجدہ نے لکھا تھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ۔ 1۔ بتاؤ کہ کیا رسول اللہ (ص) جہاد میں عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے؟۔ 2۔ کیا ان کو (مالِ غنیمت میں سے) حصہ دیتے تھے؟ ۔3۔ کیا آپ (ص) بچوں کو بھی قتل کرتے تھے؟۔ 4۔ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟۔ 5۔ خمس کس کا حق ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس صنے جواب لکھا کہ تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا رسول اللہ (ص) جہاد میں عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے؟ تو بیشک ساتھ رکھتے تھے اور وہ زخمیوں کی دوا کرتی تھیں اور ان کو کچھ انعام ملتا تھا، ان کا حصہ نہیں لگایا گیا۔ (ابو حنیفہ، ثوری، لیث، ر شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن اوزاعی کے نزدیک عورت اگر لڑے یا زخمیوں کا علاج کرے تو اس کا حصہ لگایا جائے گا۔(ص) ور مالک کے نزدیک اس کو انعام بھی نہ ملے گا اور یہ دونوں مذہب اس صحیح حدیث سے مردود ہیں) اور رسول اللہ (ص) (کافروں کے) بچوں کو نہیں مارتے تھے۔ تو بھی بچوں کو مت مارنا (اسی طرح عورتوں کو لیکن اگر بچے اور عورتیں لڑیں تو ان کا مارنا جائز ہے) اور تو نے مجھ سے پوچھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے، تو قسم میری عمر (دینے والے) کی کہ بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی داڑھی نکل آتی ہے، پر وہ نہ لینے کا شعور رکھتا ہے اور نہ دینے کا (وہ یتیم ہے یعنی اس کا حکم یتیموں کا سا ہے)۔ پھر جب اپنے فائدے کے لئے وہ اچھی باتیں کرنے لگے جیسے کہ لوگ کرتے ہیں، تو اس کی یتیمی جاتی رہتی ہے اور تو نے مجھ سے خمس کا پوچھا کہ کس کا حق ہے؟ تو ہم یہ کہتے تھے کہ خمس ہمارے لئے ہے لیکن ہماری قوم نے نہ مانا۔

باب: قیدیوں کو چھوڑ دینے اور ان پر احسان کرنے کے بارے میں۔

1152 : سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے، تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے جو اہل یمامہ کا سردار تھا۔ پھر اُسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی (ص) نے اُس کے پاس جا کر کہا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ (کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) وہ بولا کہ اے محمد ((ص)) میرا خیال بہتر ہے، اگر آپ مجھے مار ڈالیں گے، تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خون والا ہے (یعنی اس میں کوئی بھی قباحت نہیں کیونکہ میرا خون ضائع نہیں جائے گا بلکہ میرا بدلہ لینے والے موجود ہیں)۔ اور اگر آپ (ص) احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں گے، تو میں آپ (ص) کا شکر گزار ہوں گا اور اگر آپ (ص) مال و دولت چاہتے ہوں تو وہ بھی حاضر ہے،جتنا آپ چاہیں۔ یہ سن کر آپ (ص) چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ (ص) نے پوچھا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ وہ بولا کہ میرا خیال وہی ہے جو میں عرض کر چکاکہ اگر آپ (ص) احسان کر کے چھوڑ دیں گے، تو میں شکر گزار ہوں گا اور اگر قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو، جو چاہو گے دیا جائے گا۔ آپ (ص) نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر تیسرے دن پوچھا اے ثمامہ! تیرا کیا گمان ہے؟ وہ بولا کہ وہی جو میں عرض کر چکا کہ اگر آپ (ص) احسان کر کے چھوڑ دیں گے، تو میں شکر گزار ہوں گا اور اگر قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو، جو چاہو گے دیا جائے گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے تعمیل حکم کرکے چھوڑ دیا۔ ثمامہ مسجد کے قریب ہی ایک نخلستان کی طرف گیا اور غسل کرکے مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بیشک محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں ، اے محمدا ! اللہ کی قسم مجھے تمام روئے زمین پر کسی کا منہ دیکھ کر اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ (ص) کا منہ دیکھ کر آتا تھا، اب آج کے دن آپ (ص) کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو پسند ہے، اور اللہ کی قسم آپ (ص) کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے بُرا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ (ص) کا دین مجھے سب سے بھلا معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ (ص) کے شہر سے برا کوئی شہر نہ تھااور اب آپ (ص) کا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے بہتر ہو گیا ہے۔ آپ (ص) کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا، جب کہ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، اب آپ (ص) کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ (ص) نے اسے مبارکباد دی اور عمرہ کرنے کی اجازت دی۔ جب وہ مکہ میں آئے تو کسی نے اس سے کہا کہ کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ وہ بولے نہیں اللہ کی قسم بلکہ محمد رسول اللہ (ص) کا فرمانبردار ہو گیا ہوں اور اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے اس وقت گندم کا ایک دانہ بھی نہ آنے پائے گا، جب تک کہ نبی (ص) اجازت نہ دیدیں ۔

باب: مدینہ سے یہودیوں کو جلا وطن کرنا۔

1153 : سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ (ص) ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایاکہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آپ (ص) کے ساتھ گئے یہاں تک کہ یہود کے پاس پہنچے، تو رسول اللہ (ص) کھڑے ہو گئے اور ان کوپکارا اور فرمایا کہ اے یہود کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم ((ص))! آپ نے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں یہی چاہتا ہوں۔ پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے یہود مسلمان ہو جاؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ وہ کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم ((ص))! آپ نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں یہی چاہتاہوں (کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیغام کے پہنچ جانے کا اقرار کرو) پھر آپ (ص) نے تیسری بار یہی کہا اور

فرمایا کہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول (ص) کی ہے (ص) ور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس ملک سے باہر نکال دوں، تو جو شخص اپنے مال کو بیچ سکے، وہ بیچ ڈالے اور نہیں تو یہ سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول (ص) کی ہے۔

باب: یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنا۔

1154: سیدنا عمر بن خطاب ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ فرماتے تھے کہ البتہ میں یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دوں گا یہاں تک کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی کو نہیں رہنے دوں گا۔

باب: حربی کافر اور عہد توڑنے والے کے متعلق حکم۔

1155 : اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سعد بن معاذ ص کو خندق کے دن ایک جو قریش کے ایک شخص ابن العرقہ (اس کی ماں کا نام ہے) نے ایک تیر مارا جو ان کی اکحل (ایک رگ) میں لگا، تو رسول اللہ (ص) نے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا (اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں سونااور بیمار کا رہنا درست ہے) تاکہ نزدیک سے ان کو پوچھ لیا کریں۔ جب آپ (ص) خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو پھر جبرائیل علیہ السلام آپ (ص) کے پاس اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ (ص) نے ہتھیار اتار ڈالے؟ اور ہم نے تو اللہ کی قسم ہتھیار نہیں رکھے۔ چلو ان کی طرف۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ کدھر؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر رسول اللہ (ص) ان سے لڑے اور وہ آپ (ص) کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعے سے نیچے اترے اور آپ (ص) نے ان کا فیصلہ سیدنا سعد ص پر رکھا (کیونکہ وہ سیدنا سعد کے حلیف تھے)۔ سعد ص نے کہا کہ میں یہ حکم کرتا ہوں کہ ان میں جو لڑنے والے ہیں وہ تو مار دئیے جائیں اور بچے اور عورتیں قیدی بنائے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر لئے جائیں۔ ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا سعد ص سے فرمایا کہ تو نے بنی قریظہ کے بارے میں وہ حکم دیا جو اللہ عزوجل کا حکم تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے اللہ کے حکم پر فیصلہ کیا اورا یک دفعہ یوں فرمایاکہ بادشاہ کے حکم پر فیصلہ کیا۔

نام ہے) نے ایک تیر مارا جو ان کی اکحل (ایک رگ) میں لگا، تو رسول اللہ (ص) نے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا (اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں سونااور بیمار کا رہنا درست ہے) تاکہ نزدیک سے ان کو پوچھ لیا کریں۔ جب آپ (ص) خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو پھر جبرائیل علیہ السلام آپ (ص) کے پاس اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ (ص) نے ہتھیار اتار ڈالے؟ اور ہم نے تو اللہ کی قسم ہتھیار نہیں رکھے۔ چلو ان کی طرف۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ کدھر؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر رسول اللہ (ص) ان سے لڑے اور وہ آپ (ص) کے فیصلے پر راضی ہو کر قلعے سے نیچے اترے اور آپ (ص) نے ان کا فیصلہ سیدنا سعد ص پر رکھا (کیونکہ وہ سیدنا سعد کے حلیف تھے)۔ سعد ص نے کہا کہ میں یہ حکم کرتا ہوں کہ ان میں جو لڑنے والے ہیں وہ تو مار دئیے جائیں اور بچے اور عورتیں قیدی بنائے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر لئے جائیں۔ ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا سعد ص سے فرمایا کہ تو نے بنی قریظہ کے بارے میں وہ حکم دیا جو اللہ عزوجل کا حکم تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے اللہ کے حکم پر فیصلہ کیا اورا یک دفعہ یوں فرمایاکہ بادشاہ کے حکم پر فیصلہ کیا۔

کتاب: ہجرت اور غزوات بیان میں

باب: نبی اکی ہجرت اور آپ (ص) کی نشانیوں کے بیان میں۔

1156: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا براء بن عازب صسے سنا وہ کہتے تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ص میرے باپ (عازب) کے مکان پر آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور بولے کہ تم اپنے بیٹے سے کہو کہ یہ کجاوہ اٹھاکر میرے ساتھ میرے مکان تک لے چلے۔ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ کجاوہ اٹھا لے۔ میں نے اٹھا لیا اور میرے والد بھی سیدنا ابوبکر کے ساتھ اس کی قیمت لینے کو نکلے میرے باپ نے کہا کہ اے ابوبکر ! تم نے اس رات کو کیا کیا جس رات رسول اللہ (ص) کے ساتھ باہر نکلے (یعنی مکے سے مدینے کی طرف ہجرت کی غرض سے چلے) سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ ہم ساری رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ دن ہو گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا کہ راہ میں کوئی چلنے والا نہ رہا۔ ہمیں سامنے ایک بڑی چٹان دکھائی دی جس کا سایہ زمین پر تھا اور وہاں دھوپ نہ آئی تھی، ہم اس کے پاس اترے۔ میں پتھر کے پاس گیا اور اپنے ہاتھ سے جگہ برابر کی تاکہ رسول اللہ (ص) اس کے سایہ میں آرام فرمائیں، پھر میں نے وہاں کملی (چادر) بچھائی اور اس کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ سو جائیے، میں آپ (ص) کے گرد سب طرف دشمن کا کھوج لیتا ہوں (کہ کوئی ہماری تلاش میں تو نہیں آیا)۔ پھر میں نے بکریوں کا ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں لئے ہوئے اسی پتھر کی طرف اس ارادے سے جس ارادے سے ہم آئے تھے (یعنی اس کے سایہ میں ٹھہرنااور آرام کرنا) آ رہا تھا۔میں اس سے ملا اور پوچھا کہ اے لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ وہ بولا کہ میں مدینے (شہر یعنی مکے) والوں میں سے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کہ تیری بکریاں دودھ ولی ہیں؟ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا کہ تو ہمیں دودھ دے گا؟ وہ بولا ہاں۔ پھر وہ ایک بکری کو لایا تو میں نے کہا کہ اس تھن بالوں، مٹی اور گرد و غبار سے صاف کر لے تاکہ یہ چیزیں دودھ میں نہ پڑیں۔ (راوی نے کہا کہ) میں نے براء بن عازب کو دیکھا کہ وہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے اور جھاڑتے تھے۔ خیر اس لڑکے نے لکڑی کے ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا اور میرے ساتھ ایک ڈول تھا، جس میں رسول اللہ (ص) کے پینے اور وضو کے لئے پانی تھا۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور مجھے آپ (ص) کو نیندسے جگانا بُرا معلوم ہوا، لیکن میں نے دیکھا کہ آپ (ص) خود بخود جاگ اٹھے تھے۔ میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈاہو گیا، پھر میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ دودھ پیجئے۔ آپ (ص) نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر آپ (ص) نے فرمایاکہ کیا کوچ کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا کہ آ گیا۔ پھر ہم زوال آفتاب کے بعد چلے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا (اور وہ اس وقت کافر تھا) اور ہم سخت زمین پر تھے۔ کہا کہ یارسول اللہ (ص) ہم کو تو کافروں نے پا لیا، آپ (ص) نے فرمایا کہ مت فکر کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے سراقہ پر بددعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا (حالانکہ وہاں کی زمیں سخت تھی) وہ بولا کہ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اب میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تم دونوں کی تلاش میں جو آئے گا اس کو پھیر دوں گا تم میرے لئے دعا کرو (کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عذاب سے چھڑا دے)۔ آپ (ص) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو وہ چھٹ گیا اور لوٹ گیا۔ جو کوئی کافر اس کو ملتا وہ کہہ دیتا کہ ادھر میں سب دیکھ آیا ہوں غرض جو کوئی ملتا تو سراقہ اس کو پھیر دیتا۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ سراقہ نے اپنی بات پوری کی۔

باب: غزوہ بدر کے متعلق۔

1157: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ (ص) کو قافلہء ابوسفیان کے آنے کی خبر پہنچی، آپ

(ص) نے مشورہ کیا۔ سیدنا ابوبکر ص نے گفتگو کی، آپ (ص) نے جواب نہ دیا پھر سیدنا عمر ص نے گفتگو کی، لیکن آپ (ص) جب بھی مخاطب نہ ہوئے۔ آخر سیدنا سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) اٹھے اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ ہم (یعنی انصار) سے پوچھتے ہیں؟ تو قسم اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں، تو ہم ضرور ڈال دیں گے اور اگر آپ (ص) حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو برک الغماد تک بھگا دیں، (جو کہ مکہ سے بہت دور ایک مقام ہے) تو البتہ ہم ضرور بھگا دیں گے (یعنی ہم ہر طرح آپ (ص) کے حکم کے تابع ہیں گو ہم نے آپ (ص) سے یہ عہد نہ کیا ہو۔ آفرین ہے انصار کی جانثاری پر) تب رسول اللہ (ص) نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے۔ وہاں قریش کے پانی پلانے والے ملے۔ ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا، صحابہ نے اس کو پکڑا اور اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوچھنے لگے۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے ابوسفیان کا تو علم نہیں، البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف تو یہ موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا، تو اس کو مارتے اور جب وہ یہ کہتا کہ اچھا اچھا میں ابوسفیان کا حال بتاتا ہوں، تو اس کو چھوڑ دیتے۔ پھر اس سے پوچھتے تو وہ یہی کہتا کہ میں ابوسفیان کا حال نہیں جانتا البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف تو لوگوں میں موجود ہیں۔ پھر اس کو مارتے اور رسول اللہ (ص) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ (ص) نے یہ دیکھا تو نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایاکہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ بولتا ہے تو تم اسکو مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے توچھوڑ دیتے ہو (یہ ایک معجزہ ہوا)۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور ہاتھ زمین پر رکھ کر نشاندہی کی۔ اور یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر جہاں آپ (ص) نے ہاتھ رکھا تھا، اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر کافر اسی جگہ گرا (یہ دوسرا معجزہ ہوا)۔

1158: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے بسیسہ (ایک شخص کا نام ہے) کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ وہ ابوسفیان کے قافلے کی خبر لائے وہ لوٹ کر آیااور اس وقت میرے گھر میں رسول اللہ (ص) کے سوا کوئی نہ تھا۔ راوی نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ کی کس بی بی کا انس ص نے ذکر کیا پھر حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (ص) باہر نکلے اور فرمایا کہ ہمیں کام ہے، تو جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو۔ یہ سن کر چند آدمی آپ (ص) سے اپنی سواریوں کی طرف جانے کی اجازت مانگنے لگے جو مدینہ منورہ کی بلندی میں تھیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں صرف وہ لوگ جائیں جن کی سواریاں موجود ہوں۔ آخر آپ (ص) اپنے اصحاب کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ مشرکین سے پہلے بدر میں پہنچے اور مشرک بھی آگئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نہ بڑھے جب تک میں اس کے آگے نہ ہوں۔ پھر مشرک قریب پہنچے، تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس جنت میں جانے کے لئے اٹھو جس کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! جنت کی چوڑای آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں! اس نے کہا واہ سبحان اللہ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایسا کیوں کہتا ہے؟ وہ بولا کچھ نہیں یارسول اللہ (ص)! میں نے اس امید پر کہا کہ میں بھی اہل جنت سے ہو جاؤں۔آپ (ص) نے فرمایا تو جنتی ہے۔ یہ سن کر چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکال کر کھانے لگا پھر بولا کہ اگر میں اپنی کھجوریں کھانے تک جیوں تو بڑی لمبی زندگی ہو گی اور جتنی کھجوریں باقی تھیں وہ پھینک دیں اور کافروں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

باب: فرشتوں کی امداد ، قیدیوں کے فدیے اور مال غنیمت کے حلال ہونے کے متعلق۔

1159: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ (ص) نے مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ (ص) کے اصحاب تین سو انیس تھے۔رسول اللہ (ص) نے مشرکوں کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے پروردگار سے پکار پکار کر دعا کرنے لگے(اس حدیث سے یہ نکلاکہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے) یااللہ! تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا اس کو پورا کر، اے اللہ! تو مجھے دیدے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا، اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو تباہ کردے گا، توپھر زمین میں تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ پھر آپ (ص) اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے برابر دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ (ص) کی چادر مبارک کندھوں سے اتر گئی۔ سیدنا ابوبکر ص آئے اور آپ (ص) کی چادر کندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی (ص)! بس آپ (ص) کی اتنی دعا کافی ہے اب اللہ تعالیٰ اپنا وہ وعدہ پورا کرے گا جو اس نے آپ سے کیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور فرمایا کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا“ (الانفال: 9) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کی مدد فرشتوں سے کی۔ ابوزمیل (راوئ حدیث) نے کہا کہ مجھ سے سیدنا ابن عباس ص نے حدیث بیان کی کہ اس روز ایک مسلمان ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو کہ اس کے آگے تھا، اتنے میں اوپر سے کوڑے کی آواز سنائی دی وہ کہتا تھا کہ بڑھ اے حیزوم (حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا) پھر جو دیکھا تو وہ کافر اس مسلمان کے سامنے چت گر پڑا۔ مسلمان نے جب اس کو دیکھا کہ اس کی ناک پر نشان تھا اور اسکا منہ پھٹ گیا تھا، جیسا کوئی کوڑا مارتا ہے اور وہ (کوڑے کی وجہ سے) سبز ہو گیا تھا۔ پھر مسلمان انصاری رسول اللہ (ص) کے پاس آیااور قصہ بیان کیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ تیسرے آسمان سے آئی ہوئی مدد تھی۔ آخر مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا اور ستر کو قید کیا۔ ابوزمیل نے کہا کہ سیدناابن عباس ص نے کہا کہ جب قیدی گرفتار ہو کر آئے، تو رسول اللہہا نے سیدنا ابوبکر صاور سیدنا عمر ص سے کہا کہ ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ ہماری برادری کے لوگ ہیں اور کنبہ والے ہیں، میں یہ سمجھتاہوں کہ آپ (ص) ان سے کچھ مال لے کر چھوڑ دیجئے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی ہو اور شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت کر دے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے ابن خطاب ص! تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ (ص)! میری رائے وہ نہیں ہے جو ابوبکر کی رائے ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان کو قتل کریں۔ عقیل کو علی (ص) کے حوالے کیجئے، وہ ان کی گردن ماریں اور مجھے میرا فلاں عزیز دیجئے کہ میں اس کی گردن ماروں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے ”امام“ ہیں۔ لیکن رسول اللہ (ص) کو سیدنا ابوبکر صدیق ص کی رائے پسند آئی اور میری رائے پسند نہیں آئی اور جب دوسرا دن ہوا اور میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا (تو دیکھا کہ) آپ (ص) اور سیدنا ابوبکر ص دونوں بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) مجھے بھی بتائیے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونا آئے گا تو روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت بناؤں گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ جو تمہارے ساتھیوں کو فدیہ لینے سے میرے سامنے ان کا عذاب لایا گیا اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک (رسول اللہ (ص) کے پاس ایک درخت تھا، اس کی طرف اشارہ کیا) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”نبی کو یہ درست نہیں کہ وہ قیدی رکھے جب تک زمین میں کافروں کا زور نہ توڑ دے“ (الانفال: 67..69)۔

باب: جنگ بدر کے مردار کافروں سے نبی (ص) کی گفتگو جبکہ وہ مردے تھے۔

1160: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بدر کے مقتولین کو تین روز تک یوں ہی پڑا رہنے دیا- پھر آپ (ص) ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا کہ اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا پا لیا؟ کیونکہ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پا لیا۔سیدنا عمر ص نے جب رسول اللہ (ص) کا فرمانا سنا، تو عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ کیا سنتے ہیں اور کب جواب دیتے ہیں؟ یہ تو مردار ہو کر سڑ گئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں جو کہہ رہا ہوں اس کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو، البتہ یہ بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ پھر آپ (ص) کے حکم سے انہیں کھینچ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ (یعنی وہ صرف نبی (ص) کی بات کو سن رہے تھے)۔

باب: غزوہ احد کا بیان۔

1161: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) احد کے دن (جب کافروں کا غلبہ ہوااور مسلمان مغلوب ہو گئے) اکیلے رہ گئے سات آدمی انصار کے اور دو قریش کے آپ (ص) کے پاس رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ (ص) پر ہجوم کیا تو آپ (ص) نے فرمایاکہ ان کو کون پھیرتا ہے؟ اس کو جنت ملے گی یا جنت میں میری رفاقت ملے گی۔ ایک انصاری آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (کفار نے) پھر ہجوم کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کون ان کو لوٹاتا ہے؟ اس کو جنت ملے گی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا۔ ایک اور انصاری آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ پھر یہی حال رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ (سبحان اللہ انصار کی جانثاری اور وفاداری کیسی تھی یہاں سے اصحاب رسول اللہ (ص) کا درجہ اور مرتبہ سمجھ لینا چاہئیے) تب آپ (ص) نے فرمایا کہ ہم نے اپنے اصحاب کے ساتھ انصاف نہ کیا (یا ہمارے اصحاب نے ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا) (پہلی صورت میں یہ مطلب ہو گا کہ انصاف نہ کیا یعنی قریش بیٹھے رہے اور انصار شہید ہو گئے قریش کو بھی نکلنا تھا دوسری صورت میں یہ معنی ہوں گے ہمارے اصحاب جو جان بچا کر بھاگ گئے انہوں نے انصاف نہ کیا کہ ان کے بھائی شہید ہوئے اور وہ اپنے آپ کو بچانے کی فکر میں رہے)۔

باب: احد کے دن نبی (ص) کے زخمی ہونے کا بیان۔

1162: سیدنا ابوحازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا سہل بن سعد ساعدی ص سے سنا، جب ان سے رسول اللہ (ص) کے احد کے دن زخمی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ (ص) کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ (ص) کے سر پر خود ٹوٹا (تو سر کو کتنی تکلیف ہوئی ہو گی) پھر آپ (ص) کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھوتی تھیں اور سیدنا علی ص اس پر سے پانی ڈالتے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھاکہ پانی سے خون اور زیادہ نکلتا ہے تو انہوں نے بورئیے کا ایک ٹکڑا جلا کر راکھ زخم پر بھر دی تب خون بند ہوا۔

1163: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کا دانت احد کے دن ٹوٹا اور سر پر زخم لگا۔ آپ (ص) خون کو صاف کرتے جاتے اور فرماتے تھے کہ اس قوم کی فلاح کیسے ہو گی جس نے اپنے پیغمبر کو ز خمی کیا اور اس کا دانت توڑا حالانکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔ اس وقت یہ آیت اتری کہ ”تمہارا کچھ اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے۔ ان کو معاف کرے اورچاہے۔ عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں“ (آل عمران : 128)۔

باب: نبی (ص) کی طرف سے احد کے دن جبریل اور میکائیل علیہم السلام کا لڑنا۔

1164: فاتح ایران سیدنا سعدبن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ میں نے اُحد کے دن رسول اللہ (ص) کے دائیں اور بائیں طرف دو آدمیوں کو دیکھا، جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے (اور وہ آپ (ص) کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے) اس سے پہلے اور اسکے بعد میں نے ان کو نہیں دیکھا وہ جبرئیل اورمیکائیل علیہما السلام تھے (اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو ان فرشتوں کے ساتھ عزت دی اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا صرف بدر میں لڑنا خاص نہ تھا)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا غصہ اس پر بہت زیادہ ہوتا ہے جس کو رسول اللہ (ص) نے قتل کیا ہو۔

1165: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا غصہ ان لوگوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے جنہوں نے ایسا کیا اور آپ (ص) اپنے دانت کی طرف اشارہ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اس شخص پر (بھی) بہت زیادہ ہوتاہے جس کو رسول اللہ (ص) اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کریں (یعنی جہاد میں جس کو ماریں کیونکہ اس مردود نے پیغمبرکو مارنے کا قصد کیا ہو گااور اس سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جن کو آ پ (ص) حد یا قصاص میں ماریں)۔

باب: آپ (ص) کی قوم سے آپ (ص) کو جو تکلیف پہنچی اس کا بیان۔

1166: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن کوئی گزرا ہے؟ آ پ (ص) نے فرمایاکہ میں نے تیری قوم سے بہت آفت اٹھائی ہے (یعنی قریش کی قوم سے) اور سب سے زیادہ سخت رنج مجھے عقبہ کے دن ہوا جب میں نے عبد یا لیل کے بیٹے پر اپنے آپ کو پیش کیا (یعنی اس سے مسلمان ہونے کو کہا) اس نے میرا کہنانہ مانا۔ میں چلا اور میرے چہرے پر (بہت زیادہ) رنج و غم تھا۔ پھر مجھے ہوش نہ آیا (یعنی یکساں رنج میں چلتا گیا) مگر جب (مقامِ) قرن الثعالب میں پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور دیکھا تو ایک بادل کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے اور اس میں جبرئیل ں تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کی قوم کا کہنا اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتے کو اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم کریں۔ پھر اس فرشے نے مجھے پکارا اور سلام کیا اورکہا کہ اے محمد ((ص))! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کہنا سن لیا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور مجھے آپ (ص) کے رب نے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ جو حکم دیں میں کروں۔ پھر آپ جو چاہیں کہیں؟ اگر آپ کہیں تو میں دونوں پہاڑ (یعنی ابوقبیس اور اس کے سامنے کا پہاڑ جو مکہ میں ہے) ان پر ملا دوں (اور ان کو کچل دوں)؟ ۔رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ (میں یہ نہیں چاہتا) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو خاص اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے (سبحان اللہ کیا شفقت تھی آپ (ص) کو اپنی امت پرہ وہ رنج دیتے اور آپ ان کی تکلیف گوارا کرتے)۔

1167: سیدنا جندب بن سفیان ص کہتے ہیں کہ کسی لڑائی میں رسول اللہ (ص) کی انگلی زخمی ہو گئی اور خون نکل آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں ہے تو مگرایک انگلی جس میں سے خون نکلا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجھے یہ تکلیف ہوئی (مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی سی تکلیف بے حقیقت ہے)۔

1168: سیدناابن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اپنے دوستوں سمیت بیٹھا تھااور ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح کی گئی تھی۔ ابوجہل نے کہا کہ تم میں سے کون

جا کر اس کی بچہ دانی لاتا ہے اور اس کو محمد (ص) کے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھ دیتا ہے جب کہ وہ سجدہ میں جائیں؟ یہ سن کر ان کا بدبخت شقی (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اٹھا اور لا کر رسول اللہ (ص) جب سجدہ میں گئے، تو آپ (ص) کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں وہ بچہ دانی رکھ دی۔ پھر ان لوگوں نے ہنسی شروع کی اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے کے اوپر گرنے لگے میں کھڑا ہوا دیکھتا تھا، مجھے اگر زور ہوتا (یعنی میرے مددگار لوگ ہوتے)، تو میں اس کو آپ (ص) کی پیٹھ سے پھینک دیتا اور رسول اللہ (ص) سجدہ ہی میں رہے اور آپ (ص) نے سر نہیں اٹھایا، یہاں تک کہ ایک آدمی گیا اور اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر کی تو وہ آئیں اور اس وقت وہ لڑکی تھیں اور اس کو آپ (ص) کی پیٹھ سے اتارا اور پھر ان لوگوں کی طرف آئیں اور ان کو بُرا کہا۔ جب آپ (ص) نماز پڑھ چکے، تو بلند آواز سے ان پر بددعا کی۔ اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ (ص) دعاکرتے تو تین بار دعا کرتے اور جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے تو تین بار مانگتے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایاکہ اے اللہ! قریش کو سزا دے۔ تین بار آپ (ص) نے فرمایا: اور وہ لوگ آپ (ص) کی آواز سن کر آپ (ص) کی بددعاء سے ڈر گئے اور ان کی ہنسی جاتی رہی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! تو ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو برباد کر دے اور ساتویں کا نام مجھے یاد نہیں رہا(بخاری کی روایت میں اس کا نام عمارہ بن ولید مذکور ہے)۔ پھر قسم اس کی جس نے محمد (ص) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں نے ان سب لوگوں کو جن کا نام آپ (ص) نے لیا تھا، بدر کے دن مقتول پڑے ہوئے دیکھا کہ ان کی لاشیں گھسیٹ گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈالی گئیں (جیسے کتے کو گھسیٹ کر پھینکتے ہیں) ابواسحاق نے کہا کہ ولید بن عقبہ کا نام اس حدیث میں غلط ہے۔

باب: انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کی تکلیف پر صبر کرنا۔

1169: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ گویا کہ میں (اب بھی) رسول اللہ (ص) کو دیکھ رہا ہوں، کہ آپ (ص) ایک پیغمبر کا حال بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا تھا اور وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ (سبحان اللہ نبوت کے حوصلے کا کیاکہنا)۔

باب: ابو جہل کا قتل۔

1170: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ابوجہل کی خبر کون لاتا ہے؟ یہ سن کر سیدنا ابن مسعود ص گئے تو دیکھاکہ عفراء کے بیٹوں نے اسے ایسا مارا تھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا تھا(یعنی قریب المرگ تھا) سیدنا ابن مسعود ص نے اس کی ڈاڑھی پکڑی اور کہا کہ تو ابوجہل ہے؟ وہ بولا کہ کیا تم نے اس شخص (ابو جہل) سے زیادہ مرتبے والے شخص کو قتل کیا ہے؟ (یعنی مجھ سے زیادہ قریش میں کوئی بڑے درجے کا نہیں) یا اس نے کہا کسی بڑے آدمی کو اس کی قوم نے قتل کیا ہے جو مجھ سے بڑا ہو؟(یعنی اگر تم نے مجھے قتل کیا تو میری کوئی ذلت نہیں) ابومجلز نے کہا کہ ابو جہل نے کہا کہ کاش کاشتکار کے سوا اور کوئی مجھے مارتا۔

باب: کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ۔

1171: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول (ص) کو بڑی تکلیف دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہ ص نے کھڑے

ہو کر کہا کہ کیا آپ (ص) کو پسند ہے کہ میں اسے مار ڈالوں؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں؛ تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں کچھ بات بناؤں(جھوٹ بولوں)۔ آپا نے فرمایا کہ تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہ ص اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص (یعنی محمدا) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے (ص) ور اس نے تو ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔ کعب نے کہا کہ ابھی کیا ہے، اللہ کی قسم آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہو گی ۔ وہ بولے کہ خیر اب تو ہم (ص) س کا اتباع کر چکے ہیں اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا، مگر دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر میں تیرے پاس کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے جوا ب دیا ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں؟ کیونکہ تو عرب کا بہ انتہا خوبصورت ہے۔ کعب بولا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ وہ بولے بھلا ہم انہیں کیونکر گروی رکھ دیں؟ کل کو انہیں طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں دو وسق کھجور کے عوض گروی رکھا گیا تھا۔لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار رکھ دیں گے اس نے کہا ٹھک ہے۔ پس انہوں نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ حارث، ابی عبس بن جبر اور عباد بن بشر کو بھی ساتھ لائے گا۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو آئے اور کعب کو بلایا۔وہ قلعے سے نیچے اتر کراُن کے پاس آنے لگا۔ (ص) س کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جارہے ہو؟ کعب نے جوا ب دیا کہ محمد بن مسلمہ (ص) اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلا رہے ہیں (ڈرنے کی کوئی بات نہیں) عورت بولی کہ اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا یہ صرف میرا دوست محمد بن مسلمہ (ص)اور میرا دودھ شریک بھائی ابونائلہ ہے اور عزت والے آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزے مارنے کیلئے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً منظور کر لے۔ ادھر سیدنا محمد بن مسلمہ ص (دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے)۔ محمد بن مسلمہ ص نے کہا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا، تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے، تو تم جلدی سے اسے ماردینا۔ جب کعب ان کے پاس چادر سے سر لپیٹے ہوئے آیا اور خوشبو کی مہک اس میں پھیل رہی تھی، تب محمد بن مسلمہ ص نے کہا کہ تیرے پاس سے کیسی بہترین خوشبو آ رہی ہے۔ کعب نے جواب دیا کہ ہاں! میری بیوی عرب کی سب سے زیادہ معطر رہنے والی عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ ص نے پوچھا کہ کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں ۔ محمد بن مسلمہ ص نے سونگھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پھر (دوبارہ سونگھنے کی) اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے ۔ چنانچہ جب سیدنا محمد بن مسلمہ ص نے اسے مضبوط پکڑ لیا، تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مارو، چنانچہ انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا۔

باب: غزوہ رقاع کا بیان ۔

1172: سیدنا ابو موسیٰ ص کہتے ہیں کہ ہم نبی (ص) کے ہمراہ ایک لڑائی میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے۔ ہمارے قدم چھلنی ہو گئے تھے اور میرے دونوں پیر پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے، تو ہم نے اپنے پیروں پر پٹیاں باندھ لیں، اس لڑائی کا نام ذات الرقاع بھی اسی وجہ سے رکھا گیا (یعنی پٹیوں دھجیوں والی لڑائی) کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔ ابوبردہ (راوی) نے کہا کہ یہ حدیث ابو موسیٰ ص نے ایک مرتبہ سنائی پھر (ریا کاری کے خوف سے) بیان نہیں کرتے تھے۔ اور ابو اسامہ نے کہا کہ برید کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے یہ زیادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔

باب: غزوہ اخزاب جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

1173: سیدنا ابراہیم التیمی اپنے والد (یزید بن شریک تیمی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم سیدنا حذیفہ بن یمان ص کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص بولا: اگر میں رسول اللہ (ص) کے زمانہ مبارک میں ہوتا، تو آپ (ص) کے ساتھ جہاد کرتا اور لڑنے میں کوشش کرتا۔ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ کیا تو ایسا کرتا؟ (یعنی تیرا کہنا معتبر نہیں ہو سکتا۔ کرنا اور ہے اور کہنا اور ہے۔ صحابہ کرام نے جو کوشش کی تو اس سے بڑھ کر نہ کر سکتا تھا) میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ ہم غزوہ احزاب کی رات کو رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے، ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب چمک رہی تھی۔ اس وقت آپ (ص) نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لائے؟ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔ یہ سن کرہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا (کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ایسی سردی میں رات کو خوف کی جگہ میں جائے اور خبر لائے حالانکہ صحابہ کی جانثاری اور ہمت مشہور ہے)۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے؟ اور اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ نصیب کرے گا۔ کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش رہے۔ آخر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے حذیفہ! اٹھ اور کافروں کی خبر لا۔ اب کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آپ (ص) نے میرا نام لے کر جانے کا حکم دیا تھا۔آپ (ص) نے فرمایا کہ جا اور کافروں کی خبر لے کر آ اور ان کو مجھ پر مت اکسانا۔ (یعنی کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے ان کو مجھ پر غصہ آئے اور وہ تجھے ماریں یا لڑائی پر مستعد ہوں)۔ جب میں آپ اکے پاس سے چلا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی حمام کے اندر چل رہا ہے (یعنی سردی بالکل کافور ہو گئی بلکہ گرمی معلوم ہوتی تھی یہ آپ (ص) کی دعا کی برکت تھی اللہ اور رسول اللہ (ص) کی اطاعت پہلے تو نفس کو ناگوار ہوتی ہے لیکن جب مستعدی سے شروع کرے تو بجائے تکلیف کے لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے) یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ ابوسفیان اپنی کمر کو آگ سے سینک رہا ہے، تو میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا قصد کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ (ص) کا فرمان یا د آیا کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ پیدا ہو۔ اگر میں مار دیتاتو بیشک ابوسفیان کو مار لیتا۔آخر میں لوٹا پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حمام کے اندر چل رہا ہوں۔ جب رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور سب حال کہہ دیا،اس وقت سردی معلوم ہوئی (یہ آپ (ص) کا ایک بڑا معجزہ تھا) آپ (ص) نے مجھے اپنا ایک فاضل کمبل اوڑھا دیا، جس کو اوڑھ کر آپ (ص) نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اس کو اوڑھ کر جو سویا تو صبح تک سوتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اٹھ اے بہت زیادہ سونے والے!

1174: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) غزوہ احزاب کے دن ہمارے ساتھ مٹی ڈھوتے تھے (جب مدینے کے گرد خندق کھودی گئی)اور مٹی نے آپ (ص) کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا لیا تھا۔ آپ (ص) یہ فرما رہے تھے: قسم اللہ تعالیٰ کی اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔ تو ہم پر اپنی رحمت کو اتار ان لوگوں (یعنی مکہ والوں) نے ہماراکہنا نہ مانا (یعنی ایمان نہ لائے)اور ایک روایت میں ہے کہ سرداروں نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ جب وہ فساد کی بات کرنا چاہتے ہیں (یعنی شرک اور کفروغیرہ) تو ہم ان کے شریک نہیں ہوتے اور یہ آپ (ص) بلند آواز سے فرماتے تھے۔

1175: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے اصحاب خندق کے دن یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ص) سے اسلام پر یا جہاد پر بیعت کی ہے (اس وقت تک) جب تک ہم زندہ رہیں اور رسول اللہ (ص) یہ رجز پڑھ رہے تھے: اے اللہ! بھلائی توآخرت کی بھلائی ہے پس تو انصار

اور مہاجرین کو بخش دے۔

باب: بنی قریظہ کا بیان۔

1176: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ جب آپ (ص) غزوہ احزاب سے لوٹے، تو آپ (ص) نے منادی کی کہ کوئی ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلے میں۔بعض لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ نماز قضا ہو جائے۔ انہوں نے وہاں پہنچنے سے پہلے نماز پڑھ لی اور بعض نے کہا کہ ہم نہیں پڑھیں گے مگر جہاں رسول اللہ (ص) نے حکم دیا ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔ پھر آپ (ص) دونوں گروہوں میں سے کسی گروہ پر خفا نہیں ہوئے۔

باب: غزوہ ذی قرد کا بیان۔

1177: سیدناایاس بن سلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد (سیدنا سلمہ بن اکوع) ص نے بیان کیا، کہا ہم رسول اللہ اکے ساتھ حدیبیہ میں پہنچے اور ہم چودہ سو آدمی تھے (یہی مشہور روایت ہے اور ایک روایت میں تیرہ سو اور ایک روایت میں پندرہ سو ہیں) اوروہاں پچاس بکریاں تھیں جن کو کنوئیں کا پانی سیر نہ کر سکتا تھا (یعنی ایسا کم پانی تھا)۔ پھر رسول اللہ (ص) نے کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ کر یا تو دعا کی یا کنوئیں میں دہن مبارک ڈالا، تووہ اسی وقت ابل آیا۔ پھر ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پانی پلایا۔ اس کے بعد نبی (ص) نے ہمیں بیعت کے لئے درخت کی جڑ میں بلایا۔ (اسی درخت کو شجرۂ رضوان کہتے ہیں اور اسی درخت کا ذکر قرآن پاک میں ہے) میں نے سب سے پہلے لوگوں میں سے آپ (ص) سے بیعت کی۔ پھر آپ (ص) بیعت لیتے رہے، یہاں تک کہ آدھے آدمی بیعت کر چکے تو اس وقت آپ (ص) نے فرمایا کہ اے سلمہ! بیعت کر۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں تو اوّل ہی آپ (ص) سے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر دوبارہ ہی سہی اور آپ (ص) نے مجھے نہتا (بے ہتھیار دیکھا) تو ایک بڑی سی ڈھال یا چھوٹی سی ڈھال دی۔ پھر آپ (ص) بیعت لینے لگے، یہاں تک کہ لوگ ختم ہونے لگے۔ اس وقت آپ (ص) نے فرمایاکہ اے سلمہ! مجھ سے بیعت نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) میں تو آپ (ص) سے اوّل لوگوں میں بیعت کر چکا ہوں پھر درمیان کے لوگوں میں بھی۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر سہی۔ غرض میں نے تیسری بار آپ (ص) سے بیعت کی پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے سلمہ! تیری وہ بڑی یا چھوٹی ڈھال کہاں ہے جو میں نے تجھے دی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرا چچا عامر مجھے ملا اور وہ نہتا تھا، تو میں نے وہ اس کو دیدی۔ یہ سن کر آپ (ص) ہنسے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ تیری مثال اس اگلے شخص کی سی ہے جس نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے ایسا دوست دے جس کو میں اپنی جان سے زیادہ چاہوں۔ پھر مشرکوں نے صلح کے پیغام بھیجے، یہاں تک کہ ہر ایک طرف کے آدمی دوسری طرف جانے لگے اور ہم نے صلح کر لی۔ سلمہ نے کہا کہ میں طلحہ بن عبیداللہ کی خدمت میں تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا اسی کی پیٹھ کھجاتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا اور انہی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ اور میں نے اللہ اور اس کے رسول (ص) کی طرف ہجرت کر کے اپنا گھر بار، دھن دولت سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ جب ہماری اور مکے والوں کی صلح ہو گئی اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے سے ملنے لگا، تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کئے اور جڑ کے پاس لیٹ گیا کہ اتنے میں مکے کے چار آدمی مشرکوں میں سے آئے اور رسول اللہا کو بُرا کہنے لگے۔ مجھے غصہ آیا اور (مصلحت کی بناء پر) میں دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ رہے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ یکایک وادی کے نشیب سے کسی نے آواز دی کہ دوڑو اے مہاجرین ابن زنیم (صحابی) مارے گئے۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونتی اور ان چاروں آدمیوں پر حملہ

کیا جو سو رہے تھے، ان کے ہتھیار میں نے لے لئے اور ایک گٹھا بنا کر ایک ہاتھ میں رکھے، پھر کہا کہ قسم اس
کی جس نے محمد (ص) کو عزت دی، تم میں سے جس نے سر اٹھایا، میں اس کا وہ عضو کہ جس میں اس کی
ہیں (یعنی سر) تن سے جدا کر دوں گا، پھر میں ان کو ہانکتا ہوا رسول اللہ (ص) کے پاس لایا اور میرا چچا
عامر عبلات (جو کہ قریش کی ایک شاخ ہے) میں سے (ص) یک شخص کو لایا جس کو مکرز کہتے تھے، وہ اس
کو ایسے گھوڑے پر کھینچتا ہوا لایا جس پر جھول پڑی تھی مشرکین کے ستر آدمیوں کے ساتھ، رسول اللہ (ص)
نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، مشرکوں کی طرف سے عہد شکنی شروع ہونے دو، پھر دوبارہ
بھی انہی کی طرف سے ہونے دو (یعنی ہم اگر ان لوگوں کو ماریں تو صلح کے بعد ہماری طرف سے عہد
شکنی ہو گی یہ مناسب نہیں پہلے کافروں کی طرف سے عہدشکنی ایک بار نہیں دوبار ہو تو ہمیں بدلہ لینا
بُرا نہیں)۔ آخر رسول اللہ (ص) نے ان لوگوں کو معاف کر دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”اس اللہ تعالیٰ
نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے (لڑائی سے) روکا مکہ کی سرحد میں جب تم کو ان
پر فتح دے چکا تھا...“ (پوری آیت)۔ (الفتح:24) پھر ہم مدینے کو لوٹے راستے میں ایک منزل پر اترے جہاں
ہمارے اور بنی لحیان کے مشرکوں کے بیچ میں ایک پہاڑ تھا رسول اللہ (ص) نے اس شخص کے لئے دعا کی جو
رات کو اس پہاڑ پر چڑھ جائے اور آپ اور آپ (ص) کے اصحاب کا کا پہرہ دے۔ میں رات کو اس پہاڑ پر دو یا
تین بار چڑھا (اور پہرہ دیتا رہا) پھر ہم مدینے میں پہنچے، تو رسول اللہ (ص) نے اپنی اونٹنیاں اپنے غلام رباح
کو دیں اور میں بھی اس کے ساتھ تھا اور میں اس کے ساتھ طلحہ ص کا گھوڑا لئے ہوئے انہیں پانی پلانے کے
لئے ندی پر لانے کیلئے نکلا۔ جب صبح ہوئی تو عبدالرحمن فزاری (مشرک) نے آپ (ص) کی اونٹنیوں کو لوٹ لیا
اور سب کو ہانک لے گیا اور چرواہے کو مار ڈالا۔ میں نے کہا کہ اے رباح! تو یہ گھوڑا لے اور طلحہ کے پاس
پہنچا دے اور رسول اللہ (ص) کو خبر کر کہ کافروں نے آپ (ص) کی اونٹنیاں لوٹ لیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر
میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہوااورمدینے کی طرف منہ کر کے میں نے تین بار آواز دی کہ یاصباحاہ، یا صباحاہ (یہ
الفاظ حملے کے وقت اپنے لوگوں کو اکٹھا کرنے کیلئے بولے جاتے تھے)۔ اس کے بعد میں ان لٹیروں کے پیچھے تیر
مارتا اور رجز پڑھتا ہوا روانہ ہوا، (رجز یہ تھا) میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ پھر
میں کسی کے قریب ہوتا اور ایک تیر اس کی کاٹھی میں مارتا جو (کاٹھی کو چیر کر) اس کے کاندھے تک پہنچ
جاتا اور کہتا: یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اورآج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ پھر اللہ کی قسم میں ان کو
برابر تیر مارتا رہا اور زخمی کرتا رہا۔ جب ان میں سے کوئی سوار میری طرف لوٹتا، تو میں درخت کے نیچے
آکر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا اور ایک تیر مار کر سوار یا گھوڑے کو زخمی کر دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے
تنگ راستے میں گھسے، تو میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے پتھر مارنا شروع کر دیئے اور برابر ان کا پیچھا
کرتا رہا، یہاں تک کہ کوئی اونٹ جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور وہ رسول اللہ (ص) کی سواری کا تھا،
نہ بچا جو میرے پیچھے نہ رہ گیا ہو اور لٹیروں نے اس کو نہ چھوڑ دیا ہو (تو سب اونٹ سیدنا سلمہ بن اکوع
ص نے چھین لئے)۔ سیدنا سلمہ ص نے کہا کہ پھر میں ان کے پیچھے تیر مارتا ہوا چلا، یہاں تک کہ انہوں نے
تیس سے زیادہ چادریں اور نیزے اپنے آپ کو ہلکا کرنے کے لئے پھینک دیئے۔ اور جو چیز وہ پھینکتے اس پر میں
پتھر کا ایک نشان رکھ دیتا تاکہ رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے اصحاب اس کو پہچان لیں (کہ یہ غنیمت کا
مال ہے اور اسے اٹھالیں)، یہاں تک کہ وہ ایک تنگ گھاٹی میں آئے اور وہاں ان کو بدر فزاری کا بیٹا ملا اور وہ
سب دوپہر کا کھانا کھانے بیٹھے گئے۔ اور میں ایک چھوٹی ٹیکری کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ فزاری نے کہا کہ یہ میں
کیا دیکھ رہا ہوں؟ وہ بولے کہ اس نے تو شخص نے ہمیں تنگ کر چھوڑا ہے۔ اللہ کی قسم اندھیری رات سے
ہمارے ساتھ ہے، باربر تیر مارے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا سب چھین لیا۔ فزاری نے کہا کہ

تم میں سے چار آدمی اس کو جا کر مار لیں۔ یہ سن کر چار آدمی میری طرف پہاڑ پر چڑھے، جب وہ اتنی دور
آگئے کہ میری بات سن سکیں، تو میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ
میں سلمہ ہوں، اکوع کا بیٹا (اکوع ان کے دادا تھے لیکن اپنے آپ کو بوجہ شہرت کے دادا کی طرف منسوب
کیا) قسم اس ذات کی جس نے محمد (ص) کو بزرگی دی کہ میں تم میں سے جس کو چاہوں گا (تیر سے) مار
ڈالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا۔ ان میں سے ایک شخص بولا کہ یہ ایسا ہی معلوم ہوتا
ہے۔ پھر وہ سب لوٹے اور میں وہاں سے چلا نہیں تھا کہ رسول اللہ (ص) کے سوار نظر آئے جو درختوں میں
گھس رہے تھے سب سے آگے سیدنا اخرم اسدی تھے۔ ان کے پیچھے سیدنا ابوقتادہ ان کے پیچھے مقداد بن اسود
کندی ص تھے نے سیدنا اخرم کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ یہ دیکھ کر وہ لٹیرے بھاگے۔ میں نے کہا کہ اے اخرم
جب تک رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے اصحاب نہ آجائیں تم ان سے بچے رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار
ڈالیں۔ انہوں نے کہا کہ اے سلمہ! اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کا اور آخرت کے دن کا یقین ہے اور تو جانتا ہے کہ
جنت اور جہنم حق ہیں، تو مجھ کو شہادت سے مت روک (یعنی بہت ہو گا تو یہی کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ
سے شہید ہوں گا تو اس سے بہتر کیا ہے؟) میں نے ان کو چھوڑ دیا ان کا مقابلہ عبدالرحمن فزاری سے ہوا۔
اخرم نے اس کے گھوڑے کو زخمی کیا اور عبدالرحمن نے برچھی سے اخرم کو شہید کر دیا۔ اور اخرم کے گھوڑے
پر چڑھ بیٹھا کہ اتنے میں سیدنا ابوقتادہ ص، رسول اللہ اکے شہسوار آن پہنچے اور انہوں نے عبدالرحمن کو
برچھا مار کر قتل کر دیا۔ تو قسم اس کی جس نے محمد (ص) کو بزرگی دی کہ میں ان کے پیچھے گیا۔ میں
اپنے پاؤں سے ایسا دوڑ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے نبی (ص) کا کوئی صحابی دکھلائی دیا نہ ان کا غبار، یہاں
تک کہ وہ لٹیرے آفتاب ڈوبنے سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچے جہاں پانی تھا اور اس کا نام ذی قرد تھا۔ وہ
پیاسے تھے اور پانی پینے کو اترے۔ پھر مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے دوڑتا چلا آتا تھا، تو آخر میں نے ان کو
پانی پر سے ہٹا دیا کہ وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکے۔ اب وہ کسی گھاٹی کی طرف دوڑتے تو میں بھی دوڑا
اور ان میں سے کسی کو پا کر ایک تیر اس کے شانہ کی ہڈی میں مارا اور میں نے کہا کہ یہ لے اور میں اکوع
کا بیٹا ہوں اور یہ دن کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ وہ بولا اس کی ماں اس پر روئے (اللہ کرے اکوع کا بیٹا
مرے) کیا وہی اکوع ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں اے اپنی جان کے دشمن! وہی اکوع ہے
جو صبح کو تیرے ساتھ تھا۔ سلمہ ابن اکوع ص نے کہا کہ ان لٹیروں کے دو گھوڑے (دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو)
انہوں نے ان کوچھوڑ دیا۔ تو میں ان گھوڑوں کو ہانکتا ہوا رسول اللہ (ص) کے پاس ایک گھاٹی میں لایا۔ وہاں
مجھے عامر ص ملے۔ جن کے پاس ایک برتن میں دودھ اور ایک میں پانی تھا۔ میں نے وضو کیا اور دودھ پیا
(اللہ اکبر! سلمہ بن اکوع ص کی ہمت کہ صبح سویرے سے دوڑتے دوڑتے رات ہو گئی گھوڑے تھک گئے، اونٹ
تھک گئے، لوگ مر گئے مال رہ گئے لیکن سلمہ بن اکوع ص نہ تھکے اور دن بھر میں کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔
یہ اللہ جل جلالہ کی خاص مدد تھی جو اس کی راہ میں ہمت و استقامت کے ساتھ چلنے والوں کو ملتی ہے)
پھر رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) اس پانی پر تھے جہاں سے میں نے لٹیروں کو بھگایا تھا۔ میں نے
دیکھا کہ آپ (ص) نے سارے اونٹ لے لئے ہیں اور وہ سب چیزیں (بھی) جو میں نے مشرکوں سے چھینی تھیں
اور وہ نیزے اور چادریں۔ اور سیدنا بلال ص نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ نحر (ذبح) کیا جو میں نے چھینے
تھے اور وہ رسول اللہ (ص) کے لئے اس کی تلی اور کوہان کا گوشت بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ
یارسول اللہ (ص)! مجھے لشکر میں سے سو آدمی لینے کی اجازت دیجئے میں ان لٹیروں کا پیچھا کرتا ہوں اور
ان میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا جو (اپنی قوم کو) جا کر خبر دے سکے۔ یہ سن کر آپ (ص) ہنسے
یہاں تک کہ آپ (ص) کی داڑھیں آگ کی روشنی میں ظاہر ہو گئیں اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اے سلمہ تو یہ

کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں اس اللہ کی قسم جس نے آپ (ص) کو بزرگی دی ہے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ وہ تو اب غطفان کی سرحد میں پہنچ گئے اور وہاں ان کی مہمانی ہو رہی ہے۔ اتنے میں غطفان میں سے ایک شخص آیا اور وہ بولا کہ فلاں شخص نے ان کے لئے ایک اونٹ کاٹا تھا اور وہ اس کی کھال نکال رہے تھے کہ اتنے میں ان کو گرد معلوم ہوئی، تو وہ کہنے لگے کہ لوگ آگئے اور وہاں سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ صبح کے وقت آپ (ص) نے فرمایا کہ آج کے دن ہمارے سواروں میں بہتر ابوقتادہ (ص) ہیں اور پیادوں (پیدل فوج) میں سب سے بڑھ کر سلمہ بن اکوع (ص) ہیں۔ سلمہ ص نے کہا کہ پھر رسول اللہ (ص) نے مجھے

دو حصے دئیے ایک حصہ سوار کا اور ایک پیادہ (پیدل) کا اور دونوں میرے لئے جمع کر دیئے۔ پھر اس کے بعد آپ (ص)

نے مدینے کو لوٹتے وقت مجھے اپنے ساتھ عضباء پر بٹھا لیا۔ ہم چل رہے تھے کہ ایک انصاری جو دوڑنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہتا تھا کہنے لگا کہ کوئی ہے جومدینے کو مجھ سے آگے دوڑ جائے اور بار بار یہی کہتا تھا۔ جب میں نے اس کا کہنا سنا تو اس سے کہا کہ تو بزرگ کی بزرگی کا خیال نہیں کرتا؟ اور بزرگ سے نہیں ڈرتا؟ اس نے کہا نہیں البتہ رسول اللہ (ص) کی بزرگی کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے ماں باپ آپ (ص) پر فدا ہوں مجھے چھوڑ دیجئے میں اس مرد سے دوڑ میں آگے بڑھوں گا۔ آپ (ص) نے فرمایا اچھا اگر تیرا جی چاہے۔ تب میں نے کہا کہ میں تیری طرف آتا ہوں اور میں نے اپنا پاؤں ٹیڑھا کر کے کود پڑا پھر میں دوڑا اور جب ایک یا دو چڑھاؤ باقی رہ گئے تو میں نے اپناسانس بحال کیا پھر اس کے پیچھے دوڑا اور جب ایک یا دو چڑھاؤ باقی رہ گئے تو پھر جو دوڑا تو اس سے مل گیا یہاں تک کہ میں نے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک گھونسا مارا اور کہا کہ اللہ کی قسم اب میں آگے بڑھا۔ پھر اس سے آگے مدینے کو پہنچا (تو معلوم ہوا کہ بغیر کسی لالچ و انعام کے مقابلہ بازی درست ہے اور انعام وغیرہ کی شکل میں اختلاف ہے۔ اکثر انعام وغیرہ کی شکل میں دھوکہ بازی، سٹہ بازی وغیرہ کا معمول بن چکا ہے) پھر اللہ کی قسم ہم صرف تین رات ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اور میرے چچا عامر ص نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ ”اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے اور ہم تیرے فضل سے بے پرواہ نہیں ہوئے تو ہمارے پاؤں کو جمائے رکھ اگر ہم کافروں سے ملیں اور اپنی رحمت اور تسکین ہمارے اوپر اتار“۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر ص۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشے۔ سلمہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) جب کسی کے لئے خاص طور پر استغفار کرتے، تو وہ ضرور شہید ہوتا۔ سیدنا عمر ص نے پکارا اور وہ اپنے اونٹ پر تھے کہ اے اللہ کے نبی (ص)! آپ (ص) نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟ سلمہ ص نے کہا کہ پھر جب ہم خیبر میں آئے تو اس کا بادشاہ مرحب تلوار لہراتا ہوا نکلا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا کہ ”خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، پورا ہتھیار بند بہادر، آزمودہ کار، جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آئیں“ یہ سن کر میرے چچا عامر اس سے مقابلہ کو نکلے اور انہوں نے یہ رجز پڑھا کہ ”میں عامر ہوں پورا ہتھیار بند، لڑائی میں گھسنے والا“ پھر دونوں کا ایک ایک وار ہوا تو مرحب کی تلوار میرے چچا عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر ص نے نیچے سے وار کرنا چاہا تو ان کی تلوار انہی کو آلگی اور شہ رگ کٹ گئی اور وہ اسی سے شہید ہو گئے۔ سلمہ نے کہا کہ پھر میں نکلا اور اصحابِ رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ عامر (ص) کا عمل لغو ہو گیااس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ یہ سن کر میں رسول اللہ (ص) کے پاس روتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! عامر (ص) کا عمل لغو ہو گیا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کون کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ (ص) کے بعض اصحاب کہتے ہیں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ جس نے کہا جھوٹ کہا۔ نہیں! بلکہ

اس کو دوہرا ثواب ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے مجھے سیدنا علی ص کے پاس بھیجا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور آپ (ص) نے فرمایاکہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول (ص) کو دوست رکھتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ص) اس کو دوست رکھتے ہیں (ابن ہشام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (ص) سکے ہاتھوں پر فتح دے گا اوروہ بھاگنے والا نہیں ہے)۔ سلمہ ص نے کہا کہ پھر میں سیدنا علی ص کے پاس گیا اور ان کو کھینچتا ہوا لایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، یہاں تک کہ رسول اللہ (ص) کے پاس لے آیا۔ آپ (ص) نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے۔ پھر آپ (ص) نے ان کو جھنڈا دیا۔ مرحب وہی رجز پڑھتے ہوئے "خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، پورا ہتھیار بند، بہادر، آزمودہ کار، جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آئیں" سیدنا علی ص نے اس کے جواب میں کہا کہ "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، مثل اس شیر کے جو جنگلوں میں ہوتا ہے، نہایت ڈراؤنی صورت (کہ اس کے دیکھنے سے خوف پیدا ہو) میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے سندرہ دیتا ہوں (سندرہ صاع سے بڑا پیمانہ ہے یعنی وہ تو میرے اوپر ایک خفیف حملہ کرتے ہیں اورمیں (ص) ن کاکام ہی تمام کر دیتا ہوں)" پھر سیدنا علی ص نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اسے جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح دی۔

باب: حدیبیہ کا واقعہ اور قریش سے نبی (ص) کی صلح کا بیان۔

1178: سیدنا براء بن عازب ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) بیت اللہ کے قریب (وہاں جانے سے) روکے گئے اور مکہ والوں نے آپ (ص) سے اس شرط پرصلح کی کہ (آئندہ سال) آئیں اور تین دن تک مکہ میں رہیں اور ہتھیاروں کو غلاف میں رکھ کر لائیں اور کسی مکہ والے کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور ان کے ساتھ والوں میں سے جو (مشرکوں کاساتھ قبول کر کے) رہ جائے تو اس کو منع نہ کریں۔ آپ (ص) نے سیدنا علی ص سے فرمایاکہ اچھا اس شرط کو لکھو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (ص) نے فیصلہ کیا، تو مشرک بولے کہ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تو آپ (ص) کی اطاعت ہی کر لیتے یا آپ (ص) سے بیعت کرتے بلکہ یہ لکھئے کہ محمد بن عبداللہ ((ص)) نے فیصلہ کیا۔ آپ (ص) نے سیدنا علی ص کو رسول اللہ (ص) کا لفظ مٹانے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو نہ مٹاؤں گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اچھا مجھے اس لفظ کی جگہ بتاؤ۔ سیدنا علی ص نے بتا دی، تو آپ (ص) نے اس کو مٹا دیا اور ابن عبداللہ لکھ دیا (جب دوسرا سال ہوا تو آپ (ص) تشریف لائے)۔ پھر تین روز تک مکہ معظمہ میں رہے۔ جب تیسرا دن ہوا، تو مشرکوں نے سیدنا علی ص سے کہا کہ یہ تمہارے صاحب کی شرط کا آخری دن ہے اب ان سے جانے کو کہو، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا اور آپ (ص) نکل آئے۔

1179: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "اِنَّا(ص) فَتَحْنَ(ص) لَکَ فَتْحاً ...۔ (الفتح:5-1) آخرتک تو آپ (ص) حدیبیہ سے لوٹ کر آ رہے تھے اور صحابہ ' کو بہت غم اور رنج تھا اور آپ (ص) نے حدیبیہ میں قربانی کے جانوروں کو ذبح و نحر کر دیا تھا (کیونکہ کافروں نے مکہ میں آنے نہ دیا)، تب آپ (ص) نے فرمایاکہ میرے اوپر ایک آیت اتری ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے۔

باب: غزوہ خیبر کا بیان ۔

1180: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی، تو ہم نے سونا اور چاندی نہیں لوٹا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ ہم نے اسباب، اناج اور کپڑے کا مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر ہم وادی کی طرف چلے اور رسول اللہ (ص) کے ساتھ آپ (ص) کا

ایک غلام تھا (جس کانام مدغم تھا) جو آپ (ص) کو جذام میں سے ایک شخص جس کا نام رفاعہ بن زیدتھا، نے ہبہ کیا تھا اور وہ بنی ضبیب میں سے تھا۔ جب ہم وادی میں اترے اور رسول اللہ (ص) کا غلام کھڑاہوا آپ (ص) کا کجاوہ کھول رہا تھا کہ اتنے میں ایک (غیبی) تیر اس کو لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! مبارک ہو وہ شہید ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے کہ وہ چادر اس پر آگ کی طرح سلگ رہی ہے جو اس نے مالِ غنیمت میں سے خیبر کے دن لے لی تھی اور اس وقت تک غنیمت کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص) میں نے خیبر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے آگ کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو واپس نہ کرتا تو یہ تسمے انگارے ہو کر قیامت کے دن تجھ پر لپٹتا یا تجھے ان تسموں کی وجہ سے عذاب ہوتا)۔

باب: فتح کے بعد مہاجرین کا انصار کو عطیے میں دی ہوئی چیزیں واپس کرنا ۔

1181: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ مہاجرین مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو خالی ہاتھ آئے تھے اور انصار کے پاس زمین تھی اور درخت تھے (یعنی کھیت بھی تھے اور باغ بھی)، تو انصارنے مہاجرین کو اپنا مال اس طور سے بانٹ دیا کہ آدھا میوہ ہر سال ان کو دیتے اور وہ کام اور محنت کرتے۔ سیدنا انس بن مالک کی والدہ جن کا نام اُمّ سلیم تھا اور وہ عبداللہ بن ابی طلحہ کی ماں بھی تھیں جو سیدنا انس کے مادری بھائی تھے، انہوں نے رسول اللہ (ص) کو اپنا کھجور کا ایک درخت دیا تو رسول اللہ (ص) نے وہ درخت اپنی آزاد کردہ باندی اُمّ ایمن کو دے دیا جو کہ اسامہ بن زید ص کی والدہ تھیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ اُمّ سلیم نے وہ درخت آپ (ص) کو ہبہ کے طور پر دیا تھا اور وہ صرف میوہ کھانے کو دیتیں تو آپ (ص) اُمّ ایمن کو کس طرح دیتے) ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سیدناانس بن مالک ص نے خبر دی کہ پھر جب رسول اللہ (ص) خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹے، تو مہاجرین نے انصار کو ان کی دی ہوئی چیزیں بھی لوٹا دیں اور رسول اللہ (ص) نے بھی میری ماں کو ان کا باغیچہ لوٹا دیا۔ اور اُمّ ایمن کو اس کی جگہ اپنے باغ سے دیدیا ابن شہاب نے کہا کہ اُمّ ایمن جو اسامہ بن زید کی والدہ تھیں وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی (جو رسول اللہ (ص) کے والد تھے) لونڈی تھیں اور وہ حبشہ کی تھیں۔ جب آمنہ نے رسول اللہ (ص) کو آپ (ص) کے والد کی وفات کے بعد جنا، تو وہ آپ (ص) کی پرورش کرتی تھیں۔ آپ (ص) نے بڑے ہو کر ان کو آزاد کر دیا پھر ان کا نکاح زید بن حارثہ ص سے پڑھا دیا اور وہ رسول اللہ (ص) کی وفات کے پانچ مہینے بعد فوت ہو گئیں۔

باب: فتح مکہ کے بیان میں اور مکہ میں داخلہ قتال کے ساتھ ہوا اور آپ (ص) کا مکہ والوں پراحسان۔

1182: سیدنا عبداللہ بن رباح سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ کئی جماعتیں سفر کر کے سیدنا معاویہ ص کے پاس رمضان کے مہینے میں گئیں۔ عبداللہ بن رباح نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے یعنی ایک دوسرے کی دعوت کرتے تھے اور سیدنا ابوہریرہ ص اکثر ہمیں اپنے مقام پر بلاتے۔ ایک دن میں نے کہا کہ میں بھی کھانا تیار کروں اور سب کو اپنے مقام پر بلاؤں، تو میں نے کھانے کا حکم دیا اور شام کو سیدنا ابو ہریرہ ص سے ملا اور کہا کہ آج کی رات میرے یہاں دعوت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ تونے مجھ سے پہلے کہہ دیا (یعنی آج میں دعوت کرنے والا تھا)۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر میں نے ان سب کو بلایا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انصار کے گروہ! میں تمہارے بارے میں ایک حدیث بیان کرتاہوں پھر انہوں نے فتح مکہ کا ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ (ص) آئے یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک جانب پر سیدنا زبیر ص کو بھیجا اور دوسری جانب پر سیدنا خالدبن ولید ص کو (یعنی ایک کو دائیں

طرف اور دوسرے کو بائیں طرف) اور سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو ان لوگوں کا سردار کیا جن کے پاس زرہیں نہ تھیں، وہ گھاٹی کے اندر سے گئے اور رسول اللہ (ص) ایک ٹکرے میں تھے۔ آپ (ص) نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا ابوہریرہ؟ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں حاضر ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے پاس انصاری کے علاوہ کوئی نہ آئے اور شیبان کے علاوہ دوسرے راوی نے یہ اضافہ کیا کہ انصار کو میرے لئے پکارو۔ کیونکہ آپ (ص) کو انصار پر بہت اعتماد تھا اور ان کو مکہ والوں سے کوئی غرض بھی نہ تھی۔ آپ (ص) نے ان کا رکھنا مناسب جانا۔ پھر وہ سب آپ (ص) کے گرد ہو گئے اور قریش نے بھی اپنے گروہ اور تابعدار اکٹھے کئے اور کہا ہم ان کو آگے کرتے ہیں اگر کچھ ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور جو آفت آئی تو ہم سے جو مانگا جائے گا ہم دیدیں گے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم قریش کی جماعتوں اور تابعداروں کو دیکھتے ہو؟ پھر آپ (ص) نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا (یعنی مکہ کے لڑنے والے کافروں کو مارو اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑو) اور فرمایا کہ تم مجھ سے صفا پر ملو۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ پھر ہم چلے ہم میں سے جو کوئی کسی (کافر) کو مارنا چاہتا وہ مار ڈالتا اور کوئی ہمارا مقابلہ نہ کرتا، یہاں تک کہ ابوسفیان صآیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! قریش کا گروہ تباہ ہو گیا، اب آج سے قریش نہ رہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان ص کے گھر چلا جائے اس کو امن ہے (یہ آپ (ص) نے ابوسفیان ص کی درخواست پر اس کو عزت دینے کوفرمایا) انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ان کو (یعنی رسول اللہ (ص) کو) اپنے وطن کی محبت آگئی ہے اور اپنے کنبے والوں پر نرم ہو گئے ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اور وحی آنے لگی اور جب وحی آنے لگتی تو ہمیں معلوم ہو جاتا تھا اور جب تک وحی اترتی رہتی تھی کوئی آپ (ص) کی طرف آنکھ نہ اٹھاتا تھا یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔ غرض جب وحی ختم ہو چکی، تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے انصار کے لوگو! انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہم حاضر ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے یہ کہا کہ اس شخص کو اپنے گاؤں کی محبت آگئی؟ انہوں نے کہا کہ بیشک یہ تو ہم نے کہا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (اور جو تم نے کہا وہ وحی سے مجھے معلوم ہو گیا لیکن مجھے اللہ کا بندہ ہی سمجھنا۔ نصاریٰ نے جیسے عیسیٰ ں کو بڑھا دیا ویسے بڑھا نہ دینا) میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تہاری طرف ہجرت کی، اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار روتے ہوئے دوڑے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم نے جو کہا محض اللہ اور اس کے رسول کی حرص کر کے کہا (یعنی ہمارا مطلب تھا کہ آپ (ص) ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں اور ہمارے شہر ہی میں رہیں)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بیشک اللہ اور رسول اللہ (ص) تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ پھر لوگ (جان بچانے کیلئے) ابوسفیان کے گھر کو چلے گئے اور لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لئے اور رسول اللہ (ص) حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو چوما، پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا (اگرچہ آپ (ص) احرام سے نہ تھے کیونکہ آپ (ص) کے سر پر خود تھا) پھر ایک بت کے پاس آئے جو کعبہ کی ایک طرف رکھا تھا اور لوگ اس کو پوجا کرتے تھے، آ پ (ص) کے ہاتھ میں کمان تھی اور آپ (ص) اس کا کونا تھامے ہوئے تھے جب بت کے پاس آئے تواس کی آنکھ میں چبھونے لگے اور فرمانے لگے کہ ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا“ جب طواف سے فارغ ہوئے تو صفا پہاڑ پر آئے اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ کعبہ کو دیکھا اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے لگے اور دعا کرنے لگے جو دعا اللہ نے چاہی۔ (الاسرا: 81)۔

باب: کعبہ کے اردگرد سے (موجود) بتوں کو نکالنا۔

1183: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں کعبہ کے گرد تین

سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ (ص)

انہیں اپنے ہاتھ میں موجود لکڑی چبھوتے اور فرماتے جاتے تھے کہ” حق آیا اور جھوٹ مٹ گیا اور جھوٹ مٹنے والا ہے۔“ (الاسرا:81) اور جھوٹ نہ بناتا ہے۔ کسی کو نہ لوٹاتا ہے۔ (بلکہ دونوں اللہ جل جلالہ◆ کے کام ہیں)۔ ابن ابی عمر نے اتنا زیادہ کیا کہ ”یومِ فتح (مکہ) کے دن (ایسا کیا)“۔

باب: فتح کے بعد کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔

1184: سیدنا عبداللہ بن مطیع اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ آج کے بعد کوئی قریشی آدمی قیامت تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔

باب: فتح کے بعد اسلام، جہاداور خیر (نیکی) پر بیعت۔

1185: سیدنامجاشع بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی ابومعید کو فتح (مکہ) کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس لایا اور میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اس سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہجرت مہاجرین کے ساتھ ہو چکی۔ میں نے کہا کہ پھر آپ (ص) اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسلام، جہاد اور نیکی پر۔ ابوعثمان نے کہا کہ میں ابومعید سے ملا اور ان سے مجاشع کا کہنا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے سچ کہا۔

باب: فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت (جہاد) باقی ہے۔

1186: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے ہجرت کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد ہے اور نیت ہے اور جب تم سے جہاد کو نکلنے کے لئے کہا جائے تو نکلو۔

باب: جس پر ہجرت سخت محسوس ہو، اس کو عمل خیر (نیکی کرنے) کا حکم کرنا۔

1187: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ (ص) سے ہجرت کے بارے میں پوچھا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ہجرت بہت مشکل ہے (یعنی اپنا وطن چھوڑنا اور مدینہ میں میرے ساتھ رہنا اور یہ آپ (ص) نے اس لئے فرمایا کہ کہیں اس سے نہ ہو سکے تو پھر ہجرت توڑنا پڑے) تیرے پاس اونٹ ہیں؟ وہ بولا ہاں۔ آپ (ص) نے استفسار فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو سمندروں کے اس پار سے عمل کرتا رہ، اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا۔

باب: ہجرت کے بعد پھر جنگل میں رہنے کی اجازت۔

1188: سیدنا سلمہ بن اکوع ص سے روایت ہے کہ وہ حجاج کے پاس گئے، تو وہ بولا کہ اے ابن الاکوع! تو مرتد ہو گیا ہے کہ پھر جنگل میں رہنے لگا ہے۔ سیدنا سلمہ ص نے کہا کہ نہیں بلکہ رسول اللہ (ص) نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔

باب: غزوۂ حنین۔

1189: سیدنا کثیر بن عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ سیدنا عباس ص نے کہا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ (ص) کے ساتھ موجود تھا اور میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (آپ کے چچا زاد بھائی) دونوں

آپ (ص) کے ساتھ لپٹے رہے اور جدا نہیں ہوئے اور آپ (ص) ایک سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ (ص) کو بطور تحفہ دیا تھا (جس کو شہباء اور دلدل بھی کہتے تھے)۔ جب مسلمانوں اور کافروں کا سامنا ہوا اور مسلمان پیٹھ موڑ کر بھاگے تو رسول اللہ (ص) اپنے خچر کو کافروں کی طرف جانے کے لئے تیز کر رہے تھے (یہ آپ (ص) کی کمال شجاعت تھی کہ ایسے سخت وقت میں خچر پر سوار ہوئے ورنہ گھوڑے بھی موجود تھے) سیدنا عباس ص نے کہا کہ میں آپ (ص) کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اس کو تیز چلنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان ص آپ (ص) کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آخر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے عباس! اصحابِ سمرہ کوپکارو اور سیدنا عباس ص کی آواز نہایت بلند تھی (وہ رات کو اپنے غلاموں کو آواز دیتے تو آٹھ میل تک جاتی)۔ سیدنا عباس ص کہا کہ میں نے اپنی انہتائی بلند آواز سے پکارا کہ اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی اللہ کی قسم وہ ایسے لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کے پاس چلی آتی ہے اور کہنے لگے کہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں بھاگے تھے اور نہ سب بھاگے تھے بلکہ بعض نومسلم وغیرہ اچانک تیز تیروں کی بارش سے لوٹے اور گڑبڑ ہو گئی۔ پھر اللہ نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دئیے) پھر وہ کافروں سے لڑنے لگے اور انصار کو یوں بلایا کہ اے انصار کے لوگو! اے انصا ر کے لوگو! پھر بنی حارث بن خزرج پر بلانا تمام ہوا (جو انصار کی ایک جماعت ہے) انہیں پکارا کہ اے بنی حارث بن خزرج! اے بنی حارث بن خزرج! رسول اللہ (ص) اپنے خچر پر گردن کو لمبا کئے ہوئے تھے، آپ (ص) نے ان کی لڑائی کو دیکھا اور فرمایا کہ وقت تنور کے جوش کا ہے (یعنی اس وقت میں لڑائی خوب گرما گرمی سے ہو رہی ہے) پھر آپ (ص) نے چند کنکریاں اٹھائیں اور کافروں کے منہ پر ماریں اور فرمایاکہ قسم ہے محمد (ص) کے رب کی! کافروں نے شکست پائی۔ سیدنا عباس ص نے کہا کہ میں دیکھنے گیا تو لڑائی ویسی ہی ہو رہی تھی اتنے میں اللہ کی قسم آپ (ص) نے کنکریاں ماریں، تو کیا دیکھتا ہوں کہ کافروں کا زور ٹوٹ گیا اور ان کا کام الٹ گیا۔

1190: سیدنا ابو اسحق کہتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا براء ص کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوعمارہ ص! حنین کے دن تم بھاگ گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ (ص) نے منہ نہیں موڑا لیکن چند جلد باز اور بے ہتھیار لوگ قبیلہ ہوازن کی طرف گئے، وہ تیر انداز تھے اور انہوں نے تیروں کی ایک بوچھاڑ کی جیسے ٹڈی دَل ہو، تو یہ لوگ سامنے سے ہٹ گئے اور لوگ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث آپ (ص) کے خچر کو چلاتے تھے۔ تو آپ (ص) خچر پر سے اترے اور دعا کی اور مدد مانگی اور آپ (ص) فرماتے تھے کہ میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اے اللہ! اپنی مدد اتار۔ سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم جب خونخوار لڑائی ہوتی، تو ہم اپنے آپ کو آپ (ص) کی آڑ میں بچاتے اور ہم میں بہادر وہ تھے جو لڑائی میں رسول اللہ (ص) کے برابر رہتے۔

1191: سیدنا سلمہ بن اکوع ص کہتے ہیں کہ ہم نے حنین کا جہاد رسول اللہ (ص) کے ساتھ کیا۔ جب دشمن کا سامنا ہوا، تو میں آ گے بڑھ کر ایک گھاٹی پر چڑھا۔ دشمنوں میں سے ایک شخص میرے سامنے آیا۔ میں نے اس پر تیر مارا تو وہ مجھ سے اوجھل ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے کیا کیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا تو وہ دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے اور ان کی اور نبی (ص) کے صحابہ کی جنگ ہوئی، لیکن صحابہ پیچھے کو پلٹے۔ میں بھی شکست خوردہ ہو کر لوٹا اور میں دو چادریں پہنے ہوئے تھا، ایک تہہ بند باندھے ہوئے اور دوسری اوڑھے ہوئے تھا۔ میری تہبند کھل گئی تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا اور شکست پاکر رسول اللہ (ص) کے سامنے سے گزرا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا۔ پھر دشمنوں نے رسول اللہ (ص) کو گھیرا تو آپ (ص) خچر پر سے اترے اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور ان کے منہ پر

ماری اور فرمایا کہ بگڑ گئے منہ۔ پھر کوئی آدمی ان میں ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں اسی ایک مٹھی کی وجہ سے خاک نہ بھر گئی ہو۔ آخر وہ بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ (ص) نے ان کے مال مسلمانوں کو بانٹ دئیے۔

باب: غزوۂ طائف کے متعلق۔

1192: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور ان سے کچھ حاصل نہیں کیا (یعنی وہ زیر نہ ہوئے تھے)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ جائیں گے۔ صحابہ ' نے کہا کہ ہم بغیر فتح کے لوٹ جائیں گے؟رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اچھا صبح کو لڑو۔ وہ لڑے اور زخمی ہوئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ہم کل لوٹ جائیں گے، یہ تو ان کو اچھا معلوم ہوا ۔ (اس پر) آپ (ص) ہنسے۔

باب: نبی (ص) کے غزوات کی تعداد۔

1193: سیدنا ابواسحق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن یزید نمازِ استسقاء کے لئے نکلے اور لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر پانی کے لئے دعا مانگی۔ کہتے ہیں کہ اس دن میں سیدنا زید بن ارقم ص سے ملا اور میرے اور ان کے درمیان صرف ایک شخص تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ (ص) نے کتنے جہاد کئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔ میں نے پوچھا کہ آپ کتنے غزوات میں نبی (ص) کے ساتھ شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ میں نے کہا کہ پہلا جہاد کون سا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ذات العسیر یا ذات العشیر (جو ایک مقام کا نام ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں اس کو غزوۃ العشیرہ لکھا ہے۔ اس میں لڑائی نہ ہوئی اور رسول اللہ (ص) عشیرہ تک جاکر مدینہ کو پلٹ آئے یہ واقعہ 2 ہجری میں ہوا اور ابن ہشام نے کہا کہ سب سے پہلے غزوہ ودان ہوا مدینہ میں آنے کے ایک سال کے اخیر پر اس میں بھی لڑائی نہیں ہوئی)۔

1193: سیدنا بریدہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے انیس غزوات کئے اور ان میں سے آٹھ میں لڑے۔

کتاب: حکومت کے بیان میں

باب: خلیفہ قریش سے ہونا چاہیئے۔

1194: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ انے فرمایا: یہ کام یعنی خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی یہاں تک کہ دنیا میں دو ہی آدمی رہ جائیں۔

1195: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: حکومت میں تمام لوگ قریش کے تابع ہیں اور مسلمان لوگ مسلمان قریش کے تابع ہیں اور کافر لوگ کافر قریش کے تابع ہیں (یعنی حکومت اور سرداری کے زیادہ اہل ہیں)۔

1196: سیدناعامر بن سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام نافع کو یہ لکھ کر سیدنا جابر بن سمرہ ص کے پاس بھیجا کہ مجھ سے وہ بات بیان کرو جو آپ نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہو۔ کہتے ہیں انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے اس جمعہ کی شام، جس دن ماعز اسلمی سنگسار کئے گئے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو یا تم پر بارہ خلیفہ ہوں اور وہ سب قریشی ہوں گے (شاید یہ واقعہ بھی قیامت کے قریب ہو گا کہ ایک ہی وقت میں مسلمانوں کے بارہ خلیفہ بارہ ٹکڑیوں پر ہوں گے) اور میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے

کہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی (یہ معجزہ تھا اور سیدنا عمر ص کی خلافت میں ایسا ہی ہوا) اور میں نے سنا کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے ان سے بچنا اور میں نے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو دولت دے، تو پہلے اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے (ان کو آرام سے رکھے پھر فقیروں کو دے) اور میں نے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا انتظار کرنے والا ہوں (یعنی تمہارے پانی پلانے کے لئے وہاں بندوبست کروں گااور تمہارے آنے کا منتظر رہوں گا)۔

باب: اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کرنے اور نہ کرنے کا بیان۔

1197: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہوں نے کہاکہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے والد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ میں نے کہا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ میں نے قسم کھائی کہ میں ان سے اس کا ذکر کروں گا۔ پھر چپ رہا، دوسرے دن صبح کو بھی میں نے ان سے نہیں کہہ سکا، لیکن میرا حال ایسا تھا جیسے کوئی پہاڑ کو ہاتھ میں لئے ہو (قسم کا بوجھ تھا)۔ آخر میں لوٹ کر ان کے پاس گیا وہ مجھ سے لوگوں کا حال پوچھنے لگے تو میں بیان کرتا رہا، پھر میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے ایک بات سنی ہے اور قسم کھا لی کہ آپ سے ضرور اس کا ذکر کروں گا، وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ نہیں کریں گے۔ اگر آپ کا اونٹوں کا یا بکریوں کا کوئی چرانے والا ہو، پھر وہ آپ کے پاس ان اونٹوں اور بکریوں کو چھوڑ کر چلا آئے تو آپ یہ سمجھیں گے کہ وہ جانور برباد ہو گئے، اس صورت میں آدمیوں کا خیال تو اور بھی ضروری ہے۔ میرے اس کہنے سے ان کو خیال ہوا اور ایک گھڑی تک وہ سر جھکائے رہے (فکر کیا کئے) پھر سر اٹھایا اور کہا کہ اللہ جل جلالہ◆ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور میں اگر خلیفہ مقرر نہ کروں، تو رسول اللہ (ص) نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا اور اگر خلیفہ مقرر کروں تو سیدنا ابوبکر صدیق ص نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ عبداللہ ص نے کہا کہ پھر اللہ کی قسم جب انہوں نے رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ (ص) کے برابر کسی کو نہیں کرنے والے اور وہ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

باب: جس سے پہلے بیعت کی اس کی بیعت پوری کرنے کا حکم۔

1198: ابوحازم کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوہریرہ ص کے پاس پانچ سال بیٹھتا رہا اور میں نے انہیں نبی (ص) سے بیان کرتے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کی حکومت/سیاست پیغمبر کیا کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا۔ اور شان یہ ہے کہ میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر آپ (ص) ہمیں کیاحکم کرتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس سے پہلے بیعت کر لو، اسی کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا اس کے متعلق جو اس نے ان کو دیا ہے۔

1199: سیدنا عبدلرحمن بن عبدرب الکعبہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور وہاں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ' کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ میں بھی جا کر بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ اکے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے، تو کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کوئی تیر مارنے لگا اور کوئی اپنے جانوروں میں تھا کہ اتنے میں رسول اللہ (ص) کے پکارنے والے نے نماز کے لئے پکار دی۔ ہم سب آپ (ص) کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس پر اپنی امت کو وہ بہتر بات بتانا لازم نہ ہو جو اس کو معلوم ہو اور جو بری بات وہ جانتا ہو اس

سے ڈرانا (لازم نہ ہو) اور تمہاری یہ امت، (ص) س کے پہلے حصے میں سلامتی ہے اور اخیر حصے میں آزمائش ہے اور وہ باتیں ہیں جو تمہیں بری لگیں گی اور ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک فتنہ دوسرے کو ہلکا اور پتلا کر دے گا (یعنی بعد کا فتنہ پہلے سے ایسا بڑھ کر ہو گا کہ پہلا فتنہ اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھے گا) اور ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ اس میں میری تباہی ہے۔ پھر وہ جاتا رہے گا اور دوسرا آئے گا تومومن کہے گا کہ اس میں میری تباہی ہے۔ پھر جو کوئی چاہے کہ جہنم سے بچے اور جنت میں جائے، تو اس کو چاہئیے کہ اس کی موت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین کی حالت میں آئے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو وہ چاہتا ہو کہ لوگ اس سے کریں اور جو شخص کسی امام سے بیعت کرے اور اس کو اپنا ہاتھ دیدے اور دل سے اس کی فرمانبرداری کی نیت کرے، تو اس کی اطاعت کرے اگر طاقت ہو۔ اب اگر دوسرا امام اس سے لڑنے کو آئے تو (اس کو منع کرو اگر لڑائی کے بغیر نہ مانے تو) اس کی گردن مار دو۔ یہ سن کر میں عبداللہ ص کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے یہ رسول اللہ (ص) سے سنا ہے؟ انہوں نے اپنے دونوں کانوں اور دل کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہ ص ہمیں ایک دوسرے کے مال ناحق کھانے کے لئے اور اپنی جانوں کو تباہ کرنے کے لئے حکم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے ایمان والو اپنے مال ناحق مت کھاؤ مگر رضامندی سے سوداگری کر کے اور اپنی جانوں کو مت مارو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے“ (النساء: 29)۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمرو بن عاص ص تھوڑی دیر چپ رہے۔ پھر کہا کہ اس کام میں معاویہ کی اطاعت کرو جو اللہ کے حکم کے موافق ہو اور جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو، اس میں معاویہ ص کا کہنا نہ مانو۔

باب: جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو کیا حکم ہے؟

1200: سیدناابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے، تو جس سے اخیر میں بیعت ہوئی ہو اس کو مار ڈالو(اس لئے کہ اس کی خلافت پہلے خلیفہ کے ہوتے ہوئے باطل ہے)۔

باب: تم سب راعی (حاکم) ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں سوال کئے جاؤ گے۔

1201: سیدناابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (حاکم سے مراد منتظم اور نگراں کار اور محافظ ہے) پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا(کہ اس نے اپنی رعیت کے حق ادا کئے، ان کی جان و مال کی حفاظت کی یا نہیں؟) اور آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی حاکم ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ غرضیکہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا۔

باب: طلبِ حکومت اور اس پر حریص ہونے کی کراہت۔

1202: سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے عبدالرحمن! کسی عہدہ اورحکومت کی درخواست مت کر، کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (حکومت/عہدہ) ملا تو تو اسی کے سپرد کر دیا جائے گا اور جو بغیر سوال (درخواست) کے ملے، تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔

1203: سیدناابوذر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ مت کرو اور یتیم کے مال کی نگرانی مت کرو (کیونکہ احتمال ہے کہ یتیم کا مال بیجا اٹھ جائے یا اپنی ضرورت میں آجائے اور مؤاخذہ میں گرفتار ہو)۔

1204: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ مجھے گورنری (وغیرہ) نہیں دیتے؟ آپ (ص) نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر! تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے (یعنی بندوں کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سب حاکم کوادا کرنے ہوتے ہیں) اور قیامت کے دن اس عہدے سے سوائے رسوائی (ص) ور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہو گا مگر جو اس کے حق ادا کرے اور سچائی سے کام لے۔

باب: (نبی (ص) کا فرمان کہ) جو کوئی عہدہ کی درخواست کرے ہم اس کو عہدہ نہیں دیتے۔

1205: سیدنا ابوبردہ کہتے ہیں کہ سیدناابوموسیٰ ص نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیااور میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو آدمی تھے ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف۔ دونوں نے نبی (ص) سے عامل بنا کر بھیجنے کی درخواست کی اور آپ (ص) مسواک کر رہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوموسیٰ (یا عبداللہ بن قیس)! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا، انہوں نے مجھ سے اپنے دل کی بات نہیں کہی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ کام (عہدہ خدمت) کی درخواست کریں گے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ گویا میں آپ (ص) کی مسواک کو دیکھ رہاہوں کہ وہ نچلے ہونٹ پر ٹھہری ہوئی تھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہم اس کو کبھی عہدہ نہیں دیتے جو عہدہ کی درخواست کرے، لیکن اے ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس! تم جاؤ۔ پس انہیں یمن کی طرف بھیجا۔ پھر ان کے پیچھے سیدنا معاذ بن جبل ص کو روانہ کیا (تاکہ وہ بھی شریک رہیں)۔ جب سیدنا معاذ وہاں پہنچے تو سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ اترو اور ایک گدہ ان کے لئے بچھایا۔ اتفاق سے وہاں ایک شخص قید میں جکڑا ہوا تھا، سیدنا معاذ ص نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ یہ ایک یہود مسلمان ہوا پھر کمبخت یہودی ہو گیا۔ اپنا بُرا دین اختیار کر لیا۔ سیدنا معاذ نے کہا کہ جب تک اسے اللہ اور رسول (ص) کے فیصلہ کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے میں نہ بیٹھوں گا۔ تین بار یہی کہا پھر سیدنا ابوموسیٰ ص نے حکم دیا تووہ قتل کیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے رات کی نماز کا ذکر کیا، تو سیدنا معاذ ص نے کہا کہ میں تو رات کو سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھے وہی ثواب ملے گا جو عبادت میں ملتا ہے۔

باب: امام (مسلمانوں کا حاکم) جب اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور انصاف کرے، تو اس کیلئے اجر ہے۔

1206: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: امام سپر (ڈھال) ہے کہ اس کے پیچھے مسلمان (کافروں سے) لڑتے ہیں او راس کی وجہ سے لوگ تکلیف (ظالموں اور لٹیروں) سے بچتے ہیں۔ پھر اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم کرے اور انصاف کرے، تو اسکو ثواب ہو گااور اگر اس کے خلاف حکم دے، تواس پر وبال ہو گا۔

باب: جو حاکم بنا اور انصاف کیا اس کیلئے کیا کچھ ہے ، اس کا بیان۔

1207: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ

عزوجل کے پاس اس کی داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں (یعنی بائیں ہاتھ میں جو داہنے سے قوت کم ہوتی ہے یہ بات اللہ تعالیٰ میں نہیں کیونکہ وہ ہر عیب سے پاک ہے) اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں، جو فیصلے کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں میں انصاف کرتے ہیں اور جو کام ان کو دیا جائے، اس میں انصاف کرتے ہیں۔

باب: جو حاکم بنے وہ سختی کرے یا نرمی۔

1208: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کو آیا، تو انہوں نے کہا کہ تو کون سے لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ مصر والوں میں سے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے حاکم کا تمہاری اس لڑائی میں کیا حال ہے؟ (یعنی محمد بن ابی بکر کا جن کو سیدنا علی مرتضی ص نے قیس بن سعد کو معزول کر کے مصر کا حاکم کیا تھا) میں نے کہا کہ ہم نے تو ان کی کوئی بات بُری نہیں دیکھی، ہم میں سے کسی کا اونٹ مر جاتا، تو اس کو اونٹ دیتے اور غلام فوت ہو جاتا تو، غلام دیتے اور خرچ کی احتیاج ہوتی، تو خرچ دیتے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد بن ابی بکر ص میرے بھائی کا جو حال ہوا (کہ مارا گیا اورلاش مرداروں میں پھینکی گئی پھر جلائی گئی) یہ مجھے اس امر کے بیان کرنے سے نہیں روکتا جو رسول اللہ (ص) نے اس حجرے میں فرمایاکہ اے اللہ! جو کوئی میری امت کا حاکم ہو، پھر وہ ان پر سختی کرے، تو تو بھی اس پر سختی کر اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے، تو بھی اس پر نرمی کر۔

باب: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

1209: سیدنا تمیم الداری ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: دین خلوص اور خیرخواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔(یعنی ہر مسلمان اللہ اور اس کے رسول (ص) کی اور اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے حقوق ادا کرے)۔

1210: سیدنا جریر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی۔

باب: جس نے رعیت کے ساتھ خیانت کی اور ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی۔

1211: سیدنا حسن کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد، سیدنا معقل بن یسار ص کی اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا، عیادت کرنے آیا، تو سیدنا معقل ص نے کہا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ میں ابھی زندہ رہوں گا، تو تجھ سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایک رعیت دیدے، پھر وہ مرے اور جس دن وہ مرے وہ اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیگا۔

1212: حسن سے روایت ہے کہ سیدنا عائذ بن عمرو صجو کہ رسول اللہ (ص) کے صحابی تھے وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ سب سے بُرا چرواہا ظالم بادشاہ ہے (جو رعیت کو تباہ کر دے) تو ایسا نہ ہونا۔ عبیداللہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو تو محمد (ص) کے صحابہ کرام ' کی بھوسی ہے۔ سیدنا عائذ ص نے کہا کہ کیا رسول اللہ (ص) کے صحابہ میں

بھی بھوسی ہے؟ بھوسی تو بعد والوں میں اور غیر لوگوں میں ہے۔

باب: امراء کی (مال غنیمت میں) خیانت کرنے اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے کا بیان۔

1213: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک روز (ہمیں نصیحت کرنے کو) کھڑے ہوئے اور آپ (ص) نے مالِ غنیمت میں خیانت کے متعلق بیان فرمایا اور اس کو بڑا گناہ بتلایا۔ پھر فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسا نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک اونٹ بڑبڑا رہا ہو، وہ کہے کہ یارسول اللہ (ص) ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔(نووی علیہ الرحمة نے کہا کہ یعنی میں اللہ کے حکم کے بغیر نہ مغفرت کر سکتا ہوں نہ شفاعت اور شاید پہلے آپ (ص) غصہ سے ایسا فرما دیں، پھر شفاعت کریں بشرطیکہ وہ موحد ہو) اور میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر ایک گھوڑا لئے ہوئے ہوجو ہنہناتا ہو اور وہ کہے کہ یارسول اللہ (ص) ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں میں تو تجھ سے کہہ چکا تھا (یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا کہ خیانت کی سزا بہت بڑی ہے پھر تو نے خیانت کیوں کی) اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر ایک بکری لئے ہوئے آئے جو میں میں کر رہی ہو اور وہ کہے کہ یارسول اللہ (ص) ! میری مدد کیجئے۔ اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اور میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کوئی جان لئے ہوئے آئے جو چلا رہی ہو (جس کا اس نے دنیا میں خون کیا ہو) پھر کہے کہ یا رسول اللہ (ص) ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ جو اپنی گردن پر کپڑے لئے ہوئے آئے جو اس نے (ص) وڑھے ہوئے ہوں (جن کو اس نے دنیا میں چرایا تھا) یا پرچیاں کاغذ کی جو اڑ رہی ہوں (جس میں اس کے اوپر حقوق لکھے ہوں) یا اور چیزیں جو ہل رہی ہوں (جن کو اس نے دنیا میں چرایا تھا) پھرکہے کہ یارسول اللہ (ص) میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں تو تجھے خبر کر چکا تھا۔ اور میں تم میں سے کسی کو قیامت میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر سونا چاندی، پیسہ وغیرہ لئے ہوئے آئے اور کہے کہ یارسول اللہ (ص) ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے توتجھے خبر کر دی تھی۔

باب: جو چیز امراء (مال غنیمت سے) چھپائیں وہ چوری ہے۔

1214: سیدنا عدی بن عمیرہ کندی ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ تم میں سے جس شخص کو ہم کسی عہدہ پر مقرر کریں، پھر وہ ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپا رکھے، تو وہ غلول ہے اور قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا۔ یہ سن کر ایک سانولا سا انصاری کھڑا ہو گیا گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! اپنا عہدہ مجھ سے لے لیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا کہ میں نے سنا کہ آپ (ص) ایسا ایسا فرماتے تھے (یعنی ایک سوئی کا بھی مواخذہ ہوگا)، آپ (ص) نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اب بھی ہم جس کو کسی عہدہ پر مقرر کریں، تو وہ تھوڑی یا زیادہ سب چیزیں لے کر آئے۔ پھر جو اس کو ملے وہ لے لے اور جو نہ ملے اس سے باز رہے۔ (اس صورت میں کوئی بھی مواخذہ نہیں ہے)۔

باب: امراء کے ”تحفوں“ کے بارے میں۔

1215: سیدنا ابوحمید ساعدی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے قبیلہ اسد میں سے ایک شخص کو جسے ابن اللنبیة کہتے تھے، بنی سلیم کے صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ جب وہ آیا، تو آپ (ص) نے اس سے حساب لیا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ تو آپ کا مال ہے اور یہ تحفہ ہے (جو لوگوں نے مجھے دیا ہے) آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آجاتا، اگر تو سچا ہے؟۔ پھر آپ (ص) نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ستائش کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو ان کاموں میں سے کسی کام پر مقرر کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دئیے ہیں، پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ ملا ہے۔ بھلا وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا کہ اس کا تحفہ اس کے پاس آجاتا اگر وہ سچا ہے؟ قسم اللہ کی کوئی تم میں سے کوئی چیز ناحق نہ لے گا مگر قیامت کے دن اس (چیز) کو (اپنی گردن پر) لادے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اور میں تم میں سے پہچانوں گا جو کوئی اللہ تعالیٰ سے اونٹ اٹھائے ہوئے ملے گا اور وہ بڑبڑا رہا ہو گا، یا گائے اٹھائے ہوئے اور وہ آواز کرتی ہو گی یا بکری اٹھائے ہوئے اور وہ چلاتی ہو گی۔ پھر آپ (ص) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ (ص) کی بغلوں کی سفیدی دکھلائی دی اورآپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔ (سیدنا ابوحمید ص کہتے ہیں کہ) میری آنکھ نے یہ دیکھااور میرے کان نے یہ سنا۔

باب: درخت کے نیچے نبی (ص) نے ”نہ بھاگنے“ پر بیعت لی تھی۔

1216: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ (ص) کی بیعت کی اور سیدنا عمر ص آپ (ص) کاہاتھ پکڑے ہوئے شجرہ رضوان کے نیچے تھے اور وہ سمرہ کا درخت تھا (سمرہ ایک جنگلی درخت ہے جوریگستان میں ہوتا ہے) اور ہم نے آپ (ص) سے اس شرط پر بیعت کی کہ ہم نہ بھاگیں گے اور یہ بیعت نہیں کی کہ مر جائیں گے۔

1217: سیدنا سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے اصحاب شجرہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگرہم لاکھ آدمی ہوتے تب بھی (وہاں کا کنواں) ہمیں کافی ہو جاتا (کیونکہ نبی (ص) کی دعا سے اس کا پانی بہت بڑھ گیا تھا) ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

1218: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی ص کہتے ہیں کہ اصحابِ شجرہ تیرہ سو آدمی تھے اور (قبیلہ) اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

باب: موت پر بیعت لینا۔

1219: یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سلمہ ص سے پوچھا کہ آپ نے حدیبیہ کے دن رسول اللہ (ص) سے کس چیز پر بیعت کی تھی تو انہوں نے کہا کہ موت پر بیعت کی تھی۔

باب: حسبِ طاقت (سمع و اطاعت) ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا۔

1220: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) سے بات سننے پر اور حکم ماننے پر بیعت کرتے تھے اور آپ (ص) یہ فرماتے تھے کہ یہ بھی کہو کہ جتنا مجھ سے ہو سکے گا۔ (یہ آپ (ص) کی اپنی امت پر شفقت تھی کہ جوکام نہ ہو سکے اس کے نہ کرنے پر وہ گنہگار نہ ہوں)۔

باب: سوائے صریح کفر کے باقی ہر معاملے میں ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا۔

1221: جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبادہ بن صامت ص کے پاس ان کی بیماری میں گئے۔ ہم

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کرو جس سے اللہ تعالیٰ فائدہ دیدے اور جو آپ نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے بلایا اور ہم نے آپ (ص) سے بیعت کی اور آپ (ص) نے جو عہد لئے ان میں یہ بھی بتایا کہ ہم نے بیعت کی بات کے سننے پر اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں سختی اور آسانی میں اور ہماری حق تلفیاں ہونے میں اور یہ کہ ہم اس شخص کی خلافت میں جھگڑا نہ کریں گے جو اس کے لائق ہو مگر جب کھلا کھلا کفر دیکھیں کہ تمہارے پاس اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہو۔

باب: ہجرت کرکے آنے والی مومنات سے بیعت کے وقت امتحان لینا۔

1222: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مسلمان عورتیں جب ہجرت کرتیں تو آپ (ص) اس آیت کے موافق ان کا امتحان لیتے کہ ”اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو آئیں اس بات پر کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی... آخر تک“ (الممتحنہ:12) پھر جو کوئی عورت ان باتوں کااقرار کرتی وہ گویا بیعت کااقرار کرتی (یعنی بیعت ہو جاتی(اور رسول اللہ (ص) سے جب وہ اپنی زبان سے اقرار کرتیں، تو فرماتے کہ جاؤ میں تم سے بیعت لے چکا۔ قسم اللہ تعالیٰ کی آپ (ص) کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا البتہ زبان سے آپ (ص) ان سے بیعت لیتے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے عورتوں سے کوئی اقرار نہیں لیا مگر جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور آ پ (ص) کی ہتھیلی کسی عورت کی ہتھیلی سے کبھی نہیں لگی بلکہ آپ (ص) صرف زبان سے فرما دیتے اور جب وہ اقرار کر لیتیں، تو فرماتے کہ میں تم سے بیعت کر چکا۔

باب: حاکم کی اطاعت کرنا۔

1223: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو کوئی حاکم کی اطاعت کرے (جس کو میں نے مقرر کیا)، تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

باب: جو (حاکم) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق عمل کرے، اس کی بات سننا اور اطاعت کرنی چاہیئے۔

1224: یحییٰ بن حصین کی دادی اُمّ حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کیا، تو آپ (ص) نے بہت سی باتیں فرمائیں۔ پھر میں نے سنا کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ اگر تمہارے اوپر ہاتھ پاؤں کٹا، کالا غلام بھی امیر ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق تم کو چلانا چاہے، تو اس کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

باب: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے، اطاعت تو نیکی میں ہوتی ہے۔

1225: امیر المؤمنین سیدنا علی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو حاکم (امیر) بنایا۔ اس نے آگ جلائی اور لوگوں سے کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ اس میں داخل ہو جائیں اور بعض نے کہا کہ ہم آگ سے بھاگ کر تو مسلمان ہوئے (اور جہنم سے ڈر کر کفر چھوڑا تو اب پھر آگ ہی میں گھسیں تو یہ ہم سے نہ ہو گا)۔ پھر اس کا ذکر رسول اللہ (ص) سے کیا، تو آپ (ص) نے ان لوگوں سے جنہوں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا یہ فرمایا کہ اگر تم داخل ہو جاتے تو قیامت تک ہمیشہ اسی میں رہتے (کیونکہ یہ خودکشی ہے اور شریعت میں حرام ہے) اور جو لوگ داخل ہونے

پر راضی نہ ہوئے، (ص) ن کی تعریف کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت اسی میں ہے جو جائز بات ہے۔

باب: جب گناہ کا حکم کیا جائے، تو نہ سننا چاہیئے اور نہ ماننا چاہیئے۔

1226: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: مسلمان پر (حاکم کی بات کا) سننا اور ماننا واجب ہے خواہ اس کو پسند ہو یا نہ ہو مگر جب گناہ کا حکم کیا جائے، تو نہ سننا چاہئیے نہ ماننا چاہئیے۔

باب: امراء کی اطاعت کرنی چاہیئے اگرچہ انہوں نے حقوق کو روک رکھا ہو۔

1227: وائل الحضرمی کہتے ہیں کہ سلمہ بن زید جعفی ص نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی (ص) ! اگر ہمارے امیر ایسے مقر رہوں جواپنا حق ہم سے طلب کریں اور ہمارا حق نہ دیں، تو آپ (ص) ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ (ص) نے اعراض فرمایا (یعنی جواب نہ دیا) پھر پوچھا، تو آپ (ص) نے پھر جواب نہ دیا۔ پھر دوسری یا تیسری مرتبہ پوچھا، تو اشعث بن قیس نے سلمہ ص کو گھسیٹا اور کہا کہ سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر ان کے اعمال کا بوجھ ہے اور تم پر تمہارے اعمال کا۔ایک اور روایت میں ہے کہ اشعث بن قیس نے انہیں گھسیٹا، تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔

باب: بہترین حاکم اور برے حاکم کی وضاحت و شناخت۔

1228: سیدنا عوف بن مالک ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تمہارے بہتر حاکم وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تمہیں چاہتے ہیں اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم ان کیلئے دعا کرتے ہو۔ اور تمہارے بُرے حاکم وہ ہیں جن کہ تم دشمن ہو اور وہ تمہارے دشمن ہیں ، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہم ایسے بُرے حاکموں کو تلوار سے دفع نہ کریں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔ اور جب تم اپنے حاکموں کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو، تو ان کہ اس عمل کو بُرا جانو لیکن ان کی اطاعت سے باہر نہ ہو (یعنی بغاوت نہ کرو)۔

باب: امراء کے کردار کو برا کہنا اور جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں، ان کے ساتھ لڑائی نہ کرنا۔

1229: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی (ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم پر ایسے امیر مقرر ہوں گے جن کہ تم اچھے کام بھی دیکھو گے اور بُرے بھی۔ پھر جو کوئی بُرے کام کو بُرا جانے وہ گناہ سے بچا اور جس نے بُرا کہا وہ بھی بچا، لیکن جو راضی ہوا اور اسی کی پیروی کی (وہ تباہ ہوا)۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہم ان سے لڑیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ بُرا کہا یعنی دل میں بُرا کہا اور دل سے بُرا جانا۔ (گو زبان سے نہ کہہ سکے)۔

باب: حق تلفی پر صبر کا حکم۔

1230: سیدنا اسید بن حضیر ص سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے الگ ہو کر رسول اللہ (ص) سے کہا کیا آپ مجھے بھی فلاں شخص کی طرح عامل (گورنر یا محصل) نہیں بنائیں گے؟ تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ میرے بعد تمہاری حق تلفی ہو گی تو صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو۔

باب: فتنوں کے وقت جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم۔

1231: سیدنا حذیفہ بن الیمان ص کہتے ہیں لوگ رسول اللہ (ص) سے بھلی باتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں بُری بات کے بارے میں اس ڈر سے پوچھتا تھا کہ کہیں بُرائی میں نہ پڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہم جاہلیت اور بُرائی میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ بُرائی ہو گی؟ آپ (ص) نے فرمایا ہاں۔لیکن اس میں دھبہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ وہ دھبہ کیسا ہوگا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر چلنے کی بجائے دوسرے راستے پر چلیں گے اور میری ہدایت و راہنمائی کی بجائے (کسی اور راستی پر چلیں گے)۔ ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بُری بھی۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد بُرائی ہو گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ جو ان کی بات مانے گا، اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کا رنگ ہمارا سا ہی ہو گا اور ہماری ہی زبان بولیں گے (یعنی ہم میں سے ہی ہوں گے)۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! اگر میں اس زمانے کو پا لوں تو کیا کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ لازم پکڑے کہا کہ اگر جماعت اور امام نہ ہوں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو سب فرقوں کو چھوڑ دے اگرچہ تجھے درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں اور مرتے دم تک اس حال پر رہے۔

نوٹ: اس حدیث میں ”... کچھ بُرائی ہو گی“ سے مراد سیدنا علی ص کی شہادت کے ذمہ دار خارجی اور شیعہ لوگوں کی برائی ہے۔ پھر دھبہ سے مراد عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد اور بنو عباس کا دور ہے۔ جس میں بدعات ہر طرف پھیل گئیں۔ اسکے بعد ’... بُرائی ہو گی‘؟ سے مراد آج کل کا ”جمہوری دور“ ہے۔ جس میں بے دینی پھیل گئی ہے۔ اور حکمران عوام کو کھلے عام کفر کی طرف دھکیل رہے ہیں

باب: اس آدمی کے بارے میں جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہوا۔

1232: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آ پ (ص) نے فرمایا: جو شخص حاکم کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے پھر اسی حال میں فوت ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہو گی۔ اور جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے (جس لڑائی کی صحت شریعت سے صاف صاف ثابت نہ ہو)، عصبیت کیلئے غصے میں آئے؟ عصبیت کی دعوت دے یا عصبیت کو ہوا دے #(اور اللہ کی رضامندی مقصود نہ ہو) پھر مارا جائے تو اس کا مارا جانا جاہلیت کے زمانے کا سا ہو گا۔ اور جو شخص میری امت پر دست درازی کرے اور اچھے برے کی تمیز کئے بغیر قتل و غارت کرے اور مومن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے عہد ہوا ہو اس کا عہد پورا نہ کرے، تو وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا (یعنی وہ مسلمان نہیں ہے)۔

دراصل ”عصبة“ آدمی کے آبائی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔

1233: نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے، جب یزید بن معاویہ کے دور میں حرہ کا واقعہ ہوا (اس نے مدینہ منورہ پر لشکر بھیجا اور مدینہ والے حرہ میں جو مدینہ سے ملا ہوا ایک مقام ہے، قتل ہوئے اور مدینہ والوں پر طرح طرح کے ظلم ہوئے) عبداللہ بن مطیع نے کہا کہ ابوعبدالرحمن (یہ سیدنا عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ یا گدا بچھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں تیرے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیابلکہ ایک حدیث تجھے سنانے کو آیا ہوں جومیں نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہے آپ (ص) فرماتے

تھے کہ جو شخص اپنا ہاتھ اطاعت سے نکال لے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو گی اور جو شخص مر جائے اور اس نے کسی سے بیعت نہ کی ہو، تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہو گی۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو امت کے اتفاق کو بگاڑے جبکہ امت متحد و متفق تھی۔

1234: سیدنا عرفجہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ فتنے اور فساد قریب ہیں۔ پھر جو کوئی اس اُمت کے اتفاق کو بگاڑنا چاہے وہ جو کوئی بھی ہو، اس کو قتل کر دو۔

باب: جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔

1235: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جوشخص ہمیں دھوکہ دے، وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑے رکھنے کا حکم اور تفرقہ بازی سے باز رہنے کے متعلق۔

1236: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند۔ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اس کی رسی (کتاب و سنت) کو سب مل کر پکڑے رہو اور پھوٹ مت ڈالو اور اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے بے فائدہ بک بک کرنے کو، کثرت سوال کو (یعنی ان مسائل کا پوچھنا جن کی ضرورت نہ ہو یا ان باتوں کا جن کی حاجت نہ ہو یا جن کا پوچھنا دوسرے کو ناگوار گزرے) اور مال و دولت تباہ کرنے کو (ناپسند کرتا ہے جیسے بدعات میں، شراب نوشی، جوا، سگریٹ، پتنگ اور آتش بازی وغیرہ میں)۔

باب: بدعات والے کام مردود ہیں۔

1237: سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جس کے تین گھر ہیں اور اس نے ہر گھر میں ثلث (تیسرے حصہ) کی وصیت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مکان میں تین ثلث اکھٹے کئے جائیں گے۔ پھر کہا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص ایسا کام کرے جس کے (کرنے کے) لئے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا نیا عمل نکالے) تووہ مردود ہے۔

باب: اس آدمی کے متعلق جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور خود (وہ کام) نہیں کرتا۔

1238: سیدنا اسامہ بن زید ص کہتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ تم سیدنا عثمان ص کے پاس جا کر ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان سے گفتگو نہیں کرتا میں تم کو سناؤں؟ اللہ کی قسم میں ان سے باتیں کر چکا جو مجھے اپنے اور ان کے درمیان کرنا تھیں، البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں اور میں کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں میں بہتر ہے (یعنی خوشامد نہیں کرتا)۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لئے گدھے کی طرح جو چکی پیستا ہے، چکر لگائے گااور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا تھا اور بُری بات سے منع نہیں کرتاتھا؟وہ کہے گا کہ میں ایسا تو کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہیں کرتا تھا اور

دوسروں کو بُری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہیں رہتا تھا۔

نہیں کرتا۔

1238: سیدنا اسامہ بن زید ص کہتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ تم سیدنا عثمان ص کے پاس جا کر ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان سے گفتگو نہیں کرتا میں تم کو سناؤں؟ اللہ کی قسم میں ان سے باتیں کر چکا جو مجھے اپنے اور ان کے درمیان کرنا تھیں، البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں اور میں کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں میں بہتر ہے (یعنی خوشامد نہیں کرتا)۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لئے گدھے کی طرح جو چکی پیستا ہے، چکر لگائے گااور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا تھا اور بُری بات سے منع نہیں کرتاتھا؟وہ کہے گا کہ میں ایسا تو کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو بُری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہیں رہتا تھا۔

کتاب: شکار اور ذبح کے مسائل

باب: تیر کے ساتھ شکار اور تیر مارتے وقت بسم اللہ کہنا۔

1239: سیدنا عدی بن حاتم ص کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تو اپنا (شکاری) کتا چھوڑے، تو اللہ کا نام لے (کر چھوڑ) پھر اگر وہ تیرے شکار کو روک لے اور تو اس کو زندہ پائے، تو اس کو ذبح کراور اگر مار ڈالے اور کھائے نہیں، تو تو اس کو کھا لے اور اگر تیرے کتے کے ساتھ دوسرا کتا ملے اور جانور مارا جاچکا ہو، تو اس کو مت کھا کیونکہ معلوم نہیں کس نے اس کو مارا۔ اور جو تو اللہ کا نام لے کر تیر مارے پھر اگر تیرا شکار (تیر کھا کر) ایک دن تک غائب رہے، اس کے بعد تو اس میں اپنے تیر کے سوا اور کسی مار کا نشان نہ پائے، تو اگر تیرا جی چاہے تو اسے کھا لے اور اگر تو اس کو پانی میں ڈوبا ہوا پائے تو مت کھا۔

باب: کمان کے ساتھ اور سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے کے شکار کے متعلق۔

1240: سیدنا ابوثعلبہ خشنی ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور پوچھا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہم اہل کتاب (یعنی یہود یا نصاریٰ) کے ملک میں رہتے ہیں، ان کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں اور ہمارا ملک شکار کا ملک ہے، تو میں اپنی کمان سے، سکھائے ہوئے کتے اور اس کتے سے شکار کرتا ہوں جو سکھایا نہیں گیا، تو مجھ سے وہ طریقہ بیان کیجئے جو کہ حلال ہو۔ آ پ (ص) نے فرمایا کہ تو نے جو کہا کہ میں اہلِ کتاب کے ملک میں ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں تو اگر تم کو اور برتن مل سکیں، تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ اور اگر اور برتن نہ ملیں تو ان کو دھو لو اور پھر (ص) ن میں کھاؤ۔ اور جو تو نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو پس جس کو تیر پہنچے اور تو اس پر اللہ کانام لے کر چھوڑے، تو اسے کھا لے اور اگر تو اپنے شکاری کتے سے شکار کرے اور اس پر اللہ کا نام لے کر چھوڑوا ہو توکھا لے اور اگر ایسے کتے کا شکار ہو جو شکاری نہ ہو اور تو اسے زندہ پا لے تو ذبح کر کے کھا لے۔

باب: معراض کے شکار اور کتے کو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہنے کے متعلق

1241: سیدنا عدی بن حاتم ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا، توآپ (ص) نے فرمایا کہ جب لاٹھی کی لوہے والی طرف لگے تو کھا لے اور جب لکڑی والی طرف لگے اور مر جائے، تو وہ وقیذ ہے (یعنی موقوذہ ہے جو پتھر یا لکڑی سے مارا جائے اور وہ قرآن پاک میں حرام ہے) اس کو مت کھا اور میں نے رسول اللہ (ص) سے کتے کے بارے میں پوچھا توآپ (ص) نے فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنا کتا چھوڑے، تو کھا لے لیکن اگر کتا شکار میں سے کھا لے تو مت کھا کیونکہ اس نے اپنے لئے شکار کیا ۔ میں نے کہا کہ اگر میں اپنے کتے کے ساتھ دوسرے کتے کو پاؤں اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کتے نے پکڑا ہے؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو مت کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی تھی اور دوسرے کتے پر نہیں کہی تھی۔

باب: جب شکاری سے شکار غائب ہو جائے، پھر وہ اسے پالے۔

1242: سیدنا ابوثعلبہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اپنا شکار تین روز کے بعد پائے، تو اگر وہ بدبودار نہ ہو گیا ہو تو اس کو کھا لے۔

باب: شکاری کتا اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔

1243: سیدنا ابن عمرص نبی اسے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص کتا پالے بشرطیکہ وہ شکاری نہ ہو اور نہ جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو، تو اس کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط گھٹتے جائیں گے۔ (ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ثواب کو کہا جاتا ہے)۔

1244: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص (بلاضرورت) کتا پالے مگر یہ کہ وہ ریوڑ یا شکار یا کھیت کے لئے ہو تو (بصورتِ دیگر) اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط (ثواب) کم ہو گا۔ زہری (راوی) نے کہا کہ سیدنا ابن عمر ص سے سیدنا ابوہریرہ ص کے قول کا ذکر ہوا کہ وہ کھیت کے کتے کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابوہریرہ ص پر رحم کرے وہ کھیت والے تھے۔ (لیکن راوی زہری کا یہ اثر منقطع ہے کیونکہ مسلم میں ہی ابن عمر ص کی حدیث میں کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت موجود ہے)۔

باب: کتوں کو مارنے کے متعلق۔

1245: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے کتوں کے مارنے کاحکم کیا یہاں تک کہ عورت جنگل سے اپنا کتالے کر (مدینے میں) آتی تو ہم اس کو بھی مار ڈالتے۔ پھر آپ (ص) نے کتوں کے قتل سے منع فرمایا اور کہا کہ اس سیاہ کتے کو مار ڈالو جس کی آنکھ پر دو سفید نقطے ہوں کیونکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔

باب: کنکریاں پھینکنے سے منع کرنے کے متعلق۔

1246: سیدنا سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مغفل ص نے اپنے پاس ایک آدمی کو کنکریاں پھنکتے ہوئے دیکھا تو اسے منع کیا اور کہا کہ بیشک رسول اللہ (ص) کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک اس سے نہ شکار ہوتا ہے، نہ دشمن مرتا ہے بلکہ (جب کسی کے لگتی ہے تو) دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے ۔ راوی نے کہا کہ پھر سیدنا عبداللہ ص نے اس کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میں نے تجھ سے رسول اللہ (ص) کی حدیث بیان کی کہ آپ (ص) نے اس سے منع فرمایا ہے اور میں

دیکھتا ہوں کہ تو پھر کنکریاں پھینکے جاتا ہے، اب میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (خذف کنکری یا گٹھلی یا ان کے مانند کوئی اور چیز دو انگلیوں کے درمیان میں رکھ کر یا انگلی اور انگوٹھے کے درمیان میں رکھ کر مارنے کو کہتے ہیں)۔

باب: جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت ہے۔

1247: ہشام بن زید بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا انس بن مالک ص کیساتھ حکم بن ایوب کے گھر گیااور وہاں کچھ لوگوں نے ایک مرغی کو نشانہ بنایا ہوا تھااور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے تو سیدنا انس ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

1248: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر ص قریش کے چند جوانوں پر گزرے، انہوں نے ایک پرندہ باندھ کر اسے ہدف بنایا ہوا تھا اور اس کو تیر مار رہے تھے اور جس کا پرندہ تھا اس سے یہ معاہدہ تھا کہ جو تیر نشانے پر نہ لگے اس تیر کو وہ لے لے۔ جب ان لوگوں نے سیدنا ابن عمر ص کو دیکھا تو الگ ہو گئے۔ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ جس نے یہ کیا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ بیشک رسول اللہ (ص) نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بنانے والے پر لعنت کی ہے۔

باب: اچھے طریقے سے ذبح کرنے اور چھری تیز کرنے کے متعلق حکم۔

1249: سیدنا شداد بن اوس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے دو باتیں یاد رکھیں ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے حتی کہ جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور چاہئیے کہ تم میں سے جو کوئی ذبح کرنا چاہے، وہ چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو آرام دے (اور یہی مستحب ہے کہ جانور کے سامنے تیزنہ کرے اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے اور نہ ذبح کرنے سے پہلے کھینچ کر لے جائے)۔

باب: خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا حکم اور دانت اور ناخن سے ذبح کرنے کی ممانعت۔

1250: سیدنا رافع بن خدیج ص کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہم کل دشمن سے لڑنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جلدی کر یا ہوشیاری کر جو خون بہادے اور اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھا لے، سوا دانت اور ناخن کے۔ اور میں تجھ سے کہوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھریاں ہیں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں مالِ غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں، پھر ان میں سے ایک اونٹ بگڑ گیا، ایک شخص نے اس کو تیر سے مارا تو وہ ٹھہر گیا۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھی بعض بگڑ جاتے ہیں اور بھاگ نکلتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھاگتے ہیں۔ پھر جب کوئی جانور ایسا ہو جائے تو اس کے ساتھ یہی کرو (یعنی دور سے تیر سے نشانہ کرو)۔

کتاب: قربانی کے مسائل

باب: (جب ذوالحجہ کے شروع کے) دس دن آجائیں اور کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے ۔

1251: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہاکہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس کے پاس ذبح کرنے کیلئے جانور ہو اور ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، جب تک قربانی نہ کر لے۔

باب: اس وقت کا بیان جس میں قربانی ذبح کی جا سکتی ہے۔

1252: سیدنا جندب بن سفیان ص کہتے ہیں کہ میں نبی (ص) کے ساتھ عید الاضحی میں شریک ہوا، آپ (ص) نے ابھی کچھ بھی نہ کیا تھا سوائے اس کے کہ آپ (ص) نے (عید کی) نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے، سلام پھیرا کہ اچانک آپ (ص) نے قربانی کی بکری دیکھی کہ وہ نماز سے پہلے ذبح کی جا چکی ہے۔ چنانچہ آپ (ص) نے فرمایا کہ جس نے قربانی نماز عید سے پہلے کر لی تو اس قربانی کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے قربانی نہیں کی تو وہ اللہ کے نام کے ساتھ قربانی ذبح کر دے۔

باب: جس نے قربانی کا جانور نمازِ (عید) سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی قربانی نہیں۔

1253: سیدنا براء بن عازب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ انے فرمایا: کہ سب سے پہلے جو کام ہم اس دن کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ (عید کی) نماز پڑھتے پھر (گھر کو) لوٹ کر قربانی کرتے ہیں۔ تو جوکوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریقے پر چلااور جو (نماز سے پہلے) ذبح کرے تووہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے تیار کیا (اور وہ) قربانی نہ ہو گی۔ اور سیدنا ابوبردہ بن نیار ص ذبح کرچکے تھے، وہ بولے کہ میرے پاس (ایک برس سے کم کا) ایک جذعہ ہے جو مسنہ (ایک برس سے زیادہ عمر کے دوندے) سے بہتر ہے، آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اس کو ذبح کر لے اور تیرے بعد کسی کو جائز نہیں ہے۔

باب: کس عمر کے جانور قربانی میں جائز ہیں؟

1254: سیدنا جابربن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قربانی میں مت ذبح کر مگر مسنہ (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو یعنی دوندا) البتہ جب تمہیں ایسا جانور نہ ملے تو دنبہ کا جذعہ قربان کر لو (جو چھ مہینے کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)۔

باب: جذع کی قربانی۔

1255: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں قربانی کی بکریاں بانٹیں تو میرے حصے میں ایک جذعہ (ایک برس کا بچہ)آیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے حصے میں ایک جذعہ آیا ہے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اسی کی قربانی کر۔

باب: دو مینڈھوں کی قربانی جو سفید و سیاہ سینگوں والے ہوں اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے اور بسم اللہ اور اللہ اکبر کہنے میں استحباب کا بیان۔

1256: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو سفید اور سیاہ، سینگ دار تھے۔ میں نے آپ (ص) کو اپنے دستِ مبارک سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ (ذبح کے وقت) آپ (ص) اپنا پاؤں ان کی طردن پر رکھے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ آپ (ص) نے (ذبح کے وقت) بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

باب: نبی (ص) کا اپنی طرف سے اور اپنی آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی ذبح کرنا۔

1257: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں)۔ پھر ایک ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! چھری لا۔ پھر فرمایا کہ اس کو پتھر سے تیز کر لے۔ میں نے تیز کر دی۔ پھر آپ (ص) نے چھری لی، مینڈھے کو پکڑا، اس کو لٹایا، پھر ذبح کرتے وقت فرمایا کہ بسم اللہ، اے اللہ! محمد ((ص)) کی طرف سے اور محمد

((ص)) کی آل کی طرف سے اور محمد ((ص)) کی امت کی طرف سے اس کو قبول کر، پھر اس کی قربانی کی۔

باب: قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے کی ممانعت۔

1258: ابوعبید مولیٰ ابن ازہر سے روایت ہے کہ انہوں نے عید کی نماز سیدنا عمر ص کے ساتھ پڑھی۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے علی ص بن ابی طالب کے ساتھ نمازِ (عید) پڑھی، انہوں نے خطبے سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ رسول اللہ (ص) نے قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے تو (تین دن کے بعد) مت کھاؤ (بلکہ تین دن تک کھاؤ اور خیرات بھی کرو)۔

باب: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت (کھانے) کی اجازت اور ذخیرہ کرنے، سفر میں لے جانے اور صدقہ کرنے کے بیان میں۔

1259: عبداللہ بن ابوبکر سیدنا عبداللہ بن واقد ص سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عبداللہ بن ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے سچ کہا، میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ (ص) کے عہد میں دیہات کے چند لوگ عید الاضحی میں شریک ہونے کو آئے (اور وہ محتاج لوگ تھے) توآپ (ص) نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے موافق رکھ لو اور باقی خیرات کر دو (تاکہ یہ محتاج بھوکے نہ رہیں اور ان کو بھی کھانے کو گوشت ملے)۔ اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے تھے (ان کی کھالوں کی) اور ان میں چربی پگھلاتے تھے رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اب کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ (ص) نے قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے (اور اس سے نکلا کہ قربانی کا کوئی جزو تین دن سے زیادہ نہ رکھنا چاہئیے)، آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آگئے تھے اب کھاؤ اور رکھ چھوڑو اور صدقہ دو۔

باب: ”فرع“ اور ”عتیرہ“ کے بیان میں۔

1260: سیدناا بوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نہ فرع جائز ہے اور نہ عتیرہ (جائز ہے) ۔ ابن رافع نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے جس کو مشرک ذبح کیا کرتے تھے۔

باب: اس کے متعلق جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

1261: ابوالطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علی ص کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ (ص) آپ کو چھپا کر کیا بتلاتے تھے؟ یہ سن کر سیدنا علی ص غصے ہوئے اور کہنے لگے کہ نبی (ص) نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتلائی جو اور لوگوں سے چھپائی ہو مگر آپ (ص) نے مجھ سے چار باتیں فرمائیں۔ وہ شخص بولا کہ اے امیرالمؤمنین! وہ کیا ہیں؟ سیدنا علی ص نے کہا کہ نبی (ص) نے فرمایا: 1۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے باپ پر لعنت کرے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ اس پرلعنت کرے جو اللہ کے سوا اور کسی کے لئے ذبح کرے۔ 3۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو جگہ دے۔ 4۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو زمین کے نشان کو بدل دے۔

کتاب: (پانی، شراب وغیرہ) پینے کے مسائل

باب: شراب کی حرمت۔

1262: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر نشہ لانے والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر خمر (شراب) حرام ہے۔

1263: علی بن ابی طالب ص کہتے ہیں کہ مجھے بدر کے دن مالِ غنیمت میں ایک اونٹنی ملی اور اسی دن ایک اونٹنی رسول اللہ (ص) نے مجھے خمس میں سے اور دی۔ پھر جب میں نے چاہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کروں جو کہ رسول اللہ (ص) کی صاحبزادی تھیں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں مل کر اذخر لائیں اور سناروں کے ہاتھ بیچیں اور اس سے میں اپنی شادی کا ولیمہ کروں۔ میں اپنی دونوں اونٹنیوں کا سامان پالان، رکابیں اور رسیاں وغیرہ اکٹھا کر رہا تھا اور وہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کی کوٹھری کے بازو میں بیٹھی تھیں۔ جس وقت میں یہ سامان جو اکٹھا کر رہا تھا اکٹھا کر کے لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں، ان کی کوکھیں پھٹی ہوئی ہیں اور ان کے جگر نکال لئے گئے۔ مجھ سے یہ دیکھ کر نہ رہا گیا اور میری آنکھیں تھم نہ سکیں (یعنی میں رونے لگا یہ رونا دنیا کے طمع سے نہ تھا بلکہ سیدہ فاطمہ زہراء اور رسول اللہ (ص) کے حق میں جو تقصیر ہوئی، اس خیال سے تھا) میں نے پوچھا کہ یہ کس نے کیا؟ لوگوں نے کہا کہ حمزہ ص بن عبدالمطلب نے اور وہ اس گھر میں انصار کی ایک جماعت کے ساتھ ہیں جو شراب پی رہے ہیں، ان کے سامنے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ایک گانے والی نے گانا گایا تو گانے میں یہ کہا کہ اے حمزہ اٹھ ان موٹی اونٹنیوں کو اسی وقت لے۔ حمزہ ص تلوار لے کر اٹھے اور ان کے کوہان کاٹ لئے اور کوکھیں پھاڑ ڈالیں اور جگر (کلیجہ) نکال لیا۔سیدنا علی ص نے کہا کہ یہ سن کر میں رسول اللہ (ص) کے پاس گیا، وہاں زید بن حارثہ ص بیٹھے تھے۔ آپ (ص) نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے سے رنج و مصیبت کو پہچان لیا اور فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کی قسم! آج کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ ص نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کیا، ان کے کوہان کاٹ لئے، کوکھیں پھاڑ ڈالیں اور وہ اس گھر میں چند شرابیوں کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ (ص) نے اپنی چادر منگوا کر اوڑھی اور پھر پیدل چلے، میں اور زید بن حارثہ دونوں آپ (ص) کے پیچھے تھے، یہاں تک کہ آپ (ص) اس دروازے پر آئے جہاں حمزہ ص تھے (ص) ور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ لوگوں نے اجازت دی۔ دیکھا تو وہ شراب پئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ (ص) نے سیدنا حمزہ ص کو اس کام پر ملامت شروع کی اور سیدنا حمزہ کی آنکھیں(نشہ کی وجہ سے) سرخ تھیں انہوں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا، پھر آپ ص کے گھٹنوں کو دیکھا، پھر نگاہ بلند کی تو ناف کو دیکھا۔ پھر نگاہ بلند کی تو منہ کو دیکھا اور (نشہ میں دھت ہونے کی وجہ سے) کہا کہ تم تو میرے باپ دادوں کے غلام ہو۔ تب رسول اللہ (ص) نے پہچانا کہ وہ نشہ میں مست ہیں توآپ (ص) الٹے پاؤں پھرے اور باہر نکلے۔ ہم بھی آ پ (ص) کے ساتھ نکلے۔

باب: ہر نشہ دار چیز حرام ہے۔

1264: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ ایک شخص جیشان سے آیا (اور جیشان یمن میں۔ ایک شہر کانام ہے) اس نے یمن کی اس شراب کے بارے میں پوچھا جو اس کے ملک میں پی جاتی تھی اور وہ مکئی سے بنائی جاتی تھی اور اس کو مزر کہتے تھے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس میں نشہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو نشہ پئے اس کو (آخرت میں)

طينة الخبال پلائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! طينة الخبال کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ جہنمیوں کا پسینہ ہے یا جسم سے نکلنے والا خون اور پیپ۔

باب: جو شراب نشہ دار ہو وہ حرام ہے۔

1265: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ ص کہتی ہیں کہ رسول اللہ اسے بتع (ایک قسم کی) شراب کے بارے میں پوچھاگیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر وہ شراب جس میں نشہ ہو، وہ حرام ہے۔

باب: جس نے دنیا میں شراب پی، وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا مگر یہ کہ توبہ کر لے۔

1266: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص دنیا میں شراب پئے، وہ آخرت میں نہ پئے گا مگر جب وہ توبہ کرلے۔

باب: شراب، کھجور اور انگور سے بھی بنتی ہے۔

1267: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ شراب ان دو درختوں سے ہوتی ہے، ایک کھجور اور دوسرے انگور کے درخت سے۔

باب: شراب گدر (کچی کھجور) اور خشک کھجور سے۔

1268: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوطلحہ، ابودجانہ، معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص اندر آیا اور کہنے لگا: ایک نئی خبر ہے کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ پھر ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا اور وہ شراب گدر (یعنی وہ کچھ کھجور جس کا رنگ سرخ یا زرد ہوچکا ہو لیکن ابھی کھانے کے قابل نہ ہو) اور خشک کھجور کی تھی۔ قتادہ نے کہا کہ سیدنا انس ص نے کہا کہ جب شراب حرام ہوئی تو اکثر شراب ان کی یہی تھی خلیط یعنی گدر اور خشک کھجور کو ملا کر (بنائی ہوئی)۔

باب: پانچ اشیاء کی شراب۔

1269: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ سیدناعمر ص نے رسول اللہ (ص) کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر کہا کہ حمد و ثنا کے بعد! جان رکھو کہ جب شراب حرام ہوئی تھی تو پانچ چیزوں سے بنا کرتی تھی گندم ، جَو ،کھجور ، انگور اور شہد سے۔ اور شراب وہ ہے جو عقل میں فتور ڈالے (خواہ کسی چیز کی ہو۔ اس سے امام ابوحنیفہ کا قول رد ہو گیا کہ شراب انگور سے خاص ہے کیونکہ سیدنا عمر ص نے منبر پر فرمایا اور تمام صحابہ نے قبول کیا کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اجماع ہو گیا)۔ اے لوگو! میری خواہش تھی کہ کاش رسول اللہ (ص) ہم سے تین چیزوں کا (یعنی) دادے کے ترکے کا، کلالہ کے ترکے کا اور سود کے چندابواب کا (مفصل) بیان فرماتے۔

باب: انگور اور کھجور کی نبیذ بنانے کی ممانعت۔

1270: سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے کھجور اور انگور کو یا پکی اور کچی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

1271: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نبید (کھجور یا انگور کا شربت) پئے تو صرف انگور کا پئے یا صرف کھجور کا یا صرف گدر کھجور کا (پئے)۔

باب: دباء اور مزفت (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی ممانعت۔

1272: زاذان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر ص سے کہا کہ مجھے پینے کی چیزوں میں سے ان چیزوں کے متعلق بتائیے جن سے رسول اللہ (ص) نے منع فرمایا ہے۔ اپنی لغت میں بتا کر پھر اس کی ہماری لغت میں وضاحت کر دیجئے کیونکہ آپ کی زبان ہماری زبان سے ذرا ہٹ کر ہے، تو انہوں نے کہا کہ آپ (ص) حنتم یعنی ٹھلیا سے، دباء (کدو کا برتن) مزفت یعنی روغنی برتن اور نقیر یعنی کھجور کی لکڑی کو کرید کر بنائے جانے والے برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اور اس بات کا حکم دیا کہ نبیذ مشکوں میں بنایا جائے۔

باب: پتھر کے گھڑے میں نبیذ بنانے کی اجازت۔

1273: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے لئے نبیذ ایک مشک میں بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ملتی تو پتھر کے گھڑے میں بناتے۔ بعض نے کہا کہ میں نے ابوالزبیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ گھڑا برام یعنی پتھر کا تھا۔

باب: ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی رخصت اور ہر نشے والی چیز پینے کی ممانعت۔

1274: سیدنا بریدہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے تمہیں برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن برتنوں سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی اور ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے۔

باب: (ہر قسم کے) مٹکے کو استعمال کرنے کی رخصت سوائے روغنی مٹکے کے۔

1275: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے کچھ برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام ' نے عرض کیا کہ تمام لوگوں کو وہ برتن میسر نہیں ہو سکتے جن میں نبیذ بنانے کی اجازت ہے، چنانچہ آپ (ص) نے سوائے مزفت یعنی روغنی مٹکے کے باقی تمام برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دیدی۔

باب: نبیذ استعمال کرنے کی میعاد۔

1276: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے لئے اوّل رات میں نبیذ بھگو دیتے آپ (ص) اس کو صبح کو پیتے، پھر دوسری رات کو، پھر صبح کو، پھر تیسری رات کو، پھر صبح سے عصر تک۔ اس کے بعد جو بچتا تو آ پ (ص) خادم کو پلا دیتے یا حکم دیتے وہ بہا دیا جاتا۔

1277: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے لئے ایک مشک میں نبیذ بھگوتے اور گانٹھ لگا دیتے۔ اس میں سوراخ تھا۔ صبح کو ہم بھگوتے اور رات کو آپ (ص) پیتے اور رات کو بھگوتے اور آ پ (ص) صبح کو پیتے۔

باب: شراب سے سرکہ بنانے کے متعلق۔

1278: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) سے شراب سے سرکہ بنانے کے متعلق پوچھا گیا ؟ تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ نہیں۔

باب: شراب سے دوا کرنا۔

1279: وائل حضرمی سے روایت ہے کہ طارق بن سوید جعفی ص نے نبی (ص) سے شراب کے بارے میں پوچھا

تو آپ (ص) نے اس کے بنانے سے منع کیا (یا ناپسند کیا)۔ وہ بولا کہ میں دوا کے لئے بناتا ہوں تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ نہیں وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

باب: برتن کو ڈھانپنے کے متعلق۔

1280: سیدنا ابوحمید ساعدی ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس ایک پیالہ دودھ کا (مقامِ) نقیع سے لایا، جو ڈھانپا ہوا نہ تھا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں؟ (اگر ڈھانپنے کو کچھ نہ تھا تو) ایک آڑی لکڑی ہی اس پر رکھ لیتا۔ ابو حمید (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ ہمیں رات کے وقت مشکیزوں کو باندھنے اور دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا۔

باب: برتن کو ڈھانپو اور مشک کا منہ بند کرو۔

1281: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب رات ہو جائے یا فرمایا کہ تم شام کرو تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب کچھ رات گذر جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھولتا۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا بندھن باندھ دو اور اپنے برتنوں کو ڈھانک لو اللہ کا نام لے کر۔ (اگر برتن ڈھانکنے کیلئے اور کچھ نہ ملے سوا اس کے) ان برتنوں کے اوپر کوئی چیز چوڑائی میں رکھو (تو وہی رکھ دو) اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔

1282: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: برتن ڈھانپ دو اور مشک بند کر دو، اس لئے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا اترتی ہے۔ پھر وہ وبا جو برتن کھلا پاتی ہے یا مشک کھلی پاتی ہے، اس میں اتر جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لیث (راوی) نے کہا کہ ہمارے ہاں عجم میں ”کانون اول“ (یعنی دسمبر) میں لوگ اس سے بچتے ہیں۔

باب: شہد، نبیذ، دودھ اور پانی پینے کے متعلق۔

1283: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالے سے رسول اللہ (ص) کو شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا ہے۔

1284: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) مکہ سے مدینہ کو آئے تو سراقہ بن مالک نے (مشرکوں کی طرف سے) آپ (ص) کا پیچھا کیا۔ آپ (ص) نے اس کے لئے بددعا کی تو اس کا گھوڑا (زمین میں)دھنس گیا (یعنی زمین نے اس کو پکڑ لیا)۔ وہ بولا کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے۔ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ (ص) نے اللہ سے دعا کی (تو اس کو نجات ملی) پھر آپ (ص) کو پیاس لگی اور آپ (ص) بکریوں کے چرواہے کے قریب سے گزرے۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں نے پیالہ لیا اور تھوڑا سا دودھ آپ (ص) کے لئے دوہا اور لے کر آپ (ص) کے پاس آیا، آ پ (ص) نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔

1285: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) جس رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو آپ (ص) کے پاس دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ، آپ (ص) نے دونوں کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ لے لیا۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے آ پکو فطرت کی ہدایت کی (یعنی اسلام کی اور استقامت کی)۔ اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

باب: پیالے میں پینا۔

1286: سیدنا سہل بن سعد ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر ہوا تو آپ (ص) نے ابواسید کو اسے پیغام دینے کا حکم دیا، انہوں نے پیغام دیا، وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعوں میں اتری، رسول اللہ (ص) نکلے اور اس کے پاس تشریف لے گئے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے ہوئے ہے، آپ (ص) نے اس سے بات کی تو وہ بولی کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری پناہ مانگتی ہوں ۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیا (یعنی اب میں تجھ سے کچھ نہیں کہوں گا)۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو، وہ تجھ سے نکاح کی بات چیت کرنے کو تشریف لائے تھے۔ وہ بولی کہ میں بدقسمت تھی (جب تو میں نے آپ (ص) سے پناہ مانگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منگنی کرنے والے کو عورت کی طرف دیکھنا درست ہے) سیدنا سہل ص نے کہا کہ پھر رسول اللہ (ص) اس دن آ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے ساتھیوں کے سمیت تشریف فرما ہوئے پھر سہل سے کہا کہ ہمیں پلاؤ۔ سیدنا سہل ص نے کہا کہ میں نے یہ پیالا نکالا اور سب کو پلایا۔ ابوحازم نے کہا کہ سیدنا سہل نے وہ پیالا نکالا اور ہم نے بھی (برکت کیلئے) اس میں پیا پھر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) وہ پیالہ سیدنا سہل ص سے مانگا تو انہوں نے ہبہ کر دیا۔

باب: مشکوں کو الٹنے کی ممانعت میں۔

1287: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مشکوں کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مشک کو الٹا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مشک کا منہ نیچے کر کے اس سے براِ راست پانی پیا جائے۔

باب: سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔

1288: سیدنا عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہم سیدنا حذیفہ ص کے ساتھ مدائن میں تھے کہ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا تو سیدنا حذیفہ ص نے برتن پھینک دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں نے اس کو کہا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلانا، کیونکہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور موٹا اور باریک ریشم نہ پہنو، کیونکہ یہ چیزیں (کفار) کے لئے دنیا میں اور ہم (مسلمانوں کے لئے) آخرت میں قیامت کے دن ہے۔جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے تو وہ یقینا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔

1289: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے (وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے)

باب: جب پانی پی لے، تو دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے۔

1290: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ہمارے گھر میں آئے اور پانی مانگا۔ ہم نے بکری کا دودھ دوہا، پھر اس میں اپنے اس کنوئیں سے پانی ملایا اور رسول اللہ (ص) کو دیا۔ آپ (ص) نے پیا اور سیدنا ابوبکر ص آپ (ص) کے بائیں طرف بیٹھے تھے (ص) ور سیدنا عمر ص سامنے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔جب رسول اللہ (ص) نے سیر ہو کر پی لیا تو سیدنا عمر ص نے (سیدنا ابوبکر ص) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یارسول اللہ یہ ابوبکر ص ہیں۔ تو آپ (ص) نے (باقی) اعرابی کو دیا اور سیدنا ابوبکر اور

عمر ص کو نہیں دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف والے مقدم ہیں دائیں طرف والے ، پھر دائیں طرف والے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ یہ تو سنت ہے، سنت ہے، سنت ہے۔

باب: بڑوں کو (پہلے) دینے کیلئے چھوٹوں سے اجازت لینے کے متعلق۔

1291: سیدنا سہل بن سعد ساعدی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے پاس پینے کی کوئی چیز آئی توآپ (ص) نے اس سے پیا۔ آپ (ص) کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑے لوگ تھے، آپ (ص) نے لڑکے سے فرمایا کہ تو مجھ کو بڑے لوگوں کو پہلے دینے کی اجازت دیتا ہے؟ وہ بولا کہ نہیں اللہ کی قسم میں اپنا حصہ کسی دوسرے کو نہیں دینا چاہتا یہ سن کر آپ (ص) نے اس لڑکے کے ہاتھ میں دیدیا۔

باب: برتن میں سانس لینے کی ممانعت۔

1292: سیدنا ابوقتادہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے برتن کے اندر ہی سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

باب: رسول اللہ (ص) پیتے وقت سانس لیتے تھے (ایک سانس میں نہیں پیتے تھے)۔

1293: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) پینے میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے تھے کہ ایسا کرنے سے خوب سیری ہوتی ہے اور پیاس خوب بجھتی ہے یا بیماری سے تندرستی ہوتی ہے اورپانی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ میں بھی پانی پینے میں تین بار سانس لیتا ہوں۔

باب: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت۔

1294: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پئے اور جو بھولے سے پی لے تو قے کر ڈالے۔

باب: زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینے کی اجازت۔

1295: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو زمزم کا پانی پلایا، آپ (ص) نے کھڑے ہو کر پیا اور کعبہ کے پاس پانی طلب فرمایا۔

1292: سیدنا ابوقتادہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے برتن کے اندر ہی سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

باب: رسول اللہ (ص) پیتے وقت سانس لیتے تھے (ایک سانس میں نہیں پیتے تھے)۔

1293: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) پینے میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے تھے کہ ایسا کرنے سے خوب سیری ہوتی ہے اور پیاس خوب بجھتی ہے یا بیماری سے تندرستی ہوتی ہے اورپانی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ میں بھی پانی پینے میں تین بار سانس لیتا ہوں۔

باب: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت۔

1294: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پئے اور جو بھولے سے پی لے تو قے کر ڈالے۔

باب: زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینے کی اجازت۔

1295: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو زمزم کا پانی پلایا، آپ (ص) نے کھڑے ہو

کر پیا اور کعبہ کے پاس پانی طلب فرمایا۔

کتاب: کھانے کے مسائل

باب: کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان۔

1296: سیدنا حذیفہ ص کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ کھانا کھاتے تو اپنے ہاتھ نہ ڈالتے جب تک آپ (ص) شروع نہ کرتے اور ہاتھ نہ ڈالتے۔ ایک دفعہ ہم آپ (ص) کے ساتھ کھانے پر موجود تھے اور ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کو ہانک رہا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو آپ (ص) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی دوڑتا ہوا آیا تو آپ (ص) نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر فرمایا کہ شیطان اس کھانے پر قدرت پالیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اور وہ (ص) یک لڑکی کو اس کھانے پر قدرت حاصل کرنے کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اس دیہاتی کو اسی غرض سے لایا تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان کا ہاتھ اس لڑکی ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ (ص) نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا۔

1297: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب آدمی اپنے گھر میں جاتا ہے، اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ جل جلالہ◆ کا نام لیتا ہے، تو شیطان (اپنے رفیقوں اور تابعداروں سے) کہتا ہے کہ نہ تمہارے یہاں رہنے کا ٹھکانہ ہے، نہ کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رہنے کا ٹھکانہ تو مل گیا اور جب کھاتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہارے رہنے کا ٹھکانہ بھی ہوا اور کھانا بھی ملا۔

باب: دائیں ہاتھ سے کھانا۔

1298: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو دائیں ہاتھ سے پئے، اسلئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

1299: سیدنا ایاس بن سلمہ بن اکوع ص اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ (ص) کے پاس ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھا۔ وہ بولا کہ میرے سے نہیں ہو سکتا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کرے تجھ سے نہ ہو سکے۔ اس نے ایسا غرور کی راہ سے کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ساری زندگی اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا۔

باب: جو کھانے والے کے سامنے ہو اس سے کھانا چاہیئے۔

1300: سیدنا عمر بن ابی سلمہ صکہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کی گود میں تھا (کیونکہ آپ (ص) نے عمر کی والدہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا) اور میراہاتھ پیالے میں سب طرف گھوم رہا تھا توآپ (ص) نے فرمایا کہ اے لڑکے: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داہنے ہاتھ سے کھا اور جو پاس ہو ادھر سے کھا۔

باب: تین انگلیوں سے کھانا چاہیئے۔

1301: سیدنا کعب بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ہاتھ پونچھنے سے

پہلے ان کو چاٹ لیتے تھے۔

باب: جب کھانا کھا لے، تو اپنا ہاتھ خود چاٹے یا دوسرے کو چٹائے۔

1302: سیدنا ابن عباس صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک اس کو خود نہ چاٹ لے یا کسی کو چٹا نہ دے۔

باب: انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا بیان۔

1303: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے انگلیوں اور برتن کو چاٹنے (صاف کرنے) کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ برکت (کھانے کے کس لقمے یا جزو میں) کس میں ہے۔

باب: جب لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھانے کا بیان۔

1304: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اسکے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی حاضر رہتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر پڑے تواس کو (لگنے والے) کچرے وغیرہ سے صاف کر کے جو کھا لے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو انگلیاں چاٹے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کون سے کھانے میں ہے۔

باب: کھانے اور پینے پر الحمد للہ کہنے کے بارے میں۔

1305: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کھا کر الحمد للہ پڑھے یا پی کر الحمدللہ پڑھے (یعنی صبح یا شام یا کسی اور وقت کے کھانے کے بعد)۔

باب: کھانے اور پینے کی نعمتوں کے بارے میں سوال کا بیان۔

1306: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک دفعہ رات یا دن کو باہر نکلے اور آپ (ص) نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں اس وقت کونسی چیز گھر سے نکال لائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! بھوک کے مارے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں، چلو۔ پھر وہ آپ (ص) کے ساتھ چلے، آپ (ص) ایک انصاری کے دروازے پر آئے، وہ اپنے گھر میں نہیں تھا۔ اس کی عورت نے آپ (ص) کو دیکھا تو اس نے خوش آمدید کہا۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ فلاں شخص (اس کے خاوند کے متعلق فرمایا) کہاں گیا ہے؟ وہ بولی کہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گیا ہے (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر سے اجنبی عورت سے بات کرنا اور اس کو جواب دینا درست ہے، اسی طرح عورت اس مرد کو گھر بلا سکتی ہے جس کے آنے سے خاوند راضی ہو) اتنے میں وہ انصاری مرد آگیا تو اس نے رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کے دن کسی کے پاس ایسے مہمان نہیں ہیں جیسے میرے پاس ہیں۔ پھر گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آیا جس میں گدر، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں اور کہنے لگا کہ اس میں سے کھائیے پھر اس نے چھری لی تو آپ (ص) نے فرمایاکہ دودھ والی بکری مت کاٹنا۔ اس نے ایک بکری کاٹی اور سب نے اس کا گوشت کھایا اور کھجور بھی کھائی اور پانی پیا۔ جب کھانے پینے سے سیر ہوئے تو رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایاکہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال ہو گا کہ تم اپنے گھروں سے بھوک کے مارے نکلے اور نہیں

لوٹے یہاں تک کہ تمہیں یہ نعمت ملی۔

باب: ہمسائے کی دعوتِ (طعام) قبول کرنے کا بیان۔

1307: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کا ایک ہمسایہ عمدہ شوربا بناتا تھا، وہ ایرانی تھا۔ اس نے ایک دفعہ رسول اللہ (ص) کے لئے شوربا بنایا اور آپ (ص) کو بلانے کے لئے آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر وہ دوبارہ بلانے کو آیا تو آ پ (ص) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ (ص) نے فرمایا کہ تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر سہ بارہ آپ (ص) کو بلانے کے لئے آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ وہ بولا ہاں۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلے (یعنی رسول اللہ (ص) اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) یہاں تک کہ اس کے مکان پر پہنچے۔

باب: جو آدمی کھانے کے لئے بلایا جائے اور اس کے پیچھے دوسرا آدمی بھی چلا جائے (تو...)۔

1308: سیدنا ابومسعود انصاری ص کہتے ہیں کہ انصار میں ایک آدمی جس کا نام ابوشعیب تھا، جس کا ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ اس انصاری نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا اور آ پ (ص) کے چہرے پر بھوک معلوم ہوئی تو اپنے غلام سے کہا کہ ہم پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کر کیونکہ میں رسول اللہ (ص) کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آ پ (ص) پانچ آدمیوں میں پانچویں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے کھانا تیار کیا۔ پھر آپ (ص) کے پاس آ کر دعوت دی اور آپ (ص) پانچ میں پانچویں تھے۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہو گیا تو جب آ پ (ص) دروازے پر پہنچے تو (صاحبِ خانہ سے) فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے، اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے، ورنہ یہ لوٹ جائے گا۔ اس نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ (ص)! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

باب: مہمان کے معاملہ میں ایثار۔

1309: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے (کھانے پینے کی) بڑی تکلیف ہے۔ آپ (ص) نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس کہلا بھیجا، وہ بولیں کہ قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچائی کیساتھ بھیجا ہے کہ میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ (ص) نے دوسری زوجہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا، یہاں تک کہ سب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہی جواب آیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ آج کی رات کو ن اس کی مہمانی کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، تب ایک انصاری اٹھا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! میں کرتا ہوں۔ پھر وہ اس کو اپنے ٹھکانے پر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ وہ بولی کہ کچھ نہیں البتہ میرے بچوں کا کھانا ہے۔ انصاری نے کہا کہ بچوں سے کچھ بہانہ کر دے اور جب ہمارا مہمان اندر آئے اور دیکھنا جب ہم کھانے لگیں تو چراغ بجھا دینا۔ پس جب وہ کھانے لگا تو وہ اٹھی اور چراغ بجھا دیا (راوی) کہتا ہے وہ بیٹھے اور مہمان کھاتا رہا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور میاں بیوی بھوکے بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھایا۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تعجب کیا جو تم نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ کیا (یعنی خوش ہوا)۔

باب: دو (آدمیوں) کا کھانا تین کو کافی ہے۔

1310: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کوکافی ہو جاتا

ہے اور تین کا چار کو، کافی ہے۔

1311: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ ایک کا کھانا دوکوکافی ہے، دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو کافی ہے۔

باب: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

1312: سیدنا جابر اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

1313: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک مہمان آیا اور وہ کافر تھا، آپ (ص) نے اس کی ضیافت (مہمانی) کی۔ آپ (ص) نے حکم دیا تو ایک بکری کا دودھ دوہا گیا، وہ پی گیا۔ پھر دوسری بکری کا (دوہا تو) وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری کا (دوہا تو) وہ بھی پی گیا، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری صبح کو وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ (ص) نے حکم دیا تو ایک بکری کا دودھ دوہاگیا تو اس نے اس کا دودھ پیا پھر دوسری کا (دوہا تو) وہ پورا بھی نہ پی سکا۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

باب: ”کدو“ کھانے کے بیان میں۔

1314: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی ایک شخص نے دعوت کی تو میں بھی آپ (ص) کے ساتھ گیا، شوربا آیا جس میں کدو تھا، رسول اللہ (ص) نے بڑے مزے سے کدو کھانا شروع کیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کدو کے ٹکڑے آپ (ص) کی طرف ڈالتا تھا اور خود نہیں کھاتا تھا۔ سیدناانس ص نے کہا کہ اس روز سے مجھے کدو پسند آگیا۔

باب: سرکہ اچھا سالن ہے۔

1315: طلحہ بن نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا جابر بن عبداللہ صسے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر روٹی کے چند ٹکڑے آپ (ص) کے پاس لائے گئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ سالن نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں مگر تھوڑا سا سرکہ ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ اس روز سے مجھے سرکہ سے محبت ہو گئی، جب سے میں نے آپ (ص) سے یہ سنا اور طلحہ نے کہا (جو اس حدیث کو سیدنا جابر ص سے روایت کرتے ہیں) جب سے میں نے یہ حدیث سیدنا جابر ص سے سنی، مجھے بھی سرکہ پسند ہے۔

باب: کھجور کھانے اور گٹھلیوں کو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکنے کے متعلق

1316: سیدنا عبداللہ بن بسر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے باپ کے پاس اترے اور ہم نے کھانا اور وطبہ پیش کیا۔ (وطبہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور پنیر اورگھی کو ملا کر بنتا ہے) آپ (ص) نے کھایا۔ پھر سوکھی کھجوریں لائی گئیں تو آپ (ص) ان کوکھاتے اور گٹھلیاں اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان میں رکھ کر پھینکتے جاتے تھے۔ شعبہ نے کہا کہ مجھے یہی خیال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث میں یہی ہے، گٹھلیاں دونوں انگلیوں میں رکھ کر ڈالنا (غرض یہ ہے کہ گٹھلیاں کھجور میں نہیں ملاتے تھے بلکہ جدا رکھتے تھے) پھر پینے کے لئے کچھ آیا تو آپ (ص) نے پیا اور بعد میں اپنے دائیں طرف جو بیٹھا تھا، اس کو دیا۔ پھر میرے والد نے آپ (ص) کے جانور کی باگ تھامی اور عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے تو آپ

(ص) نے فرمایا: اے اللہ! ان کی روزی میں برکت دے، ان کوبخش دے اور ان پر رحم کر۔

باب: اقعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھجور کھانا۔

1317: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس کھجوریں آئیں، آپ (ص) ان کو بانٹنے لگے اور اسی طرح بیٹھے تھے جیسے کوئی جلدی میں بیٹھتا ہے (یعنی اکڑوں) اور اس میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے (شایدآپ (ص) کو کوئی دوسرا کام درپیش ہو گا) ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (ص) اقعاء کے طور پر بیٹھے کھجور کھا رہے تھے۔

باب: جس گھر میں کھجور نہیں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔

1318: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجورنہیں ہے وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ دو بار یا تین بار یہی فرمایا۔

باب: اکٹھی دو دو کھجور یں کھانے کی ممانعت۔

1319: جبلہ بن سحیم کہتے ہیں کہ سیدنا ابن زبیر صہمیں کھجوریں کھلاتے اور ان دنوں لوگوں پر (کھانے کی) تکلیف تھی۔ ہم کھا رہے تھے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص سامنے سے نکلے اور کہنے لگے کہ دو دو کھجوریں (ملا کر) مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ (ص) نے اس سے منع کیا ہے مگر (اس وقت کھاؤ) جب اپنے بھائی سے اجازت لے لو۔ شعبہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں اجازت لینے کا قول سیدنا ابن عمر صکا ہے۔

باب: ککڑی ، کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔

1320: سیدنا عبداللہ بن جعفر صکہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا۔

باب: سیاہ پیلو کے متعلق۔

1321: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ ہم نبی (ص) کے ساتھ (مقامِ) مرّالظّہران میں تھے اور کباث (جنگلی درخت کا پھل) چن رہے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیاہ دیکھ کر چنو۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ (ص) نے بکریاں چرائی ہیں (تب تو جنگل کا حال معلوم ہے)؟ آ پ (ص) نے فرمایا ہاں! اور کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔

باب: خرگوش کا گوشت کھانا۔

1322: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ہم جا رہے تھے کہ (مقامِ) مرالظہران میں ایک خرگوش دیکھا تو اس کا پیچھا کیا۔ پہلے لوگ اس پر دوڑے لیکن تھک گئے پھر میں دوڑا تو میں نے پکڑ لیا اور سید نا ابوطلحہ ص کے پاس لایا۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا پٹھ اور دونوں رانیں رسول اللہ (ص) کے پاس بھیجیں۔ میں لے کر آیا تو آپ (ص) نے ان کو لے لیا۔

باب: گوہ (سوسمار) کھانے کے متعلق۔

1323: سیدنا عبداللہ بن عباس صسے روایت ہے کہ سیدنا خالد بن ولید ص جن کو سیف اللہ کہتے تھے، نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جو رسول اللہ (ص) کی

زوجہ مطہرہ تھیں اور سیدنا خالد اور ابن عباس صکی خالہ تھیں۔ ان کے پاس گوہ (سوسمار) کا بھنا ہوا گوشت پایا، جو اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن حفیدہ بنت حارث نجد سے لائیں تھیں۔ پھر انہوں نے (سیدہ میمونہ نے) وہ ضب رسول اللہ (ص) کے سامنے رکھی اور ایسا کم ہوتا تھا کہ آپ (ص) کے سا منے کوئی کھانا رکھا جائے اور بیان نہ کیا جائے اور نام نہ لیا جائے (کہ وہ کھانا کیا ہے؟)۔ رسول اللہ (ص) نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس وقت موجود عورتوں میں سے ایک عورت بول اٹھی کہ رسول اللہ (ص) کو بتاؤ تو سہی جو آپ (ص) کے سامنے رکھا ہے وہ کہنے لگیں کہ یارسول اللہ (ص)! یہ گوہ ہے تو آپ (ص) نے اپنا ہاتھ واپس لے لیا۔ سیدنا خالدبن ولید ص نے کہاکہ یارسول اللہ (ص)! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں حرام نہیں ہے لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے مجھے کراہت ہوتی ہے۔ سیدنا خالد ص نے کہا کہ پھر میں نے اس کو کھینچ کر کھا لیا اور رسول اللہ (ص) مجھے کھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور آ پ (ص) نے مجھے منع نہیں کیا۔

1324: سیدنا ابوسعید ص سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور بولا کہ ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں گوہ بہت ہیں اور میرے گھر والوں کا اکثر کھانا وہی ہے، آپ (ص) نے اسکو جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا کہ پھر پوچھ، اس نے پھر پوچھا، لیکن آپ (ص) نے تین بار جواب نہ دیا۔ پھر تیسری دفعہ (یا تیسری دفعہ کے بعد) آپ (ص) نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دیہاتی! اللہ جل جلالہ◆ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر لعنت کی یا غصہ کیا تو ان کوجانور بنا دیا، وہ زمین پر چلتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ گوہ انہی جانوروں میں سے ہے یا کیا ہے؟ اس لئے میں اس کو نہیں کھاتا اور نہ ہی حرام کہتا ہوں۔

باب: مکڑی (ٹڈی) کے کھانے کا بیان۔

1325: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی صکہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ سات لڑائیاں لڑیں اور ٹڈیاں (مکڑیاں) کھاتے رہے۔

باب: سمندری جانور اور ان جانوروں کو کھانا جن کو سمندر پھینک دے۔

1326: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں ابوعبیدہ بن الجراح ص کی امارت میں قریش کے ایک قافلے کو ملنے (یعنی ان کے پیچھے) اور ہمارے سفر خرچ کیلئے کھجور کا ایک تھیلہ دیا اور کچھ آپ کو نہ ملا کہ ہمیں دیتے ۔ سیدنا ابوعبیدہ ص ہمیں ایک ایک کھجور (ہر روز) دیا کرتے تھے۔ابوالزبیر نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر ص سے پوچھا کہ تم ایک کھجور میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بچے کی طرح چوس لیا کرتے تھے، پھر اس پر تھوڑا پانی پی لیتے تھے، وہ ہمیں سارا دن اور رات کو کافی ہو جاتا اور ہم اپنی لکڑیوں سے پتے جھاڑتے، پھر ان کو پانی میں تر کرتے اور کھاتے تھے۔ سیدنا جابر ص نے کہا ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو وہاں ایک لمبی اور موٹی سی چیز نمودار ہوئی۔ ہم اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہتے ہیں۔ سیدنا ابوعبیدہ ص نے کہاکہ یہ مردار ہے(یعنی حرام ہے)۔ پھر کہنے لگے کہ نہیں ہم اللہ کے رسول (ص) کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور تم (بھوک کی وجہ سے) مجبور ہو چکے ہو تو اس کو کھاؤ۔ سیدنا جابر ص نے کہا ہم وہاں ایک مہینے رہے اور ہم تین سو آدمی تھے۔ اس کا گوشت کھاتے رہے، یہاں تک کہ ہم موٹے ہو گئے۔ سیدنا جابر ص نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم اس کی آنکھ کے حلقے میں سے چربی کے گھڑے کے گھڑے بھرتے تھے اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ آخر سیدنا ابوعبیدہ ص نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا، وہ سب اس کی آنکھ کے حلقے کے اندر بیٹھ گئے۔ اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اٹھا کر کھڑی کی، پھر جو اونٹ ہمارے ساتھ تھے، ان میں سے

سب سے بڑے اونٹ پر پالان باندھی تو وہ اس کے نیچے سے نکل گیا اور ہم نے اسکے گوشت میں سے زادِ راہ کے لئے وشائق بنا لئے (وشائق اُبال کر خشک کئے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں، جو سفر کے لئے رکھتے ہیں)۔ جب ہم مدینے میں آئے تو رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور یہ قصہ بیان کیا تو آپ (ص) نے فرمایاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے نکالا تھا۔ اب تمہارے پاس اس گوشت کا کچھ حصہ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ ہم نے اس کا گوشت آپ (ص) کے پاس بھیجا توآپ (ص) نے اس کو کھایا۔

باب: گھوڑوں کا گوشت کھانے کے متعلق۔

1327: سیدناجابر بن عبداللہ صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا اور گھوڑوں کاگوشت کھانے کی اجازت دی۔

1328: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کے عہد میں ایک گھوڑا کاٹا، پھر اس کا گوشت کھایا۔

باب: گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1329: سیدنا ابوثعلبہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ان گدھوں کے گوشت سے منع کیا جو آبادی میں رہتے ہیں (اور جنگل کا گدھا یعنی زیبرا بالاتفاق حلال ہے)۔

1330: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے خیبر فتح کیا تو گاؤں سے جو گدھے نکل رہے تھے، ہم نے ان کو پکڑا، پھر ان کاگوشت پکایا۔ اتنے میں رسول اللہ (ص) کے منادی نے آواز دی کہ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ص) دونوں تم کو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ناپاک ہے اور اس کا کھانا شیطان کاکام ہے۔ پھر سب ہانڈیاں الٹ دی گئیں اور ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

باب: ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1331: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ہر کچلی والے درندے کا (گوشت) کھانا حرام ہے۔

باب: ہر پنجے والے (پنجے سے کھانے والے) پرندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1332: سیدناا بن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے والے (پنجے سے کھانے والے) پرندے(کا گوشت کھانے) سے منع فرمایاہے۔

باب: لہسن کھانے کی کراہت۔

1333: سیدناابوایوب ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) ان کے پاس (ص) ترے تو آپ (ص) نیچے کے مکان میں رہے اور سیدنا ابوایوب ص اوپر کے درجے میں تھے۔ ایک دفعہ سیدنا ابوایوب ص رات کو جاگے اور کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے سر کے (ص) وپر چلا کرتے ہیں، پھر ہٹ کر رات کو ایک کونے میں ہو گئے۔ پھر اس کے بعد سیدنا ابوایوب ص نے آپ (ص) سے اوپر جانے کے لئے کہا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ نیچے کا مکان آرام کا ہے (رہنے والوں کے لئے اور آنے والوں کے لئے اور اسی لئے رسول اللہ نیچے کے مکان میں رہتے تھے)۔ سیدنا ابوایوب ص نے کہا میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ (ص) ہوں۔ یہ سن کر آپ (ص) اوپر کے درجے میں تشریف لے گئے اور ابوایوب ص نیچے کے درجے میں آگئے۔ سیدنا ابوایوب ص رسول اللہ (ص) کے لئے

کھانا تیار کرتے تھے، پھر جب آپ (ص) کے پاس کھانا آتا (اورآپ (ص) اس میں سے کھاتے اور اس کے بعد بچا ہوا کھانا واپس جاتا) تو سیدنا ابوایوب ص (آدمی سے) پوچھتے کہ آپ (ص) کی انگلیاں کھانے کی کس جگہ پر لگی ہیں اور وہ وہیں سے (برکت کے لئے) کھاتے۔ ایک دن سیدنا ابوایوب ص نے کھانا پکایا، جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس گیا تو سیدنا ابوایوب ص نے پوچھا کہ آپ (ص) کی انگلیاں کہاں لگی تھیں؟ انہیں بتایا گیا کہ آپ (ص) نے کھانا نہیں کھایا۔ یہ سن کر سیدناابوایوب ص گھبرا گئے اور اوپر گئے اور پوچھا کہ کیا لہسن حرام ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں، لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سیدنا ابوایوب ص نے کہا جو چیز آپ (ص) کو ناپسند ہے، مجھے بھی ناپسند ہے۔ سیدنا ابوایوب ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے پاس (فرشتے) آتے تھے (اور فرشتوں کو لہسن کی بو سے تکلیف ہوتی اس لئے آپ (ص) نہ کھاتے)۔

باب: کھانے پر اعتراض نہ کرنے کے متعلق۔

1334: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو کسی کھانے میں عیب نکالتے ہوئے نہیں دیکھا اگر آپ (ص) کا جی چاہتا تو کھا لیتے اور اگر جی نہ چاہتا تو چپ رہتے۔

مجھے بھی ناپسند ہے۔ سیدنا ابوایوب ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے پاس (فرشتے) آتے تھے (اور فرشتوں کو لہسن کی بو سے تکلیف ہوتی اس لئے آپ (ص) نہ کھاتے)۔

باب: کھانے پر اعتراض نہ کرنے کے متعلق۔

1334: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو کسی کھانے میں عیب نکالتے ہوئے نہیں دیکھا اگر آپ (ص) کا جی چاہتا تو کھا لیتے اور اگر جی نہ چاہتا تو چپ رہتے۔

کتاب: لباس اورزیب و زینت کے بیان میں

باب: دنیا میں ریشمی لباس وہ (مرد) پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اس (ریشمی لباس) سے نفع حاصل کرنے اور اس کی قیمت کے مباح ہونے کے بیان میں۔

1335: سیدنا ابن عمر صکہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص نے عطارد تیمی کوبازار میں ایک ریشمی جوڑا (بیچنے کے لئے) رکھاہوا دیکھا اور وہ ایک ایسا شخص تھا جو بادشاہوں کے پاس جایا کرتا اور ان سے روپیہ حاصل کیا کرتا تھا۔ سیدنا عمر ص نے رسول اللہ (ص) سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے عطارد کو دیکھا کہ اس نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا رکھا ہے، اگر آ پ (ص) اس کو خرید لیں اور جب عرب کے وفد آتے ہیں اس وقت پہنا کریں تو مناسب ہے۔ راوی نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جمعہ کو بھی آپ (ص) پہنا کریں، تو رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ ریشمی کپڑا دنیا میں وہ پہنے گا جس کا آخرت میں حصہ نہیں۔پھر اس کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس چند ریشمی جوڑے آئے تو آپ (ص) نے سیدنا عمر، اسامہ بن زید اور علی ث کو ایک ایک جوڑا دیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ کر اپنی اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا دو۔ سیدنا عمر ص اپنا جوڑا لے کر آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) آپ نے یہ جوڑا مجھے بھیجا ہے (ص) ور کل ہی آپ (ص) نے عطارد کے جوڑے کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے یہ جوڑا تمہارے پاس (تمہارے اپنے) پہننے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ اس (کو بیچ کر اس) سے فائدہ حاصل کرو (ص) ور سیدنااسامہ ص اپنا جوڑا پہن کر چلے تو رسول اللہ (ص) نے ان کو ایسی نگاہ سے دیکھا کہ ان کومعلوم ہو گیا

کہ آ پ (ص) ناراض ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) آپ مجھے کیا دیکھتے ہیں، آپ ہی نے تو یہ جوڑا مجھے بھیجا ہے۔ تو آپ (ص) نے فرمایاکہ میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ تم خود پہنو بلکہ اس لئے بھیجا کہ پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا لو۔

باب: جس (آدمی) نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

1336: خلیفہ بن کعب ابوذبیان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر ص سے سنا، وہ خطبہ پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے لوگو، خبردار رہو! اپنی عورتوں کو ریشمی کپڑے مت پہناؤ، کیونکہ میں نے سیدنا عمر ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ حریر (ریشمی کپڑا) مت پہنو کیونکہ جو کوئی دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

باب: اللہ سے ڈرنے والے کیلئے ریشمی قباء لائق نہیں۔

1337: سیدنا عقبہ بن عامر ص سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک ریشمی قبا تحفہ میں آئی تو آپ (ص) نے اس کو پہنا اور نماز پڑھی، پھر نماز سے فارغ ہو کر اس کو زور سے اتارا جیسے اس کو بُرا جانتے ہیں پھر فرمایا کہ یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے۔

باب: ریشمی لباس پہننا منع ہے۔ لیکن دو انگلیوں کے برابر ریشم جائز ہے۔

1338: ابوعثمان کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص نے ہمیں لکھا اور ہم (ایران کے ایک ملک) آذربائیجان میں تھے کہ اے عتبہ بن فرقدیہ جو مال جو تیرے پاس ہے۔ نہ تیرا کمایا ہوا ہے۔ نہ تیرے باپ کا، نہ تیری ماں کا، پس تو مسلمانوں کو ان کے ٹھکانوں میں سیر کر جس طرح تو اپنے ٹھکانے میں سیر ہوتا ہے۔ (یعنی بغیر طلب کے ان کو پہنچا دے)۔ اور تم عیش کرنے سے بچو اور مشرکوں کی وضع سے اور ریشمی کپڑا پہننے سے (بھی بچو) مگر اتنااور رسول اللہ (ص) نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو اٹھایا اور ان کو ملالیا (یعنی دو انگلی چوڑا حاشیہ اگر کہیں لگا ہو تو جائز ہے)۔ زہیر نے عاصم سے کہاکہ یہی کتاب میں ہے۔ اور زہیر نے اپنی دونوں انگلیاں بلند کیں۔

1339: سوید بن غفلہ سے روایت ہے۔ کہ سیدنا عمر بن خطاب ص نے (مقامِ) جابیہ میں خطبہ پڑھا تو کہا کہ رسول اللہ (ص) نے حریر (ریشمی کپڑا) پہننے سے منع فرمایا مگر (یہ کہ) دو انگلی یا تین یا چار انگلی کے برابر (ہو)۔

باب: ریشم کی قبا پہننے کی ممانعت۔

1340: سیدناجابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک روز ریشم کی قبا پہنی جو آپ (ص) کے پاس تحفہ میں آئی تھی، پھر آپ (ص) نے اسی وقت اتار ڈالی اور سیدناعمر ص کو بھیج دی۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ نے تو یہ اتار ڈالی؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے منع کر دیا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر ص روتے ہوئے آپ (ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ (ص) جس چیز کو آپ نے ناپسند کیا وہ مجھ کو دی، میراکیا حال ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کو نہیں دی بلکہ اس لئے دی کہ تم اس کو بیچ ڈالو۔ پھر سیدنا عمر ص نے دوہزار درہم میں بیچ ڈالی۔

باب: کسی تکلیف (بیماری) کی وجہ سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت ۔

1341: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو سفر میں ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی، اس وجہ سے کہ ان کو خارش ہو گئی تھی یا کچھ اور مرض تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت کی تھی۔

باب: کپڑے کے کنارے ریشم سے بنانے کی اجازت۔

1342: عبداللہ سے روایت ہے جو کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مولیٰ اور عطاء کے لڑکے کا ماموں تھا نے کہا کہ مجھے اسماء رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن عمر صکے پاس بھیجا اور کہلایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام کہتے ہو، ایک تو کپڑے کو جس میں ریشمی نقش ہوں، دوسرے ارجوان (یعنی سرخ ڈھڈھاتا) زین پوش کو اور تیسرے تمام رجب کے مہینے میں روزے رکھنے کو، تو سیدنا عبداللہ بن عمر صنے کہا کہ رجب کے مہینے کے روزوں کو کون حرام کہے گا؟ جو شخص ہمیشہ روزے رکھے گا (سیدنا عبداللہ بن عمر ص ہمیشہ روزے علاوہ عیدین اور ایام تشریق کے رکھتے تھے اور ان کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر مکروہ نہیں ہے)۔ اور کپڑے کے ریشمی نقوش کا تو نے ذکر کیا ہے تو میں نے سیدنا عمر ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ حریر (ریشم) وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں نقشی کپڑا بھی حریر (ریشم) نہ ہو اور ارجوانی زین پوش، تو خود عبداللہ کا زین پوش ارجوانی ہے۔ یہ سب میں نے جا کر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کا یہ جبہ موجود ہے، پھر انہوں نے طیالسی کسروانی جبہ (جو ایران کے بادشاہ کسریٰ کی طرف منسوب تھا) نکالا جس کے گریبان پر ریشم لگا ہوا تھا اور دامن بھی ریشمی تھے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ جبہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک ان کے پاس تھا۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو یہ جبہ میں نے لے لیا اور رسول اللہ (ص) اس کو پہنا کرتے تھے اب ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے ہیں (سنجاف حریر یعنی دامن پر ریشم کی پٹی چار انگلی تک درست ہے، اس سے زیادہ حرام ہے)۔

باب: ریشمی کپڑا پھاڑ کر عورتوں کیلئے دوپٹے بنانا۔

1343: امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب ص سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ کے بادشاہ نے رسول اللہ (ص) کو ایک ریشمی کپڑے کا تحفہ بھیجا، آپ (ص) نے وہ مجھے دیدیا اور فرمایاکہ اس کو پھاڑ کر تینوں فاطمہ کے دوپٹے (ایک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور دوسری سیدنا علی ص کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا اور تیسری فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کا) بنا لو۔

باب: ”قسی“ اور ”معصفر“ (کپڑے) اور سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت۔

1344: امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے قسی (ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم میں رنگاہوا کپڑا پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

1345: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے کسم کے رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کافروں کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو۔

باب: (مَردوں کیلئے) زعفران لگانے کی ممانعت۔

1346: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مرد کو زعفران لگانے سے اور (زعفران کے رنگ سے)

منع فرمایا ہے۔

باب: بالوں کے رنگنے اور (بڑھاپے میں) بالوں کی سفیدی کے رنگ کو تبدیل کرنے کے متعلق۔

1347: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ ابوقحافہ ص جس سال مکہ فتح ہوا آئے اور ان کا سر اور ان کی داڑھی ثغامہ کی طرح سفید تھی (ثغامہ ایک سفید گھاس کا نام ہے)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔

باب: خضاب (لگانے) میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے متعلق۔

1348: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ خصاب نہیں کرتے تو تم ان کا خلاف کرو (یعنی خضاب کیاکرو لیکن جیسے پہلی حدیث میں گذرا، سیاہ خضاب نہیں)۔

باب: دھاری دار یمن کی چادر کے لباس کے متعلق۔

1349: قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا انس ص سے کہا کہ رسول اللہ (ص) کو کونسا کپڑا پسندتھا؟ انہوں نے کہا کہ یمن کی چادر (جو دھاری دار ہوتی ہے، یہ کپڑا نہایت مضبوط اور عمدہ ہوتا ہے)۔

باب: کالے رنگ کا کمبل پہننا، جس پر پالان کی تصویریں ہوں۔

1350: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک صبح کو نکلے اور آپ (ص) کالے بالوں کا ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں ۔

باب: موٹے کپڑے کا تہبند اور ملبد کپڑے پہننے کے متعلق۔

1351: سیدنا ابوبردہ صکہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنتا ہے اور ایک کمبل جس کو ملبدہ کہتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ رسول اللہ (ص) کی وفات ان دونوں کپڑوں میں ہوئی۔

باب: ”انماط“ (یعنی) قالین وغیرہ کے متعلق۔

1352: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ جب میں نے نکاح کیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس قالین وغیرہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس قالین کہاں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس ہوں گے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ میری بیوی کے پاس ایک قالین ہے، میں اس کو کہتا ہوں کہ اس کو دور کر تو وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے (تو سیدنا جابر ص ان کومکروہ جان کر دور کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ دنیا کی زینت ہے)۔ (”انماط“ قالینوں اور اسی قسم کے بہترین کپڑوں کو بھی کہا جاتا ہے جو نیچے بچھائے جائیں)۔

باب: ضروری بستر بنا کر رکھنے کے متعلق۔

1353: سیدنا جابر بن عبداللہ صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ان سے فرمایا: ایک بستر آدمی کے لئے چاہئیے اور ایک اس کی بیوی کے لئے، ایک بستر مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کا ہو گا۔ (یعنی جو لوگوں کو دکھانے اور اپنی برتری ظاہر کرنے کیلئے بنایا جائے)۔

باب: چمڑے کا بچھونا جس میں چھال بھری ہو۔

1354: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کا (بستر) بچھونا جس پر آپ (ص) سوتے تھے، وہ چمڑے کا تھا اور اس کے (ص) ندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

باب: ”اشتمال الصماء“ (یعنی ایک ہی کپڑا سارے جسم پر لپیٹنے) اور ”احتباء“ ایک کپڑے سے کرنے کے متعلق۔

1355: سیدناجابر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بائیں ہاتھ سے کھانے، ایک جوتا پہن کر چلنے، ایک ہی کپڑا سارے بدن پر لپیٹنے سے یا گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک کپڑے میں اپنی شرمگاہ کھولے ہوئے (جس کو احتباء کہتے ہیں، یہ ایک کپڑے میں ستر کے کھلنے کی صورت میں منع ہے اور کئی کپڑے ہوں یاستر کھلنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے)۔

باب: چت لیٹنے اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی ممانعت۔

1356: سیدنا جابر بن عبداللہ صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی تم میں سے چت نہ لیٹے کہ پھر ایک پاؤں دوسرے پر رکھ لے۔

باب: چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی اجازت۔

1357: عباد بن تمیم اپنے چچا ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

باب: آدھی پنڈلی تک چادر اوپر اٹھا کر رکھنے کے متعلق۔

1358: سیدناابن عمر صکہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے سامنے سے گزرا اور میری چادر لٹک رہی تھی، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عبداللہ! اپنی چادر اونچی کرے میں نے اٹھا لی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اور اونچی کرے میں نے اور اونچی کی۔ پھر میں (اپنی تہبند کو) اٹھا کر ہی رکھتا ہوں۔ تھا یہاں تک کہ لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک اٹھانی چاہیئے؟ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ نصف پنڈلی تک۔

باب: تکبر کی بنا پر جو اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو (قیامت کے دن رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔

1359: محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ص سے سنا، انہوں نے (ص) یک شخص کو اپنا تہبند لٹکائے ہوئے دیکھا اور وہ اپنے پاؤں سے زمین پر مارنے لگااور وہ بحرین پر امیر تھا اورکہتا تھا کہ امیر آیا امیر آیا (یہ دیکھ کر سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ) رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار غرور سے لٹکائے گا۔

باب: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا۔

1360: سیدنا ابوذر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (رحمت کی نگاہ سے) دیکھے گا، نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہو گا۔ آپ (ص) نے تین بار یہی فرمایا تو سیدنا ابو ذر ص نے کہا کہ برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے ، یارسول اللہ (ص)! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ایک تو اپنی ازار (تہبند، پاجامہ، پتلون، شلوار وغیرہ) کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا، دوسرا (ص) حسان کر کے (ص) حسان کو جتلانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کھاکر اپنے مال کو بیچنے والا۔

باب: جس نے اپنا کپڑا تکبر و غرور سے (زمین تک) لٹکایا۔

1361 : سیدناعبداللہ بن عمر صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنا کپڑا غرور سے زمین پر کھینچے(گھسیٹے)۔

باب: ایک آدمی اکڑ کر چلنے میں اپنے آپ پر اِترا رہا تھا (تو وہ زمین میں)، دھنسادیا گیا۔

1362: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ایک شخص اپنے بالوں اور چادر (تہبند) پر اِتراتے ہوئے جا رہا تھا، آخر کار وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ پھر وہ قیامت تک اسی میں اترتا رہے گا(شاید وہ شخص اسی امت میں ہو اور صحیح یہ ہے کہ اگلی امت میں تھا)۔

باب: جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

1263: اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک دن صبح کو چپ چاپ اٹھے (جیسے کوئی رنجیدہ ہوتا ہے)۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آج میں نے آپ (ص) کا چہرہ مبارک ایسا دیکھا کہ آج تک ویسا نہیں دیکھا تھا، توآپ (ص) نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس رات ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر نہیں ملے اور اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ اس کے بعد آپ (ص) کے دل میں اس کتے کے بچے کا خیال آیا جو ہمارے ڈیرے میں تھا، تو اسے نکالنے کا حکم دیا پس وہ نکال دیا گیا۔پھر آپ (ص) نے پانی لیا اور جہاں وہ کتا بیٹھا تھا، وہاں وہ پانی چھڑک دیا۔ جب شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آئے توآپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، لیکن ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یاتصویر ہو۔ پھر اس کی صبح کو رسول اللہ (ص) نے کتوں کے قتل کا حکم دیا، یہاں تک کہ آپ (ص) نے چھوٹے باغ کا کتا بھی قتل کروا دیااور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا۔

1364: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورتیاں اور تصاویر ہوں۔

باب: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، البتہ کپڑے کے نقش و نگار میں کوئی حرج نہیں

1365: بسر بن سعید، زید بن خالد سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ (ص) کے صحابی سیدنا ابوطلحہ ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو یا اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ بسر نے کہا کہ زید بیمار ہوئے تو ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے، ان کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا تھا جس پر مورت تھی۔ میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا جو کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ربیب تھا کہ کیا خود زید ہی نے ہم سے تصویر کی حدیث بیان نہیں کی تھی؟ (اور اب تصویر والا پردہ لٹکایا ہے)۔ عبیداللہ نے کہا کہ جب انہوں نے بیان کی تھی تو تم نے سنا نہیں تھا کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا، مگر کپڑے میں جو نقش ہوں۔

باب: وہ پردہ مکروہ ہے جس پر تصویریں ہوں، نیز اس (پردے) کو کاٹ کر تکیے بنانے کے متعلق۔

1366: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) میرے پاس آئے اور میں نے طاق یا مچان کواپنے ایک پردے سے ڈھانکا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب آپ (ص) نے یہ دیکھا تواس کو پھاڑ

ڈالا اور آپ (ص) کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی شکلیں بناتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو کاٹ کر ایک تکیہ یا دو تکیے بنائے۔ (تصویر والے کپڑے کا تکیہ صرف اسی وقت بنایا جا سکتا ہے جبکہ تکیہ بنانے سے تصویر کا حلیہ بگڑ جائے)۔

1367: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) سفر سے تشریف لائے او رمیں نے اپنے دروازے پر ایک قالین لٹکایا تھا، جس پر گھوڑوں کی تصویریں بنی تھیں، توآپ (ص) کے حکم سے میں نے اسے اتار دیا۔

باب: گدے (کے اوپر والے کپڑے) پر تصویریں اور اس کو تکیے بنانے کا حکم۔

1368: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گدیلا (گدے کے اوپر کا کپڑا) خریدا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ (ص) نے اس کو دیکھا تو آپ (ص) دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے پہچان لیا کہ آپ (ص) کے چہرہ مبارک پر رنج ہے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، میرا کیا گناہ ہے؟آ پ (ص) نے فرمایا کہ یہ گدیلا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اس کو آپ (ص) کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے خریدا ہے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جنہوں نے یہ تصویریں بنائیں ان کو عذاب ہو گااور ان سے کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں، وہاں فرشتے نہیں آتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کے دو تکیے بنالئے اور آپ (ص) اس پر گھر میں آرام فرماتے تھے۔

باب: تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہو گا۔

1369: سعید بن ابوالحسن کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس صکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں تصویریں بنانے والا ہوں، مجھے اس کا بتا دیجئے۔ سیدنا ابن عباس صنے کہا کہ میرے قریب آ۔ وہ پاس آگیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اور قریب آ۔ وہ اور پاس آگیا، یہاں تک کہ سیدنا ابن عباس صنے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا کہ میں تجھ سے وہ کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، میں نے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اور ہر ایک تصویر کے بدل ایک جاندار چیز بنائی جائے گی، جو اس کو جہنم میں تکلیف دے گی۔ اور سیدنا ابن عباس صنے کہا کہ اگر تو لازماً بنانا چاہتا ہے تو درخت کی یا کسی اور بے جان چیز کی تصویر بنا۔

باب: تصویر بنانے والوں پر سختی کا بیان۔

1370: ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوہریرہ ص کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا وہاں تصویریں دیکھیں تو کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس سے زیادہ قصوروار کون ہو گا جو میری طرح تخلیق کرے؟ اچھا ایک چیونٹی یا گندم یا جَوکا ایک دانہ بنا دیں۔

باب: سونے کی انگوٹھی بنانے، اور چاندی (کے برتن) میں پینے اور ریشم اور دیباج کا لباس پہننے کی ممانعت۔

1371: سیدنا براء بن عازب صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں سات باتوں کا حکم کیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ ہمیں حکم کیابیمار پرسی کرنے کا، جنازے کیساتھ (قبر تک) جانے کا، چھینک کا جواب دینے کا، قسم کو پورا کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت قبول کرنے کا اور اسلام پھیلانے یا عام کرنے کا۔ اور منع

کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے، زین پوش (یعنی ریشمی زین پوشوں سے اگر ریشمی نہ ہوں تو منع نہیں ہے)، قسی کے پہننے سے (جو مصر کے ایک مقامِ قس کا بنا ہوا ایک ریشمی کپڑا ہے)، ریشمی کپڑا پہننے سے اور استبرق اور دیباج سے (یہ دونوں بھی ریشمی کپڑے ہی ہیں)۔

باب: سونے کی انگوٹھی (اتار) پھینکنا۔

1372: سیدنا عبداللہ بن عباس صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی توآپ (ص) نے (ص) تار کر پھینک دی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی جہنم کی آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے، پھر اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب آپ (ص) تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور اس (کی قیمت) سے نفع حاصل کر لے۔ وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، جس کو رسول اللہ (ص) نے پھینک دیا (سبحان اللہ صحابہ کا تقویٰ اور اتباع اس درجے کو پہنچا تھا۔ اگر وہ اٹھا لیتا اور بیچ لیتا تو گناہ نہ ہوتا)۔

1373: سیدنا عبداللہ بن عمر صسے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جب پہنتے تو اس کا نگ آ پ (ص) ہتھیلی کی طرف رکھتے۔ پھر ایک دن آپ (ص) منبر پر بیٹھے توآپ (ص) نے وہ انگوٹھی اتار ڈالی اور فرمایا کہ میں اس انگوٹھی کو پہنتا تھا اور اس کانگ اندر کی طرف رکھتا تھا، پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم اب میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

باب: نبی (ص) کا چاندی کی انگوٹھی پہننا، جس کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا اور آپ (ص) کے بعد خلفاء کا پہننا۔

1374: سیدنا ابن عمر صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور وہ آپ (ص) کے ہاتھ میں تھی، پھر وہ سیدنا ابوبکر ص کے ہاتھ میں رہی، پھر سیدناعمر ص کے ہاتھ میں رہی، پھر سیدنا عثمان ص کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ ان سے اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔ اس انگوٹھی کا نقش یہ تھا ”محمد رسول اللہ“ ((ص))۔

1375: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں ”محمد رسول اللہ“ (ص) کا نقش بنوایا۔ لوگوں سے فرمایا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں ”محمد رسول اللہ“ کا نقش بنوایا ہے، تو کوئی اپنی انگوٹھی میں یہ نقش نہ بنوائے ۔

1376: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے (ایران کے بادشاہ) کسریٰ اور (روم کے بادشاہ) قیصر اور (حبش کے بادشاہ) نجاشی کو خط لکھنا چاہا تولوگوں نے عرض کیا کہ یہ بادشاہ کوئی خط نہ لیں گے جب تک اس پر مہر نہ ہو۔ آخر آپ (ص) نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا چھلہ چاندی کا تھا اور اس میں محمد رسول اللہ نقش تھا۔

باب: چاندی کی انگوٹھی، جس کا نگینہ ”حبشی“ تھا اور دائیں ہاتھ میں پہننے کے متعلق۔

1377: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے چاندی کی ایک انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی، جس کا نگینہ حبشہ کا تھا اور اس کا نگینہ آپ (ص) اندر کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

باب: بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننے متعلق۔

1378: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

باب: درمیانی انگلی اور ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت میں۔

1379: امیر المؤمنین سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے اس انگلی میں یا اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور درمیانی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (کیونکہ یہ انگلیاں ہر کام میں شریک ہوتی ہیں اور انگوٹھی سے حرج ہو گا، البتہ چھنگلی الگ رہتی ہے اسی میں انگوٹھی پہننا بہتر ہے)

باب: جوتا اور اس کے زیادہ پہننے کے متعلق۔

1380: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے ایک جہاد میں جس میں ہم شریک تھے، سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جوتیاں بہت پہنا کرو کیونکہ جوتیاں پہننے سے آدمی سوار رہتاہے (یعنی مثل سوار کے پاؤں کو تکلیف نہیں ہوتی)۔

باب: جب جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے۔

1381: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے اور چاہئیے کہ دونوں (جوتے) پہنے یا دونوں اتار ڈالے۔

باب: ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت۔

1381م: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں پہنے یا دونوں اتار ڈالے (ورنہ پاؤں میں موچ آجانے کا احتمال ہے اور بدنما بھی ہے)۔

باب: سر کا کچھ حصہ مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت (جیسے فوجی کٹ، برگر کٹ وغیرہ) ۔

1382: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے قزع سے منع کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیاہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا۔

باب: عورت کو بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے کی ممانعت۔

1383: سیدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میری بیٹی دلہن بنی ہے اور خسرہ کی بیماری سے اس کے بال گر گئے ہیں، تو کیامیں اس کے بالوں میں جوڑ لگا دوں؟ (یعنی مصنوعی بال وغیرہ جو بازار میں ملتے ہیں) آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (بالوں میں) جوڑ لگانے اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔

باب: عورت کو اپنے سر میں جوڑ لگانے پر سختی کا بیان۔

1384: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ نبی (ص) عورت کو اپنے سر میں جوڑ لگانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

1385: حمیدبن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ

عنہماسے سنا، جس سال کہ حج کیا، انہوں نے منبر پر کہا اور بالوں کاایک چوٹیلا اپنے ہاتھ میں لیا، جو غلام کے پاس تھا کہ اے مدینے والو! تمہارے عالم کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ اسے سنا، آپ (ص) اس سے منع کرتے تھے (یعنی جوڑ لگانے سے) اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی طرح تباہ ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا (یعنی عیش عشرت اور شہوت پرستی میں پڑ گئے اور لڑائی سے دل چرانے لگے)۔

باب: چہرے کے بال اکھاڑنے اور دانتوں کو کشادہ کرنے پر لعنت۔

1386: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور دانتوں کو خوبصورتی کیلئے کشادہ کرنے والیوں پر (تاکہ خوبصورت وکمسن معلوم ہوں) اور اللہ تعالیٰ کی خلقت (پیدائش) بدلنے والیوں پر۔ پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے اُمّ یعقوب کہا جاتا تھا اور وہ قرآن کی قاریہ تھی، تو وہ سیدنا عبداللہ ص کے پاس آئی اور بولی کہ مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں، اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر لعنت کی ہے؟ تو سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول (ص) نے لعنت کی اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے؟ وہ عورت بولی کہ میں تو دو جلدوں میں جس قدر قرآن تھا، پڑھ ڈالا لیکن مجھے نہیں ملا، تو سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ اگر تو نے پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تجھے ضرور ملا ہو گا کہ ’جو کچھ رسول اللہ (ص) تمہیں بتلائے اسکو تھامے رہو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو‘ (الحشر:7) وہ عورت بولی کہ ان باتوں میں سے تو بعضی باتیں تمہاری عورت بھی کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ جا دیکھ۔ وہ ان کی عورت کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا۔ پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی کہ ان میں سے کوئی بات میں نے نہیں دیکھی، تو سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔

باب: اپنے آپ کو ”پیٹ بھرا“ ثابت کرنے والے کے متعلق، جبکہ درحقیقت پیٹ خالی ہو۔

1387: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی (ص) کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری ایک سوتن ہے، کیا مجھے اس بات سے گناہ ہو گا کہ میں (اس کا دل جلانے کو) یہ کہوں کہ خاوند نے مجھے یہ دیا ہے حالانکہ اس نے نہیں دیا، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ جس کو کوئی چیز نہ ملی اور یہ بیان کرے کہ اس کو ملی ہے، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے فریب کے دو کپڑے پہن لئے (اوراپنے تئیں زاہد متقی بتلایا حالانکہ اصل میں دنیادار فریبی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

باب: ان عورتوں کے متعلق جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہیں۔

1388: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک تووہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کے کوڑے ہیں اور وہ لوگوں کو اُن سے مارتے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو (لباس) پہنتی ہیں مگرننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضاء کھلے ہیں جیساکہ ساڑھی پہن کر عورتوں کے سر ، پیٹ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہتے ہیں یا کپڑے ایسے تنگ اور باریک پہنتی ہیں جن میں سے بدن نظر آتا ہے تو گویا ننگی ہیں)، وہ سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہکنے والی ہیں اور ان کے سربختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوئے ہوں گے؟ وہ جنت میں نہ جائیں گی، بلکہ ان کو اس کی خوشبو بھی نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو

اتنی اتنی دور جاتی ہے۔

باب: جانوروں کے گلے میں موجود ”ہار“ کاٹ دینا۔

1389: سیدناابوبشیر انصاری ص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ سفر میں تھے توآپ (ص) نے ایک پیغام پہنچانے والے کو بھیجا۔ عبداللہ بن ابی بکر نے کہاکہ میں سمجھتا ہوں اس قاصد نے یہ کہا جبکہ لوگ اس وقت اپنے سونے کے مقامات میں تھے، کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت کاہار یا ہار نہ رہے مگر اس کو کاٹ ڈالیں۔ مالک نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نظر نہ لگنے کے خیال سے ڈالتے تھے۔

باب: گھنٹیوں کے متعلق اور اس بارے میں کہ (رحمت کے) فرشتے اس سفر میں ساتھی نہیں بنتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔

1390: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹی یا کتا ہو ۔

1391: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔

باب: جانوروں کے چہرے پر داغنے سے ممانعت کے متعلق۔

1392: سیدناجابر بن عبداللہ صنے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔

1393: ناعم بن ابی عبداللہ مولیٰ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن عباس صسے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک گدھا دیکھا جس کے منہ پر داغ تھا توآپ (ص) نے اس کو ناپسند کیا اور ابن عباس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں داغ نہیں دیتا مگر اس جگہ پر جو منہ سے بہت دور ہے (یعنی پٹھاوغیرہ) اور اپنے گدھے کو داغ دینے کا حکم کیا تو پٹھوں پر داغ دیا گیا اور سب سے پہلے آپ (ابن عباس) نے ہی پٹھوں پر داغا۔

باب: بکریوں کے کانوں میں داغنے کے بیان میں۔

1394: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس باڑے میں گئے، آپ (ص) بکریوں کو کانوں پر داغ دے رہے تھے۔

باب: پیٹھ پر داغنے کے بیان میں۔

1395: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ جب اُمّ سلیم نے بچہ جنا، تو مجھ سے کہا کہ اے انس! دیکھ یہ بچہ کچھ نہ کھانے پینے پائے جب تک تو اس کو صبح کو رسول اللہ (ص) کے پاس نہ لے جائے اور آپ (ص) کچھ چبا کر اس کے منہ میں نہ ڈالیں۔ سیدنا انس نے کہا کہ پھر میں صبح کو آ پ (ص) کے پاس گیا اور آ پ (ص) باغ میں تھے اور (قبیلہ یا مقامِ) جون کی ایک کملی اوڑھے ہوئے اپنے ان اونٹوں پر داغ دے رہے تھے، جو فتح میں آپ (ص) کے پاس آئے تھے۔

کتاب: آداب کا بیان

باب: نبی (ص) کا قول کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو۔

1396: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مقامِ بقیع میں دوسرے شخص کو پکارا کہ اے ابوالقاسم! رسول اللہ (ص) نے ادھر دیکھا تو وہ شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے آپ (ص) کو نہیں فلاں شخص کو پکارا تھا (اس کی کینت بھی ابوالقاسم ہو گی)، تو آپ انے فرمایاکہ میرے نام سے نام رکھ لو مگر میری کنیت کی طرح کنیت مت رکھو۔

باب: محمد ((ص)) کے نام کے ساتھ نام رکھنا۔

1397: سیدنا جابر بن عبداللہ صکہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ ہم تجھے یہ نام نہیں رکھنے دیں گے، تو رسول اللہ (ص) کا نام رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص اپنے بچے کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر نبی (ص) کے پاس لایا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول (ص) میرا لڑکا پیدا ہوا، میں نے اسکا نام محمد رکھا تو میری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے، تو رسول اللہ (ص) کا نام رکھتا ہے۔ پس رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میرا نام رکھو لیکن میری کنیت (یعنی ابوالقاسم) نہ رکھو کیونکہ میں قاسم ہوں میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں (دین کا علم اور مالِ غنیمت وغیرہ)

باب: اللہ تعالی کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

1398: سیدنا ابن عمر صکہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تمہارے ناموں میں سے بہتر نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

باب: بچے کا نام عبدالرحمن رکھنا۔

1399: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ابوالقاسم کنیت نہ دیں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے۔ وہ رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور یہ بیان کیا، توآپ (ص) نے فرمایا کہ عبدالرحمن اپنے بیٹے کا نام رکھ لے۔

باب: بچے کا نام عبداللہ رکھنا، اس پر ہاتھ پھیرنا اور (ص) سکے لئے دعا کرنا۔

1400: عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر سے روایت ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا (مکہ سے) ہجرت کی نیت سے جس وقت نکلیں، ان کے پیٹ میں عبداللہ بن زبیر تھے (یعنی حاملہ تھیں) جب وہ قبا میں آکر اتریں تو وہاں سیدنا عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ پھر ولادت کے بعد انہیں لیکر نبی (ص) کے پاس آئیں تاکہ آپ (ص) اس کوگھٹی لگائیں،پس آپ (ص) نے انہیں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے لے لیا اور اپنی گود میں بٹھایا، پھر ایک کھجور منگوائی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم ایک گھڑی تک کھجورڈھونڈتے رہے، آخر آپ (ص) نے کھجور کو چبایا، پھر (اس کا جوس) ان کے منہ میں ڈال دیا۔ یہی پہلی چیز جوعبداللہ کے پیٹ میں پہنچی، وہ رسول اللہ (ص) کا تھوک تھا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہاکہ اس کے بعد رسول اللہ (ص) نے عبداللہ پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعاکی اور ان کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو سیدنازبیر ص کے اشارے پر وہ نبی (ص) سے بیعت کے لئے آئے۔ جب نبی (ص) نے ان کو آتے دیکھا تو تبسم فرمایا۔ پھر ان سے (برکت کے لئے) بیعت کی (کیونکہ وہ کمسن تھے)۔

1401: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ابوطلحہ ص کا ایک لڑکا بیمار تھا، وہ باہر گئے ہوئے تھے کہ وہ

لڑکا فوت ہو گیا۔ جب وہ لوٹ کرآئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرابچہ کیسا ہے؟ (ان کی بیوی) اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب پہلے کی نسبت اس کو آرام ہے (یہ موت کی طرف اشارہ ہے اور کچھ جھوٹ بھی نہیں)۔ پھر اُمّ سلیم شام کا کھانا ان کے پاس لائیں تو انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد اُمّ سلیم سے صحبت کی۔ جب فارغ ہوئے تو اُمّ سلیم نے کہا کہ جاؤ بچہ کو دفن کر دو۔ پھر صبح کو ابوطلحہ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آ پ (ص) سے سب حال بیان کیا، تو آپ (ص) نے پوچھا کہ کیا تم نے رات کو اپنی بیوی سے صحبت کی تھی؟ ابوطلحہ نے کہا جی ہاں۔ آپ (ص) نے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کو برکت دے۔ پھر اُمّ سلیم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ابوطلحہ نے مجھ سے کہا کہ اس بچہ کو اٹھا کر رسول اللہ (ص) کے پاس لے جا اور اُمّ سلیم نے بچہ کے ساتھ تھوڑی کھجوریں بھی بھیجیں۔ رسول اللہ (ص) نے اس بچہ کو لے لیا اور پوچھا کہ اس کے ساتھ کچھ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ کھجوریں ہیں۔ آپ (ص) نے کھجوروں کو لے کر چبایا، پھر اپنے منہ سے نکال کر بچہ کے منہ میں ڈال کر اسے گٹھی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

باب: انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھنے کا بیان۔

1402: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص سے روایت ہے کہ جب میں نجران میں آیا، تو وہاں کے (انصاری) لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تم پڑھتے ہو کہ ”اے ہارون کی بہن“ (مریم:28) (یعنی مریم علیہا السلام کو ہارون کی بہن کہا ہے) حالانکہ (سیدنا ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور) موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے تھے (پھر مریم ہارون علیہ السلام کی بہن کیونکرہو سکتی ہیں؟)، جب میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو میں نے آپ (ص) سے پوچھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ (یہ وہ ہارون تھوڑی ہیں جو موسیٰ کے بھائی تھے) بنی اسرائیل کی عادت تھی (جیسے اب سب کی عادت ہے) کہ وہ پیغمبروں اور اگلے نیکوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

باب: بچہ کا نام ابراہیم رکھنا۔

1403: سیدناابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں اس کو لے کر رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے اسکا نام ابراہیم رکھا اور اس کے منہ میں ایک کھجور چبا کر ڈالی۔

باب: بچہ کا نام منذر رکھنا۔

1404: سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ابواسید ص کا بیٹا منذر، جب پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ (ص) کے پاس لایا گیا۔ آپ (ص) نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور (اس کے والد) ابواسید بیٹھے تھے۔ پھر آپ (ص) کسی چیز میں اپنے سامنے متوجہ ہوئے تو ابواسید نے حکم دیا تو وہ بچہ آپ (ص) کی ران پر سے اٹھا لیا گیا۔ جب آپ (ص) کو خیال آیا تو فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ سیدنا ابواسید ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ہم نے اس کو اٹھا لیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ ابواسید نے کہا کہ فلاں نام ہے، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں، اس کا نام منذر ہے۔ پھر (ص) س دن سے انہوں نے اس کا نام منذر ہی رکھ دیا۔

باب: پہلے نام کو اس سے اچھے نام سے بدل دینا۔

1405: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ سیدنا عمر ص کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ (ص) نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

باب: ”برہ“ کا نام جویریہ رکھنا۔

1406: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے بَرّہ تھا، رسول اللہ (ص) نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا ۔ آپ (ص) بُرا جانتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ نبی (ص) برہ (نیکو کار بیوی کے گھر) سے چلے گئے۔

باب: ”برہ“ کا نام زینب رکھنا۔

1407: محمد بن عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کانام برہ رکھا، تو زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے اس نام سے منع کیا ہے۔ اور میرا نام بھی برہ تھا، پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اپنی تعریف مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بہتر کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ زینب رکھو۔

باب: انگور کا نام ”کرم“ رکھنے کا بیان۔

1408: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی تم میں سے انگور کو”کرم“ نہ کہے۔ اس لئے کہ ”کرم“ مسلمان آدمی کو کہتے ہیں۔

1409: سیدناوائل بن حجر ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ (انگور کو) کرم مت کہو بلکہ عنب کہو یا حبلہ کہو۔

باب: افلح، رباح، یسار اور نافع نام رکھنے کی ممانعت۔

1410: سیدنا سمرہ بن جندب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہمیں اپنے غلاموں کے یہ چار نام رکھنے سے منع فرمایا افلح، رباح، یسار، اور نافع۔

1411: سیدنا سمرہ بن جندب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو چار کلمات سب سے زیادہ پسند ہیں ۔ سبحان اللہ ، الحمد للہ ، لا الٰہ الا اللہ، اور اللہ اکبر۔ ان میں سے جس کو چاہے پہلے کہے، کوئی نقصان نہ ہو گا۔اور اپنے غلام کا نام یسار، رباح، نجیح (اس کے وہی معنی ہیں جو افلح کے ہیں) اور افلح نہ رکھو، اس لئے کہ تو پوچھے گا کہ وہ وہاں ہے؟ (یعنی یسار یا رباح یا نجیح یا افلح) وہ وہاں نہیں ہوگا تو وہ کہے گا نہیں ہے۔ یہ صرف چار ہیں تم مجھ پر ان سے زیادہ نہ کرنا۔

باب: مندرجہ بالا نام رکھنے کی اجازت کے بارے میں۔

1412: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ارادہ کیا کہ یعلی، برکت، افلح، یسار اور نافع اور ان جیسے نام رکھنے سے منع کر دیں۔ پھر آپ (ص) چپ ہو رہے اور کچھ نہیں فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) کی وفات ہوئی اور آپ (ص) نے اس سے منع نہیں کیا۔ پھر سیدنا عمر ص نے اس سے منع کرنا چاہا، اس کے بعد چھوڑ دیا اور منع نہیں کیا۔

باب: (غلام کے لئے) ”عبد ۔ امة“ اور (مالک کیلئے) ”مولیٰ ۔ سید“ بولنے کے متعلق۔

1413: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی تم میں سے (اپنے غلام کو) یوں نہ کہے کہ پانی پلا اپنے رب کو یا اپنے رب کوکھانا کھلا یا اپنے رب کو وضو کرا اور کوئی تم میں سے دوسرے کو اپنا رب نہ کہے بلکہ سید یا مولیٰ کہے اور کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ میرابندہ یا میری بندی بلکہ جوان مرد اور جوان عورت کہے۔

باب: چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا۔

1414: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سب لوگوں سے زیادہ خوش مزاج تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ابوعمیر کہتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ کمسن اور جس کے بچے نہ ہوا ہو کنیت رکھنا درست ہے) (میں سمجھتا ہوں کہ انس نے کہا کہ) اس کا دودھ چھڑایاگیاتھا۔ جب رسول اللہ (ص) آتے اور اس کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابوعمیر! نغیر کہاں ہے؟ (نغیر بلبل اور چڑیا کو کہتے ہیں) اور وہ لڑکا اس سے کھیلتا تھا۔

باب: کسی آدمی کا کسی آدمی کو "یا بُنَیّ" کہنا (یعنی اے میرے بیٹے)۔

1415: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص کہتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ (ص) سے دجال کے بارے میں اتنا نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا، آخر آپ (ص) نے فرمایا کہ بیٹا تو اس رنج میں کیوں ہے؟ وہ تجھے نقصان نہ دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کیساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے؟ تو آپ (ص) نے فرمایاکہ وہ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو گا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا نام یہ ہے کہ کسی کا نام "شہنشاہ" ہو۔

1416: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: سب سے زیادہ ذلیل اور بُرا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا ہے جس کو لوگ ملک الملوک (شہنشاہ) کہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ سفیان (یعنی ابن عیینہ) نے کہا کہ ملک الملوک شہنشاہ کی طرح ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے ابوعمرو سے پوچھا کہ "اَخْنَعُ " کا کیا معنی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔

باب: مسلمان پر مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔

1417: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کا جواب دینا، دعوت کو قبول کرنا، بیمار کی خبرگیری کرنااور جنازے کے ساتھ جانا۔

1418: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے چھ حق ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! وہ کیا ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب تو مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کر، جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر، جب وہ تجھ سے مشورہ چاہے تو اچھا مشورہ دے، جب چھینکے اور الحمدللہ کہے، تو تو بھی جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے)، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جا اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا ۔

باب: راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت اور راستے کا حق ادا کرنے کے بیان میں۔

1419: سیدنا ابوسعید خدری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے کی مجبوری ہے، تو آپ (ص) نے فرمایاکہ اگرتم نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو۔ انہوں نے کہا کہ راہ کا کیاحق ہے؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ آنکھ نیچے رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینااور اچھی بات کا حکم کرنااور بُری بات سے منع کرنا۔

باب: سوار کا پیدل کو اور کم لوگوں (کی جماعت) کا زیادہ لوگوں (کی جماعت) کو سلام کرنا۔

1420: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے اور کم لوگ زیادہ لوگوں پر سلام کریں۔

باب: اجازت طلب کرنے اور سلام کے بارے میں۔

1421: ابوبردہ سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ ص سیدناعمر بن خطاب ص کے پاس آئے اور کہا السلام علیکم عبداللہ بن قیس آیاہے تو انہوں نے ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ پھر انہوں نے کہا کہ السلام علیکم ابوموسیٰ ہے۔ السلام علیکم یہ اشعری آیا ہے (پہلے اپنا نام بیان کیا پھر کنیت بیان کی پھر نسبت تاکہ سیدنا عمر ص کو کوئی شک نہ رہے)۔ آخر لوٹ گئے۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ انہیں واپس میرے پاس لاؤ۔ وہ واپس آئے تو کہا: اے ابو موسیٰ تم کیوں لوٹ گئے، ہم کام میں مشغول تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اجازت مانگنا تین بار ہے، پھر اگر اجازت ہو تو بہتر نہیں تو لوٹ جاؤ۔ سیدناعمر ص نے کہا کہ اس حدیث پر گواہ لا نہیں تو میں کروں گااور کروں گا(یعنی سزا دوں گا)۔ سیدنا ابوموسیٰ ص (یہ سن کر) چلے گئے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ اگر ابوموسیٰ کو گواہ ملے تو وہ شام کو منبر کے پاس تمہیں ملیں گے، اگر گواہ نہ ملے تو ان کو ممبر کے پاس نہیں پاؤ گے۔ جب سیدنا عمرص شام کو منبر کے پاس آئے تو سیدناابوموسیٰ ص موجود تھے۔ سیدنا عمر نے کہا کہ اے ابوموسیٰ! کیاکہتے ہو، کیا تمہیں گواہ ملا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، ابی بن کعب ص موجود ہیں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ بیشک وہ معتبر ہیں۔سیدناعمر ص نے کہا کہ اے ابوالطفیل! (یہ ابن ابی کعب ص کی کنیت ہے) ابوموسیٰ ص کیا کہتے ہیں؟ سیدناابی بن کعب ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ فرماتے تھے، پھر انہوں نے ابو موسی ص کی تائید کی پھر کہا کہ اے خطاب کے بیٹے تم نبی (ص) کے اصحاب پر عذاب مت بنو (یعنی ان کو تکلیف مت دو)۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ واہ سبحان اللہ، میں نے تو ایک حدیث سنی تو اس کی تحقیق کرنا زیادہ اچھا سمجھا۔ (اورمیری یہ غرض ہر گز نہ تھی کہ معاذ اللہ نبی (ص) کے اصحاب کو تکلیف دوں اور نہ یہ مطلب تھا کہ ابوموسیٰ ص جھوٹے ہیں)۔

باب: پردہ اٹھا لینا اجازت دینا (ہی) ہے۔

1422: سیدناا بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تجھے میرے پاس آنے کی اجازت اس طرح ہے کہ پردہ اٹھایا جائے اور تو میری گفتگو بھی سن سکتا ہے۔ جب تک میں تجھے روک نہ دوں۔

باب: اجازت لیتے وقت ”میں“ کہنا مکروہ ہے (لٰذا اپنا نام بتانا چاہیئے)۔

1423: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے اجازت مانگی، توآ پ (ص) نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا ”میں میں“ ۔ ایک روایت میں ہے کہ گویا نبی (ص) نے ”میں“ کہنے کو بُرا جانا۔

باب: اجازت لینے کے وقت (گھر میں) جھانکنا منع ہے۔

1424: سیدناسہل بن سعد ساعدی ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) کے دروازہ کی روزن (سوراخ)سے جھانکا اور آ پ (ص) کے ہاتھ میں لوہے کا آلہ (کنگھا) تھا، جس سے آپ (ص) اپنا سر کھجا رہے تھے۔ جب آپ (ص) نے اس کو دیکھا تو فرمایاکہ اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ کو

کونچتا اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اذن اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنکھ بچے (یعنی پرائے گھر میں جھانکنے سے اور یہ حرام ہے)۔

باب: جو بغیر اجازت کسی کے گھر جھانکے اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی (تو کوئی گناہ نہیں)۔

1425: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر کوئی شخص تیرے گھر میں تیری اجازت کے بغیر جھانکے، پھر تو اس کو کنکری سے مارے اور اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تیرے اوپر کچھ گناہ نہ ہو گا۔

باب: اچانک نظر پڑ جانے اور نظر پھیر لینے کے بارے میں۔

1426: سیدنا جریر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا، تو آپ (ص) نے مجھے نگاہ پھیر لینے کاحکم دیا۔

باب: جو مجلس میں آیا، سلام کیا اور بیٹھ گیا (اس کی فضیلت)۔

1427: سیدنا ابوواقد لیثی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ (ص) کے ساتھ تھے، اتنے میں تین آدمی آئے، دو تو سیدھے رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور ایک چلاگیا۔ وہ دو جو آئے ان میں سے ایک نے مجلس میں جگہ خالی پائی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ جب رسول اللہ (ص) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم سے تین آدمیوں کا حال نہ کہوں؟ ایک نے تو اللہ کے پاس ٹھکانہ لیا تو اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے کی) شرم کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

باب: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھنے کی ممانعت۔

1428: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے لیکن پھیل جاؤ اور جگہ دو۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یہ جمعہ کے دن کا حکم ہے؟ آپ (ص) نے کہا کہ جمعہ ہو یا کوئی اور دن۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمر ص کیلئے کوئی آدمی اٹھتا تووہ اس جگہ نہ بیٹھتے (اگرچہ اس کی رضامندی سے بیٹھنا جائز ہے مگر یہ احتیاط تھی کہ شاید وہ دل میں ناراض ہو)۔

باب: جو اپنی مجلس (بیٹھنے کی جگہ) سے اٹھا، پھر لوٹا تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

1429: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں سے (اپنی کسی حاجت کیلئے) کھڑا ہو (اور ابوعوانہ کی حدیث میں ہے کہ جوکھڑا ہو) لوٹ کر آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

باب: تین آدمیوں میں سے دو آدمیوں کی الگ اور آہستہ بات چیت کی ممانعت۔

1430: سیدناعبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو تیسرے شخص کو الگ کر کے آہستہ سے بات نہ کریں، یہاں تک کہ تم سے اور لوگ بھی ملیں۔ اس لئے کہ اس (تیسرے شخص کو) رنج ہو گا۔ (ممکن ہے کہ وہ ان دونوں سے بدگمان ہو جائے)۔

باب: بچوں کو سلام (کرنا)۔

1431: سیار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چل رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور حدیث بیان کی کہ وہ سیدنا انس ص کے ساتھ جا رہے تھے، بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور سیدنا انس ص نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ جا رہے تھے، بچوں کے پاس سے گزرے توآپ (ص) نے ان کو سلام کیا۔

باب: تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔

1432: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو اور جب تم کسی یہودی یا نصرانی سے راہ میں ملوتو اس کو تنگ راہ کی طرف دبا دو۔

باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب۔

1433: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ یہودی کے چند لوگوں نے نبی (ص) کو سلام کیا، توکہا کہ السام علیکم یا اباالقاسم! (یعنی اے ابو القاسم تم پر موت ہو)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وعلیکم۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غصہ ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ (ص) نے نہیں سناکہ انہوں نے کیا کہا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے سنا اور اس کاجواب بھی دیا اور ہم ان پر جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے۔ اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی (ایسا ہی ہوا کہ الٹی موت یہود پر پڑی وہ مرے اور مارے گئے)۔

باب: پردے کا حکم آجانے کے بعد عورتوں کے (کھلے منہ) نکلنے کی ممانعت۔

1434: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کی ازواج مطہرات رات کو حاجت کے لئے ان مقامات کی طرف (قضاء حاجت کیلئے)جاتیں، جو مدینہ کے باہر تھے اور وہ صاف اور کھلی جگہ میں تھے۔ اور سیدنا عمر ص رسول اللہ (ص) سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھئے۔ آپ (ص) پردہ کا حکم نہ دیتے۔ ایک دفعہ اُمّ المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو عشاء کے وقت نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں، سیدنا عمر ص نے (ص) ن کو آواز دی اور کہا کہ اے سودہ بنت ِزمعہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ اور یہ اس واسطے کیا کہ پردہ کاحکم اترے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم نازل فرما دیا۔

باب: عورتوں کو اپنی ضروریات کیلئے باہر نکلنے کی اجازت۔

1435: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہمیں پردہ کا حکم ہوا، اس کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا حاجت کونکلیں اور وہ ایک موٹی عورت تھیں، جو سب عورتوں سے موٹاپہ میں نکلی رہتیں اور جو کوئی ان کو پہچانتا تھا، اس سے چھپ نہ سکتیں تھیں (یعنی وہ پہچان لیتا) تو سیدنا عمر ص نے ان کو دیکھااور کہا کہ اے سودہ! اللہ کی قسم تم اپنے آپ کو ہم سے چھپا نہیں سکتیں، اس لئے سمجھو کہ تم کیسے نکلتی ہو؟ یہ سن کر وہ لوٹ کر آئیں اور رسول اللہ (ص) میرے گھر میں رات کاکھانا کھا رہے تھے، آپ (ص) کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی اتنے میں سودہ آئیں اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) میں نکلی تھی تو عمر ص نے مجھے ایسے ایسے کہا۔ اسی وقت آپ (ص) پر وحی کی حالت ہوئی، پھر وہ حالت جاتی رہی اور ہڈی آپ (ص) کے ہاتھ ہی میں تھی، آ پ (ص) نے اس کو رکھا نہ تھا آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہیں حاجت کے لئے نکلنے کی اجازت ملی ہے۔

باب: محرم عورت کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

1436: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ زبیر بن عوام نے مجھ سے نکاح کیا (جو رسول اللہ (ص) کے پھوپھی زاد بھائی تھے) اور ان کے پاس کچھ مال نہ تھا اور نہ کوئی غلام تھا اور نہ کچھ اور سوائے ایک گھوڑے کے۔ میں ہی ان کے گھوڑے کو چراتی اور سارا کام گھوڑے کا اور سدھائی بھی کرتی اور ان کے اونٹ کے لئے گٹھلیاں بھی کوٹتی اور اس کو چراتی بھی اور اس کوپانی بھی پلاتی اور ڈول بھی سی دیتی اور آٹا بھی گوندھتی لیکن میں روٹی اچھی طرح نہ پکا سکتی تھی تو ہمسایہ کی انصاری عورتیں میری روٹیاں پکا دیتیں اوروہ بہت محبت کی عورتیں تھیں۔ اسماء نے کہا کہ میں زبیر ص کی اس زمین سے جو رسول اللہ (ص) نے ان کوجاگیر کے طور پر دی تھی، اپنے سر پر گٹھلیاں لایا کرتی تھی اور وہ جاگیر مدینے سے دو میل دور تھی۔ (ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ہاتھ چوبیس انگلی کا اور انگلی چھ جَو کی اور فرسخ تین میل کا) ایک دن میں وہیں سے گٹھلیاں لا رہی تھی کہ راہ میں رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے کئی صحابہ تھے، آپ (ص) نے مجھے بلایا، پھر اونٹ کے بٹھانے کو اخ اخ بولا تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں۔ مجھے شرم آئی اور غیرت۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم گٹھلیوں کا بوجھ سر پر اٹھانا میرے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ سخت ہے (یعنی ایسے بوجھ کو تو گواراکرتی ہے اور میرے ساتھ بیٹھ کیوں نہیں جاتی؟) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خادمہ دے دیی وہ گھوڑے کا سارا کام کرنے لگی، گویا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔

باب: جب کوئی اپنی بیوی کے ساتھ جا رہا ہو اور کوئی شخص راستے میں مل جائے، تو یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فلاں (میری بیوی) ہے۔

1437: اُمّ المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ (ص) کی زیارت کو آئی۔ میں نے آپ (ص) سے باتیں کیں، پھر میں لوٹ جانے کو کھڑی ہوئی تو آپ (ص) بھی مجھے پہنچا دینے کو میرے ساتھ کھڑے ہوئے اور میرا گھر اسامہ بن زید ص کی مکان میں تھا۔ راہ میں انصار کے دو آدمی ملے جب انہوں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی چلنے لگے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ وہ دونوں بولے کہ سبحان اللہ یارسول اللہ (ص) ! (یعنی ہم بھلا آپ پر کوئی بدگمانی کر سکتے ہیں؟) آ پ (ص) نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں بُرا خیال نہ ڈالے (اور اس کی وجہ سے تم تباہ ہو)۔

باب: آدمی کو غیر محرم عورت کے ساتھ رات گذارنے کی ممانعت۔

1438: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: خبردار رہو کہ کوئی مرد کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات کو نہ رہے۔ مگر یہ کہ اس عورت کا خاوند ہو یا اس کا محرم ہو۔

1439: سیدنا عقبہ بن عامر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! دیور کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (یعنی اصل خطرہ تو دیور سے ہے)۔ سیدنا لیث بن سعد ص کہتے تھے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ دیورموت ہے، تو دیور سے مراد خاوند کے عزیز اور اقربا ہیں جیسے خاوند کابھائی یا اس کے چچا کا بیٹا (خاوند کے جن عزیزوں سے عورت کا نکاح کرنا درست ہے، وہ سب دیوروں میں داخل ہیں، ان سے پردہ کرنا چاہئیے سوائے خاوند کے باپ یا داد یا اسکے بیٹے کے کہ وہ محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں)

باب: جن (عورتوں) کے خاوند گھر سے باہر ہیں، ان (عورتوں) کے گھروں میں جانے کی ممانعت۔

1440: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کے چند لوگ اسماء بنتِ عمیس کے پاس گئے اور سیدنا ابوبکر صدیق ص بھی گئے اور اس وقت اسماء ابو بکر ص کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو دیکھا اور ان کاآنا بُرا جانا۔ پھر رسول اللہ (ص) سے بیان کیا اور کہا کہ میں نے کوئی بُری بات نہیں دیکھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اسماء کو اللہ نے بُرے فعل سے پاک کیا ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایاکہ آج سے کوئی شخص اس عورت کے گھر میں نہ جائے جس کا خاوند غائب ہو (یعنی گھر میں نہ ہو) مگر ایک یادو آدمی ساتھ لے کرے (ان سے مراد اپنے آدمی ہیں جن کے بارے میں یہ خیال کرنا محال ہو کہ وہ کسی فاحشہ عورت کے پاس جا سکتے ہیں)۔

باب: عورتوں کے پاس مخنثین (خسروں) کا آنا جانا منع ہے۔

1441: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی ازواج مطہرات کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور وہ اس کو ان لوگوں میں سے سمجھتیں تھیں جن کو عورتوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی (اور قرآن میں ان کا عورتوں کے سامنے آنا جائز رکھا ہے)۔ ایک دن رسول اللہ (ص) اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس آئے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب سامنے آتی ہے تو چار بٹیں لے کر آتی ہے اور جب پیٹھ موڑتی ہے تو آٹھ بٹیں ظاہرہوتی ہیں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ یہاں جو ہیں ان کو پہچانتا ہے (یعنی عورتوں کے حسن اور قبح کو پسند کرتا ہے) یہ تمہارے پاس نہ آئیں۔ (سیدہ عائشہ کہتی ہیں) پس انہوں نے اُسے روک دیا۔

باب: سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم۔

1442: سیدناابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رات کومدینے میں کسی کا گھر جل گیا۔ جب رسول اللہ (ص) کو خبر ہوئی تو آپ (ص) نے فرمایاکہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔

لے کر آتی ہے اور جب پیٹھ موڑتی ہے تو آٹھ بٹیں ظاہرہوتی ہیں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ یہاں جو ہیں ان کو پہچانتا ہے (یعنی عورتوں کے حسن اور قبح کو پسند کرتا ہے) یہ تمہارے پاس نہ آئیں۔ (سیدہ عائشہ کہتی ہیں) پس انہوں نے اُسے روک دیا۔

باب: سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم

1442: سیدناابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رات کومدینے میں کسی کا گھر جل گیا۔ جب رسول اللہ (ص) کو خبر ہوئی تو آپ (ص) نے فرمایاکہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔

کتاب: دم جھاڑ کے مسائل

باب: نبی (ص) کو جبرئیل علیہ السلام کا دم کرنا۔

1443: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) بیمار ہوتے، تو جبرئیل علیہ السلام آپ (ص) پر یہ دعا پڑھتے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نام سے میں مدد چاہتا ہوں وہ تم کو ہر بیماری سے اچھا کرے گا، تم کو ہر حسد کرنے والے کی برائی سے محفوظ رکھے گا اور ہر بُری نظر ڈالنے والے کی نظر سے تمہیں بچائے گا“۔

1444: عبدالعزیز بن صہیب، ابو نضرہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ سیدنا ابوسعید ص سے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد (ص)! تم بیمار ہو گئے؟ آپ (ص) نے فرما یا کہ ہاں۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ”میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تم پر دم کرتاہوں ہراس چیز سے جو تمہیں ستائے اور ہر جان کی بُرائی سے یا حاسد کی نگاہ سے، اللہ تمہیں شفاء دے اللہ کے نام سے میں تم پردم کرتا ہوں“۔

باب: جادو کے بارے میں اور جو یہودیوں نے نبی (ص) پر جادو کیا تھا اس کا بیان۔

1445: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) پر بنی زریق کے ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا۔ یہاں تک کہ آ پ (ص) کو خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں حالانکہ وہ کام کرتے نہ تھے۔ ایک دن یا ایک رات آپ (ص) نے دعا کی، پھر دعا کی، پھر فرمایا کہ اے عائشہ! تجھے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ◆ نے مجھے وہ بتلا دیا جو میں نے اس سے پوچھا؟۔ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا پاؤں کے پاس (وہ دونوں فرشتے تھے) جوسر کے پاس بیٹھا تھا، اس نے دوسرے سے کہا جو پاؤں کے پاس بیٹھا تھا اس نے سر کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ وہ بولا کہ اس پر جادو ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ کس نے جادو کیا ہے؟ وہ بولا کہ لبید بن اعصم نے۔ پھر اس نے کہا کہ کس میں جادو کیا ہے؟ وہ بولا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر کھجور کے گابھے کے ریشے میں۔ اس نے کہاکہ یہ کہاں رکھا ہے؟ وہ بولا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہاکہ پھر رسول اللہ (ص) اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ کی قسم اس کنوئیں کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا زلال اور وہاں کے کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ (ص) نے اس کو جلا کیوں نہیں دیا؟ (یعنی وہ جو بال وغیرہ نکلے) آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے تو اللہ نے ٹھیک کر دیا، اب مجھے لوگوں میں فساد بھڑکانا بُرا معلوم ہوا، پس میں نے حکم دیا اور وہ دفن کر دیا گیا۔

باب: معوذات کا مریض پر پڑھنے اور پھونک مارنے کا بیان۔

1446: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب گھر میں کوئی بیمار ہوتا، تو رسول اللہ (ص) اس پر معوذات (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر پھونکتے، پھر جب آ پ (ص) بیمار ہوئے، جس بیماری میں جس سے آپ (ص) نے وفات پائی تو میں آپ (ص) پر پھونکتی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ (ص) پر پھیرتی تھی کیونکہ آپ کے ہاتھ مبارک میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔

باب: اللہ کے نام کا ”دم“ اور پناہ مانگنے کا بیان۔

1447: سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے اپنے ایک درد کی شکایت کی، جو ان کے بدن میں پیدا ہو گیا تھا جب سے وہ مسلمان ہوئے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو، اس کے بعد سات بار یہ کہو کہ ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتاہوں اس چیز کی بُرائی سے جس کوپاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں“۔

باب: نماز کے اندر وسوسے والے شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان۔

1448: ابوالعلاء سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن ابوالعاص ص نبی (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے اور مجھے قرآن بھلا دیتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس

شیطان کا نام خنزب ہے، جب تجھے اس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور (نماز کے اندر ہی) بائیں طرف تین بار تھوک لے۔ سیدنا عثمان ص نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کومجھ سے دور کر دیا۔

باب: بچھو سے ڈسے ہوئے آدمی کو سورۂ فاتحہ سے دم کرنا۔

1449: سیدناابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے صحابہ میں سے کچھ لوگ سفر میں تھے اور عرب کے کسی قبیلے کے پاس سے گزرے، ان سے مہمان نوازی چاہی تو انہوں نے مہمانی نہ کی وہ کہنے لگے کہ تم میں سے کسی کو منتر یاد ہے؟ ان کے سردار کو بچھو نے کاٹا تھا۔ صحابہ' میں سے ایک شخص بولا کہ ہاں مجھے منتر آتا ہے۔ پھر اس نے سورة فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ پس انہیں بکریوں کاایک گلہ دیا گیا، تو انہوں نے نہ لیا اور یہ کہا کہ میں رسول اللہ (ص) سے پوچھ لوں۔ پھر آپ (ص) کے پاس آ کر بیان کیا او رکہا کہ یارسول اللہ (ص) اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا سوائے سورة فاتحہ کے۔ آپ (ص) مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ منتر ہے؟ پھر فرمایا کہ وہ بکریوں کا گلہ لے لو اور اپنے ساتھ ایک حصہ میرے لئے بھی لگانا (کیونکہ قرآن نبی (ص) پر نازل ہوا تھا)۔

باب: ہر زہر کو دفع کرنے کے لئے دم کرنا۔

1450: اسود کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے انصار کے ایک گھر والوں کو زہر کے لئے دم کرنے کی اجازت دی تھی (جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے سے)۔

باب: ”نملہ“ (ایک قسم کی پھنسی) کے لئے دم کا بیان۔

1451: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں رسول اللہ (ص) نے نظر، ڈنگ (زہر) اور نملہ کے لئے دم کرنے کی رخصت دی۔ (نملہ ایک پھنسی ہے جس میں جلن ہوتی ہے اور جگہ بدلتی رہتی ہے یا وہ پھنسیاں جو بغل میں ہوں)۔

باب: بچھو کے لئے دم کی اجازت۔

1452: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے دم سے منع کیا تو عمرو بن حزم کے لوگ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! ہمارے پاس بچھو کا دم ہے اور آپ (ص) نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ دم نبی (ص) کے سامنے پیش کیا تو آپ (ص) نے فرمایا: میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں اگر کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو پہنچائے۔

1453: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! مجھے اس بچھو سے بڑی تکلیف پہنچی جس نے کل رات مجھے کاٹ لیا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو شام کو یہ کہہ لیتا کہ ”اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَ(ص) خَلَق“ تو تجھے ضرر نہ کرتا (نہ کاٹتا) ۔

باب: نظر بد لگ جاتی ہے اور جب تم کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے تو غسل کرو۔

1454: سیدنا ابن عباس ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نظر سچ ہے (یعنی نظر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تاثیر ہے) اور اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی تو نظر ہی بڑھ

جاتی (لیکن تقدیر سے کوئی چیز آگے بڑھنے والی نہیں)۔ جب تم سے غسل کرنے کو کہا جائے تو غسل کرو۔ (کیونکہ جس کی نظر بد لگ جائے، اس کے غسل کے پانی سے نظر لگے ہوئے کو غسل کرا دیا جائے تو ٹھیک ہو جاتا ہے)۔

باب: نظر بد کا دم۔

1455: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) مجھے نظر (لگ جانے کی وجہ سے) دم کرنے کا حکم دیتے تھے۔

1456: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے آل حزم کے لوگوں کو سانپ کے (کاٹے کے) لئے دم کرنے کی اجازت دی۔ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ میں اپنے بھائی کے بچوں کو (یعنی جعفر بن ابوطالب کے لڑکوں کو) دبلا پاتا ہوں، کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟ اسماء نے کہا کہ نہیں، ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کوئی دم کرو۔ میں نے ایک دم آپ (ص) کے سامنے پیش کیا، توآپ (ص) نے فرمایا کہ ان کو دم کر دیا کرو۔

باب: نظر بد سے دم کرنے کے متعلق۔

1457: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا، جس کے منہ پر جھائیاں تھیں (یعنی پیلیا کی بیماری تھی، اس کا چہرہ زردی مائل تھا)، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو نظر لگی ہے، اس کے لئے دم کرو۔

باب: زمین کی مٹی سے دم۔

1458: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی زخم لگتا، تو رسول اللہ (ص) اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھتے اور فرماتے کہ ”اللہ کے نام سے ہمارے ملک کی مٹی ، کسی کے تھوک کے ساتھ، اس سے ہمارا بیمار شفا پائے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے“۔

1459: سیدہ خولہ بنت حکیم السلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص کسی منزل میں اترے، پھر کہے کہ ”میں تمام مخلوق کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کے ان کامل التاثیر کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے بچنے کے لئے“ تو اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اس منزل سے کوچ کرے۔

باب: آدمی کا اپنے گھر والوں کو دم کرنا، جبکہ وہ بیمار ہوں۔

1460: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتاتو رسول اللہ (ص) اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے، پھر فرماتے کہ ”اے مالک تو اس بیماری کو دُور کر دے اور تندرستی دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے کہ بالکل بیماری نہ رہے۔“ جب رسول اللہ (ص) بیمار ہوئے اور آ پ (ص) کی بیماری سخت ہوئی، تو میں نے آپ (ص) کا ہاتھ ویسے ہی کرنے کو پکڑ (ص) جیسے آپ (ص) کیاکرتے تھے (یعنی میں نے ارادہ کیا کہ آپ (ص) ہی کا ہاتھ پھیروں اور یہ دعا پڑھوں)، تو آپ (ص) نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں سے چھڑا لیا پھر فرمایا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے بلند رفیق کے ساتھ کر۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر جو میں نے دیکھا تو آپ (ص) کی وفات ہو چکی تھی۔ (یعنی اس دعا کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا)۔

1461: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) یہ دم پڑھا کرتے کہ ”اے مالک! تو اس بیماری کو دُور کر دے۔ شفاء تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اسے تیرے سوا کوئی کھولنے والا نہیں ہے“۔

باب: ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس میں شرک نہ ہو۔

1462: سیدنا عوف بن مالک اشجعی ص کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں دم کیا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ (ص) اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنے دم کو میرے سامنے پیش کرو، دم میں کچھ قباحت نہیں اگر اس میں شرک کا مضمون نہ ہو۔

کتاب: بیماری اور علاج

باب: جو درد اور مرض مومن کو پہنچتی ہے اس کے ثواب کا بیان۔

1463: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ (ص) کے پاس گیا،آپ (ص) کو بخار تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) آپ کو تو سخت بخار آتا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ مجھے اتنا بخار آتا ہے جتناتم میں سے دو آدمیوں کو آئے۔ میں نے کہا کہ کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ (ص) کے لئے دہرا اجر ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو بیماری یا کچھ اور تکلیف پہنچی، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ایسے گرا دیتا ہے جیسے درخت (سوکھے) پتے گرادیتا ہے۔

باب: بیمار پرسی کی فضیلت کا بیان۔

1464: سیدنا ثوبان ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بیمار کی عیادت (اس کے مکان پر جا کر) کرنے والا جنت کے ایک باغ میں ہے، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹے۔

1465: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تونے میری خبر نہ لی۔ وہ کہے گاکہ اے میرے رب! میں تیری خبر کیسے لیتا؟ تو تو سارے جہان کامالک ہے؟۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے معلوم نہیں ہے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، تو نے اس کی خبر نہ لی؟ اگر تو اس کی خبر لیتا تو تو مجھے اس کے نزدیک پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تونے مجھے کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا کہ اے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا ؟ تو سارے جہاں کا مالک ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے اس کو نہ کھلایا؟ اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کاثواب میرے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا، لیکن تو نے مجھ کو پانی نہ پلایا۔ بندہ بولے گا کہ میں تجھے کیسے پلاتا تو تو سارے جہان کا مالک ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے اس کو نہیں پلایا۔ اگر اس کو پلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔

باب: یوں نہ کہو کہ میرا نفس خبیث (گندا) ہو گیا ہے۔

1466: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی نہ کہے کہ میرانفس خبیث ہو گیا (یعنی ناپاک اور نجس)، بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس کاہل اور سست ہو گیا۔ (خبیث اور ناپاک کافر کا لقب ہے اور اس لئے مسلمان کو یہ لفظ اپنے لئے بولنے سے منع کیا گیا اور ایک حدیث میں آیا کہ پھر صبح کو خبیث النفس اٹھتا ہے تو وہ غیر کی صفت ہے اور شخص مبہم کا بیان ہے، ایسا اطلاق منع نہیں)۔

باب: ہر بیماری کی دوا ہے۔

1467: سیدنا جابر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب وہ دوا بیماری پر پہنچتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔

باب: بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

1468: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس کوئی بخار والی عورت لائی جاتی، تو وہ پانی منگواتیں اور اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اس (بخار) کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے۔

باب: بخار گناہوں کو دور کرتا ہے۔

1469: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اُمّ سائب (یا اُمّ مسیب) رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، تو فرمایا کہ اے اُمّ السائب (یا اُمّ مسیب)! تو لرز رہی ہے تجھے کیا ہوا؟ وہ بولیں کہ بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برکت نہ دے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہو، کیونکہ وہ آدمیوں کے گناہوں کو ایسے دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

باب: مرگی اور اس کے ثواب کے متعلق۔

1470: عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ سیدناابن عباس ص نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ میں نے کہا دکھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہ کالی عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی اور بولی کہ مجھے مرگی کی بیماری ہے، اس حالت میں میرا بدن کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہو گی اور اگر تو کہے تو میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے تندرست کر دے گا۔ وہ بولی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر بولی کہ میرا بدن کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا بدن نہ کھلے۔ آپ (ص) نے اس عورت کے لئے دعاکی (چنانچہ اس کا بدن اس حالت میں ہرگز نہ کھلتا تھا۔ معلوم ہوا کہ بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے کا بدلہ جنت ہے)۔

باب: تلبینہ بیمار کے دل کو خوش رکھتا ہے۔

1471: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے گھر میں کوئی فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں، پھر جب چلی جاتیں اور ان کے گھر میں صرف گھر والے اور خاص لوگ رہ جاتے، تو وہ تلبینہ کی ایک ہانڈی کا حکم کرتیں (تلبینہ بھوسی یاآٹے میں شہد ملا کر حریرہ تیار کیا جاتا ہے)، پھر وہ پکتا۔ اس کے بعد ثرید (روٹی اور شوربا) تیار ہوتا اور تلبینہ کو اس پر ڈال دیتیں، پھر وہ عورتوں سے کہتیں کہ اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ تلبینہ بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے اور اس کے پینے سے رنج کچھ گھٹ جاتا ہے۔

باب: شہد پلا کر علاج کرنا۔

1472: سیدناابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا دے۔ اس نے شہد پلا دیا۔ پھر آیا او رکہنے لگا کہ شہد پلانے سے دست اور زیادہ ہوگئے ہیں۔ آپ (ص) نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ شہد پلادے۔ پھر چوتھی بار وہ آیا اور کہنے لگا کہ میں نے شہد پلایا، لیکن دست زیادہ ہو گئے آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کاپیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس نے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

باب: کلونجی کے ساتھ دوا۔

1473: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) کویہ فرماتے ہوئے سنا، کالے دانے میں سوائے سام کے ہر بیماری کی شفا ہے۔ اور سام موت کوکہتے ہیں اور کالے دانے سے مراد کلونجی ہے۔

باب: جو عجوہ کھجور صبح کو کھائے تو اس کو (شام تک) کوئی زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

1474: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لے تو اسکو شام تک کوئی زہرنقصان نہ کرے گا اور نہ کوئی جادو اس پر اثر کرے گا۔

1475: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: عالیہ (وہ حصہ مدینہ کاجونجد کی طرف ہے) کی عجوہ میں شفا ہے یا فرمایا کہ وہ صبح کے وقت تریاق ہے۔ (تریاق کا سا فائدہ رکھتی ہے)۔

باب: ”کھنبی“ ”من“ سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

1476: سیدنا سعید بن زید ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ کھنبی اس ”من“ میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتارا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

باب: عود ہندی کے ساتھ دوا کا بیان۔

1477: سیدنا عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ سیدہ اُمّ قیس بنتِ محصن رضی اللہ عنہا (جو کہ مہاجرات کی پہلی عورتوں میں سے تھیں اور انہوں نے رسول اللہ (ص) سے بیعت کی تھی اور وہ عکاشہ بن محصن کی بہن تھیں جو کہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے) نے مجھے خبر دی، کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی جو ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ اور عذرہ کی بیماری کی وجہ سے انہوں (اُمّ قیس) نے اس کا حلق دبایا تھا (یونس نے کہا کہ اعلقت بمعنی غمزت ہے۔ وہ بچہ پر تشنج کے خطرہ سے ڈرتی تھیں) وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو تالو دبانے اور چڑھانے سے (انگلی یا لکڑی کی گھیرنی سے) تکلیف کیوں دیتی ہو؟ تم عودِ ہندی یعنی ”کست“ کو لازم پکڑو۔ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے ایک ان میں سے ذات الجنب (پسلی کا درد) بھی ہے۔ عبیداللہ نے کہا کہ اُمّ قیس رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے اسی بچہ نے رسول اللہ (ص) کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ (ص) نے پانی منگوایا اور اپنے کپڑے پر چھڑک دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

باب: منہ میں دوائی ڈال کر علاج کرنا۔

1478: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کی بیماری میں آپ (ص) کے منہ میں دوا ڈالی توآپ (ص) نے اشارے سے فرمایا کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو۔ ہم لوگوں نے آپس میں کہا کہ آپ (ص) بیماری کی وجہ سے دوا سے نفرت کرتے ہیں (تو اس پر عمل کرنا ضروری نہیں)۔ جب آپ (ص) کو ہوش آیا توآپ (ص) نے فرمایا کہ تم سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوائے عباس ص کے کہ وہ یہاں موجود نہ تھے۔ (آپ (ص) نے ان لوگوں کو یہ سزا دی جنہوں نے آپ (ص) کا حکم نہ مانا)۔

باب: پچھنا لگانے اور ناک میں دوائی ڈالنے کے متعلق۔

1479: سیدناابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری دی اور آپ (ص) نے ناک میں بھی دوا ڈالی۔

باب: پچھنے لگوانے اور داغنے کے ساتھ علاج کرنا۔

1480: عاصم بن عمر بن قتادہ کہتے ہیں کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ص ہمارے گھر میں آئے اور ایک شخص کو زخم کی تکلیف تھی (یعنی قرحہ پڑ گیا تھا) ۔ سیدناجابر ص نے کہا کہ تجھے کیا تکلیف ہے؟ وہ بولا کہ ایک قرحہ ہوگیا ہے جو کہ مجھ پر نہایت سخت ہے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ اے غلام! ایک پچھنے لگانے والے کو لے کر آ۔ وہ بولا کہ پچھنے لگانے والے کا کیا کام ہے؟ سیدناجابر ص نے کہا کہ میں اس زخم پر پچھنے لگوانا چاہتا ہوں، وہ بولا کہ اللہ کی قسم مجھے مکھیاں ستائیں گی اور کپڑا لگے گا تو مجھے تکلیف ہو گی اور مجھ پر بہت سخت (وقت) گزرے گا۔ جب سیدناجابر ص نے دیکھا کہ اس کو پچھنے لگانے سے رنج ہوتا ہے تو کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ اگر تمہاری دواؤں میں بہتر کوئی دوا ہے تو تین ہی دوائیں ہیں، ایک تو پچھنا، دوسرے شہد کا ایک گھونٹ اور تیسرے انگارے سے جلانا اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں داغ لینا بہتر نہیں جانتا۔ راوی نے کہا کہ پھر پچھنے لگانے والا آیا اور اس نے اس کو پچھنے لگائے اور اس کی بیماری جاتی رہی۔

1481: سیدناجابر ص سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ ص نے رسول اللہ (ص) سے پچھنے لگوانے کی اجازت چاہی، تو آپ (ص) نے ابوطیبہ کو ان کے پچھنے لگانے کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ابوطیبہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے (جن سے پردہ ضروری نہیں اور ضرورت کے وقت دوا کے لئے اگر عورت یا لڑکا نہ ملے تو اجنبی شخص بھی لگا سکتا ہے)۔

باب: رگ کاٹنے اور داغنے سے علاج۔

1482: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابی بن کعب ص کے پاس حکیم کو بھیجا، اس نے ایک رگ کاٹی (یعنی فصد لی)، پھر اس پر داغ دیا۔

باب: زخم کا علاج داغ دینے سے۔

1483: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن معاذ ص کو اکحل (ایک رگ ہے) میں تیر لگا، تو رسول اللہ (ص) نے ان کو اپنے ہاتھ سے تیر کے پھل سے داغ دیا، ان کے ہاتھ پر سوزش ہو گئی تو آپ (ص) نے دوبارہ داغ دیا۔

باب: شراب کے ساتھ دوا (جائز نہیں)۔

اس باب کے بارے میں سیدنا وائل بن حجر ص کی حدیث کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 1279)

کتاب: طاعون کے متعلق

باب: طاعون کے بارے میں، اور یہ کہ یہ ایک عذاب ہے، اس لئے نہ تو اس (طاعون زدہ بستی) میں داخل ہو اور نہ اس (طاعون زدہ بستی) سے بھاگو۔

1484: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: یہ بیماری (طاعون ایک) عذاب ہے جو تم سے پہلے ایک امت کوہوا تھا۔ پھر وہ زمین میں رہ گیا۔ کبھی چلا جاتا ہے، کبھی پھر آتا ہے۔ لُذا جو کوئی کسی ملک میں سنے کہ وہاں طاعون ہے، تو وہ وہاں نہ جائے اور جب اس کہ ملک میں طاعون نمودار ہو تو وہاں سے بھاگے بھی نہیں۔

1485: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص شام کی طرف نکلے۔ جب (مقامِ) سرغ پر پہنچے (جو کہ کنارہ حجاز پر شام سے متصل ایک بستی ہے) تو ان سے اجناد کے لوگوں نے ملاقات کی (اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں، فلسطین ، اردن، دمشق، حمص اور قنسرین) سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح صاور ان کے ساتھیوں نے ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیل گئی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدناعمر ص نے کہا کہ میرے سامنے مہاجرین اوّلین کو بلاؤ۔ (مہاجرین اوّلین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہو) میں نے ان کو بلایا۔ سیدنا عمر ص نے ان سے مشورہ لیااور ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک اہم کام کے لئے نکلے ہوئے ہیں اس لئے ہم آپ کا لوٹنا مناسب نہیں سمجھتے۔بعض نے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ لوگ ہیں جو اگلوں میں باقی رہ گئے ہیں اور رسول اللہ (ص) کے اصحاب ہیں اور ہم ان کو وبائی ملک میں لیجانا مناسب نہیں سمجھتے۔ سیدنا عمر ص نے کہاکہ اب تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ انصار کے لوگوں کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو انہوں نے ان سے مشورہ لیا۔ انصار بھی مہاجرین کی چال چلے اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ اب قریش کے بوڑھوں کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے یا (فتح کے ساتھ ہی) مسلمان ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو بلایا اور ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا، سب نے یہی کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو لے کر لوٹ جائیے اور ان کو وبا کے سامنے نہ کیجئے۔ آخر سیدناعمر ص نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ لوٹوں گا) تم بھی سوار ہو جاؤ۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح صنے کہا کہ کیاتقدیر سے بھاگتے ہو؟ سیدنا عمر ص نے کہا کہ کاش یہ بات کوئی اور کہتا (یا اگراور کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا) }اور سیدناعمر ص بُرا جانتے تھے ان کا خلاف کرنے کو{ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیااگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اورشاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب میں چراؤ تب بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا (سیدناعمر ص کامطلب یہ ہے کہ جیسے اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں ہے بلکہ اس کا فعل قابلِ تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں او ریہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیرِ الٰہی ہے)؟ اتنے میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص آئے اور وہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو (ص) س مسئلہ کی دلیل موجود ہے، میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی ملک میں وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ملک میں وبا پھیلے تو بھاگو بھی نہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر ص نے اللہ کا شکر ادا کیا (کہ ان کی رائے حدیث کے موافق قرار پائی) اور واپس لوٹ آئے۔

سیدناعمر ص بُرا جانتے تھے ان کا خلاف کرنے کو{ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیااگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اورشاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب میں چراؤ تب بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا (سیدناعمر ص کامطلب یہ ہے کہ جیسے اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں ہے بلکہ اس کا فعل قابلِ تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں او ریہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیرِ الٰہی ہے)؟ اتنے میں سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص آئے اور وہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو (ص) س مسئلے کی دلیل موجود ہے، میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی ملک میں وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ملک میں وبا پھیلے تو بھاگو بھی نہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمر ص نے اللہ کا شکر ادا کیا (کہ ان کی رائے حدیث کے موافق قرار پائی) اور واپس لوٹ آئے۔

کتاب: بدفالی، اور متعدی(اچھوت) بیماری

باب: نہ عدوی کوئی چیز ہے اور نہ طیرہ ، نہ صفر اور نہ ھامہ۔

1486: ابوسلمہ بن عبدالرحمن سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور صفر (ص) ور ہامہ کی کوئی اصل نہیں تو ایک دیہاتی بولا کہ یارسول اللہ (ص)! اونٹوں کا کیا حال ہے؟ ریت میں ایسے صاف ہوتے ہیں جیسے کہ ہرن اور پھر ایک خارشی اونٹ ان میں جاتا ہے اور سب کوخارشی کر دیتا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارشی کیا تھا؟۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ عدوی، طیرہ، صفر اور ہامہ کوئی چیز نہیں ہیں۔

(عدوی سے مراد کسی بیماری کا متعدی (اچھوت) ہونا، طیرة کا مطلب کسی چیز سے بدفالی پکڑنا، صفر سے مراد صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا، جیسے آج بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں اور ھامہ سے مراد اُلّو ہے کہ جسے عرب منحوس سمجھتے تھے)۔

باب: بیمار اونٹ تندرست اونٹ پر نہ لایا جائے۔

1487: ابن شہاب سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف ص نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی (اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی بیماری کسی سے خود بخود نہیں لگتی۔ دوسرے کسی کو بھی لگتی ہے تو اللہ کے حکم سے لگتی ہے۔ اسی لئے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لانے کا حکم دیا ہے)۔اور ابوسلمہ یہ حدیث بھی بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لایا جائے۔ ابوسلمہ نے کہا کہ سیدنا ابوہریرہ ص ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے تھے، پھر اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث کہ ”بیماری نہیں لگتی“ بیان کرنا چھوڑ دی اور یہ بیان کرتے رہے کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹ پر نہ لایا جائے۔ حارث بن ابی ذباب نے جو کہ سیدنا ابوہریرہ ص کے چچا زاد بھائی تھے ان سے کہا کہ اے ابوہریرہ! تم اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری بھی حدیث بیان کیا کرتے تھے، اب تم اس کو بیان نہیں کرتے، وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے انکار کیااور کہا کہ میں اس حدیث کو

نہیں پہچانتا، البتہ آپ (ص) نے یہ فرمایا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ لایا جائے۔ حارث نے ان سے اس بات میں اس حد تک جھگڑا کیا کہ سیدنا ابوہریرہ ص غصہ ہوئے اور انہوں نے حبش کی زبان میں کچھ کہا۔ پھر حارث سے پوچھاکہ تم سمجھتے ہو کہ میں نے کیا کہا؟ حارث نے کہا کہ نہیں۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ میں نے یہی کہا کہ میں اس حدیث کے بیان کرنے کا انکار کرتا ہوں۔ ابوسلمہ نے کہا کہ میری عمر کی قسم! سیدنا ابوہریرہ ص ہم سے اس حدیث کو بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی پھر معلوم نہیں کہ ابوہریرہ اس حدیث کو بھول گئے یا ایک حدیث سے دوسری حدیث کو انہوں نے منسوخ سمجھا۔(صحیح بخاری میں نسخ کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ ہم نے ابوہریرہ ص کو اس حدیث کے سوا کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا)۔

باب: نوء کوئی چیز نہیں۔

1488: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نہ تو ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے، نہ ہامہ ہے، نہ نوء کی کوئی حقیقت ہے اور نہ صفر کی۔ (نوء ستارے کے طلوع و غروب کو کہتے ہیں جیسے عربوں کا بھی خیال تھا اور آج کل کے نجومیوں کا بھی کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وغیرہ)۔

باب: غول کوئی چیز نہیں۔

1489: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے، نہ نحوست کوئی چیز ہے اور نہ غول کوئی چیز ہے۔ (غول سے مراد عوام کا یہ خیال ہے کہ جنگل میں شیاطین ہوتے ہیں جو رات کو چراغ کی طرح چمکتے ہیں کبھی لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کبھی قتل کر دیتے ہیں)۔

باب: جذام (کوڑھ پن) میں مبتلا شخص سے دور رہنے کے متعلق۔

1490: سیدنا شرید ص کہتے ہیں کہ ثقیف کے لوگوں میں ایک جذامی شخص تھا۔ رسول اللہ (ص) نے اس سے کہلا بھیجا کہ ہم نے تجھ سے بیعت لے لی تم لوٹ جاؤ۔

باب: اچھی فال کے متعلق۔

1491: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں (یعنی کسی کو منحوس سمجھنا) اور بہتر فال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! فال کیا چیز ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ نیک بات جو تم میں سے کوئی سنے۔

باب: نحوست گھر ، عورت اور گھوڑے میں (ہو سکتی ہے)۔

1492: سیدنا ابن عمر صنبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اگر کوئی نحوست یقینی ہو سکتی ہے تو گھوڑے ، عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے

1493: سیدنا جابر بن عبداللہ صرسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اگر (نحوست) کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، خادم اور گھوڑا ہے۔

1490: سیدنا شرید ص کہتے ہیں کہ ثقیف کے لوگوں میں ایک جذامی شخص تھا۔ رسول اللہ (ص) نے اس سے کہلا بھیجا کہ ہم نے تجھ سے بیعت لے لی تم لوٹ جاؤ۔

باب: اچھی فال کے متعلق۔

1491: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں (یعنی کسی کو منحوس سمجھنا) اور بہتر فال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! فال کیا چیز ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ نیک بات جو تم میں سے کوئی سنے۔

باب: نحوست گھر ، عورت اور گھوڑے میں (ہو سکتی ہے)۔

1492: سیدنا ابن عمر صنبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اگر کوئی نحوست یقینی ہو سکتی ہے تو گھوڑے ، عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔

1493: سیدنا جابر بن عبداللہ صرسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اگر (نحوست) کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، خادم اور گھوڑا ہے۔

کتاب: کہانت کے متعلق۔

باب: کاہن کے پاس آنے کی ممانعت اور لکیر کے ذکر میں۔

اس باب کے بارے میں سیدنا معاویہ بن حکم السلمی ص کی حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 333)۔

باب: وہ بات جس کو جن اچک کر لے جاتا ہے۔

1494: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ (ص) سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ لغو ہیں (ان کی کوئی حیثیت نہیں) اور کسی اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ان کی بعضی بات سچ نکلتی ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ سچی بات وہی ہے جس کو جن اُڑا لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے مرغ مرغی کو دانے کے لئے بلاتا ہے۔ پھر وہ اس میں اپنی طرف لغو اور سو جھوٹ سے زیادہ ملاتے ہیں (اور لوگوں سے کہتے ہیں)۔

باب: ستاروں کے ذریعے شیطانوں پر حملے کے متعلق جبکہ وہ (فرشتوں سے) چوری سنتے ہیں۔

1495: سیدنا عبداللہ بن عباس صکہتے ہیں کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے (ایک روایت میں ہے کہ کچھ صحابہ نے) بیان کیا کہ وہ رات کو رسول اللہ (ص) کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک ستارہ ٹوٹا اور بہت چمکا۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ جب جاہلیت کے زمانے میں ایسا واقعہ ہوتا تھا تو تم اسے کیاکہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کارسول (ص) خوب جانتے ہیں، ہم جاہلیت کے زمانے میں یوں کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ستارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کے لئے نہیں ٹوٹتا، لیکن ہمارا مالک جل جلالہ◆ جب کچھ حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والے آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، یہاں تک کہ تسبیح کی نوبت آسمانِ دنیا والوں تک پہنچتی ہے۔ پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں، وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم دیا؟ وہ بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان والے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر آسمانِ دنیا والوں تک آتی ہے۔ ان سے وہ خبر جن اُڑا لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو آکر سناتے ہیں۔ فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان ستاروں سے مارتے ہیں (تو یہ ستارے

ان کے کوڑے ہیں) پھر جو خبر جن لاتے ہیں، اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ اس میں جھوٹ ملاتے ہیں اور زیادہ کرتے ہیں۔

باب: جو نجومی کے پاس آتا ہے اس کی نماز قبول نہیں۔

1496: سیدہ صفیہ بنت ابی عبید رسول اللہ (ص) کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہیں اور وہ رسول اللہ (ص) سے کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جاکر اس سے کوئی بات پوچھے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔

نے فرمایاکہ جب جاہلیت کے زمانے میں ایسا واقعہ ہوتا تھا تو تم اسے کیاکہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کارسول (ص) خوب جانتے ہیں، ہم جاہلیت کے زمانے میں یوں کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ستارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کے لئے نہیں ٹوٹتا، لیکن ہمارا مالک جل جلالہ◆ جب کچھ حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والے آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، یہاں تک کہ تسبیح کی نوبت آسمانِ دنیا والوں تک پہنچتی ہے۔ پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں، وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم دیا؟ وہ بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان والے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر آسمانِ دنیا والوں تک آتی ہے۔ ان سے وہ خبر جن اُڑا لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو آکر سناتے ہیں۔ فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان ستاروں سے مارتے ہیں (تو یہ ستارے ان کے کوڑے ہیں) پھر جو خبر جن لاتے ہیں، اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ اس میں جھوٹ ملاتے ہیں اور زیادہ کرتے ہیں۔

باب: جو نجومی کے پاس آتا ہے اس کی نماز قبول نہیں۔

1496: سیدہ صفیہ بنت ابی عبید رسول اللہ (ص) کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہیں اور وہ رسول اللہ (ص) سے کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جاکر اس سے کوئی بات پوچھے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔

کتاب: سانپ وغیرہ کے متعلق۔

باب: گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے کی ممانعت۔

1497: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ اسے سنا، آپ (ص) نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ سانپوں کو اور کتوں کو مار ڈالو۔ اور دودھاری سانپ کو اور دُم کٹے کو بھی مار ڈالو، کیونکہ یہ دونوں بینائی کھو دیتے ہیں اور حمل والیوں کا حمل گرا دیتے ہیں۔ زہری نے کہا کہ کہ شاید ان کے زہر میں یہ تاثیر ہو گی۔ سالم نے کہا کہ عبداللہ بن عمر ص نے کہا کہ میں جو سانپ دیکھتا ہوں اس کو فوراً مار ڈالتا ہوں۔ ایک بار میں گھر کے سانپوں میں سے ایک سانپ کا پیچھاکر رہا تھا کہ زید بن خطاب یا ابولبابہ ص میرے سامنے سے گزرے اور میں اس کا پیچھا کر رہا تھا، انہوں نے کہا کہ اے عبداللہ ٹھہرو! میں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے گھر کے سانپ مارنے سے منع کیا ہے۔(یعنی جن سانپوں میں زہر نہیں ہوتا اور وہ گھروں میں رہتے ہیں یا بعض اوقات شیاطین کی شکل میں رہتے ہیں، ان کے قتل سے دوسرے شیاطین نقصان پہنچاتے ہیں جس کا ذکر اگلی حدیث میں وضاحت سے ہے)۔

باب: گھر میں رہنے والے سانپوں کو تین بار خبردار کرو۔

1498: ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا ابوسعید خدری ص کے پاس ان کے گھر گئے۔ ابوسائب نے کہا کہ میں نے ان کو نماز میں پایا تو بیٹھ گیا۔ میں نماز پڑھ چکنے کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان لکڑیوں میں کچھ حرکت کی آواز آئی جو گھر کے کونے میں رکھی تھیں۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا۔ میں اس کے مارنے کو دوڑا تو سیدنا ابوسعید ص نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے ایک کوٹھری دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کوٹھڑی دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ اس میں ہم لوگوں میں سے ایک جوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ خندق کی طرف نکلے۔ وہ جوان دوپہر کو آپ (ص) سے اجازت لے کر گھر آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ (ص) سے اجازت مانگی توآپ (ص) نے فرمایا کہ ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا ڈر ہے۔ (جنہوں نے دغابازی کی تھی اور موقع دیکھ کر مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے)۔ اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لئے۔ جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دروازے کے دونوں پٹوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس نے غیرت سے اپنا نیزہ اسے مارنے کو اٹھایا تو عورت نے کہا کہ اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہو گا کہ میں کیوں نکلی ہوں۔ وہ جوان اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ جوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور اسے نیزے میں پرو لیا، پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹا اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرا یا جوان پہلے شہید ہوا۔ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) سے سارا قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کو پھر جلا دے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کے لئے بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا کہ مدینے میں جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں، پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبر دار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں (یعنی کافر جن ہیں یا شریر سانپ ہیں)۔

باب: سانپوں کو مارنا۔

1499: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ غار میں تھے اس وقت آپ (ص) پر سورئہ ”وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفً(ص)“ اتری تھی۔ ہم آپ (ص) کے منہ مبارک سے تازی تازی یہ سورت سن رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ (ص) س کو مار ڈالو۔ ہم اس کے مارنے کو لپکے تو وہ ہم سے سبقت لے گیا (یعنی چھپ گیا)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو تمہارے ہاتھ سے بچایا جیسا کہ تمہیں اس کے شر سے بچایا۔

باب: گرگٹوں کو مارنے کے بارے میں۔

1500: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیااور اس کا نام فویسق رکھا (یعنی چھوٹا فاسق)۔

1501: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص گرگٹ کو پہلی مار میں مار ے، اسکو اتنا ثواب ہے اور جو دوسری مار میں مارے، اسکو اتنا ثواب ہے لیکن پہلی بار سے کم اور جو تیسری مار میں مار ے، اسکو اتنا ثواب ہے لیکن دوسری بار سے کم۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جو شخص گرگٹ کو پہلی مار میں مارے اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو دوسری مار میں مار ے، اس کو اس سے کم اور جو تیسری مار میں مارے، اس کو اس سے کم۔

باب: مکوڑوں اور چیونٹیوں کو مارنے کے بارے میں

1502: سیدناابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ایک درخت کے نیچے اترے، ان کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کا چھتہ نکالا گیا پھر انہوں نے حکم دیا تووہ جلادیا گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کو (جس نے کاٹا تھا) تو نے سزا دی ہوتی (دوسری چیونٹیوں کا کیا قصور تھا)۔

باب: بلی کو مارنے کے متعلق۔

1503: سیدناعبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا۔ اس نے بلی کو پکڑے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی، پھر اسی بلی کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی ۔ جب اس نے بلی کوقید میں رکھا تو نہ کھانا دیا، نہ پانی اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانور کھاتی (اس نے بلی کو تڑپا تڑپا کر مارا تھا اس لئے جہنم میں گئی)۔

باب: چوہے کے بارے میں اور یہ کہ یہ مسخ شدہ ہیں۔

1504: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، معلوم نہ ہواکہ وہ کہاں گیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ گروہ چوہے ہیں (مسخ ہو کر)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب چوہوں کے لئے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو وہ نہیں پیتے اور جب بکری کا دودھ رکھو تو پی لیتے ہیں (گویا قرینہ یہ ہے کہ چوہے وہ بنی اسرائیل کے لوگ ہوں جو مسخ ہوئے تھے اگرچہ وہ زندہ نہ رہے ہوں اس لئے کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں (ص) ونٹ کا گوشت اور اونٹ کا دودھ حرام تھا) سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا کعب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ رسول اللہ (ص) سے سنا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کئی بار پوچھا، تو میں نے کہاکہ کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟ (جواس میں دیکھ کر یہ روایت میں نے حاصل کی ہو میرا تو سارا علم رسول اللہ (ص) سے سنا ہوا ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے جواب دیا کہ کیا مجھ پر تورات نازل ہوتی ہے (جس سے پڑھ کر میں تمہیں بتاتا ہوں)؟

باب: جانوروں کو پانی پلانے کے متعلق۔

1505: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص راہ میں بہت پیاس کی حالت میں جا رہا تھا کہ اسے ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اترا اور پانی پی لیا۔ پھر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے (پیاس کی وجہ سے) اپنی زبان نکالی ہوئی ہے اور ہانپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہاہے۔ وہ شخص بولا کہ اس کتے کا یہ حال پیاس کے مارے ویسا ہی ہے جیسا میرا حال تھا۔ پھر وہ کنوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، اور موزے منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور وہ پانی کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ہمیں ان جانوروں کو کھلانے اور پلانے میں بھی ثواب ہے؟آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر تازہ جگر والے میں ثواب ہے (یہ اس لئے کہا کہ مرے ہوئے حیوان کا جسم اور جگر خشک ہو جاتا ہے)

قرینہ یہ ہے کہ چوہے وہ بنی اسرائیل کے لوگ ہوں جو مسخ ہوئے تھے اگرچہ وہ زندہ نہ رہے ہوں اس لئے کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں (ص) ونٹ کا گوشت اور اونٹ کا دودھ حرام تھا) سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا کعب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم نے یہ رسول اللہ (ص) سے سنا ہے؟ میں

نے کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کئی بار پوچھا، تو میں نے کہاکہ کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟ (جواس میں دیکھ کر یہ روایت میں نے حاصل کی ہو میرا تو سارا علم رسول اللہ (ص) سے سنا ہوا ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے جواب دیا کہ کیا مجھ پر تورات نازل ہوتی ہے (جس سے پڑھ کر میں تمہیں بتاتا ہوں)؟

باب: جانوروں کو پانی پلانے کے متعلق۔

1505: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص راہ میں بہت پیاس کی حالت میں جا رہا تھا کہ اسے ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اترا اور پانی پی لیا۔ پھر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے (پیاس کی وجہ سے) اپنی زبان نکالی ہوئی ہے اور ہانپ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہاہے۔ وہ شخص بولا کہ اس کتے کا یہ حال پیاس کے مارے ویسا ہی ہے جیسا میرا حال تھا۔ پھر وہ کنوئیں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، اور موزہ منہ میں لے کر اوپر چڑھا اور وہ پانی کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کی اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ہمیں ان جانوروں کو کھلانے اور پلانے میں بھی ثواب ہے؟آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر تازہ جگر والے میں ثواب ہے (یہ اس لئے کہا کہ مرے ہوئے حیوان کا جسم اور جگر خشک ہو جاتا ہے)

کتاب: شعر وغیرہ کا بیان۔

باب: شعر اور اس کے پڑھنے کے بارے میں۔

1506: سیدنا شرید ص کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ (ص) کے پیچھے سوار ہوا، آپ (ص) نے فرمایا: تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ پڑھو۔ میں نے ایک بیت پڑھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اور پڑھو۔ میں نے ایک اور پڑھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اور پڑھ یہاں تک کہ میں نے سو ابیات پڑھے۔

باب: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی (وہ کونسی ہے؟)

1507: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: شاعروں میں سب سے زیادہ سچ کلام لبید کا یہ کلام ہے کہ ”خبردار اللہ کے علاوہ ہر چیز لغو ہے“ اور ابوصلت کا بیٹا امیہ اسلام کے قریب تھا (کیونکہ اس کے عقائد اچھے تھے گو وہ اسلام سے محروم رہا)۔

باب: شعر سے پیٹ بھرنے کی کراہت۔

1508: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ انے فرمایا: اگر کسی مرد کا پیٹ پیپ سے بھرے، یہاں تک کہ اس کے پھیپھڑے تک پہنچے تویہ اس کے حق میں شعروں سے اپنا پیٹ بھرنے سے بہتر ہے۔ (یعنی اشعار میں اتنا مصروف ہو جانا کہ قرآن وحدیث و علوم دینیہ سے غافل ہو جائے)۔

باب: تعریف کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈالنے کا بیان۔

1509: ہمام بن حارث سے روایت ہے کہ ایک شخص سیدنا عثمان ص کی تعریف کرنے لگا۔ سیدنا مقداد ص اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے، (ص) ور وہ ایک موٹے آدمی تھے اور تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ سیدناعثمان ص نے کہا کہ اے مقداد! تمہیں کیا ہوا؟ وہ بولے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ہے کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔

باب: تزکیہ اور مدح کی کراہت کے بارے میں۔

1510: سیدنا ابوبکرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کے رسول کے بعد کوئی شخص فلاں فلاں کام میں اس شخص سے بہتر نہیں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے صاحب کی گردن کاٹ لی، کئی بار ایسا ہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی تعریف کرنا ضروری سمجھے (اگر وہ واقعی ایسا ہو) تو یوں کہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے اس پر بھی میں اللہ کے سامنے کسی کو اچھا نہیں کہتا (یعنی معلوم نہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک کیا ہے کیونکہ یہ علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یا جس کو اللہ بتائے)۔

باب: چوسر کے ساتھ کھیلنے کے متعلق۔

1511: سیدنا بریدہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ جو شخص چوسر کھیلا اس نے گویا اپنے ہاتھ سؤر کے گوشت اور سؤر کے خون سے رنگے۔

کتاب: خوابوں کا بیان

باب: نبی (ص) کے خواب کے بیان میں۔

1512: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے ایک رات کو نیند کی حالت میں دیکھنے والے کی طرح (خواب) دیکھا کہ جیسے ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں، پس ہمارے آگے تر کھجوریں لائی گئیں، جس کو ابن طاب کی کھجور کا نام دیا جاتا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ ہمارا درجہ دنیا میں بلند ہو گا، آخرت میں نیک انجام ہو گا اور یقیناً ہمارا دین بہتر اور عمدہ ہے۔

1513: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکے سے اس زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں، میرا گمان یمامہ اور حجر کی طرف گیا لیکن وہ مدینہ نکلا، جس کا نام یثرب بھی ہے اور میں نے اپنے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا تووہ اوپر سے ٹوٹ گئی، اس کی تعبیر اُحد کے دن مسلمانوں کی شکست نکلی۔ پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو آگے سے ویسی ہی ثابت اور اچھی ہو گئی۔ اس کی تعبیر یہ نکلی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہو گئی (یعنی جنگ اُحد کے بعد خیبر اور مکے فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا) اور میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں (جو کاٹی جاتی تھیں) اور اللہ تعالیٰ بہتر ہے (جیسے یہ جملہ بولا جاتا ہے اللہ خیر) اس سے مسلمانوں کے وہ لوگ مراد تھے جو اُحد میں شہید ہوئے اور خیر سے مراد وہ خیر تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد بھیجی اور سچائی کا ثواب جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کے بعد عنایت کیا۔

باب: نبی (ص) کا خواب میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب کے متعلق

1514: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب (جونبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھااور اسی وجہ سے اس کا لقب کذاب ہوا، رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد مع اپنے تابعین کے مارا گیا) رسول اللہ (ص) کے زمانے میں مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ((ص)) مجھے اپنے بعد خلافت دیں تو میں ان کی

پیروی کرتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھ اپنی قوم کے بہت سے لوگ لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ (ص) اس کے پاس تشریف لائے اور آپ (ص) کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس ص تھے اور آپ (ص) کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ (ص) مسیلمہ کے لوگوں کے پاس ٹھہرے اور فرمایاکہ اے مسیلمہ! اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا مانگے تو بھی تجھ کو نہ دوں گا اور میں (ص) للہ کے حکم کے خلاف تیرے بارے میں فیصلہ کرنے والا نہیں اوراگر تو میرا کہنا نہ مانے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کرے گا (آپ (ص) کا یہ فرمانا صحیح ہو گیا) اور یقینا تجھے وہی جانتا ہوں جو مجھے تیرے بارے میں خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت تجھے میری طرف سے جواب دے گا۔ پھر آپ (ص) وہاں سے چلے گئے۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ نبی (ص) نے کیا فرمایا کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں تیرے بارے دکھلایا گیا، تو سیدنا ابوہریرہ ص نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے بیان کیا کہ میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے، وہ مجھے بُرے معلوم ہوئے اور خواب ہی میں مجھ پر القا کیا گیا کہ ان کو پھونک مارو، میں نے پھونکا تو ہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ اس سے مراد دو جھوٹے ہیں، جو میرے بعد نکلیں گے۔ ان میں سے ایک عنسی صنعاء والا اور دوسرایمامہ والا (مسیلمہ کذاب) ہے۔

باب: نبی (ص) کا قول کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، تحقیق اس نے مجھے سچ مچ دیکھا۔

1515: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے، وہ عنقریب مجھے جاگتے میں بھی دیکھے گا یا فرمایا کہ جو خواب میں مجھے دیکھے، اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ ابوسلمہ نے کہا کہ ابوقتادہ نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا، اس نے سچ دیکھا۔

باب: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔

1516: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدناابوقتادہ ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ پھر جب کوئی تم میں سے ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے یا (تھوکے بغیر) تھو تھو کرے اور اللہ کی پناہ مانگے اس کے شر سے، پھر وہ خواب اس کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔ ابو سلمہ نے کہا کہ میں بعض خواب ایسے دیکھتا جو کہ پہاڑ سے بھی زیادہ مجھ پر بھاری ہوتے، لیکن جب میں نے یہ حدیث سنی تو مجھ کو کچھ پرواہ نہ رہی۔

باب: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور (خواب میں) جو کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے۔

1517: ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں بعض خواب ایسے دیکھتا کہ (اس کے ڈرکی وجہ سے) بیمار ہو جاتا تھا۔ پھر میں ابوقتادہ ص سے ملا (ان سے اس بارے میں پوچھا) انہوں نے کہا کہ میرا بھی یہی حال تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتاہے۔ پس جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو بیان نہ کرے مگر اپنے دوست سے اور جب بُرا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے تو اس کو نقصان نہ ہو گا۔

باب: اگر ناپاپسندیدہ (خواب) دیکھے تو وہ پناہ مانگے اور کروٹ بدل لے ۔

1518: سیدنا جابر ص رسول اللہ (ص) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایساخواب دیکھے جس کو بُرا سمجھے، تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور تین بار شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر لیٹا ہو، اس سے پھر جائے۔

باب: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

1519م: سیدنا عبادہ بن صامت ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (یعنی نبوت میں چھیالیس اہم چیزیں ہوتی ہیں ان میں ایک سچا خواب ہے)۔

باب: نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

1519: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نیک خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔(یہ باب اور حدیث تحقیق البانی والی کتاب میں نہیں ہے)۔

باب: جب زمانہ قیامت کے قریب ہوگا تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہو گا۔

1520: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جب قیامت قریب آجائے گی تو مسلمان کا خواب جھوٹ نہ ہو گا اور تم میں سے سچا خواب اسی کا ہو گا جو باتوں میں سچا ہے اور مسلمان کا خواب نبوت کے پینتالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور خواب تین طرح کا ہے، ایک تو نیک خواب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہو اور دوسرے رنج کا خواب جو شیطان کی طرف سے ہے اور تیسرے وہ خواب جو اپنے دل کا خیال ہو۔ پھر جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور لوگوں سے بیان نہ کرے۔ اور میں خواب میں بیڑیاں پڑی دیکھنا اچھا سمجھتا ہوں اور گلے میں طوق بُرا سمجھتا ہوں۔ راوی (ایوب) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کلام حدیث میں داخل ہے یا ابن سیرین کا کلام ہے۔

باب: خواب کی تعبیر کے متعلق جو وارد ہوا ہے۔

1521: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ص بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا او رکہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بادل کے ٹکڑے سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ اس کو اپنے لپوں سے لیتے ہیں کوئی زیادہ لیتا ہے اور کوئی کمہ اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک رسی لٹکی ہے، آپ (ص) اس کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ پھر آپ کے بعد ایک شخص نے اس کو تھاما، وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے تھاما وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے تھاما تو وہ ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چلا گیا۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میرا باپ آپ پر قربان ہو مجھے اس کی تعبیر بیان کرنے دیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا بیان کرو سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ وہ بادل کا ٹکڑا تو اسلام ہے اور گھی اور شہد سے قرآن کی حلاوت اور نرمی مراد ہے اور لوگ جو زیادہ اور کم لیتے ہیں وہ بھی بعضوں کو بہت قرآن یاد ہے اور بعضوں کو کم اور وہ رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہے وہ دین حق ہے جس پر آپ (ص) ہیں۔ پھر اللہ آپ (ص) کو اسی دین پر اپنے پاس بلا لے گا آپ کے بعد ایک اور شخص (آپ (ص) کا خلیفہ) اس کو تھامے گا وہ بھی اسی طرح چڑھا جائے گا پھر اور ایک شخص تھامے گا اور اس کا بھی یہی حال ہو گا۔ پھر ایک اور شخص تھامے گا تو کچھ خلل پڑے گا لیکن وہ خلل آخر مٹ جائے گا اور وہ بھی چڑھ جائے گا۔ یارسول اللہ (ص)! میرے ماں باپ

آپ پر قربان ہوں مجھ سے بیان فرمائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر بیان کی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے کچھ ٹھیک کہا کچھ غلط کہا۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم یارسول اللہ (ص)! آپ بیان کیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم مت کھا۔

باب: خواب میں شیطان کے کھیل کو دیکھے تو وہ بیان نہ کرے۔

1522: سیدنا جابر بن عبداللہ ص بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا، وہ ڈھلکتا جارہا ہے اور میں اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ (خواب) لوگوں سے مت بیان کر کہ جو شیطان تجھ سے خواب میں کھیلتا ہے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ اس کے بعد میں نے آپ (ص) سے خطبے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی وہ بات بیان نہ کرے جو کہ شیطان اس سے خواب میں کھیلے۔

کتاب: نبی (ص) کے فضائل

باب: نبی (ص) کا (نبوت کیلئے) چنا جانا ۔

1523: سیدنا واثلہ بن الاسقع ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ اسے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ◆ نے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھے بنی ہاشم میں سے چنا۔

باب: نبی (ص) کا قول کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔

1524: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا، اور سب سے پہلے میری قبرپھٹے گی اور میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہو گی۔

باب: اس کی مثال جو نبی (ص) مبعوث کئے گئے ہیں ہدایت اور علم کیساتھ

1525: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اس کی مثال جو اللہ نے مجھے ہدایت اور علم دیا، ایسی ہے جیسے زمین پر بارش برسی اور اس (زمین) میں کچھ حصہ ایسا تھا جس نے پانی کو چوس لیا اور چارا اور بہت سا سبزہ اگایا، اور اس کا کچھ حصہ کڑا سخت تھا، اس نے پانی کو جمع رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس (پانی) سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا کہ انہوں نے اس میں سے پیا، پلایا اور چرایا، اور اس کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ نہ تو پانی کو روکے اور نہ گھاس اگائے۔ (جیسے چکنی چٹان کہ پانی لگا اور چل دیا) تو یہ اس کی مثال ہے کہ جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس چیز سے فائدہ دیا جو مجھے عطا فرمائی، اس نے آپ بھی جانا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور جس نے اس طرف سر نہ اٹھایا (یعنی توجہ نہ کی) اور اللہ کی ہدایت کو جس کو میں دے کر بھیجا گیا قبول نہ کیا۔

1526: سیدنا ابوموسیٰ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میری مثال اور میرے دین کی مثال جو کہ اللہ نے مجھے دیکر بھیجا ہے، ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم! میں نے لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے (یعنی دشمن کی فوج کو)اور میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، پس جلدی بھاگو۔ اب اس کی قوم میں سے بعض نے اس کا کہنا مانا اور وہ شام ہوتے ہی بھاگ گئے اور آرام سے چلے گئے اور بعض نے جھٹلایا اور وہ صبح تک اس ٹھکانے میں رہے۔ اور

صبح ہوتے ہی لشکر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو تباہ کیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا۔ پس یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس کی اتباع کی اور جس نے میرا کہنا نہ مانا اور سچے دین کو جھٹلایا۔

باب: انبیاء علیہم السلام کے آنے کی تکمیل اور خاتمہ (نبوت) سیدنا محمد اکے ذریعہ ہونا۔

1527: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال جوکہ میرے سے پہلے ہو چکے ہیں، ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کی زیبائش اور آرائش کی، لیکن اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس لوگ اس کے گرد پھرنے لگے اور انہیں وہ عمارت پسند آئی اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو نے ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھ دی گئی؟ نبی (ص) نے فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔

باب: پتھر کا نبی (ص) کو سلام کرنا۔

1528: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے، وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

باب: نبی (ص) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہنا۔

1529: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) اور آپ (ص) کے اصحاب (مقامِ) زوراء میں تھے }اور زوراء مدینہ میں مسجد اور بازار کے نزدیک ایک مقام ہے{ آپ (ص) نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنی ہتھیلی اس میں رکھ دی، تو آپ (ص) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے وضو کر لیا۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انس ص سے کہا کہ اے ابوحمزہ! اس وقت آپ کتنے آدمی ہوں گے؟ سیدنا انس ص نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے۔

باب: نبی (ص)(کی نبوت) کے نشانات پانی میں۔

1530: سیدنا معاذ بن جبل ص کہتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ (ص) کے ساتھ اس سال نکلے۔ آپ (ص) اس سفر میں دو نمازوں کو جمع کرتے تھے۔ پس ظہر اور عصر دونوں ملا کر پڑھیں اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں۔ ایک دن آپ (ص) نے نماز میں دیر کی۔ پھر نکلے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں پھر اندر چلے گئے۔ پھر اس کے بعد نکلے تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھیں اس کے بعد فرمایا کہ کل تم لوگ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو اس کے پانی کوہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آؤں۔ سیدنا معاذ ص نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دوآدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمے کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمے کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ (ص) نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ تم نے اس کے پانی میں ہاتھ لگایا؟انہوں نے کہا کہ ہاں، توآپ (ص) نے ان کو بُرا کہا (اس لئے کہ انہوں نے حکم کے خلاف کیا تھا) اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ آپ (ص) نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ (ص) نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمے میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ انے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ اس (چشمہ) کا پانی باغوں کو بھر دے گا (یہ بھی آپ (ص) کا ایک بڑا معجزہ تھا اس لشکر میں تیس ہزار آدمی

تھے اورایک روایت میں ہے کہ ستر ہزار آدمی تھے)۔

باب: نبی (ص)(کی وجہ سے) طعام میں برکت۔

1531: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے کھانا طلب کر رہا تھا تو آپ (ص) نے اس کو آدھا وسق جَو دئیے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ پھر وہ شخص، اس کی بیوی اور مہمان ہمیشہ اس میں کھاتے رہے، یہاں تک کہ اس شخص نے اس کو ماپا۔ پھر وہ رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو اس کو نہ ماپتا تو ہمیشہ اس میں سے کھاتے اور وہ ایسا ہی رہتا (کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا بھروسہ جاتا رہا اور بے صبری ظاہر ہوئی پھر برکت کہاں رہے گی)۔

1532: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ جب (مدینہ کے گرد) خندق کھودی گئی تو میں نے رسول اللہ (ص) کو بھوکا پایا۔ میں اپنی بیوی کے پاس لوٹا اورکہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) کو بہت بھوکا پایا ہے۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا پلا ہوا بچہ تھا، میں نے اس کو ذبح کیا اور میری عورت نے آٹا پیسا۔ وہ بھی میرے ساتھ ہی فارغ ہوئی میں نے اس کا گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس پلٹنے لگا تو عورت بولی کہ مجھے رسول اللہ ااور آپ (ص) کے ساتھیوں کے سامنے رسوا نہ کرنا (کیونکہ کھانا تھوڑا ہے کہیں بہت سے آدمیوں کی دعوت نہ کر دینا)۔ میں آپ (ص) کے پاس آیا اور چپکے سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو کا آٹا جو ہمارے پاس تھا، تیار کیا ہے، آپ (ص) چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر تشریف لائیے۔ یہ سن کر رسول اللہ انے پکارا اور فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے تمہاری دعوت کی ہے تو چلو۔ اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی کو مت اتارنا اور آٹے کی روٹی مت پکانا، جب تک میں نہ آجاؤں۔ پھر میں گھر میں آیا اور رسول اللہ (ص) بھی تشریف لائے۔ آپ (ص) آگے آگے تھے اور لوگ آپ (ص) کے پیچھے تھے۔ میں اپنی عورت کے پاس آیا، وہ بولی کہ توہی پریشان ہو گا اور لوگ تجھے ہی بُرا کہیں گے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو وہی کیا جو تو نے کہا تھا (لیکن رسول اللہ (ص) نے اعلان کر دیا اور سب کو دعوت سنا دی)میں نے وہ آٹا نکالا تو رسول اللہ (ص) نے اپنا لب مبارک اس میں ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہماری ہانڈی کی طرف چلے اور اس میں بھی تھوکا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد (میری عورت سے) فرمایاکہ ایک روٹی پکانے والی اور بلالے جو تیرے ساتھ مل کر پکائے اور ہانڈی میں سے ڈوئی نکال کر نکالتی جا، اس کو اتارنا مت۔ سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ آپ (ص) کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے، پس میں قسم کھاتا ہوں کہ سب نے کھایا، یہاں تک کہ چھوڑ دیا اور لوٹ گئے اور ہانڈی کا وہی حال تھا، ابل رہی تھی اور آٹا بھی ویسا ہی تھا،اس کی روٹیاں بن رہی تھیں۔

1533: سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا کسی پاس کھانا ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع اناج نکلا یا تھوڑاکم یا زیادہ ۔پھر وہ سب گوندھا گیا۔ پھر ایک مشرک آیا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے لمبا بکریاں لے کر ہانکتا ہوا رسول اللہ (ص) کے پاس پہنچا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تو (بکری) بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں بیچتا ہوں۔ آپ (ص) نے اس سے ایک بکری خریدی تو اس کا گوشت تیار کیا گیا اور آپ (ص) نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ اللہ کی قسم ان ایک سو تیس آدمی میں سے کوئی نہ رہا جس کے لئے آپ (ص) نے اس کلیجی میں سے کچھ جدا نہ کیا ہو، اگر وہ موجود تھا تو اس کو دیدیا اور (اگر موجود نہ تھا تو) اس کا حصہ رکھ دیا۔ اور آپ (ص) نے دو پیالوں میں گوشت نکالا، پھر ہم سب نے ان میں سے کھایا اور سیر

ہو گئے بلکہ پیالوں میں کچھ بچ رہا، اس کو میں نے اونٹ پر لاد لیا یا ایسا ہی کہا (اس حدیث میں آپ (ص) کے دو معجزے ہیں ایک تو کلیجی میں برکت اور دوسرے بکری میں برکت)۔

1534: سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر ص سے روایت ہے کہ اصحابِ صُفّہ محتاج لوگ تھے اور رسول اللہ (ص) نے ایک بار فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تین کو لے جائے۔ اور جس کے پاس چار کا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو بھی لے جائے اور سیدنا ابوبکر ص تین آدمیوں کو لے آئے اور رسول اللہ (ص) دس آدمیوں کو لے گئے (آپ (ص) کے اہل وعیال بھی دس کے قریب تھے تو گویا آدھا کھانا مہمانوں کے لئے ہوا)۔ سیدنا عبدالرحمن ص نے کہا کہ ہمارے گھر میں کوئی مَیں تھاسوائے میرے باپ اور میری ماں کے۔ راوی نے کہا کہ شاید اپنی بیوی کا بھی کہا اور ایک خادم جو میرے اور سیدنا ابوبکر ص کے گھر میں تھا۔ سیدنا عبدالرحمن ص نے کہا کہ سیدنا ابوبکر ص نے رات کا کھانا رسول اللہ (ص) کے ساتھ کھایا، پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ (ص) کے پاس لوٹ گئے اور وہیں رہے، یہاں تک کہ آپ اسو گئے۔ غرض بڑی رات گزرنے کے بعد جتنی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی سیدنا ابوبکر ص گھر آئے اور ان کی بیوی نے کہا کہ تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے؟ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا کہ مہمانوں نے تمہارے آنے تک نہیں کھایا اور انہوں نے مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا تھا لیکن مہمان ان پر نہ کھانے میں غالب ہوئے۔ سیدنا عبدالرحمن ص نے کہا کہ میں تو (سیدنا ابوبکر ص کی ناراضگی کے ڈر سے) چھپ گیا تو انہوں نے مجھے پکارا کہ اے سست مجہول یا احمق! تیری ناک کٹے اور مجھے بُرا کہا اور مہمانوں سے کہا کہ کھاؤ اگرچہ یہ کھانا خوشگوار نہیں ہے (کیونکہ بے وقت ہے)۔ اور سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ میں اللہ کی قسم میں اس کو کبھی بھی نہ کھاؤں گا۔ سیدنا عبدالرحمن ص نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم جو لقمہ اٹھاتے نیچے وہ کھانا اتنا ہی بڑھ جاتا، یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ سیدنا ابوبکر ص نے اس کھانے کو دیکھا کہ وہ اتنا ہی ہے یا زیادہ ہو گیا ہے تو انہوں نے اپنی عورت سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن (ان کا نام اُمّ رومان تھا اور بنی فراس ان کا قبیلہ تھا) یہ کیا ہے؟ وہ بولی کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (یعنی رسول اللہ (ص) کی) کہ یہ تو پہلے سے بھی زیادہ ہے تین حصے زیادہ ہے (یہ سیدنا ابوبکر ص کی کرامت تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء سے کرامت ظاہر ہو سکتی ہے)۔ پھر سیدنا ابوبکر ص نے اس میں سے کھایا اور کہا کہ میں نے جو قسم کھائی تھی وہ (غصے میں) شیطان کی طرف سے تھی۔ پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا، اس کے بعد وہ کھانا رسول اللہ (ص) کے پاس لے گئے۔ میں بھی صبح کو وہیں تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان عقد تھا (یعنی صلح کا اقرار تھا)، پس اقرار کی مدت گزر گئی توآپ (ص) نے بارہ آدمی ہمارے (ص) فسر کئے اور ہر ایک کے ساتھ لوگ تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے۔ پھر وہ کھانا ان کے ساتھ کر دیا اور سب لوگوں نے اس میں سے کھایا۔

باب: نبی (ص) کی وجہ سے دودھ میں برکت۔

1535: سیدنا مقداد ص کہتے ہیں کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اور (فاقہ وغیرہ کی) تکلیف سے ہماری آنکھوں اور کانوں کی قوت جاتی رہی تھی۔ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ اکے اصحاب پر پیش کرتے تھے لیکن کوئی ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ آخر ہم رسول اللہ (ص) کے پاس آئے توآپ (ص) ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کا دودھ دوہو، ہم تم سب پئیں گے پھر ہم ان کا دودھ دوہاکرتے اور ہم میں سے ہر ایک اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ (ص) کا حصہ رکھ چھوڑتے۔ آپ (ص) رات کو تشریف

لاتے اور ایسی آواز سے سلام کرتے جس سے سونے والانہ جاگے اور جاگنے والا سن لے۔ پھر آپ (ص) مسجد میں آتے، نماز پڑھتے، پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اس کو پیتے۔ ایک رات جب میں اپنا حصہ پی چکا تھا کہ شیطان نے مجھے بھڑکایا۔ شیطان نے کہا کہ رسول اللہ (ص) تو انصار کے پاس جاتے ہیں، وہ آپ (ص) کو تحفہ دیتے ہیں اور جوآپ (ص) کو ضرورت ہے، مل جاتا ہے۔ آپ (ص) کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیاضرورت ہو گی؟ آخر میں آیا اور وہ دودھ پی گیا۔ جب دودھ پیٹ میں سما گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب وہ دودھ نہیں ملنے کا تو اس وقت شیطان نے مجھے ندامت کی اور کہنے لگا کہ تیری خرابی ہو تو نے کیا کام کیا؟ تو نے رسول اللہ (ص) کا حصہ پی لیا، اب آپ (ص) آئیں گے اور دودھ کو نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی۔ میں ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا جب اس کو پاؤں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور جب سر ڈھانپتا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور مجھے نیند بھی نہ آ رہی تھی جبکہ میرے ساتھی سو گئے اور انہوں نے یہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا۔ آخر رسول اللہ (ص) آئے اور معمول کے موافق سلام کیا، پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے، برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ آپ (ص) نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں سمجھا کہ اب آپ (ص) بددعا کرتے ہیں اور میں تباہ ہوا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! کھلا اس کو جومجھے کھلائے اور پلا اس کو جو مجھے پلائے۔ یہ سن کر میں نے اپنی چادر کو مضبوط باندھا، چھری لی اور بکریوں کی طرف چلا کہ جو ان میں سے موٹی ہو اس کو رسول اللہ (ص) کے لئے ذبح کروں۔ دیکھا تو اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ پھر دیکھا تو اور بکریوں کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے۔ میں نے آپ (ص) کے گھروالوں کا ایک برتن لیا جس میں وہ دودھ نہ دوہتے تھے (یعنی اس میں دوہنے کی خواہش نہیں کرتے تھے)۔ اس میں مَیں نے دودھ دوہا، یہاں تک کہ اوپر جھاگ آگیا (اتنا بہت دودھ نکلا) او رمیں اس کو لے کر آپ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے اپنے حصے کا دودھ رات کو پیا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ دودھ پیجئے۔ آپ (ص) نے پی کر مجھے دیا تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اور پیجئے۔ آپ (ص) نے اور پیا۔ پھر مجھے دیا، جب مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ (ص) سیر ہو گئے اور آپ (ص) کی دعا میں نے لے لی ہے، تب میں ہنسا، یہاں تک کہ خوشی کے مارے زمین پر گر گیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اے مقداد! تو نے کوئی بُری بات کی؟ وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! میرا حال ایسا ہوا اور میں نے ایسا قصور کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس وقت کا دودھ (جو خلافِ معمول اترا) اللہ کی رحمت تھی۔ تو نے مجھ سے پہلے ہی کیوں نہ کہا ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا دیتے کہ وہ بھی یہ دودھ پیتے؟ میں نے عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچا کلام دے کر بھیجا ہے کہ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں جب آپ نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی اور میں نے آپ (ص) کے ساتھ حاصل کی تو کوئی بھی اس کو حاصل کرے۔

باب: نبی اکی وجہ سے گھی میں برکت۔

1536: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ اُمّ مالک رضی اللہ عنہا رسول اللہ (ص) کو ایک کپی میں بطور تحفہ کے گھی بھیجا کرتی تھیں، پھر اس کے بیٹے آتے اور اس سے سالن مانگتے اور گھرمیں کچھ نہ ہوتا تو اُمّ مالک رضی اللہ عنہا اس کپی کے پاس جاتی، تو اس میں گھی ہوتا۔ اسی طرح ہمیشہ اس کے گھر کا سالن قائم رہتا۔ ایک بار اُمّ مالک نے (حرص کر کے) اس کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ رسول اللہ (ص) کے پاس آئیں توآپ (ص) نے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے اس کو نچوڑ لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو اس کو یوں ہی رہنے دیتی (اور ضرورت کے وقت لیتی) تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

باب: نبی (ص) کے لئے درخت کا تابع فرمان ہو جانا۔

1537: سیدنا عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت ص کہتے کہ میں اور میرا والد حصول علم کی غرض سے قبیلہ انصار کی طرف نکلے مبادا یہ کہ ان کا کوئی فرد باقی نہ رہے۔ (فوت ہو جائیں یا ادھر ادھر ہجرت کر جائیں) ۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم ابو الیسر سے ملے جو رسول اللہ (ص) کے صحابی تھے۔ ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا جو کتابوں (خطوں) کا ایک بنڈل لئے ہوئے تھا۔ اور ابو الیسر کے بدن پر ایک چادر تھی اور ایک معافری نامی ایک کپڑا تھا۔ ان کے غلام پر بھی ایک چادر تھی اور ایک معافری کپڑا تھا (یعنی مالک اور غلام دونوں ایک ہی طرح کا لباس پہنے ہوئے تھے) ۔ میں نے ان سے کہا کہ اے چچا آپ کچھ رنجیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بولے کہ بنی حرام قبیلہ کے فلاں بن فلاں پر میرا قرض آتا تھا، میں اس کے گھر والوں کے پاس گیا، سلام کیا اور پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ہے۔ اتنے میں اس کا ایک نوجوان بیٹا باہر نکلا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے؟ وہ بولا کہ آپ کی آواز سن کر میری ماں کے چھپر کھٹ میں گھس گیا ہے۔ تب میں نے آواز دی اور کہا کہ اے فلاں! باہر نکل مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تو کہاں ہے۔ یہ سن کر وہ باہر نکلا۔ میں نے کہا کہ تو مجھ سے چھپ کیوں رہا ہے؟ وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا ، اللہ کی قسم میں ڈرا کہ آپ سے جھوٹ بات کروں یا وعدہ کروں اور اس کے خلاف کروں اور تم صحابی رسول (ص) ہو، اور اللہ کی قسم میں محتاج ہوں۔ میں نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم واقعی محتاج ہو؟ تو اس نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں محتاج ہوں۔میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو اس نے پھر قسم کھائی، میں نے پھر قسم دی تو اس نے پھر اللہ کی قسم کھائی۔ پھر اس کا وثیقہ یا نوشتہ (قرض نامہ) لایا گیا۔ ابو الیسر ص نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور کہا کہ اگر تیرے پاس روپیہ آئے تو ادا کرنا وگرنہ تو آزاد ہے۔ پس میں گواہی دیتا ہوں، میری ان دونوں آنکھوں کی بصارت نے دیکھا اور ابو الیسر ص نے اپنی دونوں انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھیں اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا اور ابوالیسر ص نے اپنے دل کی رگ کی طرف اشارہ کیا (اور کہا) کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔ عبادہ نے کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اے چچا اگر تم اپنے غلام کی چادر لے لو اور اپنا معافری کپڑا اس کو دے دو، تو تمہارے پاس بھی ایک جوڑا پورا ہو جائے گا اور اس کے پاس بھی ایک جوڑا ہو جائے گا۔ ابو الیسر ص نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا یا اللہ اس لڑکے کو برکت دے، اے میرے بھتیجے! میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا اور اپنے دل کی رگ کی طرف اشارہ کیا (اور کہا) کہ آپ (ص) فرماتے تھے کہ لونڈی اور غلام کو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ پھر اگر میں اس کو دنیا کا سامان دے دوں تو وہ میرے نزدیک اس سے آسان ہے کہ وہ قیامت کے دن میری نیکیاں لے لے۔ عبادہ ص نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ص کے پاس ان کی مسجد میں پہنچے، وہ ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا ان کے اور قبلہ کے درمیان میں جا بیٹھا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کی (دوسری) چادر آپ کے پہلو میں رکھی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر اس طرح سے اشارہ کیا، انگلیوں کو کشادہ رکھتے ہوئے انہیں کمان کی طرح خم کیا اور کہا کہ میں نے یہ چاہا کہ تیری مانند کوئی احمق میرے پاس آئے، پھر وہ مجھے دیکھے جو میں کرتا ہوں اور ویسا ہی کرے۔ رسول اللہ (ص) ہماری اس مسجد میں آئے اور آپ (ص) کے ہاتھ میں ابن طاب (کھجور) کی ایک چھڑی تھی۔ آپ (ص) نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم دیکھا (کسی نے تھوکا تھا)، تو آپ (ص) نے اس کو لکڑی سے کھرچ ڈالا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور

فرمایا کہ تم میں سے کون یہ بات پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم یہ سن کر ڈر گئے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم یہ سن کر ڈر گئے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ہم میں سے تو کوئی بھی یہ نہیں چاہتا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے (نووی نے کہا یعنی جہت جس کو اللہ تعالیٰ نے عظمت دی یا کعبہ)، تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ داہنی طرف بلکہ بائیں طرف بائیں پاؤں کے نیچے (تھوکے)۔ اگر بلغم جلدی نکلنا چاہے تو اپنے کپڑے میں تھوک کر ایسا کر لے، پھر اپنے کپڑے کو تہہ در تہہ لپیٹا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے پاس خوشبو لاؤ۔ ہمارے قبیلے کا ایک جوان لپکا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر میں گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے آیا۔ رسول اللہ انہ اس خوشبو کو لکڑی کی نوک پر لگایا اور جہاں اس بلغم کا نشان مسجد پر تھا وہاں خوشبو لگا دی۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ اس حدیث سے تم اپنی مسجدوں میں خوشبو رکھتے ہو۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ بطن بواط کی لڑائی میں چلے (وہ جہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے)۔ آپ (ص) مجدی بن عمرو جہنی کی تلاش میں تھے (جو ایک کافر تھا) اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا کہ پانچ اور چھ اور سات آدمیوں میں ایک اونٹ تھا، جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک انصاری کی باری آئی، اس نے اونٹ کو بٹھایا، اس پر چڑھا، پھر اس کو اٹھایا تو اونٹ کچھ اڑا۔ وہ انصاری بولا ”شاء“ (یہ کلمہ ہے اونٹ کو ڈانٹنے کا) اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا یہ کون ہے جو اپنے اونٹ پر لعنت کرتا ہے؟ وہ انصاری بولا کہ میں ہوں یا رسول اللہ (ص)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس اونٹ پر سے اتر جا اور ہمارے ساتھ وہ نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ اپنی جانوں، اپنی اولاد اور اپنے مالوں کے لئے بددعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت نکلے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جاتا ہے اور وہ قبول کر لیتا ہے (تو تمہاری بددعا بھی قبول ہو جائے اور تم پر آفت آجائے)۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ چلے، جب شام ہوئی اور عرب کے ایک چشمے کے قریب آئے تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کون شخص (ص) ہم لوگوں سے آگے بڑھ کر اس حوض کو درست کرے گا، خود بھی پیئے اور ہم کو بھی پلائے؟ سیدنا جابر ص نے کہا کہ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) میں وہ شخص ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا اور کون شخص جابر کے ساتھ جائے گا؟ چنانچہ جبار بن صخر اٹھے۔ خیر ہم دونوں آدمی کنویں / چشمے کی طرف چلے اور حوض میں ایک یا دو ڈول ڈالے، پھر اس پر مٹی لگائی۔ اس کے بعد اس میں پانی بھرنا شروع کیا، یہاں تک کہ لبالب بھر دیا۔ سب سے پہلے ہم کو رسول اللہ (ص) دکھائی دیئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم دونوں (مجھے اور میرے جانوروں کوپانی پینے پلانے کی) اجازت دیتے ہو؟ ہم نے عرض کیا ”جی ہاں یارسول اللہ (ص)“۔ آپ (ص) نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا، اس نے پانی پیا، پھر آپ (ص) نے اس کی باگ کھینچی اس نے پانی پینا موقوف کیا اور پیشاب کیا۔ پھر آپ (ص) اس کو الگ لے گئے اور بٹھا دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) حوض کی طرف آئے، اس میں سے وضو کیا۔ میں بھی کھڑا ہوا اور جہاں سے آپ (ص) نے وضو کیا تھا میں نے بھی وہیں سے وضو کیا۔ جبار بن صخر ص قضائے حاجت کے لئے چلے گئے۔ رسول اللہ (ص) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میرے بدن پر ایک چادر تھی۔ میں اس کے دونوں کناروں کو الٹنے لگا، وہ چھوٹی ہوئی ، اس (چادر) میں پھُندے لگے تھے۔ آخر میں نے اس کو الٹا کیا، پھر اس کے دونوں کنارے الٹے، پھر اس کو اپنی گردن سے باندھا، اس کے بعد آکر رسول اللہ (ص) کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑا ، گھمایا اور دا ہنی طرف کھڑا کر لیا۔ پھر جبار بن صخر آئے، انہوں نے بھی وضو کیا اور رسول اللہ (ص) کی بائیں طرف (نماز پڑھنے کیلئے) کھڑے ہوگئے۔ آپ

(ص) نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور پیچھے ہٹا دیا یہاں تک کہ ہم کو اپنے پیچھے کھڑا کیا (معلوم ہوا کہ اتنا
عمل نماز میں درست ہے)۔ پھر رسول اللہ (ص) نے مجھ کو گھورنا شروع کیا اور مجھ کو خبر نہیں۔ خبر
ہوئی تو آپ (ص) نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی کمر باندھ لے (تاکہ ستر نہ کھلے)۔ جب رسول اللہ (ص)
نماز سے فارغ ہوئے تو کہا کہ اے جابر! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ (ص)۔ آپ نے فرمایا جب
چادر کشادہ ہو تو اس کے دونوں کنارے الٹ لے اور جب تنگ ہو تو اس کو کمر پر باندھ لے۔ سیدنا جابر ص نے
کہا کہ پھر ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ چلے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو خوراک کے لئے ہر روز ایک
کھجور ملتی تھی اور وہ اس کو چوس لیتا تھا۔ پھر اس کو اپنے دانتوں میں پھراتا۔ اور ہم اپنی کمانوں سے
درخت کے پتے جھاڑتے اور ان کو کھاتے، یہاں تک کہ (گرمی ، خشکی اور پتے کھاتے کھاتے) ہمارے منہ اندر سے
زخمی ہو گئے۔ پھر ایک دن کھجور بانٹنے والا ایک شخص کو بھول گیا۔ ہم اس شخص کو اٹھا کر لے گئے اور
گواہی دی کہ اس کو کھجور نہیں ملی۔ بانٹنے والے نے اس کو کھجور دی۔ وہ کھڑا ہو گیا اور کھجور لے لی۔
پھر ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ایک کشادہ وادی میں اترے۔ رسول اللہ (ص) حاجت کو
تشریف لے گئے۔ ایک ڈول پانی لے کر میں بھی آپ (ص) کے پیچھے چلا گیا۔ رسول اللہ (ص) نے کوئی آڑ نہ
پائی۔ دیکھا تو دو درخت وادی کے کنارے پر لگے ہوئے تھے۔ آپ (ص) ایک درخت کے پاس گئے، اس کی ایک شاخ
پکڑی، پھر (درخت سے) فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا۔ وہ آپ (ص) کا تابعدار ہو گیا جیسے وہ
اونٹ جس کی ناک میں نکیل ڈال دی جاتی ہے اور وہ اپنے کھینچنے والے کا تابعدار ہو جاتا ہے۔ پھر آپ (ص)
دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی بھی ایک شاخ پکڑی اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا۔
وہ بھی اسی طرح آپ (ص) کے تابع ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ (ص) ان درختوں کے درمیان میں پہنچے تو ان
کو ایک ساتھ کر کے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میرے سامنے جڑ جاؤ، چنانچہ وہ دونوں درخت جڑ گئے۔ سیدنا
جابر ص نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ (ص) مجھ کو نزدیک دیکھیں اور زیادہ
دور کہیں تشریف لے جائیں۔ میں بیٹھااپنے دل میں باتیں کئے جا رہا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ
(ص) سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور وہ دونوں درخت جدا ہو کر اپنی جڑ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے
دیکھا کہ آپ (ص) تھوڑی دیر کھڑے ہوئے اور سر سے اس طرح دائیں اور بائیں اشارہ کیا، پھر سامنے آئے۔ جب
میرے پاس پہنچے تو فرمایا اے جابر ! میں جہاں کھڑا تھا تو نے دیکھا؟ سیدنا جابر ص نے عرض کیا کہ ”جی ہاں
یارسول اللہ (ص)“ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک میں سے ایک ایک شاخ
کاٹ کر لے آؤ۔ جب اس جگہ پہنچے جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو ایک شاخ اپنی داہنی طرف ڈال دے اور ایک ڈالی
بائیں طرف۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ میں کھڑا ہوا اور ایک پتھر لیا، اس کو توڑ کر تیز کیا۔ وہ تیز ہو گیا تو
ان دونوں درختوں کے پاس آیا اور ہر ایک میں سے ایک ایک شاخ کاٹی، پھر میں ان شاخوں کو کھینچتا ہوا اس
جگہ پر لے آیا جہاں رسول اللہ (ص) ٹھہرے تھے اور ایک شاخ داہنی طرف ڈال دی اور ایک شاخ بائیں طرف
ڈال دی ، پھر آپ (ص) سے جا کر مل گیا اور عرض کیا کہ جو آپ (ص) نے فرمایا تھا وہ میں نے کر دیا، لیکن
اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ وہاں دو قبریں ہیں، ان قبر والوں پر عذاب ہو
رہا ہے تو میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں، جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی شاید ان کے عذاب میں
تخفیف ہو۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ پھر ہم لشکر میں آئے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا اے جابر! لوگوں وضو
کے پانی کے لئے آواز لگاؤ۔ میں نے تین دفعہ آواز دی اور عرض کیا

کہ یارسول اللہ (ص) قافلے میں ایک قطرہ پانی کا نہیں ہے۔ ایک انصار ی مرد تھا جو رسول اللہ (ص) کے
لئے ایک مشک میں جو لکڑی

کی شاخوں پر لٹکتی تھی، پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا، آپ (ص) نے فرمایا کہ اس انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو، کیا اس کی مشک میں کچھ پانی ہے؟ میں گیا، دیکھا تو مشک میں پانی نہیں ، اس کے منہ میں صرف ایک قطرہ ہے کہ اگر اس کو انڈیلوں تو سوکھی مشک اس کو بھی پی لے۔ میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) اس مشک میں تو پانی نہیں ہے صرف ایک قطرہ اس کے منہ میں ہے، اگر میں اس کو انڈیلوں تو سوکھی مشک اس کو بھی پی جائے۔ آپ (ص) نے فرمایا جاؤ اور اس مشک کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اسی مشک کو لے آیا ۔ آپ (ص) نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا، پھر زبان سے کچھ فرمانے لگے جس کو میں سمجھ نہ سکا اور مشک کو اپنے ہاتھ سے دباتے جاتے تھے۔ پھر وہ مشک میرے حوالے کی اور فرمایا کہ اے جابر آواز دے کہ قافلے کا گھڑا لاؤ (یعنی پانی والا بڑا برتن)۔ میں نے آواز دی وہ (برتن) لایا گیا۔ لوگ اس کو اٹھا کر لائے۔ میں نے آپ (ص) کے سامنے وہ برتن رکھ دیا۔ رسول اللہ (ص) نے اپنا ہاتھ اس گھڑے میں پھیر کر اس طرح سے پھیلا کر انگلیوں کو کشادہ کیا، پھر اپنا ہاتھ اس کی تہہ میں رکھ دیا اور فرمایا اے جابر! وہ مشک لے اور میرے ہاتھ پر ڈال دے اور بسم اللہ کہہ کر ڈالنا۔ میں نے بسم اللہ کہہ کر وہ پانی ڈال دیا۔ پھر میں نے دیکھا تو آپ (ص) کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار رہا تھا، یہاں تک کہ گھڑے نے جوش مارا اور گھوما اور بھر گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا، اے جابر! آواز دے کہ جس کو پانی کی حاجت ہو (وہ آئے) ۔ سیدنا جابر ص نے کہا لوگ آئے، پانی لیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ میں نے کہا کوئی ایسا بھی رہا جس کو پانی کی ضرورت ہو؟ پھر آپ (ص) نے اپنا ہاتھ گھڑے سے اٹھا لیا اور وہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اور لوگوں نے آپ (ص) سے بھوک کی شکایت کی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قریب ہے کہ اللہ تم کو کھلائے۔ پھر ہم دریا (یعنی سمندر) کے کنارے پر آئے۔ سمندر کی لہر نے جوش مارا اور ایک جانور باہر ڈال دیا۔ ہم نے اس کے کنارے آگ سلگائی اور اس جانور کا گوشت بھون کر پکایا اور سیر ہو کر کھایا۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ پھر میں اور فلاں فلاں پانچ آدمی اس کی آنکھ کے گولے میں گھس گئے، ہم کو کوئی نہ دیکھتا تھا یہاں تک کہ ہم باہر نکلے (اتنا بڑا جانور تھا)۔ پھر ہم نے اس کی پسلیوں میں سے پسلی لی اور قافلے میں سے اس شخص کو بلایا جو سب سے بڑا تھا اور سب سے بڑے اونٹ پر سوار تھا اور سب سے بڑا زین اس پر تھا تو وہ اپنا سر جھکائے بغیر اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا(اتنی اونچی اس جانور کی پسلی تھی ۔ بیشک اللہ اپنے راہ میں نکلنے والوں کو دیتا ہے) ۔

باب: چاند کا ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا۔

1538: سیدناعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے اس طرف رہا اور ایک اس طرف چلا گیا۔ پس رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ گواہ رہو۔

1539: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے رسول اللہ (ص) سے کوئی نشانی چاہی تو آپ (ص) نے انہیں دو حصوں میں چاند کا پھٹنا دکھایا ۔

باب: شر کے ارادے سے آنے والے سے نبی (ص) کا محفوظ رہنا ۔

1540: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ محمد ((ص)) اپنا منہ تمہارے سامنے زمین پر رکھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ ابوجہل نے کہا کہ قسم لات اور عزیٰ کی کہ اگر میں ان کواس حال (یعنی سجدہ) میں دیکھوں گا تو میں (ص) ن کی گردن روندوں گا یا منہ میں مٹی لگاؤں گا۔ پھر جب آپ انماز پڑھ رہے تھے، وہ رسول اللہ (ص) کے پاس اس ارادہ سے آیا تاکہ آپ (ص) کی گردن روندے، تو لوگوں نے دیکھا کہ یکایک ہی ابوجہل الٹے قدموں پھر رہا ہے اور ہاتھ سے کسی چیز سے بچتا ہے۔لوگوں نے پوچھا کہ تجھے

کیا ہوا؟ وہ بولا کہ میں نے دیکھاکہ محمد ((ص)) کے درمیان میں آگ کی ایک خندق ہے اور خوف ہے اور (پر)
بازور ہیں (وہ فرشتوں کے با زو/پر تھے) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اس
کی بوٹی بوٹی، عضو عضو اچک لیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں کہ ”ہرگز نہیں، آدمی شرارت کرتا ہے۔
اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو امیر سمجھتا ہے۔ آخر تجھے تیرے رب کی طرف جانا ہے۔ کیا تو نے اس شخص کو
دیکھا جوا یک بندے کو نماز سے روکتا ہے؟ (معاذ اللہ جو کسی مسلمان کو نماز سے منع کرے یا مسجد سے روکے
تو وہ ابوجہل جیسا ہے) بھلا تو کیا سمجھتا ہے کہ اگر یہ (محمد (ص)) سیدھی راہ پر ہوتا اور اچھی بات
کاحکم کرتا ہو؟ تو کیا سمجھتا ہے کہ اگر اس نے جھٹلایا اور پیٹھ پھیری؟ یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا
ہے۔ ہرگز نہیں اگر یہ (ان بُرے کاموں سے) باز نہ آئے گا تو ہم اس کو ماتھے کے بل گھسیٹیں گے اور اس کا
ماتھا جھوٹا اور گنہگار ہے وہاں وہ اپنی قوم کو پکارے اور ہم فرشتوں کو بلائیں گے تو ہرگز اس کا کہنا نہ
مان“ (العلق:13--6)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے اس کو حکم دیا جس کا اس نے اس کو حکم دیا۔
اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہئیے کہ اپنی قوم کو پکارے یعنی اپنی قوم کے لوگوں کو۔

باب: نبی (ص) کا، قتل کے ارادے سے آنے والے (کے شر) سے محفوظ رہنا۔

1541: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ اکے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کو گئے تو ہم
نے آپ (ص) کو ایک وادی میں پایا جہاں کانٹے دار درخت بہت زیادہ تھے۔ آپ (ص) ایک درخت کے نیچے اترے اور
اپنی تلوار ایک شاخ سے لٹکا دی اور لوگ اس وادی میں الگ الگ ہو کر سایہ ڈھونڈھتے ہوئے پھیل گئے۔ رسول
اللہ (ص) نے فرمایاکہ ایک شخص میرے پاس آیا، میں سو رہا تھا کہ اس نے تلوار اتار لی اور میں جاگا تو وہ
میرے سر پر کھڑا ہوا تھا۔ مجھے اس وقت خبر ہوئی جب اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار آگئی تھی۔ وہ بولا کہ
اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ! پھر دوسری بار اس نے یہی کہا تو میں نے کہا کہ
اللہ تعالیٰ۔ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ وہ شخص یہ بیٹھا ہے۔ پھر رسول اللہ (ص) نے اس سے
کچھ بھی نہ کہا۔

باب: زہر اور زہر ملی بکری (کا گوشت) کھانے کا بیان۔

1542: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ (ص) کے پاس زہر ملا کر بکری کا
گوشت لائی توآپ (ص) نے اس میں سے کھایا۔ پھر وہ عورت آپ (ص) کے پاس لائی گئی توآپ (ص) نے پوچھا
کہ یہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولی کہ میں آپ (ص) کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے
اتنی طاقت دینے والانہیں (کہ تو اس کے پیغمبر کو ہلا ک کر سکے)۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ
یارسول اللہ (ص)! ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں (یہ آپ (ص) کا اس پر رحم تھا
اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آپ (ص) پیغمبر برحق تھے ورنہ اگر بادشاہ ہوتے تو اس عورت کو قتل کراتے)۔
راوی نے کہا کہ میں ہمیشہ اس زہر کا اثر آپ (ص) کے حلق کے کوے میں پاتا رہا ۔

باب: نبی (ص) کا اندازہ درست نکلنے کے متعلق۔

1543: سیدنا ابوحمید ص کہتے ہیں کہ تبوک کی جنگ میں ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ نکلے۔ وادی القریٰ
(شام کے راستے میں مدینے سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے) میں ایک عورت کے باغ کے پاس پہنچے تو
آپ (ص) نے فرمایا کہ اندازہ لگاؤ اس باغ میں کتنا میوہ ہے؟۔ ہم نے اندازہ کیا اور رسول اللہ (ص) نے کہ
اندازے میں وہ دس وسق معلوم ہوا۔ آپ (ص) نے اس عورت سے فرمایا کہ جب تک ہم لوٹ کر آئیں تم یہ

(اندازہ) گنتی یاد رکھنا ، اگر اللہ نے چاہا۔ پھر ہم لوگ آگے چلے، یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ آج رات تیز آندھی چلے گی، لہٰذا کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو، وہ اس کو مضبوطی سے باندھ لے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ زوردار آندھی چلی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو ہوا اڑا لے گئی، اور (وادی) طے کے دو نوں پہاڑوں کے درمیان ڈال دیا۔ ابن العلماء حاکم اَیلہ کا ایلچی ایک خط لے کر آیا اور رسول اللہ (ص) کے لئے ایک سفید خچر تحفہ لایا۔ رسول اللہ (ص) نے اس کو جواب لکھا اور ایک چادر تحفہ بھیجی۔ پھر ہم لوٹے، یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ آپ (ص) نے اس عورت سے باغ کے میوہ کا حال پوچھا کہ کتنا نکلا؟ اس نے کہا پورا دس وسق نکلا۔ (پھر) آپ (ص) نے فرمایا کہ میں جلدی جاؤں گا، لہٰذا تم میں سے جس کا دل چاہے وہ میرے ساتھ جلدی چلے اور جس کا دل چاہے ٹھہر جائے۔ ہم نکلے یہاں تک کہ مدینہ دیکھائی دینے لگا، آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ ”طابہ“ ہے(طابہ مدینہ منورہ کا نام ہے) اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ انصار کے گھروں میں بنی نجار کے گھر بہترین ہیں (کیونکہ وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے) پھر بنی عبدالاشہل کے گھر، پھر بنی حارث بن خزرج کے گھر، پھر بنی ساعدہ کے گھر اور انصار کے سب گھروں میں بہتری ہے۔ پھر سعد بن عبادہ ص ہم سے ملے۔ ابو اسید ص نے کہا کہ تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ (ص) نے انصار کے گھروں کی بہتری بیان فرمائی تو ہم کو سب کے اخیر میں کر دیا؟۔ یہ سن کر سیدنا سعد ص رسول اللہ (ص) سے ملے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) آپ نے انصار کی فضیلت بیان کی اور ہم کو سب سے آخر میں کر دیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ تم اچھوں میں رہے؟۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ میں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں۔

1544: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے گرد روشنی ہوئی تواس میں کیڑے اور یہ جانور جوآگ میں ہیں، گرنے لگے اور وہ شخص ان کو روکنے لگا، لیکن وہ نہ رکے اور اس میں گرنے لگے۔ یہ مثال ہے میری اور تمہاری، میں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم سے روکتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جہنم کے پاس سے چلے آؤ اور تم نہیں مانتے اسی میں گھسے جاتے ہو۔

باب: نبی (ص) لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے تھے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

1545: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک کام میں رخصت روا رکھی۔ آپ (ص) کو معلوم ہوا تو خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ جس کام میں مجھے رخصت دی گئی ہے اس سے احتراز کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم میں تو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (تو میری پیروی کرنا اور میری راہ پر چلنا، یہی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے اور بے فائدہ نفس پر بار ڈالنا اورجائز کام سے بچنا اسکے جائز ہونے میں شک کرنا ہے)

باب: نبی (ص) کا گناہوں سے دور رہنا اور اللہ تعالیٰ کی محارم کا خیال رکھنا۔

1546: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) دو کاموں کا اختیار دیا گیا، تو آپ (ص) نے آسان کو اختیار کیا، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور جو گناہ ہوتاتو آپ (ص) سب سے بڑھ کر اس سے دور رہتے۔ اور کبھی آپ (ص) نے اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ اگر کوئی اللہ کے حکم کے برخلاف کرتا تو اس کو سزا دیتے۔

باب: نبی (ص) کی نماز ایسی تھی کہ (پڑھتے پڑھتے) پاؤں سوج جاتے اور آپ (ص) فرماتے کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

1547: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ (ص) کے پاؤں سوج گئے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ (ص) کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں، آپ (ص) کے تو اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دئیے گئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا۔

1548: سیدنا جندب ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا (یعنی آگے جا کر تمہارا منتظر ہوں گا اور تمہارے پلانے کا سامان درست کروں گا)۔

باب: نبی اکے حوض، اس کی وسعت و عظمت اور آپ کی امت کے حوض پر آنے کے متعلق۔

1549: سیدناعبداللہ بن عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ میرا حوض ایک مہینے کے سفر کے برابر ہے، اس کے چاروں کونے برابر ہیں (یعنی طول اور عرض یکساں ہے)، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر ہے۔ اس پر جو آبخورے (پیالے) رکھے ہیں، ان کی گنتی آسمان کے تاروں کے برابر ہے۔ جو اس میں سے پئے گا، پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ عبداللہ نے کہا کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں حوض پر رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون کون وہاں آتے ہیں۔ اور کچھ لوگ میرے پاس آنے سے روکے جائیں گے، تو میں کہوں گا کہ اے پروردگار! یہ لوگ میرے ہیں، میری امت کے ہیں۔ تو جواب ملے گا کہ تمہیں نہیں معلوم کہ جو کام انہوں نے تمہارے بعد کئے۔ اللہ کی قسم تمہارے بعد ذرا نہ ٹھہرے اور ایڑیوں پر لوٹ گئے۔ (اسلام سے پھر گئے۔ ان لوگوں میں خارجی بھی داخل ہیں جو سیدنا علی ص کے ساتھ سے الگ ہو گئے اور مسلمانوں کو کافر سمجھنے لگے۔ اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جنہوں نے نبی (ص) کی وصیت پر عمل نہ کیا اور آپ (ص) کے اہل بیت کو ستایا اور شہید کیا۔ معاذ اللہ) ابن ابی ملیکہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم ایڑیوں پر لوٹ جانے سے یا دین میں فتنہ ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

1550: سیدنا حارثہ بن وہب ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے صنعاء سے مدینہ (ایک مہینے کی راہ)۔ مستورد نے کہا کہ تم نے آپ (ص) سے برتنوں کا ذکر نہیں سنا؟ حارثہ نے کہا کہ نہیں۔ مستورد نے کہا کہ وہاں ستاروں کی طرح برتن ہوں گے۔

1551: سیدناابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تمہارے سامنے ایک حوض ہو گا، جس کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہو گا جیسے جرباء اور اذرح میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تمہارے سامنے میرا حوض ہو گا۔اور ایک روایت میں ہے،عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے (یعنی نافع سے) پوچھا کہ جرباء اور اذرح کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ شام میں دو گاؤں ہیں اور ان میں تین رات کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تین دن کی مسافت ہے۔

1552: سیدنا جابر بن سمرہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور اس کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے صنعاء اور ایلہ میں اور اس کے آبخورے تاروں کی طرح ہیں۔

1553: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! حوض کے برتن کیسے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد ((ص)) کی جان ہے، اس حوض کے برتن آسمان کے تاروں سے زیادہ ہیں اور رات وہ جو اندھیری بے بدلی کے ہو وہ جنت کے برتن ہیں۔ جو اس حوض سے (پانی) پی لے گا، وہ پھر ہمیشہ تک کبھی پیاسا نہ ہو گا، (یعنی جنت میں جانے تک) اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں، جو اس میں سے پئیے گا وہ پیاسا نہ ہو گا اور اس کا طول او رعرض برابر ہے جتنا فاصلہ ایلہ سے عمان تک ہے (یہ دونوں شام کے شہر ہیں) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

1554: سیدنا ثوبان ص سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (ص) نے فرمایا: میں اپنے حوض کے کنارے پر لوگوں کو ہٹاتا ہوں گا یمن والوں کے لئے میں اپنی لکڑی سے ماروں گا، یہاں تک کہ یمن والوں پر اس کا پانی بہہ آئے گا (اس سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلی۔ انہوں نے دنیا میں رسول اللہ (ص) کی مدد کی اور دشمنوں سے بچایا، پس نبی (ص) بھی آخرت میں ان کی مدد کریں گے اور سب سے پہلے حوضِ کوثر سے وہ پئیں گے)۔ پھر آپ (ص) سے پوچھا گیا کہ اس حوض کا عرض کتنا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جیسے یہاں سے عمان۔ پھر آپ (ص) سے پوچھا گیا کہ اس کا پانی کیسا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ دو پرنالے اس میں پانی چھوڑتے ہیں، جن کو جنت سے پانی کی مدد ہوتی ہے ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

1555: سیدنا عقبہ بن عامر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک دن نکلے اور شہداء اُحد پر نماز جنازہ پڑھی ، پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور گواہ ہوں گااور اللہ کی قسم میں اس وقت حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں ملیں یا زمین کی چابیاں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کے لالچ میں آکر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو۔

باب: نبی (ص) کے حلیہ مبارک، آپ کی بعثت اور آپ کی عمر کے بیان میں۔

1556: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نہ بہت لمبے تھے، نہ بہت چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی۔ آپ (ص) کے بال نہ بالکل سخت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ جل جلالہ نے آپ (ص) کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا۔ پھر آپ (ص) دس برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں اور ساٹھویں برس کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو اٹھا لیا (تو) اُس وقت آپ (ص) کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

1557: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) درمیانہ قد کے تھے اور آپ (ص) کے دونوں مونڈھوں میں زیادہ فاصلہ تھا (یعنی سینہ چوڑا تھا)۔ بال بہت تھے کانوں کی لُو تک۔ آپ (ص) سرخ جوڑا پہنتے (یعنی جس میں سرخ اور زرد لکیریں تھیں)، میں نے کسی کو آپ (ص) سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔

1558: سیدنا ابوطفیل ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا اور اب زمین پر سوا میرے آپ (ص) کو دیکھنے والوں میں کوئی نہیں رہا۔ (راوی حدیث جریری))کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے دیکھا آپ (ص) کیسے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ (ص) سفید رنگ تھے، نمکینی کے ساتھ اور میانہ قد، متوازن جسم کے تھے۔ امام مسلم نے کہا کہ ابوالطفیل 100 ء ھ میں فوت ہوئے اور رسول اللہ (ص) کے اصحاب میں سب کے بعد وہی فوت ہوئے۔

باب: مہر نبوت کے متعلق۔

1559: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سر اور ڈاڑھی کا آگے کا حصہ سفید ہوگیا تھا جب آپ (ص) تیل ڈالتے تو سفیدی معلوم نہ ہوتی اور آپ (ص) کی ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ ایک شخص بولا کہ کیا آپ (ص) کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح یعنی لمبا تھا؟ سیدنا جابر ص نے کہا کہ نہیں آپ (ص) کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح اور گول تھا اور میں نے نبوت کی مہر آپ (ص) کے کندھے پر دیکھی جیسے کبوتر کا انڈا ہوتا ہے اور اسکا رنگ جسم کے رنگ سے ملتا تھا۔

1560: سیدنا سائب بن یزید ص کہتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ (ص) کے پاس لے گئی اور کہا کہ یارسول اللہا! میرا بھانجا بہت بیمار ہے۔ آپ (ص) نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ پھر وضو کیا تو میں نے آپ (ص) کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر میں آپ (ص) کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا اور میں نے نبوت کی مہر دونوں مونڈھوں کے درمیان میں دیکھی جیسے گھنڈی چھپر کٹ کی (یا حجلہ ایک جانور ہے اس کے انڈے کی طرح تھی)۔

1561: سیدنا عبداللہ بن سرجس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا اور آپ (ص) کے ساتھ روٹی، گوشت یا ثرید کھایا (راوی حدیث عاصم) کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ ص سے پوچھا کہ رسول اللہ (ص) نے تمہارے لئے بخشش کی دعا کی؟ انہوں نے کہا ہاں اور تیرے لئے بھی۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ ”بخشش مانگ اپنے گناہ کی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہ کی“۔ عبداللہ ص کہتے ہیں کہ پھر میں آپ (ص) کے پیچھے گیا تو میں نے دونوں کندھوں کے درمیان میں چلنی ہڈی کے پاس کندھے کے قریب مہر نبوت دیکھی، وہ بند مٹھی کی طرح تھی اور اس پر مسوں کی طرح تل تھے۔

باب: آپ (ص) کے چہرہ مبارک، آنکھوں اور آپ (ص) کی ایڑی کا بیان۔

1562: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کا دہن کشادہ تھا (کیونکہ مردوں کے لئے دہن کی کشادگی عمدہ ہے اور عورتوں کے لئے بری ہے) آنکھوں میں سرخ ڈورے چھوٹے ہوئے اور ایڑیاں کم گوشت والی تھیں۔ سماک سے (شعبہ نے) پوچھا کہ ”ضلیع الفم“ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بڑا چہرہ۔ پھر (شعبہ) نے کہا ”اشکل العین“ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا دراز شگاف آنکھوں کے (لیکن سماک کا یہ کہنا غلط ہے اور صحیح وہی ہے کہ سفیدی میں سرخی ملی ہوئی) شعبہ نے کہا ”منہوس العقبین“ کیا ہے تو انہوں نے کہا ایڑی پر کم گوشت والے۔

باب: نبی (ص) کی داڑھی مبارک کا بیان۔

1563: سیدنا انس بن مالک ص روایت کرتے ہیں کہ سر اور داڑھی کے سفید بال اکھیڑنا مکروہ ہے اور رسول اللہ (ص) نے خضاب نہیں کیا۔ آپ (ص) کی چھوٹی داڑھی میں جو نیچے کے ہونٹ تلے ہوتی ہے، کچھ سفیدی تھی، اور کچھ کنپٹیوں پر اور سر میں کہیں کہیں سفید بال تھے۔

باب: نبی اکے بڑھاپے کا بیان۔

1564: سیدنا ابوجحیفہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا، آپ (ص) کا رنگ سفید تھا اور آپ (ص) بوڑھے ہو گئے تھے اور سیدنا حسن بن علی صآپ (ص) کے مشابہ تھے۔

باب: نبی (ص) کے سر کے بالوں کا بیان۔

1565: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) کے بال کندھوں کے قریب تک تھے۔

1566: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے بال آدھے کانوں تک تھے۔

باب: نبی (ص) کا سر کے بالوں کو لٹکانا اور مانگ نکالنے کا بیان۔

1567: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ اپنے بالوں کو پیشانی پر لٹکتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے (یعنی مانگ نہیں نکالتے تھے) اور مشرک مانگ نکالتے تھے اور رسول اللہ (ص) اہل کتاب کے طریق پر چلنا دوست رکھتے تھے جس مسئلے میں آپ (ص) کو کوئی حکم نہ ہوتا (یعنی بہ نسبت مشرکین کے اہل کتاب بہتر ہیں تو جس باب میں کوئی حکم نہ آتا آپ (ص) اہل کتاب کی موافقت اس مسئلے میں اختیار کرتے) تو آپ (ص) بھی پیشانی پر بال لٹکانے لگے اس کے بعد آپ (ص) مانگ نکالنے لگے۔

باب: نبی (ص) کے تبسم کے متعلق۔

اس باب کے متعلق سیدنا انس کی حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث:281)۔

باب: نبی (ص) کنواری لڑکی جو پردے میں ہوتی ہے، سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

1568: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) میں اس کنواری لڑکی سے جو پردے میں رہتی ہے، زیادہ شرم تھی اور آپ (ص) جب کسی چیز کو بُرا جانتے تو ہم اس کی نشانی آپ (ص) کے چہرے سے پہچان لیتے تھے۔

باب: نبی (ص) کے جسم کی خوشبو اور جسم کا ملائم ہونا۔

1569: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کا رنگ مبارک سفید، چمکتا ہوا تھا (نووی نے کہا کہ یہ رنگ سب رنگوں سے عمدہ ہے) اور آپ اکا پسینہ مبارک موتی کی طرح تھا اور جب چلتے تو (پسینے کے قطرے دائیں بائیں، ادھر اُدھر جھکے جاتے تھے جیسے کشتی جھکتی جاتی ہے) اور میں نے دیباج اور حریر بھی اتنانرم نہیں پایا جتنی آپ (ص) کی ہتھیلی نرم تھی اور میں نے مشک اور عنبر میں بھی وہ خوشبو نہ پائی جو آپ (ص) کے جسم مبارک میں تھی۔

1570: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ (ص) اپنے گھر جانے کو نکلے اور میں بھی آپ (ص) کے ساتھ نکلا۔ سامنے کچھ بچے آئے تو آپ (ص) نے ہر ایک بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ (ص) کے ہاتھ میں وہ ٹھنڈک اور وہ خوشبو دیکھی جیسے نبی (ص) نے خوشبو ساز کے ڈبے میں سے ہاتھ نکالا ہو۔

باب: وحی کے دوران سردی میں نبی (ص) کا پسینہ مبارک۔

1571: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) پر سردی کے دنوں میں بھی وحی اترتی، تو آپ (ص) کی پیشانی سے (وحی کی سختی سے) پسینہ بہہ نکلتا تھا۔

1572: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ (ص) سے پوچھا کہ آپ (ص) پر وحی کیسے آتی ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کبھی تو ایسی آتی ہے جیسے گھنٹی کی جھنکار، اور وہ مجھ پر نہایت سخت ہوتی ہے۔ پھر جب پوری ہو جاتی ہے تو میں یاد کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی ایک فرشتہ مرد کی صورت میں آتا ہے اور جو وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں۔

باب: نبی اک□ پسینے کی خوشبو۔

1573: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ہمارے گھر میں تشریف لائے اور آرام فرمایا، آپ (ص) کو پسینہ آیا، میری ماں ایک شیشی لائی اور آپ (ص) کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگی، آپ (ص) کی آنکھ کھل گئی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اُم سُلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ وہ بولی کہ آپ (ص) کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں شامل کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر خوشبو ہے۔

باب: نبی اک□ پسینہ مبارک سے تبرک کا بیان۔

1574: سیداناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) اُمّ سُلیم کے گھر میں جاتے او ران کے بچھونے پر سو رہتے، اور وہ گھر میں نہیں ہوتیں تھیں ایک دن آپ (ص) تشریف لائے اور ان کے بچھونے پر سو رہے۔ لوگوں نے انہیں بلا کر کہا کہ رسول اللہ (ص) تمہارے گھر میں تمہارے بچھونے پر سورہے ہیں، یہ سن کر وہ آئیں دیکھا توآپ (ص) کو پسینہ آیا ہوا ہے اور آپ (ص) کا پسینہ چمڑے کے بچھونے پر جمع ہو گیا ہے۔ اُمّ سلیم نے اپنا ڈبہ کھولا اور یہ پسینہ پونچھ پونچھ کر شیشوں میں بھرنے لگیں۔ رسول اللہ (ص) گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! کیا کرتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) ہم اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔

باب: نبی (ص) کا لوگوں کے قریب ہونا اور ان کا آپ (ص) سے تبرک لینے کا بیان۔

1575: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ جب آپ (ص) صبح کی نماز پڑھتے تو مدینہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے، پھر جو بھی برتن آپ (ص) کے پاس آتا آپ (ص) اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے۔ اور کبھی سردی کے دن میں بھی اتفاق ہوتا تو آپ (ص) ہاتھ ڈبو دیتے۔

1576: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا اور حجام آپ (ص) کا سر بنا رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ (ص) کے گرد تھے، وہ چاہتے تھے کہ کوئی بال زمین پر نہ گرے بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔

1577: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ ایک عورت کی عقل میں تھوڑا پاگل پن تھا، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! مجھے آپ (ص) سے کام ہے (یعنی کچھ کہنا ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں کہہ سکتی)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اُمّ فلاں! (یعنی اس کانام لیا) تو جہاں چاہے گی میں تیرا کام کر دوں گا۔ پھر آپ (ص) نے راستے میں اس سے تنہائی کی، یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے فارغ ہو گئی۔

باب: رسول اللہ (ص) بچوں اور اہل و عیال کیساتھ سب سے زیادہ شفقت رکھتے تھے۔

1578: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو بچوں پر اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا، جتنی رسول اللہ (ص) کرتے تھے۔ آپ (ص) کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم (مدینہ کے عوالی میں) دودھ پیتے تھے (عوالی مدینہ کے پاس کچھ گاؤں تھے) آپ (ص) جایا کرتے اور ہم آپ (ص) کے ساتھ ہوتے، پھر اس کے گھر تشریف لے جاتے، وہاں دھواں ہوتا تھا کیونکہ ”انّ(ص)“ کا خاوند لوہار تھا۔ آپ (ص) بچے کو لیتے، پیار کرتے اور پھر لوٹ آتے۔ عمرو نے کہا کہ جب سیدنا ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ابراہیم میرا بیٹا ہے، اس نے دودھ پیتے میں وفات پائی اب اس کو دو انّائیں (دائیاں) ملی ہیں جو جنت میں اس کے دودھ پینے کی مدت تک دودھ پلائیں گی۔

1579: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ (ص) کو سیدنا حسن ص کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تو وہ بولا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا توآپ (ص) نے فرمایا کہ جو (بچوں اور یتیموں اور عاجزوں اور ضعیفوں پر) رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہ کرے گا۔

باب: نبی اکی رحمت عورتوں کیساتھ اور عورتوں کی سواری چلانے والے کو آہستہ چلانے کا حکم۔

1580: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا نام انجشہ تھا حدی گاتا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔

باب: نبی اکی بہادری اور جنگ میں سب سے آگے ہونے کا بیان۔

1581: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینے والوں کو (کسی دشمن کے آنے کا) خوف ہوا تو جدھر سے آواز آ رہی تھی لوگ ادھر چلے، تو راستے میں رسول اللہ (ص) کو لوٹتے ہوئے پایا (آپ (ص) لوگوں سے پہلے اکیلے خبر لینے کو تشریف لے گئے ہوئے تھے) اور سب سے پہلے آپ (ص) آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور سیدناابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اور آپ (ص) کے گلے میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کہ کچھ ڈر نہیں، کچھ ڈر نہیں۔ یہ گھوڑا تو دریا ہے اور پہلے وہ گھوڑا سست تھا (یہ بھی آپ (ص) کا معجزہ تھا کہ وہ تیز ہو گیا)۔

باب: نبی (ص) سب سے زیادہ حسن اخلاق والے تھے۔

1582: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک دن آپ (ص) نے مجھے ایک کام پر جانے کو کہا تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جاؤں گا، لیکن میرے دل میں یہی تھا کہ جس کام کے لئے آپ (ص) حکم دیتے ہیں جاؤں گا۔ (لڑکپن کے قاعدے پر میں نے ظاہر میں انکار کیا) آخر میں نکلا یہاں تک کہ مجھے لڑکے ملے جو بازار میں کھیل رہے تھے (غالباً وہاں تک کر ان کو دیکھنے لگے۔ اور کام سے دیر ہو گئی)۔ یکایک رسول اللہ (ص) نے پیچھے سے آکر میری گردن تھام لی میں نے آپ (ص) کی طرف دیکھا آپ (ص) ہنس رہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے انیس! (یہ تصغیر ہے انس کی پیار سے آپ (ص) نے فرمایا) تو وہاں گیا جہاں میں نے حکم دیا تھا؟ میں نے کہا کہ جی ہاں یارسول اللہ (ص) میں جاتا ہوں۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے نوبرس تک آپ (ص) کی خدمت کی، مجھے یاد نہیں کہ کسی کام کے لئے جس کو میں نے کیا ہو تو آپ (ص) نے یہ فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا یا کسی کام کو میں نے نہ کیا ہو اور آپ (ص) نے فرمایا ہو کہ کیوں نہیں کیا۔

باب: نبی اکے گفتگو کے انداز کے بیان میں۔

1583: سیدناعروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ سیدناابوہریرہ ص بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سن اے حجرے والی سن اے حجرے والی۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں۔ جب نماز پڑھ چکیں تو انہوں نے عروہ سے کہا کہ تم نے ابو ہریرہ (ص) کی باتیں سنیں (اتنی دیر میں انہوں نے کتنی حدیثیں بیان کیں) اور رسول اللہ (ص) اس طرح سے بات کرتے تھے کہ گننے والا اس کو چاہتا تو گن لیتا (یعنی ٹھہر ٹھہر کر آہستہ سے اور یہی تہذیب ہے۔ چڑ چڑ اور جلدی جلدی باتیں کرنا عقلمندی اور دانائی کا شیوہ نہیں)۔

باب: رسول اللہ (ص) نصیحت کرنے میں ہمارا خیال کرتے تھے (صحابہ تنگ نہ پڑ جائیں)۔

1584: شفیق بن ابو وائل کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص ہمیں ہر جمعرات کو وعظ سنا کرتے تھے ایک شخص بولا کہ اے (ص) بوعبدالرحمن! (یہ سیدنا عبداللہ ص کی کنیت ہے) ہم تمہاری گفتگو(سننا)چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں ہم یہ چاہتے کہ تم ہمیں ہر روز حدیث سنایا کرو۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہاکہ میں تم کو جو ہر روز حدیث نہیں سناتا تو اس وجہ سے کہ تمہیں اکتاہٹ میں ڈال دینا بُرا جانتا ہوں اور رسول اللہ (ص) کئی دنوں میں کوئی دن مقرر کرتے تھے اس لئے کہ آپ (ص) ہمیں رنج دینا بُرا جانتے تھے (یعنی بار ہونا)۔

باب: نبی (ص) سب سے زیادہ سخی تھے بھلائی (کے کاموں)میں۔

1585: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سب لوگوں سے زیادہ مال دینے میں سخی تھے اور سب وقتوں سے زیادہ آپ (ص) کی سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی۔ اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آپ (ص) سے ملتے تو آخر مہینے تک آپ (ص) انہیں قرآن سناتے۔ جب جبرئیل علیہ السلام آپ (ص) سے ملتے اس وقت آپ (ص) مال کے دینے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ تیزی سے سخاوت کرتے تھے۔ (معلوم ہواکہ مبارک مہینے اور مبارک وقت میں زیادہ سخاوت کرنا چاہئیے)۔

باب: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی اسے کچھ سوال کیا گیا ہو کہ آپ (ص) نے فرمایا ہو کہ نہیں ۔

1586: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ (ص) سے کوئی چیز مانگی گئی، اور آپ (ص) نے نہیں کہہ دیا ہو۔

1587: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے دونوں پہاڑوں کے بیچ کی بکریاں مانگیں، تو آپ (ص) نے اس کو دیدیں۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد (ص) تحفے دیتے ہیں کہ محتاجی کا ڈر بھی نہیں کرتے ۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ ایک شخص محض دنیا کے لئے مسلمان ہوتا تھا، پھر وہ ایسا مسلمان ہوجاتا یہاں تک کہ اسلام اس کے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔(پہلے تو لالچ میں مسلمان ہوا تھا مگر بعد میں مخلص ہوگیا)۔

باب: نبی اکے کثرت سے عطیات دینے کے بیان میں۔

1588: ابن شہاب سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر جہاد کیا۔ پھر آپ (ص) اپنے ساتھ مسلمانوں کو لے کر نکلے اور حنین میں لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی۔ اس دن آپ (ص) نے (مالِ غنیمت سے) صفوان بن امیہ کو 100 اونٹ دیئے۔ پھر 100 اونٹ دیئے۔ پھر 100اونٹ دیئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ صفوان نے کہا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ (ص) نے مجھے جو کچھ دیا، دیا۔ اور (اس سے قبل) میری نگاہ میں آپ (ص) سب سے زیادہ بُرے تھے پھر آپ (ص) ہمیشہ مجھے دیتے رہے۔ حتی کہ آپ (ص) میری نگاہ میں سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

باب: نبی (ص) کے وعدوں کے بارے میں۔

1589: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آئے گا تو میں تجھے اتنا، اتنا اور اتنا دوں گا اور دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا (یعنی تین لپ بھر کر)۔ پھر بحرین کا

مال آنے سے پہلے آپ (ص) کی وفات ہو گئی۔ وہ مال سیدنا ابوبکر صدیق ص کے پاس آپ (ص) کے بعد آیا تو انہوں نے ایک منادی کو یہ آواز کرنے کے لئے حکم دیا کہ جس کے لئے رسول اللہ (ص) نے کچھ وعدہ کیا ہو، یا اس کا قرض آپ (ص) پر آتا ہو وہ آئے۔ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کا مال آئے گا تو تجھ کو اتنا ، اتنا اور اتنا دیں گے۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق ص نے ایک لپ بھرا پھر مجھ سے کہاکہ اس کو گنو۔ میں نے گِنا تو وہ پانچ سو نکلے سیدناابوبکر ص نے کہا کہ اس کا دوگنااور لے لو(تو تین لپ ہو گئے)۔

باب: نبی (ص) کے ناموں کی تعداد کے بیان میں۔

1590: سیدناجبیر بن مطعم ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں، میں محمد، احمد اور ماحی یعنی میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر ہوں، لوگ میرے پاس قیامت کے دن شفاعت کیلئے اکھٹے ہوں گے ۔اور میں عاقب ہوں، یعنی میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کا نام رؤف اور رحیم رکھا (بہت نرم اور بہت مہربان) ((ص))۔

1591: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے اور آپ (ص) نے فرمایا کہ میں محمد (ص) ہوں اور احمد (ص) اور مقفی (یعنی عاقب) اور حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمة (کیونکہ توبہ اور رحمت کوآپ (ص) اپنے ساتھ لے کر آئے)۔

باب: نبی (ص) مکہ اور مدینہ میں کتنی کتنی مدت رہے؟

1592: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مکہ میں تیرہ برس تک رہے کہ آپ (ص) پر وحی اترا کرتی تھی اور مدینہ میں دس برس تک رہے۔ اور آپ (ص) نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

1593: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مکہ میں پندرہ برس تک (فرشتوں کی) آواز سنتے تھے اور (فرشتوں کی یا اللہ کی آیات کی) روشنی دیکھتے تھے سات برس تک، لیکن کوئی صورت نہیں دیکھتے تھے پھر آٹھ برس تک وحی آیا کرتی تھی اور دس برس تک مدینہ میں رہے۔ (یہ روایت شاذ ہے)۔

باب: وفات کے وقت نبی (ص) کی عمر کتنی تھی۔

1594: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی تریسٹھ برس کی عمر میں وفات ہوئی اور سیدنا ابوبکر ص کی بھی تریسٹھ برس میں وفات ہوئی اور سیدنا عمر ص کی بھی تریسٹھ برس کی عمر میں وفات ہوئی۔

1595: عمار مولیٰ بنی ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے پوچھا کہ جب رسول اللہ (ص) کی وفات ہوئی تو آپ (ص) کتنے برس کے تھے؟ انہوں نے کہاکہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم آپ (ص) کی قوم سے ہو کر اتنی بات نہ جانتے ہو گے۔ میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس مجھے اس بارے میں آپ کا قول سننا بہتر معلوم ہوا۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ تم حساب جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے کہا کہ چالیس برس کو یاد رکھو کہ اس وقت آپ (ص) پیغمبر ہوئے۔ اب پندرہ اور جوڑو کہ جب تک آپ (ص) مکہ میں رہے۔ کبھی امن کے ساتھ اور کبھی ڈر کیساتھ۔ اب دس اور جوڑو جو مدینہ میں ہجرت کے بعد گزرے (تو سب ملا کر پینسٹھ برس ہوتے ہیں)۔ اور اس سے پہلے سیدنا انس ص کی حدیث گزر چکی ہے کہ نبی (ص) نے ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (دیکھئے حدیث: 1556)۔

نوٹ: آپ (ص) کی عمر کے بارے میں صحیح حدیث نمبر 1592 ہے جو کہ ابن عباس صکی ہی ہے۔

باب: جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت فرماتا ہے تو اس کی امت سے پہلے نبی کو وفات دے دیتا ہے ۔

1596: سیدنا ابوموسیٰ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل جب کسی امت پر رحم کرتا ہے تو اس کا نبی امت کی ہلاکت سے پہلے فوت ہو جاتا ہے اور وہ اپنی امت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اور جب کسی امت کی تباہی چاہتا ہے تو اس کو نبی کے سامنے ہلاک کرتا ہے اور ان کی ہلاکت سے نبی کی آنکھ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے کیونکہ وہ (امت) اس کو جھٹلانے والی اور اس کے احکام کی نافرمانی کرنے والی ہوتی ہے۔

باب: اللہ تعالی کے قول ”فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک... “ الآیۃ کے بارے میں۔

1597: سیدنا عبداللہ بن زبیر ص سے روایت ہے کہ انصار کے ایک آدمی نے سیدنا زبیر ص (جوآپ (ص) کے پھوپھی زاد بھائی تھے) سے رسول اللہ (ص) کے پاس (مقامِ) حرہ کے موہرے میں جھگڑا کیا (حرہ کہتے ہیں کالے پتھر والی زمین کو) جس سے کھجور کے درختوں کو پانی دیتے تھے۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے کہ بہتا رہے۔ سیدنا زبیر نے انکار کیا۔ آخر سب نے رسول اللہ (ص) کے سامنے جھگڑا کیا تو آپ (ص) نے سیدنا زبیر سے فرمایا کہ اے زبیر! تو (اپنے درختوں کو) پانی پلا لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے۔ یہ سن کر انصاری غصے ہوا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! زبیرآپ (ص) کے پھوپھی کے بیٹے تھے (اس وجہ سے آپ (ص) نے ان کی رعایت کی)۔ یہ سن کر آپ (ص) کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ (ص) نے فرمایا کہ اے زبیر! اپنے درختوں کو پانی پلا پھر پانی کو روک لے، یہاں تک کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔ سیدنا زبیر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارے میں اتری کہ ”اللہ کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تجھ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ بنائیں گے پھر جو تو فیصلہ کر دے اس سے رنج نہ کریں اور مان لیں“۔پوری آیت ”فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک ...“

باب: نبی (ص) کی اتباع اور اللہ تعالیٰ کے قول ”ولا تسألوا عن اشیاءَ ان تبدلکم تسؤکم“ الآیۃ کے بارے میں۔

1598: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اپنے اصحاب کی کوئی بات سنی (جو بُری تھی) تو آپ (ص) نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میرے سامنے جنت اور دوزخ لائی گئی اور میں نے آج کی سی بہتری اورآج کی سی بُرائی کبھی نہیں دیکھی (یعنی جنت میں نعمتیں (ص) ور دوزخ میں عذاب)۔ اگر تم وہ کچھ جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ تم لوگ کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ سیدناانس ص نے کہا کہ آپ (ص) کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر اس دن سے زیادہ کوئی سخت دن نہیں گزرا۔ انہوں نے اپنے سروں کو چھپا لیا اور رونے کی آواز ان سے نکلنے لگی۔ پھر سیدنا عمر ص کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ((ص)) کے نبی ہونے پر راضی ہوگئے۔ ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میراباپ کون تھا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرا باپ فلاں شخص تھا (اس کانام بتا دیا) تب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر وہ ظاہر ہوں تو تم کوبُری لگیں“ ۔

1599: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمانوں میں سے سب سے بڑا قصور اس مسلمان کا ہے جس نے وہ بات پوچھی جو مسلمانوں پر حرام نہ تھی، لیکن اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو گئی۔

1600: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ (ص)

نے فرمایا کہ دوزخ میں۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ (ص) نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں۔

باب: جس سے نبی (ص) روک دیں اس سے رکنے اور اس کے خلاف کرنے کے بارے میں۔

1601: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے،بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں جس چیز سے روک دوں، اس سے رک جاؤ اور جس کے کرنے کا حکم دوں، اسے اپنی استطاعت کے مطابق بجا لاؤ۔ پس سوائے اس کے نہیں کہ تم سے پہلی اقوام کو ان کے کثرتِ سوال اور انبیاء پر اختلاف کرنے نے ہلاک کر دیا۔

باب: دین کی جس بات کی نبی (ص) خبر دیں، اس میں اور دنیاوی رائے میں فرق کے متعلق۔

1602: سیدنا طلحہ بن عبیداللہ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کھجور کے درختوں کے پاس تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ پیوند لگاتے ہیں یعنی نر کومادہ میں رکھتے ہیں کہ وہ گابھہ ہو جاتی ہے (یعنی زیادہ پھل لاتی ہے) ۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی تو انہوں نے پیوند کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) کو یہ خبر پہنچی توآپ (ص) نے فرمایا کہ اگر اس میں ان کو فائدہ ہے تو وہ کریں، میں نے تو ایک خیال کیا تھا تو میرے خیال کو نہ لو۔ لیکن جب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم بیان کروں تواس پر عمل کرو، اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

باب: نبی (ص) کے دیکھنے کی تمنا اور اس پر حریص ہونے کے بارے میں۔

1603: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ص) کی جان ہے، ایک زمانہ ایسا آئے گا جب تم مجھے دیکھ نہ سکو گے اور میرا دیکھنا تمہیں تمہارے بال بچوں اور اپنے مال سے زیادہ عزیز ہو گا (اس لئے میری صحبت غنیمت سمجھو، زندگی کا اعتبار نہیں اور دین کی باتیں جلدسیکھ لو)۔ابواسحاق (یعنی ابن محمد بن سفیان) نے کہا کہ میرے نزدیک اس کا معنی یہ ہے ”لان یرانی معہم“ کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ نبی (ص) کا دیدا رمقدم ہوگا۔ ۔ اور اس عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو پسند کرے کہ مجھے نبی (ص) کا دیکھنا نصیب ہو جائے اگرچہ میرے اہل و عیال قربان ہو جائیں۔

1604: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میری امت میں بہت چاہنے والے میرے وہ لوگ ہوں گے، جو میرے بعد پیدا ہوں گے ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کہ کاش اپنے گھر والوں اور مال سب کو قربان کرے اور مجھے دیکھ لے۔

جلدسیکھ لو)۔ابواسحاق (یعنی ابن محمد بن سفیان) نے کہا کہ میرے نزدیک اس کا معنی یہ ہے ”لان یرانی معہم“ کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ نبی (ص) کا دیدا رمقدم ہوگا۔ ۔ اور اس عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو پسند کرے کہ مجھے نبی (ص) کا دیکھنا نصیب ہو جائے اگرچہ میرے اہل و عیال

قربان ہو جائیں۔

1604: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میری امت میں بہت چاہنے والے میرے وہ لوگ ہوں گے، جو میرے بعد پیدا ہوں گے ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کہ کاش اپنے گھر والوں اور مال سب کو قربان کرے اور مجھے دیکھ لے۔

کتاب: انبیاء علیہم السلام کا ذکر اور ان کے فضائل

باب: آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء کے بارے میں۔

1605: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتے کے دن پیدا کیا (یعنی زمین کو) اور اتوار کے دن اس میں پہاڑوں کو پیدا کیا اورپیر کے دن درختوں کو پیدا کیا اور کام کاج کی چیزیں (جیسے لوہا وغیرہ) منگل کو پیدا کیں اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں جانور پھیلائے اور سیدنا آدم ں کو جمعہ کے دن عصر کے بعد بنایا ، سب سے آخر مخلوقات میں اور جمعہ کی سب سے آخر ساعات میں عصر سے لے کر رات تک۔

باب: سیدنا ابراہیم ں کی فضیلت میں ۔

1606: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے خیر البریہ ! یعنی بہترین خلقت آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو سیدنا ابراہیم ں (کا مقام) ہے ۔

باب: سیدنا ابراہیم ں کا ختنہ کرنا ۔

1607: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیدنا ابراہیم ں نے بسولے سے ختنہ کیا اور اس وقت ان کی عمر اسی برس کی تھی۔

باب: سیدنا ابراہیم ں کے قول (رب ارنی ... الایة) کے بارے میں اور سیدنا لوط ں اور یوسف ں کا ذکر۔

1608: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہم ابراہیم ں سے شک کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں، جب انہوں نے کہا کہ ”اے میرے رب! مجھے دکھلا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تجھے یقین نہیں ہے؟سیدنا ابراہیم ں بولے کہ کیوں نہیں؟ مجھے یقین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تشفی ہو جائے“ (علم الیقن سے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے)((البقرة: 260) اور اللہ تعالیٰ لوط ں پر رحم کرے، وہ مضبوط اور سخت چیز کی پناہ چاہتے تھے اور(یعنی نبی تو اللہ سے مانگتا ہے جبکہ لوط ں مضبوط رکن کی خواہش کر رہے تھے)۔ اور اگر میں قیدخانہ میں اتنی مدت رہتا جتنی مدت سیدنا یوسف ں رہے، تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا آتا۔

باب: سیدنا ابراہیم ں کے قول کہ ”میں بیمار ہوں“ اور اس قول کہ ”بلکہ کیا ہے اس کو ان کے بڑے نے“ اور سارہ کے متعلق کہ ”یہ میری بہن ہے“۔

1609: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیدنا ابراہیم ں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر، تین دفعہ (بولا) (یہ اصطلاحاً جھوٹ کہے گئے ہیں، حقیقت میں جھوٹ نہیں ہیں بلکہ یہ توریہ کی ایک شکل ہیں) ان میں سے دو جھوٹ اللہ کے لئے تھے، ایک تو ان کا یہ قول کہ ”میں بیمار ہوں“ اور دوسرا یہ کہ ”ان بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہو گا“ تیسرا جھوٹ سیدہ سارہ علیہا السلام کے بارے میں تھا۔ اس

کا قصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم ں ایک ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے ان کے ساتھ ان کی بیوی سیدہ سارہ بھی تھیں اور وہ بڑی خوبصورت تھیں۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ظالم بادشاہ کو اگر معلوم ہو گا کہ تو میری بیوی ہے تو مجھ سے چھین لے گا، اس لئے اگر وہ پوچھے تو یہ کہنا کہ میں اس شخص کی بہن ہوں اور تو اسلام کے رشتے سے میری بہن ہے۔ (یہ بھی کچھ جھوٹ نہ تھا) اس لئے کہ ساری دنیا میں آج میرے اور تیرے سوا کوئی مسلمان معلوم نہیں ہوتا جب سیدنا ابراہیم ں اس کی قلم رو (اس کے علاقہ) سے گزر رہے تھے تو اس ظالم بادشاہ کے کارندے اس کے پاس گئے اور بیان کیا کہ تیرے ملک میں ایک ایسی عورت آئی ہے جو تیرے سوا کسی کے لائق نہیں ہے۔ اس نے سیدہ سارہ کو بلا بھیجا۔ وہ گئیں تو سیدنا ابراہیم ں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے (اللہ سے دعا کرنے لگے اس کے شر سے بچنے کے لئے) جب سیدہ سارہ اس ظالم کے پاس پہنچیں تو اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ ان کی طرف دراز کیا، لیکن فورا اس کاہاتھ سوکھ گیا وہ بولا کہ تو اللہ سے دعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے، میں تجھے نہیں ستاؤں گا۔ انہوں نے دعا کی اس مردود نے پھر ہاتھ دراز کیا، پھر پہلے سے بڑھ کر سوکھ گیا۔ اس نے دعا کے لئے کہا تو انہوں نے دعا کی۔ پھر اس مردود نے دست درازی کی، پھر پہلی دونوں دفعہ سے بڑھ کر سوکھ گیا۔ تب وہ بولا کہ اللہ سے دعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے، اللہ کی قسم اب میں تجھ کو نہ ستاؤں گا۔ سیدہ سارہ نے پھر دعا کی، اس کا ہاتھ کھل گیا۔ تب اس نے اس شخص کو بلایا جو سیدہ سارہ کو لے کر آیا تھا اور اس سے بولا کہ تو میرے پاس شیطاننی کو لے کر آیا، یہ انسان نہیں ہے اس کو میرے ملک سے باہر نکال دے اور ایک لونڈی ہاجرہ اس کے حوالے کر دے سیدہ سارہ ہاجرہ کو لے کر لوٹ آئیں جب سیدنا ابراہیم ں نے دیکھا تو نمازوں سے فارغ ہوئے اور کہا کیا ہوا ؟سارہ نے کہا بس کہ سب خیریت رہی، اللہ تعالیٰ نے اس بدکار کا ہاتھ مجھ سے روک دیا اور ایک لونڈی بھی دی۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ پھر یہی لونڈی یعنی ہاجرہ تمہاری ماں ہے اے بارش کے بچو!

باب: سیدنا موسیٰ ں اور اللہ تعالی کے فرمان”فبراہ الله مما“ ... کے متعلق۔

1610: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ موسیٰ ں بڑے حیادار مرد تھے، ان کو کبھی کسی نے ننگا نہیں دیکھا تھا۔ آخر بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ان کو فتق (خصیئے پھول جانے) کی بیماری ہے۔ ایک بار انہوں نے کسی پانی کے مقام پر غسل کیا اور اپنا کپڑا پتھر پر رکھا، تو وہ بھاگتا ہوا چلا اور سیدنا موسیٰ ں (ص) پنا عصا لئے اس کے پیچھے چلے، اس کو مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر جہاں بنی اسرائیل کے لوگ جمع تھے وہاں جا رکا۔ اور اسی کے متعلق یہ آیت اتری کہ ”اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے موسیٰ ں کو ستایا (ان پر تہمت لگائی) پھر اللہ تعالیٰ نے (ص) ن کو اس بات سے پاک کیا جو لوگوں نے کہی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے تھے“۔

باب: سیدنا موسیٰ ں کا قصہ ، خضر ں کے ساتھ۔

1611: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے کہ سیدنا موسیٰ ں جو بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے، وہ اور ہیں اور جو موسیٰ خضر ں کے پاس گئے تھے وہ آور ہیں انہوں نے کہاکہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے سیدنا ابی بن کعب ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ سیدنا موسیٰ ں اپنی قوم بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے، ان سے پوچھا گیا کہ سب لوگوں میں زیادہ علم کس کو ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھ کو ہے (یہ بات اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوئی) پس اللہ تعالیٰ نے ان پر اس وجہ سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی کہ دو دریاؤں کے ملاپ پر

میرا ایک بندہ ہے، وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ سیدنا موسیٰ ں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! میں اس سے کیسے ملوں؟ حکم ہواکہ ایک مچھلی زنبیل (ٹوکرے) میں رکھ، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے، وہیں وہ بندہ ملے گا۔ یہ سن کر سیدنا موسیٰ ں اپنے ساتھی یوشع بن نون ں کو ساتھ لے کر چلے اور انہوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی۔ دونوں چلتے چلتے صخرہ (ایک مقام ہے) کے پاس پہنچے تو سیدنا موسیٰ ں اور ان کے ساتھی سو گئے۔ مچھلی تڑپی یہاں تک کہ زنبیل سے نکل کر دریا میں جا پڑی اور اللہ تعالیٰ نے پانی کا بہنا اس پر سے روک دیا، یہاں تک کہ پانی کھڑا ہو کر طاق کی طرح ہو گیا اور مچھلی کے لئے خشک راستہ بن گیا۔ سیدنا موسیٰ ں اور ان کے ساتھی کے لئے تعجب ہوا پھر دونوں چلے دن بھر اور رات بھر اور موسیٰ ں کے ساتھی مچھلی کا حال ان سے کہنا بھول گئے جب صبح ہوئی تو موسیٰ ں نے اپنے ساتھی سے کہاکہ ہمارا ناشتہ لاؤ، ہم تو اس سفر سے تھک گئے ہیں اور تھکاوٹ اسی وقت ہوئی جب اس جگہ سے آگے بڑھے جہاں جانے کا حکم ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ جب ہم (مقامِ) صخرہ پر اترے تو میں مچھلی بھول گیا اور شیطان نے مجھے بھلایا اور تعجب ہے کہ اس مچھلی نے دریا میں جانے کی راہ لی۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ ہم تو اسی مقام کو ڈھونڈھتے تھے، پھر دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے یہاں تک کہ صخرہ پر پہنچے۔ وہاں ایک شخص کو کپڑا اوڑھے ہوئے دیکھا تو سیدنا موسیٰ ں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے ملک میں سلام کہاں سے ہے؟ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ سیدنا موسیٰ نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا خضر ں نے کہا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے وہ علم دیا ہے جو میں نہیں جانتا۔ اور مجھے وہ علم دیا ہے جو تم نہیں جانتے۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہاکہ میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اس لئے کہ مجھے وہ علم سکھلاؤ جو تمہیں دیا گیا ہے۔ سیدنا خضر ں نے کہاکہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے اور تم سے اس بات پر کیسے صبر ہو سکے گا جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہاکہ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ سیدنا خضر ں نے کہا کہ اچھا اگر میرے ساتھ ہوتے ہو تومجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ بہت اچھا۔ پس خضر ں اور سیدناموسیٰ ں دونوں سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ ایک کشتی سامنے سے نکلی، دونوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ہمیں بٹھا لو، انہوں نے سیدنا خضر ں کو پہچان لیا اور دونوں کو بغیر کرایہ چڑھا لیا۔ سیدنا خضر ں نے اس کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا۔ سیدنا موسیٰ علیہ (ص) لسلام نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں بغیر کرایہ کے چڑھایا اور تم نے ان کی کشتی کو توڑ ڈالا تاکہ کشتی والوں کو ڈبو دو، یہ تم نے بڑا بھاری کام کیا۔ سیدنا خضر ں نے کہا کہ کیا میں نہیں کہتا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ بھول چوک پر مت پکڑو اور مجھ پر تنگی مت کرو۔ پھر دونوں کشتی سے باہر نکلے اور سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ ایک لڑکا ملا جو اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، سیدناخضر ں نے اس کا سر پکڑ کر اکھیڑ لیا اور مار ڈالا۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ تم نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا، یہ تو بہت بُرا کام کیا۔ سیدنا خضر ں نے کہا کہ کیا میں نے کہتا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ اور یہ کام پہلے کام سے بھی زیادہ سخت تھا۔ سیدناموسیٰ ں نے کہاکہ اب میں تم سے کسی بات پر اعتراض کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا بیشک تمہارا اعتراض بجا ہوگا۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے، گاؤں والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کیا، پھر ایک دیوار ملی جو گرنے کے قریب تھی اور جھک گئی تھی، سیدنا خضر ں نے اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ سیدنا موسیٰ ں نے کہا کہ ان گاؤں والوں سے ہم نے کھانا مانگا اور انہوں نے انکار کیا اور کھانا نہ کھلایا (ایسے لوگوں کا کام مفت کرنا کیا ضروری تھا؟) اگر تم چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ سیدنا خضر ں نے

کہا کہ بس، اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے، اب میں تم سے ان باتوں کا مطلب کہے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ ں پر رحم کرے، مجھے آرزو ہے کہ کاش وہ صبر کرتے اور ہمیں ان کی اور باتیں معلوم ہوتیں۔ اور آپ (ص) نے فرمایا کہ پہلی بات سیدنا موسیٰ ں نے بھولے سے کی۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور اس نے سمندر میں چونچ ڈالی، سیدنا خضر ں نے کہا کہ میں نے اور تم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنا ہی علم سیکھا ہے جتنا اس چڑیا نے سمندر میں سے پانی کم کیا ہے۔ سیدنا سعید بن جبیر نے کہا کہ سیدنا ابن عباس ص اس طرح پڑھتے تھے کہ ”ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر ثابت کشتی کو ناحق جبر سے چھین لیتا تھا“ اور پڑھتے تھے کہ ”وہ لڑکا کافر تھا“۔ (آخری دونوں جملوں سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات تو اس طرح نہیں ہیں لیکن سیدنا ابن عباس ص گویا بطور تفسیر اس طرح پڑھتے تھے)۔

باب: نبی (ص) کا فرمان ”لا تفضلوا بین“ ... کے متعلق۔

1612: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک یہودی کچھ مال بیچ رہا تھا، اس کو قیمت دی گئی تو وہ راضی نہ ہوا یا اُس نے بُرا جانا تو بولا کہ نہیں قسم اس کی جس نے سیدنا موسیٰ ں کو آدمیوں میں سے چنا۔ یہ لفظ ایک انصاری نے سنا تو اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ سیدنا موسیٰ ں کو آدمیوں میں سے چنا اور رسول اللہ (ص) ہم لوگوں میں موجود ہیں؟ وہ یہودی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ص) ! میں ذمی ہوں اور امان میں ہوں اور مجھے فلاں شخص نے طمانچہ مارا ہے۔ آپ (ص) نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے اس شخص کو کیوں طمانچہ مارا؟ وہ بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! اس نے کہا کہ قسم اس کی جس نے موسیٰ ں کو تمام آدمیوں میں چن لیا اور آپ (ص) ہم لوگوں میں تشریف رکھتے ہیں (اور سیدنا موسیٰ ں سے آپ (ص) کا رتبہ زیادہ ہے اس لئے میں نے اس کو مارا)۔ یہ سن کر آپ (ص) غصہ ہوئے، یہاں تک کہ غصہ آپ (ص) کے چہرہ مبارک پر معلوم ہونے لگا، پھر فرمایا کہ ایک پیغمبر کو دوسرے پیغمبر پر فضیلت مت دو (اس طرح سے کہ دوسرے پیغمبر کی شان گھٹے) کیونکہ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا (وہ بیہوش نہ ہوں گے) پھر دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے میں اٹھوں گااور کیا دیکھوں گا کہ سیدنا موسیٰ ں عرش تھامے ہوئے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ طُور پہاڑ پر جو ان کو بیہوشی ہوئی تھی وہ اس کا بدلہ ہے (کہ وہ اس بار بیہوش نہ ہوں گے) یا مجھ سے پہلے ہوشیار ہو جائیں گے اور میں یوں نہیں کہتا کہ کوئی پیغمبر سیدنا یونس بن متی ں سے افضل ہے۔

باب: سیدنا موسیٰ ں کی وفات کے متعلق۔

1613: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: موت کے فرشتے (عزرائیل ں) سیدنا موسیٰ ں کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے موسیٰ! اپنے پروردگار کی پکار پر لبیک کہو (یعنی موت کا وقت ہے) تو سیدنا موسیٰ ں نے ان کی آنکھ پر ایک طمانچہ مارا، جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ وہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اے مالک! تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ مرنا نہیں چاہتا، اس نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پھر درست کر دی اور فرمایا کہ پھر میرے بندے کے پاس جا اور کہہ کہ اگر تو جینا چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھ، اور جتنے بالوں کو تیرا ہاتھ ڈھانپ لے گا، اتنے برس تو اور زندہ رہے گا۔ سیدنا موسیٰ ں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! اس کے بعد کیا ہو گا؟ فرمایا کہ اس کے بعد پھر مرنا ہو گا۔ سیدنا موسیٰ ں نے عرض کیا کہ پھر تو ابھی مرنا بہتر ہے۔ اے میرے مالک

مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی مار کے فاصلے پر موت دے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں سیدنا موسیٰ ں کی قبر بتا دیتا جو کہ راستے کے ایک جانب سرخ ریت کے ٹیلے کے پاس ہے۔

باب: نبی (ص) کے فرمان ”مررت علی موسیٰ ... “ کے متعلق۔

1614: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: معراج کی رات میں موسیٰ ں کے پاس سے گزرا تو ان کو سرخ ٹیلے کے پاس دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں وہ کھڑے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

باب: سیدنا یوسف ں کے متعلق۔

1615: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے کہا گیا کہ یارسول اللہ (ص) ! لوگوں میں سب سے بزرگی والا کون ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں پوچھتے آپ (ص) نے فرمایا کہ تو سب میں بزرگ سیدنا یوسف ں ہیں اللہ کے نبی بن نبی بن نبی اور خلیل اللہ ں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں پوچھتے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم عرب قبیلوں کو پوچھتے ہو؟ تو عرب کے بہتر وہ لوگ ہیں جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے اور اسلام کے زمانہ میں بھی بہتر ہیں، جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔

باب: سیدنا زکریا ں کے متعلق ۔

1616: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: زکریا ں بڑھئی تھے۔

باب: سیدنا یونس ں کے متعلق۔

1617: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے کسی بندے کو یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

باب: سیدنا عیسیٰ ں کے متعلق۔

1618: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں عیسیٰ ں سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ میں سب سے زیادہ نزدیک ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) کس طرح؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پیغمبر ایک باپ کے بیٹوں کی طرح ہیں جن کی مائیں الگ الک ہیں، ان کا دین ایک ہی ہے اور میرے اور ان کے بیچ میں اور کوئی نبی نہیں ہے۔

باب: سوائے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے باقی ہر بچے کو شیطان مس کرتا ہے۔

1619: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی بچہ ایسانہیں جس کو شیطان کونچا نہ مارے، کہ وہ اس کے کونچا مارنے سے روتا ہے مگر مریم علیہا السلام کا بچہ اور اس کی ماں (یعنی سیدنا عیسیٰ ں اور ان کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کہ ان کو شیطان کونچا نہ دے سکا)۔ پھر سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (مریم کی ماں اورعمران کی بیوی نے کہا) ”میں اس بچے کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں“۔ (آل عمران:36)۔

باب: سیدنا عیسیٰ ں کے قول ”امنت بالله وکذبت نفسی“ کے متعلق۔

1620: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیدنا عیسیٰ ں نے ایک شخص کو چوری

کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے چوری کی؟ تو وہ بولا کہ ہرگز نہیں، قسم اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے (میں نے چوری نہیں کی)۔ سیدنا عیسیٰ ں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا (یعنی مجھ ہی سے غلطی ہوئی ہو گی جب تو قسم کھاتا ہے تو تو ہی سچا ہے)۔

روتا ہے مگر مریم علیہا السلام کا بچہ اور اس کی ماں (یعنی سیدنا عیسیٰ ں اور ان کی والدہ سیدہ مریم علیہا السلام کہ ان کو شیطان کونچا نہ دے سکا)۔ پھر سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (مریم کی ماں اورعمران کی بیوی نے کہا) ”میں اس بچے کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں“۔ (آل عمران:36)۔

باب: سیدنا عیسیٰ ں کے قول ”امنت باللہ وکذبت نفسی“ کے متعلق۔

1620: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیدنا عیسیٰ ں نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے چوری کی؟ تو وہ بولا کہ ہرگز نہیں، قسم اس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے (میں نے چوری نہیں کی)۔ سیدنا عیسیٰ ں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنے آپ کو جھٹلایا (یعنی مجھ ہی سے غلطی ہوئی ہو گی جب تو قسم کھاتا ہے تو تو ہی سچا ہے)۔

نبی (ص) کے صحابہ ' کی فضیلت کا بیان

کتاب: سیدنا ابوبکر صدیق ص کی فضیلت

باب: نبی (ص) کے قول ”مَ(ص) ظَنُّکَ باثْنَیْن“ ... کے متعلق۔

1621: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ سیدناابوبکر صدیق ص نے ان سے بیان کیا، کہاکہ میں نے اپنے سروں پر مشرکوں کے پاؤں دیکھے اور ہم غار میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر ان میں سے کوئی اپنی قدموں کی طرف دیکھے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اتو ان دونوں کو کیا سمجھتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ بھی ہے؟

باب: نبی (ص) کے فرمان”إنَّ أَمَنَّ النَّاس“ کے متعلق ۔

1622: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) اپنے منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے جس کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا کی دولت لے اور چاہے اللہ تعالیٰ کے پاس رہنا اختیار کرے، پھر اس نے اللہ کے پاس رہنا اختیار کیا۔ یہ سن کر سیدنا ابوبکر ص روئے (سمجھ گئے کہ آپ (ص) کی وفات کا وقت قریب ہے) اور بہت روئے۔ پھر کہاکہ ہمارے باپ دادا ہماری مائیں آپ (ص) پر قربان ہوں (پھر معلوم ہوا) کہ اس بندے سے مراد خود رسول اللہ (ص) تھے اور سیدنا ابوبکر ص ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر کااحسان ہے مال کا بھی اور صحبت کا بھی اور اگر میں کسی کو (اللہ تعالیٰ کے سوا) دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔(اب خُلّت تو نہیں ہے) لیکن اسلام کی اخوت (برادری) ہے۔ مسجد میں کسی کی کھڑکی نہ رہے (سب بند کر دی جائیں) لیکن ابوبکر کے گھر کی کھڑکی قائم رکھو۔

باب: نبی (ص) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارے سیدنا ابوبکر ص تھے۔

1623: ابوعثمان کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمرو بن عاص ص نے خبر دی کہ رسول اللہ (ص) نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا (ذات السلاسل نواحی شام میں ایک پانی کا نام ہے، وہاں کی لڑائی جمادی الآخر میں ہوئی) پس میں آپ (ص) کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! سب لوگوں میں آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ سے۔ میں نے کہا کہ مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کے باپ سے۔ میں نے کہا کہ پھر ان کے بعد کس سے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ عمر سے یہاں تک کہ آپ (ص) نے کئی آدمیوں کاذکر کیا۔

باب: نیکی کے سارے کام سیدنا ابو بکر ص میں جمع تھے اور وہ جنتی ہیں۔

اس باب کے بارے میں سیدنا ابوہریرہ ص کی حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 543)۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ ”میں بھی سچ مانتا ہوں، ابوبکر اور عمر بھی سچ مانتے ہیں“ (')۔

1624: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص ایک بیل پر بوجھ لادے ہوئے اسے ہانک رہا تھا، بیل نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اس لئے نہیں پیدا ہوا بلکہ میں تو کھیت کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ لوگوں نے (تعجب اور ڈر سے) کہا کہ سبحان اللہ بیل بات کرتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں تو اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں۔ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، اتنے میں ایک بھیڑیا لپکا اور ایک بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا تو بھیڑئیے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس دن بکری کو کون بچائے گا جس دن سوائے میرے کوئی چرواہا نہ ہو گا (عید کے جس دن جاہلیت والے کھیل کود میں مصروف رہتے اور بھیڑئیے بکریاں لے جاتے یا قیامت کے قریب آفت اور فتنے کے دن جب لوگ مصیبت کے مارے اپنے مال کی فکر سے غافل ہو جائیں گے)۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں تو اس کو سچ جانتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں (دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر اور عمر صموجود نہ تھے اس حدیث سے ان کی بڑی فضیلت نکلی کہ آپ (ص) کو ان پر ایسا بھروسہ تھا کہ جو بات آپ (ص) مانتے ہیں وہ بھی ضرور مانیں گے)۔

باب: صدیق و فاروق کی رفاقت نبی (ص) کے ساتھ۔

1625: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص (نے جب انتقال کیا اور) تابوت میں رکھے گئے تو لوگ ان کے گرد ہوئے، دعا کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے اور دعا کرتے تھے ان پر جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ میں نہیں ڈرا مگر ایک شخص سے جس نے میرا کندھا میرے پیچھے سے تھام لیا تھا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا علی ص تھے۔پس انہوں نے عمر ص کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کی اور (ان کی طرف خطاب کر کے) کہا کہ اے عمر! تم نے کوئی شخص ایسا نہ چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ ویسے اعمال پر مجھے اللہ سے ملنا پسند ہو۔ اور اللہ کی قسم میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تمہیں تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کرے گا (یعنی رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر صدیق ص) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں (ص) کثر رسول اللہ (ص) سے سنا کرتا تھا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ میں آیا اور ابوبکر اور عمر آئے او رمیں اندر گیااور ابوبکر اور عمر گئے اور میں نکلا اور ابوبکر اور عمر نکلے۔ اس لئے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں کے ساتھ کرے گا۔

باب: سیدنا ابو بکر صدیق ص کو خلیفہ بنانا۔

1626: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ (ص) خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے؟ (اس سے معلوم ہوا کہ آپ (ص) نے کسی کو خلافت پر نص نہیں کیا بلکہ سیدنا ابوبکر صدیق ص کی خلافت صحابہ ث کے اجماع سے ہوئی اور شیعہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا علی ص کی خلافت پر آپ (ص) نے نص کیا تھا، باطل اور بے اصل ہے۔ اور خود سیدنا علی ص نے ان کی تکذیب کی) انہوں نے کہا کہ سیدناابوبکر ص کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا عمر ص کو (خلیفہ) بناتے۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کے بعد کس کو (خلیفہ) بناتے؟ انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو۔ پھر خاموش ہو رہیں۔

1627: محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ (ص) سے کچھ پوچھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھرآنا۔ وہ بولی کہ یارسول اللہ (ص)! اگر میں آؤں اور آپ (ص) کو نہ پاؤں (یعنی آپ (ص) کی وفات ہو جائے تو)؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔

1628: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ (ص) نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ تو اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلا تاکہ میں ایک کتاب لکھ دوں، میں ڈرتاہوں کہ کوئی (خلافت کی) آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں۔ اوراللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں ابوبکر کے سوا کسی اور (کی خلافت) سے۔

باب: سیدنا عمر بن خطاب ص کی فضیلت کا بیان۔

1629: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے سونے کی حالت میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اوروہ کُرتے پہنے ہوئے ہیں۔ بعض کے کرتے چھاتی تک ہیں اور بعض کے اس کے نیچے، پھر عمر ص نکلے تووہ اتنا نیچا کرتہ پہنے ہوئے تھے جو کہ زمین پر گھسٹتا جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ص)! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ دین۔

1630: سیدنا عبداللہ بن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں سو رہاتھا اور سوتے میں ایک پیالہ میرے سامنے لایا گیا جس میں دودھ تھا۔ میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں سے نکلنے لگی۔ پھر جو بچا وہ میں نے عمر بن خطاب کو دیدیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

1631: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا کہ اس پر ڈول پڑا ہوا ہے۔ پس میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا کہ اللہ نے چاہا۔ پھر اس کو ابو قحافہ کے بیٹے یعنی صدیقِ اکبر نے لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے او ران کے کھینچنے میں کمزوری تھی اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول پل یعنی بڑا ڈول ہو گیا اور اس کو عمر بن خطاب نے لیا، تو میں نے لوگوں میں ایسا سردار شہ زور نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو۔ انہوں نے اس کثرت سے پانی نکالا کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے آرام کی جگہ لے گئے۔ (علماء نے بیان کیا ہے کہ اس خواب میں آپ کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہماکی خلافت کی تمثیل و بشارت اور حالات کی پشین گوئی ہے)۔

1632: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں سو رہا تھا اور میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ

محل کس کا ہے؟ (فرشتے) بولے کہ عمر بن خطاب کا ہے یہ سن کر مجھے اس کی غیرت کا خیال آیا اور میں
پیٹھ موڑ کر لوٹ آیا۔ سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص نے جب یہ سنا تو رو دیئے اور ہم سب
رسول اللہ (ص) کے ساتھ مجلس میں تھے۔ پھر سیدنا عمر ص نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ (ص) پر قربان
ہوں یارسول اللہ (ص)! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

1633: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ سیدنا عمر ص نے رسول اللہ (ص) سے (ص) ندر
آنے کی اجازت مانگی اور آپ (ص) کے پاس اس وقت قریش کی عورتیں بیٹھی تھیں اور آپ (ص) سے باتیں کر
رہی تھیں اور بہت باتیں کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند تھیں۔ جب سیدنا عمر ص نے آواز دی تو اٹھ کر
چھپنے کے لئے دوڑیں رسول اللہ (ص) نے سیدنا عمر ص کو اجازت دی اور آپ (ص) مسکرا رہے تھے۔ سیدنا
عمر ص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ (ص) کو ہنستا رکھے یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے ان
عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں، تمہاری آواز سنتے ہی پردے میں بھاگ گئیں۔ سیدنا عمر ص نے
عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ان کوآپ (ص) سے زیادہ ڈرنا چاہئیے پھر ان عورتوں سے کہا کہ اے اپنی جان
کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ (ص) سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تم رسول اللہ
(ص) کی بہ نسبت سخت ہو اور غصیلے ہو۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے کہ شیطان جب تمہیں کسی راہ میں چلتا ہوا ملتا ہے تو اس راہ کو جس میں تم چلتے ہو
چھوڑ کر دوسری راہ میں چلا جاتا ہے۔

1634: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (ص) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم
سے پہلے اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جو ”محدث“ (جن کی رائے ٹھیک ہوتی، گمان صحیح ہوتا یا
فرشتے ان کو الہام کرتے) میری امت میں اگر ایسا کوئی ہو تو عمر بن الخطاب ہوں گے۔ ابن وہب نے کہا کہ
محدثون کا معنی ”الہام والے“ ہے۔

1635: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ عمر ص نے کہا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ ایک
مقامِ ابراہیم میں نماز پڑھنے میں (جب میں نے رائے دی کہ یارسول اللہ (ص) آپ اس جگہ کو جائے نماز بنائیے
تو ویسا ہی قرآن میں اترا) اور دوسرے عورتوں کے پردے کے بارے میں اور تیسرے بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

1636: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مشہور منافق مرا تو اس کا بیٹا
عبداللہ ص بن عبداللہ بن ابی رسو ل اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ (ص) اپنا کرتہ میرے باپ کے
کفن کے لئے دیدیجئے تو آپ (ص) نے دیدیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ (ص) اس پر نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ پس
رسول اللہ (ص) اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے۔ سیدنا عمر ص نے آپ (ص) کا کپڑا تھاما اور فرمایا کہ
یارسول اللہ (ص)! کیا آپ (ص) اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو اس پر نماز پڑھنے
سے منع کیا ہے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ ”تو ان کے لئے دعا کرے یا
نہ کرے، اگر ستر بار بھی دعا کرے گا تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا“ (التوبہ: 80) تو میں ستر بار سے
زیادہ دعا کروں گا۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ بیشک وہ منافق تھا۔ پس رسول اللہ (ص) نے اس پر نماز
پڑھی۔ تب یہ آیت اتری کہ ”مت نماز پڑھ کسی منافق پر جو مر جائے اور مت کھڑا ہو اس کی قبر پر“
(التوبہ: 84)۔ (تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر ص کی رائے کو پسند کیا)۔

باب: سیدنا عثمان بن عفان ص کی فضیلت کا بیان ۔

1637: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے کہ اتنے میں سیدنا ابوبکر ص نے اجازت مانگی، تو آپ (ص) نے اسی حالت میں (ص) جازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عمر ص نے اجازت چاہی تو انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی اور باتیں کرتے رہے۔ پھر سیدنا عثمان ص نے اجازت چاہی تو رسول اللہ (ص) بیٹھ گئے اور کپڑے برابر کر لئے۔ پھر وہ آئے اور باتیں کیں۔ (راوی محمد کہتا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ تینوں کا آنا ایک ہی دن ہوا) جب وہ چلے گئے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیدناابوبکر ص آئے توآپ (ص) نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عمر ص آئے تو بھی آپ (ص) نے کچھ خیال نہ کیا، پھر سیدنا عثمان ص آئے توآپ (ص) بیٹھ گئے اور آپنے کپڑے درست کر لئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا میں اس شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں؟

1638: سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نے خبر دی کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر باہر نکلے۔ سیدنا ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کہاکہ آج میں دن بھر رسول اللہ (ص) کا ساتھ نہ چھوڑوں گا، آپ (ص) کے پاس ہی رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ پھر مسجد میں آیا تو نبی (ص) کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ باہر اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی آپ (ص) کے قدموں کے نشان پر چلا اور آپ (ص) کے بارے میں لوگوں سے پوچھتا جاتا تھا۔ چلتے چلتے معلوم ہوا کہ آپ (ص) مقام اریس پر باغ میں گئے ہیں۔ میں دروازے کے قریب بیٹھ گیا جو کھجور کی ڈالیوں کا بنا ہوا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ (ص) حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کر چکے تو میں آپ (ص) کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ (ص) اریس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہیں اور دونوں پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دی ہیں۔ پس میں نے آپ (ص) کو سلام کیا اور پھر لوٹ کر دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ میں نے (دل میں) کہاکہ میں آج نبی (ص) کا دربان /چوکیدار رہوں گا۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر ص آئے اور دروازے کو دھکیلا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں، میں نے کہا ذرا ٹھہرو۔ پھر میں گیا اور کہا کہ یارسول اللہ (ص) ابو بکر اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کو آنے دو اور جنت کی خوشخبری دو۔ میں آیا اور سیدنا ابو بکر سے کہا کہ اندر داخل ہو، اور رسول اللہ (ص) نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس سیدنا ابوبکر داخل ہوئے اور نبی (ص) کی داہنی طرف اسی منڈیر پر دونوں پاؤں لٹکا کر پنڈلیاں کھول کر جیسے نبی (ص) بیٹھے تھے، بیٹھ گئے۔ میں لوٹ آیا اور پھر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی (عامر) کو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا، میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو فلاں (یعنی) میرے بھائی کی بھلائی منظور ہے تو اس کو یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں (کیا دیکھتا ہوں کہ) کوئی دروازہ ہلانے لگا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب آیا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا ٹھہر جا۔ پھر میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا، سلام کیا اور کہا کہ سیدنا عمر بن خطاب اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو۔ پس میں گیا اور کہا کہ اندر داخل ہواور رسول اللہ (ص) نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور رسول اللہ (ص) کے بائیں طرف اسی منڈیر پر بیٹھ گئے اور دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دئیے۔ پھر میں لوٹ آیا اور (دروازے پر) بیٹھ گیا۔ میں نے کہا کہ اگر اللہ کو فلاں آدمی (عامر) کی بھلائی منظور ہے تو اس کو بھی لے آئے گا۔ اتنے میں ایک اور آدمی نے دروازہ ہلایا۔ میں نے کہا کہ کون ہے؟ جواب دیا کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہاکہ ٹھہر جا۔ پھر میں رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور بتایا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری دو مگر وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ میں آیا اور ان سے کہا کہ داخل ہو اور رسول اللہ (ص) نے تجھے جنت کی خوشخبری دی ہے مگر ایک بلا کے ساتھ جو تم پر آئے گی۔ پس وہ بھی داخل ہوئے اور دیکھا کہ منڈیر

کاایک حصہ بھر گیا ہے، پس وہ دوسرے کنارے پر آپ (ص) کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے کہا کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔ (ویساہی ہوا کہ سیدناعثمان ص کو اس حجرے میں جگہ نہ ملی، تو وہ آپ (ص) کے سامنے بقیع میں دفن ہوئے)۔

باب: سیدنا علی بن ابی طالب ص کی فضیلت کا بیان ۔

1639: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے غزوئہ تبوک کے موقعہ پر سیدنا علی ص کو (مدینہ میں) خلیفہ بنایا، تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسے موسیٰ ں کے پاس ہارون ں کا تھا، لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے۔

1640: سیدنا سہل بن سعد ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول (ص) سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ اور اللہ کے رسول (ص) اس کو چاہتے ہوں گے۔ پھر رات بھر لوگ ذکر کرتے رہے کہ دیکھیں یہ شان آپ (ص) کس کو دیتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو سب کے سب رسول اللہ (ص) کے پا س یہی امید لئے آئے کہ یہ جھنڈا مجھے ملے گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ پھر آپ (ص) نے انہیں بلا بھیجا اور ان کی آنکھوں میں تھوک لگایا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ بالکل اچھے ہو گئے گویا ان کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ پھر آپ (ص) نے انہیں جھنڈا دیا۔ چنانچہ سیدنا علی ص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ آہستہ چلتا جا، یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترے، پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور ان کو بتا جو اللہ کا حق ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت کرے تو وہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

1641: سیدنا سہل بن سعد ص کہتے ہیں کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہل ص کو بلایا اور سیدنا علی ص کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہل ص نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہل ص نے کہا کہ سیدنا علی ص کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہل ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی ص کو گھر میں نہ پایا، آپ (ص) نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصے ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ (ص) نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یارسول اللہ (ص)! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ (ص) سیدنا علی ص کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ (ص) نے وہ مٹی پونچھناشروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابو تراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

باب: سیدنا طلحہ بن عبیداللہ ص کی فضیلت کا بیان ۔

1642: ابوعثمان کہتے ہیں کہ ان دنوں میں جب رسول اللہ (ص) (کافروں سے) لڑتے تھے بعض دن کوئی آپ

(ص) کے ساتھ نہ رہا سوائے سیدنا طلحہ اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہما کے۔

باب: سیدنا زبیر بن عوام ص کی فضیلت کا بیان۔

1643: محمد بن منکدر سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ (ص) نے خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔ سیدنا زبیر ص نے جواب دیا کہ حاضر اور مستعد ہوں۔ پھر آپ (ص) نے بلایا تو سیدنا زبیر ہی نے جواب دیا۔ پھر آپ (ص) نے بلایا تو سیدنا زبیر ہی نے جواب دیا۔ آخر آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کاایک خاص ساتھی ہوتا ہے اور میرا خاص ساتھی زبیر ہے۔

1644: سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کہتے ہیں کہ میں اور عمر بن ابی سلمہ خندق کے دن عورتوں کے ساتھ حسان بن ثابت کے قلعے میں تھے تو کبھی وہ میرے لئے جھک جاتا اور میں دیکھتا اور کبھی میں اس کے لئے جھک جاتا اور وہ دیکھتا۔ میں نے اپنے باپ کو اس وقت پہچان لیا جب وہ گھوڑے پر ہتھیار باندھے ہوئے بنی قریظہ کی طرف نکلے۔ پھر میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹا تم نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس دن رسول اللہ (ص) نے میرے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کر دیا اور فرمایا کہ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

1645: سیدناعروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے دونوں باپ (یعنی زبیر اور ابوبکر) ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے یعنی ”جن لوگوں نے زخمی ہونے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی (سیدنا ابوبکر صدیق صعروہ کے نانا تھے اور سیدنا زبیر ص باپ تھے۔ لیکن نانا کو بھی باپ کہتے ہیں)۔ اور ایک روایت میں ہے ”یعنی ابوبکرص اور زبیر ص“۔

باب: سیدنا طلحہ ص اور سیدنا زبیر ص کی فضیلت کا بیان۔

1646: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) حراء پہاڑ پر تھے۔ اس (پہاڑ) کا پتھر ہلا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تھم جا اے حراء! تیرے اوپر نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید اور آپ (ص) کے ساتھ سیدنا ابوبکر اور عمر اور علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی (ص) للہ عنہم تھے۔ (نبی تو رسول اللہ (ص) خود تھے (ص) ور صدیق سیدنا ابوبکر ص اور باقی سب شہید ہوئے ظلم سے مارے گئے، یہاں تک کہ سیدنا طلحہ اور زبیر ' بھی)۔

باب: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کی فضیلت کا بیان ۔

1647: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات (کسی جنگ سے واپس آتے ہوئے) مدینہ کے راستے میں رسول اللہ (ص) کی آنکھ کھل گئی اور نیند اچاٹ ہو گئی، تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بخت رات بھر میری حفاظت کرے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اتنے میں ہمیں ہتھیاروں کی آواز معلوم ہوئی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کون ہے؟ آواز آئی کہ یارسول (ص) للہ (ص) ، سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم کیوں آئے؟ وہ بولے کہ مجھے رسول اللہ (ص) پر اپنے نفس میں ڈر ہوا تو میں آپ (ص) کی حفاظت کرنے کو آیا ہوں۔ پس رسول اللہ (ص) نے ان کے لئے دعا کی اور پھر سو رہے۔

1648: سیدنا عامر بن سعد اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (ص) نے اُحد کے دن اپنے والدین کو ان کے لئے جمع کیا ۔ سیدنا سعد ص نے کہا کہ مشرکوں میں سے ایک شخص تھا جس نے بہت سے مسلمانوں کو جلا دیا تھا (یعنی بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ”اے سعد تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں“ میں نے اس کے لئے ایک تیر نکالا جس میں پیکان نہ تھا وہ اس کی پسلی میں لگا اور وہ (مشرک) گر گیا تو اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ رسول اللہ (ص) دیکھ کر ہنسے، یہاں تک کہ میں نے آپ (ص) کے دندان مبارک کو دیکھا۔

1649: مصعب بن سعد اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں قرآن کی کئی آیتیں اتریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ ان سے کبھی بات نہ کرے گی جب تک وہ اپنا دین (یعنی اسلام کو) نہ چھوڑیں گے۔ اور نہ کھائے گی نہ پئے گی۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور میں تیری ماں ہوں اورتجھے اس بات کا حکم کرتی ہوں۔ پھر تین دن تک یوں ہی رہی کچھ کھایا نہ پیا، یہاں تک کہ اس کو غش آگیا۔ آخر اس کا ایک بیٹا جس کا نام عمارہ تھا، کھڑا ہوا اور اس کو پانی پلایا۔ پس وہ سیدنا سعد کے لئے بددعا کرنے لگی تو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ آیات اتاریں کہ ”اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا“ (العنکبوت:8) لیکن اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کا شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں، تو ان کی بات مت مان (یعنی شرک مت کر) اور ان کے ساتھ دنیا میں دستور کے موافق رہ“۔ (لقمان:5) ۔ اور ایک بار رسول اللہ (ص) کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا اور اس میں ایک تلوار بھی تھی, وہ میں نے لے لی اور رسول اللہ (ص) کے پاس لا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ تلوار مجھے انعام دے دیجئے جبکہ میرا حال آپ (ص) جانتے ہی ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔ میں گیااور میں نے قصد کیا کہ پھر اس کو مال غنیمت کے ڈھیر میں ڈال دوں، لیکن میرے دل نے مجھے ملامت کی اور میں پھر آپ (ص) کے پاس لوٹا اور عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے دیدیجئے۔ آپ (ص) نے سختی سے فرمایا کہ اس کو اسی جگہ رکھ دے جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”وہ تجھ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں“ (انفال:1) ۔ سیدنا سعد ص نے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میں نے رسول اللہ (ص) کو بلا بھیجا۔ آپ (ص) تشریف لائے تو میں نے کہا کہ مجھے (ص) جازت دیجئے کہ میں اپنا مال جس کو چاہوں بانٹ دوں۔ آپ (ص) نے نہ مانا۔ میں نے کہا کہ اچھا آدھا مال بانٹ دوں؟آپ (ص) نہ مانا۔ میں نے کہاکہ اچھا تہائی مال بانٹ دوں؟ آپ (ص) چپ ہو رہے۔ پھر یہی حکم ہواکہ تہائی مال بانٹنا درست ہے۔ سیدنا سعدص نے کہا کہ ایک بار میں انصار اور مہاجرین کے کچھ لوگوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ آؤ ہم تمہیں کھانا کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے اور اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا، وہاں ایک اونٹ کے سر کا گوشت بھونا گیا تھا اور شراب کی ایک مشک رکھی تھی، میں نے ان کے ساتھ گوشت کھایا اور شراب پی۔ وہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر آیا تو میں نے کہا کہ مہاجرین انصار سے بہتر ہیں۔ ایک شخص نے جبڑے کی ایک ہڈی لی اور مجھے مارا۔ میرے ناک میں زخم لگا تو میں نے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے یہ آیت اتاری کہ ”شراب، جُوا، تھان اورپانسے یہ سب نجاست ہیں اور شیطان کے کام ہیں“ (المائدہ: 90)

1650: سیدنا سعد ص کہتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے۔ مشرکوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہانک دیجئے، یہ ہم پر جرأت نہ کریں گے۔ ان لوگوں میں مَیں تھا، ابن مسعود تھے اور ایک شخص ہذیل کاتھااور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا نام میں نہیں لیتا۔ آپ کے دل جو اللہ نے چاہا وہ

آیا۔ پس آپ (ص) نے دل ہی دل میں باتیں کیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”مت بھگا ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح اور شام کو پکارتے ہیں اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں“ (الانعام: 52)۔

باب: سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کی فضیلت کا بیان۔

1651: سیدناحذیفہ ص کہتے ہیں کہ نجران کے لوگ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ (ص)! ہمارے پاس ایک امانتدار شخص کو بھیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں ضرور تمہارے پاس ایک امانتدار شخص کو بھیجتا ہوں بیشک وہ امانتدار ہے، بیشک وہ امانتدار ہے۔ راوی نے کہا کہ لوگ منتظر رہے کہ آپ (ص) کس کو بھیجتے ہیں توآپ (ص) نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو بھیجا۔

باب: سیدنا حسن صاور حسین ص کی فضیلت کا بیان ۔

1652: سیدنا سلمہ بن اکوع ص کہتے ہیں کہ میں نے اس سفید خچر کو کھینچا، جس پر رسول اللہ (ص) اور سیدنا حسن ص اور سیدنا حسین ص سوار تھے، یہاں تک کہ ان کو حجرہ نبوی تک لے گیا۔ یہ ایک صاحبزادہ آپ (ص) کے آگے اور یہ ایک پیچھے تھے۔

1653: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ دن کوایک وقت میں نکلا، کہ نہ آپ (ص) مجھ سے بات کرتے تھے اور نہ میں آپ (ص) سے بات کرتا تھا (یعنی خاموش چلے جاتے تھے) یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے۔ پھر آپ (ص) لوٹے اور سیدہ فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر پر آئے اور پوچھا کہ بچہ ہے؟ بچہ ہے؟ یعنی سیدنا حسن ص کا پوچھ رہے تھے۔ ہم سمجھے کہ ان کی ماں نے ان کو روک رکھا ہے نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لئے، لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے (یعنی رسول اللہ (ص) اور سیدنا حسن ص) پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں توبھی اس سے محبت رکھ اور اس شخص سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔

باب: سیدہ فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا بنت محمد (ص) کی فضیلت کا بیان۔

1654: سیدنا مسور بن مخرمہ ص سے روایت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب ص نے ابوجہل کی بیٹی کو (نکاح کا) پیام دیا اور ان کے نکاح میں رسول اللہ (ص) کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سیدہ فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ (ص) کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ (ص) کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ (ص) (ص) پنی بیٹیوں کے لئے غصہ نہیں ہوتے اور یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ سیدنا مسور ص نے کہا رسول اللہ (ص) نے شہادتین کی ادائیگی کی اور پھر فرمایاکہ میں نے اپنی لڑکی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا اس نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ کہی (ص) ور فاطمہ بنت محمد ((ص)) میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اور مجھے بُرا لگتا ہے کہ لوگ اس کو آزمائش میں ڈالیں (یعنی جب علی دوسرا نکاح کریں گے تو شاید فاطمہ رشک کی وجہ سے کوئی بات اپنے خاوندکے خلاف کہہ بیٹھیں یا ان کی نافرمانی کریں اور گنہگار ہوں) اور اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی لڑکی دونوں ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی۔ یہ سن کر سیدنا علی ص نے پیام چھوڑ دیا۔ (یعنی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کاارادہ ختم کر دیا)۔

1655: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی سب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ (ص) کے پاس تھیں (آپ (ص) کی بیماری میں)، کوئی بیوی ایسی نہ تھیں جو پاس نہ ہو

کہ اتنے میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بالکل اسی طرح چلتی تھیں جس طرح رسول اللہ (ص) چلتے تھے۔ آپ (ص) نے جب انہیں دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا کہ مرحبا میری بیٹی۔ پھر ان کو اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا اور ان کے کان میں آہستہ سے کچھ فرمایا تو وہ بہت روئیں۔ جب آپ (ص) نے ان کا یہ حال دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسیں ۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے خاص تم سے راز کی باتیں کیں، پھر تم روتی ہو۔ جب آپ (ص) کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم سے رسول اللہ (ص) نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ میں آپ (ص) کا راز فاش کرنے والی نہیں ہوں۔ جب آپ (ص) کی وفات ہو گئی تو میں نے ان کو قسم دی اس حق کی جو میرا ان پر تھا اور کہا کہ مجھ سے بیان کرو جو رسول اللہ (ص) نے تم سے فرمایا تھا، تو انہوں نے کہا کہ اب البتہ میں بیان کروں گی۔ پہلی مرتبہ آپ (ص) نے میرے کان میں یہ فرمایا کہ جبرائیل ں ہر سال ایک بار یا دو بار مجھ سے قرآن کا دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دوبار دَور کیا، اور میں خیال کرتا ہوں کہ میرا (دنیا سے جانے کا) وقت قریب آگیا ہے، پس اللہ سے ڈرتی رہ اور صبر کر، میں تیرا بہت اچھا منتظر ہوں۔ یہ سن کر میں رونے لگی جیسے تم نے دیکھا تھا۔ جب آپ (ص) نے میرا رونا دیکھا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کہ اے فاطمہ! تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو مومنوں کی عورتوں کی یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ یہ سن کر میں ہنسی جیسے کہ تم نے دیکھا تھا۔

باب: نبی (ص) کے اہل بیت کی فضیلت۔

1656: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) صبح کو نکلے اور آپ (ص) ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں کی صورتیں یا ہانڈیوں کی صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں سیدنا حسن ص آئے تو آپ (ص) نے ان کو اس چادر کے اندر کر لیا۔ پھر سیدنا حسین ص آئے تو ان کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا آئیں تو ان کو بھی انہی کے ساتھ شامل کر لیا پھر سیدنا علی ص آئے تو ان کو بھی شامل کر کے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دُور کرے اور تم کو پاک کرے اے گھر والو!" (الاحزاب: 33)۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ (ص) کی ازواج آپ کے اہل بیت نہیں جیسا کہ شیعہ کا نظریہ ہے بلکہ اصل میں اہل بیت تو ازواج ہی ہیں جو کہ آیت کا سیاق بھی بتاتا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ آپ (ص) نے سیدنا علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو بھی شامل کر لیا ہے)۔

1657: یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم سیدنا زید بن ارقم ص کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا کہ اے زید! تم نے تو بڑی نیکی حاصل کی۔ تم نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا، آپ (ص) کی حدیث سنی، آپ (ص) کے ساتھ جہاد کیا،آپ (ص) کے ساتھ نماز پڑھی، تم نے بہت ثواب کمایا۔ ہم سے بھی کچھ حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ (ص) سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! میری عمر بہت بڑی ہو گئی اور مدت گزری اور بعض باتیں جن کو میں رسول اللہ (ص) سے یاد رکھتا تھا بھول گیا ہوں، میں جو بات بیان کروں اس کو قبول کرواور جو میں نہ بیان کروں اس کے لئے مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر سیدنا زید ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام "خم" کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے۔ آپ (ص) نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغامِ اجل لائے اور میں قبول کر لوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط

پکڑے رہو۔ غرض کہ آپ (ص) نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں، تین بار فرمایا۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ (ص) کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ (ص) کی ازواجِ مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید ص نے کہا کہ ازواجِ مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید ص نے کہا کہ وہ علی، عقیل، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ سیدنا زید ص نے کہا کہ ہاں۔

باب: نبی (ص) کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1658: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے تجھے خواب میں تین راتوں تک دیکھا کہ ایک فرشتہ تجھے ایک سفید ریشم کے ٹکڑے میں لایااور مجھے کہنے لگا کہ یہ آپ کی عورت ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو ہی نکلی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہو گا (یعنی یہ عورت مجھے ملے گی اگر کوئی اور اس خواب کی تعبیر نہ ہو)۔

1659: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جب ناخوش ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ (ص) کیسے جان لیتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ نہیں محمد ((ص)) کے رب کی قسم، اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے کہ نہیں قسم ہے ابراہیم (ں) کے رب کی۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک اللہ کی قسم یارسول اللہ (ص)، میں صرف آپ (ص) کا نام چھوڑ دیتی ہوں (جب آپ (ص) سے ناراض ہوتی ہوں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ غصہ اسی رشک کے باب سے ہے جو عورتوں کو معاف ہے اور وہ ظاہر میں ہوتا تھا دل میں آپ کبھی رسول اللہ (ص) سے ناراض نہ ہوتیں)۔

1660: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (ص) کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میری سہیلیاں آتیں اور رسول اللہ (ص) کو دیکھ کر غائب ہو جاتیں (شرم اور ڈر سے) تو آپ (ص) ان کو میرے پاس بھیج دیتے۔

1661: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ میری باری کا انتظار کرتے تھے اور جس دن میری باری ہوتی، اس دن تحفے بھیجتے تاکہ آپ (ص) خوش ہوں۔

1662: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ (ص) کی صاحبزادی سیدہ فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہاکو آپ (ص) کے پاس بھیجا۔ انہوں نے (ص) جازت مانگی، اور آپ (ص) میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ (ص) نے اجازت دی تو انہوں نے کہاکہ یارسول (ص) للہ (ص)! آپ (ص) کی ازواجِ مطہرات نے مجھے آپ (ص) کے پاس بھیجا ہے، وہ چاہتی ہیں کہ آپ (ص) ان کے ساتھ ابوقحافہ کی بیٹی میں انصاف کریں (یعنی جتنی محبت ان سے رکھتے ہیں اتنی ہی اوروں سے رکھیں۔ اوریہ امر اختیاری نہ تھا اور سب باتوں میں تو آپ (ص) انصاف کرتے تھے) اورمیں خاموش تھی۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ اے بیٹی! کیا تو وہ نہیں چاہتی جو میں چاہوں؟ وہ بولیں کہ یارسول اللہ (ص)! میں تو وہی چاہتی ہوں جو آپ (ص) چاہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو عائشہ سے محبت رکھ۔ یہ سنتے ہی فاطمہ اٹھیں اور ازواجِ مطہرات کے پاس گئیں اور ان سے جا کر اپنا کہنا اور رسول اللہ

(ص) کا فرمانا بیان کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ ہم سمجھتیں ہیں کہ تم ہمارے کچھ کام نہ آئیں، اس لئے پھر رسول اللہ (ص) کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ (ص) کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمے میں انصاف چاہتی ہیں(ابوقحافہ سیدنا ابوبکر ص کے والد تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے دادا ہوئے اور دادا کی طرف نسبت دے سکتے ہیں)۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو اب عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں کبھی رسول اللہ (ص) سے گفتگو نہ کروں گی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آخر آپ (ص) کی ازواج نے اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ (ص) کے پاس بھیجا اور میرے برابر کے مرتبے میں آپ (ص) کے سامنے وہی تھیں اور میں نے کوئی عورت ان سے زیادہ دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، سچی بات کہنے والی، ناتا جوڑنے والی اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی اور نہ ان سے بڑھ کر کوئی عورت اللہ تعالیٰ کے کام میں اور صدقے میں اپنے نفس پر زور ڈالتی تھی، فقط ان میں ایک تیزی تھی (یعنی غصہ تھا) اس سے بھی وہ جلدی پھر جاتیں اور مل جاتیں اور نادم ہو جاتی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے اجازت چاہی توآپ (ص) نے اسی حال میں اجازت دی کہ آپ (ص) میری چادر میں تھے، جس حال میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی تھیں۔ انہوں نے کہاکہ یارسول اللہ (ص)! آپ اکی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے مقدمے میں انصاف چاہتی ہیں۔ پھر یہ کہہ کر مجھ پر آئیں اور زبان درازی کی اور میں رسول اللہ (ص) کی نگاہ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ (ص) مجھے جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں، یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ (ص) جواب دینے سے بُرا نہیں مانیں گے، تب تو میں بھی ان پر آئی اور تھوڑی ہی دیر میں ان کو لاجواب کر دیا یاان پر غالب آگئی۔ رسول اللہ (ص) مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ابوبکر صکی بیٹی ہے۔ (کسی ایسے ویسے کی لڑکی نہیں جو تم سے دب جائے)۔

1663: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) (بیماری میں) دریافت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں گا، میں کل کہاں ہوں گا؟ یہ خیال کر کے کہ ابھی میری باری میں دیر ہے۔ پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو بلا لیا میرے سینے اور حلق سے (یعنی آپ (ص) کا سر مبارک میرے سینے سے لگا ہوا تھا)۔

1664: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) کو اپنی وفات سے پہلے فرماتے ہوئے سنا اور آپ (ص) میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے کان لگایا توآپ (ص) فرماتے تھے کہ” اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے اپنے رفیقوں سے ملا دے“۔

1665: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) اپنی تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ نہیں لیا اور اسے دنیا سے جانے کا اختیار نہیں ملا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ (ص) کی وفات کا وقت آگیا تو آپ (ص) کا سر میری ران پر تھا۔ آپ (ص) ایک ساعت تک بیہوش رہے، پھر ہوش میں آئے اور اپنی آنکھ چھت کی طرف لگائی اور فرمایا کہ اے اللہ! بلند رفیقوں کے ساتھ کر (یعنی پیغمبروں کے ساتھ جو اعلیٰ علییّن میں رہتے ہیں)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت میں نے کہا کہ اب آپ (ص) ہمیں اختیار کرنے والے نہیں اور مجھے وہ حدیث یاد آئی جو آپ (ص) نے تندرستی کی حالت میں فرمائی تھی کہ کوئی نبی فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لیا ہو اور اس کو (دنیا میں رہنے اور آخرت میں رہنے کا) اختیار نہ ملا ہو۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آخری کلمہ تھا جو رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اے اللہ ! مجھے بلند رفیقوں کے ساتھ کر۔

1666: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب سفر کو جاتے تو اپنی ازواج پر قرعہ ڈالتے۔ ایک بار قرعہ مجھ پر اور اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر آیا اور ہم دونوں آپ (ص) کے ساتھ نکلیں۔ آپ (ص) جب رات کو سفر کرتے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ ان سے باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوتی ہوں، تم دیکھو گی جوتم نہیں دیکھتی تھیں اور میں دیکھوں گی جو میں نہیں دیکھتی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اچھا۔ پس وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر سوار ہوئیں اور حفصہ رضی اللہ عنہا ان کے اونٹ پر۔ رات کو رسول اللہ (ص) اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے، جس پر حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں، آپ (ص) نے سلام کیا اور ان ہی کے ساتھ ساتھ چلے، یہاں تک کہ منزل پر اترے۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ (ص) کو (رات بھر) نہ پایا تو انہیں غیرت آئی۔ جب وہ اتریں تو اپنے پاؤں اذخر (گھاس) میں ڈالتیں اور کہتیں کہ اے اللہ! مجھ پر بچھو یا سانپ مسلط کر جو مجھے ڈس لے، وہ تو تیرے رسول ہیں، میں ان کوکچھ نہیں کہہ سکتی۔

1667: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مردوں میں بہت لوگ کامل ہوئے، لیکن عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ رضی اللہ عنہا جو کہ فرعون کی بیوی تھی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔

1668: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے عائش! یہ جبرئیل ں ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وعلیہ السلام ورحمة اللہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ (ص) وہ چیزیں دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی تھی۔

باب: اسی سے متعلق اور امّ زرع کی حدیث کے بیان میں۔

1669: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں اور ان سب نے یہ اقرار اور عہد کیا کہ اپنے اپنے خاوندوں کی کوئی بات نہ چھپائیں گی۔ پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند گویا دُبلے اونٹ کا گوشت ہے، جو ایک دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا نہ تو وہاں تک صاف راستہ ہے کہ کوئی چڑھ جائے اور نہ وہ گوشت موٹا ہے کہ لایا جائے۔ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر نہیں پھیلا سکتی میں ڈرتی ہوں کہ اگر بیان کروں توپورا بیان نہ کر سکوں گی کیونکہ اس میں ظاہری و باطنی عیوب بہت زیادہ ہیں۔ (اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ میں ڈرتی ہوں کہ اگر بیان کروں گی تو اس کو چھوڑ دوں گی۔ یعنی وہ خفا ہو کر مجھے طلاق دے گا اور اس کو چھوڑ نا پڑے گا)۔ تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا قد اور احمق ہے، اگر میں اس کی بُرائی بیان کروں تو مجھے طلاق دیدے گااور جو چپ رہوں تو اسی طرح معلق رہوں گی (یعنی نہ نکاح کے مزے اٹھاؤں گی نہ بالکل محروم رہوں گی)۔ چوتھی نے کہا کہ میرا خاوند تو ایسا ہے جیسے تہامہ (حجاز اور مکہ) کی راتے نہ گرم ہے نہ سرد ہے(یعنی معتدل المزاج ہے) نہ ڈر ہے نہ رنج ہے (یہ اس کی تعریف کی یعنی اس کے اخلاق عمدہ ہیں اور نہ وہ میری صحبت سے ملول ہوتا ہے)۔ پانچویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے (یعنی پڑ کر سو جاتا ہے اور کسی کو نہیں ستاتا) اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر ہے۔ اور جو مال اسباب گھر میں چھوڑ جاتا ہے اس کو نہیں پوچھتا۔ چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگرکھاتا ہے تو سب ختم کر دیتا ہے اور پیتا ہے تو تلچھٹ تک نہیں چھوڑتا

اور لیٹتا ہے تو بدن لپیٹ لیتا ہے اور مجھ پر اپنا ہاتھ نہیں ڈالتا کہ میرا دکھ درد پہچانے (یہ بھی ہجو ہے یعنی سوا کھانے پینے کے بیل کی طرح اور کوئی کام کا نہیں، عورت کی خبر تک نہیں لیتا)۔ ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام کرنا نہیں جانتا، سب دنیا بھر کے عیب اس میں موجود ہیں۔ ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔ آٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند بو میں زرنب ہے (زرنب ایک خوشبودار گھاس ہے) اور چھونے میں نرم جیسے خرگوش (یہ تعریف ہے یعنی اس کا ظاہر اور باطن دونوں اچھے ہیں)۔ نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل والا، لمبے پرتلے والا (یعنی قد آور) اور بڑی راکھ والا (یعنی سخی ہے) اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راکھ بہت نکلتی ہے) اس کا گھر قوم کے مل بیٹھ کر مشورہ کرنے کی جگہ (ڈیرہ وغیرہ) (یعنی سردار اور صاحب الرائے ہے)۔ دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے۔ اور مالک کیا خوب ہے۔ مالک میری اس تعریف سے افضل ہے۔ اس کے اونٹوں کے بہت سے شترخانے ہیں اور کم تر چراگاہیں ہیں (یعنی ضیافت میں اس کے یہاں اونٹ بہت ذبح ہوا کرتے ہیں، اس سبب سے شترخانوں سے جنگل میں کم چرنے جاتے ہیں) جب اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونے کا یقین کر لیتے ہیں (ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا، اس سبب سے باجے کی آواز سن کر اونٹوں کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا)۔ گیارھویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابوزرع ہے سو واہ کیا خوب ابوذرع ہے۔ اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے (یعنی مجھے موٹا کیا اور مجھے بہت خوش کیا)، سو میری جان بہت چین میں رہی مجھے اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے، پس اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، کھیت اور ڈھیریوں/ خرمن کا مالک کر دیا (یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی، اس نے مجھے باعزت اور مالدار کر دیا)۔ میں اس کی بات کرتی ہوں تو وہ مجھے بُرا نہیں کہتا۔ سوتی ہوں تو فجر کر دیتی ہوں (یعنی کچھ کام نہیں کرنا پڑتا) اور پیتی ہوں تو سیراب ہو جاتی ہوں۔ اور ابوزرع کی ماں، پس ابوزرع کی ماں بھی کیا خوب ہے۔ اس کی بڑی بڑی گٹھڑیاں اور کشادہ گھر ہیں۔ ابوزرع کا بیٹا، پس ابو زرع کا بیٹا بھی کیا خوب ہے۔ اس کی خوابگاہ جیسے تلوار کا میان (یعنی نازنین بدن ہے)، اس کو (بکری) حلوان کا ہاتھ آسودہ (سیر) کر دیتا ہے (یعنی کم خور ہے)۔ ابوزرع کی بیٹی، پس ابوزرع کی بیٹی بھی کیا خوب ہے۔ اپنے والدین کی تابعدار اور اپنے لباس کو بھرنے والی (یعنی موٹی ہے) اور اپنی سوتن کی رشک (یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے)، اس لئے اس کی سوتن اس سے جلتی ہے)۔ اور ابوزرع کی لونڈی، ابوزرع کی لونڈی بھی کیا خوب ہے۔ ہماری بات ظاہر کر کے مشہور نہیں کرتی اور ہمارا کھانا اٹھا کر نہیں لیجاتی اور ہمارا گھر کچرے سے آلودہ نہیں رکھتی۔ ابوزرع باہر نکلا جب کہ مشکوں میں دودھ (گھی نکالنے کے لئے) بلویا جا رہا تھا۔ پس وہ ایک عورت سے ملا، جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چیتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے ہوں۔ پس ابوزرع نے مجھے طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا جو ایک عمدہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز ہے۔ اس نے مجھے چوپائے جانور بہت زیادہ دئیے اور اس نے مجھے ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا دیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے اُمّ زرع! خود بھی کھا او راپنے لوگوں کو بھی کھلا۔ پس اگر میں وہ چیزیں جمع کروں جو مجھے دوسرے شوہر نے دیں، تو وہ ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچیں (یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم ہے)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے فرمایا کہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابوزرع اُمّ زرع کے لئے تھا۔(لیکن نہ تجھے طلاق دی ہے اور نہ دوں گا)۔

باب: نبی اکی زوجہ مطہر اُمّ المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کابیان۔

1670: سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی ص سے کوفہ میں سنا, وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا, آپ (ص) فرماتے تھے کہ (آسمان و زمین کے اندر) جتنی عورتیں ہیں سب میں مریم بنت عمران افضل ہیں اور (آسمان اور زمین کے اندر) جتنی عورتیں ہیں سب میں خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ ابوکریب نے کہاکہ وکیع نے آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا۔

1671: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ جبرئیل ں نبی (ص) کے پاس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ خدیجہ ایک برتن لے کر آپ (ص) کے پاس آرہی ہیں، اس میں سالن ہے یا کھانا ہے یا شربت ہے۔ پھر جب وہ آئیں تو آپ ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہئے اور میری طرف سے بھی اور ان کو ایک گھر کی خوشخبری دیجئے جو جنت میں خولدار موتی کا بنا ہوا ہے، جس میں کوئی شور ہے اور نہ کوئی تکلیف ہے۔

1672: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی (ص) کی ازواج میں سے کسی پر رشک نہیں کیا، البتہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا اور میں نے ان کو دیکھا نہیں۔ رسول اللہ (ص) جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے کہ اس کا گوشت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجو۔ ایک دن میں نے آپ (ص) کو ناراض کیا اور کہا کہ خدیجہ؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی گئی ہے۔

1673: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح نہیں کیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

1674: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ (ص) کے پاس آنے کی اجازت مانگی، تو آپ (ص) کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آگیا۔ آپ (ص) خوش ہوئے اور فرمایا کہ یا اللہ ! ہالہ بنت خویلد۔ مجھے رشک آیا تو میں نے کہا کہ آپ (ص) کیا قریش کی بوڑھیوں میں سے سرخ مسوڑھوں والی ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں (یعنی انتہا کی بڑھیا جس کے ایک دانت بھی نہ رہا ہو نری سرخی ہی سرخی ہو، دانت کی سفیدی بالکل نہ ہو) جو مدت گزری فوت ہو چکی اور اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو اس سے بہترعورت دی (جوان باکرہ جیسے میں ہوں)۔

باب: اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1675: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے (اپنی ازواج سے) فرمایا کہ تم سب میں پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ پس سب ازاوج مطہرات نے اپنے اپنے ہاتھ ناپے تاکہ معلوم ہو کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہاکہ ہم سب میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے، اس لئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتی تھیں۔

باب: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان ۔

1676: ابوعثمان سیدنا سلمان ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اگر ہو سکے تو سب سے پہلے بازار میں مت جا اور نہ سب کے بعد وہاں سے نکل، کیونکہ بازار شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہیں وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ جبرائیل ں رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور آپ (ص) کے پاس اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جبرئیل ں آپ (ص) سے باتیں کرنے لگے، پھر کھڑے ہوئے (یعنی چلے گئے) تو رسول اللہ (ص) نے ان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے؟ انہوں نے کہا کہ دحیہ کلبی تھے۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو انہیں دحیہ کلبی ہی سمجھے، یہاں تک کہ

میں نے رسول اللہ (ص) کا خطبہ سنا، آپ (ص) ہماری خبر بیان کرتے تھے۔ میں (راوئ حدیث) نے کہا کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ یہ حدیث آپ نے کس سے سنی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سیدنا اسامہ بن زید ص سے۔

باب: سیدنا انس بن مالک ص کی والدہ، سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1677: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) کسی عورت کے گھر میں نہیں جاتے تھے سوا اپنے (ص) زواج کے یا اُمّ سلیم کے (جو سیدنا انس ص کی والدہ اور سیدنا ابوطلحہ ص کی بیوی تھیں)۔ آپ (ص) اُمّ سلیم کے پاس جایا کرتے تھے۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ (ص) نے فرمایاکہ مجھے اس پر بہت رحم آتا ہے، اس کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا۔

1678: سیدنا انس بن مالک ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں جنت میں گیا، وہاں میں نے (کسی کے چلنے کی) آہٹ پائی تو میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ غمیصا بنت ملحان (اُمّ سلیم کا نام غمیصا یا رمیصا تھا) انس بن مالک کی والدہ ہیں۔

باب: سیدنا اسامہ بن زید کی والدہ، سیدہ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان۔

1679: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر ص نے رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد سیدنا عمر ص سے کہا کہ ہمارے ساتھ اُمّ ایمن کی ملاقات کے لئے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے رسول اللہ (ص) ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں ساتھیوں نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ جل جلالہ◆ کے پاس اپنے رسول (ص) کے لئے جو سامان ہے وہ رسول اللہ (ص) کے لئے بہتر ہے۔ اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا۔ اُمّ ایمن کے اس کہنے سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر ص کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

باب: سیدنا زید بن حارثہ ص کی فضیلت کا بیان۔

1680: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد (ص) کہاکرتے تھے (اس وجہ سے کہ آپ (ص) نے ان کو منہ بولا بیٹا کہا تھا)، یہاں تک کہ قرآن میں اترا کہ”ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو اور یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے“ (الاحزاب:5)۔

باب: سیدنا زید بن حارثہ ص اور اسامہ بن زید ص کی فضیلت کا بیان۔

1681: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا اور آپ (ص) اس وقت منبر پر تھے کہ اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو (اس سے مراد سیدنا اسامہ بن زید ص تھے) تو بیشک تم نے اس سے پہلے اس کے باپ (زید) کی امارت میں بھی طعن کیا تھا اور اللہ کی قسم! اس کا باپ سرداری کے لائق تھا اور سب لوگوں میں وہ میرا زیادہ پیارا تھا۔ اور اللہ کی قسم یہ (یعنی اسامہ) بھی سرداری کے لائق ہے اور اللہ کی قسم! اب اسامہ اُس کے بعد سب لوگوں میں مجھے زیادہ پیارا ہے۔ لٰذا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اسامہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا (کیوں) کہ وہ تم میں نیک بخت لوگوں میں سے ایک ہے۔

باب: سیدنا ابوبکر صدیق ص کے غلام، سیدنا بلال بن رباح ص کی فضیلت کا بیان۔

1682: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے بلال سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ اے بلال! مجھ سے وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا ہے اور جس کے فائدے کی تجھے بہت امید ہے، کیونکہ میں

نے آج کی رات تیری جوتیوں کی آواز اپنے سامنے جنت میں سنی ہے۔ سیدنا بلال ص نے کہا کہ میں نے اسلام میں کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس کے نفع کی امید بہت ہو، سوا اس کے کہ رات یا دن میں کسی بھی وقت جب پورا وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جتنی کہ اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی ہوتی ہے۔

باب: سیدنا سلمان، صہیب اور بلال ث کی فضیلت کا بیان۔

1683: سیدنا عائذ بن عمرو ص سے روایت ہے کہ سیدنا سلمان، صہیب اور بلال ث چند دوسرے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا ابو سفیان ان کے پاس آئے۔ پس وہ کہنے لگے کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر اپنے موقع پر نہ پہنچیں (یعنی اللہ کا یہ دشمن نہ مارا گیا)۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ تم قریش کے بوڑھے اور سردار کے حق میں ایسا کہتے ہو؟ (سیدنا ابوبکر ص نے مصلحت سے ایسا کہا کہ کہیں ابوسفیان ناراض ہو کر اسلام بھی قبول نہ کرے) اور رسول اللہ (ص) کے پاس آکر اور آپ (ص) سے بیان کیا تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے ابوبکر! شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کیا ہے (یعنی سلمان اور صہیب اور بلال ث کو)؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا، تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا یہ سن کر سیدنا ابوبکر ص ان لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کیا؟ وہ بولے کہ اے ہمارے بھائی! نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے۔

باب: سیدنا انس بن مالک ص کی فضیلت کابیان۔

1684: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ میری ماں مجھے رسول اللہ (ص) کے پاس لائی اور اپنی اوڑھنی یا دوپٹے کو دو حصوں میں پھاڑ کر مجھے اس میں سے آدھی کا تہبند بنا دیا تھا اور آدھی اوپر کی چادر۔ اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ (ص)! یہ انس میرا چھوٹا بیٹا ہے،اسے میں آپ کے پاس آپ (ص) کی خدمت کے لئے لائی ہوں آپ (ص) اس کے لئے دعا کیجئے۔ پس آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما۔ سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ میرا مال بہت زیادہ ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے سو سے زیادہ ہیں۔ (اس میں خاندانی منصوبہ بندی کا رد ہے کیونکہ اسلام زیادہ اولاد کو اچھا سمجھتا ہے)۔

1685: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) گزر رہے تھے کہ میری ماں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہانے آپ (ص) کی آواز سنی تو کہنے لگی کہ میرے ماں باپ آپ (ص) پر قربان ہوں، یہ چھوٹا انس ہے۔ آپ (ص) نے میرے لئے تین دعائیں کیں۔ دو تو میں دنیا میں پا چکا اور ایک کی آخرت میں امید رکھتا ہوں۔

1686: ثابت ، سیدنا انس ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں (اپنے ہم عمر) بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ (ص) میرے پاس تشریف لائے، آپ (ص) نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں اپنی ما ں کے پاس دیر سے گیا تو میری ماں نے کہاکہ تو نے دیر کیوں کی؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بولی کہ کیا کام تھا؟ میں نے کہا کہ وہ بھید ہے۔ میری ماں بولی کہ رسول اللہ (ص) کا بھید کسی سے نہ کہنا۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر وہ بھید میں کسی سے کہتا تو اے ثابت! تجھ سے کہتا۔

باب: سیدنا جعفر بن ابی طالب، اسماء بنتِ عمیس اور ان کی کشتی والوں کی فضیلت کا بیان۔

1687: سیدنا ابو موسیٰ ص کہتے ہیں کہ ہم یمن میں تھے کہ ہمیں رسول اللہ (ص) کے مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچی۔ پس ہم بھی آپ (ص) کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے۔ میں اور میرے دو بھائی ایک ابو بردہ

اور دوسرے ابو رہم تھے، میں ان سے چھوٹا تھا اور ترپن یا باون یا کہا کہ پچاس سے کچھ اوپر آدمی میری قوم میں سے ہمارے ساتھ آئے۔ سیدنا ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ہم سب جہاز میں سوار ہوئے ۔ اتفاق سے یہ جہاز ہمیں حبش کے ملک نجاشی بادشاہ کے پاس لے گیا۔وہاں ہمیں سیدنا جعفر ص بن ابی طالب اور ان کے ساتھی ملے۔ سیدنا جعفر ص نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے کا حکم کیا ہے، پس تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو۔ پس ہم نے ان کے پاس قیام کیا۔ پھر ہم سب اکٹھے روانہ ہوئے اور ہم نبی (ص) کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ (ص) خیبر فتح کر چکے تھے۔ رسول اللہ (ص) نے وہاں کے مالِ غنیمت سے ہمارا حصہ لگایا اور خیبر کی لڑائی سے جو شخص غائب تھا، اس کو حصہ نہ ملا سوائے ہماری کشتی والوں کے۔ اور بعض لوگ ہمیں (یعنی اہل سفینہ سے) کہنے لگے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (جو ہمارے ساتھ آئی تھیں) اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کو گئیں اور انہوں نے بھی نجاشی کے ملک میں مہاجرین کیساتھ ہجرت کی تھی ۔ سیدنا عمر ص اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے پاس موجود تھیں ۔ سیدنا عمر ص نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو حبش کے ملک میں گئی تھیں اور اب سمندر کا سفرکر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا بولیں جی ہاں میں وہی ہوں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے، لٰذا رسول اللہ (ص) پر تم سے زیادہ ہمارا حق ہے۔ یہ سن کر انہیں غصہ آ گیا اور کہنے لگیں ”اے عمر! اللہ کی قسم ہرگز نہیں، تم نے جھوٹ کہا۔ تم تو رسول اللہ (ص) کے پاس موجود تھے، تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایک دور دراز دشمنوں کی زمین حبشہ میں تھے، اور ہماری یہ سب تکالیف اللہ اور اس کے رسول (ص) کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم! مجھ پر اس وقت تک کھانا پینا حرام ہے جب تک رسول اللہ (ص) سے تمہاری بات کا ذکر نہ کر لوں اور ہم کو ایذا دی جاتی تھی اور ہمیں ہر وقت خوف رہتا تھا۔ عنقریب میں نبی کریم (ص) سے ذکر کروں گی، ان سے پوچھوں گی اور اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ میں کجروی کروں گی اور نہ میں اس سے زیادہ کہوں گی“۔ جب نبی (ص) تشریف لائے تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ (ص)! عمر ص نے اس اس طرح کہا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم سے زیادہ کسی کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ عمر (ص) اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور تم کشتی والوں کی تو دو ہجرتیں ہوئیں(ایک مکہ سے حبش کو اور دوسری حبش سے مدینہ طیبہ کو)۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے سیدنا ابوموسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ گروہ در گروہ میرے پاس آتے اور اس حدیث کو سنتے تھے۔ اور دنیا میں کوئی چیز ان کو رسول اللہ (ص) کے اس فرمان سے زیادہ خوشی کی نہ تھی نہ اتنی بڑی تھی۔ سیدنا ابوبردہ نے کہا کہ سیدہ اسماء نے کہا کہ میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے اس حدیث کو (خوشی کے لئے) باربار سننا چاہتے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن جعفر ص بن ابی طالب کی فضیلت کا بیان۔

1688: سیدنا عبداللہ بن جعفر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم لوگوں سے ملتے۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ ایک بار مجھ سے ملے اور حسن یا حسین ص سے، توآپ (ص) نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھایا اور ایک کو پیچھے، یہاں تک کہ مدینہ میں آئے۔

1688م: سیدنا عبداللہ بن جعفر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھے ایک دن اپنے پیچھے بٹھایا اور

آہستہ سے ایک بات فرمائی جس کو میں کسی سے بیان نہ کروں گا۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عباس ص کی فضیلت کا بیان۔

1689: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) بیت الخلاء میں (قضاء حاجت کے لئے) گئے تو میں نے آپ (ص) کے لئے وضو کا پانی رکھا۔ آپ (ص) جب باہر نکلے تو پوچھا کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ لوگوں نے یا میں نے کہا کہ ابن عباس نے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! اس کو دین میں سمجھ عطا فرما۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کی فضیلت کا بیان۔

1690: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی حیاتِ مبارک میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو آپ (ص) سے بیان کرتا۔ مجھے بھی آرزو تھی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور آپ (ص) سے بیان کروں اور میں جوان، غیر شادی شدہ لڑکا تھا، اور رسول اللہ (ص) کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے دیکھا تو وہ پیچ در پیچ کنوئیں کی طرح گہری ہے اور اس پر دو لکڑیاں ہیں جیسے کنوئیں پر ہوتی ہیں۔ اس میں کچھ لوگ ہیں جن کو میں نے پہچانا۔ میں نے کہنا شروع کیا کہ میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں میں جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، تین دفعہ۔ پھر ایک اور فرشتہ ملا اور وہ بولا کہ تجھے کچھ خوف نہیں ہے۔ یہ خواب میں نے اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ (ص) سے بیان کیا۔ پس آپ (ص) نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھا کرے۔ سالم نے کہا کہ عبداللہ اس کے بعد رات کا کچھ حصہ ہی سوتے تھے(اور تہجد پڑھا کرتے)۔

باب: سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کی فضیلت کا بیان۔

1691: سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر ص نے سیدنا ابن زبیر ص سے کہا کہ تمہیں یاد ہے جب میں، تم اور ابن عباس رسول اللہ (ص) سے ملے تھے؟ تو سیدنا ابن زبیر ص نے کہا کہ ہاں اور آپ (ص) نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا (اس لئے کہ سواری پر زیادہ جگہ نہ ہو گی)۔

باب: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کی فضیلت کا بیان۔

1692: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے، ان پر گناہ نہیں اس کا جو کھا چکے...“ آخر تک، تو رسول اللہ (ص) نے مجھ سے کہا کہ مجھے کہا گیا ہے کہ تو ان لوگوں میں سے ہے (یعنی ایمان والوں اور نیک اعمال والوں میں سے)۔

1693: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی دونوں یمن سے آئے تو ایک زمانہ تک ہم عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کو رسول اللہ (ص) کے اہل بیت میں سے سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ آپ (ص) کے پاس بہت جاتے اور آپ (ص) کے ساتھ رہتے تھے۔

1694: ابوالاحوص کہتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰ ص کے گھرمیں تھے اور وہاں سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کے کئی ساتھی تھے اور ایک قرآن مجید دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں سیدنا عبداللہ ص کھڑے ہوئے۔ابومسعود نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ (ص) نے اپنے بعد قرآن کا جاننے والا اس شخص سے زیادہ کوئی چھوڑا ہو جو کھڑا ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ اگر تم یہ کہتے ہو (توصحیح ہے) اور ان کا یہ حال تھا کہ جب ہم غائب ہوتے تو یہ حاضر رہتے اور جب ہم روکے جاتے تو ان کو (رسول اللہ کے پاس جانے کی) اجازت ملتی۔

1695: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ”اور جو کوئی چیز چھپا رکھے گا، وہ اس کو قیامت کے دن لائے گا“(آلِ عمران:161) پھر کہاکہ تم مجھے کس شخص کی قرأت کی طرح قرآن پڑھنے کاحکم کرتے ہو؟ میں نے تو رسول اللہ (ص) کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھیں اور رسول اللہ (ص) کے اصحاب یہ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں اور اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں اس شخص کی طرف سفر اختیار کرتا۔ شفیق نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کے اصحاب کے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے کسی کو سیدنا عبداللہ ص کی اس بات کو رد کرتے یا ان پر عیب لگاتے نہیں سنا۔

1696: مسروق کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کے پاس تھے کہ ہم نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جس سے میں (اس وقت سے) محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ (ص) سے ایک حدیث سنی ہے۔ میں نے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ تم قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ایک اُمّ عبد کے بیٹے (یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود) سے اور آپ (ص) نے ان ہی سے شروع کیا اور ابی بن کعب سے اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ سے اور معاذ بن جبل ث سے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام ص کی فضیلت کا بیان ۔

1697: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میرا باپ احد کے دن شہید ہوا تو میں اس کے منہ سے کپڑا اٹھاتا تھا اور روتا تھا۔ لوگ مجھے منع کرتے تھے اور رسول اللہ (ص) منع نہ کرتے تھے۔ اور عمرو کی بیٹی فاطمہ (یعنی میری پھوپھی) وہ بھی اس پر رو رہی تھی۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تو روئے یا نہ روئے، تمہارے اسے اٹھانے تک فرشتے اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔

باب: سیدنا عبداللہ بن سلام ص کی فضیلت کا بیان۔

1698: سیدنا عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ص سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے کسی زندہ شخص کے لئے جو چلتا پھرتا ہو، یہ نہیں سنا کہ وہ جنت میں ہے مگر عبداللہ بن سلام ص کے لئے۔ (یہ ان کی اپنی معلومات ہیں ورنہ بہت سے صحابہ کرام ث کو جنت کی خوشخبری ملی ہے مثلاً عشرہ مبشرہ وغیرہ)۔

1699: خرشہ بن حر کہتے ہیں کہ میں مدینہ کی مسجد میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، ایک خوبصورت بوڑھا بھی وہاں تھا، معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن سلام ص ہیں۔ وہ لوگوں سے اچھی اچھی باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا معلوم ہو، وہ اس کو دیکھے۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان کا گھر دیکھوں گا۔ پھر میں ان کے پیچھے ہوا، وہ چلے، یہاں تک کہ قریب ہوا کہ وہ شہر سے باہر نکل جائیں، پھر وہ اپنے مکان میں گئے۔ تو میں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، پھر پوچھاکہ اے میرے بھتیجے! تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ جب آپ کھڑے ہوئے تو میں نے لوگوں کو سنا کہ جس کو ایک جنتی کا دیکھنا اچھا لگے، وہ ان کو دیکھے تو مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جنت والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور میں تجھ سے لوگوں کے یہ کہنے کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ کھڑا ہو۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں اس کے ساتھ چلا، مجھے بائیں طرف کچھ راہیں ملیں تو میں نے ان میں جانا چاہا تو وہ بولا کہ ان میں مت جا، یہ بائیں طرف والوں (یعنی کافروں) کی راہیں

ہیں۔ پھر دائیں طرف کی راہیں ملیں تو وہ شخص بولا کہ ان راہوں میں جا۔ پس وہ مجھے ایک پہاڑ کے پاس لے آیا اور بولا کہ اس پر چڑھ۔ میں نے اوپر چڑھنا چاہاتو پیٹھ کے بل گرا۔ کئی بار میں نے چڑھنے کا قصد کیا لیکن ہر بار گرا۔ پھر وہ مجھے لے چلا، یہاں تک کہ ایک ستون ملا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور تہہ زمین میں، اس کے اوپر ایک حلقہ تھا۔ مجھ سے اس شخص نے کہا کہ اس ستون کے اوپر چڑھ جا۔ میں نے کہا کہ میں اس پر کیسے چڑھوں کہ اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ آخر اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھال دیا اور میں نے دیکھا کہ میں اس حلقہ کو پکڑے ہوئے لٹک رہا ہوں۔ پھر اس شخص نے ستون کو مارا تو وہ گر پڑا اور میں صبح تک اسی حلقہ میں لٹکتا رہا (اس وجہ سے کہ اترنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا)۔کہتے ہیں پس میں نے رسول اللہ (ص) کے پاس آکر اپنا خواب بیان کیا توآپ (ص) نے فرمایا کہ جو راہیں تو نے بائیں طرف دیکھیں، وہ بائیں طرف والوں کی راہیں ہیں اور جو راہیں دائیں طرف دیکھیں، وہ دائیں طرف والوں کی راہیں ہیں۔ اور وہ پہاڑ شہیدوں کا مقام ہے، تو وہاں تک نہ پہنچ سکے گا اور ستون، اسلام کا ستون ہے اور حلقہ، اسلام کا حلقہ ہے اور تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔ (اور جب اسلام پر خاتمہ ہو تو جنت کا یقین ہے، اس وجہ سے لوگ مجھے جنتی کہتے ہیں)۔

باب: سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان۔

1700: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا اور اس وقت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے رکھا تھا، کہ ان کے واسطے پروردگار کا عرش جھوم گیا۔

1701: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ رسول (ص) للہ (ص) کے پاس ایک ریشمی جوڑا تحفہ آیا۔ توآپ (ص) کے صحابہ اس کو چھونے لگے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو؟ البتہ سعد بن معاذ ص کے رومال جنت میں اس سے بہتر اور اس سے زیادہ نرم ہیں۔

باب: سیدنا ابوطلحہ انصاری اور ان کی زوجہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان۔

1702: سیدناانس ص کہتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ ص کا ایک بیٹا جو سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا، فوت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں خود نہ کہوں ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کی خبر نہ کرنا۔ آخر سیدنا ابوطلحہ ص آئے تو سیدہ اُمّ سلیم شام کا کھانا سامنے لائیں۔ انہوں نے کھایا اور پیا پھر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لئے اچھی طرح بناؤ اور سنگھار کیا یہاں تک کہ انہوں نے ان سے جماع کیا۔ جب اُمّ سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہو چکے اور ان کے ساتھ صحبت بھی کر چکے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ اے ابوطلحہ! اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی گھر والوں کو مانگے پر دیں، پھر اپنی چیز مانگیں تو کیا گھر والے اس کو روک سکتے ہیں؟ سیدنا ابوطلحہ ص نے کہا کہ نہیں روک سکتے۔ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے بیٹے کے عوض اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو (کیونکہ بیٹا تو فوت ہو چکا تھا)۔ یہ سن کر ابوطلحہ غصے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے مجھے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ میں تمہارے ساتھ آلودہ ہوا (یعنی جماع کیا) تو اب مجھے بیٹے کے متعلق خبر دے رہی ہو۔ وہ گئے اور رسول اللہ (ص) کے پاس جا کر آپ (ص) کو خبر کی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی رات میں تمہیں برکت دے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ (ص) سفر میں تھے اُمّ سلیم بھی آپ (ص) کے ساتھ تھیں اور آپ (ص) جب سفر سے مدینہ میں تشریف لاتے تو رات کو مدینہ میں داخل نہ ہوتے۔ جب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو اُمّ سلیم کو دردِ زہ شروع ہوا اور ابوطلحہ ان کے پاس ٹھہرے رہے۔ اور رسول اللہ (ص) تشریف لے گئے۔ ابوطلحہ کہتے ہیں کہ اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب تیرا رسول (ص) نکلے

تو ساتھ میں بھی نکلوں اور جب مدینہ میں واپس داخل ہو تو میں بھی ساتھ داخل ہوں، لیکن تو جانتا ہے میں جس وجہ سے رک گیا ہوں۔ اُمّ سلیم نے کہا کہ اے ابوطلحہ! اب میرے ویسا درد نہیں ہے جیسے پہلے تھا تو چلو۔ ہم چلے جب دونوں مدینہ میں آئے تو پھر اُمّ سلیم کو درد شروع ہوا اور انہوں نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔ میری ماں نے کہا کہ اے انس! اس کو کوئی اس وقت تک دودھ نہ پلائے جب تک تو صبح کو اس کو رسول اللہ (ص) کے پاس نہ لے جائے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بچہ کو اٹھایا اور رسول اللہ (ص) کے پاس لایا میں آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ (ص) کے ہاتھ میں اونٹوں کے داغنے کا آلہ ہے۔ آپ (ص) نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ شاید اُمّ سلیم نے لڑکے کو جنم دیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے وہ آلہ ہاتھ مبارک سے رکھ دیا اور میں بچہ کو لا کر آپ (ص) کی گود میں بٹھا دیا۔ آپ (ص) نے عجوہ کھجور مدینہ کی منگوائی اور اپنے منہ مبارک میں چبائی، جب وہ گھل گئی تو بچہ کے منہ میں ڈال دی بچہ اس کو چوسنے لگا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ دیکھو انصار کو کھجور سے کیسی محبت ہے۔ پھر آپ (ص) نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

باب: سیدنا ابی بن کعب ص کی فضیلت کا بیان۔

1703: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے زمانہ میں چار شخصوں نے قرآن کو جمع کیااور وہ چاروں انصاری تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور ابوزید ث۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے سیدنا انس ص سے کہا کہ ابوزید کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے چچاؤں میں سے ایک تھے۔

باب: سیدنا ابوذر غفاری ص کی فضیلت کا بیان۔

1704: سیدنا عبداللہ بن صامت کہتے ہیں کہ سیدنا ابوذر ص نے کہا کہ میں، میرا بھائی انیس او رہماری ماں تینوں اپنی قوم غفار میں سے نکلے جو حرام مہینے کو بھی حلال سمجھتے تھے۔ پس ہم اپنے ایک ماموں کے پاس اترے۔ اس نے ہماری خاطر کی اور ہمارے ساتھ نیکی کی تو اس کی قوم نے ہم سے حسد کیا اور (ہمارے ماموں سے) کہنے لگے کہ جب تو اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو انیس تیری بی بی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ وہ ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ بات (حماقت سے) مشہور کر دی۔ میں نے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ جو احسان کیا تھا وہ بھی خراب ہو گیا ہے، اب ہم تیرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آخر ہم اپنے اونٹوں کے پاس گئے اور اپنا اسباب لادا اور ہمارے ماموں نے اپنا کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلے، یہاں تک کہ مکہ کے سامنے اترے۔ انیس نے ہمارے اونٹوں کے ساتھ اتنے ہی اور کی شرط لگائی۔ پھر دونوں کاہن کے پاس گئے تو کاہن نے انیس کو کہا کہ یہ بہتر ہے۔ پس انیس ہمارے پاس سارے اونٹ اور اتنے ہی اور اونٹ لایا۔ ابوذر نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! میں نے رسول اللہ (ص) کی ملاقات سے پہلے تین برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا کہ کس کے لئے پڑھتے تھے؟ سیدناا بوذر ص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ میں نے کہا کہ کدھر منہ کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ادھر منہ کرتا تھا جدھر اللہ تعالیٰ میرا منہ کر دیتا تھا۔ میں رات کے آخر حصے میں عشاء کی نماز پڑھتا اور سورج طلوع ہونے تک کمبل کی طرح پڑ رہتا تھا۔ انیس نے کہا کہ مجھے مکہ میں کام ہے، تم یہاں رہو میں جاتا ہوں۔ وہ گیا اور اس نے آنے میں دیر کی۔ پھر آیا تو میں نے کہا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو تیرے دین پر ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا کہ لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ اس کو شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔ اور انیس خود بھی شاعر تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے کاہنوں کی بات سنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے اور میں نے اس کا کلام شعر کے تمام بحروں پر رکھا تووہ کسی کی زبان پر میرے بعد

شعر کی طرح نہ جڑے گا۔ اللہ کی قسم وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم یہاں رہو میں اس شخص کو جا کر دیکھتا ہوں۔ پھر میں مکہ میں آیا تو میں نے ایک ناتواں شخص کومکہ والوں میں سے چھانٹا (اس لئے کہ طاقت ور شخص شاید مجھے کوئی تکلیف پہنچائے)، اور اس سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی (بے دین) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ صابی ہے (جب تو صابی کا پوچھتا ہے) یہ سن کر تمام وادی والوں نے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آکر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا میں لال بت ہوں (یعنی سر سے پیر تک خون سے سرخ ہوں)۔ پھر میں زمزم کے پاس آیا اور میں نے سب خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا۔ پس اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن رہا اور میرے پاس سوائے زمزم کے پانی کے کوئی کھانا نہ تھا (جب بھوک لگتی تو میں اسی کو پیتا)۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی بٹیں (موٹاپے سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجے میں بھوک کی ناتوانی نہیں پائی۔ ایک بار مکہ والے چاندنی رات میں سو گئے کہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہ کرتا تھا، صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں (اساف اور نائلہ مکہ میں دو بت تھے اساف مرد تھا اور نائلہ عورت تھی اور کفارکا یہ اعتقاد تھا کہ ان دونوں نے وہاں زنا کیا تھا، اس وجہ سے مسخ ہو کر بت ہو گئے تھے)، وہ طواف کرتی کرتی میرے سامنے آئیں۔ میں نے کہا کہ ایک کانکاح دوسرے سے کر دو (یعنی اساف کا نائلہ سے)۔ یہ سن کر بھی وہ اپنی بات سے باز نہ آئیں۔ پھر میں نے صاف کہہ دیا کہ ان کے فلاں میں لکڑی (یعنی یہ فحش اساف اور نائلہ کی پرستش کی وجہ سے) اور میں نے کنایہ نہ کیا (یعنی کنایہ اشارہ میں میں نے گالی نہیں دی بلکہ ان مردود عورتوں کو غصہ دلانے کے لئے اساف اور نائلہ کو کھلم کھلا گالی دی، جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ کو چھوڑ کر اساف اورنائلہ کو پکارتی تھیں) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی اور کہتی ہوئی چلیں کہ کاش اس وقت ہمارے لوگوں میں سے کوئی ہوتا (جو اس شخص کو بے ادبی کی سزا دیتا)۔ راہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر ص ملے اور وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے۔ انہوں نے عورتوں سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولیں کہ ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس صابی نے کیا کہا؟ وہ بولیں کہ ایسی بات بولا جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اس کو زبان سے نہیں نکال سکتیں)۔ اور رسول اللہ (ص) تشریف لائے، یہاں تک حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے تو سیدنا ابوذر ص نے کہا کہ اوّل میں نے ہی سلام کی سنت ادا کی اور کہاکہ السلام علیکم یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) نے فرمایا کہ وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر پوچھا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ غفار کا ایک شخص ہوں۔ آ پ (ص) نے ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھیں (جیسے کوئی ذکر کرتا ہے) میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید آپ (ص) کو یہ کہنا بُرا معلوم ہوا کہ میں (قبیلہ) غفار میں سے ہوں۔ میں آپ (ص) کا ہاتھ پکڑنے کو لپکا لیکن آپ (ص) کے ساتھی (سیدنا ابوبکر ص) نے جومجھ سے زیادہ آپ (ص) کا حال جانتے تھے مجھے روکا، پھر آپ (ص) نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ تو یہاں کب آیا؟ میں نے عرض کیا میں یہاں تیس رات یا دن سے ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کھانا وغیرہ کچھ نہیں سوائے زمزم کے پانی کے۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بٹ مڑ گئے اور میں اپنے کلیجے میں بھوک کی ناتوانی نہیں پاتا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے (ص) ور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آج کی رات اس کو کھلانے کی اجازت مجھے دیجئے۔ پھر رسول اللہ (ص) چلے اور سیدنا ابوبکر ص بھی میں بھی ان دونوں کے ساتھ چلا۔ سیدنا ابوبکر ص نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں سے طائف کی سوکھی ہوئی کشمش نکالیں، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں

کھایا۔ پھر میں رہا جب تک کہ رہا، اس کے بعد رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے ایک کھجور والی زمین دکھلائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمین یثرب کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔(یثرب مدینہ کا نام تھا)، پس تو میری طرف سے اپنی قوم کو دین کی دعوت دے، شاید اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ثواب دے۔ میں انیس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا کہ تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لایا اور میں نے آپ (ص) کی نبوت کی تصدیق کی۔ وہ بولا کہ تمہارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لایا اور میں نے آپ (ص) کی نبوت کی تصدیق کی۔ پھر ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے وہ بولی کہ مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لائی اور میں نے تصدیق کی۔ پھر ہم نے اونٹوں پر اسباب لادا، یہاں تک کہ ہم اپنی قوم غفار میں پہنچے۔ آدھی قوم تو مسلمان ہو گئی اور ان کاامام ایماء بن رحضہ غفاری تھا وہ ان کا سردار بھی تھا۔ اور آدھی قوم نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ (ص) مدینہ میں تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہوں گے، پھررسول اللہ (ص) مدینہ میں تشریف لائے اور آدھی قوم جو باقی تھی وہ بھی مسلمان ہو گئی اور (قبیلہ)اسلم کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہم بھی اپنے غفاری بھائیوں کی طرح مسلمان ہوتے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گئے تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ غفار کو اللہ نے بخش دیا اور اسلم کو اللہ تعالیٰ نے (قتل اور قید سے) بچا دیا۔

1705: سیدنا عبداللہ بن عباس ص کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابوذر ص کو رسول اللہ (ص) کے مکہ میں مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ سوار ہو کر اس وادی کو جا اور اس شخص کو دیکھ کر آ جو کہتا ہے مجھے آسمان سے خبر آتی ہے، ان کی بات سن پھر میرے پاس آ۔ وہ روانہ ہوا، یہاں تک کہ مکہ میں آیااور آ پ (ص) کا کلام سنا، پھر سیدنا ابوذر ص کے پاس لوٹ کر گیا اور بولا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا، وہ اچھی خصلتوں کا حکم کرتا ہے اور ایک کلام سناتا ہے جو شعر نہیں ہے۔ سیدنا ابوذر ص نے کہا کہ مجھے (ص) س سے تسلی نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے خود زادِ راہ لیا اور پانی کی ایک مشک لی یہاں تک کہ مکہ میں آئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ وہاں رسول اللہ (ص) کو ڈھونڈا اور وہ آپ (ص) کو پہچانتے نہ تھے اور انہوں نے پوچھنا بھی مناسب نہ جانا، یہاں تک کہ رات ہو گئی اور وہ لیٹ رہے۔ سیدنا علی ص نے ان کو دیکھا اور پہچانا کہ کوئی مسافر ہے پھر ان کے پیچھے گئے لیکن کسی نے دوسرے سے بات نہیں کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر وہ اپنا توشہ اور مشک مسجد میں اٹھا لائے اور سارا دن وہاں رہے اور رسول اللہ (ص) کو شام تک نہ دیکھا۔ پھر وہ اپنے سونے کی جگہ میں چلے گئے۔ وہاں سے سیدنا علی ص گزرے اور کہا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اس شخص کو اپنا ٹھکانہ معلوم ہو۔ پھر ان کو کھڑا کیا اور ان کو ساتھ لے گئے لیکن کسی نے دوسرے سے بات نہ کی۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ اور سیدنا علی ص نے ان کو اپنے ساتھ کھڑا کیا، پھر کہا کہ تم مجھ سے وہ بات کیوں نہیں کہتے جس کے لئے تم اس شہر میں آئے ہو؟ سیدنا ابوذر ص نے کہا کہ اگر تم مجھ سے عہد اور وعدہ کرتے ہو کہ راہ بتلاؤ گے تو میں بتاتا ہوں۔ سیدنا علی ص نے وعدہ کیا تو انہوں نے بتایا۔ سیدنا علی ص نے کہا کہ وہ شخص سچے ہیں اور وہ بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تم صبح کو میرے ساتھ چلنا، اگر میں کوئی خوف کی بات دیکھوں گا جس میں تمہاری جان کا ڈر ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا جیسے کوئی پانی بہاتا ہے (یعنی پیشاب کا بہانہ کروں گا) اور اگر چلا جاؤں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلے آنا۔ جہاں میں گھسوں وہاں تم بھی گھس آنا۔ سیدنا ابوذر ص نے ایسا ہی کیا اور ان کے پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ سیدنا علی ص رسول اللہ (ص) کے پاس پہنچے اور سیدنا ابوذر ص بھی ان کے ساتھ پہنچے۔ پھر سیدنا ابوذر ص نے آ پ (ص) کی باتیں سنیں اور اسی جگہ مسلمان ہوئے اور رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جا اور ان کو دین کی خبر کر یہاں تک کہ

میرا حکم تجھے پہنچے۔ سیدنا ابوذر ص نے کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تو یہ بات (یعنی دین قبول کرنے کی) مکے والوں کو پکار کر سنادوں گا۔ پھر سیدنا ابوذر ص نکل کر مسجد میں آئے اور چلا کر بولے کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد (ص) اللہ کے سچے رسول ہیں“۔ لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو مارتے مارتے لٹا دیا۔ سیدنا عباس ص وہاں آئے اور سیدنا ابوذر ص پر جھکے اور لوگوں سے کہا کہ تمہای خرابی ہو، تم نہیں جانتے کہ یہ شخص (قومِ) غفار کا ہے او رتمہارا سوداگری کا راستہ شام کی طرف (قومِ) غفار کے ملک پر سے ہے (تووہ تمہاری تجارت بند کر دیں گے)۔ پھر سیدنا ابوذر ص کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ سیدنا ابوذر ص نے دوسرے دن پھر ویسا ہی کیا اور لوگ دوڑے اور مارا اور سیدنا عباس ص آئے اور انہیں چھڑا لیا۔

باب: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کی فضیلت کا بیان۔

1706: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کہتے ہیں کہ میں نبی (ص) کے پاس تھا اور آپ (ص) اس وقت مکے اور مدینے کے درمیان (مقامِ) جعرانہ میں تھے اور آپ (ص) کے ساتھ سیدنا بلال ص تھے پس رسول اللہ (ص) کے پاس ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ میرے ساتھ اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ وہ بولا کہ آپ بہت فرماتے ہیں کہ خوش ہو جا۔ پھر آپ (ص) سیدنا ابوموسیٰ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کی طرف غصے کی حالت میں متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس نے خوشخبر ی کو رد کیا اور تم قبول کرو۔ دونوں نے کہا کہ یارسول اللہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ (ص) نے پانی کاایک پیالہ منگوایا اور دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھوئے اور اس میں لعاب دہن ڈال کر دونوں سے کہا کہ اس پانی کو پی لو اور اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ ان دونوں نے پیالہ لے کر ایسا ہی کیا۔ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پردے کی آڑ سے آواز دی کہ برتن میں سے اپنی ماں کے لئے بھی کچھ پانی بچا لاؤ۔پس ان دونوں نے اس برتن میں کچھ پانی ان کے لئے بچا دیا۔

باب: سیدنا ابوموسیٰ اور ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان۔

1707: سیدنا ابوبردہ اپنے والد سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) حنین کی لڑائی سے فارغ ہوئے تو سیدنا ابوعامر ص کو لشکر دے کر اوطاس پر بھیجا تو ان کا مقابلہ درید بن الصمہ سے ہوا۔ پس درید بن الصمہ قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ والوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابوعامر ص کے ساتھ بھیجا تھا۔ پھر بنی جشم کے ایک شخص کا ایک تیر سیدنا ابوعامر ص کو گھٹنے میں لگا اور وہ ان کے گھٹنے میں جم گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا کہ اے چچا! تمہیں یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے مجھے قتل کیا اور اسی شخص نے مجھے تیر مارا ہے۔ سیدناابوموسیٰ ص نے کہا کہ میں نے اس شخص کا پیچھا کیا اور اس سے جا ملا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ میں اس کے پیچھے ہوا اور میں نے کہنا شروع کیا کہ اے بے حیا! کیا تو عرب نہیں ہے؟ ٹھہرتا نہیں ہے؟ پس وہ رک گیا۔ پھر میرا اس کا مقابلہ ہوا، اس نے بھی وار کیا اور میں نے بھی وار کیا، آخر میں نے اس کو تلوار سے مار ڈالا۔ پھر لوٹ کر ابوعامر ص کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو قتل کروا دیا۔ ابوعامر ص نے کہا کہ اب یہ تیر نکال لے۔ میں نے اس کو نکالا تو تیر کی جگہ سے پانی نکلا (خون نہ نکلا شاید وہ تیر زہر آلود تھا)۔ ابوعامر نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تو رسول اللہ (ص) کے پاس جا کر میری طرف سے سلام کہہ اور یہ کہنا کہ ابوعامر کی بخشش کی دعا کیجئے۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ ابوعامر ص نے مجھے لوگوں کاسردار کر دیا اور وہ تھوڑی دیر زندہ رہے، پھر

فوت ہو گئے۔ جب میں لوٹ کر رسول اللہ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) ایک کوٹھڑی میں بان کے (ص) یک پلنگ پر تھے جس پر فرش تھا (صحیح روایت یہ ہے کہ فرش نہ تھا) اور بان کا نشان آ پ (ص) کی پیٹھ اور پہلوؤں پر بن گیاتھا۔ میں نے کہا کہ ابوعامر نے آپ (ص) سے یہ درخواست کی تھی کہ میرے لئے دعا کیجئے۔ پس رسول اللہ (ص) نے پانی منگوایا کر وضو کیا، پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایاکہ اے اللہ! عبیدابو عامر کو بخش دے (عبید بن سلیم ان کا نام تھا) یہاں تک کہ میں نے آپ (ص) کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ! ابوعامر کو قیامت کے دن بہت سے لوگوں کا سردار کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اور میرے لئے بھی بخشش کی دعا فرمائیے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دے اور قیامت کے دن اس کو عزت کے مکان میں لے جا۔ ابوبردہ ص نے کہا کہ ایک دعا ابوعامر کے لئے کی اور ایک دعا ابوموسیٰ کے لئے کی۔ رضی اللہ عنہما۔

باب: سیدنا ابوہریرہ دوسی ص کی فضیلت کا بیان۔

1708: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے رسول اللہ (ص) کے حق میں وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ (ص) کے پاس روتا ہوا آیا او رعرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہ مانتی تھی، آج اس نے آپ (ص) کے حق میں مجھے وہ بات سنائی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ (ص) اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر دے۔ میں رسول اللہ (ص) کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر پر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی۔ اور بولی کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا کرتہ پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور بولی کہ اے ابوہریرہ! ”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (ص) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں“۔ سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آ پ (ص) کی دعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کی تو آپ (ص) نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ میری اورمیری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے۔ اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! اپنے بندوں کی یعنی ابوہریرہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔ پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

1709: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم ابوہریرہ پر تعجب نہیں کرتے ؟ وہ آئے اور میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ (ص) سے حدیث بیان کرنے لگے میں سن رہی تھی لیکن میں نفل پڑھ رہی تھی اور وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے چل دئیے۔ (ص) گر میں ان کو پاتی تو ان کا رد کرتی، کیونکہ رسول اللہ (ص) اس طرح سے جلدی جلدی باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو۔

ابن شہاب نے ابن مسیب سے کہا کہ بیشک سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور اللہ تعالیٰ جانچنے والا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار ابوہریرہ کی طرح

حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے؟ عنقریب میں تم سے اس کا سبب بیان کرتا ہوں۔ میرے انصاری بھائی جو تھے وہ اپنی زمین کی خدمت میں مشغول رہتے اور جو مہاجرین تھے، وہ بازار کے معاملوں میں اور میں اپنا پیٹ بھر کر رسول اللہ (ص) کے ساتھ رہتا۔ پس میں حاضر رہتا اور وہ غائب رہتے اور میں یاد رکھتا اور وہ بھول جاتے اور رسول اللہ (ص) نے ایک دن فرمایا کہ تم میں سے کو ن اپنا کپڑا بچھاتا ہے اور میری حدیث سن کر پھر اس کو اپنے سینے سے لگائے تو جو بات سنے گا وہ نہ بھولے گا؟ میں نے اپنی چادر بچھا دی یہاں تک کہ آ پ (ص) حدیث سے فارغ ہوئے۔ پھر میں نے اس چادر کوسینے سے لگا لیا۔ اس دن سے میں کسی بات کو جو کہ آپ (ص) نے بیان کی، نہیں بھولا اور اگر یہ دو آیتیں نہ ہوتیں جو کہ قرآن مجید میں اتری ہیں تو میں کسی سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا کہ ”جو لوگ چھپاتے ہیں جوہم نے نشانیاں اتاریں اور ہدایت کی باتیں، توا ن پر لعنت ہے ......“ آخر تک۔

باب: سیدنا ابودجانہ سماک بن خرشہ ص کی فضیلت کا بیان۔

1710: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے اُحد کے دن تلوار پکڑی اور فرمایا کہ یہ مجھ سے کون لیتا ہے؟ لوگوں نے ہاتھ پھیلائے اور ہر ایک کہتا تھا کہ میں لوں گا میں لوں گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کا حق کون ادا کرے گا؟ یہ سنتے ہی لوگ پیچھے ہٹے (کیونکہ احد کے دن کافروں کا غلبہ تھا) سیدنا سماک بن خرشہ ابو دجانہ ص نے کہا کہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔پھر انہوں نے اس کو لے لیا اور مشرکوں کے سر اس تلوار سے چیرے۔

باب: سیدنا ابوسفیان صخر بن حرب ص کی فضیلت کا بیان۔

1711: ابوزمیل کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا ابن عباس ص نے بیان کیا اور کہا کہ مسلمان ابوسفیان کی طرف دھیان نہ کرتے تھے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھتے تھے (کیونکہ ابوسفیان کئی مرتبہ نبی (ص) سے لڑا تھا اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا)۔ ایک بار وہ رسول اللہ (ص) سے بولا کہ اے نبی اللہ (ص)! تین باتیں مجھے عطا فرمائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے پاس وہ عورت ہے کہ تمام عربوں میں حسین اور خوبصورت ہے، اُمّ حبیبہ میری بیٹی، میں اس کا نکاح آپ (ص) سے کر دیتاہوں ۔ آپ (ص) نے فرمایا اچھا۔ دوسری یہ کہ میرے بیٹے معاویہ ص کو اپنا منشی بنائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا۔ تیسرے مجھ کو کافروں سے لڑنے کا حکم دیجئے (جیسے اسلام سے پہلے) مسلمانوں سے لڑتا تھا، توآپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا۔ ابوزمیل نے کہا کہ اگر وہ ان باتوں کا سوال آپ (ص) سے نہ کرتے تو آپ (ص) نہ دیتے اس لئے کہ (آپ (ص) کی عادت تھی) کہ جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا تو آپ (ص) ہاں ہی کرتے تھے۔

باب: سیدنا جلیبیب ص کی فضیلت کا بیان۔

1712: سیدنا ابوبرزہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو (فتح کے ساتھ) مال غنیمت دیا۔ آپ (ص) نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ (ص) نے پوچھا کہ کوئی اور تو غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اور تو کوئی غائب نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں جلیبیب ص کو نہیں دیکھتا۔ لوگوں نے ان کو مُردوں میں ڈھونڈا تو ان کی لاش سات لاشوں کے پاس پائی گئی جن کو سیدنا جلیبیب نے مارا تھا۔ وہ سات کو مار کر شہید ہو گئے۔ رسول اللہ (ص) ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر پھر فرمایا کہ اس نے سات

آدمیوں کو مارا، اس کے بعد خود مارا گیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ پھر آپ (ص) نے اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھا اور صرف آپ (ص) کے ہاتھ ہی اس کی چارپائی تھے۔ اس کے بعد قبر کھدواکر اس میں رکھ دیا۔ اور راوی نے غسل کا بیان نہیں کیا۔

باب: سیدنا حسان بن ثابت ص کی فضیلت کا بیان۔

1713: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ص سیدنا حسان ص کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے (معلوم ہوا کہ اشعار جو اسلام کی تعریف اور کافروں کی برائی یا جہاد کی ترغیب میں ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے)۔ سیدنا عمر ص نے ان کی طرف (غصہ سے) دیکھا۔ سیدنا حسان ص نے کہا کہ میں تو مسجد میں (اس وقت بھی) شعر پڑھتا تھا جب تم سے بہتر شخص (یعنی نبی (ص)) موجود تھے۔ پھر سیدنا ابوہریرہ ص کی طرف دیکھا او رکہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے؟ آپ (ص) فرماتے تھے کہ اے حسان! میری طرف سے جواب دے، اے اللہ اس کی روح القدس (جبریل ں) سے مدد کر۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا ہاں میں نے سنا ہے یااللہ تو جانتا ہے۔

1714: سیدنا براء بن عازب ص کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) سیدنا حسان بن ثابت ص سے فرماتے تھے کہ (کافروں کی) ہجو کر اور جبرئیل تیرے ساتھ ہیں۔ (کسی کی برائی بیان کرنے کو ہجو کہتے ہیں)۔

1715: مسروق کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو ان کے پاس سیدنا حسان بن ثابت ص بیٹھے اپنی غزل میں سے ایک شعر سنا رہے تھے جو چند بیتوں کی انہوں نے کہی تھی۔ وہ شعر یہ ہے کہ: ”پاک ہیں اور عقل والی ان پہ کچھ تہمت نہیں ۔ صبح کو اٹھتی ہیں بھوکی غافلوں کے گوشت سے“ (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں کیونکہ غیبت کرنا گویا اس کا گوشت کھانا ہے)۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسان ص سے کہا کہ لیکن تو ایسا نہیں ہے (یعنی تو لوگوں کی غیبت کرتا ہے)۔ مسروق نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہاکہ آپ حسان ص کو اپنے پاس کیوں آنے دیتی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا ہے کہ ”وہ شخص جس نے ان میں سے بڑی بات (یعنی اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ ص پر تہمت لگانے) کا بیڑا اٹھایا اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔“ (حسان بن ثابت ص ان لوگوں میں شریک تھے جنہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ پھر آپ (ص) نے ان کو حد لگائی) اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس سے زیادہ عذاب کیا ہو گا کہ وہ نابینا ہو گیا ہے اورکہا کہ وہ رسول اللہ (ص) کی طرف سے کافروں کی جوابدہی کرتا تھا یا ہجو کرتا تھا۔(اس لئے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتی ہوں) ۔

1716: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قریش کی ہجو کرو کیونکہ ہجو ان کو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ ناگوار ہے۔پھر آپ (ص) نے ایک شخص کو سیدنا ابن رواحہ ص کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کرو۔ انہوں نے ہجو کی لیکن آپ (ص) کو پسند نہ آئی۔ پھر سیدنا کعب بن مالک ص کے پاس بھیجا۔ پھر سیدنا حسان بن ثابت ص کے پاس بھیجا۔ جب سیدنا حسان آپ (ص) کے پاس آئے توانہوں نے کہا کہ تم پر وہ وقت آگیا کہ تم نے اس شیر کو بلا بھیجا جو اپنی دُم سے مارتا ہے (یعنی اپنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے گویا میدانِ فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں)۔ پھر اپنی زبان باہرنکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کیا کہ قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول

اللہ (ص) نے فرمایا کہ اے حسان! جلدی مت کر! کیونکہ ابوبکر ص قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی ہیں، تو وہ میرا نسب تجھے علیحدہ کر دیں گے۔ پھر حسان سیدنا ابوبکر ص کے پاس آئے، پھر اس کے بعد لوٹے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! سیدنا ابوبکر ص نے آپ (ص) کانسب مجھ سے بیان کر دیا ہے، قسم اس کی جس نے آپ (ص) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا، میں آپ (ص) کو قریش میں سے ایسا نکال لوں گا جیسے بال آٹے میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) حسان سے فرماتے تھے کہ روح القدس ہمیشہ تیری مدد کرتے رہیں گے جب تک تو اللہ اور اس کے رسول (ص) کی طرف سے جواب دیتا رہے گا۔ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہاکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو شفا دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔ حسان نے کہا کہ #

تو نے محمد (ص) کی بُرائی کی تو میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا۔

تو نے محمد (ص) کی بُرائی کی جو نیک اور پرہیزگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول (ص) ہیں اور وفاداری ان کی خصلت ہے۔

میرے باپ دادا اور میری آبرو محمد (ص) کی آبرو بچانے کے لئے قربان ہیں۔

اگر کداء (مکہ کے دروازے پر گھاٹی) کے دونوں جانب سے غبار اڑتا ہو نہ دیکھو تو میں اپنی جان کو کھوؤں۔

ایسی اونٹنیاں جو باگوں پر زور کریں گی اور اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں، انکے کندھوں پر وہ برچھے ہیں جو باریک ہیں یا خون کی پیاسی ہیں

اور ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، انکے منہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے پونچھتی ہیں۔

اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کر لیں گے اور فتح ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا۔

نہیں تو اس دن کی مار کے لئے صبر کرو جس دن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار کا لشکر ہے، جس کا کھیل کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

ہم تو ہر روز ایک نہ ایک تیاری میں ہیں، گالی گلوچ ہے کافروں سے یا لڑائی ہے یا کافروں کی ہجو ہے۔

تم میں سے جو کوئی اللہ کے رسول (ص) کی ہجو کرے او ران کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں ۔

جبرائیل اللہ کے رسول ہم میں ہیں اور روح القدس جن کا کوئی مثل نہیں ہے۔

باب: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ص کی فضیلت کابیان۔

1717: سیدنا جریر ص کہتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ (ص) نے مجھے کبھی (ص) ندر آنے سے نہیں روکا، اور مجھے کبھی نہیں دیکھا مگر آپ (ص) اپنے چہرے پر مسکراہٹ لئے ہوئے ہوتے تھے (یعنی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے ملتے تھے)۔

1718: سیدنا جریر ص کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے جریر! تو مجھے ذوالخلصہ سے آرام نہیں دیتا؟ اور ذوالخلصہ (قبیلہ) خثعم کا ایک بت خانہ تھا اس کو کعبہ یمانی بھی کہتے تھے۔ سیدنا جریر ص نے کہا کہ میں ڈیڑھ سو سوار لے کر وہاں گیااورمیں گھوڑے پر نہیں جمتا تھا تو میں نے رسول اللہ (ص) سے یہ بیان کیا تو آپ (ص) نے اپناہاتھ میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو جما دے اور اس کو راہ دکھانے والا، راہ پایا ہوا کر دے۔ پھر سیدنا جریر ص گئے اور ذوالخلصہ کو آگ سے جلا دیا۔ اس کے بعد ایک شخص جس کا نام ابوارطاۃ تھا خوشخبری کے لئے رسول اللہ (ص) کے پاس روانہ کیا۔ وہ آپ (ص) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم ذوالخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح چھوڑ کر آئے (خارشی اونٹ پر کالا روغن ملتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ بھی جل کر کالا ہو گیا تھا)۔ رسول اللہ (ص) نے (قبیلہ) احمس کے گھوڑوں اور مَردوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

باب: اصحابِ شجرہ ث کی فضیلت کا بیان۔

1719: سیدہ اُمّ مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس فرماتے تھے کہ ان شاء اللہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا۔ یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کیوں نہ جائیں گے؟ آپ (ص) نے ان کو جھڑکا۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”کوئی تم میں سے ایسا نہیں جو جہنم پر سے نہ جائے“ (مریم: 71) پس نبی (ص) نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو ان کے گھٹنوں کے بل اس میں چھوڑ دیں گے“ (مریم: 72)۔

باب: شہدائے بدر کی فضیلت کا بیان۔

1720: سیدنا علی ص نے کہا کہ ہمیں یعنی رسول اللہ (ص) نے مجھے، سیدنا زبیر صاور سیدنا مقداد ص کو روضہ خاخ مقام پر بھیجااور فرمایا کہ جاؤ اور وہاں تمہیں ایک عورت اونٹ پر سوار ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے کر آؤ۔ ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے اچانک وہ عورت ہمیں ملی تو ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ بولی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ خط نکال یا اپنے کپڑے اتار۔ پس اس نے وہ خط اپنے جُوڑے سے نکالا۔ ہم وہ خط رسول اللہ (ص) کے پاس لے کر آئے، اس میں لکھا تھا حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کے نام (اور اس میں) رسول اللہ (ص) کی بعض باتوں کا ذکر تھا (ایک روایت میں ہے کہ حاطب نے اس میں رسول اللہ (ص) کی تیاری اور فوج کی آمادگی اور مکہ کی روانگی سے کافروں کو مطلع کیا تھا) آپ (ص) نے فرمایا کہ اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ وہ بولے کہ یارسول اللہ (ص)! آپ جلدی نہ فرمائیے (یعنی فوراً بولے کہ مجھے سزا نہ دیجئے میرا حال سن لیجئے)، میں قریش سے ملا ہوا ایک شخص تھا یعنی ان کا حلیف تھا اور قریش میں سے نہ تھا اور آپ (ص) کے مہاجرین جو ہیں ان کے رشتہ دار قریش میں بہت ہیں جن کی وجہ سے (ص) ن کے گھر بارکا بچاؤ ہوتا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ میرا ناتاتو قریش سے نہیں ہے، میں بھی ان کا کوئی کام ایسا کر دوں جس سے میرے اہل و عیال والوں کا بچاؤ کریں گے اور میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ میں کافر ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں اور نہ مسلمان ہونے کے بعد کفر سے خوش ہو کر کیا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا۔ سیدنا عمر ص نے کہ کہ یارسول اللہ (ص)! آپ چھوڑئیے میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو جھانکا اور فرمایا کہ تم جو اعمال چاہو کرو (بشرطیکہ کفر تک نہ پہنچیں) میں نے تمہیں بخش دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

کہ ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ“۔ (الممتحنة: 1)۔

باب: قریش، انصار اور ان کے علاوہ کی فضیلت کا بیان۔

1721: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع (سارے قبائل) دوست ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول (ص) کے ان کا کوئی حمایتی نہیں ۔

باب: قریش کی عورتوں (کی فضیلت) کا بیان ۔

1722: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ قریش کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں جو اونٹوں پر سوار ہوئیں بچے پر سب سے زیادہ مہربان (جب وہ چھوٹا ہو) اور اپنے خاوند کے مال کی بڑی نگہبان ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) سیدنا ابوہریرہ ص کہا کرتے تھے کہ سیدہ مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کبھی اونٹ پر نہیں چڑھیں۔

باب: انصارث کے فضائل کا بیان ۔

1723: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ یہ آیت کہ ”جب تم میں سے دوگروہوں نے ہمت ہار دینے کا قصد کیا اور اللہ ان دونوں کا دوست ہے“ (آلِ عمران: 122) ہم لوگوں یعنی بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے بارے میں اتری۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ یہ آیت نہ اترتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اور اللہ ان دونوں کا دوست ہے“ ۔

1724: سیدنا زید بن ارقم ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے اللہ! انصار کو بخش دے اور انصار کے بیٹوں کو اور پوتوں کو (بھی معاف فرما دے)۔

1725: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ (ص) سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اے لوگو! تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ یعنی انصار کے لوگوں سے فرمایا۔

1725م: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ (ص) کے پاس آئی توآپ (ص) نے اس سے تنہائی کی (شاید وہ محرم ہو گی جیسے اُمّ سلیم تھیں یا اُمّ حرام تھیں یا تنہائی سے مراد یہ ہے کہ اس نے علیحدہ سے کوئی بات آپ (ص) سے پوچھی) اور فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ تین بار یہ فرمایا۔

1726: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے انصار کی بخشش کے لئے اور انصار کی اولاد اور ان کے غلاموں کے لئے بھی بحشش کی دعا کی۔

1727: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: انصار میری انتڑیاں اور میری گٹھڑیاں ہیں (کپڑا رکھنے کی یعنی میرے خاص معتمد اور اعتباری لوگ ہیں)۔ اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے، پس ان کی نیکی کو قبول کرو اور ان کی بُرائی سے درگزر کرو۔

باب: انصار کے گھروں میں بھلائی ہونے کا بیان۔

1728: سیدنا ابواسید انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: انصار میں بہتر گھر بنی نجار کا ہے، پھر بنی عبداشہل کا پھر بنی حارث بن خزرج کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے ہر گھر میں بہتری

ہے۔ ابوسلمہ نے کہا کہ سیدنا ابواسید نے کہا کہ کیا میں رسول اللہ (ص) پر تہمت کرتاہوں؟ اگر میں جھوٹاہوتا تو اپہلہ (ص) پنی قوم بنی ساعدہ کانام لیتا۔ یہ خبر سیدنا سعد بن عبادہ ص کو پہنچی تو انہیں رنج ہوا اور وہ کہنے لگے کہ ہم پیچھے چھوڑ دیئے گئے ہم چاروں کے آخر میں ہوئے، میرے گدھے پر زین کسو کہ میں رسول اللہ اکے پاس جاؤں گا۔ سیدنا سہل ص کے بھتیجے نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ (ص) کے پاس ان کی بات کا رد کرنے جاتے ہو حالانکہ آپ (ص) خوب جانتے ہیں؟ کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ چار میں سے چوتھے تم ہو؟ یہ سن کر سیدنا سعد لوٹے اور فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں اور گدھے سے زین کو کھول ڈالنے کا حکم دیا۔

باب: انصار ث سے اچھا برتاؤ کرنے کے متعلق۔

1729: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ص کے ساتھ سفر میں نکلا اور وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ تم میری خدمت مت کرو (کیونکہ تم بڑے ہو) انہوں نے کہا کہ میں نے انصار کو رسول اللہ (ص) کے ساتھ جو کام کرتے دیکھا ہے تو قسم کھائی ہے کہ جب کسی انصار کے ساتھ ہوں گا تو اس کی خدمت کروں گا (یعنی انصار نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اور دشمن سے حفاظت کی ہے وغیرہ) اور سیدنا جریر ص سیدنا انس ص سے بڑے تھے۔

باب: اشعریین ث کے فضائل کے بارے میں۔

1730: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کہ میں اشعریوں کی آواز قرآن پڑھنے سے پہچان لیتا ہوں جب وہ رات کو آتے ہیں اور رات کو ان کی آواز سے ان کا ٹھکانہ بھی پہچان لیتا ہوں اگرچہ دن کو ان کا ٹھکانہ نہ دیکھا ہو جب وہ دن کو اترے ہوں۔ اور انہی لوگوں میں سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب کافروں کے سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا ہمیں فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں (یعنی اپنے تئیں دانائی او رحکمت سے بچا لیتا ہے۔ کیونکہ دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں)۔

1731: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اشعری قبیلہ کے لوگ جب لڑائی میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے بیوی بچوں کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہیں، پھر آپس میں برابر بانٹ لیتے ہیں۔ یہ لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں (یعنی میں ان سے راضی ہوں اور ایسے اتفاق کو پسند کرتا ہوں)۔

باب: ”غفار“ اور ”اسلم“ قبائل کیلئے نبی (ص) کی دعا۔

1732: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (قبیلہ) اسلم کو سلامت رکھا اور (قبیلہ) غفار کو بخشا اور یہ میں نہیں کہتا بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

1733: سیدنا خفاف بن ایماء غفاری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اپنی نماز میں فرمایا کہ اے اللہ! بنی لحیان کو لعنت کر اور رعل کو، ذکوان اور عصیہ کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ص) کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ نے (قبیلہ) غفار کو بخش دیااور (قبیلہ) اسلم کو محفوظ کر دیا۔

باب: (قبیلہ) ”مزینہ“ ، ”جہینہ“‘ اور ”غفار“ کی فضیلت کا بیان۔

1734: سیدنا ابوبکرہ ص سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس ص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور کہاکہ حاجیوں کو لوٹنے والے (قبائل) اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے لوگوں نے بیعت کی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر (قبیلہ) اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبائل بنی تمیم، بنی عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو یہ لوگ (یعنی بنی تمیم وغیرہ) خسارہ میں رہے اور نامراد ہوئے)؟ وہ بولا ہاں آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ ان سے بہتر ہے (یعنی (قبیلہ اسلم اور غفار وغیرہ قبیلہ بنی تمیم وغیرہ سے بہتر ہیں)۔

باب: جو بنو طئی کے بارے میں ذکر کیا گیا۔

1735: سیدنا عدی بن حاتم ص کہتے ہیں کہ میں سیدنا عمر بن خطاب ص کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ سب سے پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے اصحاب کے چہروں کو چمکا دیا(یعنی ان کو خوش کر دیا، قبیلہ) طئی کا صدقہ تھا۔ (اور کہا کہ) وہ صدقہ تم (یعنی عدی بن حاتم) رسول اللہ (ص) کے پاس لیکر آئے تھے۔

باب: قبیلہ دوس کے متعلق جو کچھ ذکر کیا گیا۔

1736: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ طفیل ص اور ان کے ساتھی آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول (ص) ! (قبیلہ) دوس نے کفر اختیار کیا ہے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا تو دوس کے لئے بددعاء کیجئے۔ کہا گیا کہ دوس کے لوگ تباہ ہوئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! دوس کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لے کر آ۔

باب: بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں۔

1737: ابو زرعہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ میں ہمیشہ (قبیلہ) بنی تمیم سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھتا ہوں جو میں نے رسول اللہ (ص) سے سنیں ہیں۔ میں نے آپ (ص) کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ سخت ہیں اور ان کے صدقے آئے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں اور اس قبیلہ کی ایک عورت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیدی تھی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے، یہ سیدنا اسماعیل ں کی اولاد میں سے ہے۔

باب: نبی (ص) کے اصحاب کے بھائی چارے کے متعلق۔

1738: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابوعبیدہ الجراح اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہما میں بھائی چارہ کرا دیا۔

1739: عاصم احول کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک ص سے کہا گیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے؟ تو سیدناانس ص نے کہا کہ بیشک رسول اللہ (ص) نے قریش اور انصار کے درمیان اپنے گھر میں حلف کرایا۔

وضاحت : حلف قسم کو کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگ کسی سے معاہدہ اور بھائی چارہ قائم کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے لیکن اسلام نے وراثت کے اصول بتا دئیے ہیں کہ غیر آدمی کسی کا وارث نہیں بن سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی سے حلف یا بھائی چارہ کیا جائے اور اس میں ورثہ لینے والی بات نہ ہو تو جائز ہے اور اسلام نے ایسے حلف کو مزید مضبوط کیا ہے۔ لیکن اگر وراثت میں شرکت کا

معاملہ ہو تو اسلام نے اس حلف کو ختم کر دیا ہی ہے۔

1740: سیدناجبیر بن مطعم ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اسلام میں حلف نہیں ہے (یعنی ایسا حلف جس میں وراثت وغیرہ تک میں شرکت ہو) اور جوقسم جاہلیت کے زمانہ میں (نیک بات کے لئے) کی ہو، وہ اسلام سے اور مضبوط ہو گئی۔

باب: نبی (ص) کا قول کہ میں اپنے صحابہ کرام ث کے لئے بچاؤ ہوں اور میرے اصحاب میری امت کے لئے بچاؤ ہیں۔

1741: سیدناابوبردہ اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ (ص) کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ (ص) کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ پھر ہم بیٹھے رہے اور آ پ (ص) باہر تشریف لائے۔ آ پ (ص) نے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں یارسول (ص) للہ (ص)! ہم نے آپ (ص) کے ساتھ نماز مغرب پڑھی، پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آ پ (ص) کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا یا ٹھیک کیا۔ پھر آپ (ص) نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ (ص) اکثر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر فرمایا کہ ستارے آسمان کے بچاؤ ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا)۔ اور میں اپنے اصحاب کا بچاؤ ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کاوعدہ ہے (یعنی فتنے اور فساد اورلڑائیاں)۔ اور میرے اصحاب میری امت کے بچاؤ ہیں۔ جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائیگا جس کا وعدہ ہے (یعنی اختلاف و انتشار وغیرہ)۔

باب: اس آدمی کے متعلق جس نے نبی (ص) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (ص) کو دیکھا یا جس نے اصحاب نبی (ص) کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

1742: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمیوں کے جھنڈ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں سے وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا ہو؟تو وہ لوگ کہیں گے کہ ہاں! تو ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھیں گے کہ تم میں سے کوئی وہ ہے جس نے رسول اللہ (ص) کے صحابی کو دیکھا ہو (یعنی تابعین میں سے کوئی ہے؟) لوگ کہیں کے کہ ہاں! پھر ان کی فتح ہو جائے گی۔ پھر آدمیوں کے لشکر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ تم میں سے کوئی وہ ہے جس نے صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعین میں سے) ؟ تو لوگ کہیں گے کہ ہاں۔ پھر لوگوں کے گروہ جہاد کریں گے تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اتباع تابعین کو دیکھا ہو؟

باب: بہترین زمانہ صحابہ کرام ث کا زمانہ ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے، پھر وہ جو ان کے بعد والا ہے۔

1743: سیدنا عمران بن حصین ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم سب میں بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر جو ان سے نزدیک ہیں، پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر جو ان سے نزدیک ہیں۔ سیدنا عمران ص نے کہا کہ میں ٹھیک سے نہیں جانتا کہ رسول اللہ (ص) اپنے زمانہ کے بعد دو کا ذکر فرمایا یا تین کا ذکر فرمایا۔ پھر ان کے بعد وہ لوگ پیداہوں گے جو گواہی کے مطالبہ کے بغیر گواہی دیں گے، خائن ہوں گے اور امانتداری نہ کریں گے، نذر مانیں گے لیکن پوری نہ کریں گے اور ان میں موٹاپا پھیل جائے گا۔

باب: لوگوں کو مختلف کانیں پاؤ گے۔

1744: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (جیسے بعض کان سونے کی ہے اور بعض لوہے کی ویسے ہی آدمی بھی مختلف ہیں کسی کا خاندان عمدہ ہے اصل ہے کوئی اچھا ہے کوئی بُرا ہے) تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے۔ پس جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں جب دین میں سمجھدار ہو جائیں اور تم بہتر اس کو پاؤ گے جو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام سے بہت نفرت رکھتاہو (یعنی جو کفر میں مضبوط تھا وہ اسلام لانے کے بعد اسلام میں بھی ایسا ہی مضبوط ہو گا جیسے سیدنا عمر اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہماوغیرہ یا یہ مراد ہے کہ جوخلافت سے نفرت رکھے اسی کی خلافت عمدہ ہو گی)۔ اور تم سب سے بُرا اس کو پاؤ گے جو دو رؤیے ہو کہ ان کے پاس ایک منہ لے کر آئے اور ان کے پاس دوسرا منہ لے کر جائے۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ جو چیز آج زمین پر سانس والی موجود ہے وہ سوسال تک ختم ہو جائے گی۔

1745: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اپنی آخری عمر میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے (ص) ور فرمایا کہ تم نے اپنی اس رات کو دیکھا؟ اب سے سو برس کے آخر پر زمین والوں میں سے کوئی نہ رہے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے کہا کہ لوگ جو ”سو سال تک“ والی احادیث بیان کرتے ہیں اس میں انہیں مغالطہ لگا ہے۔ بلکہ آپ (ص) نے یہ فرمایا کہ آج جولوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی نہ رہے گا یعنی یہ صدی پوری ہو جائے گی۔

باب: نبی (ص) کے اصحاب کو گالی دینے کی ممانعت اور بعد والوں پر ان کی فضیلت ۔

1746: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میرے اصحاب کو بُرا مت کہو، میرے اصحاب کو بُرا مت کہو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو انکے مد (سیر بھر) یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا ۔

باب: اویس قرنی (تابعی) کا ذکر اور ان کی فضیلت کا بیان۔

1747: سیدنا عمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ تابعین میں ایک بہترین شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں، اس کی ایک ماں ہے (یعنی رشتے داروں میں سے صرف ماں زندہ ہو گی) اور اس کو ایک سفیدی ہو گی۔ تم اس سے کہنا کہ تمہارے لئے دعا کرے۔

1748: سیدنا اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ص کے پاس جب یمن سے مدد کے لوگ آتے (یعنی وہ لوگ جو ہر ملک سے (ص) سلام کے لشکر کی مدد کے لئے جہاد کرنے کو آتے ہیں) تو وہ ان سے پوچھتے کہ تم میں اویس بن عامر بھی کوئی شخص ہے؟ یہاں تک کہ سیدنا عمر ص خود اویس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارا نام اویس بن عامر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تم مراد قبیلے کی شاخ قرن سے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ تمہیں برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم برابر باقی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تمہاری ماں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ تب سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ تمہارے پاس اویس بن عامر یمن والوں کی کمکی فوج کے ساتھ آئے گا، وہ قبیلہ مراد سے ہے جو قرن کی شاخ ہے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کرے۔ پھر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے اپنے لئے دعاکرانا۔ تو میرے لئے دعا کرو۔

پس تم اویس نے سیدنا عمر ص کے لئے بخشش کی دعا کی۔ تو سیدنا عمر ص نے کہا کہ تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کوفہ میں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں تمہیں کوفہ کے حاکم کے نام ایک خط لکھ دوں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو ایک شخص نے کوفہ کے رئیسوں میں سے حج کیا۔ وہ سیدنا عمر ص سے ملا تو سیدنا عمر ص نے اس سے اویس کا حال پوچھا تو وہ بولاکہ میں نے اویس کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کے گھر میں اسباب کم تھا اور (خرچ سے)تنگ تھے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اویس بن عامر تمہارے پاس یمن والوں کے امدادی لشکر کے ساتھ آئے گا، وہ مراد قبیلہ کی شاخ قرن میں سے ہے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا صرف درہم کے برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے۔ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کرے۔ پھر اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ تیرے لئے دعا کرے تو اس سے دعا کرانا۔ وہ شخص یہ سن کر اویس کے پاس آیا او رکہنے لگا کہ میرے لئے دعا کرو۔ اویس نے کہا کہ تو ابھی نیک سفر کر کے آ رہا ہے (یعنی حج سے) میرے لئے دعا کر۔ پھر وہ شخص بولا کہ میرے لئے دعا کر۔ اویس نے یہی جواب دیا پھر پوچھا کہ تو سیدنا عمر ص سے ملا؟ وہ شخص بولا کہ ہاں ملا۔ اویس نے اس کے لئے دعا کی۔ اس وقت لوگ اویس کا درجہ سمجھے۔ وہ وہاں سے سیدھے چلے۔ اُسیر نے کہا کہ میں نے ان کو ان کا لباس ایک چادر پہنائی جب کوئی آدمی ان کو دیکھتا تو کہتا کہ اویس کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی ہے؟

باب: مصر اور اہلِ مصر کے بارے میں۔

1749: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم ایک ملک مصر کو فتح کرو گے جہاں قیراط کا رواج ہو گا (قیراط درہم اور دینار کا ایک ٹکڑا ہے او رمصر میں اس کا بہت رواج تھا)۔ وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا کیونکہ ان کا ذمہ تم پر ہے اور ان کا تم سے ناتا بھی ہے (اس لئے کہ سیدہ ہاجرہ اسماعیل ں کی والدہ مصر کی تھیں (ص) ور وہ عرب کی ماں ہیں) }یا یہ فرمایا کہ ان کا تم پر حق ہے اور ان سے دامادی کا رشتہ بھی ہے{ (اور وہ رشتہ یہ تھا کہ رسول اللہ (ص) کے صاحبزادہ سیدنا ابراہیم علیہ اسلام کی والدہ ماریہ مصر کی تھیں)۔ پس جب تم دو اشخاص کو وہاں ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھو تو وہاں سے نکل آنا۔ پھر سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل آیا۔

باب: عمان کے بارے میں جو آیا ہے ۔

1750: سیدنا ابوبرزہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ایک آدمی کو عرب کے کسی قبیلہ کی طرف بھیجا (وہاں کے) لوگوں نے اس کو بُرا کہا اور مارا۔ وہ آپ (ص) کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر تو عمان والوں کے پاس جاتا تو وہ تجھے بُرا نہ کہتے نہ مارتے (کیونکہ وہاں کے لوگ اچھے ہیں)۔

باب: فارس (ایران) کے بارے میں جو بیان ہوا ۔

1751: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ بیٹھے تھے کہ سورة جمعہ نازل ہوئی۔ پس جب آپ (ص) نے یہ آیت پڑھی کہ ”پاک ہے وہ اللہ جس نے عرب کی طرف پیغمبر بھیجا اور اوروں کی طرف بھی جو ابھی عرب سے نہیں ملے“ (الجمعہ:3) ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ لوگ کون ہیں جو عرب کے سوا ہیں؟ آپ (ص) نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے ایک، دو یا تین بار پوچھا۔ اس

وقت ہم لوگوں میں سیدنا سلمان فارسی ص بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ (ص) نے اپنا دست مبارک ان پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا (ستارے) پر ہوتا تو بھی انکی قوم میں سے کچھ لوگ اس تک پہنچ جاتے۔

باب: آدمیوں کی مثال ان سو اونٹوں کی طرح ہے جن میں سواری کے لائق کوئی بھی نہ ہو ۔

1752: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم آدمیوں کو ایسا پاتے ہو جیسے سو اونٹ، کہ ان اونٹوں میں ایک بھی (چالاک عمدہ) سواری کے قابل نہیں ملتا (اسی طرح عمدہ، مہذب، عاقل، نیک، نیک بخت، خوش اخلاق یا صالح پرہیزگار یا موحد دیندار سوآدمیوں میں ایک آدمی بھی نہیں نظرآتا)۔

باب: بنو ثقیف میں سے جس جھوٹے اور ہلاکو کا ذکر کیا گیا ہے۔

1753: ابونوفل کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا (یعنی مکہ کا وہ ناکہ جو مدینہ کی راہ میں ہے) کہتے ہیں کہ قریش کے لوگ ان پر سے گزرتے تھے اور دوسرے لوگ بھی (ان کو حجاج نے سولی دیکر اسی پر رہنے دیا تھا)، یہاں تک کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص بھی ان پر سے گزرے۔ وہاں کھڑے ہوئے اور کہاکہ السلام علیکم یا ابوخبیب! (ابوخبیب سیدنا عبداللہ بن زبیر صکی کنیت ہے اور ابوبکر اور ابوبکیر بھی ان کی کنیت ہے) اسلام علیکم یا ابوخبیب! السلام علیک یا ابوخبیب! (اس سے معلوم ہوا کہ میت کو تین بار سلام کرنا مستحب ہے) اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا، اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا، اللہ کی قسم میں تو تمہیں اس سے منع کرتا تھا (یعنی خلافت اور حکومت اختیار کرنے سے) اللہ کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم روزے رکھنے والے اور رات کو عبادت کرنے والے اورناتے کو جوڑنے والے تھے۔ اللہ کی قسم وہ گروہ جس کے تم بُرے ہو وہ عمدہ گروہ ہے (یہ انہوں نے برعکس کہا بطریق طنز کے یعنی بُرا گروہ ہے اور ایک روایت میں صاف ہے کہ وہ بُرا گروہ ہے) پھر سیدنا عبداللہ بن عمر ص وہاں سے چلے گئے ۔ پھر سیدنا عبداللہ بن عمر ص کے وہاں ٹھہرنے (ص) ور بات کرنے کی خبر حجاج تک پہنچی تو اس نے ان کوسولی پر سے اتروا لیا اور یہود کے قرستان میں ڈلوا دیا۔ (اور حجاج یہ نہ سمجھا کہ اس سے کیا ہوتا ہے۔انسان کہیں بھی گرے لیکن اس کے اعمال اچھے ہونا ضروری ہیں)۔ پھر حجاج نے ان کی والدہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا تو انہوں نے حجاج کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ حجاج نے پھر بلا بھیجا اور کہاکہ تم آتی ہو توآؤ ورنہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہارا چونڈا پکڑ کر گھسیٹ کر لائے گا۔ انہوں نے پھر بھی آنے سے انکار کیا اور کہاکہ اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہ آؤں گی جب تک تومیرے پاس اس کو نہ بھیجے جو میرے بال کھینچتا ہوا مجھے تیرے پاس لے جائے۔آخر حجاج نے کہاکہ میری جوتیاں لاؤ اور جوتے پہن کر اکڑتا ہوا چلا، یہاں تک کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم نے دیکھا کہ اللہ کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا؟ (یہ حجاج نے اپنے اعتقاد کے موافق سیدناعبداللہ بن زبیر ص کو کہا ورنہ وہ خود اللہ کا دشمن تھا) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تو نے عبداللہ بن زبیر کی دنیا بگاڑ دی اور اس نے تیری آخرت بگاڑ دی۔ میں نے سنا ہے کہ تو عبداللہ بن زبیر کو کہتاتھا کہ دو کمربند والی کا بیٹا ہے؟ بیشک اللہ کی قسم میں دوکمربند والی ہوں۔ ایک کمربند میں تو میں رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر صدیق ص کاکھانا اٹھاتی تھی کہ جانور اس کو کھا نہ لیں اور ایک کمربند وہ تھا جو عورت کو درکار ہے (سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمربند کو پھاڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر لئے تھے ایک سے تو کمربند باندھتی تھیں اور دوسرے کا رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابوبکر ص کے لئے دسترخوان بنایا تھا تو یہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی فضیلت تھی جس کو حجاج عیب سمجھتا تھا اور سیدنا عبداللہ بن زبیر ص کو ذلیل کرنے کے لئے دوکمربند والی کا بیٹا کہتا تھا)۔ تو خبردار رہ کہ رسول اللہ

(ص) نے ہم سے بیان کیاتھا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہو گا اور ایک ہلاکو۔ تو جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا اور ہلاکو میں تیرے سوا کسی کو نہیں سمجھتی۔ یہ سن کر حجاج کھڑا ہوا اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ جواب نہ دیا۔

کتاب: نیکی اور سلوک کے مسائل

باب: والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے بیان میں اور ان میں زیادہ حق کس کا ہے؟

1754: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیااور اس نے کہاکہ یارسول اللہ (ص)! سب لوگوں میں کس کا حق مجھ پر سلوک کرنے کے لئے زیادہ ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیری ماں ۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تیری ماں۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ آپ نے فرمایا کہ پھر تیری ماں۔ وہ بولا کہ پھر کون؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تیرا باپ۔ (آپ (ص) نے ماں کو مقدم کیا کس لئے کہ ماں بچے کے ساتھ بہت محنت کرتی ہے، حمل نو مہینے، پھر جننا، پھر دودھ پلانا، پھر پالنا، بیماری، دکھ میں خبر لینا)۔

باب: والدین سے نیکی کرنا (نفلی) عبادت سے مقدم ہے۔

1755: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: گود میں کسی بچے نے بات نہیں کی سوائے تین بچوں کے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام دوسرے جریج کا ساتھی۔ اور جریج نامی ایک شخص عابد تھا، اس نے ایک عبادت خانہ بنایا اور اسی میں رہتا تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اسے بلایا کہ اے جریج! تو وہ (دل میں) کہنے لگا کہ یا اللہ میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں (میں نماز پڑھے جاؤں یا اپنی ماں کو جواب دوں)؟ آخر وہ نماز ہی میں رہاتو اس کی ماں واپس چلی گئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئی اور پکارا کہ اے جریج! وہ بولا کہ اے اللہ! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں، آخر وہ نماز میں ہی رہا پھر اس کی ماں تیسرے دن آئی اور بلایا لیکن جریج نماز ہی میں رہا تو اس کی ماں نے کہا کہ یااللہ! اس کو اس وقت تک نہ مارنا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے (یعنی ان سے اس کا سابقہ نہ پڑے)۔ پھر بنی اسرائیل نے جریج کا اور اس کی عبادت کا چرچا شروع کیا اور بنی اسرائیل میں ایک بدکار عورت تھی جس کی خوبصورتی سے مثال دیتے تھے، وہ بولی اگر تم کہو تو میں جریج کو آزمائش میں ڈالوں۔ پھر وہ عورت جریج کے سامنے گئی لیکن جریج نے اس کی طرف خیال بھی نہ کیا۔ آخر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے عبادت خانے میں آکر پناہ لیا کرتا تھااور اس کو اپنے سے صحبت کرنے کی اجازت دی تو اس نے صحبت کی جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جب بچہ جنا تو بولی کہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ یہ سن کر اس کے پاس آئے، اس کو نیچے اُتارا، اس کے عبادت خانہ کو گرا اور اسے مارنے لگے۔ وہ بولا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ تو نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور اس نے تجھ سے ایک بچے کو جنم دیا ہے ۔ جریج نے کہا کہ وہ بچہ کہا ں ہے؟ لوگ اس کو لائے تو جریج نے کہا کہ ذرا مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ پھر نماز پڑھی اور اس بچے کے پاس آکر اس کے پیٹ کو ایک ٹھونسا دیا اور بولا کہ اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا کہ فلاں چرواہا ہے۔ یہ سن کر لوگ جریج کی طرف دوڑے اور اس کو چومنے چاٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تیرا عبادت خانہ سونے اور چاندی سے بنائے دیتے ہیں۔ وہ بولا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی سے پھر بنا دو۔ تو لوگوں نے بنا دیا۔ (تیسرا) بنی اسرائیل میں ایک بچہ تھا جو اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ اتنے

میں ایک بہت عمدہ جانور پر خوش وضع، خوبصورت سوار گزرا۔ تو اس کی ماں اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ یااللہ! میرے بیٹے کو اس سوار کی طرح کرنا۔ یہ سنتے ہی اس بچے نے ماں کی چھاتی چھوڑ دی اور سوار کی طرف منہ کر کے اسے دیکھا اور کہنے لگا کہ یااللہ! مجھے اس کی طرح نہ کرنا۔ اتنی بات کر کے پھر چھاتی میں جھکا اور دودھ پینے لگا۔ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ گویا میں (اس وقت) نبی (ص) کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ (ص) نے اپنی انگلی کو چوس کر دکھایا کہ وہ لڑکا اس طرح چھاتی چوسنے لگا۔ پھر ایک لونڈی ادھر سے گزری جسے لوگ مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ۔۔۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے۔ تو اس کی ماں نے کہا کہ یااللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح نہ کرنا۔ یہ سن کر بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ یااللہ مجھے اسی لونڈی کی طرح کرنا۔ اس وقت ماں اور بیٹے میں گفتگو ہوئی تو ماں نے کہا کہ او سرمنڈے!جب ایک شخص اچھی صورت کا نکلا او رمیں نے کہا کہ یا اللہ! میرے بیٹے کو ایسا کرنا تو تو نے کہا کہ یااللہ مجھے ایسا نہ کرنااور لونڈی جسے لوگ مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا اور چوری کی ہے تو میں نے کہاکہ یا اللہ! میرے بیٹے کو اس کی طرح کانہ کرنا تو توکہتاہے کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح کرنا (یہ کیا بات ہے)؟ بچے بولا، وہ سوار ایک ظالم شخص تھا، میں نے دعاکی کہ یا اللہ مجھے اس کی طرح نہ کرناا ور اس لونڈی پر لوگ تہمت لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے زناکیا اور چوری کی ہے حالانکہ اس نے نہ زنا کیا ہے اور نہ چوری کی ہے تو میں نے کہا کہ یا اللہ مجھے اس کی مثل کرنا۔

باب: والدین کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کی غرض سے جہاد کو ترک کرنے کے متعلق۔

1756: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص صکہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں آپ (ص) سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا ثواب چاہتا ہوں۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ وہ بولا کہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ (ص) نے پوچھا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ثواب چاہتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان سے نیک سلوک کر۔

باب: نبی (ص) کا فرمان کہ ”اللہ تعالیٰ نے ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے ۔

1757: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کا زندہ گاڑھ دینا (جیسے کفار کیا کرتے تھے) اور نہ دینا (اس کو جس کا دینا ہے) مال ہوتے ہوئے) اور مانگنا (اس چیز کا جس کے مانگنے کا حق نہیں) کو تم پر حرام کر دیا ہے۔ اور تین باتوں کو بُرا جانتا ہے (گو اتنا گناہ نہیں جتنا پہلی تین باتوں میں ہے) بے فائدہ بولنا اور بہت زیادہ سوال کرنا اور مال کو برباد کرنا۔

باب: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس نے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا، پھر (انکی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

1758: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر خاک آلود ہو اس کی ناک، پھر خاک آلو د ہو اس کی ناک۔ کہا گیا کہ یارسول اللہ (ص) کس کی؟ فرمایا کہ جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بوڑھا پائے، پھر (ان کی خدمت گزاری کر کے) جنت میں نہ جائے۔

باب: بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔

1759: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ کو جاتے تو اپنے ساتھ ایک گدھا تفریح کے لئے رکھتے اور جب اونٹ کی سواری سے تھک جاتے تو اس پر سوار ہو جاتے اور ایک عمامہ رکھتے جو سر پر باندھتے تھے۔ ایک دن وہ گدھے پر جا رہے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی نکلا۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ کیا تو فلاں ابن فلاں نہیں ہے؟ وہ بولا کہ ہاں۔ سیدنا عبداللہ ص نے اس کو گدھا دیدیا اور کہا کہ اس پر چڑھ جا اور عمامہ بھی دیدیا اور کہاکہ اپنے سر پر باندھ لے۔ سیدنا عبداللہ ص کے بعض ساتھی بولے کہ تم نے اپنی تفریح کا گدھا دیدیا اور عمامہ بھی دیدیا جو اپنے سر پر باندھتے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے دوستوں سے (اچھا) سلوک کرے اور اس دیہاتی کا باپ سیدنا عمر ص کا دوست تھا۔

باب: بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بیان میں۔

1760: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کی دو بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا تو میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا تو وہی میں نے اس کو دیدی۔ اس نے وہ کھجور لے کر دو ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بیٹیوں کو دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ (ص) تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا حال آپ (ص) سے بیان کیا تو (ص) نے فرمایا کہ جو شخص بیٹیوں میں مبتلا ہو (یعنی ان کو پالے اور انہیں دین کی تعلیم کرے اور نیک شخص سے نکاح کر دے) تو وہ قیامت کے دن جہنم سے اس کی آڑ بن جائیں گی۔

1761: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش ان کے بالغ ہونے تک کرے، تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح سے آئیں گے اور آپ (ص) نے اپنی انگلیوں کو ملایا (یعنی قیامت کے دن میرا اور اس کا ساتھ ہو گا۔ مسلمان کو چاہئیے کہ اگر خود اس کی لڑکیاں ہوں تو خیر ورنہ دو یتیم لڑکیوں کو پالے اور جوان ہونے پر ان کا نکاح کر دے تاکہ نبی (ص) کا ساتھ اس کو نصیب ہو)۔

باب: صلہ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے ۔

1762: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی بڑھے اور اس کی عمر دراز ہو تو اپنے ناتے کو ملائے۔ (یعنی رشتے داروں سے اچھا سلوک کرے)۔

باب: صلہ رحمی کرنا اگرچہ وہ قطع رحمی کریں ۔

1763: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میرے کچھ رشتے دار ہیں، میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ احسان کرتا ہوں اور وہ بُرائی کرتے ہیں، میں بردباری کرتا ہوں اور وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر حقیقت میں تو ایسا ہی کرتا ہے تو ان کے منہ پر جلتی راکھ ڈالتا ہے اور ہمیشہ اللہ کی طرف سے تیرے ساتھ ایک فرشتہ رہے گا جو تمہیں اس وقت تک ان پر غالب رکھے گا جب تک تو اس حالت پر رہے گا۔

باب: صلہ رحمی اور قطع رحمی کے متعلق۔

1764: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے خلق کو پیدا کیا، پھر جب ان کے بنانے سے فراغت پائی تو ناتا کھڑا ہوا اور بولا کہ یہ اس کا مقام ہے (یعنی بزبانِ حال یا کوئی

فرشتہ اس کی طرف سے بولا اور یہ تأویل ہے اور ظاہری معنی ٹھیک ہے کہ خود ناتا بولا اور اس عالم میں ناتے کی زبان ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے) جو ناتا توڑنے سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں۔ تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ میں اس کو ملاؤں جو تجھے ملائے اور اس سے کاٹوں جو تجھے کاٹے؟ ناتا بولا کہ میں اس سے راضی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس تجھے یہ درجہ حاصل ہوا۔ پھر رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھ لو اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ ”اگر تمہیں حکومت حاصل ہو جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور ناتوں کو توڑو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، ان کو (حق بات کے سننے سے) بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے کیا (ان کے) دلوں پر تالے ہیں“ (محمد((ص)): 22..24)۔

1765: سیدنا جبیر بن مطعم ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: رشتہ داری کو توڑنے والا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ ابن ابی عمر نے کہاکہ سفیان نے کہا کہ یعنی جو شخص رشتہ ناتے کو توڑے (وہ جنت میں داخل نہ ہو گا)۔

باب: یتیم کی پرورش کرنے والے کے متعلق۔

1766: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: یتیم کی خبرگیری کرنے والا خواہ اس کا عزیز ہو یا غیر ہو، جنت میں میں اور وہ اس طرح سے ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

باب: بیواؤں اور مسکینوں کے لئے کمانے والے کے ثواب میں۔

1767: سیدنا ابوہریرہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص بیواؤں کے لئے کمائے اور محنت کرے یا مسکین کے لئے، اس کے لئے ایسا درجہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی فرمایا کہ جیسے اس کا (درجہ ہے) جو نماز کے لئے کھڑا رہے اور نہ تھکے اور جیسے اس روزہ دار کا جو روزہ ناغہ نہ کرے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کی فضیلت۔

1768: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جومیری بزرگی اور اطاعت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے؟ آج کے دن میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا اور آج کے دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔

1769: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی کی ملاقات کو ایک دوسرے گاؤں میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا، جب وہ وہاں پہنچا تو اس فرشتہ نے پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے؟ وہ بولا کہ اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے میں اس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ اس کا تیرے اوپر کوئی احسان ہے جس کو سنبھالنے کے لئے تو اس کے پاس جاتاہے؟ وہ بولا کہ نہیں اس کا کوئی احسان مجھ پر نہیں ہے، میں صرف اللہ کے لئے اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو فرشتہ بولا کہ پس میں اللہ تعالیٰ کاایلچی ہوں اور اللہ تجھے چاہتا ہے جیسے تو اس (اللہ) کی راہ میں اپنے بھائی کو چاہتا ہے۔

باب: آدمی جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے (روزِ قیامت) اسی کے ساتھ ہو گا۔

1770: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہاکہ یارسول اللہ (ص)! قیامت کب آئے گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ص) کی محبت۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تومحبت رکھے گا۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوئے۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ میں تو اللہ سے اور اس کے رسول (ص) سے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔

باب: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ محبت کرتا ہے تو اپنے بندوں میں بھی اس کی محبت ڈال دیتا ہی ہ

1771: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی اس سے محبت کرے پھر جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے، پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول کر دیا جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں پس تم بھی اس سے بغض رکھو، پھر وہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر آسمان والوں میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو وہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں اس کے بعد زمین والوں میں اس کی دشمنی جم جاتی ہے (یعنی زمین میں بھی اللہ کے جو نیک بندے یا فرشتے ہیں وہ اس کے دشمن رہتے ہیں)۔

باب: روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہیں ۔

1772: سیدناابوہریرہ ص مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ لوگ سونے چاندی کی معدنی کانوں کی طرح ہیں۔ جو جاہلیت میں اچھے ہوتے ہیں وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اچھے ہوتے ہیں، جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ اور روحیں جھنڈ کے جھنڈ ہیں۔ پھر جنہوں نے ان میں سے ایک دوسرے کی پہچان کی تھی، وہ دنیا میں بھی دوست ہوتی ہیں اور جو وہاں الگ تھیں، یہاں بھی الگ رہتی ہیں۔

باب: مومن (دوسرے) مومن کے لئے عمارت ی طرح ہے۔

1773: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومن (دوسرے) مومن کے لئے ایسا ہے جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رہتی ہے (اسی طرح ایک مومن کو لازم ہے کہ دوسرے مومن کا مددگار رہے)۔

باب: (سب مومن) رحمت و شفقت کے لحاظ سے ایک آدمی کی طرح ہیں

1774: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومنوں کی مثال ان کی دوستی اور اتحاد اور شفقت کے لحاظ سے ایک جسم کی طرح ہے (یعنی سب مومن مل کر ایک قالب کی طرح ہیں) جسم میں سے جب کوئی عضو درد کرتا ہے تو سارا جسم اس (تکلیف) میں شریک ہو جاتا ہے نیند نہیں آتی اور بخار آجاتا ہے (اسی طرح ایک مومن پر آفت آئے خصوصاً وہ آفت جو کافروں کی طرف سے پہنچے تو سب مومنوں کو بے چین ہونا چاہئیے اور اس کا علاج کرناچاہئیے)۔

باب: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو ذلیل بھی نہیں کرتا۔

1775: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: حسد مت کرو،بولی بڑھانے کے لئے قیمت مت لگاؤ ایک دوسرے سے دشمنی مت کرو، تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ پس نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو ذلیل کرے اور نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری یہاں ہے۔ اور آپ (ص) نے اپنے سینے کی طرف تین بار اشارہ کیا (یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک اس کا سینہ صاف نہ ہو) اور آدمی کو یہ بُرائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون، مال، عزت و آبرو۔

1776: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

باب: بندے پر پردہ پوشی کے بیان میں۔

1777: سیدنا ابو ہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر دنیا میں پردہ ڈال دیتا ہے تو آخرت میں بھی پردہ ڈالے گا۔ سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو کوئی شخص دنیا میں کسی بندے کا عیب چھپائے گا، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کا عیب چھپائے گا۔

باب: ساتھ بیٹھنے والوں کی سفارش کرنے کے بیان میں۔

1778: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے پاس جب کوئی شخص ضرورت لے کر آتا تو آپ (ص) اپنے ساتھیوں سے فرماتے کہ تم سفارش کرو، تمہیں ثواب ہو گا اور اللہ تعالیٰ تو اپنے پیغمبر کی زبان پر وہی فیصلہ کرے گا جو چاہتا ہے۔

باب: نیک ساتھی کی مثال۔

1779: سیدنا ابوموسیٰ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی۔ مشک والا یا تو تجھے یونہی تحفے کے طور پر سونگھنے کو دیدے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تو اس سے اچھی خوشبو پائے گا اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلاوے گا یا تجھے بُری بُو سونگھنی پڑے گی۔(یعنی اچھے اور برے ساتھی کے اثرات آدمی پر مرتب ہوتے ہیں)۔

باب: ہمسایے کے ساتھ (حسن سلوک کرنے) کی وصیت کے متعلق۔

1780: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں سمجھا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

باب: نیکی میں ہمسایوں کا (خاص) خیال رکھنے کے متعلق۔

1781: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ میرے دوست (ص) نے مجھے وصیت کی کہ جب تو گوشت پکائے تو شوربا

زیادہ رکھ اور اپنے ہمسایے کے گھر والوں کو دیکھ اور انہیں اس میں سے دے۔

1782: سیدنا ابوذر ص کہتے ہیں کہ مجھ سے نبی (ص) نے فرمایا کہ احسان اور نیکی کو مت کم سمجھو (یعنی ہر چھوٹے بڑے احسان میں ثواب ہوتا ہے) اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔

باب: نرمی کے بارے میں۔

1783: سیدنا جریر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو شخص نرمی سے محروم ہے، وہ بھلائی سے محروم ہے۔

1784: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اسے روایت کرتی ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: نرمی کسی چیز میں نہیں آتی مگر اس کو مزین کر دیتی ہے اور کسی چیز سے دور نہیں کی جاتی مگر اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔

باب: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

1785: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ نرمی (اور خوش اخلاقی) کو پسند کرتا ہے اور خود بھی نرم ہے اور نرمی پر وہ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہ کسی اور چیز پر۔

باب: تکبر کرنے والے کے عذاب کے بار ے میں۔

1786: سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: عزت اللہ تعالیٰ کی (تہبند کی) چادرہے اور بڑائی اس کی (اوڑھنے کی) چادر ہے (یعنی یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں) پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو کوئی یہ مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا، میں اس کو عذاب دوں گا۔

1787: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے نہ تو بات کرے گا، نہ ان کوپاک کرے گا، نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہے۔ ایک تو بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا محتاج مغرور۔

باب: اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھانے والے کے متعلق۔

1788: سیدنا جندب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے بیان فرمایا: ایک شخص بولا کہ اللہ کی قسم،اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کون ہے جو قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کے (جس نے قسم کھائی تھی) سارے اعمال لغو (بیکار) کر دئیے۔

باب: نرمی اور اس شخص کے متعلق جس کی بُرائی سے بچا جائے۔

1789: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی (ص) سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس کو اجازت دو، یہ اپنے کنبے میں ایک بُرا شخص ہے۔ جب وہ اندر آیا تو رسول اللہ (ص) نے اس سے نرمی سے باتیں کیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

کہاکہ یارسول اللہ (ص) آپ نے تو اس کو ایسا فرمایا تھا، پھر اس سے نرمی سے باتیں کیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! بُرا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت میں وہ ہو گا جس کو لوگ اس کی بدگمانی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔

باب: درگزر کرنے کے بیان میں۔

1790: سیدنا ابوہریرہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: صدقہ دینے سے کوئی مال نہیں گھٹتا اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

باب: غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لینے والے کے متعلق۔

1791: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بے اولاد تم کس کو سمجھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کو جس کے اولاد نہیں ہوتی (یعنی جیتی نہیں)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ بے اولاد نہیں ہے (اس کی اولاد تو آخرت میں اس کی مدد کرنے کو موجود ہے) بے اولاد حقیقت میں وہ شخص ہے جس نے اپنی اولاد میں سے اپنے آگے کچھ نہ بھیجا (یعنی جس کے روبرو اس کا کوئی لڑکا یا لڑکی نہ مرے)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا تم اپنے درمیان پہلوان کس کو شمار کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ پہلوان وہ ہے جس کو مرد پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو سنبھال لے (یعنی زبان سے مصلحت کے خلاف کوئی بات نہ کہے اور کسی پر ہاتھ بھی نہ اٹھائے)۔

باب: غصے کے وقت پناہ مانگنے کا بیان۔

1792: سیدنا سلیمان بن صرد ص کہتے ہیں کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ (ص) کے سامنے گالی گلوچ کی۔ ان میں سے ایک آدمی غصے میں آ گیا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اس کو کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ وہ کلمہ یہ ہے اَعُوْذُ بِااللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ رسول اللہ سے سننے والوں میں سے ایک شخص نے رسول اللہ (ص) سے یہ سن کر جا کر اس شخص سے بیان کیا (جو غصے ہوا تھا) تو وہ بولا کہ کیا تو مجھے مجنون سمجھتا ہے؟

باب: انسان اس طرح پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گا ۔

1793: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا پتلا جنت میں بنایا تو جتنی مدت چاہا اسے پڑا رہنے دیا۔ شیطان نے اس کے گرد گھومنا اور اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، پھر جب اس کو خالی پیٹ دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے جو تھم نہ سکے گا (یعنی شہوت اور غصے اور غضب میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے گا یا وسوسوں سے اپنے آپ کو بچا نہ سکے گا)۔

باب: نیکی اور گناہ کے بارے میں۔

1794: سیدنا نواس بن سمعان ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس مدینہ میں ایک سال تک رہا (اس طرح جیسے کوئی آپ (ص) کی ملاقات کے لئے دوسرے ملک سے آتا ہے اور اپنے ملک میں پھر لوٹ جانے کا ارادہ رکھتا ہے) اور میں نے اس وجہ سے ہجرت نہ کی (یعنی اپنے ملک میں جانے کا ارادہ موقوف نہ کیا) کہ جب کوئی ہم میں سے ہجرت کر لیتا تھا تو رسول اللہ (ص) سے کچھ نہ پوچھتا تھا (برخلاف مسافروں کے کہ

ان کو پوچھنے کی اجازت تھی)۔ میں نے آپ (ص) سے بھلائی اور بُرائی کے بارے میں پوچھا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ بھلائی اور نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور لوگوں کو اس کی خبر ہونا تجھے بُرا لگے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو راستے سے گندگی یا تکلیف دینے والی چیز کو دُور کرتا ہے ۔

1795: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص نے راہ میں (کانٹوں کی) شاخ دیکھی تو کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس کو مسلمانوں کے آنے جانے کی راہ سے ہٹا دوں گا تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

1796: سیدنا ابوبرزہ ص کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یانبی اللہ (ص)! مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں۔ تو آپ (ص) نے فرمایا کہ مسلمانوں کی راہ سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے۔

باب: جوکانٹا یا کوئی مصیبت مومن کو پہنچتی ہے، اس (کے ثواب) کا بیان۔

1797: اسود کہتے ہیں کہ قریش کے چند نوجوان اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جبکہ وہ منیٰ میں تھیں اور وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ تم کیوں ہنستے ہو؟ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص خیمے کی طناب پر گرا اور اس کی گردن یا آنکھ جاتے جاتے بچی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مت ہنسو اس لئے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر مسلمان کو ایک کانٹا لگے یا اس سے زیادہ کوئی دکھ پہنچے تو اس کے لئے ایک درجہ بڑھے گااور ایک گناہ اس کا مٹ جائے گا۔

باب: جو تکلیف اور رنج مومن کو پہنچتا ہے اس کے ثواب کا بیان۔

1798: سیدنا ابوسعید خدری ص اور سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ مومن کو جب کوئی تکلیف یا ایذا یا بیماری یا رنج ہو یہاں تک کہ فکر جو اس کو ہوتی ہے اس سے بھی تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

1799: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ ”جو کوئی بُرائی کرے گا، اس کو اس کا بدلہ ملے گا“ تو مسلمانوں پر بہت سخت گزرا (کہ ہرگناہ کے بدلہ ضرور عذاب ہو گا)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو اور ٹھیک راستے کو ڈھونڈو اور مسلمان کو (پیش آنے والی) ہر ایک مصیبت (اس کے لئے) گناہوں کا کفارہ ہے، یہاں تک کہ ٹھوکر اور کانٹا بھی (لگے تو بہت سے گناہوں کا بدلہ دنیا ہی میں ہو جائیگا اور امید ہے کہ آخرت میں مؤاخذہ نہ ہوگا)۔

باب: ایک دوسرے کیساتھ حسد بغض اور دشمنی کی ممانعت کے بارے میں۔

1800: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک دوسرے سے بغض مت رکھو، ایک دوسرے سے حسد مت رکھو اور ایک دوسرے سے دشمنی مت رکھو اور اللہ کے بندو بھائیوں کی طرح رہو۔ اور کسی مسلمان کو حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تک (بغض کی وجہ سے) بولنا چھوڑ دے۔

باب: ان دونوں میں اچھا وہ ہے جوسلام کی ابتداء کرے۔

1801: سیدنا ابوایوب انصاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تک (بولنا) چھوڑ دے، اس طرح پر کہ وہ دونوں ملیں تو ایک اپنا منہ ادھر اور دوسرا اپنا منہ اُدھر پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہوگا جو سلام میں پہل کرے گا۔

باب: کینہ رکھنے اور آپس میں قطع کلامی کے متعلق۔

1802: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں۔ پھر ہر ایک بندے کی مغفرت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، لیکن جو شخص جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اور حکم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کر لیں۔ ان دونوں کو دیکھتے رہو جب تک کہ صلح کر لیں (جب صلح کر لیں گے تو ان کی مغفرت ہوگی)۔

باب: (مسلمانوں کی) جاسوسی کرنے، (دنیوی) رشک کرنے اور بدگمانی کی ممانعت۔

1803: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور کسی کی باتوں پر کان مت لگاؤ اور جاسوسی نہ کرو اور (دنیا میں) رشک مت کرو (لیکن دین میں درست ہے) اور حسد نہ کرو اور بغض مت رکھو اور ترک ملاقات مت کرو اور اللہ کے بندو اور (آپس میں) بھائی بھائی بن جاؤ۔

باب: شیطان کا، نمازیوں کے درمیان لڑائی کرانے کے بیان میں۔

1804: سیدناجابر ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ اس کو نمازی لوگ عرب کے جزیرے میں پوجیں گے (جیسے جاہلیت کے دَور میں پوجتے تھے) لیکن شیطان ان کو بھڑکا دے گا (یعنی آپس میں لڑائی کرانے میں پُرامید ہے)۔

باب: ہر انسان کے ساتھ شیطان ہے ۔

1805: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) رات کو ان کے پاس سے نکلے۔ پس مجھے غیرت آئی (وہ یہ سمجھیں کہ آپ (ص) اور کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں) پھر آپ (ص) آئے اور میرا حال دیکھا تو آپ (ص) نے فرمایاکہ اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے غیرت آئی؟ میں نے کہا کہ مجھے کیا ہوا جو میری سی بی بی (کم عمر خوبصورت) کو آپ جیسے خاوند پر رشک نہ آئے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کیا تیرا شیطان تیرے پاس آگیا؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا وہ ہر انسان کے ساتھ ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر میں عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں، لیکن میرے پروردگار نے میری مدد کی ہے حتیٰ کہ وہ میرے تابع ہو گیا ہے۔ (اب مجھے برائی کا حکم نہیں دیتا)۔

باب: غیبت کرنے کی ممانعت میں۔

1806: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح پر کرے کہ (اگر وہ سامنے ہو تو) اس کو ناگوار گزرے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ

(ص)! اگر ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو تو؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب ہی تو یہ غیبت ہو گی نہیں تو بہتان اور افتراء ہے۔

باب: چغل خوری کی ممانعت میں۔

1807: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ بیشک محمد (ص) نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتلاؤں کہ بہتان قبیح کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں میں عداوت ڈالے۔ اور محمد (ص) نے فرمایا کہ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

باب: چغل خور آدمی جنت میں نہ جائے گا۔

1808: ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ ہم سیدنا حذیفہ ص کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے سیدنا حذیفہ ص سے کہا کہ یہ آدمی بادشاہ تک بات پہنچاتا ہے۔ سیدنا حذیفہ ص نے اس کو سنانے کی نیت سے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

باب: دومنہ والے کی مذمت کے بارے میں۔

اس باب کے بارے میں سیدنا ابوہریرہ ص کی حدیث فضیلتوں کے باب میں گزر چکی ہے۔ (دیکھئے حدیث: 1744)۔

باب: سچ اور جھوٹ کے بارے میں۔

1809: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم سچ کو لازم کر لو کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا لکھ لیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بُرائی کی طرف راہ دکھاتا ہے اور بُرائی جہنم کو لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔

باب: جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے، اس کا بیان۔

1810: سیدہ اُمّ کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ مہاجراتِ اوّل میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ سے بیعت کی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرما رہے تھے کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں میں صلح کرائے اور بہتر بات بہتری کی نیت سے کہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ میں نے نہیں سنا کہ کسی جھوٹ میں رخصت دی گئی ہو مگر تین موقعوں پر۔ ایک تو لڑائی میں، دوسرے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے اور تیسرے خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے (خوش طبعی کیلئے) ۔

اور ایک روایت میں کہتی ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ کسی جھوٹ میں رخصت دی گئی ہو مگر تین موقعوں پر۔ (یعنی لڑائی میں، دوسرے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے اور تیسرے خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے) (خوش طبعی کیلئے) ۔

باب: جاہلیت کی پکار کی ممانعت۔

1811: سیدناجابر ص کہتے ہیں کہ ہم نبی (ص) کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصار کی سرین پر مارا (ہاتھ سے یا تلوار سے) انصاری نے آواز دی کہ اے انصار دوڑو! اور مہاجر نے آواز دی کہ اے مہاجرین دوڑو! رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ تو جاہلیت کا سا پکارنا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑو کہ یہ گندی بات ہے۔ یہ خبر عبداللہ بن ابی (منافق) کو پہنچی تو وہ بولا کہ مہاجرین نے ایسا کیا؟ اللہ کی قسم ہم مدینہ کو لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والا شخص ذلیل شخص کو وہاں سے نکال دے گا (معاذ اللہ اس منافق نے اپنے آپ کو عزت والا قرار دیا اور رسول اللہ (ص) کو ذلیل کہا) سیدنا عمر ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! مجھے اس منافق کی گردن مارنے دیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جانے دے (اے عمر)! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ص) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ (گو وہ مردود اسی قابل تھا لیکن آپ (ص) نے مصلحت سے اس کو سزا نہ دی)۔

باب: گالی دینے کی ممانعت میں۔

1812: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دو شخص جب گالی گلوچ کریں تو دونوں کا گناہ اسی پر ہو گا جو ابتداء کرے گا، جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کر لے۔

باب: زمانے کو گالی دینے کی ممانعت میں۔

1813: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے آدمی تکلیف دیتا ہے، کہتا ہے کہ ہائے کمبختی زمانے کی۔ تو کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ ہائے کمبختی زمانے کی۔ اس لئے کہ زمانہ میں ہوں، رات اور دن میں لاتا ہوں۔ جب میں چاہوں گا تو رات اور دن ختم کر دوں گا۔ (جب رات دن کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو رات اور دن کو یعنی زمانے کو گالیاں دینا دراصل اللہ کو گالی دینا ہو گا)۔

1814: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تم زمانے کو بُرا مت کہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود زمانہ ہے (یعنی زمانہ کچھ نہیں کر سکتا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے)۔

باب: کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔

1815: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ہتھیار سے نہ دھمکائے، معلوم نہیں کہ شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگائے (اور ہاتھ چل جائے) اور پھر (اپنے بھائی کو مارنے کے سبب) جہنم کے گڑھے میں چلا جائے۔

باب: مسجد میں تیر کو اس کے پیکان (نوک) سے پکڑ کر آئے (تاکہ کسی کو زخمی نہ کر دے)۔

1816: سیدنا جابر بن عبداللہ ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے ایک شخص کو جو کہ مسجد کے قریب تیر بانٹتا تھا، یہ حکم دیا کہ جب تیر لے کر نکلے تو ان کی پیکان (یعنی نوک والی طرف) تھام لیا کرے۔

1817: سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے مسجد یا بازار میں گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہوں تو چاہئیے کہ ان کی نوک سے اپنے ہاتھ میں پکڑ لے۔ پھر نوک سے پکڑ لے، پھر نوک سے پکڑ لے (تین بار تاکید کے لئے فرمایا) سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہاکہ اللہ کی قسم ہم نہیں

مرے، یہاں تک کہ ہم نے تیر کو ایک دوسرے کے منہ پر لگایا۔ (یعنی آپس میں لڑے اور رسول اللہ (ص) کے ارشاد کے خلاف کیا)۔

باب: منہ پر مارنے کی ممانعت میں۔

1818: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے منہ پر نہ مارے۔

1819: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے منہ سے بچا رہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔ (یہ نسبت تشریفاً ہے جیسے کعبۃ اللہ کی نسبت اللہ کی طرف ہے یعنی بیت اللہ)۔

باب: جانوروں کو لعنت کرنے اور اس کی وعید کے بارے میں۔

1820: سیدنا عمران بن حصین ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک سفر میں تھے اور ایک انصاری عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی۔ وہ تڑپی تو عورت نے اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ (ص) نے سنا تو فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو کچھ ہے وہ اتارلو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔ سیدنا عمران ص نے کہا کہ گویا میں اس اونٹنی کو اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ وہ پھِرتی تھی اور لوگوں میں سے کوئی اس کی پرواہ نہ کرتا تھا ۔

باب: آدمی کے لئے یہ بات مکروہ ہے کہ وہ لعنت کرنے والا ہو ۔

1821: سیدنا ابودرداء ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جو لوگ لعنت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن کسی کی شفاعت نہ کریں گے اور نہ گواہ ہوں گے۔

1822: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے کہا گیا کہ یارسول اللہ (ص)! مشرکوں پر بددعا کیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ لوگوں پر لعنت کروں بلکہ رحمت (کا سبب) بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

باب: جو کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے، اس کے بارے میں۔

1823: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کوئی (اپنے آپ کوعمدہ اور لوگوں کو حقیر جان کر) یہ کہے کہ لوگ ہلاک ہوئے تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے (اور اگر افسوس یا رنج سے دین کی خرابی پرکہے تو منع نہیں ہے)۔ ابواسحق (ابن محمد بن سفیان) نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حدیث میں لفظ ”أَهْلَكَ“ ہے یا لفظ ”أَهْلَكُ“ ہے۔

باب: بات کو بڑھا چڑھا کر یا بے فائدہ گفتگو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

1824: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بال کی کھال اتارنے والے تباہ ہوئے (یعنی بے فائدہ موشگافی کرنے والے حد سے زیادہ بڑھنے والے اور تعصب کرنے والے)۔ تین بار یہی فرمایا ۔

باب: نبی (ص) کی بددعا مومنین کے لئے رحمت ہے ۔

1825: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ دو شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور

میں نہیں جانتی کہ انہوں نے آپ (ص) سے کیا باتیں کیں کہ آپ (ص) کو غصہ آ گیا تو آپ (ص) نے ان دونوں پر لعنت کی اور ان کو بُرا کہا۔ جب وہ باہر نکلے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ان دونوں کو کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ اس وجہ سے کہ آپ (ص) نے ان پر لعنت کی اور ان کو بُرا کہا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں جو میں نے اپنے رب سے شرط کی ہے؟۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اے میرے مالک! میں بشر ہوں، تو جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو بُرا کہوں تو اس کو پاک کر اور ثواب دے۔

1826: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی، جس کو اُمّ انس کہتے تھے۔ رسول اللہ (ص) نے اس لڑکی کو دیکھا تو فرمایا کہ! وہ لڑکی تو بڑی ہو گئی، اللہ کرے تیری عمر بڑی نہ ہو۔ وہ لڑکی یہ سن کر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس روتی ہوئی گئی تو اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بیٹی تجھے کیا ہوا؟ وہ بولی کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ پربد دعا کی کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ اب میں کبھی بڑی نہ ہوں گی یا یہ فرمایا کہ تیری ہمجولی بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا جلدی سے اپنی اوڑھنی اوڑھتی ہوئی نکلیں اور رسول اللہ (ص) سے ملیں تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا ہے اُمّ سلیم؟ وہ بولیں کہ اے اللہ کے نبی (ص)! آپ نے میری یتیم لڑکی کو بددعا دی؟ آپ (ص) نے پوچھا کہ کیا بددعا؟ وہ بولیں کہ وہ کہتی ہے کہ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کی یا اس کی ہمجولی کی عمر دراز نہ ہو۔ یہ سن کر آپ (ص) مسکرائے اور فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے رب سے شرط کی ہے؟ میری شرط یہ ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اے رب! میں ایک بشر ہوں اور خوش ہوتا ہوں جیسے آدی خوش ہوتا ہے اور غصہ ہوتا ہوں جیسے آدمی غصہ ہوتا ہے، پس میں اپنی امت میں سے جس کسی پر بددعا کروں، ایسی بددعا جس کے وہ لائق نہیں تو اس کے لئے قیامت کے دن پاکی کرنا اور طہارت اور اپنا قرب عطا کرنا۔

اور ابومعن نے اس حدیث میں تینوں جگہ ”يَتِيْمَةٌ“ کی بجائے ”يُتَيِّمَةٌ“ تصغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

1827: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ (ص) تشریف لائے۔ اور میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ پس آپ (ص) نے دستِ مبارک سے مجھے (پیار سے) تھپکا اور فرمایاکہ جا معاویہ کو بلا لا۔ میں گیا پھر لوٹ کر آیا اور میں نے کہا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ (ص) نے پھر فرمایاکہ جا اور معاویہ کو بلا لا۔ میں پھر لوٹ کر آیا اور کہا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

ابن مثنیٰ نے کہاکہ میں نے امیہ سے کہاکہ ”حَطَأَ“ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کامعنی ہے کہ آپ (ص) نے گدی پر ابن عباس ص کو مارا۔ (یہ حدیث بھی اسی معنی میں ہے جیسے پچھلی احادیث میں گزرا کہ آپ (ص) نے اللہ تعالیٰ پر شرط لگائی ہے کہ اگر کسی کیلئے خلاف واقعہ کوئی بات کر دوں تو اس کیلئے رحمت ہو جائے۔ اس لئے یہ حدیث معاویہ ص کے مناقب میں ہے)۔

کتاب: ظلم و ستم کے بیان میں

باب: ظلم کرنا حرام ہے اور استغفار اور توبہ کرنے کا حکم ۔

1828: سیدناابوذر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا، اس نے فرمایاکہ اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا او رتم پر بھی حرام کیا، پس تم آپس میں ایکدوسرے

پر ظلم مت کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر جس کو میں راہ بتلاؤں پس تم مجھ سے راہنمائی طلب کرو میں تمہاری راہنمائی کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر جس کو میں پہناؤں۔ پس تم مجھ سے کپڑا مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں بڑا پرہیزگار شخص ہو تو میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہو گا اور اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سے سب سے بڑا بدکار شخص ہو تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہ ہو گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور آدمی اور جنات، سب ایک میدان میں کھڑے ہوں، پھر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہرایک کو جو وہ مانگے دیدوں، تب بھی میرے پاس جو کچھ ہے وہ کم نہ ہو گامگر اتنا جیسے دریا میں سوئی ڈبو کر نکال لو (تو دریا کا پانی جتنا کم ہو جاتا ہے اتنا بھی میرا خزانہ کم نہ ہو گا، اس لئے کہ دریا کتنا ہی بڑا ہو آخر محدود ہے اور میرا خزانہ بے انتہا ہے۔ پس یہ صرف مثال ہے)۔ اے میرے بندو! یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو تمہارے لئے شمار کرتا رہتا ہوں، پھر تمہیں ان اعمال کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بہتر بدلہ پائے تو چاہئیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے (کہ اس کی کمائی بیکار نہ گئی) اور جو بُرا بدلہ پائے تو اپنے تئیں بُرا سمجھے (کہ اس نے جیسا کیا ویسا پایا)۔ سعید نے کہا کہ ابوادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے۔

1829: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (ظلم کو قیامت کے دن بوجہ تاریکی اور اندھیرے کے راہ نہ ملے گی) اور تم بخیلی سے بچو، کیونکہ بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ بخیلی کی وجہ سے (مال کی طمع) انہوں نے خون کئے او رحرام کو حلال کیا۔

1830: سیدنا ابن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، پس نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو تباہی میں ڈالے۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے کام میں رہے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر سے کوئی مصیبت دُور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر سے قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دُور کرے گا اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

باب: ظالم کے لئے مہلت کا بیان۔

1831: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے (اس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے تاکہ خوب شرارت کر لے اور عذاب کا مستحق ہو جائے)، پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد آ پ (ص) نے یہ آیت پڑھی کہ ”تیرا رب اسی طرح پکڑتا ہے جب بستیوں کو پکڑتا ہے یعنی ان بستیوں کو جوظلم کرتی ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ والی ہے“ (ھود: 102)۔

باب: آدمی کو چاہیئے کہ اپنے بھائی کی مدد کرے چاہے ظالم ہو یا مظلوم۔

1832: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ دو لڑکے آپس میں لڑ پڑے۔ ان میں سے ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے۔ مہاجر نے اپنے مہاجروں کوپکارا اور انصاری نے انصار کو تو رسول اللہ (ص) باہر نکلے اور فرمایاکہ یہ تو جاہلیت کا سا پکارنا ہے (کہ ہر ایک اپنی قوم سے مدد لیتا ہے او ردوسری قوم سے لڑتا ہے،

اسلام میں سب مسلمان ایک ہیں) لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! (کچھ بڑا مقدمہ نہیں) دو لڑکے لڑ پڑے تو ایک نے دوسرے کی سُرین پر مارا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو کچھ ڈر نہیں (میں تو سمجھا تھا کہ کوئی بڑا فساد ہے)۔ چاہئیے کہ آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظالم ہے تو یہ مدد کرے کہ اس کو ظلم سے روکے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے (اور اس کو ظالم کے پنجے سے چھڑائے)۔

باب: ان لوگوں کے متعلق جو لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں۔

1833: سیدنا عروہ بن زبیر سیدناہشام بن حکیم بن حزام ص سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ (ہشام ملکِ) شام میں کچھ لوگوں کے قریب سے گزرے وہ دھوپ میں کھڑے کئے گئے تھے اور ان کے سروں پر تیل ڈالا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سرکاری محصول دینے کیلئے ان کو سزا دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ ان لوگوں کو عذاب کرے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب کرتے ہیں (یعنی ناحق۔ تو اس وہ عذاب داخل نہیں ہے جو حدًّ(ص) یا تعزیراً ہو)۔

باب: اپنے آپ کر ظلم کرنے والی قوم کے مسکن میں مت جاؤ مگر یہ کہ (تم اپنے رب سے ڈر کر) روتے ہوئے (گزرو)۔

1834: ابن شہاب سے روایت ہے اور وہ قوم ثمود کے مکانات جس کا نام حِجر ہے، کا ذکر کر رہے تھے اور کہا کہ سالم بن عبداللہ نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ حجر پر سے گزرے توآپ (ص) نے فرمایا کہ ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ مگر روتے ہوئے اور بچو کہ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آ جائے جو اُن پر آیا تھا پھر آپ (ص) نے اپنی سواری کو ڈانٹا اور جلدی چلایا، یہاں تک کہ حجر پیچھے رہ گیا ۔

باب: معذب لوگوں کے کنوؤں سے پانی پینے کے بارے میں۔

1835: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ (ص) کے ساتھ حجر (یعنی ثمود کے ملک میں) اترے تو انہوں نے وہاں کے کنوؤں کا پانی پینے کے لئے لیا اور اس پانی سے آٹا گوندھا تو رسول اللہ (ص) نے ان کو اس پانی کے بہا دینے اور آٹا اونٹوں کو کھلانے کا حکم دیا اور فرمایاکہ پینے کا پانی اس کنوئیں سے لیں جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی تھی۔

باب: قصاص اور حقوق کی ادائیگی قیامت کے دن ہو گی۔

1836: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ اور اسباب نہ ہو۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مفلس میری امت میں قیامت کے دن وہ ہو گا، جو نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا۔ لیکن اس نے دنیامیں ایک کو گالی دی ہو گی، دوسرے کو بدکاری کی تہمت لگائی ہو گی، تیسرے کامال کھا لیا ہو گا، چوتھے کا خون کیا ہو گا اور پانچویں کو مارا ہو گا۔ پھر ان لوگوں کو (یعنی جن کو اس نے دنیا میں ستایا) اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور جو اس کی نیکیاں اس کے گناہ ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی، آخر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

1837: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم قیامت کے دن حقداروں کے حق ادا کرو گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا (گو کہ جانوروں کو عذاب و ثواب نہیں لیکن قصاص ضرور ہو گا)۔

کتاب: تقدیر کے بیان میں

باب: اللہ تعالیٰ کے قول: ”ہم نے ہر چیز اندازئے مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے“ کے بارے میں ۔

1838: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ مشرکین قریش تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ (ص) کے پاس آئے تو یہ آیت اتری کہ ”جس دن اوندھے منہ جہنم میں گھسیٹے جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ) اب جہنم (کی آگ) کا لگنا چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیداکیا ہے“ (القمر: 48-49)۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں قدر سے یہی تقدیر مراد ہے اور بعض نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ ہم نے ہر چیز کو اس کے اندازے پر پیدا کیا یعنی جتنا مناسب تھا)۔

باب: ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی ۔

1839: طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) کے کئی صحابہ کو پایا وہ کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے اور میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی (یعنی بعض آدمی ہوشیار اور عقلمند ہوتے ہیں اور بعض بیوقوف اور کاہل ہوتے ہیں یہ بھی تقدیر سے ہے)۔

باب: طاقت (کا مظاہرہ کرنے) کا حکم اور (اپنے کو) عاجز ظاہر کرنے سے پرہیز کرنے کا حکم۔

1840: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک طاقتور مومن ضعیف مومن سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے اور ہر ایک میں خیر اور بھلائی ہے۔تم ان کاموں کی حرص کر جو تمہارے لئے مفید ہیں۔ (یعنی آخرت میں کام دیں) اور اللہ سے مددمانگو اورہمت نہ ہارو اور جو تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں ایسا کرتا یا ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی، لیکن یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا اور اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے۔

باب: پیدائش سے پہلے قدیر کا لکھا جانا۔

1841: سیدناعبداللہ بن عمرو بن عاص صکہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیر کو آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار برس پہلے لکھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کاعرش پانی پر تھا۔

باب: تقدیر کے ثبوت میں اور سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں بحث کا بیان۔

1842: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے اپنے رب کے پاس بحث کی تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم وہی آدم ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا، اپنی روح تم میں پھونکی اور تمہیں فرشتوں سے سجدہ کرایا (یعنی سلامی کا سجدہ نہ کہ عبادت کا اور سلامی کاسجدہ اس وقت جائز تھا اور ہمارے دین میں اللہ

کہ سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہو گیا) اور تمہیں اپنی جنت میں رہنے کو جگہ دی، پھر تم نے اپنی خطا کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم وہ موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر کر کے اور کلام کر کے چن لیا اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے تورات شریف کی تختیاں دیں جن میں ہر بات کا بیان ہے اور تمہیں سرگوشی کے لئے اپنے نزدیک کیا اور تم کیاسمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے کتنی مدت پہلے لکھا ہے؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ چالیس برس۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم نے تورات میں نہیں پڑھا کہ ”آدم نے اپنے رب کے فرمان کے خلاف کیا اور بھٹک گیا“۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے پڑھا ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ پھرتم مجھے اس کام کے کرنے پر ملامت کرتے ہو جو اللہ عزوجل نے میری تقدیر میں میرے پیداہونے سے چالیس برس پہلے لکھ دیا تھا؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

باب: مقادیر کے سبقت لے جانے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ونفس و ما سواھا ...﴾ کی تفسیر کے بیان میں۔

1843: ابی الاسود دئلی کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمران بن حصین ص نے کہا کہ تو کیا سمجھتا ہے کہ آج جس کے لئے لوگ عمل کر رہے ہیں اور محنت اور مشقت اٹھا رہے ہیں، آیا وہ بات فیصلہ پا چکی اور گزر گئی اگلی تقدیر کی رو سے یا آگے ہونے والی ہے رسول اللہ (ص) کی حدیث سے اور حجت سے؟ میں نے کہا کہ وہ بات فیصلہ پا چکی اور گزر گئی۔ عمران نے کہا کہ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ (اس لئے کہ (ص) للہ تعالیٰ نے جب کسی کی تقدیر میں جہنمی ہونا لکھ دیا تو پھر وہ اس کے خلاف کیونکر عمل کر سکتا ہے) یہ سن کر میں بہت گھبرایا اور میں نے کہا کہ یہ ظلم اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہر ایک چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہے اور اسی کی مِلک ہے، اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا اور ان (لوگوں) سے پوچھا جائے گا۔ عمران نے کہا کہ اللہ تجھ پررحم کرے، میں نے یہ اس لئے پوچھا کہ تیری عقل کو آزماؤں۔ مزینہ قبیلہ کے دو شخص رسول اللہ (ص) کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ کیا فرماتے ہیں کہ آج جس کے لئے لوگ عمل کر رہے ہیں اور محنت اٹھا رہے ہیں، آیا فیصلہ ہو چکا اور تقدیر میں وہ بات گزر چکی یا آئندہ ہونے والا ہے اس حکم کی رو سے جس کوپیغمبر لے کر آئے اور ان پر حجت ثابت ہو چکی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس بات کا فیصلہ ہو چکا اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”قسم ہے جان کی اور قسم اس کی جس نے اس کو بنایا، پھر اس کو بُرائی اور بھلائی بتا دی“ (الشمس: 7-8)۔

باب: تقدیر، بدبختی اور نیک بختی کے بارے میں۔

1844: سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ ہم بقیع میں ایک جنازے کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ (ص) تشریف لائے آپ (ص) بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ (ص) کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ (ص) کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ (ص) سر جھکا کر بیٹھے اور چھڑی سے زمین پر لکیریں کرنے لگے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کا ٹھکانہ اللہ نے جنت میں یا جہنم میں نہ لکھ دیا ہو اور یہ نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے یا بدبخت ہے۔ ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص) ! پھر ہم اپنے لکھے پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور عمل کو چھوڑ دیں (یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے وہ ضرور ہوگا)؟ توآپ (ص) نے فرمایا کہ جو نیک بختوں میں سے ہے وہ نیکوں والے کام کی طرف چلے گا اور جو بدبختوں میں سے ہے وہ بدبختوں والے کاموں کی طرف چلے گا۔ اور فرمایا کہ عمل کرو۔ ہر ایک کو آسانی دی گئی ہے لیکن نیکوں کے لئے آسان کیاجائے گا نیکوں کے اعمال کرنا اور بدوں کے لئے آسان کیا جائے گا بدوں کے اعمال کرنا۔ پھر آپ (ص) نے یہ آیت پڑھی کہ ”پس جس نے خیرات کی اور ڈرااور بہتر دین (یعنی اسلام) کو سچا

جانا، پس اس پر ہم نیکی کرنا آسان کر دیں گے اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا اور نیک دین کو اس نے جھٹلایا توہم اس پر کفر کی سخت راہ کو آسان کر دیں گے“ (اللیل: 5...10)۔

باب: (جن) اعمال (پر انسان کی زندگی کا) خاتمہ (ہوا، ان) کے متعلق۔

1845: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: آدمی مدت تک اچھے کام کیا کرتا ہے (یعنی جنتیوں کے کام)، پھر اس کا خاتمہ دوخیوں کے کام پرہوتا ہے اور آدمی مدت تک جہنمیوں کے کام کرتا ہے، پھر اس کا خاتمہ جنتیوں کے کام پر ہوتا ہے۔

باب: اجل مقرر ہو چکی ہیں اور رزق تقسیم ہو چکے ہیں ۔

1846: سیدناعبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یااللہ! تو مجھے میرے خاوند رسول اللہ (ص)، میرے باپ ابوسفیان ص اور میرے بھائی معاویہ ص سے فائدہ عطا کرے پس رسول اللہ (ص) نے ان سے فرمایا کہ تو نے اللہ تعالیٰ سے ان باتوں کے لئے کہا جن کی میعادیں مقرر ہیں، اور قدم تک جو چلیں لکھے ہوئے ہیں، اورروزیاں بٹی ہوئی ہیں ان میں سے کسی چیز کو اللہ اس کے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد دیر سے کرنے والا نہیں ہے۔ اگر تو اللہ سے یہ مانگتی کہ تجھے جہنم کے عذاب سے یا قبر کے عذاب سے بچائے تو بہتر ہوتا۔ ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! بندر اور سور ان لوگوں میں سے ہیں جومسخ ہوئے تھے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو ہلاک کیا یا ان کو عذاب دیا ان کی نسل نہیں چلائی اور بندر اور سور تو ان لوگوں سے پہلے موجود تھے۔

باب: (انسانی) پیدائش کس طرح ہوتی ہے اور شقاوت اور سعادت کے بارے میں ۔

1847: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے ہم سے فرمایا اور آپ (ص) (صادق المصدوق) سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں (فرمایا کہ) بیشک تم میں سے ہر ایک آدمی کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے، پھر چالیس دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے، پھر چالیس دن میں گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ کو بھیجتا ہے، وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور اس کو چار باتوں کاحکم ہوتا ہے۔ ایک تواس کی روزی لکھنا (یعنی محتاج ہو گا یامالدا)، دوسرے اس کی عمر لکھنا (کہ کتنا جئے گا)، اور تسیرے اس کا عمل لکھنا (کہ کیاکیا کرے گا) اور یہ لکھنا کہ نیک بخت (جنتی) ہو گا یا بدبخت (جہنمی)ہو گا۔ پس میں قسم کھاتا ہوں اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ بیشک تم لوگوں میں سے کوئی اہل جنت کے کام کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں بالشت بھر کافاصلہ رہ جاتا ہے (یعنی بہت قریب ہو جاتا ہے) پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہو جاتا ہے، پس وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اور کوئی آدمی عمر بھر دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے، یہاں تک کہ دوزخ میں اور اس میں سوائے ایک ہاتھ بھر کے کچھ فرق نہیں رہتا کہ تقدیر کا لکھا اس پر غالب ہوتا ہے، پس وہ بہشتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور پھر بہشت میں چلا جاتا ہے۔

1848: سیدناحذیفہ بن اسید ص رسول اللہ (ص) سے بیان کرتے ہیں کہ جب نطفہ چالیس یا پینتالیس رات رحم میں ٹھہر جاتا ہے تو فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رب! اس کو بدبخت لکھوں یا نیک بخت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے ویسا ہی لکھتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ مرد لکھوں یا عورت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے ویسا ہی لکھتا ہے اور اس کا عمل، اثر، عمر اور روزی لکھتا ہے پھر کتاب لپیٹ دی جاتی ہے، نہ اس سے کوئی چیز بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔

1849: سیدنا عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن مسعود ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے بدبخت ہے اور نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پائے۔عامر بن واثلہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے یہ سن کر رسول اللہ (ص) کے ایک صحابی کے پاس آئے جن کو حذیفہ بن اسید غفاری ص کہتے تھے، اور ان سے عبداللہ بن مسعود کا یہ قول بیان کیا اور کہا کہ بغیر عمل کے آدمی کیسے بدبخت ہو گا؟ سیدنا حذیفہ ص بولے کہ تو اس سے تعجب کرتا ہے؟ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے، وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کے کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈی بناتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! یہ مرد ہو یا عورت؟ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی عمر کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے کہ اے رب! اس کی روزی کیا ہے؟ پھر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ حکم کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اپنے ہاتھ میں یہ کتاب لے کر باہر نکلتا ہے اور اس (کتاب) سے نہ کچھ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ (فرشتہ پوچھتا ہے کہ) یہ تندرست اعضاء والا ہو یا عیب دار، پھر اللہ اس کو عیب سے پاک یا عیب والا پیدا کرتا ہے۔

باب: انسان کی تقدیر میں اس کا حصہء زنا لکھ دیا گیا ہے۔

1850: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: انسان کی تقدیر میں زنا سے اسکا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ خواہ مخواہ کرے گا۔ تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کازنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زناپکڑنا (اور چھونا) ہے، پاؤں کازنا (برائی کی طرف) چلنا ہے، دل کا زنا خواہش اور تمنا ہے اور شرمگاہ ان باتوں کو سچ کرتی ہے یا جھوٹ۔

باب: اللہ تعالیٰ کا دلوں کو جس طرح چاہے پھیر دینا۔

1851: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ آدمیوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں، وہ ان کو پھراتا ہے جس طرح چاہتا ہے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اے اللہ! دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔

باب: ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے ۔

1852: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، (اسلام کی استعداد پر پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کے والدین اسلام پر ہوں تو وہ اسلام پر قائم رہتا ہے ورنہ وہ اسے اپنے دین پر کرلیتے ہیں لیکن اسلام کی استعداد اس میں پھر بھی قائم رہتی ہے اور اسی لئے ان میں سے کچھ بعد میں اسلام قبول کر لیتے ہیں) پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جیسے جانور چار پاؤں والا ہمیشہ سالم جانور جنتا ہے،کیا تمہیں ان میں کوئی کان کٹا ہوا جانور محسوس ہوتا ہے؟ پھر سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ تمہارا جی چاہے تو اس آیت کو پڑھو کہ ”اللہ کی پیدائش جس پر لوگوں کو بنایا اللہ کی پیدائش نہیں بدلتی ......“ پوری آیت (الروم:30)۔

باب: مشرکین کی اولاد کے متعلق جو بیان ہوا۔

1853: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو

آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کو پیدا کیا تو وہ خوب جانتا ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیاعمل کرتے۔

باب: اس لڑکے کے متعلق جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔

1854: سیدنا ابی بن کعب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: وہ لڑکا جس کو سیدنا خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا، کفر پر پیدا ہوا تھا (یعنی بڑا ہو کر کافر ہو جاتا) اور اگر جیتا تو اپنے ماں باپ کو سرکشی اور کفر میں پھنسا دیتا۔

باب: ان (بچوں) کے متعلق جو بچپن میں فوت ہو گئے اور اہلِ جنت اور اہل دوزخ کی پیدائش کا ذکر، حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

1855: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کو ایک بچے کے جنازے پر بلایا گیا جو انصار میں سے تھا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص) خوشی ہو اس کو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہو گا، نہ اس نے بُرائی کی، نہ برائی کی عمر تک پہنچا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اور کچھ کہتی ہے اے عائشہ؟ بیشک اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے لوگوں کو بنایا اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے اور جہنم کے لئے لوگوں کو بنایا اور وہ اپنے باپوں کی پشت میں تھے۔

کتاب: علم کے بیان میں

باب: علم کے اٹھ جانے اور جہالت کے عام ہو جانے کے بیان میں۔

1856: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ کیامیں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جس کو میں نے رسول اللہ اسے سنا ہے اور میرے بعد کوئی ایسا شخص تم سے یہ حدیث بیان نہ کرے گا جس نے اس کو آپ (ص) سے سنا ہو۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گااور جہالت پھیل جائے گی اورزناکھلم کھلاہو گا اور شراب پی جائے گی اور مردکم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد ہو گا جو ان کی خبرگیری کرے گا (یعنی لڑائیوں میں بہت سارے مرد مارے جائیں گے) اور عورتیں رہ جائیں گی۔

باب: علم کے قبض ہو جانے کے متعلق۔

1857: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: زمانہ قریب ہو جائے گا اور علم اٹھا لیا جائے گا (یعنی زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا) اور (عالم میں) فتنے پھیل جائیں گے۔ اور دلوں میں بخیلی ڈال دی جائے گی (لوگ زکوٰۃ اور خیرات نہ دیں گے) اور ہرج بہت ہو گا۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہرج کیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کشت و خون (یعنی قتل وخونریزی)۔

باب: علماء کے اٹھا لئے جانے سے علم کے اٹھائے جانے کے متعلق۔

1858: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل اس طرح علم نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دلوں سے چھین لے، لیکن اس طرح اٹھائے گا کہ عالموں کو اٹھا لے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنے سردار بنا لیں گے۔ ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ

کریں گے۔

باب: جو شخص اسلام میں اچھا یا بُرا طریقہ جاری کرے۔

1859: سیدنا جریر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ کچھ اعرابی لوگ رسول اللہ (ص) کے پاس آئے وہ کمبل پہنے ہوئے تھے۔ پس آپ (ص) نے ان کا بُرا حال دیکھا تولوگوں کو صدقہ دینے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے صدقہ دینے میں دیر کی، یہاں تک کہ اس بات کا رنج آپ (ص) کے چہرے پر معلوم ہوا۔ پھر ایک انصاری شخص روپوں کی ایک تھیلی لے کر آیا، پھر دوسرا آیا، یہاں تک کہ (صدقہ اور خیرات کا) تاربندھ گیا اور آپ (ص) کے چہرے پر خوشی معلوم ہونے لگی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے (یعنی عمدہ کام کو جاری کرے جو شریعت کی رو سے ثواب ہو اور اس کا نمونہ قرآن و سنت میں موجود ہو) پھر لوگ اس کے بعد اس کام پر عمل کریں تواس کو اتنا ثواب ہو گا جتنا سب عمل کرنے والوں کو ہو گااور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی اور جو اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے (مثلاً بدعت یاگناہ کا کام) اور لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں تو تمام عمل کرنے والوں کے برابر گناہ اس پر لکھا جائے گااور عمل کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہو گا۔

باب: جو آدمی ہدایت یا گمراہی کی طرف بلاتا ہے۔

1860: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص ہدایت کی طرف بلائے، اس کو ہدایت پر چلنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور چلنے والوں کا ثواب کچھ کم نہ ہوگااور جوشخص گمراہی کی طرف بلائے گا، اس کو گناہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہو گا اور چلنے والوں کا گناہ کچھ کم نہ ہو گا۔

باب: قرآن کے علاوہ کچھ لکھنے اور نبی (ص) پر جھوٹ بولنے سے بچنے کے متعلق ۔

1861: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (میرا کلام) مجھ سے مت لکھو اور جس نے کچھ مجھ سے سن کر لکھا ہو تو وہ اس کو مٹا ڈالے مگر قرآن کو نہ مٹائے۔ البتہ میری حدیث بیان کرو اس میں کچھ حرج نہیں اور جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

1862: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے کسی اور پر جھوٹ باندھنا، (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنے والے کا نقصان ہو گا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی یا اور تین آدمیوں کا سہی۔ لیکن رسول اللہ (ص) پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہو گا اور دنیا کو نقصان پہنچے گا)۔ پھر جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

1863: سیدنا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے، تو وہ خود جھوٹا ہے۔

کتاب: دعاء کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کے ناموں کے متعلق اور (اس شخص کے متعلق) جو ان کو یاد کرتا ہے ۔

1864: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ جل جلالہ کے ننانوے نام ہیں۔ جو کوئی ان کو یاد کر لے (یعنی ان ناموں کے معنی پر عقیدہ رکھ کر عمل کرے) وہ جنت میں جائے گااور اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق عدد کو دوست رکھتا ہے(اس لئے پورے سو نام نہیں بتائے اگرچہ اللہ کے نام بے شمار ہیں)۔

باب: نبی (ص) کی دعا۔

1865: سیدنا فروہ بن نوفل اشجعی ص کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھاکہ اللہ کے رسول (ص) اللہ سے کیا دعا کیاکرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آ پ (ص) فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں ان کاموں کی برائی سے جو میں نے کئے ہیں اور ان کی برائی سے جو میں نے نہیں کئے، تیری پناہ مانگتا ہوں۔

1866: سیدناابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے کہ "اے اللہ ! میں تیرا فرمانبردار ہو گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے دشمنوں سے لڑا۔ اے مالک! میں اس بات سے تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے بھٹکا دے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور تو زندہ ہے جس کو موت نہیں اور جن و انس مرتے ہیں۔

1867: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) جب سفر میں ہوتے اور صبح ہوتی تو فرماتے کہ سننے والے نے اللہ کی حمد اور اس کی اچھی آزمائش کو سن لیا۔ اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ رہ (یعنی مدد کو) اور ہم پر اپنا فضل کر اور میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

1868: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آ پ (ص) یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میری خطا، میری نادانی اور میری زیادتی کو بخش دے جو مجھ سے اپنے حال میں ہوئی اور بخش دے اس چیز کو جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ! بخش دے میرے ارادے کے گناہ اور میری ہنسی کے گناہ کو اور میری بھول چوک اور قصد کو اور یہ سب میری طرف سے ہے۔ اے مالک! میرے اگلے، پچھلے، چھپے اور ظاہر گناہوں کو اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، بخش دے۔ تو ہی مقدم کرنے والا اور تو ہی مؤخر کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

1869: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) فرمایاکرتے تھے کہ اے اللہ! میرے دین کو سنوار دے جو کہ میری آخرت کے کام کا حافظ اور نگہبان ہے اور میری دنیا کو سنوار دے کہ جس میں میری روزی اور زندگی ہے۔ اور میری آخرت کو سنوار دے کہ جس میں میری واپسی ہے۔ اور میری زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی اور میری موت کو ہر شر سے میری راحت کا سبب بنا دے۔(یہ دعا ہر مطلب کی جامع ہے)۔

1870: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) فرماتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، (حرام سے) پاکدامنی اور دل کی دولتمندی مانگتاہوں۔

1871: سیدنا زید بن ارقم ص کہتے ہیں کہ میں تم سے وہی کہوں گا جو آپ (ص) فرمایا کرتے تھے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بزدلی، بخیلی، بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر دے کہ تو اس کا بہتر پاک کرنے والا ہے، تو اس کا آقا اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اس دل سے جو تیرے سامنے نہ

جھکے، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

باب: ”اللہم اغفرلی وارحمنی وعافنی وارزقنی“

1872: سیدنا ابومالک اشجعی اپنے والد ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (ص) سے سنا اور آپ (ص) کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! جب اپنے رب سے مانگوں تو کیا کہوں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کہہ”اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے (گناہوں سے) بچا اور مجھے (حلال وپاکیزہ) رزق عطا فرما“ اور آپ (ص) ان کلمات کو فرماتے وقت ایک ایک انگلی بند کرتے جاتے تھے تو سب بند کر لیں صرف انگوٹھا رہ گیا آ پ (ص) نے فرمایا کہ یہ کلمے دنیا اور آخرت دونوں کے فائدے تیرے لئے اکٹھا کر دیں گے۔

باب: ”اللھم اتنا فی الدنیا حسنة ...“کی دعا ۔

1873: عبدالعزیز (ابن صہیب) کہتے ہیں کہ قتادہ نے سیدنا انس ص سے پوچھا کہ رسول اللہ (ص) کونسی دعا زیادہ مانگا کرتے تھے؟ سیدنا انس ص نے کہا کہ آ پ (ص) اکثر یہ دعا مانگتے تھے کہ ”اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچا لینا “ اور سیدنا انس ص بھی جب دعا کرنا چاہتے تو یہی دعا کرتے او رجب دوسری کوئی دعا کرتے تو اس میں بھی یہ دعا ملا لیتے۔

باب: ہدایت اور سیدھا رہنے کی دعا۔

1874: سیدنا علی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے مجھ سے فرمایا کہ یہ کہا کرو، اے اللہ! مجھے ہدایت کر اور مجھے سیدھا کر دے اور فرمایا کہ اس دعا کے مانگتے وقت ہدایت سے (مراد) راستے کی ہدایت اور راستی (سیدھا رہنے) سے (مراد) تیر کی درستی کا دھیان رکھا کرو۔

باب: نیک اعمال، جو اللہ تعالیٰ کیلئے کئے ہوں، ان کے واسطے سے دعا کرنا

1875: سیدناعبداللہ بن عمر ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: تین آدمی جا رہے تھے کہ انہیں شدید بارش نے آ لیا تو انہوں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی۔ اتنے میں پہاڑ پر سے ایک پتھر غار کے منہ پر آگراا ور غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اپنے اپنے نیک اعمال کا خیال کرو جو اللہ تعالیٰ کے لئے کئے ہوں اور ان اعمال کے وسیلے سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ اس پتھر کو تمہارے لئے ہٹا دے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے اور میری بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں ان کے واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ پھر جب میں شام کے قریب چرا کر لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا، اور اوّل اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا یعنی ان کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے درخت نے دُور ڈالا (یعنی چارہ بہت دُور ملا)، پس میں گھر نہ آیا یہاں تک کہ مجھے شام ہوگئی تو میں نے اپنے ماں باپ کو سوتا ہوا پایا۔ پھر میں نے پہلے کی طرح دودھ دوہا اور دودھ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہوا۔ مجھے بُرا لگا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور بُرا لگا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ اور بچے بھوک کے مارے میرے دونوں پیروں کے پاس شور کر رہے تھے۔ سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال صبح تک رہا (یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لئے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا) پس الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو اس پتھر سے ایک راستہ کھول دے جس میں سے ہم آسمان کو دیکھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو تھوڑا سا کھول دیا اور انہوں نے اس میں سے آسمان کو دیکھا۔ دوسرے نے کہا کہ الٰہی! ماجرا یہ ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی

جس سے میں محبت کرتا تھا جیسے مرد عورت سے کرتے ہیں (یعنی میں اس کا کمال درجے عاشق تھا)، سو اس کی طرف مائل ہو کر میں نے اس کی ذات کو چاہا (یعنی حرامکاری کا ارادہ کیا)۔ اس نے نہ مانا اور کہا کہ جب تک سو اشرفیاں نہ دے گا میں راضی نہ ہوں گی۔ میں نے کوشش کی اور سو اشرفیاں کما کر اس کے پاس لایا۔ جب میں جنسی عمل کرنے کے لئے بیٹھا (یعنی جماع کے ارادہ سے) تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو ناجائز طریقہ سے مت توڑ (یعنی بغیر نکاح کے بکارت مت زائل کر)۔ سو میں اس کے اوپر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا مندی کے لئے کیا تھا تو اس غار کو تھوڑا سا اور کھول دے۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا اور کھول دیا (یعنی وہ راستہ بڑا ہو گیا)۔ تیسرے نے کہا کہ الٰہی میں نے ایک شخص سے ایک فرق (وہ برتن جس میں سولہ رطل اناج آتا ہے) چاول پر مزدوری لی، جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ میرا حق دے میں نے فرق بھر چاول اس کے سامنے رکھے تو اس نے نہ لئے۔ میں ان چاولوں کو بوتا رہا (اس میں برکت ہوئی)، یہاں تک کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور ان کے چرانے والے غلام اکٹھے کئے۔ پھر وہ مزدور میرے پاس آیااور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور میرا حق مت مار۔ میں نے کہا کہ جا اور گائے بیل اور ان کے چرانے والے سب تو لے لے۔ وہ بولا کہ اللہ (جبار) سے ڈر اور مجھ سے مذاق مت کر۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا، وہ گائے بیل اور چرانے والوں کو تو لے لے۔ اس نے ان کو لے لیا۔ سو اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضامندی کے لئے کیا تھا تو جتنا باقی ہے وہ بھی کھول دے۔ پس حق تعالیٰ نے غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دیا (اور وہ لوگ اس غار سے باہر نکلے)۔

باب: مشکل وقت کی دعا۔

1876: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) سختی (اور مشکل) کی وقت یہ دعا پڑھتے: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو بڑی عظمت والا بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے جو آسمان، زمین اور عزت والے عرش کا مالک ہے۔“

باب: بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے، جب تک وہ جلدی نہ کرے۔

1877: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے، جب تک وہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے اور جلدی نہ کرے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! جلدی کے کیا معنی ہیں؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں نے دعا کی، اور دعا کی میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو، پھر ناامید ہو جائے اور دعاچھوڑ دے۔ (یہ مالک کو ناگوار گزرتا ہے پھر وہ قبول نہیں کرتا۔ بندے کو چاہئیے کہ اپنے مالک سے ہمیشہ فضل و کرم کی امید رکھے اور اگر دنیا میں دعا قبول نہ ہو گی تو آخرت میں اس کا صلہ ملے گا)۔

باب: دعا میں یقین اور اصرار (ہونا چاہئیے اور دعا میں) ”اگر تو چاہے“ نہیں کہنا چاہئیے۔

1878: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ نبی (ص) نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، اور اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کرے بلکہ اسے چاہیئے کہ دعا میں اصرار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اس کو مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

باب: رات میں ایک ایسا وقت بھی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

1879: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا، آ پ (ص) فرماتے تھے کہ رات میں ایک گھڑی

ایسی ہے کہ اس وقت جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے، اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کردیتا ہے۔ اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔

باب: رات کے آخر حصہ میں دعاء اور ذکر کرنے کی ترغیب اور اس میں قبولیت کا بیان ۔

1880: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ہمارا پروردگار جو بڑی برکتوں والا اور بلند ذات والا ہے، ہر رات کی آخری تہائی میں آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے؟ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے؟ میں اس کو دوں، کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے؟ میں اسے بخش دوں۔

باب: مرغ کی آواز کے وقت کی دعا۔

1881: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھتا ہے۔اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو (اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو)، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

باب: مسلمان کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعاکرنا۔

1882: سیدنا صفوان (اور وہ ابن عبداللہ بن صفوان تھے اور ان کے نکاح میں اُمّ درداء تھیں) نے کہا کہ میں (ملک) شام میں آیا تو ابودردا ص کے مکان پر گیا۔ لیکن وہ نہیں ملے اور سیدہ اُمّ درداء ص ملیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اُمّ درداء نے کہا کہ تو میرے لئے دعا کرنا، اس لئے کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے کہ مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ معین ہے، جب وہ اپنے بھائی کی بہتری کی دعاکرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تمہیں بھی یہی ملے گا۔ پھر میں بازار کونکلا تو ابودرداء ص سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی رسول اللہ (ص) سے ایسا ہی روایت کیا۔

باب: دنیا میں جلدی سزا کی دعا کرنا مکروہ ہی ۔

1883: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک مسلمان کی عیادت کی جو بیماری سے چوزے کی طرح ہوگیا تھا (یعنی بہت ضعیف اورناتواں ہو گیا تھا)۔ آپ (ص) نے اس سے استفسار فرمایا کہ تو کچھ دعا کیا کرتا تھا یا اللہ سے کچھ سوال کیاکرتا تھا؟ وہ بولا کہ ہاں! میں یہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ! جو کچھ تو مجھے آخرت میں عذاب کرنے والا ہے، وہ دنیا ہی میں کر لے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ سبحان اللہ! تجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ تو (دنیا میں) اللہ کا عذاب اٹھا سکے، تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اے اللہ! مجھے دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور مجھے جہنم کے عذاب سے بچا۔ پھر آپ (ص) نے اس کیلئے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اچھا کر دیا۔

باب: کسی تکلیف کی بناء پر موت کی آرزو کرنے کی کراہت اور دعائے خیر کا بیان ۔

1884: سیدنا انس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص کسی نازل ہونے والی مصیبت یا آفت کی وجہ سے موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر ایسی ہی خواہش ہو تو یوں کہے کہ اے اللہ!! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک جینا میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت موت دے دینا جب مرنا میرے لئے بہتر ہو۔

1885: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اور نہ موت کے آنے سے پہلے موت کی دعا کرے۔ کیونکہ تم میں سے جو کوئی مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور مومن کو زیادہ عمر ہونے سے بھلائی زیادہ ہوتی ہے (کیونکہ وہ زیادہ نیکیاں کرتا ہے)۔

کتاب: ذکر کے بیان میں

باب: اللہ کے ذکر کی ترغیب اور ہمیشہ اللہ کا ذکر کر کے اس کا تقرب حاصل کرنے کی ترغیب۔

1886: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے خیال کے پاس ہوں (یعنی اس کے گمان اور اٹکل کے ساتھ۔ نووی نے کہا کہ یعنی بخشش اور قبول سے اس کے ساتھ ہوں) اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں (رحمت، توفیق، ہدایت اور حفاظت سے) جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کواس مجمع میں یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے (یعنی فرشتوں کے مجمع میں) اور جب بندہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور جب وہ میرے پاس چلتا ہواآتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑا ہوا آتا ہوں۔

باب: ذکر اللہ پر ہمیشگی اور اس کے ترک کے بیان میں۔

1887: ابوعثمان نہدی سیدنا حنظلہ اسیدی ص سے روایت کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ (ص) کے کاتبوں میں سے تھے)، انہوں نے کہاکہ سیدنا ابوبکر صدیق ص مجھ سے ملے اور پوچھا کہ اے حنظلہ! تو کیسا ہے؟ میں نے کہاکہ حنظلہ ص تو منافق ہو گیا (یعنی بے ایمان)۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ سبحان اللہ! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس ہوتے ہیں، آپ (ص) ہمیں دوزخ او رجنت یاد دلاتے ہیں تو گویا کہ وہ دونوں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پھر جب ہم آپ (ص) کے پاس سے نکل آتے ہیں تو بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ سیدنا ابوبکر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہمارا بھی یہی حال ہے۔ پھر میں اور سیدنا ابوبکر ص دونوں رسول اللہ (ص) کے پاس پہنچے تومیں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تیرا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! جب ہم آپ (ص) کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ اور جنت یاد دلاتے ہیں تو گویا کہ وہ دونوں ہماری آنکھ کے سامنے ہیں۔ پھر جب ہم آپ (ص) کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بہت باتیں بھول جاتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سدا اسی حال پر قائم رہو جس طرح میرے پاس رہتے ہو اور یاد الٰہی میں رہو تو البتہ فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ! ایک ساعت دنیا کا کاروبار اور ایک ساعت رب کی یاد۔ تین بار یہ فرمایا۔

باب: اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت پر اکٹھے ہونے کے بیان میں۔

1888: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص کسی مومن پر سے کوئی دنیا کی سختی دُور کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر سے آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دُور کرے گا۔ اور جو شخص مفلس کو مہلت دے (یعنی اس پر اپنے قرض کا تقاضا اور سختی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کا عیب ڈھانپے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں

اور آخرت میں اس کا عیب ڈھانکے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے گااور جو شخص حصول علم کے لئے کسی راستے پر چلے (یعنی علم دین خالص اللہ کے لئے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ سہل کر دے گا اور جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں اللہ کی کتاب پڑھنے اور پڑھانے کے لئے جمع ہوں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی سکینت اترتی ہے۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر اپنے پاس رہنے والوں (یعنی فرشتوں) میں کرتا ہے اور جس کا نیک عمل سست ہو تو اس کا خاندان (نسب) اس کو آگے نہیں بڑھائے گا (کچھ کام نہ آئے گا)۔

باب: جو اللہ کے ذکر اور اس کی حمد کے لئے بیٹھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اس پر فخر کرتا ہے۔

1889: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ ص نے مسجد میں (لوگوں کا) ایک حلقہ دیکھا تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔ سیدنا معاویہ ص نے کہا اللہ کی قسم! کیا تم اسی لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! صرف اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ سیدنا معاویہ ص نے کہا کہ میں نے تمہیں اس لئے قسم نہیں دی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا اور میرا رسول اللہ (ص) کے پاس جو مرتبہ تھا، اس رتبے کے لوگوں میں کوئی مجھ سے کم حدیث کا روایت کرنے والا نہیں ہے (یعنی میں سب لوگوں سے کم حدیث روایت کرتاہوں)۔ ایک دفعہ رسول اللہ (ص) اپنے اصحاب کے حلقے پر نکلے اور پوچھا کہ تم کیوں بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ ہم اللہ جل و علا کی یاد کرنے کو بیٹھے ہیں او راس کی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ بتلائی اور ہمارے اوپر احسان کیا۔ آپ (ص) نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی قسم! تم اسی لئے بیٹھے ہو؟ وہ بولے کہ اللہ کی قسم! ہم تو صرف اسی واسطے بیٹھے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ میں نے تمہیں اس لئے قسم نہیں دی کہ تمہیں جھوٹا، سمجھا بلکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے۔

باب: اللہ عز و جل کے ذکر کی مجالس، دعا اور استغفار کی فضیلت کا بیان۔

1890: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جوسیر کرتے پھرتے ہیں جنہیں اور کچھ کام نہیں وہ ذکرِ الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈھتے ہیں۔ پھر جب کسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں ذکرِ الٰہی ہوتا ہے تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے پروں سے زمین سے لے کر آسمان تک جگہ بھر جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے جدا ہو جاتے ہیں تو فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل و علاان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم زمین سے تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا)، تیری بڑئی (اللہ اکبر کہنا)، تیری تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنا)اور تیری تحمید (یعنی الحمد للہ کہنا) بیان کررہے تھے۔ (یعنی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ رہے ہیں) اور تجھ سے کچھ مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے تیری جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! انہوں نے دیکھا تو نہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ پھر اگر وہ جنت کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اور وہ تیری پناہ طلب کر رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! تیری آگ سے۔ اللہ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ

نہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ پھر اگر وہ میری آگ کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری بخشش طلب کر رہے تھے، اللہ فرماتا ہے (صدقے اللہ کے کرم اور فضل اور عنایت پر)، میں نے ان کو بخش دیا اور جو وہ مانگتے ہیں وہ دیا اور جس سے پناہ مانگتے ہیں اس سے پناہ دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک! ان لوگوں میں ایک فلاں بندہ بھی تھا جوگنہگار ہے، وہ ادھر سے گزرا تو ان کے سا تھ بیٹھ گیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا، وہ لوگ ایسے ہیں کہ جن کا ساتھی بدنصیب نہیں ہوتا۔

باب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مَردوں اور عورتوں کے بیان میں۔

1891: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مکہ کی راہ میں جا رہے تھے کہ آپ (ص) ایک پہاڑ پر سے گزرے جس کو جمدان کہتے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ چلو یہ جمدان ہے مفردون آگے بڑھ گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! مفردون کون ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔

باب: لا اُلہ الا اللہ کہنے کے متعلق۔

1892: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنے لشکر کو عزت دی اور اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے نے کافروں کی جماعتوں کو مغلوب کر دیا اس کے بعد کوئی شے نہیں ہی۔

باب: اونچی آواز کے ساتھ ذکر کرنے کا بیان۔

1893: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو (یعنی آہستہ سے ذکر کرو)، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ تم اس کو پکارتے ہو جو (ہرجگہ سے) سنتا ہے، نزدیک ہے اور تمہارے ساتھ ہے (یعنی علم او راحاطے سے)۔ سیدنا ابوموسیٰ ص نے کہا کہ میں آپ (ص) کے پیچھے تھا او رمیں لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللهِ کہہ رہا تھا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتلاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ (ص)! بتلائیے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کہہ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللهِ (یہ کلمہ ہے تفویض کا اور اس میں اقرار ہے کہ اور کسی کو نہ طاقت ہے نہ قدرت، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے)۔

باب: شام کے وقت کیا کہنا چاہئیے؟

1894: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) جب شام ہوتی تو فرماتے کہ ہم نے شام کی، اور اللہ کے ملک نے شام کی، ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے ،جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی سلطنت ہے ،اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ ! میں تجھ سے اس رات کی بہتری مانگتا ہوں اور اس رات کے بعد کی اور اس رات کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بُرائی سے۔ اے اللہ! میں سستی اور بڑھاپے کی بُرائی سے تیری پناہ مانگتاہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں (راوی) حسن بن عبیداللہ نے کہا کہ زبید (راوی) نے ابراہیم بن سوید سے اس میں یہ زیادہ بیان کیا، انہوں نے انہوں نے عبدالرحمن بن یزید سے اور انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اورانہوں نے اس کو مرفوعاً بیان کیا کہ ”اللہ

واحد کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں ہر قسم کی بادشاہت اسی کے لئے ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی (وحدہ لا شریک) کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب صبح ہوتی تو یہی دعا (اس طرح) کرتے کہ صبح کی ہم نے اوراللہ کے ملک نے صبح کی ......آخر تک (اور بجائے رات کے دن فرماتے)۔

باب: نیند اور لیٹتے وقت کیا کہے؟

1895: سیدنا علی بن ابی طالب ص سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں پر چکی پیسنے کی وجہ سے نشان پڑ گئے تھے۔ اور رسول اللہ (ص) کے پاس قیدی (غلام) آئے، وہ آئیں۔ آپ (ص) کو نہ پایا تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملیں اور ان سے یہ حال بیان کیا۔ جب رسول اللہ (ص) تشریف لائے تو اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ (ص) سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کا حال بیان کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ (ص) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے بچھونے پر جا چکے تھے، ہم نے اٹھنا چاہا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپ (ص) ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے (یعنی میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیچ میں) یہاں تک کہ میں نے آپ (ص) کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر پائی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وہ نہ بتاؤں جو اس چیزسے بہتر ہے جو تم نے مانگا (یعنی خادم سے)؟ جب تم دونوں (سونے کے لئے) لیٹو تو چونیتس دفعہ ”اللہ اکبر“، تینتیس دفعہ ”سبحان اللہ“ اور تینتیس دفعہ ”الحمد للہ“ کہہ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک خادم سے بہتر ہے۔ ایک دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ سیدنا علی ص نے کہا کہ جب سے میں نے نبی (ص) سے یہ سنا ہے،کبھی ترک نہیں کیا۔ آپ ص سے پوچھا گیا کہ کیا صفین کی رات بھی تو جواب دیا کہ ہاں! صفین کی رات بھی (نہیں چھوڑا)۔

1896: سیدنا براء بن عازب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تو سونے کو جائے تو وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر کہہ ”اے اللہ! میں نے اپنا منہ تیرے لئے جھکا دیا اورا پنا کام تجھے سونپ دیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیرے ثواب کی خواہش سے اور تیرے عذاب سے ڈر کرے اور میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔ تجھ سے بچنے کے لئے نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ۔ آخری بات یہی دعا ہو۔ (اور فرمایا کہ) پھر اگر تو اس رات کو مر جائے تو اسلام پر مرے گا (اور خاتمہ بخیرہو گا) اور سیدنا براء ص نے کہا کہ میں نے ان کلموں کو دوبارہ یاد کرنے کے لئے پڑھا تو ”بِنَبِیِّکَ“ کے بدلہ”بِرَسُوْلِکَ“ کہا تو آپ (ص) نے فرمایا کہ”بِنَبِیِّکَ“ کہو۔

1897: سیدنا براء بن عازب ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) جب بستر پر لیٹتے تو فرماتے کہ ”اے اللہ! میں تیرے نام کے سا تھ جیتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں“۔ اور جب (نیند سے) بیدار ہوتے تو فرماتے کہ ”شکر اس اللہ کا، جس نے ہمیں مار کر زندہ کیا (یعنی سلا کر کیونکہ سونا بھی ایک طرح کی موت ہے) اور اسی کی طرف اٹھایا جانا یا لوٹنا ہے“۔

1898: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سوتے وقت یہ پڑھنے کو کہا کہ ”اے اللہ! تو نے میری جان کو پیدا کیا اور تو ہی مارے گا، تیرے ہی لئے جینا اور مرنا ہے، اگر تو اس کو زندہ کر دے تو اس کو اپنی حفاظت میں رکھ اور اگر مارے تو اس کو بخش دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کر رہا ہوں“ ان سے ایک شخص بولا کہ تم نے یہ دعا سیدنا عمر ص سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ بلکہ ان سے سنی جو سیدنا عمر ص سے بہتر تھے، یعنی رسول اللہ (ص)۔

1899: سہیل کہتے ہیں کہ جب ہم میں کوئی سونے لگتا تو ابو صالح اسے داہنی کروٹ پر سونے اور یہ دعا پڑھنے کا حکم دیتے کہ ”اے اللہ! آسمانوں کے مالک اور زمین کے مالک، عرش عظیم کے مالک، ہمارے اور ہر چیز کے مالک، دانے اور گٹھلی کو (درخت اگانے کے لئے) چیرنے والے اور تورات، انجیل اور قرآن مجید کے اتارنے والے! میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کو تو تھامے ہوئے ہے (یعنی تیرے اختیار میں ہے)۔ تو سب سے پہلے ہے کہ تیرے سے پہلے کوئی شے نہیں، تو سب کے بعد ہے کہ تیرے بعد کوئی شے نہیں (یعنی ازلی اور ابدی ہے)، تو ظاہر ہے کہ تیرے اوپر کوئی شے نہیں اور تو باطن ہے (یعنی لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوا ہے) کہ تجھ سے ورے کوئی شے نہیں (یعنی تجھ سے زیادہ چھپی ہوئی)، ہم سے قرض دور کر دے اور ہمیں فقر سے مستغنی کر دے۔ ابوصالح اس دعا کو سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت کرتے تھے اور سیدنا ابوہریرہ رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے تھے۔

1900: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہبند کے اندرونی حصے سے اپنا بستر جھاڑے اور بسم اللہ کہے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بستر پر کونسی چیز آئی اور جب لیٹنے لگے تو داہنی کروٹ پر لیٹے اور کہے کہ ”پاک ہے تو اے میرے اللہ ! تیرا نام لے کر میں کروٹ زمین پر رکھتا ہوں اور تیرے نام سے ہی اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان روک لے تو اس کو بخش دینا اور جو (دوبارہ میرے بدن میں آنے کو) چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کرنا جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے“۔

1901: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ (ص) اپنے بستر پر جاتے تو فرماتے: ”شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور کافی ہوا ہمارے لئے اور ٹھکانہ دیا ہمیں، کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے لئے نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا ہے“۔

باب: صبح کی نماز کے بعد تسبیح کہنے کا بیان۔

1902: اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی (ص) صبح کی نماز کے بعد صبح سویرے ان کے پاس سے نکلے، اور وہ اپنی نماز کی جگہ میں تھیں۔ پھر آپ (ص) چاشت کے وقت لوٹے تو دیکھا کہ وہ وہیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب سے میں نے تمہیں چھوڑا تم اسی حال میں رہیں؟ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے تمہارے بعد چار کلمے تین بار کہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ وزن کئے جائیں جو تم نے اب تک پڑھا ہے، تو البتہ وہی بھاری پڑیں گے۔ وہ کلمے یہ ہیں کہ ”میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی خوبیوں کے ساتھ، اس کی مخلوقات کے شمار کے برابر اور اس کی رضامندی اور خوشی کے برابر اور اس کے عرش کے تول کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر (یعنی بے انتہا اس لئے کہ اللہ کے کلموں کی کوئی حدنہیں ہے سارا سمند اگر سیاہی ہو جائے اور وہ ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے کلمے تمام نہ ہوں)۔ انہی سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کی مخلوقات کے شمار کے برابر، اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کی رضامندی کے بقدر، اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

1903: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام کو ”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِہِ◆“ سو بار کہے لے تو قیامت کے دن اس سے بہتر کوئی شخص عمل لے کر نہ آئے گامگر جو اتنا ہی یا اس سے زیادہ کہے۔

باب: تسبیح کہنے کی فضیلت ۔

904: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہا نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں(قیامت کے دن)، میزان میں بھاری ہوں گے اور وہ اللہ کو بہت پسند ہیں۔ وہ یہ ہیں”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِہٖ◆ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ“ ۔

1905: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر میں ”سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ ِللهِ وَلَ(ص) اِلٰہَ اِلَّ(ص) اللهُ وَاللهُ اکْبَر“ کہوں تو یہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (یعنی ساری کائنات)

باب: لا الٰہ الا اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کے بارے میں۔

1906: موسیٰ جہنی، مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سیدنا سعد ص سے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی ایسا کلام بتائیے جسے میں کہا کروں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ کہا کر کہ ”لا الٰہ الا اللّٰ ......آخردعا تک“ تو وہ دیہاتی بولا کہ ان کلموں میں تو میرے مالک کی تعریف ہے، میرے لئے بتائیے تو آپ (ص) نے فرمایا کہ کہا کر کہ ”اللّٰمَّ اغْفِرْلِیْ ......آخر تک“ ۔ (راویٔ حدیث) موسیٰ نے کہا کہ لفظ ”عافنی“ کامجھے خیال آتا ہے لیکن یاد نہیں ہے کہ آپ (ص) سے ثابت ہے یا نہیں۔

باب: سبحان اللہ وبحمدہ (کا وظیفہ) اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

1907: سیدناابوذر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں تجھے وہ کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو بہت پسند ہے؟ میں نے عرض کیاکہ یارسول اللہ (ص)! مجھے وہ کلام بتائیے جو اللہ کو بہت پسندہے، آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کلام ”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِہٖ◆“ ہے۔

باب: جو آدمی روزانہ سو دفعہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ ... “کہتا ہے اس کے بارے میں ۔

1908: سیدناابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو بار یہ کلمات کہے کہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ◆ ... آخر تک“ تو اس کو اتنا ثواب ہو گا جیسے دس غلام آزاد کئے، اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کی سو بُرائیاں مٹائی جائیں گی، سارا دن شام تک شیطان سے بچا رہے گا اور (قیامت کے دن) اس سے بہتر عمل کوئی شخص نہ لائے گا مگر جو اس سے زیادہ عمل کرے (یعنی یہی تسبیح سو سے زیادہ بار پڑھے اور اعمالِ خیر زیادہ کرے)۔ اور جو شخص ”سبحان اللّٰہ وبحمدہ◆“ دن میں سو بار کہے تو اس کے گناہ بخش دئیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

باب: جو آدمی سو بار سبحان اللہ کہتا ہے، اس کے بارے میں۔

1909: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس تھے کہ آپ (ص) نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر روز ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟ آپ (ص) کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کس طرح کرے گا؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ سو بار ”سبحان اللہ“ کہے تو ہزارنیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ مٹائے جائیں گے۔

زیادہ کرے)۔ اور جو شخص ”سبحان اللّٰہ وبحمدہ◆“ دن میں سو بار کہے تو اس کے گناہ بخش دئیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

باب: جو آدمی سو بار سبحان اللہ کہتا ہے، اس کے بارے میں۔

1909: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس تھے کہ آپ (ص) نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر روز ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟ آپ (ص) کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ہزار نیکیاں کس طرح کرے گا؟ آپ (ص) نے فرمایاکہ سو بار ”سبحان اللہ“ کہے تو ہزارنیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی اور اس کے ہزار گناہ مٹائے جائیں گے۔

تعوذ وغیرہ کے بارے میں

باب: فتنوں کے شر سے پناہ مانگنا۔

1910: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتاہوں جہنم کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے، قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے، امیری کے فتنے کی برائی اور فقیری کے فتنے کی بُرائی سے۔ اور میں مسیح دجال کے فتنے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اوراولے کے پانی سے دھو دے اور میرا دل گناہوں سے ایسے پاک کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کر دیا اور مجھ کو گناہوں سے ایسے دُور کر دے جیسے تو نے مشرق کو مغرب سے دُور کیا ہے۔ اے اللہ! میں سستی، بڑھاپے، گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

باب: عاجز آجانے اور سستی سے پناہ مانگنے کے بیان میں۔

1911: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) فرمایا کرتے تھے ”اے اللہ! میں عاجز ہونے، سستی، بزدلی، پڑھاپے اور بخیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب اور زندگی اورموت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں“

باب: بُری قضا اور بدبختی سے پناہ مانگنے کے بیان میں۔

1912: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) بُری قضا (بُری تقدیر)، اور بدبختی میں پڑنے سے، دشمنوں کے خوش ہونے اور آزمائش کی سختی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ عمرو نے یہ بھی کہا کہ سفیان (راوئ حدیث) نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ ان چار چیزوں میں سے ایک چیز میں نے اس حدیث میں زیادہ کر دی۔

باب: نعمت کے زوال سے پناہ مانگنے کے بیان میں ۔

1913: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ کی دعا میں یہ بھی تھی کہ ”اے اللہ ! میں تیری نعمت کے زوال سے اور عافیت اور دی ہوئی صحت کے پلٹ جانے سے اور تیرے اچانک عذاب سے اور تیرے غضب والے سب کاموں سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

باب: چھینکنے والے کو جواب دینا، جب وہ ”الحمدللہ“ کہے۔

1914: سیدناا نس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سامنے دوآدمیوں کو چھینک آئی۔ آپ (ص) نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کوجواب نہ دیا۔ جس کو جواب نہ دیا تھا، اس نے کہا کہ اس کو چھینک آئی تو آپ (ص) نے جواب دیا، لیکن مجھے چھینک آئی تو آپ (ص) نے جواب نہ دیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس نے (یعنی

جس کا جواب دیا) ”الحمدللہ“ کہا تھا اور تو نے ”الحمدللہ“ نہ کہا (اس لئے جواب نہ دیا)۔

1915: ایاس بن سلمہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا سلمہ بن اکوع ص) نے نبی (ص) سے سنا کہ آپ (ص) کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ”یرحمک اللہ“۔ پھر اسے (دوبارہ) چھینک آئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو زکام ہو گیا ہے۔ (یعنی اگر کسی کو زکام سے چھینکیں آرہی ہوں تو اس کو کہاں تک ”یرحمک اللّٰہ“ کہیں گے) ۔

1913: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ کی دعا میں یہ بھی تھی کہ ”اے اللہ ! میں تیری نعمت کے زوال سے اور عافیت اور دی ہوئی صحت کے پلٹ جانے سے اور تیرے اچانک عذاب سے اور تیرے غضب والے سب کاموں سے تیری پناہ مانگتا ہوں“۔

باب: چھینکنے والے کو جواب دینا، جب وہ ”الحمدللہ“ کہے۔

1914: سیدناا نس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) کے سامنے دوآدمیوں کو چھینک آئی۔ آپ (ص) نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کوجواب نہ دیا۔ جس کو جواب نہ دیا تھا، اس نے کہا کہ اس کو چھینک آئی تو آپ (ص) نے جواب دیا، لیکن مجھے چھینک آئی تو آپ (ص) نے جواب نہ دیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس نے (یعنی جس کا جواب دیا) ”الحمدللہ“ کہا تھا اور تو نے ”الحمدللہ“ نہ کہا (اس لئے جواب نہ دیا)۔

1915: ایاس بن سلمہ سے روایت ہے کہ ان کے والد (سیدنا سلمہ بن اکوع ص) نے نبی (ص) سے سنا کہ آپ (ص) کے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ ”یرحمک اللہ“۔ پھر اسے (دوبارہ) چھینک آئی تو آپ (ص) نے فرمایا کہ اس کو زکام ہو گیا ہے۔ (یعنی اگر کسی کو زکام سے چھینکیں آرہی ہوں تو اس کو کہاں تک ”یرحمک اللّٰہ“ کہیں گے) ۔

کتاب: توبہ، اسکی قبولیت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت۔

باب: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کا حکم ۔

1916: سیدنا ابوبردہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا اغر ص سے سنا اور وہ نبی (ص) کے صحابہ میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ سے ہر دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔

باب: توبہ کرنے پر شوق دلانا ۔

1917: سیدنا حارث بن سوید کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ (بن مسعود) ص بیمارتھے تو میں ان کی عیادت کو ان کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھ سے دو حدیثیں بیان کیں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ (ص) کی طرف سے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی اپنی سواری پر کہ جس پر اس کے کھانے پینے کی اشیاء بھی ہوں، ایک ہلاکت خیز سنسان جنگل میں جائے (جہاں نہ سایہ ہو نہ پانی ہو) اور وہ (آرام کے لئے) سو جائے۔ جب وہ جاگے تو اس کی سواری کہیں جا چکی ہو۔ پھر اس کو ڈھونڈے، یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگ جائے۔ پھر (مایوس ہو کر)کہے کہ میں لوٹ جاؤں جہاں تھا اور سوتے سوتے مر جاؤں۔(کیونکہ بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی) پھر اپنا سر اپنے بازو پر رکھے اور مرنے کے لئے لیٹ جائے۔ پھر جو جاگے تو اپنی سواری اپنے پاس پائے اور اس پر اس کا توشہ ہو کھانا بھی اور پانی بھی۔ اللہ تعالیٰ کو مومن بندے کی

توبہ سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو اپنے اونٹ اور توشے کے ملنے سے ہوتی ہے۔

باب: سچی توبہ کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَعلَى الثَّلاَثَةِ الَّذِيْنَ خلفوا﴾ کی تفسیر۔

1918: ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ (ص) نے تبوک کا جہاد کیا اور آ پ (ص) کا ارادہ روم اور شام کے عرب نصرانیوں کے خلاف جہاد کا تھا۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ عبداللہ بن کعب، جو کہ سیدنا کعب بن مالک ص کی نابینا ہو جانے کی بناء پر راہنمائی کیا کرتے تھے، نے کہا کہ سیدنا کعب بن مالک ص کو میں نے اپنے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ سیدنا کعب بن مالک صنے کہا کہ میں نے غزوۂ تبوک کے علاوہ کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا، البتہ غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا۔ لیکن اس میں رسول اللہ (ص) نے کسی پیچھے رہ جانے والے پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور بدر میں تو آپ (ص) مسلمانوں کے ساتھ قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ساتھ اچانک لڑا دیا (اور قافلہ نکل گیا)۔ اور میں رسول اللہ (ص) کے ساتھ لیلة العقبہ میں بھی موجود تھا (لیلةالعقبہ وہ رات ہے جب آپ (ص) نے انصار سے اسلام پر اور آپ (ص) کی مددکرنے پر بیعت لی تھی اور یہ بیعت جمرة العقبہ کے پاس جو منیٰ میں ہے دوبار ہوئی۔پہلی بار میں بارہ انصاری تھے اور دوسری بار میں ستر انصاری تھے) اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے بدلے میں جنگِ بدر میں شریک ہوتا، اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ مشہورہے۔ (یعنی لوگ اس کو افضل کہتے ہیں)۔ اور غزوہ تبوک میں میرا پیچھے رہ جانے کا قصہ یہ ہے کہ اس غزوہ کے وقت میں جتنا قوی جوان اور خوشحال تھا، اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹنیاں کبھی جمع نہیں ہوئیں تھیں اور اس لڑائی کے وقت میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں ۔ آپ (ص) اس لڑائی کے لئے سخت گرمی کے دنوں میں چلے اور سفر بھی لمبا تھا اور راہ میں جنگل تھے (دور دراز جن میں پانی کم ملتا اور ہلاکت کا خوف ہوتا ہے) اور بہت سارے دشمنوں سے مقابلہ تھا، اس لئے آپ (ص) نے مسلمانوں سے صاف صاف فرمایا دیا کہ میں اس لڑائی کے لئے جا رہا ہوں (حالانکہ آپ (ص) کی یہ عادت تھی کہ اور لڑائیوں میں اپناارادہ مصلحت کے تحت صاف صاف نہ فرماتے تھے تاکہ خبرمشہور نہ ہو) تاکہ وہ اپنی تیاری کر لیں۔ ان سے کہہ دیاکہ فلاں طرف کو جانا ہے اور اس وقت آپ (ص) کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے اور کوئی رجسٹر نہ تھا جس میں ان کے نام لکھے جا سکتے۔سیدنا کعب نے کہا کہ بہت کم کوئی ایسا شخص ہو گا جو یہ گمان کرکے اس غزوہ سے غائب ہونے کا ارادہ کرے کہ اس کا معاملہ جب تک وحی نہ آئے گی، مخفی رہے گا۔اور یہ جہاد رسول اللہ (ص) نے اس وقت کیاجب پھل پک گئے تھے اور سایہ خوب تھا اورمجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آخر رسول اللہ (ص) نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ (ص) کے ساتھ تیاری کی۔ میں بھی ہر صبح کو اس ارادہ سے نکلنا شروع کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں، لیکن میں ہر روز لوٹ آتا اور کچھ فیصلہ نہ کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ میں جب چاہوں جا سکتا ہوں (کیونکہ سفر کا سامان میرے پاس موجود تھا) میں یہی سوچتا رہا حتی کہ مسلمانوں نے سامان سفر تیار کر لیا اور ایک صبح رسول اللہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ اورمیں نے کوئی تیاری نہ کی۔ پھر میں صبح کو نکلااور لوٹ کر آگیا اور کوئی فیصلہ نہیں کر پایا۔ میرا یہی حال رہا، یہاں تک کہ لوگوں نے جلدی کی اور سب مجاہدین آگے نکل گئے۔ اس وقت میں نے بھی کوچ کا قصد کیا کہ ان سے مل جاؤں۔ اے کاش میں ایسا کرتا، لیکن میری تقدیر میں نہ تھا۔ رسول اللہ (ص) کے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے رنج ہوتا، کیونکہ میں کوئی پیروی کے لائق نہ پاتا مگر ایسا شخص جس پر منافق ہونے کا گمان تھا یا معذور ضعیف اور

ناتواں لوگوں میں سے۔ خیر رسول اللہ (ص) نے (راہ میں) میری یاد کہیں نہ کی، یہاں تک کہ آپ (ص) تبوک میں پہنچے۔ آپ (ص) لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس وقت فرمایا کعب بن مالک کہاں گیا؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص) اس کو اس کی چادروں نے روک لیا ہے، وہ اپنے دونوں کناروں کو دیکھتا ہے (یعنی اپنے لباس اور نفس میں مشغول اور مصروف ہے)۔ سیدنا معاذ بن جبل ص نے یہ سن کر کہا کہ تو نے بُری بات کہی، اللہ کی قسم! یارسول اللہ (ص)! ہم تو کعب بن مالک کو اچھاسمجھتے ہیں۔ رسول اللہ (ص) یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اتنے میں آپ (ص) نے ایک شخص کو دیکھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے آ رہا تھا اور (چلنے کی وجہ سے) ریت کو اُڑا رہا تھا جو آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ ابوخیثمہ ہے۔ پھر وہ ابوخیثمہ ہی تھا اور ابوخیثمہ وہ شخص تھا جس نے ایک صاع کھجور صدقہ دی تھی اور منافقوں نے اس پر طعن کیا تھا۔
سیدنا کعب بن مالک ص نے کہا کہ جب مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ (ص) تبوک سے مدینہ کی طرف لوٹ رہے ہیں، تو میرا رنج بڑھ گیا۔ میں نے جھوٹ باتیں بنانا شروع کیں کہ کوئی بات ایسی کہوں جس سے کل (یعنی آپ (ص) کی واپسی پر) آپ (ص) کی ناراضگی سے بچ جاؤں اور اس معاملے کے لئے میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک عقلمند شخص سے مدد لینا شروع کی یعنی (ص) ن سے بھی صلاح لی (کہ کیا بات بناؤں)۔ جب لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) قریب آپہنچے تو اس وقت سارا جھوٹ کافور ہوگیا اور میں سمجھ گیاکہ اب میں کوئی جھوٹ بنا کر آپ (ص) سے نجات نہیں پا سکتا۔ آخر میں نے سچ بولنے کی نیت کر لی اور صبح کو رسول اللہ (ص) تشریف لائے اور آپ (ص) جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھتے۔ جب آپ (ص) یہ کر چکے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے اپنے عذر بیان کرنے شروع کئے اور قسمیں کھانے لگے۔ یہ لوگ اسی (80) سے کچھ زیادہ تھے۔ آپ (ص) نے ان کی ظاہر بات کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کی نیت (یعنی دل کی بات کو) اللہ کے سپرد کر دیا۔ جب میں آیا، پس میں نے سلام کیا تو آپ (ص) مسکرائے لیکن اس طرح جیسے کوئی غصے کی حالت میں مسکراتا ہے۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ آؤ۔ میں چلتا ہوا آیا اور آپ (ص) کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تو پیچھے کیوں رہ گیا؟ تو نے تو سواری بھی خرید لی تھی۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! اگر میں آپ (ص) کے سوا دنیاکے شخصوں میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں یہ خیال کرتا کہ کوئی عذر بیان کر کے اس کے غصے سے نکل جاؤں گاا ور مجھے (ص) للہ تعالیٰ نے زبان کی قوت دی ہے (یعنی میں عمدہ تقریر کر سکتا ہوں اور خوب بات بنا سکتا ہوں)، لیکن اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹ بات آپ (ص) سے کہہ دوں اور آپ (ص) مجھ سے خوش ہو جائیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ (ص) کو میرے اوپر غصے کر دے گا (یعنی اللہ تعالیٰ آپ (ص) کو بتلائے گا کہ میرا عذر جھوٹ اور غلط تھا اور آپ (ص) ناراض ہو جائیں گے) اور اگر میں آپ (ص) سے سچ سچ کہوں گا تو بیشک آپ (ص) غصے ہوں گے لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انجام بخیر کرے گا۔ اللہ کی قسم! جب آپ (ص) سے پیچھے رہ گیا اس وقت مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ اللہ کی قسم میں کبھی نہ اتنا قوی اور اتنا مالدار نہ تھا جتنا اس وقت تھا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ کعب نے سچ کہا۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اچھا جا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں فیصلہ کر دے۔ میں کھڑا ہو گیا اور بنی سلمہ کے چند لوگ دوڑ کر میرے پیچھے ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو، پس تم عاجز کیوں ہو گئے اور رسول اللہ (ص) کے سامنے کوئی عذر کیوں نہ کر دیا جس طرح اور پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کئے؟ اور تیرا گناہ بخشوانے کو رسول اللہ (ص) کا استغفار کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ لوگ مجھے ملامت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ پھر رسول اللہ

(ص) کے پاس لوٹ کر جاؤں اور اپنے آپ کو جھوٹا کروں (اور کوئی عذر بیان کروں)۔ پھر میں نے ان لوگوں سے
کہا کہ کسی اور کا بھی ایسا حال ہوا ہے جو میرا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! دو شخص ایسے اور ہیں
انہوں نے بھی وہی کہا جو تونے کہا اور رسول اللہ (ص) نے ان سے بھی وہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں
نے پوچھا کہ وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ واقفی۔ ان لوگوں نے
ایسے دو شخصوں کے نام لئے جو نیک تھے، بدر کی لڑائی میں موجود تھے اور پیروی کے قابل تھے۔ جب ان
لوگوں نے ان دونوں کا نام لیا تو میں اپنے پہلے حال پر قائم رہا۔ اور رسول اللہ (ص) نے مسلمانوں کو پیچھے
رہ جانے والے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا، تو لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کیا اور ان کا حال
ہمارے ساتھ بالکل بدل گیا، یہاں تک کہ زمین بھی گویا بدل گئی، وہ زمین ہی نہ رہی جس کو میں پہچانتا
تھا۔ پچاس راتوں تک ہمارا یہی حال رہا۔ میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو گئے اور اپنے گھروں میں روتے ہوئے
بیٹھ رہے۔ لیکن میں تو سب لوگوں میں نوجوان اور طاقتور تھا۔ میں نکلاکرتا تھااور نماز کے لئے بھی آتا اور
بازاروں میں بھی پھرتا لیکن کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔ اور رسول اللہ (ص) جب نماز سے فارغ ہو
کر اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے تو آکر ان کو سلام کرتا اور دل میں یہ کہتا کہ آپ (ص) نے اپنے لبوں کو سلام کا
جواب دینے کے لئے ہلایا یا نہیں ہلایا؟ پھر آپ (ص) کے قریب نماز پڑھتا اور چور نظر سے آپ (ص) کو دیکھتا تو
جب میں نماز میں ہوتا تو آپ (ص) میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ (ص) کی طرف دیکھتا تو آپ (ص)
منہ پھیر لیتے ۔ حتی کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر لمبی ہوئی تو میں چلا اور ابوقتادہ ص کے باغ کی
دیوار پر چڑھا، اور ابوقتادہ میرے چچازاد بھائی تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے ان سے محبت تھی۔ ان کو
سلام کیا تو اللہ کی قسم انہوں نے سلام کا جواب تک نہ دیا (سبحان اللہ رسول اللہ (ص) کے تابع ایسے ہوتے
ہیں کہ آپ (ص) کے ارشاد کے سامنے بھائی بیٹے کی پرواہ بھی نہیں کرتے جب رسول اللہ (ص) سے ایسی
محبت نہ ہو تو ایمان کس کام کا ہے؟ آپ (ص) کی حدیث جب معلوم ہو جائے کہ صحیح ہے تو مجتہد او
رمولویوں کا قول جو اس کے خلاف ہو دیوار پر مارنا چاہئیے اور حدیث پر چلنا چاہئیے)۔ میں نے ان سے کہا کہ
اے ابوقتادہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتاہوں کہ تم یہ نہیں جانتے کہ میں اللہ اور اس کے رسول (ص) سے
محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ ان سے سوال کیا، وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر
تیسری بار قسم دی تو بولے کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں (یہ بھی کعب سے نہیں بولے بلکہ
خود اپنے میں بات کی)۔ آخر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں پیٹھ موڑ کر چلا اور دیوار پر چڑھا۔میں
مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ ملک شام کے کسانوں میں سے ایک کسان جو مدینے میں اناج بیچنے کے لئے آیا
تھا، کہہ رہا تھا کہ کعب بن مالک کا گھر مجھے کون بتائے گا؟ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ شروع کیا،
یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا۔ میں چونکہ پڑھ سکتا تھا، میں نے
اس کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ اما بعد! ”ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ
(ص)) تم پر ناراض ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں نہیں کیا، نہ اس جگہ جہاں تمہارا
حق ضائع ہو، تو تم ہم سے مل جاؤ، ہم تمہاری خاطر داری کریں گے“۔ میں نے جب یہ خط پڑھا تو کہا کہ یہ
بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے اور اس خط کومیں نے تنور میں جلا دیا ۔ جب پچاس میں سے چالیس
دن گزر گئے اور وحی نہ آئی تو یکایک رسول اللہ (ص) کا پیغام لانے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ رسول
اللہ (ص) تمہیں حکم کرتے ہیں کہ اپنی بی بی سے علیحدہ رہو۔ میں نے کہا کہ اس کو طلاق دیدوں یا
کیاکروں؟ وہ بولا کہ نہیں طلاق مت دو، صرف الگ رہو اور اس سے صحبت مت کرو۔ میرے دونوں ساتھیوں
(جو پیچھے رہ گئے تھے) کو بھی یہی پیغام ملا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے عزیزوں میں چلی جا اور

وہیں رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ دے۔ سیدنا ہلال بن امیہ ص کی بیوی یہ سن کر رسول

اللہ (ص) کے پاس گئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ہلال بن امیہ ایک بوڑھا کمزور شخص ہے، اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تو کیا آپ (ص) بُرا سمجھتے ہیں

کہ اگر میں اس کی خدمت کیا کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ میں خدمت کو بُرا نہیں سمجھتا لیکن وہ تجھ سے صحبت نہ کرے۔ وہ بولی کہ اللہ کی قسم! اس کو کسی کام کا خیال نہیں اور اللہ کی قسم! وہ اس دن سے اب تک رو رہا ہے۔ میرے گھر والوں نے کہا کہ کاش تم بھی رسول اللہ (ص) سے اپنی بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لے لو، کیونکہ آپ (ص) نے ہلال بن امیہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی تو میں نے کہا کہ میں کبھی آپ (ص) سے اپنی بیوی کے لئے اجازت نہ لوں گا اور معلوم نہیں کہ رسول اللہ (ص) کیا فرمائیں گے اگر میں اپنی بیوی کے لئے اجازت لوں اور میں جوان آدمی ہوں۔ پھر میں دس راتیں اسی حال میں رہا، یہاں تک کہ اس تاریخ سے پچاس راتیں پوری ہوئیں جب سے آپ (ص) نے ہم سے سب لوگوں کو بات کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر پچاسویں رات کو صبح کے وقت میں نے اپنے ایک گھر کی چھت پر نماز پڑھی میں اسی حال میں بیٹھا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارا حال بیان کیا کہ میرا جی تنگ ہو گیا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔ اتنے میں مَیں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جو سلع (نامی) پہاڑ پر سے بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ یہ سن کر میں سجدے میں گرا او رمیں نے پہچانا کہ اب کشادگی آگئی۔ پھر رسول اللہ (ص) نے صبح کی نماز کے بعد اس بات کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ لوگ ہمیں خوشخبری دینے کو چلے، میرے دونوں ساتھیوں کے پاس چند خوشخبری دینے والے گئے اور ایک شخص نے میرے پاس گھوڑا دوڑایا او رایک دوڑنے والا اسلم قبیلے سے میری طرف آیا اور اس کی آواز گھوڑے سے جلدی مجھ کو پہنچی۔ جب وہ شخص آیا جس کی خوشخبری کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور اس خوشخبری کے صلے میں اس کو پہنا دئیے۔ اللہ کی قسم! اس وقت میرے پاس وہی دو کپڑے تھے۔ میں نے دو کپڑے عاریۃً لئے اور ان کو پہن کر رسول اللہ (ص) سے ملنے کی نیت سے چلا۔ لوگ مجھ سے گروہ گروہ ملتے جاتے تھے اور مجھے معافی کی مبارکباد دیتے جاتے تھے او رکہتے تھے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی معافی کی قبولیت مبارک ہو۔یہاں تک کہ میں مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ (ص) مسجد میں بیٹھے تھے اور آپ (ص) کے پاس لوگ تھے۔ اور طلحہ بن عبیداللہ ص نے مجھے دیکھتے ہی دوڑ کر آکر مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا تو سیدنا کعب ص سیدنا طلحہ ص کے اس احسان کو نہیں بھولتے تھے۔ سیدنا کعب بن مالک ص نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ (ص) کو سلام کیا تو آپ (ص) کا چہرہ خوشی سے چمک دمک رہا تھا، آپ (ص) نے فرمایا کہ خوش ہو جا، جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا آج کا دن سے تیرے لئے بہتر دن ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ جل جلالہ◆ کی طرف سے ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ◆ کی طرف سے اور رسول اللہ (ص) جب خوش ہو جاتے تو آپ (ص) کا چہرہ چمک جاتا تھا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم اس بات (یعنی آپ (ص) کی خوشی) کو پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ (ص) کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں اپنی معافی کی خوشی میں اپنے مال کو اللہ اور اس کے رسول (ص) کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اپنا تھوڑا مال رکھ لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! آخر کار سچائی نے مجھے نجات دی اور میری توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ

ہمیشہ سچ کہوں گا جب تک زندہ رہوں۔ سیدنا کعب ص نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اللہ
تعالیٰ نے کسی مسلمان پر سچ بولنے پر ایسا احسان کیا ہو جب سے میں نے رسول اللہ (ص) سے یہ ذکر کیا
جیسا عمدہ طرح سے مجھ پر احسان کیا۔ اللہ کی قسم! جب سے یہ رسول اللہ (ص) سے کہا اس وقت سے
آج کے دن تک کوئی جھوٹ قصداً نہیں بولا۔ آج کے دن تک اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں
بھی مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ سیدنا کعب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں ”بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی
(ص)، مہاجرین اور انصار کو معاف کیا جنہوں نے نبی ((ص)) کا مفلسی کے وقت ساتھ دیا“ یہاں تک کہ فرمایا
”وہ مہربان ہے اور رحم والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کو بھی معاف کیا جو پیچھے چھوڑے گئے،
یہاں تک کہ زمین ان پر باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو گئی اور ان کے نفس بھی تنگ ہو گئے اور سمجھے کہ
اب اللہ تعالیٰ سے کوئی بچاؤ نہیں مگر اسی کی طرف، پھر اللہ نے ان کو معاف کیا تا کہ وہ توبہ کریں،
بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈور اور سچوں کے ساتھ رہو“ (التوبہ:
117 - 119)۔ سیدنا کعب ص نے کہا کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے،
اس سے بڑھ کوئی احسان مجھ پر نہیں کیا جو میرے نزدیک اتنا بڑا ہو، کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سچ
بول دیا اور جھوٹ نہیں بولا، ورنہ تباہ ہوتا جیسے جھوٹے تباہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کی جب وحی
اتاری تو ایسی بُرائی بیان کی کہ کسی (اور)کی نہ کی ہو گی۔ فرمایا کہ ”جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ
گے تو عنقریب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو، سو تم ان سے
اعراض کر لو، بیشک وہ ناپاک ہیں اور ان کاٹھکانہ جہنم ہے یہ بدلہ ہے ان کی کمائی کا۔ وہ تم سے اس لئے
قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے خوش ہو جاؤ۔ پس اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ ان
بدکاروں سے خوش نہیں ہو گا“۔ سیدنا کعب ص نے کہا کہ ہم تینوں کا معاملہ ان لوگوں سے مؤخر کیا گیا
جن کا عذر رسول اللہ (ص) نے قبول کر لیا تھا۔ جب انہو ں نے قسم کھائی تو ان سے بیعت کی اور ان کے لئے
استغفار کیا او رہمیں رسول اللہ (ص) نے پیچھے ڈال رکھا (یعنی ہمارا مقدمہ، فیصلہ پیچھے رکھا)، یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”معاف کیا ان تینوں کو جو پیچھے ڈالے گئے
تھے، یہاں تک کہ ان پر زمین اپنی کشادگی کے باجود تنگ ہو گئی“ اور اس لفظ (یعنی خُلِّفُوْ(ص)) سے یہ مراد
نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے، بلکہ وہی مراد ہے ہمارے مقدمہ کا پیچھے رہنا اور آپ (ص) کا
پییچھے ڈال رکھنا بہ نسبت ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا آپ (ص) سے اور آپ (ص) نے ان
کے عذر کو قبول کر لیا۔

باب: جس نے سو آدمی قتل کئے تھے اس کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں

1919: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایک
شخص تھا، جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ زمین کے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟
لوگوں نے ایک راہب کے بار ے میں بتایا، وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس نے ننانوے قتل کئے ہیں، کیا اس کے
لئے توبہ ہے؟ راہب نے کہا کہ نہیں! (تیری توبہ قبول نہ ہو گی) تو اس نے اس راہب کو بھی مار ڈالا اور سو
قتل پورے کر لئے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ زمین میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک عالم
کے بارے میں بتایا (تو وہ اس کے پاس گیا) اور پوچھا کہ اس نے سو قتل کئے ہیں، کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ وہ
بولا کہ ہاں ہے اور توبہ کرنے سے کونسی چیز مانع ہے؟ تو فلاں ملک میں جا اور وہاں کچھ لوگ ہیں جو اللہ
تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی جا کر ان کے ساتھ عبادت کر او راپنے ملک میں مت جا کہ وہ بُرا ملک ہے۔
پھر وہ اس ملک کی طرف چلا، جب آدھا سفر طے کر لیا تو اس کو موت آگئی۔ اب عذاب کے فرشتوں اور

رحمت کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے صدق دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا۔ اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ آخر ایک فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آیا اور انہوں نے اس کو فیصلے کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اس نے کہا کہ دونوں طرف کی زمین ناپو اور جس ملک کے قریب ہو، وہ وہیں کا ہے۔ سو انہوں نے زمین کو ناپا تو انہوں نے اس زمین کو قریب پایا جس کا اس نے اراد کیا تھا، پس رحمت کے فرشتے اس کو لے گئے۔ قتادہ نے کہا (راوئ حدیث) حسن نے کہا کہ ہم سے یہ بھی بیان ہوا کہ جب وہ مرنے لگا تو اپنے سینے کے بل بڑھا (تاکہ اس ملک سے نزدیک ہو جائے)۔

باب: جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے توبہ کی، اس کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا ۔

1920: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص اس سے پہلے توبہ کر لے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا (سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد توبہ قبول نہ ہو گی اسی طرح موت کے فرشتوں کو دیکھنے کے وقت توبہ قبول نہ ہو گی اور نہ اسکی وصیت نافذ ہو گی)

باب: رات اور دن کے گنہگار کی توبہ کی قبولیت۔

1921: سیدناا بوموسیٰ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عز و جل اپنا ہاتھ رات کوپھیلاتا ہے تاکہ دن کاگنہگار توبہ کر لے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے، یہاں تک کہ آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے۔ (یعنی اس کے بعد توبہ نہیں)۔

باب: گناہوں کے معاف کرنے کے بیان میں۔

1922: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو البتہ اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اس سے بخشش مانگیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا (سبحان اللہ مالک کے سامنے قصور کااقرار کرنا اور معذرت کرنا اور توبہ کرنا اور معافی چاہنا کیسی عمدہ بات ہے اور مالک کو کتنا پسند ہے۔ کسی بزرگ نے کہا کہ وہ گناہ مبارک ہے جس کے بعد معافی اور وہ عبادت منحوس ہے جس سے غرور پیدا ہو)۔

باب: اللہ تعالیٰ کی رحمت فراخ ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔

1923: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کو بنا چکا تو اپنی کتاب میں لکھا، اور وہ کتاب اس کے پاس رکھی ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے۔

1924: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، ایک رحمت جنوں، آدمیوں، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں میں اتاری ہے، اسی ایک رحمت کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں اور رحم کرتے ہیں اور اسی رحمت کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچے سے محبت کرتا ہے۔ اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھیں ہیں جو اپنے بندوں پر قیامت کے دن کرے گا۔

باب: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی سزا کے بیان میں۔

1925: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اگر مومن کو اللہ تعالیٰ تیار کرد سزا

(عذاب) کا علم ہو جائے تو کوئی جنت کی طمع نہ کرے۔ اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت (کی وسعت)کا علم ہو جائے تو کوئی اس کی جنت سے کوئی ناامید نہ ہو۔

باب: والدہ کی جتنی رحمت اپنی اولاد پر ہے، اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔

1926: سیدنا عمر بن خطاب ص سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) کے پاس قیدی آئے تو ان میں سے ایک عورت (اپنا بچہ) تلاش کر رہی تھی۔ جب اپنا بچہ پا لیا تو اس کو اٹھا لیا اور پیٹ سے لگایا اور دودھ پلانے لگی۔ رسول اللہ (ص) نے ہم سے فرمایا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے کہا کہ اللہ کی قسم! وہ کبھی نہ ڈال سکے گی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر (ص) س سے زیادہ مہربان ہے، جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔

باب: (فقط) عمل کسی کو نجات نہیں دلا سکتا۔

1927: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میانہ روی کرو اور (جو میانہ روی نہ ہو سکے تو) اس کے نزدیک رہو اور خوش رہو۔ اس لئے کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں نہ لے جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اور نہ آپ کو؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اور نہ مجھ کو، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

باب: تکلیف پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔

1928: سیدنا عبداللہ بن قیس ص کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ◆ سے زیادہ کوئی ایذا یا تکلیف پر صبر کرنے والا نہیں (باوجودیکہ ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے)۔ اللہ کے ساتھ لوگ شرک کرتے ہیں اور اس کے لئے بیٹا بتاتے ہیں (حالانکہ اس کا کوئی بیٹا نہیں سب اس کے غلام ہیں)۔ پھر بھی وہ ان کو تندرستی دیتا ہے، روزی دیتا ہے اور ان کو (تمام نعمتیں) دیتا ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے۔

1929: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کسی کو اپنی تعریف کرنا اتنا پسند نہیں ہے جتنااللہ تعالیٰ کو پسند ہے (کیونکہ وہ تعریف کے لائق ہے اور سب میں عیب موجود ہیں تو تعریف کے قابل نہیں ہیں)، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی خود تعریف کی اور اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فواحش کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو عذر کرنا پسند نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بہت پسند ہے کہ گنہگار بندے اس کے سا منے عذر کریں اور اپنے گناہ کی معافی چاہیں) اسی واسطے اس نے کتاب اتاری اور پیغمبروں کو بھیجا (اور توبہ کی تعلیم کی)۔

1930: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس میں غیرت آتی ہے کہ مومن وہ کام کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا۔

باب: سرگوشی اور بندے کا اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کے متعلق۔

1931: صفوان بن محرز کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر ص سے کہا کہ تم نے رسول اللہ (ص) سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ (یعنی اللہ تعالیٰ جو قیامت کے دن اپنے بندے سے سرگوشی کرے گا) انہوں

نے کہا کہ میں نے آپ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ مومن قیامت کے دن اپنے مالک کے پاس لایا جائے گا، یہاں تک کہ مالک اپنا بازو اس پر رکھ دے گااور اس سے اس کے گناہوں کااقرار کرائے گااور کہے گا کہ تواپنے گناہوں کو پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا کہ اے رب! میں پہچانتا ہوں۔ پروردگار فرمائے گا کہ میں نے ان گناہوں کو دنیا میں تجھ پر چھپا دیا اور اب میں ان کوآج کے دن تیرے لئے بخش دیتا ہوں۔ پھر وہ نیکیوں کی کتاب دیا جائے گا اور کافر اور منافقوں کے لئے تو مخلوقات کے سامنے منادی ہو گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔

باب: کافر اور منافق کا قیامت کے دن نعمتوں کا اقرار۔

1932: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! ہم اپنے پروردگار کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں شک پڑتا ہے ٹھیک دوپہر کے وقت جب کہ بادل بھی نہ ہو؟ صحابہ ' نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایاکہ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے جب اس کے آگے بادل نہ ہو؟ صحابہ ' نے کہا کہ نہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ پس قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کے دیدار میں کوئی شبہ اور اختلاف یا تکلیف نہ ہو گی، مگر جیسے سورج یا چاند کو دیکھنے میں (یعنی جیسے چاند سورج کو دیکھنے میں اشتباہ نہیں ہے، ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو گا) پھر حق تعالیٰ بندے سے حساب کرے گا تو کہے گا کہ اے فلاں! میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی اورتجھے سردار نہیں بنایا تھا اور تجھے تیرا جوڑا نہیں دیااور گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابع نہیں کیا تھا اور تجھے چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی سرداری (سیاست) کرتاتھااور چوتھا حصہ لیتا تھا؟ تو بندہ کہے گا کہ سچ ہے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا تجھے معلوم تھا کہ تو مجھ سے ملے گا؟ پس بندہ کہے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب ہم بھی تجھے بھولتے ہیں (یعنی تیری خبر نہ لیں گے اور تجھے عذاب سے نہ بچائیں گے) جیسے تو ہمیں بھولا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے حساب کرے گا تو کہے گا کہ اے فلاں! بھلا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی اور تجھے سردارنہیں بنایا تھا اور تجھے تیرا جوڑا نہیں دیا تھا اور گھوڑوں او راونٹوں کوتیراتابع نہیں کیا تھا اور تجھے چھوڑا کہ تو اپنی قوم کی سرداری (سیاست) کرتا تھا اور چوتھا حصہ لیتا تھا؟ تو بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! سچ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بھلا تجھے معلوم تھا کہ تومجھ سے ملے گا ؟ تو بندہ کہے گا کہ نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پس یقینا میں بھی اب تجھے بھلا دیتا ہوں جیسے تو مجھے دنیا میں بھولا تھا۔ پھر تیسرے بندے سے حساب کرے گا اور اس سے بھی اسی طرح کہے گا۔ بندہ کہے گاکہ اے رب! میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر اور میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا اور صدقہ دیا۔ اسی طرح اپنی تعریف کرے گا جہاں تک اس سے ہو سکے گا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھ یہیں تیرا جھوٹ کھلا جاتا ہے۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر حکم ہو گا کہ اب ہم تیرے اوپر گواہ کھڑا کرتے ہیں۔ بندہ اپنے جی میں سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا؟ پھر اس کے منہ پر مہر ہو گی اور اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں کو بولنے کے لئے کہا جائے گا، اس کی ران اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گی اور یہ گواہی اس واسطے ہوگی تاکہ اسی کی ذات کی گواہی سے اس کا عذر باقی نہ رہے۔ اور یہ شخص منافق یعنی جھوٹا مسلمان ہو گا اور اسی پر اللہ تعالیٰ غصہ کرے گا (اور پہلے دونوں کافر تھے)۔ معاذ اللہ جب تک دل سے خالص اللہ کیلئے عبادت نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔ لوگوں کو دکھانے کی نیت سے نماز یا روزہ رکھنا اور وبال ہے، اس سے نہ کرنا بہتر

باب: قیامت کے دن انسان کے اعمال کے متعلق اس کے اعضاء کی گواہی

1933: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ (ص) مسکرائے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس واسطے مسکرایا ہوں؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرما یا کہ میں بندے کی اس گفتگو کی وجہ سے مسکرایا ہوں جو وہ اپنے مالک سے کرے گا۔ بندہ کہے گا کہ اے میرے مالک! کیا تو مجھے ظلم سے پناہ نہیں دے چکا ہے؟ (یعنی تو نے وعدہ کیا ہے کہ ظلم نہ کروں گا) نبی (ص) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ ہاں! ہم ظلم نہیں کرتے۔ نبی (ص) نے فرما یا کہ پھر بندہ کہے گا کہ میں کسی کی گواہی کو اپنے اوپر سوائے اپنی ذات کے جائز نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا! تیری ہی ذات کی گواہی تجھ پر آج کے دن کفایت کرتی ہے۔ اور کراماً کاتبین کی گواہی۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء (ہاتھ پاؤں) کو حکم ہو گا کہ بولو۔ وہ اس کے سارے اعمال بول دیں گے۔ پھر بندے کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی تو بندہ اپنے اعضاء (ہاتھ پاؤں) سے کہے گا کہ چلو دُور ہو جاؤ، تم پر اللہ کی مار، میں تو تمہارے لئے جھگڑا کرتا تھا (یعنی تمہارا ہی دوزخ سے بچانا مجھے منظور تھا۔ پس تم آپ ہی گناہ کا قرار کر چکے، اب دوزخ میں جاؤ)۔

باب: اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے عذاب سے سخت خوف رکھنے کے متعلق۔

1934: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ (مرنے کے بعد) مجھے جلا کر راکھ کر دینا، پھر آدھی راکھ جنگل میں اُڑا دینا اور آدھی سمندر میں اللہ کی قسم! اگر (ص) للہ مجھے پائے گا تو ایسا عذاب کرے گا کہ ویسا عذاب دنیا میں کسی کو نہیں کرے گا۔ جب وہ شخص مر گیا تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جنگل کو حکم دیا تو اس نے سب راکھ اکٹھی کر دی۔ پھر سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اکٹھی کر دی۔ پھر اللہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولا کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ صرف تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

باب: اس آدمی کے متعلق، جس نے گناہ کیا اور پھر اپنے رب سے بخشش مانگی۔

1935: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے اپنے رب سے روایت کی کہ ایک بندہ گناہ کر بیٹھا تو کہا کہ اے اللہ! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندہ نے گناہ کیا پھر اس نے جان لیا کہ اسکا ایک مالک ہے، جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا کہ اے میرے مالک! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور اس نے یہ جان لیا کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہ بخشتا ہے او رگناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا کہ اے میرے پالنے والے! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے گناہ کیا اور اس نے یہ جان لیا کہ اس کا ایک اللہ ہے، جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے۔ اے بندے! اب تو جو چاہے عمل کر، میں نے تجھے بخش دیا۔ (راوئ حدیث) عبدالاعلیٰ نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ یہ ”اب جو چاہے عمل کر“ تیسری بار فرمایا یا چوتھی بار فرمایا۔

باب: اس آدمی کے متعلق جس نے گناہ کیا پھر وضو کیا اور فرض نماز پڑھی۔

1936: سیدنا ابوامامہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) مسجد میں تھے اور ہم لوگ بھی آپ (ص) کے ساتھ بیٹھے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا او رکہنے لگا کہ یارسول اللہ (ص)! میں حد کے کام کو پہنچا ہوں، مجھے حد

لگائیے۔ رسول اللہ (ص) یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس نے پھر کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے حد کا کام کیا ہے، مجھے حد لگائیے۔ آپ اچپ ہو رہے۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوئی۔ جب آپ (ص) نماز سے فارغ ہو کر چلے تو وہ شخص بھی رسول اللہ (ص) کے پیچھے چلا اور میں بھی آپ (ص) کے پیچھے یہ دیکھنے کو چلا کہ آپ (ص) اس شخص کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ شخص رسول (ص) للہ (ص) سے ملا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے حد کا کام کیا ہے، مجھے حد لگائیے۔ سیدنا ابوامامہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جس وقت تو اپنے گھر سے نکلا تھا، تو نے اچھی طرح سے وضو نہیں کیا؟ وہ بولا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ وہ بولا ہاں یارسول اللہ (ص)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ نے تیری حد کو یا تیرے گناہ کو بخش دیا۔

باب: مسلم کے بدلے ایک کافر بطور فدیہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

1937: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمائے گا کہ یہ تیرا جہنم سے چھٹکارا ہے ۔

یارسول اللہ (ص)! میں حد کے کام کو پہنچا ہوں، مجھے حد لگائیے۔ رسول اللہ (ص) یہ سن کر چپ ہو رہے۔ اس نے پھر کہا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے حد کا کام کیا ہے، مجھے حد لگائیے۔ آپ اچپ ہو رہے۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوئی۔ جب آپ (ص) نماز سے فارغ ہو کر چلے تو وہ شخص بھی رسول اللہ (ص) کے پیچھے چلا اور میں بھی آپ (ص) کے پیچھے یہ دیکھنے کو چلا کہ آپ (ص) اس شخص کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ شخص رسول (ص) للہ (ص) سے ملا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں نے حد کا کام کیا ہے، مجھے حد لگائیے۔ سیدنا ابوامامہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ جس وقت تو اپنے گھر سے نکلا تھا، تو نے اچھی طرح سے وضو نہیں کیا؟ وہ بولا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) نے فرمایا کہ پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ وہ بولا ہاں یارسول اللہ (ص)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ نے تیری حد کو یا تیرے گناہ کو بخش دیا۔

باب: مسلم کے بدلے ایک کافر بطور فدیہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

1937: سیدنا ابوموسیٰ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمائے گا کہ یہ تیرا جہنم سے چھٹکارا ہے ۔

کتاب: منافقین کے متعلق۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”(اے محمدا!) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو ... یہاں تک کہ یہ (خودبخود) بھاگ جائیں“ کی تفسیر۔

1938: سیدنا زید بن ارقم ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک سفر میں نکلے، جس میں لوگوں کو (کھانے اور پینے کی) بہت تکلیف ہوئی۔ عبداللہ بن ابی (منافق) نے اپنے ساتھی منافقوں سے کہا کہ ”تم ان لوگوں کو جو رسول اللہ (ص) کے پاس ہیں، کچھ مت دو، یہاں تک کہ وہ آپ (ص) کے پاس سے بھاگ نکلیں“۔ زہیر نے کہا کہ یہ اس شخص کی قرأت ہے جس نے مِنْ حَوْلِہ ◆ پڑھا ہے (اور یہی قرأت مشہور ہے) اور قرأت شاذ مَنْ حَوْلَہ ◆ ہے، یعنی یہاں تک کہ بھاگ جائیں وہ لوگ جو آپ (ص) کے گرد ہیں) اور عبداللہ بن

ابی منافق نے کہا کہ ”اگر ہم مدینہ کو لوٹیں گے تو البتہ عزت والا (یعنی مردود نے اپنے آ پ کو عزت والا قرار دیا) ذلت والے کو نکال دے گا“ (یعنی مردود نے رسول اللہ (ص) کو ذلت والا قرار دیا)۔ میں یہ سن کر رسول اللہ (ص) کے پاس آیا اور آپ (ص) سے بیان کیا تو آپ (ص) نے عبداللہ بن ابی کے پاس کہلا بھیجا اور اس سے پچھوایا، تو اس نے قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور بولا کہ زید نے رسول اللہ (ص) سے جھوٹ بولا ہے۔ اس بات سے میرے دل کو بہت رنج ہوا، یہاں تک کہ اللہ نے مجھے سچا کیا اور سورئہ ”اذا جآءَ کَ الْمُنَافِقُوْنَ ‘ اتری۔ پھر رسول اللہ (ص) نے ان کو دعائے مغفرت کے لئے بلایا، لیکن انہوں نے اپنے سر موڑ لئے (یعنی نہ آئے) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ ”گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئیں“ سیدنا زید ص نے کہا کہ وہ لوگ ظاہر میں خوب اور اچھے معلوم ہوتے تھے۔

باب: منافقین کا نبی (ص) سے بخشش کی دعا کروانے سے اعراض کرنے کے معتلق۔

1939: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کون شخص مرار کی گھاٹی پر چڑھ جاتا ہے کہ اس کے گناہ ایسے معاف ہو جائیں جیسے بنی اسرائیل کے معاف ہو گئے تھے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے گھوڑے چڑھے یعنی قبیلہ خزرج کے لوگوں کے، پھر لوگوں کا تار بندھ گیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی بخشش ہو گئی مگر لال اونٹ والے کی نہیں۔ ہم اس شخص کے پاس گئے اور ہم نے کہا کہ چل رسول اللہ (ص) تیرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ وہ بولا کہ اللہ کی قسم! میں اپنی گمشدہ چیز پاؤں تو مجھے تمہارے صاحب کی دعا سے زیادہ پسند ہے۔ سیدنا جابر ص نے کہا کہ وہ شخص اپنی گمشدہ چیز ڈھونڈھ رہا تھا (وہ منافق تھا جبھی رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی اور یہ آپ (ص) کا معجزہ ہے آپ (ص) نے جیسا فرمایا تھا وہ شخص ویسا ہی نکلا)۔

باب: منافقوں کے ذکر اور ان کی نشانیوں کے بار ہ میں۔

1940: قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمار بن یاسر سے پوچھا (اور عمار بن یاسر جنگ صفین میں سیدنا علی ص کی طرف تھے) کہ تم نے جو لڑائی (سیدنا علی ص کی طرف سے) کی، یہ تمہاری رائے ہے یا تم سے رسول اللہ (ص) نے اس بارے میں کچھ فرمایا تھا؟ اگر رائے ہے تو رائے تو درست بھی ہوتی ہے اور غلط بھی ہوتی ہے۔ تو سیدنا عمار ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے ہم سے کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جو عام لوگوں سے نہ فرمائی ہو،اور سیدنا عمار ص نے کہا کہ بیشک رسول اللہ (ص) نے فرمایاکہ بیشک میری امت میں (راوی حدیث شعبہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے سیدنا حذیفہ نے بیان کیا اور دوسرے راوی غندر کہتے ہیں کہ انہوں نے ”حدثنی حذیفہ“ کے الفاظ نہیں کہے) بارہ منافق ہوں گے جو نہ جنت میں جائیں اور نہ ہی اس کی خوشبو پا سکیں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو تم سے ایک دبیلہ (پھوڑا) کافی ہو جائے گا (یعنی ان کی موت کا سبب بنے گا) یعنی ایک آگ کا چراغ ان کے کندھوں میں ظاہر ہو گا اور ان کے سینوں کو توڑتا ہوا نکل آئے گا۔ (یعنی اس پھوڑے میں ایک انگارا ہو گا جیسے چراغ رکھ دیا ہو، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین)۔

باب: لیلة عقبہ میں منافقین اور ان کی تعداد کے متعلق۔

1941: سیدنا ابوطفیل کہتے ہیں کہ عقبہ کے لوگوں میں سے ایک شخص اور سیدنا حذیفہ ص کے درمیان کچھ جھگڑا تھا جیسے لوگوں میں ہوتا ہے۔ وہ بولا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اصحاب عقبہ کتنے تھے؟ (اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو غزوئہ تبوک کے سفر کے دوران ایک گھاٹی میں آپ اکو نقصان پہنچانے

کے لئے اکٹھے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ (ص) کو ان کے شر سے محفوظ رکھا) لوگوں نے حذیفہ سے کہا جب وہ پوچھتا ہے تو اس کو بتا دو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں (رسول اللہ (ص) سے) خبر دی جاتی تھی کہ وہ چودہ آدمی تھے۔ اگر تو بھی ان میں سے ہے تو وہ پندرہ تھے۔ اور میں قسم سے کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ تو اللہ اور اس کے رسول (ص) کے دنیا اور آخرت میں دشمن تھے اور باقی تینوں نے یہ عذر کیا (جب ان سے پوچھا گیا اور ملامت کی گئی) کہ ہم نے تو رسول اللہ (ص) کے منادی (کے عقبہ کے راستہ سے نہ آؤ) کی آواز بھی نہیں سنی اور نہ اس قوم کے ارادہ کی ہم خبر رکھتے ہیں۔ اور (اس وقت) رسول اللہ (ص) پتھریلی زمین میں تھے۔ پھر چلے اور فرمایا کہ (اگلے پڑاؤ پر) پانی تھوڑا ہے، تو مجھ سے پہلے کوئی آدمی پانی پر نہ جائے۔ جب آپ (ص) وہاں تشریف لے گئے تو کچھ (منافق) لوگ وہاں پہنچ چکے تھے تو آپ (ص) نے اس دن ان پر لعنت فرمائی۔

باب: منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان بھاگتی ہے ۔

1942: سیدنا ابن عمر ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی ہے جو دو گلوں یعنی دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو، کبھی اس ریوڑ میں آتی ہو اور کبھی اس میں۔

باب: منافق کی موت پر سخت ہوا کا چلنا۔

1943: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ایک سفر سے واپس آ رہے تھے، جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایسے زور کی ہوا چلی کہ سوار زمین میں دبنے کے قریب ہو گیا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ ہوا کسی منافق کے مرنے کے لئے چلی ہے۔ جب آپ (ص) مدینہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر چکا تھا (یہ رسول اللہ (ص) کا ایک معجزہ تھا)۔

باب: قیامت کے دن منافقین کے لئے سخت عذاب کی سختی۔

1944: سیدنا سلمہ بن اکوع ص کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ ایک آدمی کی عیادت کی جس کو بخار آر رہا تھا۔ میں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے آج کی طرح کسی شخص کو اتنا سخت گرم نہیں دیکھا (بخار کی شدت کی وجہ سے اس کا جسم سخت گرم تھا) رسول اللہ (ص) نے فرمایا کیا میں تم سے اس شخص کے بارے میں بیان نہ کروں جو قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ گرم ہو گا؟ وہ یہ دونوں سوار ہیں جو پیٹھ موڑ کر جا رہے ہیں (یہ دو آدمیوں کے بارے میں جو کہ اس وقت آپ (ص) کے ساتھیوں میں سے تھے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ وہ دونوں منافق تھے اور آپ (ص) ان کے نفاق سے باخبر تھے)۔

باب: زمین کا منافق، مرتد شخص کی لاش کو باہر پھینکنا اور لوگوں کا (اسی حالت میں) اس کو چھوڑ دینا ۔

1945: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ہماری قوم بنی نجار میں سے ایک شخص تھا جس نے سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھی تھیں (ص) ور وہ رسول اللہ (ص) کے لئے لکھا کرتا تھا۔ پھر وہ بھاگ گیا اور اہلِ کتاب سے مل گیا۔ انہوں نے اس کو اٹھایا (یعنی اس کی آؤ بھگت کی) اور کہنے لگے کہ یہ محمد ((ص)) کا منشی تھا۔ وہ لوگ اس کے مل جانے سے خوش ہوئے۔ پھر تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کیا تو انہوں نے اس کے لئے قبر کھودی اور دفنا دیا۔ صبح کو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے۔ پھر انہوں نے گڑھا کھودا اور اس کو دفن کر دیا۔ پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش باہر پڑی ہے۔ پھر گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ پھر صبح کو دیکھا تو اس کی لاش کو زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر اس کو یونہی پڑا ہوا چھوڑ دیا۔

کتاب: قیامت کے متعلق۔

باب: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا اور ساتوں آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

1946: سیدنا ابن عمر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا او ران کو داہنے ہاتھ میں لے لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں غرور والے؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا (جو داہنے ہاتھ کے مثل ہے اور اسی واسطے دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں)، پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زور والے؟ کہاں ہیں بڑائی کرنے والے؟

باب: قیامت کے دن زمین کی حالت کا بیان۔

1947: سیدنا سہل بن سعد ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ میدے کی روئی کی طرح سفید، سرخی مارتی ہوئی زمین پر اکٹھے کئے جائیں گے، اس میں کسی کا نشان باقی نہ رہے گا (یعنی کوئی عمارت جیسے مکان یا مینار وغیرہ نہ رہے گی صاف چٹیل میدان ہو جائے گا)۔

باب: ہر آدمی اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا ۔

1948: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ ہر آدمی قیامت کے دن اسی حالت پر اٹھے گا، جس حالت پر مرا تھا (یعنی کفر یا ایمان پرہ تو اعتبار خاتمہ کا ہے اور آخری وقت کی نیت کا ہے)

باب: (قیامت کے دن) اعمال پر اٹھنا۔

1949: سیدنا عبداللہ بن عمر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو جو لوگ اس قوم میں ہوتے ہیں سب کو عذاب پہنچ جاتا ہے (یعنی اچھے اور نیک بھی عذاب میں شامل ہو جاتے ہیں)، پھر قیامت کے دن اپنے اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے (قیامت کے دن اچھے لوگ بُروں کیساتھ نہ ہوں گے)۔

باب: (قیامت کے دن) لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کی حالت میں اکٹھے کئے جائیں گے ۔

1950: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے اکٹھے کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! مرد اور عورت ایک ساتھ ہوں گے تو ایک دوسرے کو دیکھے گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اے عائشہ! وہاں معاملہ ایک دوسرے کو دیکھنے سے بہت زیادہ سخت ہو گا (اپنے اپنے فکر میں ہوں گے)۔

باب: لوگ (قیامت میں تین) گروہوں کی صورت میں اکٹھے کئے جائینگے۔

1951: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: لوگ تین گروہوں پر اکٹھے کئے جائیں گے (یہ وہ حشر ہے جو قیامت سے پہلے دنیا ہی میں ہو گا اور یہ سب نشانیوں کے بعد آخری نشانی

ہے)۔ بعض خوش ہوں گے اور بعض ڈرتے ہوں گے، دو ایک اونٹ پر ہوں گے، تین ایک اونٹ پر ہوں گے، چار ایک اونٹ پر ہوں گے، دس ایک اونٹ پر ہوں گے، اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی۔ جب وہ رات کو ٹھہریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی، اسی طرح جب دوپہر کو سوئیں گے تب بھی آگ ٹھہر جائے گی۔ او رجہاں وہ صبح کو پہنچیں گے آگ بھی صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کو پہنچیں گے آگ بھی وہیں ان کے ساتھ شام کرے گی (غرض کہ سب لوگوں کو ہانک کر شام کے ملک کو لے جائے گی)۔

باب: قیامت کے دن کافر کا حشر منہ کے بل ہو گا (یعنی قیامت میں کافر منہ کے بل چلے گا)۔

1952: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! کافر کا حشر قیامت کے دن منہ کے بل کیسے ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیا جس (ذات) نے اس کو دنیا میں دونوں پاؤں پر چلایا ہے، وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلائے؟ قتادہ نے یہ حدیث سن کر کہا کہ بیشک اے ہمارے رب! تو ایسی طاقت رکھتا ہے۔

باب: قیامت کے دن سورج کا مخلوق کے قریب ہونا۔

1953: سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا مقداد بن اسود ص نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سورج نزدیک کیا جائے گا، یہاں تک کہ ایک میل پر آجائے گا۔ سلیم بن عامر نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مراد ہے؟ یہ میل زمین کا جو کوس کے برابر ہوتا ہے یا میل سے مراد سلائی ہے جس سے سرمہ لگاتے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ کوئی تو ٹخنوں تک ڈوبا ہو گا، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک اور کسی کو پسینے کی لگام ہو گی اور رسول اللہ (ص) نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا (یعنی منہ تک پسینہ ہو گا)۔

باب: قیامت کے دن پسینے کی کثرت کا بیان۔

1954: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک قیامت کے دن (لوگوں کا) پسینہ ستر باع (دونوں ہاتھ کی پھیلائی کے برابر) زمین میں جائے گا اور بعض آدمیوں کے منہ یا کانوں تک ہو گا (راوئ حدیث) ثور کو اس بات میں شک ہے (کہ منہ تک کہایا کانوں تک)۔

باب: قیامت کے دن کافر سے فدیہ کی طلب کا بیان ۔

1955: سیدنا انس بن مالک ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا جس کو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ہو گا کہ اگر تیرے پاس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، ہوتا تو کیا تو اس کو دیکر اپنے آپ کو عذاب سے چھڑاتا؟ وہ بولے گاکہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اس سے بہت آسان بات چاہی تھی (جس میں کچھ خرچ نہ تھا) جب آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ تم شرک نہ کرنا میں تجھے جہنم میں نہ لے جاؤں گا تو نے نہ مانا اور شرک کیا۔ (معاذ اللہ شرک ایسا گناہ ہے کہ وہ بخشا نہ جائے گا اور شرک کرنے والااگر شرک کی حالت میں مرے تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا)۔

بیشک قیامت کے دن (لوگوں کا) پسینہ ستر باع (دونوں ہاتھ کی پھیلائی کے برابر) زمین میں جائے گا اور بعض

آدمیوں کے منہ یا کانوں تک ہو گا (راوئ حدیث) ثور کو اس بات میں شک ہے (کہ منہ تک کہایا کانوں تک)۔

باب: قیامت کے دن کافر سے فدیہ کی طلب کا بیان ۔

1955: سیدنا انس بن مالک ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا جس کو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ہو گا کہ اگر تیرے پاس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، ہوتا تو کیا تو اس کو دیکر اپنے آپ کو عذاب سے چھڑاتا؟ وہ بولے گاکہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اس سے بہت آسان بات چاہی تھی (جس میں کچھ خرچ نہ تھا) جب آدم ں کی پشت میں تھا کہ تم شرک نہ کرنا میں تجھے جہنم میں نہ لے جاؤں گا تو نے نہ مانا اور شرک کیا۔ (معاذ اللہ شرک ایسا گناہ ہے کہ وہ بخشا نہ جائے گا اور شرک کرنے والااگر شرک کی حالت میں مرے تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا)۔

کتاب: جنت کے متعلق۔

باب: جنت میں جانے والے پہلے گروہ کا بیان۔

1956: محمد(ابن سیرین) کہتے ہیں کہ لوگوں نے فخر کیا یا ذکر کیا کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں زیادہ ہوں گی؟ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہاکہ کیا ابوالقاسم (ص) نے نہیں فرمایا کہ البتہ پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو گروہ اس کے بعد جائے گا وہ آسمان کے بڑے چمکدار تارے کی طرح ہو گا؟ ان میں سے ہر مرد کیلئے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پرے نظر آئیگا اور جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہ ہو گا

1957: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سب سے پہلے جوگروہ جنت میں جائے گا، وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہو گا پھر جو گروہ ان کے بعد جائے گا وہ سب سے زیادہ چمکتے ہوئے تارے کی طرح ہو گا اور پھر ان کے بعد کئی درجے ہوں گے۔ اور جنتی نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ، نہ تھوکیں گے، نہ ناک سنکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینے سے مشک کی بُو آئے گی۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور ان کی عادتیں ایک شخص کی عادتوں کے موافق ہوں گی (یعنی سب کے اخلاق یکساں ہوں گے) اپنے باپ آدم ں کی قد و قامت یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہو گا۔ابن ابی شیبہ نے کہا کہ ان کا اخلاق ایک جیسا ہو گا اور ابو کریب نے کہا کہ ان کی پیدائش ایک طرح کی ہو گی اور ابن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ اپنے والد (آدم ں) کی صورت پر ہوں گے۔

باب: جو جنت میں جائے گا وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔

1958: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ جل جلالہ نے سیدنا آدم ں کو اپنی صورت پر بنایا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ جب ان کو بنا چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور گروہ کی شکل میں بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ تیرا اور تیری اولاد کا یہی سلام ہو گا۔ سیدنا آدم ں گئے او رکہا کہ السلام علیکم۔ فرشتوں نے جواب میں کہا کہ السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی ورحمۃ اللہ بڑھا دیا۔ سو جو کوئی بہشت میں جائے گا، وہ آدم ں کی صورت پر ہو گا یعنی ساٹھ ہاتھ کا لمبا۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ آدم ں ساٹھ ہاتھ کے تھے، پھر ان کے بعد لوگوں کے قد اب تک گھٹتے گئے۔

باب: (کچھ) قومیں جنت میں (ایسی حالت میں) جائیں گی کہ انکے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے۔

1959: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جنت میں کچھ لوگ ایسے

جائیں گے کہ ان کے دل پرندوں کے دلوں جیسے ہوں گے (یعنی نرمی کے لحاظ سے یا اللہ پر بھروسہ کرنے کے اعتبار سے)۔

باب: اہلِ جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اترنے کے بیان میں۔

1960: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل جنتی لوگوں سے فرمائے گا کہ اے جنتیو! پس وہ کہیں گے کہ اے رب! ہم خدمت میں حاضر ہیں اور سب بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوئے؟ وہ کہیں گے کہ ہم کیسے راضی نہ ہوں گے، ہمیں تو نے وہ دیا کہ اتنا اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی کوئی عمدہ چیز دوں؟ وہ عرض کریں گے کہ اے رب! اس سے عمدہ کونسی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تم پر اپنی رضامندی اتار دی اور اب میں اس کے بعد کبھی تم پر غصہ نہ ہوں گا۔

باب: اہل جنت کا بالا خانوں والوں کو دیکھنا۔

1961: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک جنت کے لوگ اوپر کی منزل والوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے ستارے کو دیکھتے ہیں جو چمکتا ہوا ہو۔ اَور دُور آسمان کے کنارے پر مشرق میں یا مغرب میں ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان میں درجوں کا فرق ہو گا لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! یہ درجے تو پیغمبروں کے ہوں گے اور کسی کو نہیں ملیں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کیوں نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان درجوں میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبروں کو سچا جانا (یعنی پیغمبروں کا درجہ اس سے کہیں زیادہ ہو گا) ۔

باب: جنت میں اہل جنت کا کھانا۔

1962: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت میں جانے والے کھائیں پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے، نہ ناک صاف کریں گے اور نہ پیشاب کی حاجت ہو گی۔ لیکن ان کا کھانا کستوری کی مشک جیسا ایک ڈکار ہو گا (بس ڈکار اور پسینے سے کھانا تحلیل ہو جائے گا)۔ انہیں تسبیح و تحمید (یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا) کا ایسے ہی الہام ہو گا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے۔

باب: اہل جنت کے لئے تحفہ ۔

1963: سیدنا ثوبان ص مولیٰ رسول اللہ (ص) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس کھڑا تھا کہ یہودی عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا کہ السلام علیکم یامحمد ((ص))! میں نے اس کو ایسے زور سے ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا کہ تو مجھے دھکا کیوں دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ تو (نبی (ص) کا نام لیتا ہے اور) رسول اللہ (ص) کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا کہ ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ((ص)) ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تو تجھے فائدہ ہو گا؟ اس نے کہا کہ میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا۔ رسول اللہ (ص) نے اس چھڑی سے جو آپ (ص) کے ہاتھ مبارک میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت کرتا ہے) اور فرمایا کہ پوچھ۔ یہودی نے کہا کہ جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے، لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔ اس نے پوچھا کہ پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل سے پار ہوں گے؟ آ پ (ص) نے فرمایا کہ مہاجرین میں

جو محتاج ہیں۔ (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی (ص) کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا کہ پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کا پہلا ناشتہ/ تحفہ کیا ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے)۔ اس نے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ان کے لئے وہ بیل کاٹا جائے گا جو جنت میں چرا کرتا تھا۔ پھر اس نے پوچھا کہ یہ کھا کر وہ کیا پئیں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ سلسبیل نامی چشمے کا پانی۔ اس یہودی نے کہا کہ آپ (ص) نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو دنیا میں کوئی نہیں جانتا سوائے نبی ((ص)) کے یا شاید ایک دو آدمی اور جانتے ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر میں تجھے وہ بات بتا دوں تو تجھے فائدہ ہو گا؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کان سے سن لوں گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں بچے کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے، جب یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں اورمرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے، تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب مرد کی منی پر عورت کی منی غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے ۔ یہودی نے کہا کہ البتہ آپ نے سچ کہا۔ اور بیشک البتہ آپ نبی ہیں۔ پھر وہ لوٹا اور چلا گیا۔ پس رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس نے جب مجھ سے یہ سوالات کئے تو مجھے کسی چیز کا علم نہیں تھا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا علم دے دیا۔

باب: اہل جنت کی نعمتیں ہمیشہ کی ہوں گی۔

1964: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا، وہ سکون سے ہو گا اور بے غم رہے گا۔ نہ کبھی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ اس کی جوانی مٹے گی (یعنی سدا جوان ہی رہے گا کبھی بوڑھا نہ ہو گا)۔

باب: جنت میں ایک درخت ہے کہ سو سال تک اگر سوار چلے تو (اس کا سایہ) قطع (عبور) نہ ہو۔

1965: سیدنا سہل بن سعد ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں سو برس تک ایک سوار چلے گا اور وہ اس کو قطع (عبور) نہ کر سکے گا۔ ابوحازم نے کہا کہ یہ حدیث میں نے نعمان بن ابی عیاش زرقی سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے سیدنا ابوسعید خدری ص نے بیان کیا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے، جس کے تلے اچھے تیار کئے ہوئے تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلے تو اس کو تمام نہ کر سکے۔

باب: جنتی خیموں کا بیان۔

1966: سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت میں ایک خولدار موتی کا خیمہ ہو گا، جس کی چوڑائی ساٹھ میل کی ہو گی۔ اس کے ہر کونے میں گھر والے ہوں گے جو دوسرے کونے والوں کو نہ دیکھتے ہوں گے۔ مومن ان پر دورہ کرے گا ۔

باب: جنتی بازار کے بیان میں۔

1967: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے، جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کے دن جمع ہوا کریں گے۔ پھر شمالی ہوا چلے گی، پس وہاں کا گرد و غبار (جو مشک (ص) ور زعفران ہے) ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا، پس ان کا حسن و جمال اور زیادہ ہو جائے گا۔ پھر وہ پہلے سے زیادہ حسین و جمیل ہو کر اپنے گھروں کی طرف پلٹ آئیں گے۔ پس ان سے ان کے گھر

والے کہیں گے کہ اللہ کی قسم! تمہارا حسن و جمال ہمارے بعد تو بہت بڑھ گیا ہے۔ پھر وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم! تمہارا حسن و جمال بھی ہمارے بعد زیادہ ہو گیا ہے۔

باب: جنت کی نہروں میں سے کچھ نہریں دنیا میں۔

1968: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سیحان، جیحان، نیل اور فرات جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

باب: جنت کو ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے۔(یعنی جنت مشکل اور ناپسندیدہ کاموں کے کرنے سے حاصل ہوتی ہے)۔

1969: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت ان باتوں سے گھیر دی گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور جہنم نفس کی خواہشوں سے گھیر دی گئی ہے۔

باب: عورتیں جنت میں تھوڑی ہوں گی ۔

1970: ابوالتیاح کہتے ہیں کہ مطرف بن عبداللہ کی دو عورتیں تھیں، وہ ایک عورت کے پاس سے آئے تو دوسری بولی کہ تو فلاں عورت کے پاس سے آیا ہے؟ مطرف نے کہا کہ میں عمران بن حصین کے پاس سے آیا ہوں، انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت کے رہنے والوں میں عورتیں بہت کم ہیں۔

باب: جنتیوں اور دوزخیوں اور دنیا میں ان کی نشانیوں کے بیان میں۔

1971: سیدنا حارثہ بن وہب ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ کیا میں تمہیں جنت کے لوگوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا کہ بتلائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر کمزور ، لوگوں کے نزدیک ذلیل،اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے۔ اور پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے با ر ے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں! بتلائیے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر جھگڑالو، بڑے پیٹ والا اور مغرور یا ہر مال جمع کرنے والا مغرور۔

1972: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کئی لوگ ایسے ہیں کہ غبار آلود، پریشان حالت میں دروازوں پر سے دھکیلے جاتے ہیں (لیکن) اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں، تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دے (یعنی اللہ کے نزدیک مقبول ہیں گو دنیا داروں کی نظر وں میں حقیر ہیں)۔

1973: سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک دن خطبہ میں فرمایا کہ آگاہ رہو کہ میرے رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ تمہیں وہ باتیں سکھلاؤں جو تمہیں معلوم نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہیں۔ جو مال اپنے بندے کو دوں وہ اس کیلئے حلال ہے (یعنی جو شرع کی رو سے حرام نہیں ہے وہ حلال ہے، لیکن لوگوں نے اس کو حرام کر رکھا ہو جیسے گھوڑا، زیبرا، گوہ، شارک مچھلی وغیرہ) اور میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان پیدا کیا ہے (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر اور بعضوں نے کہا کہ مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پہلے لیا تھا) پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو ان کے دین سے ہٹا دیا (یا ان کے دین سے روک دیا) اور جو چیزیں میں نے ان کیلئے حلال کی تھیں، وہ حرام کیں اور ان کو میرے ساتھ شرک کرنے کا حکم کیا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے

زمین والوں کو دیکھا، پھر کیا عرب کیا عجم سب کو بُرا سمجھا سوائے ان چند لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے (دین حق پر) باقی تھے۔ (یعنی عرب و عجم کی اکثریت سوائے چند لوگوں کے جو عیسیٰ ں کے پیروکاروں میں سے توحید پرست تھے، باقی اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرنے والے تھے، اس لئے بُرا سمجھا) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اس لئے بھیجا کہ تجھے آزماؤں (صبر اور استقامت اور کافروں کی ایذا پر) اور ان لوگوں کو آزماؤں جن کے پاس تمہیں بھیجا (کہ ان میں سے کون ایمان قبول کرتا ہے، کون کافر رہتا ہے اور کون منافق) اور میں نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری جس کو پانی نہیں دھوتا (کیونکہ وہ کتاب صرف کاغذ پر نہیں لکھی بلکہ سینوں پر نقش ہے)، تو اس کو سوتے جاگتے میں پڑھتا ہے اور اللہ نے مجھے قریش کے لوگوں کو جلا دینے کا حکم کیا (یعنی شدت سے حق سنانے کا) میں نے عرض کیا کہ اے رب! وہ تو میرا سر توڑ کر روٹی کی طرح کر ڈالیں گے اس کے ٹکڑے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو نکال دے جیسے انہوں نے تجھے نکالا اور ان سے جہاد کر، ہم تیری مدد کریں گے اور خرچ کر،ہم عنقریب تجھ پر خرچ کریں گے (یعنی تو اللہ کی راہ میں خرچ کر، اللہ تجھے دے گا) اور تو لشکر بھیج، ہم ویسے (فرشتوں کے) پانچ لشکر بھیجیں گے اور جو لوگ تیری اطاعت کریں، ان کو لیکر ان سے لڑ جو تیرا کہا نہ مانیں۔ فرمایا کہ جنت والے تین شخص ہیں، ایک تو وہ جو حکومت رکھتا ہے اور انصاف کرتا ہے، سچا ہے اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ دوسرا وہ جو ہر رشتہ دار اور مسلمان پر مہربان اور نرم دل ہے۔ تیسرا جو پاک دامن ہے یا سوال نہیں کرتا اور بچوں والا ہے۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ کمزور، جس کو تمیز نہیں (کہ بُری بات سے بچے) جو تم میں تابعدار ہیں، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں اور نہ مال (یعنی محض بے فکرے حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے۔ آج تو نام نہاد امیر اور حکمران لوگ بھی داخل ہیں) دوسرا وہ چور کہ جب اس پر کوئی چیز، اگرچہ حقیرہو کھلے، تو وہ اس کو چرائے۔ تیسرا وہ شخص جو صبح اور شام تجھ سے تیرے گھر والوں اور تیرے مال کے مقدمہ میں فریب کرتا ہے۔ اور آپ (ص) نے بخیل یا جھوٹے کا بیان کیا (کہ وہ بھی دوزخی ہیں) اور شنظیر یعنی گالیاں بکنے والا اور فحش کہنے والا (وہ بھی جہنمی ہیں)۔

باب: جنتی اور دوزخی جہاں ہوں گے، ہمیشہ رہیں گے۔

1974: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ واے دوزخ میں تو موت لائی جائے گی اور جنت اور دوزخ کے بیچ میں ذبح کی جائے گی، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اب موت نہیں اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کو رنج پر رنج زیادہ ہو گا۔

جو حکومت رکھتا ہے اور انصاف کرتا ہے، سچا ہے اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ دوسرا وہ جو ہر رشتہ دار اور مسلمان پر مہربان اور نرم دل ہے۔ تیسرا جو پاک دامن ہے یا سوال نہیں کرتا اور بچوں والا ہے۔ اور دوزخ والے پانچ شخص ہیں ایک تو وہ کمزور، جس کو تمیز نہیں (کہ بُری بات سے بچے) جو تم میں تابعدار ہیں، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں اور نہ مال (یعنی محض بے فکرے حلال حرام سے غرض نہ رکھنے والے۔ آج تو نام نہاد امیر اور حکمران لوگ بھی داخل ہیں) دوسرا وہ چور کہ جب اس پر کوئی چیز، اگرچہ حقیرہو کھلے، تو وہ اس کو چرائے۔ تیسرا وہ شخص جو صبح اور شام تجھ سے تیرے گھر والوں اور تیرے مال کے مقدمہ میں فریب کرتا ہے۔ اور آپ (ص) نے بخیل یا جھوٹے کا بیان کیا (کہ وہ بھی دوزخی ہیں) اور شنظیر یعنی گالیاں بکنے والا اور فحش کہنے والا (وہ بھی جہنمی ہیں)۔

باب: جنتی اور دوزخی جہاں ہوں گے، ہمیشہ رہیں گے۔

1974: سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں تو موت لائی جائے گی اور جنت اور دوزخ کے بیچ میں ذبح کی جائے گی، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو! اب موت نہیں اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی حاصل ہو گی اور دوزخ والوں کو رنج پر رنج زیادہ ہو گا۔

کتاب: جہنم کے متعلق۔

باب: دوزخ کی باگوں کے بیان میں۔

1975: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اس دن جہنم لائی جائے گی، اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی، اور ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے (تو کل فرشتے جو جہنم کو کھینچ کر لائیں گے چار ارب نوے کروڑ ہوئے)۔

باب: گرمی جہنم کی شدت کے بیان میں۔

1976: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: یہ تمہاری آگ جس کو آدمی روشن کرتا ہے، جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگوں نے عرض کیاکہ یارسول اللہ (ص)! اللہ کی قسم! یہی آگ (جلانے کو) کافی تھی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ تو اس سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے اور ہر حصے میں اتنی ہی گرمی ہے۔

باب: جہنم کی گہرائی کی دوری کے بیان میں۔

1977: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھے تھے ایک دھماکے کی آواز آئی۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر ہے، جو جہنم میں ستر برس پہلے پھینکا گیا تھا۔ وہ جا رہا تھا، اب اس کی تہہ میں پہنچا ہے (معاذ اللہ جہنم اتنی گہری ہے کہ اس کی چوٹی سے تہہ تک ستر برس کی راہ ہے اور وہ بھی اس تیز حرکت سے جیسے پتھر اوپر سے نیچے کو گرتا ہے)۔

باب: اہل دوزخ میں سے ہلکے سے ہلکا عذاب جس کو ہو گا، اس کا بیان۔

1978: سیدنا نعمان بن بشیر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: سب سے ہلکا عذاب اس کو ہو گا (جس سے) جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کے پہنے ہو گا اس کا بھیجا اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہوا حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو گا۔

باب: عذاب والوں کو کہاں کہاں تک آگ پہنچے گی؟

1979: سیدنا سمرہ بن جندب ص سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (ص) نے فرمایا: بعض کو جہنم کی آگ ٹخنوں تک پکڑے گی اور بعض کو گھٹنوں تک اور بعض کو کمر بند تک اور بعض کو گردن کے نچلے حصے تک۔

باب: آگ میں متکبرین داخل ہوں گے اور جنت میں کمزور لوگ۔

1980: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے بحث کی۔ دوزخ نے کہا

کہ مجھ میں وہ لوگ آئیں گے جو متکبر اور زور والے ہیں اور جنت نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ مجھ میں وہی لوگ آئیں گے جو لوگوں میں ناتواں ہیں اور ان میں (دنیا کے لحاظ) سے گرے پڑے ہیں اور عاجز ہیں (یعنی اکثر یہی لوگ ہوں گے)، تب اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے، میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا عذاب کروں گا اور تم دونوں بھری جاؤ گی۔ پس دوزخ اس وقت نہ بھرے گی (اور سیر نہ ہو گی) جب تک اللہ تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں رکھ دے گا وہ کہے گی کہ بس بس، تب بھر جائے گی اور بعض حصے بعض سے سمٹ جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کسی پر ظلم نہ کرے گا اور جنت کیلئے دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔

باب: جہنم میں اس شخص کا عذاب، جس نے غیر اللہ کے نام پراونٹنیوں کو چھوڑ دیا (نہ دودھ دوہتے ہیں اور نہ سواری کرتے ہیں)۔

1981: ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، وہ کہتے تھے کہ بحیرہ وہ جانور ہے جسکا دودھ دوہنا بتوں کیلئے موقوف کیا جاتا کہ کوئی آدمی اس جانور کا دودھ نہ دوہ سکتا تھا، اور سائبہ وہ ہے جس کو اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے کہ اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے تھے۔ اور ابن مسیب نے کہاکہ سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں کھینچ رہا تھا اور سب سے پہلے سائبہ اسی نے نکالا تھا

باب: جہنم میں کافر کی ڈاڑھ کی بڑائی کا بیان۔

1982: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کافر کا دانت یا اس کی کچلی احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت ہو گی (یعنی تین دن تک چلنے کی مسافت پر اس کی کھال کی بدبو پہنچے یا اس کی موٹائی اتنی ہو گی جتنا تین دن میں سفر کیا جائے)۔

1983: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کافر کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تیز رو سوار کے تین دن کی مسافت ہو گی۔

باب: ان لوگوں کی تکلیف کا بیان جو لوگوں کو تکلیف دیتے تھے۔

1984: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دوخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کے کوڑے ہیں، وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں دوسرے وہ عورتیں جو پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق لباس نہیں ہیں)، سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی اور ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دُور سے آ رہی ہو گی۔

1985: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ اسے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قریب ہے اگر تو دیر تک جیا تو ایسے لوگوں کو دیکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے غصے میں صبح کریں گے اور اللہ کے قہر میں شام کریں گے اور ان کے ہاتھوں میں بیل کی دُم کی طرح کے (کوڑے) ہوں گے۔ (شاید پولیس والے مراد ہوں)۔

باب: دنیا کے سب سے زیادہ خوشحال کو جہنم میں اور دنیا کے سب سے زیادہ تنگی والے کو جنت کاغوطہ دینا

۔

1986: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت کے دن اہلِ دوزخ میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ آسودہ تر اور خوشحال تھا، پس دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم! اے میرے رب!کبھی نہیں اور اہل جنت میں سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تھا، جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم! مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔

نہیں اور اہل جنت میں سے ایک ایسا شخص لایا جائے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تھا، جنت میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! تو نے کبھی تکلیف بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم! مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی۔

کتاب: فتنوں کا بیان

باب: فتنوں کے قریب ہونے اور ہلاکت کے بیان میں جب کہ برائی زیادہ ہو جائے۔

1987: اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ آپ فرما رہے تھے لا الٰہ الا اللہ، خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو نزدیک ہے آج یاجوج او رماجوج کی آڑ اتنی کھل گئی اور (راوئ حدیث) سفیان نے دس کا ہندسہ بنایا (یعنی انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے حلقہ بنایا) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! کیا ہم اس حال میں بھی تبا ہو جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہاں! جب بُرائی زیادہ ہو گی (یعنی فسق و فجور یا زنا یا اولاد زنا یا معاصی)۔

1988: سیدناابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: آج یاجوج اور ماجوج کی آڑ کی دیوار میں سے اتنا کھل گیا (یعنی اس میں اتنا سوراخ ہو گیا) اور (راوئ حدیث) وہیب نے اس کو انگلیوں سے نوے کا ہندسہ بنا کر بیان کیا (شاید یہ حدیث پہلے کی ہو اور اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی بعد کی اور شاید مقصود تمثیل ہو نہ کہ حد بیان کی گئی ہو)۔

باب: بارش کے قطروں کی طرح نازل ہونے والے فتنوں کے بیان میں۔

1989: سیدنا اسامہ بن زید ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) مدینہ کے محلوں میں سے ایک محل (یا قلعہ) پر چڑھے پھر فرمایا: کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، تم بھی دیکھ رہے ہو؟ بیشک میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں اس طرح دیکھتا ہوں جیسے بارش کے گرنے کی جگہوں کو (یعنی بوندوں کی طرح بہت ہوں گے مراد جمل اور صفین اور فتنہ عثمان اور شہادت حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے سوا بہت سے فساد جو مسلمانوں میں ہوئے) ۔

باب: دلوں پر فتنوں کا پیش کیا جانا اور فتنوں کا دلوں میں داغ پیدا کر دینا۔

1990: سیدنا حذیفہ ص کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عمر ص کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے کہا: تم میں سے کس نے رسول اللہ (ص) کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ ہاں! ہم نے سنا ہے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ شاید تم فتنوں سے وہ فتنے سمجھے ہو جو آدمی کو اس کے گھر بار اور مال اور ہمسائے میں ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ان فتنوں کا کفارہ تو نماز، روزے اور زکوٰۃ سے ہو جاتا ہے، لیکن تم میں سے ان فتنوں کے بارے میں رسول اللہ (ص) سے کس نے سنا ہے جو دریا کی موجوں کی طرح امنڈ کر آئیں گے؟ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ لوگ خاموش ہو گئے میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچھا تھا۔ (یہ ایک دعائیہ کلمہ ہے جو عرب لوگ استعمال کرتے ہیں) سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا ہے، آپ (ص) فرماتے تھے کہ فتنے دلوں پر ایک کے بعد ایک، ایک کے بعد ایک ایسے ائیں گے جیسے بورئیے کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں۔ پھر جس دل میں فتنہ رچ جائے گا، اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا تو اس میں ایک سفید نورانی دھبہ ہو گا، یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دھبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں گے۔ ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کی طرح کہ آسمان و زمین کے قائم رہنے تک اُسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچائے گا۔ دوسرے کالا سفیدی مائل یا الٹے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی سمجھے گا نہ بُری بات کو بُری، مگر وہی جو اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ پھر میں نے سیدنا عمر ص سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اس فتنے کے درمیان میں ایک بند دروازہ ہے، مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جائے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تیرا باپ نہ ہو (یہ بھی ایک کلمہ ہے جسے عرب عام طور پر کسی کام پر متنبہ کرنے یا مستعد کرنے کو کہتے ہیں)، کیا وہ ٹوٹ جائے گا؟ کھل جاتا تو شاید پھر بند ہو جاتا۔ میں نے کہا کہ نہیں ٹوٹ جائے گا اور میں نے ان سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے، جو مارا جائے گا یا مر جائے گا۔ پھر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تھی۔ ابوخالد نے کہا کہ میں نے سعید بن طارق سے پوچھا کہ ”اسود مربادا“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ سیاہی میں سفیدی کی شدت۔ میں نے کہا کہ ”کالکوز مجخیا“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ اوندھا کیا ہوا کوزا۔

باب: لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لئے شیطان کا اپنے لشکروں کو بھیجنا ۔

1991: سیدنا جابر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو دنیا میں فساد کرنے کو بھیجتا ہے۔ پس سب سے بڑا فتنہ باز اس کا سب سے زیادہ قریبی ہوتا ہے۔ کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی وغیرہ) تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا، یہاں تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرا دی۔ تو اس کو اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے۔ اعمش نے کہا، میرا خیال ہے کہ اس کو اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

باب: فتنے اور ان کی کیفیات کے متعلق۔

1992: ابو ادریس خولانی کہتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ بن یمان ص نے کہاکہ اللہ کی قسم میں سب لوگوں سے زیادہ ہر فتنے کو جانتا ہوں جو میرے درمیان اور قیامت کے درمیان ہونے والا ہے۔ اور یہ بات نہیں ہے کہ رسول اللہ (ص) نے چھپا کر کوئی بات خاص مجھ سے بیان کی ہو جو آوروں سے نہ کی ہو، لیکن رسول اللہ (ص) نے ایک مجلس میں فتنوں کا بیان کیا جس میں مَیں بھی تھا۔ تو آپ (ص) نے ان فتنوں کا شمار کرتے ہوئے

فرمایا: تین ان میں سے ایسے ہیں جو قریب قریب کچھ نہ چھوڑیں گے اور ان میں سے بعض گرمی کی آندھیوں کی طرح ہیں، بعض ان میں چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں۔ سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ (اب) میرے سوا اس مجلس کے سب لوگ فوت ہو چکے ہیں۔ ایک میں باقی ہوں (اس وجہ سے اب مجھ سے زیادہ کوئی فتنوں کا جاننے والا باقی نہ رہا)۔

1993: سیدنا حذیفہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ہم میں (وعظ سنانے کو) کھڑے ہوئے تو کوئی بات نہ چھوڑی جو اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تھی مگر اس کو بیان کر دیا۔ پھر یاد رکھا جس نے رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ میرے ساتھی اس کو جانتے ہیں اور بعض بات ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا تھا، پھر جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو یاد آجاتی ہے جیسے آدمی دوسرے آدمی کی عدم موجودگی میں اس کا چہرہ یاد رکھتا ہے، پھر جب اس کو دیکھے تو پہچان لیتا ہے۔

1994: سیدنا حذیفہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ (ص) نے ہر ایک بات بتا دی جو قیامت تک ہونے والی تھی اور کوئی بات ایسی نہ رہی جس کو میں نے آپ (ص) سے نہ پوچھا ہو، البتہ میں نے یہ نہ پوچھا کہ مدینے والوں کو مدینے سے کونسی چیز نکالے گی۔

1995: سیدنا ابوزید (یعنی عمرو بن اخطب) ص کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (ص) نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر ہمیں وعظ سنایا، یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا۔ پھر آپ (ص) اترے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ سنایا، یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا۔ پھر اترے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھے اور ہمیں وعظ سنایا، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔پس جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا تھا، سب کی ہمیں خبر دے دی۔ اور ہم میں سب سے زیادہ وہ عالم ہے جس نے سب سے زیادہ ان باتوں کو یاد رکھا ہو۔

باب: فتنوں کے بیان میں اور جو ان سے محفوظ رہے گا یا جوان فتنوں کو یاد رکھے گا۔

1996: محمد (ابن سیرین) کہتے ہیں کہ جندب نے کہا کہ میں نے یوم الجرعہ (یعنی جس دن جرعہ میں فساد ہونے والا تھا، (اور جرعہ کوفہ میں ایک مقام ہے جہاں کوفہ والے سعید بن عاص سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے جب سیدنا عثمان ص نے ان کو کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا تھا) کو ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا کہ آج تو یہاں کئی خون ہوں گے۔ وہ شخص بولا کہ ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! خون نہ ہوں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! خون ضرور ہوں گے وہ بولا کہ اللہ کی قسم! ہرگز خون نہ ہوں گے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! ضرور قتل ہوں گے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! ہرگز قتل نہ ہوں گے، اور میں نے اس بارے میں رسول اللہ (ص) سے ایک حدیث سنی ہے جو آپ (ص) نے مجھ سے فرمائی تھی۔ میں نے کہا کہ تو آج میرا بُرا ساتھی ہے، اس لئے کہ تو سنتا ہے میں تیرا خلاف کر رہا ہوں اور تو نے رسول اللہ (ص) سے ایک حدیث سنی ہے اور مجھے منع نہیں کرتا۔ پھر میں نے کہا کہ اس غصے سے کیا فائدہ؟ اور میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ سیدنا حذیفہ ص صحابی رسول (ص) ہیں۔

باب: فتنہ مشرق کی طرف سے ہوں گے۔

1997: سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ اے عراق والو! میں تم سے چھوٹے گناہ نہیں پوچھتا نہ اس کو پوچھتا ہوں جو کبیرہ گناہ کرتا ہو میں نے اپنے والد سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور آپ (ص) نے

اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا، جہاں شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں۔ اور تم ایک دوسرے کی گردن مارتے ہو (حالانکہ مومن کی گردن مارنا کتنا بڑا گناہ ہے) اور موسیٰ ں فرعون کی قوم کا ایک شخص غلطی سے مار بیٹھے تھے (نہ بہ نیت قتل کیونکہ گھونسے سے آدمی نہیں مرتا)، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”تو نے ایک خون کیا، پھر ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھ کو آزمایا جیسا آزمایا تھا“۔(طٰہٰ: 40)۔

باب: البتہ کسریٰ اور قیصر کے خزانے ضرور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے ۔

1998: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب کسریٰ (ایران کا بادشاہ) مر گیا، تو اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا اور جب قیصر (روم کا بادشاہ) مر جائے گا، تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا (اور یہ دونوں ملک مسلمان فتح کر لیں گے)۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کئے جائیں گے۔

1999: سیدناجابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ البتہ مسلمانوں یا مومنوں کی (شک راوی) ایک جماعت کسریٰ کے خزانے کوکھولے گی جو سفید محل میں ہے۔ قتیبہ کی روایت میں مسلمانوں کی ہے شک کے بغیر۔

باب: اس امت کی تباہی بعض کی بعض سے ہوگی ۔

2000: سیدنا ثوبان ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا (یعنی سب زمین کو لپیٹ کر میرے سامنے کر دیا) تو میں نے اس کا مشرق ومغرب دیکھا اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین مجھے دکھلائی گئی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے (یعنی سونا اور چاندی یا قیصر و کسریٰ کے خزانے)۔ اور میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرنا اور ان پر کوئی غیر دشمن ایسا غالب نہ کرنا کہ ان کا جتھا ٹوٹ جائے اور ان کی جڑ کٹ جائے (یعنی بالکل نیست و نابود نابود ہو جائیں)۔ میرے پروردگار نے فرمایا کہ اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں پھر وہ نہیں پلٹتا اور میں نے تیری یہ دعائیں قبول کیں اور تیری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کروں گا نہ ان پر کوئی غیر دشمن جو ان میں سے نہ ہو، ایسا غالب کروں گا کہ جو ان کی جڑ کاٹ دے، اگرچہ زمین کے تمام لوگ (مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے) اکٹھے ہو جائیں (مگر ان کو تباہ نہ کر سکیں گے) یہاں تک کہ خود مسلمان ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔

2001: سیدنا عامر بن سعد اپنے والد سعد ص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) ایک دن عالیہ (عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینہ سے باہر ہیں) سے آئے حتی کہ بنی معاویہ کی مسجد پر سے گزرے۔ اس میں گئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور ہم نے بھی آپ (ص) کیساتھ نماز پڑھی اور اپنے رب سے بہت طویل دعا کی۔ پھر ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں لیکن اس نے دو دعائیں قبول کر لیں اور ایک قبول نہیں کی۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے (یعنی ساری امت کو قحط سے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور میں نے یہ دعا کی کہ میری (ساری) امت کو پانی میں ڈبو کر ہلاک نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا بھی قبول کی اور میں نے یہ دعا کی کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں، تو اسکو قبول نہیں کیا

باب: البتہ تم اگلی امتوں کی راہوں پر چلو گی ۔

2002: سیدنا ابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: البتہ تم اگلی امتوں کی راہوں

(یعنی گناہوں میں اور دین کی مخالفت میں نہ یہ کہ کفر اختیار کرو گے) پر بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ چلو گے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تھے تو تم بھی گھسو گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! اگلی امتوں سے مراد یہودی اور نصاریٰ ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ (اگر یہ نہیں تو) اور کون ہیں؟۔

باب: میری امت کو قریش (کا خاندان) تباہ کرے گا اور حکم ان سے دُور رہنے کا ہے

2003: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: لوگوں کو قریش میں سے یہ خاندان ہلاک کرے گا۔ صحابہ ' نے کہا کہ پھر آپ (ص) ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اگر لوگ ان سے الگ رہیں تو بہتر ہے۔

باب: (ایسے) فتنے ہوں گے کہ ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہو گا (یعنی جتنا کسی کا فتنے میں حصہ کم ہو گا اتنا زیادہ بہتر ہو گا)۔

2004: سیدنا ابوبکرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بیشک کئی فتنے ہوں گے۔ خبردار رہو! کئی فتنے ہوں گے۔ ان میں بیٹھنے والا چلنے والے (لوگوں) سے بہتر ہو گا اور بھاگنے والے (لوگوں) سے چلنے والا بہتر ہو گا۔ خبردار رہو! جب فتنے اور فساد اترے یا واقع ہو تو جس کے اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں جا ملے اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں جا ملے اور جس کی (کھیتی کی) زمین ہو، وہ اپنی زمین میں جا رہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! جس کے نہ اونٹ ہوں اور نہ بکریاں اور نہ زمین ہو، وہ کیا کرے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ اپنی تلوار اٹھائے اور پتھر سے اس کی باڑھ کو کوٹ ڈالے (یعنی لڑنے کی کوئی چیز باقی نہ رکھے جو لڑائی کا حوصلہ ہو)، پھر اپنی استطاعت کے مطابق بچاؤ اور نجات کا راستہ اختیار کرے۔ الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا، الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا، الٰہی کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ (ص)! بتلائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے یہاں تک کہ مجھے دو صفوں میں سے یا دو گروہوں میں سے ایک لے جائیں، پھر وہاں کوئی مجھے تلوار مارے یا تیر آئے اور مجھے قتل کر دے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ اپنا اور تیرا گناہ سمیٹ لے گا اور دوزخ میں جائے گا۔

باب: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوار لے کر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل و مقتول (دونوں) جہنمی ہیں۔

2005: احنف بن قیس کہتے ہیں کہ میں اس ارادے سے نکلا کہ اس شخص کا شریک ہوں گا (یعنی سیدنا علی ص کا سیدنا معاویہ ص کے مقابلے میں شریک ہوں گا)۔ راہ میں مجھ سے سیدنا ابوبکرہ ص ملے اور کہنے لگے کہ اے احنف تم کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ (ص) کے چچازاد بھائی کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا ابوبکرہ ص نے کہا کہ اے احنف! تم لوٹ جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان اپنی تلوار لے کر لڑیں تو مارنے والا اور مارا جانے والا دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا کسی اور نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! قاتل تو جہنم میں جائے گا، لیکن مقتول کیوں جائے گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

باب: عمار (ص) کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

2006: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: عمار (ص) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

باب: جب تک (مسلمانوں کے) دو عظیم گروہ جن کا دعویٰ ایک ہی ہو گا، لڑائی نہ کریں قیامت قائم نہیں ہو گی۔

2007: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ (مسلمانوں کے) دو بڑے بڑے گروہ لڑیں گے اور ان میں بڑی سخت لڑائی ہو گی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا (یعنی دونوں کا دین ایک ہو گا اور دونوں یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم اللہ کے دین کیلئے لڑتے ہیں)۔

باب: قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ آدمی قبر پر گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں اس قبر والا ہوتا۔

2008: سیدناا بوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا فنا نہ ہو گی یہاں تک کہ آدمی قبر پر گزرے گا، پھر اس پر لیٹے گا اور کہے گا کہ کاش! میں اس قبر والا ہوتا اور دین اس کے لئے آزمائش بن جائے گا۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ ہرج (قتل) بہت ہو گا۔

2009: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ ہرج بہت ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! ہرج کیا ہے؟آپ (ص) نے فرمایا کہ قتل قتل (یعنی خون بہت ہوں گے)۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ وہ وقت آئے گا کہ قاتل کو معلوم نہیں ہو گا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔

2010: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ لوگوں پر ایسا وقت نہ آجائے کہ جس میں قاتل کو یہ تک معلوم نہ ہو گا کہ وہ قتل کیوں کر رہا ہے؟ اور مقتول کو بھی نہ معلوم ہو گا کہ وہ کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ کشت و خون ہو گا۔ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی۔

2011: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کے ملک سے نکلے گی اور وہ بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی (یعنی اس کی روشنی ایسی تیز ہو گی کہ عرب سے شام تک پہنچے گی۔ حجاز مکہ اور مدینہ کا ملک اور بصریٰ شہر کا نام ہے)۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ دوس کا قبیلہ ذی الخلصہ (بت) کی عبادت نہ کرے گا۔

2012: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ دوس کی عورتوں کی سرینیں ذی الخلصہ کے گرد ہلیں گی (یعنی وہ اس کا طواف کریں گی) اور ذوالخلصہ ایک بت تھا جس کو دوس جاہلیت کے زمانہ میں تبالہ (یمن کی ایک جگہ) میں پوجا کرتے تھے۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لات و عزیٰ کی عبادت کی جائے گی

2013: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص)

نے فرمایا کہ رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ (جاہلیت کے بُت) پھر نہ پوجے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! میں تو سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول (ص) کو ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک لوگ بُرا مانیں“ کہ یہ وعدہ پورا ہونے والا ہے (اور اسلام کے سوا اورکوئی دین غالب نہ رہے گا)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا، ایسا ہی ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا کہ جس سے ہر مومن مر جائے گا، یہاں تک کہ ہر وہ شخص بھی جس کے دل میں دانہ کے برابر بھی ایمان ہے اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں بھلائی نہیں ہو گی۔ پھر وہ لوگ اپنے (مشرک) باپ دادا کے دین پر لوٹ جائیں گے۔

باب: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ اس شہر میں نہ لڑائی ہو جس کی ایک طرف سمند ر میں اور دوسری خشکی میں ہے۔

2014: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ نبی (ص) نے فرمایا: کیا تم نے ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کہ ایک جانب خشکی اور ایک جانب سمندر ہے؟ صحابہ ' نے کہا کہ ہاں یارسول اللہ (ص)! ہم نے سنا ہے (یعنی قسطنطنیہ ہے)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ اس شہر سے اسحاق ں کی اولاد میں سے ستر ہزار لوگ لڑیں گے۔ پس جب اس شہر کے پاس آئیں گے تو اتر پڑیں گے۔ بس ہتھیار سے لڑیں گے نہ تیر ماریں گے، بلکہ ”لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہیں گے تو اس کی دریا والی طرف گر پڑے گی۔ پھر دوسری بار ”لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہیں گے تو اس کی دوسری طرف گر پڑے گی۔ پھر تیسری بار ”لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہیں گے تو ہر طرف سے کھل جائے گا۔ پس وہ اس شہر میں گھس پڑیں گے اور مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ مالِ غنیمت کو بانٹ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک پکارنے والا آکر پکارے گا کہ دجال نکل آیا ہے تووہ ہر چیز کوچھوڑ کر (دجال کی طرف) لوٹ آئیں گے۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو۔

2015: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ فرات میں سونے کا ایک پہاڑ نکلے گا اور لوگ اس کیلئے لڑیں گے۔ تو ہر سینکڑے میں سے ننانوے ماریں جائیں گے اور ہر شخص (اپنے دل میں) یہ کہے گا کہ شاید میں بچ جاؤں (اور اس سونے کو حاصل کروں۔ معاذ اللہ دنیا ایسی ہی خراب شے ہے لوگ اس کے پیچھے اپنی جان، آبرو اور عزت گنواتے ہیں پھر بھی وہ حاصل نہیں ہوتی۔ عاقل وہی ہے جو پہلے سے ہی اس بیکار چیز کا پیچھا نہ کرے)۔

2016: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قریب ہے کہ فرات میں سے سونے کا ایک خزانہ نکلے، سو جو کوئی وہاں موجود ہو، تو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑو گے جن کے چہرے گویا ڈھالیں ہیں ۔

2017: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تم لوگ قیامت کے قریب ایسے لوگوں سے لڑو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور انکے منہ گویا چوڑی ڈھالیں ہیں۔ ان کے چہرے سرخ اور آنکھیں چھوٹی ہیں

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ قحطان سے ایک آدمی نکلے گا۔

2018: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ (قبیلہ قحطان کا) ایک شخص نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لکڑی سے ہانکے گا۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ ایک شخص بادشاہ ہو گا جس کو جہجاہ کہیں گے۔

2019: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: دن اور رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ ایک شخص بادشاہ ہو گا جس کو جہجاہ کہیں گے۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہو گا۔

2020: سیدنا انس ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا۔

باب: یمن سے ہوا چلے گی (جس کی وجہ سے) ہر وہ آدمی مر جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے۔

2021: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ریشم سے زیادہ نرم ہوا یمن سے بھیجے گا جو کسی ایسے آدمی کو نہ چھوڑے گی جس میں ذرہ برابر ایمان ہو گا مگر اس کا موت آجائے گی۔

باب: قیامت صرف شریر لوگوں پر قائم ہو گی۔

2022: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی (ص) للہ عنہ نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی۔

باب: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ دجال کذاب لوگ نکلیں گے۔

2023: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا نہ ہوں (دجال یعنی مکار فریبی ہیں) اور ہر ایک یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

2024: سیدنا جابر بن سمرہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے۔ایک روایت میں ہے کہ سیدنا جابر ص نے یہ بھی کہا کہ پس ان سے ڈرو۔

باب: یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی کے متعلق۔

2025: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ مسلمان یہود سے لڑیں گے، پھر مسلمان ان کو قتل کریں گے۔ حتی کہ یہودی کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپے گا تو وہ پتھر یا درخت بولے گا کہ اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے ایک یہودی ہے، ادھر آ اور اس کو قتل کردے مگر غرقد کا درخت نہ بولے گا (وہ ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کی طرف بہت زیادہ ہوتا ہے) وہ یہود کا درخت ہے۔

باب: (جب) قیامت قائم ہو گی (قیامت قریب ہو گی) تو تمام لوگوں سے زیادہ رومی (عیسائی) ہوں گے۔

2026: موسیٰ بن عُلی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مستورد قرشی ص نے سیدنا عمرو بن عاص ص کے سامنے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب

نصاریٰ سب لوگوں سے زیادہ ہوں گے (یعنی ہندو اور مسلمانوں سے)۔ سیدنا عمرو ص نے کہا کہ دیکھ تو کیا کہتا ہے؟ مستورد ص نے کہا کہ میں تو وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ (ص) سے سنا ہے۔ سیدنا عمرو ص نے کہا کہ اگر تو کہتا ہے (تو سچ ہے) تو یہ اس لئے ہے کہ نصاریٰ میں چار خصلتیں ہیں۔ وہ مصیبت کے وقت نہایت حوصلہ والے ہیں، مصیبت کے بعد سب سے جلدی ہوشیار ہوتے ہیں، بھاگنے کے بعد سب سے پہلے پھر حملہ کرتے ہیں اور سب لوگوں میں مسکین یتیم اور ضعیف کیلئے بہتر ہیں اور ایک پانچویں خصلت بھی ہے جو نہایت عمدہ ہے کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو زیادہ روکنے والے ہیں۔

باب: روم کی جنگ اور دجال کے نکلنے سے پہلے قتل ہونے کے متعلق۔

2027: سیدنا یسیر بن جابر سے روایت ہے کہ ایک بار کوفہ میں سرخ آندھی آئی تو ایک شخص آیا جس کا تکیہ کلام ہی یہ تھا کہ اے عبداللہ بن مسعود! قیامت آئی۔ یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود ص بیٹھ گئے اور پہلے وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے اور کہا کہ قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ ترکہ نہ بٹے گا اور مال غنیمت سے خوشی نہ ہو گی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہ رہے گا تو ترکہ کون بانٹے گا اور جب کوئی لڑائی سے زندہ نہ بچے گا تو مال غنیمت کی کیا خوشی ہو گی)۔ پھر اپنے ہاتھ سے شام کے ملک کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ دشمن (نصاریٰ) مسلمانوں سے لڑنے کیلئے جمع ہوں گے اور مسلمان بھی ان سے لڑنے کیلئے جمع ہوں گے۔ میں نے کہا کہ دشمن سے تمہاری مراد نصاریٰ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اور اس وقت سخت لڑائی شروع ہو گی۔ مسلمان ایک لشکر کو آگے بھیجیں گے جو مرنے کیلئے آگے بڑھے گا اور بغیر غلبہ کے نہ لوٹے گا (یعنی اس قصد سے جائے گا کہ یا لڑ کر مر جائیں گے یا فتح کر کے آئیں گے) پھر دونوں فرقے لڑیں گے، یہاں تک کہ (لڑائی میں) رات حائل ہو جائے گی۔ پس دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہو گا۔ اور لڑائی کے لئے بڑھنے والا لشکر بالکل فنا ہو جائے گا (یعنی اس کے سب لوگ قتل ہو جائیں گے) دوسرے دن پھر مسلمان ایک لشکر آگے بڑھائیں گے جو مرنے کیلئے یا غالب ہونے کیلئے جائے گا اور لڑائی رہے گی، یہاں تک کہ رات حائل ہو جائے گی۔ پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی اور کسی کو غلبہ نہ ہو گا اور آگے بڑھنے والا لشکر بالکل فنا ہو جائے گا۔ پھر تیسرے دن مسلمان ایک لشکر مرنے یا غالب ہونے کی نیت سے آگے بڑھائیں گے اور شام تک لڑائی رہے گی، پھر دونوں طرف کی فوجیں لوٹ جائیں گی کسی کو غلبہ نہ ہو گا اور وہ لشکر فنا ہو جائے گا۔ جب چوتھا دن ہو گا تو جتنے مسلمان باقی رہ گئے ہوں گے، وہ سب آگے بڑھیں گے او ر اس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو شکست دے گا اور ایسی لڑائی ہو گی کہ ویسی کوئی نہ دیکھے گا یا ویسی لڑائی کسی نے نہیں دیکھی ہو گی، یہاں تک کہ پرندہ ان کے اوپر یا ان کے بدن پر اُڑے گا، پھر آگے نہیں بڑھے گا کہ وہ مردہ ہو کر گر جائیں گے۔ ایک جدی لوگ جو گنتی میں سو ہوں گے ان میں سے ایک شخص بچے گا (یعنی ننانوے فیصد آدمی مارے جائیں گے اور ایک باقی رہ جائے گا) ایسی حالت میں مالِ غنیمت کی کونسی خوشی حاصل ہو گی اور کونسا ترکہ بانٹا جائے گا؟ پھر مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ ایک اور بڑی آفت کی خبر سنیں گے۔ ایک پکار ان کو آئے گی کہ ان کے پیچھے ان کے بال بچوں میں (کانا) دجال آ چکا ہے۔ یہ سنتے ہی جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہو گا اس کو چھوڑ کر روانہ ہوں گے اور دس سواروں کو جاسوسی کے طور پر روانہ کریں گے (دجال کی خبر لانے کیلئے)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام تک جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں اور وہ اس دن ساری زمین کے بہتر سوار ہوں گے یا اس دن بہتر سواروں میں سے ہوں گے۔

باب: دجال سے پہلے جو مسلمانوں کو فتوحات ملیں گی۔

2028: سیدنا جابر بن سمرة ص سیدنا نافع بن عتبہ ص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم ایک جہاد میں رسول اللہ (ص) کیساتھ تھے توآپ (ص) کے پاس کچھ لوگ مغرب کی طرف سے آئے جو اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ (ص) سے ایک ٹیلے کے پاس آ کرملے۔ وہ لوگ کھڑے تھے اور آپ (ص) بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دل نے کہا کہ تو چل اور ان لوگوں اور آپ (ص) کے درمیان میں جا کر کھڑا ہو، ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ فریب سے آپ (ص) کو مار ڈالیں۔ پھر میرے دل نے کہا کہ شاید آپ (ص) چپکے سے کچھ باتیں ان سے کرتے ہوں (اور میرا جانا آپ (ص) کو ناگوار گزرے)۔ پھر میں گیا او ران لوگوں کے اور آپ (ص) کے درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ پس میں نے اس وقت آپ (ص) سے چار باتیں یاد کیں، جن کو میں اپنے ہاتھ پر گنتا ہوں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم پہلے تو عرب کے جزیرے میں (کافروں سے) جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ اس کو فتح کر دے گا۔ پھر فارس (ایران) سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ اس پر بھی فتح کر دے گا پھر نصاریٰ سے لڑو گے روم والوں سے، اللہ تعالیٰ روم کو بھی فتح کر دے گا۔ پھر دجال سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ اس کو بھی فتح کر دے گا (یہ حدیث آپ (ص) کا بڑا معجزہ ہے)۔ نافع نے کہا کہ اے جابر بن سمرہ! ہم سمجھتے ہیں کہ دجال روم فتح ہونے کے بعد ہی نکلے گا۔

باب: قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق ۔

2029: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی، یہاں تک کہ روم کے نصاریٰ کا لشکر اعماق میں یا دابق میں اترے گا (یہ دونوں مقام شام میں ہیں حلب کے قریب)۔ پھر مدینے سے ایک لشکر ان کی طرف نکلے گا، جو ان دنوں تمام زمین والوں میں بہتر ہو گا۔ جب دونوں لشکر صف باندھیں گے تو نصاریٰ کہیں گے کہ تم ان لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے الگ ہو جاؤ جنہوں نے ہماری بیویاں اور لڑکے پکڑے اور لونڈی غلام بنائے ہیں ہم ان سے لڑیں گے۔ مسلمان کہیں گے کہ نہیں اللہ کی قسم! ہم کبھی اپنے بھائیوں سے نہ الگ ہوں گے۔پھر لڑائی ہو گی تو مسلمانوں کا ایک تہائی لشکر بھاگ نکلے گا۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہ کرے گا اور تہائی لشکر مارا جائے گا، وہ اللہ کے پاس سب شہیدوں میں افضل ہوں گے اور تہائی لشکر کی فتح ہو گی، وہ عمر بھر کبھی فتنے اور بلا میں نہ پڑیں گے۔ پھر وہ قسطنطنیہ (استنبول) کو فتح کریں گے (جو نصاریٰ کے قبضے میں آگیا ہو گا۔ اب تک یہ شہر مسلمانوں کے قبضے میں ہے) وہ اپنی تلواریں زیتون کے درختوں سے لٹکا کر مالِ غنیمت بانٹ رہے ہوں گے کہ شیطان یہ پکار لگائے گا کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں دجال کا ظہور ہو چکا ہے۔ پس مسلمان وہاں سے نکلیں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹ ہو گی۔ جب شام کے ملک میں پہنچیں گے تو تب دجال نکلے گا۔ پس جس وقت مسلمان لڑائی کیلئے مستعد ہو کر صفیں باندھتے ہوں گے کہ نماز کا وقت ہو گا اسی وقت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰة والسلام اتریں گے اور امام بن کر نماز پڑھائیں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال سیدنا عیسیٰ ں کو دیکھے گا تو اس طرح ڈر سے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور جو عیسیٰ ں اس کو یونہی چھوڑ دیں تب بھی وہ خود بخود گھل کر ہلاک ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو سیدنا عیسیٰ ں کے ہاتھوں سے قتل کرائے گا اور لوگوں کو اس کا خون عیسیٰ ں کی برچھی میں دکھلائے گا۔

باب: بیت اللہ کاقصد کر کے آنے والے لشکر کے زمین میں دھنس جانے کے متعلق۔

2030: عبیداللہ بن قبطیہ سے روایت ہے کہ حارث بن ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان دونوں اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ میں بھی ان کیساتھ تھا۔ انہوں نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس لشکر کے بارے میں پوچھا جو دھنس جائے گا اور یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب سیدنا عبداللہ بن زبیر ص مکے کے

حاکم تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ایک پناہ لینے والا خانہ کعبہ کی پناہ لے گا(مراد مہدی ں ہیں) تو اس کی طرف لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ جب ایک میدان میں پہنچ جائیں گے تو دھنس جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! جو شخص زبردستی اس لشکر کیساتھ ہو (دل میں بُرا جان کر)، آپ (ص) نے فرمایا کہ وہ بھی ان کیساتھ دھنس جائے گا لیکن قیامت کے دن اپنی نیت پر اٹھے گا۔ ابوجعفر نے کہا کہ مراد مدینہ کا میدان ہے۔

باب: قیامت سے پہلے مدینے کے گھر اور آبادی کے متعلق۔

2031: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: (قیامت کے قریب مدینہ کے گھر) اہاب یا یہاب تک پہنچ جائیں گے۔ زہیر نے کہا کہ میں نے سہیل سے کہا کہ اہاب مدینہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟ انہوں نے کہا کہ اتنے میل پر (یعنی کافی میل دور ہے)۔

باب: کعبہ کو حبشہ کا پتلی پنڈلیوں والا بادشاہ ویران کرے گا۔

2032: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کعبہ کو حبشہ کا چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک شخص خراب کرے گا (مراد ابی سینیا کے کافر ہیں جو نصاریٰ ہیں یا وسط حبش کے بت پرست آخر زمانے میں ان کا غلبہ ہو گا اور جب مسلمان دنیا سے اٹھ جائیں گے، تو یہ مردود حبشی ایسا کام کرے گا)۔

باب: عراق کے اپنے درہم روک لینے کے متعلق۔

2033: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: عراق کا ملک اپنے درہم اور قفیز کو روکے گا، شام کا ملک اپنے مدی او ردینار کو روکے گا اور مصر کا ملک اپنے اردب اور دینار کو روکے گا اور تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے پہلے تھے اور تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے پہلے تھے، اور تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے پہلے تھے۔ پھر سیدنا ابوہریرہ ص نے کہا کہ اس حدیث پر ابوہریرہ (ص) کا گوشت اور خون گواہی دیتا ہے (یعنی اس میں کچھ شک نہیں)۔

2034: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: قحط یہ نہیں ہے کہ بارش نہ برسے، بلکہ قحط یہ ہے کہ بارش برسے اور خوب برسے لیکن زمین سے کچھ نہ اُگے۔

باب: امانت اور ایمان کے دلوں سے اٹھا لئے جانے کے متعلق۔

2035: سیدنا حذیفہ ص کہتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ (ص) نے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک کو تو میں دیکھ چکا اور دوسری (کے پورا ہونے) کا منتظر ہوں۔ (پہلی حدیث یہ ہے کہ) آپ (ص) نے ہم سے بیان کیا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اتری۔ پھر قرآن نازل ہوا، پس انہوں نے قرآن کو حاصل کیا اور حدیث کو حاصل کیا۔ پھر آپ (ص) نے ہم سے (دوسری) حدیث بیان فرمائی کہ امانت اٹھ جائے گی۔ تو فرمایا کہ ایک شخص تھوڑی دیر سوئے گا، پھر اس کے دل سے امانت اٹھا لی جائے گی اور اس کا نشان ایک پھیکے رنگ کی طرح رہ جائے گا۔ پھر ایک نیند کرے گا تو امانت دل سے اٹھ جائے گی اور اس کا نشان ایک چھالے کی طرح رہ جائے گا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکا دے، پھر کھال پھول کر ایک چھالہ (آبلہ) نکل آئے کہ تم اس کو بلند ابھرا ہوا دیکھتے ہو مگر اس میں کچھ نہیں۔ پھر آپ نے ایک کنکری لے کر اپنے پاؤں پر لڑھکائی اور فرمایا کہ لوگ خرید و فروخت کریں گے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو امانت کو ادا کرے، یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے اور یہاں تک کہ ایک شخص کو کہیں گے وہ کیسا

ہوشیار ، خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کریں گے) اور اس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہو گا۔ پھر سیدنا حذیفہ ص نے کہا کہ میرے اوپر ایک دور گزر چکا ہے جب میں بغیر کسی ڈر کے ہر ایک سے معاملہ (یعنی لین دین) کرتا تھا، اس لئے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اس کو بے ایمانی سے باز رکھتا تھا لیکن آج کے دن تو میں تم لوگوں سے کبھی معاملہ نہ کروں گا، البتہ فلاں اور فلاں شخص سے (معاملہ) کروں گا

باب: آخر زمانہ میں خلیفہ (مہدی) آئے گا، جو مال کی لپیں بھر بھر کر دے گا۔

2036: سیدنا ابونضرہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا جابر بن عبداللہ ص کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا کہ قریب ہے کہ عراق والوں کے قفیز اور درہم نہیں آئیں گے۔ ہم نے کہا کہ کس سبب سے؟ انہوں نے کہا کہ عجم کے لوگ اس کو روک لیں گے۔ پھر کہا کہ قریب ہے کہ شام والوں کے پاس دینار اور مدی نہ آئیں (مدی ایک پیمانہ ہے اسی طرح قفیز) ہم نے کہا کہ کس سبب سے؟ انہوں نے کہا کہ روم والے لوگ روک لیں گے۔ پھر تھوڑی دیر چپ رہے، اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میری اخیر امت میں ایک خلیفہ ہو گا، جو لپیں بھر بھر کر مال دے گا (یعنی روپیے اور اشرفیاں لوگوں کو) اور اس کو شمار نہ کرے گا۔ جریر نے کہا کہ میں نے ابونضرہ اور ابوعلاء سے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (یہ مہدی ہیں جو امت کے اخیر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تو شروع میں تھے)۔

باب: (قیامت کی) وہ نشانیاں جو قیامت سے پہلے آئیں گی ۔

2037: سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) ہمارے پاس آئے اور ہم باتیں کر رہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ قیامت کا ذکر کرتے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ دس نشانیاں اس سے پہلے نہیں دیکھ لو گے۔ پھر ذکر کیا دھوئیں کا، دجال کا، زمین کے جانور کا، سورج کے مغرب سے نکلنے کا، عیسیٰ ں کے اترنے کا، یاجوج ماجوج کے نکلنے کا، تین جگہ خسف کا یعنی زمین کا دھنسنا ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں، تیسرے جزیرئہ عرب میں۔ اور ان سب نشانیوں کے بعد ایک آگ پیدا ہو گی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی (محشر شام کی زمین ہے)۔

باب: اندھیری رات کی طرح (سخت) فتنوں سے پہلے، (نیک) اعمال میں جلدی کرو۔

2038: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جلدی جلدی نیک کام کر لو، ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے۔ صبح کو آدمی ایماندار ہو گا اور شام کو کافرہ یا شام کو ایمان دار ہو گا اور صبح کو کافر ہو گا اور اپنے دین کو دنیا کے مال کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

باب: چھ چیزوں سے پہلے (نیک) اعمال میں جلدی کرو ۔

2039: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: نیک اعمال کے کرنے میں چھ چیزوں سے پہلے جلدی کرو۔ ایک دجال، دوسرے دھواں، تیسرے زمین کا جانور، چوتھے سورج کا مغرب سے نکلنا، پانچویں قیامت اور چھٹے موت۔ (یعنی جب یہ باتیں آ جائیں گی تو نیک اعمال کا قابو جاتا رہے گا)۔

باب: خونریزی کے دَور میں عبادت کرنا ۔

2040: سیدنا معقل بن یسار ص س روایت ک رسول الل (ص) ن فرمایا: فساد اور فتن ک وقت عبادت کرن کا اتنا ثواب جیس میر پاس جرت کرن کا

باب: ابن صیاد ک قص ک بار میں

2041: سیدناابوسعیدخدری ص س روایت ک م حج یا عمر کونکل اور مار ساتھ ابن صائد بھی تھا ایک منزل میں م اتر، لوگ ادھر ادھر چل گئ اور میں اور ابن صائد دونوں ر گئ مجھ اس وج س اس س سخت وحشت وئی ک لوگ اس ک بار میں جو کا کرت تھ (ک دجال) ابن صائد اپنا اسباب ل کر آیا اور میر اسباب کیساتھ رکھ دیا (مجھ اور زیاد وحشت وئی) میں ن کا ک گرمی بت اگر تو اپنا اسباب اس درخت ک نیچ رکھ تو بتر اس ن ایسا ی کیا پھر میں بکریاں دکھلائی دیں ابن صائد گیا اور دودھ ل کر آیا اور کن لگا ک ابوسعید! دودھ پی میں ن کا ک گرمی بت اور دودھ گرم اور دودھ ن پین کی اس ک سوا کوئی وج ن تھی ک مجھ اس ک اتھ س پینا بُرا معلوم وا ابن صائد ن کا ک ا ابوسعید! میں ن قصد کیا ک ایک رسی لوں اور درخت میں لٹکا کر اپن آپ کو پھانسی د لوں ان باتوں کی وج س جو لوگ میر حق میں کت یں ا ابوسعید! رسول الل (ص) کی حدیث اتنی کس س پوشید جتنی تم انصار ک لوگوں س پوشید کیا تم سب لوگوں س زیاد رسول الل (ص) کی حدیث کو نیں جانت؟ کیا آپ (ص) ن نیں فرمایا ک دجال کافر و گا اور میں تو مسلمان وں آپ (ص) ن ی نیں فرمایا ک دجال لا ولد و گا اور میری اولاد مدین میں موجود کیا آپ (ص) ن ی نیں فرمایا ک دجال مدین میں اور مک میں ن جائ گا اور میں مدین س آ را وں اور مک کو جا را وں؟ سیدنا ابوسعید ص ن کا ک (اس کی ایسی باتوں کی وج س) قریب تھا کمیں اس کا طرفدار بن جاؤں (اور لوگوں کا اس ک بار میں کنا غلط سمجھوں) ک پھر کن لگا البت الل کی قسم! میں دجال کو پچانتا وں اور اس ک پیدائش کا مقام جانتا وں اور ی بھی جانتا وں ک اب و کاں میں ن اس س کا ک خرابی و تیری سارا دن (یعنی ی تو ن کیا کا ک پھر مجھ تیری نسبت شب و گیا)

2042: سیدنا ابوسعید خدری ص س روایت ک ابن صیاد ن رسول الل (ص) س پوچھا ک جنت کی مٹی کیسی ؟ آپ (ص) ن فرمایا ک سفید خالص، مشک کی طرح خوشبودار

2043: محمد بن منکدر س روایت ک میں ن سیدنا جابر بن عبدالل ص کو (اس پر) قسم کھات وئ دیکھا ک ابن صائد دجال میں ن کاک تم الل کی قسم کھات و؟ انوں ن کا ک میں ن سیدنا عمر ص کو دیکھا ک و اس بات پر رسول الل (ص) ک سامن قسم کھات وئ سنا اور آپ (ص) ن اس کا انکار ن کیا

2044: سیدنا عبدالل بن عمر ص س روایت ک سیدنا عمر ص رسول الل (ص) کیساتھ چند لوگوں میں ابن صیاد ک پاس گئ حتی ک اس بنی مغال ک قلع ک پاس لڑکوں کیساتھ کھیلت وئ دیکھا ان دنوں ابن صیاد جوانی ک قریب تھا اس کو خبر ن وئی یاں تک ک رسول الل (ص) ن اس کی پیٹھ پر اپنا اتھ مارا پھر آپ (ص) ن اس س پوچھا ک کیا تو اس بات کی گوای دیتا ک میں الل تعالیٰ کا رسول وں؟ ابن صیاد ن آپ (ص) کی طرف دیکھا اور کا ک میں گوای دیتا وں ک تم اُمیّن ک رسول و (اُمّی کت یں ان پڑھ اور ب تعلیم کو) پھر ابن صیاد ن رسول الل (ص) س کا ک تم اس بات کی گوای دیت و ک میں الل تعالیٰ کا رسول وں؟ رسول الل (ص) ن اس بات کا کچھ جواب ن دیا؟ (اور اس س مسلمان ون کی درخواست ن کی کیونک آپ (ص) اس ک مسلمان ون س مایوس و گئ اور ایک روایت میں صاد ممل

سے یعنی آپ (ص) نے اس کو لات سے مارا) اور فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ پھر رسول اللہ (ص) نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ وہ بولا کہ میرے پاس کبھی سچا آتا ہے اور کبھی جھوٹا۔ ررسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ تیرا کام گڑبڑ ہو گیا (یعنی مخلوط حق و باطل دونوں سے) پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے پوچھنے کیلئے ایک بات دل میں چھپائی ہے۔ ابن صیاد نے کہا کہ وہ دُخ (دھواں) ہے۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ ذلیل ہو، تو اپنی قدر سے کہاں بڑھ سکتا ہے؟ سیدنا عمر ص نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! مجھے چھوڑئیے میں اس کی گردن مارتا ہوں۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر یہ وہی (یعنی دجال) ہے تو تو (ص) سکو مار نہ سکے گا اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں ہے تو تجھے اس کا مارنا بہتر نہیں ہے۔ سیدنا سالم بن عبداللہ ص نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر ص سے سنا کہ اس کے بعد رسول اللہ (ص) اور سیدنا ابن ابی بن کعب ص اس باغ میں گئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آپ (ص) باغ میں گھسے تو کھجور کے درختوں کی آڑ میں چھپنے لگے تاکہ آپ (ص) ابن صیاد کو دھوکہ دے کر اور اس کی کچھ باتیں سن سکیں۔ اس سے پہلے کہ ابن صیاد آپ (ص) کو دیکھے، رسول اللہ (ص) نے ابن صیاد کو دیکھا کہ وہ ایک بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ نافہم باتیں گنگنا رہا تھا۔آپ (ص) کھجور کے درختوں میں چھپ رہے تھے کہ اس کی ماں نے آپ (ص) کو دیکھ کر اسے پکارا کہ اے صاف! (اور صاف ابن صیاد کا نام تھا)۔ یہ محمد (ص) آن پہنچے۔ یہ سنتے ہی ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو ایسا ہی رہنے دیتی تو اس کا معاملہ واضح ہو جاتا (تو ہم اس کی باتیں سنتے تو معلوم کرتے کہ وہ کاہن ہے یا ساحر)۔ سالم نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ص نے کہا کہ پھر رسول اللہ (ص) لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جیسے اس کو لائق ہے، پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، یہاں تک کہ نوح ں نے بھی (جن کا دَور بہت پہلے تھا) اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ لیکن میں تم کو ایسی بات بتلائے دیتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتلائی، تم جان لو کہ وہ کانا ہو گا اور تمہارا اللہ برکت والا بلند، کانا نہیں ہے۔ (معاذ اللہ کاناپن ایک عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک عیب سے پاک ہے) ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عمر بن ثابت انصاری نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ (ص) کے بعض اصحاب ' نے بیان کیا کہ جس روز رسول اللہ (ص) نے لوگوں کو دجال سے ڈرایا تھا، یہ بھی فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں کافر لکھا ہو گا (یعنی حقیقتاً کاف فہر ے یہ حروف لکھے ہوں گے یا اس کے چہرے سے کفر اورشرارت نمایاں ہو گی) جس کو ہر وہ شخص پڑھ لے گا جو اس کے کاموں کو بُرا جانے گا یا اس کو ہر ایک مومن پڑھ لے گا اور آپ (ص) نے فرمایا کہ تم یہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے رب کو مرنے سے پہلے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔

2045: نافع سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر ص کہتے تھے کہ میں ابن صیاد سے دو بار ملا ہوں۔ ایک بار ملا تو میں نے لوگوں سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! تم نے مجھے جھوٹا کیا۔ تم میں سے بعض لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ نہیں مرے گا، یہاں تک کہ تم سب میں زیادہ مالدار اور صاحبِ اولاد ہو گا، تو وہ آج کے دن ایسا ہی ہے۔ وہ کہتے ہیں پھر ابن صیاد نے ہم سے باتیں کیں۔ پھر میں ابن صیاد سے جدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب دوبارہ ملا تو اس کی آنکھ پھولی ہوئی تھی۔ میں نے کہا کہ یہ تیری آنکھ کب سے ایسے ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ وہ بولا کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ آنکھ تیرے سر میں ہے اور تجھے معلوم نہیں؟ وہ بولا کہ اگر اللہ چاہے تو تیری اس لکڑی میں آنکھ پیدا کر دے۔ پھر ایسی آواز نکالی جیسے گدھا زور سے کرتا ہے۔ نافع نے کہا کہ سیدنا

عبداللہ بن عمر اُمّ المؤمنین (حفصہ رضی اللہ عنہا) کے پاس گئے اور ان سے یہ حال بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن صیاد سے تیرا کیا کام تھا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اوّل چیز جو دجال کو لوگوں پر بھیجے گی، وہ اس کا غصہ ہے (یعنی غصہ اس کو نکالے گا)۔

2046: سیدنا حذیفہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ دجال کیساتھ کیا ہو گا؟ اس کیساتھ بہتی ہوئی دو نہریں ہوں گی، ایک تو دیکھنے میں سفید پانی معلوم ہو گی او ردوسری دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ معلوم ہو گی۔پھر جو کوئی یہ موقع پائے، وہ اس نہر میں چلا جائے جو دیکھنے میں آگ معلوم ہوتی ہے اور اپنی آنکھ بند کر لے اور سر جھکا کر اس میں سے پئے، وہ ٹھنڈا پانی ہو گا اور دجال کی ایک آنکھ بالکل چٹ ہو گی اس پر ایک موٹی پھُلی ہو گی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں کافر لکھا ہو گا جس کو ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

2047: سیدنا حذیفہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دجال بائیں آنکھ کا کانا ہو گا، گھنے بالوں والا ہو گا۔ اس کیساتھ باغ ہو گااور آگ ہو گی۔ پس اس کی آگ تو باغ ہے اور اس کا باغ آگ ہے۔ (علماء نے کہا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کیلئے ایک آزمائش ہے تاکہ حق کو حق کر دے اور جھوٹ کو جھوٹ پھر اس کو رسوا کرے اور لوگوں میں اس کی عاجزی ظاہر کرے)۔

2048: نواس بن سمعان ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے ایک صبح کو دجال کا ذکر کیا تو کبھی اس کو گھٹایا اور کبھی بڑھایا (یعنی کبھی اس کی تحقیر کی اور کبھی اس کے فتنے کو بڑا کہا یا کبھی بلند آواز سے گفتگو کی اور کبھی پست آواز سے)، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ دجال کھجور کے درختوں کے جھنڈ میں ہے۔ پھر جب شام کے وقت ہم آپ (ص) کے پاس گئے تو آپ (ص) نے ہمارے چہروں پر اس کا اثر معلوم کیا (یعنی ڈر اور خوف)۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص) ! آپ نے دجال کا ذکر کیا اور اس کو گھٹایا اور بڑھایا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہو گیا کہ دجال ان کھجور کے درختوں میں موجود ہے(یعنی اس کا آنا بہت قریب ہے)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ مجھے دجال کے سوا اور باتوں کا تم پر خوف زیادہ ہے (یعنی فتنوں کا اور آپس کی لڑائیوں کا)، اگر دجال نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو تم سے پہلے میں اس کا مقابل ہوں گا (اس سے لڑائی کروں گا) اور تمہیں اسکے شر سے بچاؤں گا اور اگر وہ نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود نہ ہوا تو ہر مردِ (مسلمان) اپنی طرف سے اس سے مقابلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہو گا۔ البتہ دجال تو جوان، گھونگھریالے بالوں والا ہے، اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے گویا کہ میں اس کی مشابہت عبدالعزیٰ بن قطن کیساتھ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص دجال کو پائے، اس کو چاہئیے کہ سورئہ کہف کی شروع کی آیتیں اس پر پڑھے۔ یقینا وہ شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے نکلے گا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر قائم رہنا۔ صحابہ ' بولے کہ یارسول اللہ (ص)! وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ چالیس دن تک، ان میں سے ایک دن ایک سال کے برابر ہو گا، ایک دن ایک مہینے کے برابر، ایک دن ایک ہفتے کے برابر اور باقی دن جیسے یہ تمہارے دن ہیں (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک برس دو مہینے اور چودہ دن تک رہے گا)۔ صحابہ ' نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ص)! جو دن سال بھر کے برابر ہو گا، اس دن ہمیں ایک ہی دن کی نمازیں کفایت کریں گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ نہیں، تم اس دن میں (سال کی نمازوں کا) (اب تو گھڑیاں بھی موجود ہیں ان سے وقت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔) نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگرآپ (ص) یوں صاف نہ فرماتے تو قیاس یہ تھا کہ اس دن صرف پانچ نمازیں پڑھنا کافی ہوتیں، کیونکہ ہر دن رات

میں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں مگر یہ قیاس نص سے ترک کیا گیا ہے۔
مترجم کہتا ہے کہ عرض تسعین میں، جو کہ خطِ استوا سے نوے درجے پر واقع ہے اور جہاں کا افق معدل
النہار ہے، چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے تو ایک دن رات سال بھر کا ہوتا ہے، پس اگر
بالفرض انسان وہاں پہنچ جائے اور زندہ رہے تو سال میں پانچ نمازیں پڑھنا ہوں گی)۔ صحابہ ' نے عرض کیا
کہ یارسول اللہ (ص)! اس کی چال زمین میں کیسی ہو گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اس بادل کی طرح جس
کو ہوا پیچھے سے اڑاتی ہے۔ پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا،وہ اس پر ایمان لائیں گے
اور اس کی بات مانیں گے۔پس وہ آسمان کو حکم کرے گا تو وہ پانی برسائے گا اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ
گھاس اور اناج اگا دے گی۔ شام کو ان کے جانور آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے ہوں گے، تھن
کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوئی (یعنی خوب موٹی ہو کر)۔ پھر دجال دوسری قوم کے پاس آئے گا۔ ان
کو بھی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی بات کو نہ مانیں گے۔ تو ان کی طرف سے ہٹ جائے گا اور ان پر قحط
سالی اور خشکی ہو گی۔ ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں سے کچھ نہ رہے گا۔ اور دجال ویران زمین پر نکلے
گا تو اس سے کہے گا کہ اے زمین! اپنے خزانے نکال، تو وہاں کے مال اور خزانے نکل کر اس کے پاس ایسے جمع
ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں سردار مکھی کے گرد ہجوم کرتی ہیں۔ پھر دجال ایک جوان مرد کو بلائے
گا اور اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر ڈالے گا جیسے نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے، پھر اس کو زندہ کر کے پکارے
گا، پس وہ جوان دمکتے ہوئے چہرے کیساتھ ہنستا ہوا سامنے آئے گا۔ سو دجال اسی حال میں ہو گا کہ اچانک
اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا۔ عیسیٰ ں دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف
سفید مینار کے پاس اتریں گے، وہ زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے
بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب عیسیٰ ں اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گااور جب اپنا سر اٹھائیں گے
تو موتی کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر تک عیسیٰ ں کے دم کی خوشبو پہنچے گی، وہ مر جائے گا اور
ان کے دَم کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر عیسیٰ ں دجال کو تلاش کریں گے
یہاں تک کہ اس کو بابِ لُد (نامی پہاڑ جوکہ شام میں ہے) پر موجود پا کر اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ
ں کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے بچایا ہوگا۔ پس وہ شفقت سے ان کے
چہروں کو سہلائیں گے اور ان کو ان درجوں کی خبر دیں گے جو جنت میں ان کے رکھے ہیں۔ وہ اسی حال
میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ں پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان
سے لڑنے کی طاقت نہیں، تم میرے مسلمان بندوں کو طُور (پہاڑ) کی طرف پناہ میں لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ
یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر ایک اونچان سے نکل پڑیں گے۔ ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر
گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی لیں گے۔ پھر ان میں سے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ
کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا۔ (پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت
ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے، اب آؤ آسمان والوں
کو قتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹا دے گا، وہ
یہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے۔ یہ مضمون اس روایت میں نہیں ہے بلکہ اس کے بعد کی
روایت سے لیا گیا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عیسیٰ ں اور ان کے اصحاب بند رہیں گے یہاں تک کہ ان کے
نزدیک بیل کا سر تمہاری آج کی سو اشرفی سے افضل ہو گا (یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہو گی)۔ پھراللہ
کے پیغمبر عیسیٰ ں اور ان کے ساتھی دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب بھیجے
گا تو ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہو گا تو صبح تک سب مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر اللہ کے

رسول عیسیٰ ں اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی سڑاند اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے (یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوں گی)پھر اللہ کے رسول عیسیٰ ں اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر پرندے بھیجے گا، وہ ان کو اٹھا لے جائیں گے اور وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ کا حکم ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسا پانی برسائے گا کہ پھر زمین کو حکم ہو گا کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے اور اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلے سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے اور دودھ میں برکت ہو گی، یہاں تک کہ دودھ والی اونٹنی آدمیوں کے بڑے گروہ کو کفایت کرے گی اور دودھ والی گائے ایک برادری کے لوگوں کو کفایت کرے گی اور دودھ والی بکری ایک پورے خاندان کو کفایت کرے گی۔ پس لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ یکایک اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا، وہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جائے گی تو ہرمومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور بُرے بدذات لوگ باقی رہ جائیں گے، گدھوں کی طرح سرعام عورتوں سے جماع کریں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

2049: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ (ص) نے دجال کے ذکر میں ایک لمبی حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ اس پر مدینہ کی گھاٹی میں گھسنا حرام ہو گا اور وہ مدینہ کے قریب ایک پتھریلی زمین پر آئے گا۔ پھر اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو سب لوگوں میں بہتر ہو گا، وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کا ذکر جناب رسول اللہ (ص) نے اپنی حدیث میں کیا ہے۔ دجال لوگوں سے کہے گا کہ بھلا اگر میں اس کو مار ڈالوں، پھر زندہ کر دوں تو کیا تمہیں اس بارے میں کچھ شک رہے گا؟ وہ کہیں گے کہ نہیں۔ دجال اس شخص کو قتل کرے گا اور پھر اس کو زندہ کر دے گا۔ پس جب وہ اس کو زندہ کرے گا تو کہے گا کہ اللہ کی قسم! مجھے پہلے تیرے بارے میں اتنا یقین نہ تھا جتنا اب ہے۔ (یعنی اب تو یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے) پھر دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن قتل نہ کر سکے گا۔ راوی ابو اسحق نے کہا کہ یہ آدمی خضر ں ہیں۔ (لیکن یہ ثابت نہیں ہے بلکہ دلائل اس پر شاہد ہیں کہ خضر ں وفات پا چکے ہیں)۔

2050: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دجال نکلے گا اور مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف چلے گا تو راستے میں اس کو دجال کے ہتھیار بند لوگ ملیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے کہ تو کہاں جاتا ہے؟ وہ بولے گا کہ میں اسی شخص کے پاس جاتا ہوں جو نکلا ہے۔ وہ کہیں گے کہ تو کیا ہمارے مالک پر ایمان نہیں لایا؟ وہ کہے گا کہ ہمارا مالک چھپا نہیں ہے۔ دجال کے لوگ کہیں گے کہ اس کومار ڈالو۔ پھر آپس میں کہیں گے کہ ہمارے مالک نے تو کسی کو مارنے سے منع کیا ہے جب تک اس کے سامنے نہ لے جائیں، پھر اس کو دجال کے پاس لے جائیں گے۔ جب وہ دجال کو دیکھے گا تو کہے گاکہ اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کی خبر رسول اللہ (ص) نے دی تھی۔ دجال اپنے لوگوں کو حکم دے گا تو اس کے سر اور پیٹھ اور پیٹ پر مارا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا کہ اس کو پکڑو اور اس کا سر پھوڑ دو۔ پھر دجال اس سے پوچھے گا کہ تو میرے اوپر (یعنی میری خدائی پر) یقین نہیں کرتا؟ وہ کہے گا کہ تو جھوٹا مسیح ہے۔ پھر دجال حکم دے گا تو وہ آرے سے سر سے لے کر دونوں پاؤں تک چیرا جائے گا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ پھر دجال ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں جائے گا اور کہے گا کہ اٹھ کھڑا ہو۔ وہ شخص (زندہ ہو کر سیدھا) اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر اس سے پوچھے گا کہ اب تو میرے اوپر ایمان لایا؟ وہ کہے گا کہ مجھے تو اور زیادہ یقین ہوا کہ تو دجال ہے۔ پھر لوگوں سے کہے گا کہ اے لوگو! اب دجال میرے سوا کسی اور سے یہ کام نہ کر سکے گا (یعنی اب کسی کو جِلا نہیں سکتا)۔ پھر دجال اس کو ذبح کرنے کیلئے پکڑے گا تو اس کے گلے سے لے کر

ہنسلی تک تانبے کا بَن جائے گا اور وہ اسے ذبح نہ کر سکے گا، پھر اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس کو آگ میں پھینک دیا حالانکہ وہ جنت میں ڈالا جائے گا۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ یہ شخص سب لوگوں میں اللہ رب العالمین کے نزدیک بڑا شہید ہے۔

2051: سیدنا مغیرہ بن شعبہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) سے کسی نے دجال کے بارے میں اتنا نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا۔ حتی کہ آپ (ص) نے فرمایاکہ تو کیوں فکر کرتا ہے؟ دجال تجھے نقصان نہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! لوگ کہتے ہیں کہ اس کیساتھ کھاناہو گا اور نہریں ہوں گی؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہو گا، لیکن اللہ تعالیٰ پر تو اس سے زیادہ آسان ہے (اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بھی زیادہ اختیار دے سکتا ہے اس پر کیا مشکل ہے، یعنی جو اس کے پاس ہو گا وہ اس سے مومنوں کو گمراہ نہ کر سکے گا)۔

2052: سیدنانعمان بن سالم کہتے ہیں کہ میں نے یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی سے سناوہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو صسے سنا، اور ان کے پاس ایک آدمی آیااور کہنے لگا کہ یہ حدیث کیا ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ قیامت اتنی مدت میں ہو گی۔ انہوں نے (تعجب سے) کہاکہ سبحان اللّٰہ یا لا الٰہ الا اللّٰہ یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ کہا اور پھر کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ اب میں کسی سے کوئی حدیث بیان نہ کروں (کیونکہ لوگ کچھ کہتے ہیں اور مجھے بدنام کرتے ہیں)۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ تم تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑا حادثہ دیکھو گے جو گھر کو جلائے گا اور وہ ضرور ہو گا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا اور ان کی شکل و صورت عروہ بن مسعود کی سی ہے۔ وہ دجال کو ڈھونڈھیں گے اور اس کو قتل کریں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو آدمیوں میں کوئی دشمنی نہ ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی برابر ایمان یا بھلائی ہو مگر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی، یہاں تک کہ اگر کوئی تم میں سے پہاڑ کے کلیجے میں گھس جائے تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچ کر اس کی جان نکال لے گی۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ پھر بُرے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے، چڑیوں کی طرح جلد باز یا بے عقل اور درندوں کی طرح ان کے اخلاق ہوں گے۔ نہ وہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے اور نہ بُری بات کو بُرا۔ پھر شیطان ایک صورت بنا کر ان کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ کیا تم میری بات کو قبول نہیں کرتے؟ وہ کہیں گے کہ پھر تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ شیطان کہے گا کہ بت پرستی کرو۔ وہ بت پوجیں گے اور اس کے باوجود ان کی روزی کشادہ ہو گی اور مزے سے زندگی گزاریں گے۔ پھر صُور پھونکا جائے گا اور اس کو کوئی نہ سنے گا مگر ایک طرف سے گردن جھکائے گااور دوسری طرف سے اٹھے گا (یعنی بیہوش ہو کر گر پڑے گا) اور سب سے پہلے صُور کو وہ سنے گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لیپ رہا ہو گا۔ وہ بیہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پانی برسائے گا جو نطفے کی طرح ہو گا، اس سے لوگوں کے بدن اُگ آئیں گے۔ پھر صُور پھونکا جائے گا تو سب لوگ کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر پکارا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے مالک کے پاس آؤ "اور ان کو کھڑا کرو، بیشک ان سے سوال ہو گا" (الصافات: 24)۔ پھر کہا جائے گا کہ ایک لشکر کو دوزخ کیلئے نکال لو۔ پوچھا جائے گا کہ کتنے لوگ؟ حکم ہو گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (اور ہر ہزار میں سے ایک جنتی ہو گا) آپ (ص) نے فرمایا کہ یہی وہ دن ہے جو بچوں کو (ہیت اور مصیبت سے یا درازی سے) بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھلے گی (یعنی سختی ہو گی یا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا جس سے مومن سجدے میں گر جائیں گے)۔

باب: (قیامت کی) نشانیوں میں سے پہلی یہ ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا۔

2053: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے ایک حدیث یاد رکھی ہے جس کو میں کبھی نہیں بھولا۔ میں نے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت کی پہلی نشانیوں میں سے سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے اور چاشت کے وقت لوگوں پر زمین کے جانور کا نکلنا ہے اور جو نشانی ان دونوں میں پہلے ہو گی تو دوسری بھی اس کے بعد جلد ہی ظاہر ہو گی۔

باب: دجال کی صفت، اس کے (دنیا میں) نکلنے اور جساسہ کی حدیث کے متعلق۔

2054: سیدنا عامر بن شراحیل شعبی (شعب ہمدان) سے روایت ہے، انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے جو کہ سیدنا ضحاک بن قیس ص کی بہن تھیں اور ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی، کہا کہ مجھ سے ایک ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ اسے بلاواسطہ سنی ہو۔ وہ بولیں کہ اچھا، اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں بیان کروں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں بیان کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ابن مغیرہ سے نکاح کیا اور وہ ان دنوں قریش کے عمدہ جوانوں میں سے تھے، پھر وہ رسول اللہ (ص) کے ساتھ پہلے ہی جہاد میں شہید ہو گئے۔ جب میں بیوہ ہو گئی تو مجھے عبدالرحمن بن عوف ص نے رسول اللہ (ص) کے صحابہ میں سے چند کے ساتھ آ کر نکاح کا پیغام دیا۔ او ر رسول اللہ (ص) نے اپنے مولیٰ اسامہ بن زید ص کیلئے پیغام بھیجا۔ اور میں رسول اللہ (ص) یہ حدیث سن چکی تھی کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے، اس کو چاہئیے کہ اسامہ ص سے بھی محبت رکھے۔ جب رسول اللہ (ص) نے مجھ سے اس بارے میں گفتگو کی تو میں نے کہا کہ میرے کام کا اختیار آپ (ص) کو ہے، آپ (ص) جس سے چاہیں نکاح کر دیجئے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم اُمّ شریک کے گھر چلی جاؤ اور اُمّ شریک انصار میں ایک مالد ار عورت تھی اور اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرتی تھیں، اس کے پاس مہمان اترتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا، میں اُمّ شریک کے پاس چلی جاؤں گی۔ پھر آپ (ص) نے فرمایا کہ اُمّ شریک کے پاس مت جا اس کے پاس مہمان بہت آتے ہیں اور مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں تیری اوڑھنی گر جائے یا تیری پنڈلیوں پر سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگ تیرے بدن میں سے وہ دیکھیں جو تجھے بُرا لگے گا۔ تم اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ بن عمرو ابن اُمّ مکتوم کے پاس چلی جاؤ اور وہ بنی فہر میں سے ایک شخص تھا اور فہر قریش کی ایک شاخ ہے اور وہ اس قبیلے میں سے تھا جس میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔پھر سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میں ان کے گھر میں چلی گئی۔ جب میری عدت گزر گئی تو میں نے پکارنے والے کی آواز سنی اور وہ پکارنے والا رسول اللہ (ص) کا منادی تھا، وہ پکار رہا تھا کہ نماز کیلئے جمع ہو جاؤ۔ میں بھی مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ (ص) کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں اس صف میں تھی جس میں عورتیں لوگوں کے پیچھے تھیں۔ جب آپ (ص) نے نماز پڑھ لی تو منبر پر بیٹھے اور آپ (ص) ہنس رہے تھے۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی اپنی نماز کی جگہ پر رہے۔ پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں اکٹھا کیا ہے؟ صحابہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول (ص) خوب جانتے ہیں۔ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے تمہیں رغبت دلانے یا ڈرانے کیلئے جمع نہیں کیا، بلکہ اس لئے جمع کیا کہ تمیم داری ایک نصرانی تھا، وہ آیااور اس نے بیعت کی اور مسلمان ہوا اور مجھ سے ایک حدیث بیان کی جو اس حدیث کے موافق ہے جو میں تم سے دجال کے بارے میں بیان کیا کرتا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ وہ یعنی تمیم سمندر کے جہاز میں تیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہوا جو لخم اور جذام کی قوم میں سے تھے، پس ان سے ایک مہینے بھر سمندر کی لہریں کھیلتی رہیں۔ پھر وہ لوگ سمندر میں ڈوبتے سورج کی طرف ایک جزیرے کے کنارے جا لگے۔ پس وہ جہاز سے پلوار (یعنی

چھوٹی کشتی) میں بیٹھے اور جزیرے میں داخل ہو گئے وہاں ان کو ایک جانور ملا جو کہ بھاری دُم، بہت بالوں
والا کہ اس کا اگلا پچھلا حصہ بالوں کے ہجوم سے معلوم نہ ہوتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ اے کمبخت تو
کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ جاسوس کیا؟ اس نے کہا کہ اس مرد کے
پاس چلو جو دیر میں ہے، کہ وہ تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔ تمیم ص نے کہا کہ جب اس نے مرد کا نام
لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ کہیں شیطان نہ ہو۔ تمیم نے کہا کہ پھر ہم دوڑتے ہوئے (یعنی جلدی) دیر
میں داخل ہوئے۔ دیکھا تو وہاں ایک بڑے قد کا آدمی ہے کہ ہم نے اتنا بڑا آدمی اور ویسا سخت جکڑا ہوا کبھی
نہیں دیکھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور دونوں زانوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا
ہوا تھا۔ ہم نے کہا کہ اے کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا تم میری خبر پر قابو پا گئے ہو (یعنی میرا حال
تو تم کو اب معلوم ہو جائے گا)، تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم عرب لوگ ہیں، سمندر
میں جہاز میں سوار ہوئے تھے، لیکن جب ہم سوار ہوئے تو سمندر کو جوش میں پایا پھر ایک مہینے کی مدت
تک لہر ہم سے کھیلتی رہی، پھر ہم اس جزیرے میں آ لگے تو چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل
ہوئے، پس ہمیں ایک بھاری دُم کا اور بہت بالوں والا جانور ملا، ہم اس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس
کا اگلا پچھلا حصہ نہ پہچانتے تھے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اے کمبخت! تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں
جاسوس ہوں۔ ہم نے کہا کہ جاسوس کیا؟ اس نے کہا کہ اس مرد کے پاس چلو جو دیر میں ہے اور وہ
تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے۔ پس ہم تیری طرف دوڑتے ہوئے آئے او رہم اس سے ڈرے کہ کہیں بھوت
پریت نہ ہو۔ پھر اس مرد نے کہا کہ مجھے بیسان کے نخلستان کی خبر دو۔ ہم نے کہا کہ تو اس کا کونسا
حال پوچھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اس کے نخلستان کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ پھلتا ہے؟ ہم نے اس سے
کہاکہ ہاں پھلتا ہے۔ اس نے کہا کہ خبردار رہو عنقریب وہ نہ پھلے گا۔ اس نے کہا کہ مجھے طبرستان کے
دریا کے بارے میں بتلاؤ۔ ہم نے کہا کہ تو اس دریا کا کونسا حال پوچھتا ہے؟ وہ بولا کہ اس میں پانی ہے؟
لوگوں نے کہا کہ اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا کہ البتہ اس کا پانی عنقریب ختم ہو جائے گا۔ پھر اس
نے کہا کہ مجھے زغر کے چشمے کے بارے میں خبر دو۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا حال پوچھتا ہے؟ اس نے کہا
کہ اس چشمے میں پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس پانی سے کھیتی کرتے ہیں؟ ہم نے اس سے کہا کہ ہاں!
اس میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس کے پانی سے کھیتی کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے امیّن کے
پیغمبر کے بارے میں خبر دو کہ وہ کیا رہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ مکہ سے نکلے ہیں اور مدینہ میں گئے ہیں۔
اس نے کہا کہ کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ انہوں نے عربوں کیساتھ کیا
کیا؟ ہم نے کہا کہ وہ اپنے گردو پیش کے عربوں پر غالب ہوئے اور انہوں نے ان کی اطاعت کی۔ اس نے کہا
کہ یہ بات ہو چکی؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ خبردار رہو یہ بات ان کے حق میں بہتر ہے کہ پیغمبر
کے تابعدار ہوں۔ اور البتہ میں تم سے اپنا حال کہتا ہوں کہ میں مسیح (دجال) ہوں۔ اور البتہ وہ زمانہ قریب
ہے کہ جب مجھے نکلنے کی اجازت ہو گی۔ پس میں نکلوں گااور سیر کروں گا اور کسی بستی کو نہ چھوڑوں
گا جہاں چالیس رات کے اندر نہ جاؤں، سوائے مکہ اور طیبہ کے، کہ وہاں جانا مجھ پر حرام ہے یعنی منع ہے۔
جب میں ان دونوں بستیوں میں سے کسی کے اندر جانا چاہوں گا تو میرے آگے ایک فرشتہ بڑھ آئے گا اور اسکے
ہاتھ میں ننگی تلوار ہو گی، وہ مجھے وہاں جانے سے روک دے گا اور البتہ اس کے ہرایک ناکے پر فرشتے ہوں
گے جو اس کی چوکیداری کریں گے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر نبی (ص) نے اپنی چھڑی منبر
پر مار کر فرمایاکہ طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے، طیبہ یہی ہے۔ یعنی طیبہ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔
خبردار رہو! بھلا میں تم کواس حال کی خبر دے نہیں چکا ہوں؟ تو اصحاب ' نے کہا کہ ہاں۔ نبی (ص) نے

فرمایا کہ مجھے تمیم ص کی بات اچھی لگی جو اس چیز کے موافق ہوئی جو میں نے تم لوگوں سے دجال اور مدینہ اور مکہ کے حال سے فرما دیا تھا۔ خبردار ہو کہ وہ شام یا یمن کے سمندر میں ہے؟ نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے (مشرق کی طرف بحر ہند ہے شاید دجال بحر ہند کے کسی جزیرہ میں ہو)اور آپ (ص) نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ (ص) سے یاد رکھی ہے۔

2055: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس میں دجال نہ آئے سوائے مکہ اور مدینہ کے اور کوئی راستہ نہیں ہو گا مگر فرشتے ان کے ہر راستے پر صف باندھے کھڑے ہوں گے اور چوکیداری کریں گے۔ پھر دجال (مدینہ کے قریب) سبخة مقام پر اترے گا اور مدینہ تین بار کانپے گا (یعنی تین بار اس میں زلزلہ ہو گا) اور جو اس میں کافر یا منافق ہو گا،وہ نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔

باب: اصبہان شہر کے ستر ہزاریہودی دجال کی پیروی کریں گے۔

2056: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اصفہان کے ستر ہزار یہودی سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے دجال کی پیروی کریں گے۔

باب: لوگوں کا دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے جانے کے متعلق۔

2057: سیدہ اُمّ شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ لوگ دجال سے (بچنے کے لئے) پہاڑوں میں بھاگ جائیں گے۔ اُمّ شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ (ص)! عرب کے لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ (یعنی وہ دجال سے مقابلہ کیوں نہ کریں گے؟) آپ (ص) نے فرمایا کہ عرب ان دنوں تھوڑے ہوں گے (اور دجال کیساتھی کروڑوں)۔

باب: آدم ں کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے (شر و فساد کے لحاظ سے) بڑی کوئی مخلوق نہیں ہے ۔

2058: حمید بن ھلال ایک گروہ سے جن میں ابوالدہما اور ابوقتادہ بھی شامل تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم سیدنا ہشام بن عامر ص کے سامنے سیدناعمران بن حصین ص کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک دن سیدنا ہشام ص نے کہا کہ تم آگے بڑھ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ رسول اللہ (ص) کے پاس حاضر نہیں رہتے تھے اور نہ آپ (ص) کی حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا آپ (ص) فرماتے تھے کہ آدم ں کے وقت سے لیکر قیامت تک کوئی مخلوق (شر و فساد میں) دجال سے بڑی نہیں ہے (سب سے زیادہ مفسد اور شریر دجال ہے)۔

باب: عیسیٰ ں کا نازل ہونا اور صلیب کا توڑنا اور خنزیر کا قتل کرنا۔

2059: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا ”اللہ کی قسم! مریم علیہا السلام کے بیٹے (آسمان سے) اتریں گے اور وہ حاکم ہوں گے، عدل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ لینا موقوف کر دیں گے۔ اور جوان اونٹ کو چھوڑ دیا جائے گا، پھر کوئی اس پر محنت نہ کرے گا۔ اور لوگوں کے دلوں میں سے بخل، دشمنی اور حسد جاتے رہیں گے اور وہ لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا۔ (اس وجہ سے کہ حاجت نہ ہو گی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہو گا)۔

2060: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہو گا جب مریم علیہا

السلام کے بیٹے (آسمان سے) اتریں گے، پھر تم لوگوں میں سے ہی تمہارے لوگ امامت کریں گے۔ (راوی ولید بن مسلم نے کہا) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری سے، انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابوہریرہ ص سے ، اس میں یہ ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔ ابن ابی ذئب نے کہا تو جانتا ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے کہ تمہاری امامت تمہی لوگوں میں سے کریں گے؟ میں نے کہا کہ آپ ہی بتلائیے تو انہوں نے کہا عیسیٰ ں تمہارے پروردگار کی کتاب (یعنی قرآن مجید) اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے تمہاری امامت کریں گے۔

2061: سیدنا جابر بن عبداللہ ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ قیامت تک میری امت میں سے ایک گروہ (کافروں اور مخالفوں سے) ہمیشہ حق (بات) پر لڑتا رہے گا، وہ (گروہ) غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے اور اس گروہ کا امام (عیسیٰ ں سے) کہے گا کہ آئیے نماز پڑھائیے۔ وہ کہیں گے نہیں، تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں۔ یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ اس امت کو عنایت فرمائے گا۔

باب: میں قیامت کیساتھ اس طرح بھیجا گیا ہوں ۔

2062: سیدنا سہل بن سعد ص کہتے ہیں کہ میں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) اپنی اس انگلی سے اشارہ کرتے تھے جو انگوٹھے اور درمیان کی انگلی سے نزدیک ہے اور فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں

باب: قیامت برپا ہونے کا قریب ہونا۔

2063: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی (ص) سے سوال کیا کہ قیامت کب ہو گی؟ آپ (ص) تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر آپ (ص) نے اس بچے کی طرف جو ازدشنوء ۃ میں سے آپ (ص) کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، دیکھ کر فرمایا کہ اگر اس بچے کی عمر لمبی ہوئی تو یہ بوڑھا نہ ہو گا، یہاں تک کہ تیری قیامت قائم ہو جائے گی۔ سیدنا انس ص نے کہا کہ یہ لڑکا اس دن میرا ہم عمرتھا۔

2064: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ صا کہتی ہیں کہ دیہاتی جب رسول اللہ (ص) کے پاس آتے تو قیامت کے بارے میں پوچھتے کہ وہ کب ہو گی؟ آپ (ص) ان میں سے کم عمرکو دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ جئے گا تو بوڑھا نہ ہو گا، یہاں تک کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی (کیونکہ تمہاری قیامت یہی ہے کہ تم مر جاؤ۔ مراد قیامتِ صغریٰ ہے اور وہ موت ہے)۔

باب: آدمی دودھ دوہتا ہو گا کہ قیامت قائم ہو گی اور ابھی دودھ اس کے منہ تک نہ پہنچا ہو گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

2065: سیدنا ابوہریرہ ص نبی (ص) سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور مرد اونٹنی دوہتا ہو گا، پس برتن اس کے منہ تک نہ پہنچا ہو گا کہ قیامت آ جائے گی اور دو مرد کپڑے کی خرید و فروخت کرتے ہوں گے، خرید و فروخت نہ کر پائیں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی مرد اپنا حوض درست کر رہا ہو گا، پس اس کو درست کر کے نہ پھرا ہو گا کہ قیامت آ جائے گی۔

باب: صور کے دو پھونکوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہو گا اور ریڑھ کی ہڈی کے سوا انسان کا سارا جسم گل جائے گا۔

2066: سیدناا بوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: صُور کے دونوں پھونکوں کے درمیان میں چالیس کا فاصلہ ہو گا۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوہریرہ ص! چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں کہتا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ چالیس مہینے کا؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں کہتا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ چالیس برس کا؟ انہوں نے کہا کہ میں نہیں کہتا (یعنی مجھے اس کا تعین معلوم نہیں ہے) پھر آسمان سے ایک پانی برسے گا، اس سے لوگ ایسے اُگ آئیں گے جیسے سبزہ اُگ آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آدمی کے بدن میں کوئی چیز ایسی نہیں جو گل نہ جائے، مگر ایک ہڈی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اسی ہڈی سے قیامت کے دن لوگ پیدا ہوں گے۔ (نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں سے پیغمبر مستثنیٰ ہیں کہ ان کے جسموں کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے)۔

باب: مَردوں کو زیادہ نقصان دینے والا فتنہ عورتیں ہیں۔

2067: سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ اور سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ' سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ اسے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ (ص) نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مَردوں کو نقصان پہنچانے والا عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا (یہ اکثر خلافِ شرع کام کراتی ہیں اور جو مرد زن مرید ہوتے ہیں ان کو مجبور کر دیتی ہیں)۔

باب: عورتوں کے فتنے سے ڈرانا۔

2068: سیدناا بوسعید خدری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: دنیا (ظاہر میں) میٹھی اور سرسبز ہے (جیسے تازہ میوہ) اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں حاکم کرنے والا ہے، پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ سو دنیا سے بچو (یعنی ایسی دنیا سے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے) اور عورتوں سے بچو، اس لئے کہ اوّل فتنہ بنی اسرائیل کا عورتوں سے شروع ہوا۔

2068: سیدناا بوسعید خدری ص نبی (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: دنیا (ظاہر میں) میٹھی اور سرسبز ہے (جیسے تازہ میوہ) اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں حاکم کرنے والا ہے، پھر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ سو دنیا سے بچو (یعنی ایسی دنیا سے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے) اور عورتوں سے بچو، اس لئے کہ اوّل فتنہ بنی اسرائیل کا عورتوں سے شروع ہوا۔

کتاب: دنیا سے بے رغبتی اور دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بارے میں

باب: اے اللہ! محمد((ص)) کی آل کی روزی ضرورت کے مطابق بنانا۔

2069: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے دعا کی کہ اے اللہ! محمد (ص) کی آل کی روزی ضرورت کے موافق رکھنا۔

باب: نبی (ص) اور ان کی آل کی گزران میں تنگی۔

2070: سیدنا عروہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ کی قسم اے میرے بھانجے! ہم ایک چاند دیکھتے، دوسرا دیکھتے، تیسرا دیکھتے، دو مہینے میں تین چاند دیکھتے اور رسول اللہ (ص) کے گھروں میں اس دوران آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے کہا کہ اے خالہ! پھر آپ کی زندگی کس پر تھی؟ انہوں نے کہا کہ کھجور اورپانی۔ البتہ رسول اللہ (ص) کے انصار میں سے کچھ ہمسائے

تھے جن کے دودھ والے جانور تھے، وہ رسول اللہ (ص) کیلئے دودھ بھیجتے تو آپ (ص) وہ دودھ ہمیں بھی پلا دیتے تھے۔

2071: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) کی وفات ہو گئی اور آپ (ص) روٹی اور زیتون کے تیل سے ایک دن میں دو بار سیرنہیں ہوئے (یعنی صبح اور شام دونوں وقت سیر ہو کر نہیں کھایا)۔

2072: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ محمد (ص) کی آل دو دن تک گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئی مگر ایک دن صرف کھجور ملی۔

2073: سیدنا ابوحازم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ص کو دیکھا کہ وہ اپنی دونوں انگلیوں سے بار بار اشارہ کرتے تھے اور کہتے کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے! رسول اللہ (ص) اور آپ (ص) کے گھر والے کبھی تین دن پے در پے گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آ پ (ص) دنیا سے تشریف لے گئے۔

2074: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے وفات پائی اور میرے دانوں کے برتن میں تھوڑے سے جَو تھے۔ اسی میں سے کھایا کرتی تھی یہاں تک کہ بہت دن گزر گئے۔ (پھر) میں نے ان کو ماپا تو وہ ختم ہو گئے (معلوم ہوا کہ مجہول اور مبہم شے میں برکت زیادہ ہوتی ہے)۔

باب: (بعض اوقات) آپ (ص) ردی کھجور بھی نہ پاتے کہ اس سے اپنا پیٹ بھر لیں۔

2075: سیدناسماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر ص کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ سیدناعمر ص نے اس (مال و دولت) کا ذکر کیا جو لوگ حاصل کر رہے تھے اور پھر کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا، آپ (ص) سارا دن بھوک سے بیقرار رہتے اور آپ (ص) کو ناقص کھجور بھی نہ ملتی جس سے اپنا پیٹ بھر لیں۔

باب: فقراء مہاجرین غنی لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

2076: سیدنا ابوعبدالرحمن حبلی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص سے سنا اور ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا ہم فقیر مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تیری بیوی ہے جس کے پاس تو رہتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں ہے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں ہے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تو امیروں میں سے ہے۔ وہ بولاکہ میرے پاس ایک خادم بھی ہے۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ پھر تو تو بادشاہوں میں سے ہے۔

ابوعبدالرحمن نے کہا کہ تین آدمی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص کے پاس آئے اور میں ان کے پاس موجود تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اے محمد! اللہ کی قسم! ہمیں کوئی چیز میسر نہیں، نہ خرچ، نہ سواری اور نہ اسباب۔ سیدنا عبداللہ ص نے کہا کہ تم جو چاہو میں کروں۔ اگر چاہتے ہو تو ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تمہیں وہ دیں گے جو اللہ نے تمہاری تقدیر میں لکھا ہے اور اگر کہو تو ہم تمہارا ذکر بادشاہ سے کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ محتاج مہاجرین مالداروں سے چالیس برس پہلے (جنت میں) جائیں گے۔ وہ بولے کہ ہم صبر کرتے ہیں اور کچھ نہیں مانگتے۔

باب: جنت کی اکثریت غریب لوگ ہوں گے۔

2077: سیدنااسامہ بن زید ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا، وہاں دیکھا تو اس کے اندر اکثر وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) مسکین ہیں اور امیر مالدار لوگ (حساب و کتاب کیلئے) روکے گئے ہیں (جبکہ فقر کی زندگی گزارنے والے مومن تو بغیر حساب و کتاب جنت میں جا چکے ہوں گے) اور جو دوزخی ہیں، ان کو تو دوزخ میں جانے کا حکم ہو چکا اور میں نے دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو وہاں عورتیں زیادہ ہیں۔

باب: دنیا میں شوق نہ کرنے اور اس دنیا کی اللہ تعالیٰ کے ہاں وقعت نہ ہونے کے متعلق۔

2078: سیدنا جابر بن عبداللہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) بازار میں سے گزرے اور آپ (ص) کسی عالیہ کی طرف سے مدینہ میں آ رہے تھے اور لوگ آپ (ص) کے ایک طرف یا دونوں طرف تھے۔ آپ (ص) نے ایک چھوٹے کانوں والا یا کٹے ہوئے کانوں والا بھیڑ کا بچہ دیکھا جو کہ مرا ہوا تھا۔ آپ نے اس کا کان پکڑا، پھر فرمایا کہ تم میں سے یہ ایک درہم میں کون لیتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم ایک درہم میں بھی اس کو لینا نہیں چاہتے (یعنی کسی چیز کے بدلے) اور ہم اس کو کیا کریں گے؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائی؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا، تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان بہت چھوٹے ہیں، پھر یہ تو مُردہ ہے، اس کو کون لے گا؟ آپ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسے یہ تمہارے نزدیک ہے۔

2079: سیدناابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

باب: دنیا (کے مال) کی فراوانی اور اس میں شوق کرنے کا خوف۔

2080: سیدنا عمرو بن عوف ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح ص کو بحرین کی طرف وہاں کا جزیہ لینے کو بھیجا اور آپ (ص) نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر سیدنا علاء بن حضرمی ص کو حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر سیدنا ابوعبیدہ ص وہ مال بحرین سے لے کر آئے۔ یہ خبر انصار کو پہنچی تو انہوں نے فجر کی نماز رسو ل اللہ (ص) کیساتھ پڑھی۔ جب آپ (ص) نماز سے فارغ ہو کر پھرے تو انصار آپ (ص) کے سامنے آگئے۔ آپ (ص) نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سنا کہ ابوعبیدہ کہ بحرین سے کچھ مال لے کر آنے کا سن لیا ہے؟ (اور تم اسی خیال سے آج جمع ہوئے کہ مال ملے گا) انہوں نے کہا کہ بیشک یارسول اللہ (ص)! آپ (ص) نے فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اور اس بات کی امید رکھو جس سے تم خوش ہوتے ہو۔ پس اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقیری کا ڈر نہیں، لیکن مجھے اس کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر کشادہ ہو جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی، پھر ایک دوسرے سے زیادہ شوق کرنے لگو جیسے اگلے لوگوں نے شوق کیا تھا اور وہ (شوق یا وہ دنیا) تمہیں ہلاک کر دے جیسے اس نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

باب: دنیا (کے مال) فتح ہونے کے وقت آپس میں حسد اور مال میں شوق کرنے کا خوف۔

2081: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ص رسول اللہ (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جب فارس اور روم فتح ہو جائیں گے تو تم کیا ہو گے؟ سیدنا عبدالرحمن بن عوف ص نے کہا کہ ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے ہمیں حکم کیا (یعنی اس کا شکر ادا کریں گے)۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اور کچھ نہیں کہتے، رشک کرو گے، پھر حسد کرو گے، پھر دوستوں سے بگاڑو گے، پھر دشمنی کرو گے یا ایسا ہی

کچھ فرمایا۔ پھر مسکین مہاجرین کے پاس جاؤ گے اور ایک کو دوسروں کا حاکم بناؤ گے۔

باب: دنیا (کی اہمیت) آخرت کے مقابلے میں اتنی ہی ہے جیسے انگلی دریا میں ڈبوئی جائے۔

2082: سیدنا مستور اخی بنی فہر کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم دنیا آخرت کے سامنے ایسے ہے جیسے تم میں سے کوئی یہ انگلی دریا میں ڈالے (اور یحییٰ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا)، پھر دیکھے کہ کتنی تری دریا میں سے لاتا ہے (تو جتنا پانی انگلی میں لگا رہتا ہے وہ گویا دنیا ہے اور وہ دریا آخرت ہے۔ یہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے اور چونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت دائمی باقی ہے، اس واسطے اس سے بھی کم ہے)۔

باب: دنیا (کے مال) کے ذریعے آزمائش کے متعلق اور (انسان) کیسے عمل کرے؟

2083: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی سفید داغ والا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا کہ تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا۔ پس وہ سفید داغ والے کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تجھے کون سی چیز بہت پیاری ہے؟ اس نے کہا کہ اچھا رنگ اچھی کھال اور مجھ سے یہ بیماری دُور ہو جائے جس کے سبب سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ پس اس کی بدصورتی دُور ہوگئی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی کھال دی گئی۔ فرشتے نے کہا کہ تجھے کون سا مال بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اونٹ یا گائے۔ (راویٔ حدیث اسحاق بن عبداللہ کو شک ہے کہ اس نے اونٹ مانگا یا گائے لیکن سفید داغ والے یا گنجے نے ان میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے) ۔ پس اس کو دس مہینے کی گابھن اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے اس میں برکت دے۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا پس کہا کہ تجھے کون سی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اچھے بال اور یہ بیماری جاتی رہے۔ جس کے سبب سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ پھر اس نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دُور ہو گئی اور اس کو اچھے بال ملے۔ فرشتے نے کہا کہ تجھے کونسا مال بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے۔ پس اس کو گابھن گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے کونسی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آنکھ میں بینائی کر دے تو میں اس کے سبب سے لوگوں کو دیکھوں۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کو بینائی دے دی۔ فرشتے نے کہا کہ تجھے کونسا مال بہت پسند ہے؟ اس نے کہاکہ بھیڑ بکری۔ تو اس کو گابھن بکری ملی۔ پھر ان دونوں (اونٹنی اور گائے) اور اس (بکری) نے بچے دئیے۔ پھر ہوتے ہوتے سفید داغ والے کے جنگل بھر اونٹ ہو گئے اور گنجے کے جنگل بھر گائے بیل ہو گئے اور اندھے کے جنگل بھر بکریاں ہو گئیں۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ مدت کے بعد وہی فرشتہ سفیدداغ والے کے پاس اس کی پہلی صورت اور شکل میں آیا، اور کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں، سفر میں میرے تمام اسباب کٹ گئے (یعنی تدبیریں جاتی رہیں او رمال اور اسباب نہ رہا)، پس آج میرے لئے اللہ کی مدد کے سوا اور اس کے بعد تیری مدد کے بغیر منزل پر پہنچنا ممکن نہیں ہے، میں تجھ سے اس کے نام پر جس نے تجھے ستھرا رنگ اور ستھری کھال دی اور مال اونٹ دئیے، ایک اونٹ مانگتا ہوں جو میرے سفر میں کام آئے۔ اس نے کہا کہ مجھ پر لوگوں کے بہت حق ہیں (یعنی قرضدار ہوں یا گھربار کے خرچ سے زیادہ مال نہیں جو تجھے دوں)۔ پھر فرشتے نے کہا کہ البتہ میں تجھے پہچانتا ہوں بھلا کیا تو محتاج کوڑھی نہ تھا؟ کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے، پھر اللہ نے اپنے فضل سے تجھے یہ مال دیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے تو یہ مال اپنے باپ دادا سے پایا ہے جو کئی پشت

سے نقل ہو کر آیا ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو پہلے تھا۔
نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی صورت اور شکل میں آیا اور اس سے ویسا ہی
کہا جیسا سفید داغ والے سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو سفید داغ والے نے دیا تھا۔ فرشتے نے
کہا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر ڈالے جیسا تو تھا۔ نبی (ص) نے فرمایا کہ پھر فرشتہ اندھے
کے پاس اس کی پہلی شکل و صورت میں گیا، اور کہا کہ میں محتاج آدمی ہوں اور مسافر ہوں، میرے سفر
میں میرے سب وسیلے اور تدبیریں کٹ گئیں، پس مجھے آج منزل پر اللہ کی مدد اور اس کے بعد تیری مدد کے
بغیر پہنچنا مشکل ہے۔ پس میں تجھ سے اس اللہ کے نام پر، جس نے تجھے بینائی دی، ایک بکری مانگتا ہوں
تاکہ وہ میرے سفر میں کام آئے۔ اس نے کہا کہ بیشک میں اندھا تھا تو اللہ نے مجھے (بینائی والی) آنکھ دی، تو
ان بکریوں میں سے جتنی چاہو لے جاؤ اور جتنی چاہو چھوڑ جاؤ۔ اللہ کی قسم! آج جو چیز تو اللہ کی راہ میں
لے گا، میں تجھے مشکل میں نہ ڈالوں گا (یعنی تیرا ہاتھ نہ پکڑوں گا)۔ پس فرشتے نے کہا کہ اپنا مال اپنے
پاس رکھو، تم تینوں آدمی صرف آزمائے گئے تھے۔ پس تجھ سے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور تیرے دونوں سا
تھیوں سے ناخوش ہوا۔

باب: دنیا (کے مال) کی کمی، اس پر صبر کرنے اور درختوں کے پتے کھانے کے متعلق۔

2084: سیدنا سعد بن ابی وقاص ص کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی
راہ میں تیر مارا اور ہم رسول اللہ (ص) کیساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتامگر جلے
ہوئے پتے اور ببول (یہ دونوں جنگلی درخت ہیں)، یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایسا پاخانہ کرتا جیسے بکری
کرتی ہے۔ پھر آج بنو اسد کے لوگ (یعنی سیدنا زبیر ص کی (ص) ولاد) مجھے دین کیلئے تنبیہ کرتے ہیں یا سزا
دینا چاہتے ہیں، ایسا ہو تومیں بالکل خسارے میں پڑا اور میری محنت ضائع ہو گئی۔

2085: سیدنا خالد بن عمیر عدوی کہتے ہیں کہ (امیرِ بصرہ) عتبہ بن غزوان ص نے ہمیں خطبہ دیا تو اللہ
تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ بعد حمدو صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ دنیا نے ختم ہونے کی خبر دی؟ اور دنیا
میں سے کچھ باقی نہ رہا مگر جیسے برتن میں کچھ بچا ہوا پانی رہ جاتا ہے جس کو اس کا صاحب پیتا ہے۔
اور تم دنیا سے ایسے گھر کو جانے والے ہو جس کو زوال نہیں، پس اپنی زندگی میں نیک عمل کر کے جاؤ، اس
لئے کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ پتھر جہنم کے اوپر کے کنارے سے ڈالا جائے گا اور ستر برس تک اس میں اترتا
جائے گا اور اس کی تہہ کو نہ پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنم بھری جائے گی۔ کیا تم تعجب کرتے ہو؟ اور ہم
سے بیان کیا گیا کہ جنت کے دروازے کی ایک طرف سے لے کر دوسری طرف کنارے تک چالیس برس کی راہ ہے
او رایک دن ایسا آئے گا کہ دروازے لوگوں کے ہجوم سے بھرا ہوا ہو گا اور میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ
میں سات شخصوں میں سے ساتواں شخص تھا جو رسول اللہ (ص) کے ساتھ تھے اور ہمارا کھانا درخت کے
پتوں کے سوا کچھ نہ تھا یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں (بوجہ پتوں کی حرارت اور سختی کے)۔
میں نے ایک چادر پائی اور اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے، ایک ٹکڑے کا میں نے تہبند بنایا اور دوسرے ٹکڑے کا سعد
بن مالک نے۔ اب آج کے روز کوئی ہم میں سے ایسا نہیں ہے کہ کسی شہر کا حاکم نہ ہو اور میں اس بات
سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں، لیکن اللہ کے نزدیک چھوٹا ہوں اور بیشک کسی
پیغمبر کی نبوت (دنیا میں) ہمیشہ نہیں رہی بلکہ نبوت کا اثر (تھوڑی مدت میں) جاتا رہا؟ یہاں تک کہ اس
کا آخری انجام یہ ہوا کہ وہ سلطنت ہو گئی۔ پس عنقریب تم ہمارے بعد آنے والے امراء کو دیکھو گے اور
تجربہ کرو گے ان امیروں کا جو ہمارے بعد آئیں گے (کہ ان میں دین کی باتیں جو نبوت کا اثر ہے، نہ رہیں گی

اور وہ بالکل دنیادار ہو جائیں گے)۔

باب: میت (کے پاس) سے اس کے اہل و عیال اور مال واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے پاس رہ جاتا ہی ہے

2086: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مُردے کیساتھ تین چیزیں (قبرستان میں) جاتی ہیں۔ پھر دو لوٹ آتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے۔ اس کیساتھ اس کے گھر والے اورمال اور عمل جاتے ہیں، سو گھر والے اور مال تو لوٹ آتے ہیں اور عمل اس کیساتھ رہ جاتا ہے۔ (پس عمل پوری رفاقت کرتا ہے۔ اسی کیلئے انسان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ بال بچے مال دولت یہ سب جینے تک کیساتھ ہیں مرنے کے بعد کچھ کام کے نہیں اور ان میں دل لگانا بے عقلی ہے)۔

باب: اس کی طرف دیکھو جو تم سے (دنیاوی مال و اسباب میں) کم ہو۔

2087: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اس شخص کو دیکھو جو تم سے (مال اور دولت میں اور حسن و جمال میں اور بال بچوں میں) کم ہے اور اس کو مت دیکھو جو (ان چیزوں میں) تم سے زیادہ ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے۔

باب: اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو پرہیزگار، دولت منداور ایک کونے میں رہنے والا ہو۔

2088: سیدنا عامر بن سعد کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ص اپنے اونٹوں میں تھے کہ ان کا بیٹاعمر آیا (یہ عمر بن سعد وہی ہے جو سیدنا حسین ص سے لڑا اور جس نے دنیا کیلئے اپنی آخرت برباد کی) جب سیدنا سعد ص نے اس کو دیکھا تو کہا کہ میں اس سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر وہ اترا اور بولا کہ تم اپنے اونٹوں اور بکریوں میں اترے ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا وہ سلطنت کیلئے لڑ رہے ہیں؟ (یعنی خلافت اور حکومت کیلئے) سیدنا سعد ص نے اس کے سینے پر مارا اور کہا کہ چپ رہ۔ میں نے رسول اللہ (ص) سے سنا، آپ (ص) فرماتے تھے کہ اللہ اس بندے کو دوست رکھتا ہے جو پرہیز گار ہے، مالدار ہے اور (فتنے فسادکے وقت) ایک کونے میں چھپا بیٹھا ہے۔(اوراپنا ایمان نہیں بگاڑتا۔ افسوس ہے کہ عمر بن سعد نے اپنے باپ کی نصیحت کو فراموش کیا)۔

باب: جس نے اپنے عمل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو شریک کر لیا۔

2089: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور شریکوں کی نسبت شرک سے بہت زیادہ بے پروا ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی ملایا اور ساجھی کیا تو میں اس کو اور اس کے ساجھی کے کام کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (یعنی جو عبادت اور عمل دکھانے اور شہرت کے واسطے ہووہ اللہ کے نزدیک مقبول نہیں مردود ہے۔ اللہ اسی عبادت اور عمل کو قبول کرتا ہے جو اللہ ہی کے واسطے خالص ہو دوسرے کا اس میں کچھ حصہ نہ ہو)۔

باب: جو (اپنا نیک عمل لوگوں کو) سنائے اور اپنے عمل میں ریاکاری کرے۔

2090: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے کیلئے نیک کام کرے گا، اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو شخص ریاکاری کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اسکو (صرف ثواب) دکھلائے گا (مگر دے گا نہیں تاکہ اسے صرف حسرت ہی حسرت ہو)۔

باب: ایک کلمہ (کفر) کہہ دینا جہنم میں اتر جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

2091: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: بندہ ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے جس کی بڑائی کا اسے اندازہ نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے آگ میں اتنا اتر جاتا ہے جیسے مشرق سے مغرب تک (جیسے کسی مسلمان کی شکایت یا مخبری حکمرانوں کے سامنے یا تہمت یا گالی یا کفر کا کلمہ یا رسول اللہ (ص) یا قرآن یا شریعت کیساتھ مذاق، پس انسان کو چاہئیے کہ زبان کو قابو میں رکھے اور بغیر ضرورت بات نہ کرے)۔

باب: مومن کے ہر معاملے میں بھلائی ہوتی ہے۔

2092: سیدنا صہیب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے فرمایا: مومن کا بھی عجب حال ہے، اس کے ہر معاملے میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اور یہ بات سوائے مومن کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اس کو خوشی حاصل ہوئی اور اس نے شکر ادا کیا تو اس میں بھی ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا اور اس پر صبر کیا، تو اس میں بھی ثواب ہے۔

باب: دینی معاملات میں آزمائش پر صبر کرنے اور اصحاب الاخدود کے قصے کے متعلق ۔

2093: سیدنا صہیب ص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا تو بادشاہ سے بولا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے پاس کوئی لڑکا بھیج کہ میں اس کو جادو سکھلاؤں۔ بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا، وہ اس کو جادو سکھلاتا تھا۔ اس لڑکے کی آمدورفت کی راہ میں ایک راہب تھا (عیسائی درویش یعنی پادری تارک الدنیا)، وہ لڑکا اس کے پاس بیٹھا اور اسکا کلام سنا تو اسے اس کی باتیں اچھی لگیں۔ اب جادوگر کے پاس جاتا تو راہب کی طرف سے ہو کر نکلتا اور اسکے پاس بیٹھتا، پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو جادوگر اس کو (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا۔ آخر لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا راہب سے گلہ کیا تو راہب نے کہا کہ جب تو جادوگر سے ڈرے، تو یہ کہہ دیا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو روک رکھا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے، تو کہہ دیا کر کہ جادوگرنے مجھے روک رکھا تھا۔ اسی حالت میں وہ لڑکا رہا کہ اچانک ایک بڑے درندے پر گزرا کہ جس نے لوگوں کوآمدورفت سے روک رکھا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ آج میں معلوم کرتاہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور کہاکہ الٰہی اگر راہب کا طریقہ تجھے جادوگر کے طریقے سے زیادہ پسند ہو، تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ گزر جائیں۔ پھر اس کو پتھر سے مارا تووہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا تو وہ بولا کہ بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا ہے، یقینا تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آزمایا جائے گا۔ پھر اگر تو آزمایا جائے تو میرانام نہ بتلانا۔ اس لڑکے کایہ حال تھا کہ اندھے او رکوڑھی کو اچھا کرتا اور ہر قسم کی بیماری کا علاج کرتا تھا۔ یہ حال جب بادشاہ کے مصاحب جو کہ اندھا ہو گیا تھا سنا تو اس لڑکے کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہنے لگا کہ یہ سب مال تیرا ہے اگر تومجھے اچھا کر دے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا، اچھا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر تو اللہ پر ایمان لائے تو میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ تجھے اچھا کر دے گا۔ وہ وزیر اللہ پر ایمان لایا تو اللہ نے اس کو اچھا کر دیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیااور اس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری آنکھ کس نے روشن کی؟ وزیر بولا کہ میرے مالک نیے بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا تیرا مالک کون ہے؟ وزیر نے کہا کہ میرا اور تیرا مالک اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور عذاب شروع کیا، یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام لے لیا۔ وہ لڑکا بلایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے بیٹا تو جادو میں اس درجے پر پہنچا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے؟ وہ بولا کہ میں توکسی کو اچھا

نہیں کرتا بلکہ اللہ اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور اور مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا۔ راہب پکڑ لیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا۔ اس کہ نے ماننے پر بادشاہ نے ایک آرہ منگوایا اور راہب کی مانگ پر رکھ کر اس کو چیر ڈالا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ وزیر بلایا گیا، اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا، اس نے بھی نہ مانا اس کی مانگ پر بھی آرہ رکھا گیا اور چیر ڈالا یہاں تک کہ دوٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا، اس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا، اس نے بھی نہ انکار کیا۔ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جا کر چوٹی پر چڑھاؤ، جب تم چوٹی پر پہنچو تو اس لڑکے سے پوچھو، اگروہ اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، نہیں تو اس کو دھکیل دو۔وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ لڑکے نے دعا کی کہ الٰہی جس طرح تو چاہے مجھے ان کے شر سے بچا۔ پہاڑ ہلا اور وہ لوگ گر پڑے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، ورنہ اسکو دریا میں دھکیل دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔ لڑکے نے کہا کہ الٰہی! تو مجھے جس طرح چاہے ان کے شر سے بچا لے۔وہ کشتی اوندھی ہو گئی اور لڑکے کے سوا سب ساتھی ڈوب گئے اور لڑکا زندہ بچ کر بادشاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا، جب تک کہ جو طریقہ میں بتلاؤں وہ نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا؟ اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر کہ مجھے ایک لکڑی پر سولی دے، پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے اندر رکھ، پھر کہے کہ اس اللہ کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکا کا مالک ہے۔ پھر تیر مارے اگر تو ایسا کرے گا تومجھے قتل کرے گا۔ بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا، اس لڑکے کو درخت کے تنے پر لٹکایا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور تیرکو کمان کے اندر رکھ کر یہ کہتے ہوئے مارا کہ اللہ کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ تیرکے مقام پر رکھا اور مر گیا۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ہم تو اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے۔ کسی نے بادشاہ سے کہاکہ اللہ کی قسم! جس سے تو ڈرتا تھا وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے راستوں کے نالوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ پھر خندقیں کھودی گئیں اور ان میں خوب آگ بھڑکائی گئی اور کہاکہ جو شخص اس دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے، اسے ان خندقوں میں دھکیل دو، یا اس سے کہا جائے کہ ان خندقوں میں گرے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کابچہ بھی تھا، وہ عورت آگ میں گرنے سے جھجھکی (پیچھے ہٹی) تو بچے نے کہا کہ اے ماں! صبر کر تو سچے دین پر ہے (مرنے کے بعد پھر چین ہی چین ہے، پھر تو دنیا کی مصیبت سے کیوں ڈرتی ہے؟ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے اولیاء کی کرامات ثابت ہوتی ہیں اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا درست ہے اور اسی طرح مصلحت کیلئے)۔

دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے، اسے ان خندقوں میں دھکیل دو، یا اس سے کہا جائے کہ ان خندقوں میں گرے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کابچہ بھی تھا، وہ عورت آگ

میں گرنے سے جھجھک گئی (پیچھے ہٹی) تو بچے نے کہا کہ اے ماں! صبر کر تو سچے دین پر ہے (مرنے کے بعد پھر چین ہی چین ہے، پھر تو دنیا کی مصیبت سے کیوں ڈرتی ہے؟ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے اولیاء کی کرامات ثابت ہوتی ہیں اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا درست ہے اور اسی طرح مصلحت کیلئے)۔

کتاب: قرآن مجید کے فضائل

باب: سورۂ فاتحہ کے بارے میں۔

2094: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دروازہ کھلنے کی ایک بڑی زور کی آواز سنی تو اپنا سر اٹھا یا اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھلا ہے، آج سے پہلے اور کبھی نہیں کھلا تھا۔ پس اس سے ایک فرشتہ اترا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ جوزمین پر اترا۔ آج کے دن کے علاوہ کبھی نہیں اترا اور اس نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو کہ آپ کو عنایت ہوئے ہیں، وہ آپ کے سوا کسی نبی کو نہیں ملے۔ ایک سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آیات۔ تم اس میں سے کوئی حرف نہ پڑھو گے کہ اس کی مانگی ہوئی چیز تمہیں نہ ملے۔

باب: قرآن اور (خصوصاً) سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھنے کے بارے میں۔

2095: سیدنا ابوامامہ باہلی ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ا سے سنا، آپ ا فرماتے تھے کہ قرآن پڑھو، اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہو کر آئے گا۔ اور چمکتی ہوئی دو سورتیں پڑھو جو کہ سورۂ بقرہ اور سورۃ آلِ عمران ہیں، اس لئے کہ وہ قیامت کے دن آئیں گی گویاکہ دو بادل ہیں یا دوسائبان یا دو ٹولیاں ہیں پرندوں کی اور اپنے لوگوں کی طرف سے حجت کرتی ہوئی آئیں گی۔ اور سورۂ بقرہ پڑھنے کہ اس کا لینا برکت ہے اور اسکا چھوڑنا حسرت ہے اور جادوگرلوگ اس کامقابلہ نہیں کر سکتے۔

معاویہ نے کہا کہ حدیث میں جو بَطَلَةٌ کا لفظ ہے، اس کا معنی جادوگر ہے۔

باب: آیۃ الکرسی کی فضیلت۔

2096: سیدنا ابی بن کعب ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: اے ابوالمنذر! اللہ کی کتاب میں تمہارے پاس کونسی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ا خوب جانتے ہیں۔ آپ ا نے فرمایا کہ اے ابوالمنذر! کونسی آیت اللہ کی کتاب میں تمہارے پاس سب سے بڑی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ”اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم“ (یعنی آیت الکرسی) تو رسول اللہ ا نے میرے سینے پر (خوش ہو کر) ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوالمنذر! تجھے علم مبارک ہو۔

باب: سورۃ بقرہ کی آخری آیات کے متعلق۔

2097: سیدنا ابومسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: جو سورۂ بقرہ کی آخر کی دو آیتیں پڑھے، اس کو رات بھرکفایت کریں گی۔

باب: سورۃ کہف کی فضیلت۔

2098: سیدنا ابوالدرداء ص سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ا نے فرمایا: جو شخص سورئہ کہف کی ابتدائی دس آیتیں یادکرے، وہ دجال کے فتنے سے بچے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ سورة کہف کی آخری آیات (یاد کرنے سے دجال سے پناہ ملے گی)۔

باب: سورة اخلاص کی تلاوت کرنے کی فضیلت۔

2099: سیدنا ابوالدرداء ص نبی ا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ا نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ہر رات ایک تہائی قرآن پڑھ لے؟ صحابہ ' نے عرض کیا کہ کوئی تہائی قرآن کیسے پڑھ سکتا ہے؟ آپ ا نے فرمایا کہ ”قل ھو اللہ احد“ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

2100: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ا نے ایک شخص کو ایک فوج پر سردارکر کے بھیجا اور وہ اپنی فوج کی نماز میں قرآن پڑھتے اور قرأت کو ہمیشہ ”قُلْ ُوَ ا للهُ اَحَدٌ“ پر ختم کرتے۔ پھر جب فوج لوٹ کر آئی تو لوگوں نے رسول اللہ ا سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ا نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ کیوں ایسا کرتے تھے؟ پس صحابہ کرام نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ رحمن کی صفت ہے اور میں بات پسند کرتا ہوں کہ اس کو پڑھا کروں آپ ا نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھتا ہے۔

باب: معوذتین (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) کی قرأت کی فضیلت۔

2101: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیتیں اتریں ہیں کہ ان جیسی (سورتیں) کبھی نہیں دیکھی گئیں اورو ہ ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ ہیں۔

باب: جو شخص قرآن کی وجہ سے بلند مقام دیا جاتا ہے۔

2102: عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبدالحارث نے سیدنا عمر ص سے (مقامِ) عسفان میں ملاقات کی اور سیدناعمر ص نے ان کو مکہ پر عامل/ تحصیلدار بنایا تھا۔ سیدنا عمر ص نے پوچھا کہ تم نے جنگل والوں پر کس کو عامل بنایا؟ انہوں نے کہا کہ ابن ابزیٰ کو۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ ابن ابزیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ تم نے غلام کو ان پر عامل کر دیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور علم الفرائض (یعنی قوانین وراثت جسے نبی ا نے نصف العلم قرار دیا ہے) خوب جانتے ہیں۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ سنو تمہارے نبی ا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔

باب: قرآن سیکھنے کی فضیلت۔

2103: سیدنا عقبہ بن عامر ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نکلے اور ہم لوگ صفہ میں تھے۔ پس آپ ا نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ روز صبح کو بطحان یا عقیق کو جائے (یہ دونوں مدینہ کے بازار تھے) اور وہاں سے بڑے بڑے کوہان کی دو اونٹنیاں بغیر کسی گناہ کی اور بغیر اس کے کہ کسی رشتے دار کی حق تلفی کرے، لائے تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ا! ہم سب اس کو چاہتے ہیں۔ آپ ا نے فرمایا کہ پھر تم میں سے ہر ایک مسجد کو کیوں نہیں جاتا اور کیوں نہیں سیکھتا یا پڑھتا اللہ کی کتاب کی دو آیتیں، جو اس کیلئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار بہتر ہیں چار اونٹنیوں سے اور اسی

طرح جتنی آیتیں ہوں، اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

باب: ان کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور جو نہیں پڑھتا۔

2104: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور اس کا مزا بھی اچھا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس میں بُونہیں مگر مزا میٹھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال پھول کے مانند ہے کہ اس کی بُو اچھی ہے لیکن اس کا مزا کڑوا ہے۔ اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اندرائن (کوڑ تنبہ) کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزا بھی کڑوا ہے۔

باب: قرآن کا ماہر اور اس شخص کے متعلق جس پر قرآن پڑھنا مشکل ہو۔

2105: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: قرآن کا مشاق (اس سے حافظ مراد ہو سکتا ہے جو کہ عامل ہو) ان بزرگ فرشتوں کیساتھ ہے جو لوحِ محفوظ کے پاس لکھتے رہتے ہیں اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور وہ اس کے لئے مشقت کا باعث ہے تو اس کیلئے دو گنا ثواب ہے۔

باب: قرآن پڑھنے سے(اللہ کی طرف سے) سکون نازل ہوتا ہے۔

2106: سیدنا براء ص کہتے ہیں کہ ایک شخص سورئہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پس دو لمبی رسیوں میں ایک گھوڑا بندا ہوا تھا۔ پس اس پر ایک بدلی چھا گئی جو گھومنے اور قریب آنے لگی اور اسے دیکھ کر اسکا گھوڑا بدکنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی ا کے پاس آیا اور (رات کے واقعہ) کا ذکر کیا۔ آپ ا نے فرمایا کہ یہ تو سکینت (تسکین) تھی جو قرآن کی برکت سے نازل ہوئی تھی۔

2107: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ سیدنا اسید بن حضیر ص اپنی کھجوریں خشک کرنے کی جگہ میں ایک رات قرآن پڑھ رہے تھے کہ ان کا گھوڑا کودنے لگا اوروہ پڑھتے تھے تو گھوڑا کودتا تھا۔ پھر وہ پڑھنے لگے، پھر وہ کودنے لگا۔ انہوں نے کہا کہ میں ڈرا کہ کہیں (میرے بیٹے) یحییٰ کو کچل نہ ڈالے، پس میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا میرے سر پر ہے کہ اس میں چراغ سے روشن ہیں اور وہ اوپر کو چڑھ گیا، یہاں تک کہ حد نظر سے دور چلا گیا۔ پھر نہ دیکھا پھر میں رسول اللہ ا کی خدمت میں صبح کو حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ا! رات کو میں اپنے کھریاں میں قرآن پڑھتا تھا کہ اچانک میرا گھوڑا کودنے لگا۔ رسول اللہ ا نے فرمایا کہ پڑھے جا اے ابن حضیر! انہوں نے کہا کہ میں پڑھے گیا، گھوڑا پھر کودنے لگا۔ پھر آپ ا نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھے جا۔ انہوں نے کہا کہ میں پڑھتا گیا تو گھوڑا ویسے ہی کودنے لگا پھر آپ ا نے فرمایاکہ پڑھے جا اے ابن حضیر! انہوں نے کہا کہ جب میں فارغ ہوا اور یحییٰ گھوڑے کے پاس تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں یحییٰ کو نہ کچل ڈالے، تومیں نے ایک سائبان سا دیکھا کہ اس میں چراغ سے روشن تھے اوروہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ حد نظر سے اوپر ہو گیا تب رسول اللہ ا نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے جو تمہاری قرأت سن رہے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہوتی کہ لوگ ان (فرشتوں) کو دیکھتے اور وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ رہتے۔

باب: دو چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں رشک (جائز) نہیں ہے۔

2108: سیدنا سالم اپنے والد سیدنا عبداللہ ص سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی ا سے کہ آپ ا نے فرمایا:

دومَردوں کے سوا اور کسی پر رشک جائز نہیں ہے۔ ایک تو وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عنایت کیاہو اور وہ اس دن رات پڑھتا ہو (اور اس پر عمل کرتا ہو) دوسرے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہو۔

باب: قرآن کو زیادہ تلاوت کے ذریعہ یاد رکھنے کا حکم۔

2109: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ا نے ارشاد فرمایا کہ قرآن یاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پیر بندھے ہوئے اونٹ کی کہ اگر اس کے مالک نے اس کا خیال رکھا تو (اونٹ موجود) رہا اور اگر چھوڑ دیا تو (اونٹ بھی کہیں) چل دیا۔

2110: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: تم میں سے بہت بُرا ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ یوں کہناچاہئیے کہ بھلا دیا گیا ہوں اور قرآن کا خیال اور یادداشت رکھو کہ وہ لوگوں کے سینوں سے ان جانوروں سے زیادہ بھاگنے والا ہے جن کی ایک ٹانگ بندھی ہو۔

باب: قرآن کی تلاوت کرتے وقت آواز کو خوبصورت بنانا۔

2111: سیدنا ابوہریرہ ص سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اسے سنا، آپ ا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کو نہیں سنتا جس طرح خوش آواز نبی کی آواز سنتا ہے جو بلند ترنم سے قرآن پڑھتا ہو۔

2112: ابوبردہ سیدنا ابوموسیٰ ص سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمہاری قرأت سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے)۔ بیشک تمہیں آلِ داؤد کی آوازوں میں سے ایک آواز دی گئی ہے۔

باب: قرآن کی قرأت میں ترجیع کرنا (سُر لگانا وغیرہ)۔

2113: سیدنامعاویہ بن قرة کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مغفل ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ جس سال مکہ فتح ہوا، اس سال نبی ا نے راستہ میں سورۂ فتح اپنی سواری پر پڑھی اور اپنی قرأت میں آواز میں سُر لگاتے تھے۔ سیدنا معاویہ ص نے کہا کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں تمہیں آپ ا کی قرأت سناتا۔

باب: رات کو اونچی آواز سے قرأت کرنا اور اس کو توجہ سے سننا ۔

2114: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ا نے ایک شخص کو رات کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے، اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلا دی جس کو میں فلاں سورة سے چھوڑ دیتا تھا۔

باب: قرآن سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل ہوا ۔

2115: سیدنا عمر بن خطاب ص کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام ص سے سنا کہ وہ سورۂ فرقان اس طریقہ کے علاوہ پڑھ رہے تھے جس طریقہ پر مجھے رسول اللہ ا نے پڑھائی پس میں قریب تھا کہ ان کو جلد پکڑ لوں مگر میں نے انہیں مہلت دی، یہاں تک کہ وہ پڑھ چکے۔ پھر میں ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچتے ہوئے اور رسول اللہ ا تک لایا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ا! میں نے انہیں سورۂ فرقان سنی اس طریقہ کے خلاف جیسے کہ آپ ا نے مجھے پڑھائی ہے۔ رسول اللہ ا نے فرمایا کہ اچھا ان کو چھوڑ دو

اور ان سے کہا کہ پڑھو۔ انہوں نے ویسا ہی پڑھا جیسا میں نے ان سے پہلے سنا تھا اور رسول اللہ ا نے فرمایا کہ یہ سورۃ ایسے ہی اتری ہے۔ پھر مجھ سے کہا کہ پڑھو۔ میں نے بھی پڑھی (یعنی جیسے رسول اللہ ا نے مجھے پڑھائی تھی)، تب بھی آپ ا نے فرمایاکہ یہ ایسے ہی اتری ہے اور فرمایاکہ قرآن سات حرفوں پر اترا ہے، اس میں سے جو تمہیں آسان ہو اس طرح پڑھو۔

باب: نبی ا کا کسی دوسرے پر قرآن پڑھنا۔

2116: سیدنا انس بن مالک ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے سیدنا ابی بن کعب ص سے فرمایا کہ (اور یہ سب قاریوں کے سردار ہیں) اللہ عزت والے اور بزرگی والے نے مجھے حکم کیا کہ میں تمہارے آگے سورۃ ” لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ...“ پڑھوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ جل جلالہ◆ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ا نے فرمایا کہ ہاں (اللہ تعالیٰ نے میرے آگے تمہارا نام لیا ہے) توسیدنا ابی بن کعب ص (خوشی سے) رونے لگے۔

باب: نبی ا کا جنوں پر قرآن پڑھنا۔

2117: عامر الشعبی کہتے ہیں کہ میں نے علقمہ سے پوچھا کہ کیا لیلۃ الجن میں سیدنا ابن مسعود ص رسول اللہ ا کیساتھ تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن مسعود ص سے پوچھا تھا کیا لیلۃ الجن میں تم میں سے کوئی رسول اللہ ا کیساتھ تھا؟ (یعنی جس رات آپ ا نے جنوں سے ملاقات فرمائی) انہوں نے کہا کہ نہیں، لیکن ایک روز ہم رسول اللہ ا کیساتھ تھے کہ آپ ا گم پایا۔ پس ہم نے آپ ا کو پہاڑ کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، لیکن آپ ا نہ ملے۔ ہم سمجھے کہ آپ ا کو جن اڑا لے گئے یا کسی نے چپکے سے مار ڈالا اور رات ہم نے نہایت بُرے طور سے بسرکی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ا حراء (جبل نور پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے) کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ا! رات کو ہم نے آپ ا کو گم پایا اور جب تلاش کے باوجود بھی آپ نہ ملے تو آخر ہم نے (آپ کے بغیر) بہت بُرے طور سے رات گزاری۔ آپ ا نے فرمایا کہ مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا تو میں اس کیساتھ چلا گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔ پھر آپ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ان کے نشان اور ان کے انگاروں کے نشان بتلائے۔ جنوں نے آپ ا سے زادِ راہ چاہا تو آپ ا نے فرمایا کہ اس جانور کی ہرہڈی جو ا للہ کے نام پر کاٹا جائے، وہ تمہاری خوراک ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پُر ہو جائے گی اور ہر ایک اونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔ رسول اللہ ا نے فرمایا کہ ہڈی اورمینگنی سے استنجا مت کرو، کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں (اور ان کے جانوروں) کی خوراک ہے۔

2118: معن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنوں نے آکر قرآن سنا تو رسول اللہ ا کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ انہوں نے کہا کہ مجھ سے تمہارے باپ (یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود ص) نے بیان کیا کہ آپ ا کو جنوں کے آنے کی خبر درخت نے دی تھی۔

باب: نبی ا کا اپنے علاوہ کسی سے قرآن سننا۔

2119: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے مجھ سے فرمایا کہ تم میرے سامنے قرآن پڑھو۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ا! میں آپ ا کے آگے قرآن پڑھوں؟ حالانکہ آپ ا ہی پر تو اترا ہے؟ آپ ا نے فرمایاکہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں اور سے سنوں۔ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا ”فکیف اذا جئنا“ (النسآء:41) تو میں نے سر اٹھایا یا مجھے کسی نے چٹکی لی تو میں نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ آپ ا کے آنسو بہہ رہے تھے۔

2120: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں حمص میں تھا کہ لوگوں نے مجھ سے قرآن سنانے کو کہا۔ میں نے سورۂ یوسف پڑھی۔ ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم! ایسا نہیں اترا۔ میں نے کہا کہ تیری خرابی ہو، اللہ کی قسم! میں نے تو یہ سورت رسول اللہ ا کے آگے پڑھی تھی تو آپ ا نے فرمایا کہ تم نے خوب پڑھا۔ غرض میں اس سے بات کر ہی رہا تھا کہ میں نے اس سے شراب کی بُو پائی۔ میں نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے؟ تو جانے نہ پائے گا جب تک میں تجھے حد نہ مار لوں گا۔ پھر میں نے اسے (شراب کی حد کے) کوڑے مارے۔

باب: قرآن کے بارے میں اختلاف کرنے سے سختی۔

2121: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ ایک دن میں صبح سویرے رسول اللہ ا کے پاس گیا۔ آپ ا نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو آپ ا باہر نکلے اور آپ ا کے چہرے پر غصہ معلوم ہوتاتھا۔ آپ ا نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے تباہ ہوئے (جو نفسانیت اور فساد کی نیت سے ہویا لوگوں کو بہکانے کیلئے۔ لیکن مطلب کی تحقیق کیلئے اور دین کے احکام نکالنے کیلئے درست ہے۔ نووی) ۔

2122: سیدناجندب بن عبداللہ بجلی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل تمہاری زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے، تو اٹھ کھڑے ہو۔

بُو پائی۔ میں نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے؟ تو جانے نہ پائے گا جب تک میں تجھے حد نہ مار لوں گا۔ پھر میں نے اسے (شراب کی حد کے) کوڑے مارے۔

باب: قرآن کے بارے میں اختلاف کرنے سے سختی۔

2121: سیدنا عبداللہ بن عمرو ص کہتے ہیں کہ ایک دن میں صبح سویرے رسول اللہ ا کے پاس گیا۔ آپ ا نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت کے بارے میں جھگڑ رہے تھے تو آپ ا باہر نکلے اور آپ ا کے چہرے پر غصہ معلوم ہوتاتھا۔ آپ ا نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے تباہ ہوئے (جو نفسانیت اور فساد کی نیت سے ہویا لوگوں کو بہکانے کیلئے۔ لیکن مطلب کی تحقیق کیلئے اور دین کے احکام نکالنے کیلئے درست ہے۔ نووی) ۔

2122: سیدناجندب بن عبداللہ بجلی ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل تمہاری زبان سے موافقت کریں اور جب تمہارے دل اور زبان میں اختلاف پڑے، تو اٹھ کھڑے ہو۔

تفسیر (قرآن مجید)

سورة البقرة

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَادْخُلُوْا الْبَابَ سُجَّدًا ...﴾ کے متعلق۔

2123: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہا نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ تم (بیت المقدس کے) دروازے میں رکوع کرتے ہوئے جاؤ اور کہو ”گناہوں کی بخشش (چاہتے ہیں) تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے“ لیکن بنی اسرائیل نے حکم کے خلاف کیا اور وہ دروازے میں سرین کے بل گھسٹتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ”بالی میں دانہ“ (یعنی ہمیں گندم چاہئیے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَيْسَ الْبِرَّ ...﴾ کے بارے میں۔

2124: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا براء ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ انصار جب حج کر کے لوٹ کر آتے تو گھر میں (دروازے سے) نہ آتے بلکہ پیچھے سے (دیوار پر چڑھ کر) آتے۔ ایک انصاری آیا اور دروازے سے داخل ہوا تو لوگوں نے اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی، تب یہ آیت اتری کہ ”یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں پیچھے سے آؤ، بلکہ نیکی یہ ہے کہ پرہیزگاری کرو اور گھروں میں دروازے سے آؤ“۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿رَبِّ اَرِنِیْ ...﴾ کے متعلق۔

اس باب میں سیدنا ابوہریرہ ص کی حدیث کتاب الفضائل میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 1608)۔

باب: اللہ تعالی کے فرمان ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِی...﴾ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے متعلق۔

2125: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ا پر یہ آیت: نازل ہوئی ﴿لِلہِ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْض ...﴾ یعنی ”جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ تم اس بات کو ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا چھپائے رکھو، اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے لے گا، پھر جس کو چاہے گا معاف کر دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“ نازل ہوئی تو یہ آیت صحابہ کرام ' پر بہت ہی سخت گزری۔ وہ نبی ا کے پاس آئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ پھر کہنے لگے کہ یارسول اللہ ا (پہلے تو) ہم نماز، روزے، جہاد اور صدقہ وغیرہ ایسے اعمال کے مکلف بنائے گئے تھے (جن پر طاقت رکھتے تھے)، اور اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے، اس کی تو ہم طاقت ہی نہیں رکھتے۔ نبی ا نے فرمایا کیا تم ویسی ہی بات کہنا چاہتے ہو جیسی تم سے پہلے دو کتابوں والوں (یہود و نصاریٰ) نے کہی تھی (یعنی انہوں نے کہا) ”سمعنا و عصینا“ کہ ہم نے (اللہ اور رسول کی بات کو) سن تو لیا ہے لیکن مانتے نہیں ہیں، بلکہ آپ لوگوں کو یوں کہنا چاہیئے کہ ہم نے (اللہ کی اور رسول کی بات کو) سن لیا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہماری واپسی تیری طرف ہے۔ تو صحابہ کرام ' نے یہی کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف واپسی ہے۔ جب صحابہ کرام ' نے اس کو پڑھنا شروع کیا تو اس کے پڑھنے سے ان کی زبانوں کو سہولت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں ﴿اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ ...﴾ یعنی ”رسول اللہ ا اس (شریعت) کے ساتھ ایمان لائے جو ان کے رب کی طرف سے ان پر نازل کی گئی اور مومن لوگ بھی ایمان لائے اور سب کے سب ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ (سب کے سب کہتے ہیں) کہ ہم اللہ کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے (سب رسولوں کو مانتے ہیں یہ نہیں کہ کسی رسول کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں) اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مان لیا، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف واپسی ہے“ ۔

جب صحابہ کرام ' نے یہ کیا (یعنی ان آیات کو پڑھا اور سچے دل سے پڑھا) تو اللہ تعالی نے آیت ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسُکُمْ ...﴾ آیت کو منسوخ کر دیا اور آیت ﴿لَا یُکَلِّفُ اللہ نَفْسًا... ﴾ اتار دی یعنی ”اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا، اس (نفس) کیلئے وہ ہے جو اس نے کمایا اور اس کے خلاف بھی وہی کچھ ہو گا جو اس نے کمایا، اے ہمارے رب! ہم پر ویسا بوجھ نہ رکھنا جیسا کہ ہم سے پہلے والوں پر رکھا تھا تو اللہ نے فرمایا ”ہاں“۔ اے ہمارے رب! ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوانا جس کی ہم میں اٹھانے کی طاقت نہ ہو تو اللہ نے فرمایا ”ہاں“۔ اور ہمیں معاف کر دے، ہمیں بخش دے ، ہم پر رحم کر تو ہمارا

دوست یا مالک ہے، پس تو کافر قوم پر ہماری مدد فرما تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ہاں“۔

سورة آل عمران

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ ...﴾ کے متعلق۔

2126: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ا نے یہ آیت پڑھی کہ ”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تجھ پرکتاب اتاری، اس میں بعض آیتیں مضبوط (محکم) ہیں، وہ تو کتاب کی جڑ ہیں اور بعض متشابہ (یعنی گول مول یا چھپے مطلب کی)۔ پھر جن لوگوں کے دل میں گمراہی ہے، وہ متشابہ آیتوں کا کھوج کرتے ہیں اور فساد چاہتے ہیں اور اس کا مطلب چاہتے ہیں حالانکہ اس کا مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جوپکے علم والے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے سب آیتیں ہمارے رب کے پاس سے آئی ہیں اور نصیحت وہی سنتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں“ اُمّ المؤمنین کہتی ہیں کہ (تلاوت کے بعد) رسول اللہ ا نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کا کھوج کرتے ہیں تو ان سے بچو کہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) نام لیا ہے۔ (یعنی ان کے دلوں میں کجی ہے اس لئے ایمان والوں کو ایسے لوگوں سے بچنا چاہیئے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ ...﴾ کے متعلق۔

2127: سیدنا ابوسعید خدری ص سے روایت ہے کہ کچھ منافق رسول اللہ ا کے عہد مبارک میں ایسے تھے کہ جب آپ ا لڑائی پر جاتے تو وہ پیچھے رہ جاتے اور نبی ا کے پیچھے گھر میں بیٹھنے سے خوش ہوتے۔ پھر جب آپ ا لوٹ کر آتے تو آپ ا سے عذر کرتے اور قسم کھاتے اور چاہتے کہ لوگ ان کی ان کاموں پر تعریف کریں جو انہوں نے نہیں کئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”مت گمان کرو ان لوگوں کو جو اپنے کئے سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے، پس ان کے بارے میں یہ گمان ہرگز نہ کرو کہ یہ عذاب سے چھٹکارا پائیں گے ان کو دُکھ کی مار ہے“۔

2128: حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ مروان نے اپنے دربان رافع سے کہا کہ ابن عباس ص کے پاس جا اور کہہ کہ اگر ہم میں سے ہر اس آدمی کو عذاب ہو جو اپنے کئے پر خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اس کی اس بات پر تعریف کریں جو اس نے نہیں کی، پھر تو ہم سب کو عذاب ہوگا (کیونکہ ہم سب میں یہ عیب موجود ہے) تو سیدنا ابن عباس ص نے کہاکہ تمہیں اس آیت سے کیا تعلق ہے؟ یہ آیت تو اہل کتاب کے حق میں اتری ہے۔ پھر سیدنا ابن عباس ص نے یہ آیت ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللهُ ...﴾ آخر تک پڑھی اور پھر ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ ...﴾ آیت پڑھی۔ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ رسول اللہ ا نے اہل کتاب سے کوئی بات پوچھی تو انہوں نے اس کو چھپایا اور اس کے بدلے دوسری بات بتائی۔ پھر اس حال میں نکلے کہ آپ ا کو یہ سمجھایا کہ ہم نے آپ ا کو وہ بات بتادی جو آپ ا نے پوچھی تھی اور آپ ا سے اپنی تعریف کے طلبگار ہوئے اور دل میں اپنے کئے پر خوش ہوئے (یعنی اپنی اصل بات کے چھپانے پر جو آپ ا نے ان سے پوچھی تھی تواللہ تعالیٰ انہیں کو فرماتا ہے کہ ان کو عذاب ہوگا اور مراد وہی اہلِ کتاب ہیں)۔

سورة النساء

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا ...﴾ اور ﴿وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ ...﴾ کے متعلق۔

2129: سیدنا عروہ بن زبیر ص سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

اللہ سبحانہ◆ وتعالیٰ کے اس فرمان ”اگر تم ڈرو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں دو دو سے ا ور تین تین سے اور چار چار سے“ کے بارے میں پوچھاتو انہوں نے کہا کہ اے میرے بھانجے! اس آیت سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو (یعنی پرورش میں جیسے چچا کی لڑکی بھتیجے کے پاس ہو) اور اس کے مال میں شریک ہو (مثلاً چچا کے مال میں)، پھر اس ولی کو اس کا مال اور حسن و جمال پسند آئے اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہے لیکن اس کے مہر میں انصاف نہ کرے اور اتنا مہر نہ دے جو اور لوگ دینے کو مستعد ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے ایسی لڑکیوں کیساتھ نکاح کرنے سے منع کیا ہے مگر اس صورت میں (نکاح کرنا جائز ہے) جب وہ انصاف کریں اور مہر پورا دینے پر راضی ہوں اور ان کو حکم کیا کہ (ان کے علاوہ) دوسری عورتوں سے نکاح کریں جو ان کو پسند آئیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لوگوں نے یہ آیت اُترنے کے بعد پھر رسول اللہ ا سے ان لڑکیوں کے بار ے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”تجھ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو تم کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہے، اور جو کتاب میں ان یتیم عورتوں کے حق کے بارے میں پڑھا جاتا ہے جن کا مہر مقرر تم نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو“ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تھا کہ ”اگر تمہیں اس بات کا خدشہ ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے، تو (ان کے علاوہ) جو عورتیں تمہیں پسند ہوں، ان سے نکاح کر لو“ اور اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان دوسری آیت میں ”اور تم رغبت رکھتے ہو ان سے نکاح کی“ سے مراد تم میں سے کسی ایک کا اس یتیم لڑکی سے جو کہ تمہاری زیر پرورش ہو اور مال اور حسن و جمال میں کم ہو، نکاح نہ کرنے کا ارادہ مراد ہے۔ پس انہیں اس یتیم عورت سے جو کہ مال والی اور حسن و جمال والی ہو، نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا مگر اس صورت میں کہ جب انصاف کریں (یعنی ان کا حق مہر ان اور ان کا مال وغیرہ ان کو پورا دیں)۔ (اس کا مفہوم یہ ہے کہ شروع میں چونکہ لوگ ایسا کرتے تھے کہ وہ اس یتیم لڑکی سے جو ان کے زیر پرورش ہوتی تھی اور مالدار اور حسین و جمیل ہوتی تھی تو خود ہی ان سے نکاح کر لیتے لیکن ان کے مال میں خیانت کرتے اور مہر بھی پورا نہ دیتے۔ اس صورت میں سورت کے شروع والی آیت میں انہیں ان سے نکاح کرنے سے منع کر دیا لیکن جب صحابہ کرام نے ان کیساتھ خود نکاح کرنے میں ان کیلئے بہتری کی صورت میں ان سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورة النساء کی دوسری آیت نمبر 127 نازل فرمائی کہ انصاف کیساتھ نکاح کرنا چاہو تو جائز اور احسن اقدام ہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا ...﴾ کے متعلق ۔

2130: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت ”جو شخص مالدار ہو وہ بچا رہے (اور جو محتاج ہو وہ اپنی ضرورت کے موافق کھائے)“ کے بارے میں مروی ہے کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں اتری ہے جو یتیم کے مال کا متولی ہو اور اس کو درست کرے اور سنوارے۔ تو اگر وہ محتاج ہو تو دستور کے موافق کھائے (اور جو مالدار ہو تو کچھ نہ کھائے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَمَا لَكُمْ فِيْ الْمُنَافِقِيْنَ ...﴾ کے متعلق۔

2131: سیدنازید بن ثابت ص سے روایت ہے کہ نبی ا جنگ اُحد کیلئے نکلے اور جو لوگ آپ ا کیساتھ تھے ان میں سے کچھ آدمی لوٹ آئے (وہ منافق تھے اور وہ تین سو کے قریب تھے) رسول اللہ ا کے اصحاب ان کے مقدمے میں دو فرقے ہو گئے۔ بعض کہنے لگے کہ ہم ان کو قتل کریں گے اور بعض نے کہا کہ نہیں! قتل نہیں کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”تمہارا کیا حال ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو فرقے ہو گئے ہو“۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَنْ يُقْتَلْ مُؤْمِنًا ...﴾ کے متعلق۔

2132: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ جو کوئی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے، ا س کی توبہ ہو سکتی ہے؟ سیدنا ابن عباس ص نے کہاکہ نہیں۔ میں نے ان کو یہ آیت سنائی جو سورئہ فرقان میں ہے کہ ”وَ لِلَّذِیْنَ لاَ یَدْعُوْنَ ...“ آخر تک جس کے بعد یہ ہے کہ ”إِلاَّ مَنْ تَابَ ...“ (کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ناحق خون کے بعد توبہ کر سکتاہے)“ سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے اور اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے جومدینہ میں اتری کہ ”جو کوئی مومن کو عمدًا قتل کرے اس کا بدلہ جہنم ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا“۔ (لیکن ابن عباس سے ایک دوسری روایت میں قاتل کے لئے توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے اور وہی صحیح ہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ...﴾ کے متعلق ۔

2133: سیدنا ا بن عباس ص کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے کچھ لوگوں نے ایک شخص کو تھوڑی بکریوں میں دیکھا۔ وہ بولا کہ السلام علیکم۔ مسلمانوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر کے وہ بکریاں لے لیں۔ تب یہ آیت اتری کہ ”مت کہو اس کو جو تمہیں سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں ہے (بلکہ اپنی جان بچانے کیلئے سلام کرتا ہے)“ سیدنا ابن عباس ص نے اس آیت میں سلام پڑھا ہے اور بعض نے سلم پڑھا ہے (تو معنی یہ ہوں گے جو تم سے صلح سے پیش آئے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاِنْ امْرَاَةٌ خافَتْ ...﴾ کے متعلق۔

2134: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کے بارے میں ”اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے بدسلوکی یا بے رخی کا خطرہ ہو (تو ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ وہ آپس میں }کوئی بات طے کر کے{ صلح کر لیں ...) کہا کہ یہ آیت اس عورت کے بارے میں اتری جو ایک شخص کے پاس ہو اب وہ زیادہ اس کو اپنے پاس نہ رکھنا چاہے، لیکن اس عورت کی اولاد ہو اور صبحت ہو اپنے خاوند سے اور وہ اپنے خاوند کو چھوڑنا بُرا جانے، تو اس کو اپنے بارے میں اجازت دے۔ (یعنی اپنا حق زوجیت چھوڑ دے)۔

سورة المائدة

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ ...﴾ کے متعلق۔

2135: طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ ایک یہودی سیدنا عمر ص کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے امیرالمؤمنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کر لیتے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ کونسی آیت؟ وہ یہودی بولا کہ ”آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا ہے“ سیدنا عمر ص نے کہا کہ میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن یہ آیت اتری اور اس مقام کو بھی جانتا ہوں جس مقام پر یہ آیت اتری، یہ آیت رسول اللہ ا پر مقام عرفات میں جمعہ کے دن اتری (اور وہ دن مسلمانوں کیلئے دو عیدوں کا مجموعہ تھا ایک تو جمعہ کا دن اور دوسرا عرفہ کا دن)۔

سورة الانعام

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا ...﴾ کے متعلق۔

2136: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ”جو لوگ ایمان لائے، پھر انہوں نے اپنے ایمان

کیساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہ پھنسے)، ان کو امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں“ اتری تو رسول اللہ ا کے صحابہ کرام پر بہت مشکل گزری۔ انہوں نے کہاکہ یارسول اللہ ا! ہم میں سے کونسا ایسا ہے جو اپنے نفس پر ظلم (یعنی گناہ) نہیں کرتا؟ چنانچہ رسول اللہ ا نے فرمایا کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو، بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ ”اے میرے بیٹے! اللہ کیساتھ شرک مت کر، بیشک شرک بڑاظلم ہے“ (لقمان: 13)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا ...﴾ کے متعلق۔

2137: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: تین باتیں جب ظاہرہو جائیں تو ”اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہ ہو گا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہ کیا ہو“ ایک تو سورج کا اس طرف سے نکلنا جس طرف غروب ہوتاہے، دوسرے دجال کا نکلنا اور تیسرے زمین کے جانور کا نکلنا۔

2138: سیدنا ابوذر ص سے روایت ہے کہ نبی ا نے ایک دن اپنے صحابہ ' سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انہوں نے کہاکہ اللہ اور اس کا رسول ا خوب جانتے ہیں۔ آپ ا نے فرمایا کہ یہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آتا ہے، وہاں سجدہ میں گر جاتا ہے (اس سجدے کامفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ اونچا ہو جا اور جا جہاں سے آیا ہے، تو وہ لوٹ آتا ہے او راپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے۔ پھر چلتارہتا ہے یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آتا ہے اور سجدہ کرتاہے۔ پھر اسی حال میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے۔ وہ پھر اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتاہے۔ اور پھر اسی طرح چلتا ہے۔ ایک بار اسی طرح چلے گا اور لوگوں کو اس کی چال میں کوئی فرق محسوس نہ ہو گا یہاں تک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے نیچے آئے گا۔ اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ اونچا ہو جا اور مغرب کی طرف سے نکل جدھرتو غروب ہوتا ہے، تو وہ مغرب کی طرف سے نکلے گا۔ پھر رسول اللہ ا نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کب ہو گا؟ (یعنی سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا) یہ اس وقت ہو گا ”جب کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گاجو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں نیک کام نہ کئے ہوں“۔

سورۃ الاعراف

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ ...﴾ کے متعلق۔

2139: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ عورت (جاہلیت کے زمانے میں) خانہ کعبہ کا طواف ننگی ہو کر کرتی اور کہتی کہ کون مجھے ایک کپڑا دیتا ہے کہ وہ اسے اپنی شرمگاہ پر ڈال لے؟ اور کہتی کہ آج کھل جائے گا سب یا بعض پھر جو کھل جائے گا اس کو کبھی حلال نہ کروں گی (یعنی وہ ہمیشہ کیلئے حرام ہو گیا یہ بے ہودہ رسم اسلام نے ختم کر دی) تب یہ آیت اتری کہ ”ہر مسجد کے پاس اپنے کپڑے پہن کر جاؤ“

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْکُمْ الْجَنَّۃُ ...﴾کے متعلق۔

2140: سیدنا ابوسعید خدری ص اور سیدنا ابوہریرہ ص نبی ا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ا نے فرمایا: ایک پکارنے والا (جنت کے لوگوں کو)پکارے گا کہ تمہارے واسطے یہ ٹھہر چکا کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے اور یقینا تم زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے اور یقینا تم جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور یقینا تم عیش اور چین میں رہو گے، کبھی رنج نہ ہوگا۔ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ ”جنت والے آواز دئیے جائیں گے کہ یہ تمہاری جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس وجہ سے کہ تم نیک اعمال کرتے تھے“۔

سورة الانفال

باب: اللہ تعالی کے فرمان ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...﴾ کے متعلق۔

2141: سیدناانس بن مالک ص کہتے ہیں کہ ابوجہل لعین نے کہا کہ ”اے اللہ! اگر یہ قرآن سچ ہے اور تیری طرف سے ہے، تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا دُکھ کا عذاب بھیج“ اس وقت یہ آیت اتری کہ ”اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک (اے نبی) تو ان میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب کرنے والا نہیں ہے جب تک وہ استغفار کرتے ہیں۔ اور کیاہوا جو اللہ عذاب نہ کرے ان کو حالانکہ وہ مسجدحرام میں آنے سے روکتے ہیں ......“ آخر تک۔

سورة التوبہ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ ...﴾ کے متعلق ۔

اس باب میں سیدنا ابن عمر ص کی حدیث کتاب الفضائل میں، سیدنا عمر ص کی فضیلت کے باب میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 1636)۔

باب: سورة ”توبہ“، ”انفال“ اور ”حشر“ کے متعلق۔

2142: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس ص سے کہا کہ سورة التوبہ؟ انہوں نے کہاکہ سورة توبہ؟ اور کہا کہ بلکہ وہ سورت تو ذلیل کرنے والی ہے اور فضیحت کرنے والی ہے (کافروں ا ور منافقوں کی)۔ اس سورت میں برابر اترتا رہا کہ ”اور ان میں سے “ ”اور ان میں سے“ یہاں تک کہ منافق لوگ سمجھے کہ کوئی باقی نہ رہے گا جس کا ذکر اس سورت میں نہ کیا جائے گا۔ میں نے کہا کہ سورة الانفال؟ انہوں نے کہا کہ وہ سورت تو بدر کی لڑائی کے بارے میں ہے (اس میں مالِ غنیمت کے احکام مذکور ہیں)۔ میں نے کہا کہ سورة الحشر؟ انہوں نے کہا کہ وہ بنی نضیر کے بارے میں اتری۔

سورة ھود

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ ...﴾کے متعلق۔

2143: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ا کے پاس آیا اورکہا کہ یارسول اللہ ا! میں نے مدینے کے کنارے میں ایک عورت سے مزے اٹھایا اور میں نے سب باتیں کیں سوائے جماع کے۔ اب میں حاضر ہوں جو چاہے میرے بارے میں حکم دیجئے۔ سیدنا عمر ص نے کہا کہ اللہ نے تیرے گناہ پر پردے ڈال رکھا تھا، تو بھی اگر پردے ڈالے رکھتا تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ ا نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ تب وہ شخص کھڑا ہوا اور چل پڑا۔ آپ ا نے اس کے پیچھے ایک شخص کو بھیجااور بلا کر یہ آیت پڑھی: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ ... ایک شخص بولا کہ یارسول اللہ ا! یہ حکم خاص اسی کیلئے ہے؟آپ ا نے فرمایاکہ نہیں بلکہ سب کیلئے ہے۔

سورة الاسراء (بنی اسرائیل)

باب: اللہ کے فرمان ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ... ﴾ کے متعلق ۔

2144: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ا کیساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا اور آپ ا ایک لکڑی پر ٹیکا دئیے ہوئے تھے کہ آپ ا یہود کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو۔ دوسرے نے کہا کہ تمہیں کیاشبہ ہے جو پوچھتے ہو؟ ایسا نہ ہو کہ

وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تمہیں بُری معلوم ہو۔ پھر انہوں نے کہاکہ پوچھو۔ آخر ان میں سے کچھ لوگ اٹھے اور آپ ا کی طرف آئے اور روح کے بارے میں پوچھا تو آپ ا خاموش ہو رہے اورکچھ جواب نہ دیا۔ میں سمجھا کہ آپ اپر وحی آ رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ جب وحی اتر چکی تو آپ ا نے یہ آیت پڑھی کہ ”تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ دو کہ روح میرے رب کا ایک حکم ہے اور تم علم نہیں دئیے گئے مگر تھوڑا“۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ ...﴾ کے متعلق۔

2145: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص سے اس آیت ”جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ تو اپنے مالک کے پاس وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں“ کے متعلق روایت ہے کہ بعض آدمی چند جنوں کی پوجا کرتے تھے، وہ جن مسلمان ہو گئے (اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی)۔ اور وہ لوگ ان کو ہی پوجتے رہے، تب یہ آیت اتری کہ ”وہ جن کی یہ لوگ پوجا کرتے ہیں، وہ تو اپنے مالک کے پاس وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں“۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ...﴾ کے متعلق۔

2146: سیدنا ابن عباس ص اس آیت ”تم اپنی نماز کو نہ زیادہ اونچی آواز میں پڑھو اور نہ بالکل ہی آہستہ، بلکہ متوسط طریقہ اختیار کرو“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ا خوف کی وجہ سے ایک گھر میں پوشیدہ تھے۔ واقعہ یہ ہے جب آپ ا صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن بآوازِ بلند پڑھتے۔ پس جب کہ مشرک قرآن کریم کی آواز سنتے تو قرآن کریم، اس کو نازل کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) اور جس پر نازل ہوا (یعنی رسول اللہ ا) کو گالیاں دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ا سے فرمایا کہ”آپ اتنے زور سے نماز (میں قرآن)نہ پڑھیں“ کہ جسے مشرک سن سکیں ”اور اتنے آہستہ بھی نہ (قرآن) پڑھیں“ کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں ”بلکہ درمیانی آواز میں (قرآن) پڑھئے“ آہستہ اور اونچی آواز کے درمیان درمیان ۔

2147: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ... کے متعلق کہتی ہیں کہ یہ دعا کے بارے نازل ہوئی (یعنی دعا نہ بہت زور سے مانگو اور نہ بہت آہستہ آواز میں)۔

سورة الکہف

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَلَا نُقِیْمُ لَہُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَزْنًا ...﴾ کے متعلق ۔

2148: سیدنا ابوہریرہ ص رسول اللہ ا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ا نے فرمایا: قیامت کے دن بڑا موٹا آدمی آئے گا جو اللہ کے نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ یہ آیت پڑھو کہ ”ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی وزن نہ رکھیں گے“ (یعنی دنیا کا موٹاپا اور مال اور دولت قیامت میں کام نہیں آئیگا وہاں تو عمل درکار ہے، اس حدیث سے موٹاپے کی مذمت ثابت ہوئی)

سورۂ مریم

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسَرَةِ﴾ کے متعلق ۔

2149: سیدناابوسعید خدری ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: قیامت کے دن موت ایک سفید مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی اور اس کو دوزخ اور جنت کے درمیان میں ٹھہرا دیا جائے گا۔ پھرکہا جائے گا کہ اے جنت والو! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ اپنا سر اٹھا کر کہیں گے اور اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں!

ہم پہچانتے ہیں، یہ موت ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے دوزخ والو! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ بھی سر اٹھا کر اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں! ہم اس کوپہچانتے ہیں، یہ موت ہے۔ پھر حکم ہو گا تو وہ مینڈھا ذبح کیا جائے گا، پھر کہا جائے گا کہ اے جنت والو! تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اور کبھی موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور تمہارے لئے بھی کبھی موت نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ انے یہ آیت پڑھی ”اور ان کو حسرت کے دن سے ڈراؤ جب فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور یقین نہیں کرتے“ آپ ا نے اپنے ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ کیا (یعنی دنیا میں ایسے مشغول ہیں کہ قیامت کا ڈر نہیں ہے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ ...﴾ کے متعلق۔

2150: سیدنا خباب ص کہتے ہیں کہ عاص بن وائل پر میرا قرض تھا، میں اس سے لینے کو گیا تو وہ بولا کہ میں کبھی نہ دوں گا جب تک تومحمد ا (کے دین) سے پھر نہ جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں تو محمد (ا) سے اس وقت بھی نہ پھروں گا کہ تو مر کر جی اٹھے۔ وہ بولا کہ میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا تو تیرا قرض اداکروں گا۔ تب یہ آیت اتری ”تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کاانکار کیااور کہنے لگا کہ مجھے مال اور اولاد ملے گی۔ کیاوہ غیب کی بات کوجانتا ہے یا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی اقرار کیا ہے؟ ......“ آخر تک۔

سورة الانبیاء

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْق ...﴾کے متعلق۔

2151: سیدناابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا ہمارے درمیان خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ کی طرف ننگے پاؤں بن ختنے کئے اکٹھے کئے جاؤگے ”جیسے ہم نے اوّل بار پید ا کیا، ویسا ہی دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جس کو ہم کرنے والے ہیں“ (104) خبردار رہو! تمام مخلوقات میں سب سے پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو قیامت کے دن کپڑے پہنائے جائیں گے، اور آگاہ رہو کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے پھر ان کو بائیں (کافروں کی) طرف ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ اے میرے مالک! یہ تو میرے ماننے والے ہیں۔ جواب میں کہا جائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا نئے کام کئے۔ پس میں وہی کہوں گاجو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ ”میں تو ان لوگوں پر اس وقت تک گواہ تھاجب تک ان میں موجود تھا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان پر نگہبان تھا (اور مجھے ان کا علم نہ رہا) اور تو ہر چیز پر گواہ ہے (یعنی تیراعلم سب جگہ ہے)۔ اگر تو ان کو عذاب کرے تووہ تیرے بندے ہیں اور اگر توان کو بخش دے تو توغالب حکمت والا ہے“ (المائدہ: 117-118) پھر مجھ سے کہاجائے گا کہ تمہارے جدا ہونے کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے یعنی دین سے پھر گئے۔

سورۂ حج

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ہَذَانِ خَصْمَان اخْتَصَمُوْا ...﴾ کے متعلق۔

2152: سیدنا قیس بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوذر ص سے سنا، وہ (سورۂ حج کی اس آیت کے متعلق) قسم کھاتے تھے کہ ”یعنی یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں، جو اپنے رب کے بارے میں لڑتے ہیں“ بیشک یہ ان لوگوں کے حق میں اتری ہے جوبدر کے دن مسلمانوں کی طرف سے (صف سے) لڑنے کیلئے باہر نکلے تھے۔ سیدالشہداء سیدنا حمزہ، سیدنا علی مرتضی اور عبیدہ بن حارث ' اور کافروں کی طرف سے عتبہ اور شیبہ دونوں ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ۔

سورة النور

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ جَاؤُوْکَ بِالْاِفْکِ ...کے متعلق ۔

2153: زہری کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث روایت کی، جب ان پر تہمت لگانے والوں نے تہمت لگائی اور کہا جو کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی تہمت سے پاک کیا۔ زہری نے کہا کہ ان سب لوگوں نے مجھ سے اس حدیث کاایک ایک ٹکڑا روایت کیا اور ان میں سے بعض دوسروں سے اس حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے اور زیادہ حافظ اور عمدہ بیان کرنے والے تھے اور میں نے ہر ایک سے جو اس نے روایت کی یاد رکھا اور بعض کی حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے۔

ان لوگوں نے بیان کیا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ رسول اللہ ا جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ اور جس عورت کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے تھے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ا نے جہاد کے ایک سفرمیں قرعہ ڈالا تو اس میں میرانام نکلا، میں رسول اللہ ا کیساتھ گئی اور یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب پردہ کا حکم اتر چکاتھا۔ میں اپنے ہودج میں سوار ہوتی اور راہ میں جب پڑاؤ ہوتا تو میرا ہودج اتار لیا جاتا۔

جب رسول اللہ ا جہاد سے فارغ ہو کر لوٹے اور مدینہ سے قریب ہو گئے تو ایک بار آپ ا نے رات کو کوچ کا حکم دیا؟ جب لوگوں نے کوچ کی خبر کر دی تو میں کھڑی ہوئی اور چلی یہاں تک کہ لشکر سے ایک طرف چلی گئی۔ جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوئی تو اپنے ہودج کی طرف آئی اور سینہ کو چھوا تو معلوم ہوا کہ میرا ظفار کے نگینوں کا ہار گم ہو گیا ہے (ظفار یمن میں ایک گاؤں کانام ہے) میں لوٹی اور اس ہار کو ڈھونڈھنے لگی، اس کے ڈھونڈھنے میں مجھے دیر لگی اور وہ لوگ آ پہنچے جو میرا ہودہ اٹھاتے تھے، انہوں نے ہودہ اٹھایااور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی اور وہ یہ سمجھے کہ میں اسی ہودہ میں ہوں ۔

اس وقت عورتیں ہلکی (دبلی) ہوتی تھیں کیونکہ تھوڑا کھانا کھاتی تھیں۔ اس لئے جب انہوں نے ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھا تو انہیں اس کا وزن ہلکا محسوس نہ ہوا میں ویسے بھی ایک کم سن لڑکی تھی۔ آخر لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دئیے۔ میں نے اپناہار اس وقت پایاجب سارا لشکر چل دیا تھا اور میں جو ان کے ٹھکانے پر آئی تو وہاں نہ کسی کی آواز تھی اور نہ کوئی آواز سننے والا تھا۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ جہاں بیٹھی تھی وہیں بیٹھ جاؤں اور میں سمجھی کہ لوگ جب مجھے نہ پائیں گے تو یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ تو میں اسی ٹھکانے پر بیٹھی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو رہی ۔

اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی ص ایک آدمی جو کہ آرام کیلئے آخر رات میں لشکر کے پیچھے ٹھہرے تھے جب وہ روانہ ہوئے تو صبح کو میرے ٹھکانے پر پہنچے۔ ان کو ایک آدمی کاجسم معلوم ہوا جو سورہا ہو، وہ میرے پاس آیاا ور مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم اترنے سے پہلے اس نے مجھے دیکھا تھا۔ میں ان کی آواز سن کر جاگ اٹھی جب اس نے مجھے پہچان کر ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا پس میں نے اپنی اوڑھنی سے اپنا منہ ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سوائے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ کہنے کے سنی۔ پھر اس نے اپنااونٹ بٹھایا اور اونٹ کے گھٹنے پر اپناپاؤں میرے سوار ہونے کیلئے رکھا۔ میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ اونٹ کو کھینچتا ہواپیدل چلا، یہاں تک

کہ ہم لشکر میں پہنچے اور لشکرکے لوگ دوپہر کی سخت گرمی میں اتر چکے تھے۔ سو میرے اس معاملے میں بدگمانی کی وجہ سے ہلاک ہوئے جو ہوئے، اور قرآن میں جس کے متعلق ”تولّٰی کِبْرَہٗ“ آیا ہے، یعنی اس تہمت کا بانی مبانی، وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافقوں کا سردار) تھا ۔

آخر ہم مدینہ میں آئے اور جب میں مدینہ میں پہنچی تو بیمار ہو گئی۔ ایک مہینہ تک بیمار رہی اورلوگوں کا یہ حال تھا کہ بہتان لگانے والوں کی باتوں میں غور کرتے تھے اور مجھے ان کی کسی بات کی کوئی خبر نہ تھی۔ صرف مجھے اس بات سے شک ہوا کہ میں نے اپنی بیماری میں رسول اللہ ا کی وہ شفقت نہ دیکھی جو پہلے میری بیماری کی حالت میں ہوتی تھی۔اس دوران آپ ا صرف اندر آتے، سلام کرتے اور پھر فرماتے کہ تمہارا کیا حال ہے؟ پس اس بات سے مجھے شک ہوتا لیکن مجھے اس خرابی کی خبر نہ تھی، یہاں تک کہ جب میں بیماری کے جانے کے بعد دبلی ہو گئی تو میں مناصع کی طرف نکلی اور میرے ساتھ اُمّ مسطح بھی نکلی (مناصع مدینہ کے باہر جگہ تھی) لوگوں کے (پائخانے بننے سے پہلے) پائخانے تھے۔ پھر دوسری رات کو جاتے تھے۔ یہ ذکر اس وقت کا ہے جب ہمارے گھروں میں پائخانے نہیں بنے تھے اور ہم لوگ اگلے عربوں کی طرح (پائخانے کیلئے) جنگل میں جایا کرتے تھے اور گھر کے پاس پائخانے بنانے سے نفرت رکھتے تھے۔ تو میں چلی اور اُمّ مسطح بھی میرے ساتھ تھی اور وہ ابی رہم بن مطلب بن عبدمناف کی بیٹی تھی اور اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھی جو سیدناابوبکر صدیق ص کی خالہ تھی (اس کا نام سلمیٰ تھا)۔ اس کے بیٹے کا نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب تھا۔ غرض میں اور اُمّ مسطح دونوں جب قضائے حاجت سے فارغ ہو چکیں تو واپسی پر اپنے گھرکی طرف آ رہی تھیں کہ اُمّ مسطح کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا تو وہ بولی کہ مسطح ہلاک ہوا۔ میں نے کہاکہ تو نے بُری بات کہی۔ تو اس شخص کو بُراکہتی ہے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھا؟ وہ بولی کہ اے نادان! تو نے کچھ نہیں سنا کہ مسطح نے کیاکہا؟ میں نے کہا کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے مجھ سے بیان کیا جوبہتان والوں نے کہا تھا۔ یہ سن کر میری بیماری زیادہ ہو گئی۔ میں جب اپنے گھر پہنچی تو رسول اللہ ا اندر تشریف لائے اور سلام کیااور فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہاکہ آپ مجھے اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ اور میرا اس وقت یہ ارادہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے پاس جا کر اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ آخر رسول اللہ ا نے مجھے اجازت دی اورمیں اپنے ماں باپ کے پاس آئی۔ میں نے اپنی ماں سے کہاکہ امی جان! یہ لوگ کیا بک رہے ہیں؟ وہ بولی کہ بیٹا تو اس کا خیال نہ کر اور اس کو بڑی بات مت سمجھ، اللہ کی قسم! ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی مرد کے پاس ایک خوبصورت عورت ہو جو اس کو چاہتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اورسوکنیں اس کے عیب نہ نکالیں۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ! لوگوں نے تو یہ کہنا شروع کر دیا۔ میں ساری رات روتی رہی، صبح تک میرے آنسو نہ ٹھہرے اور نہ نیند آئی، صبح کو بھی میں رو رہی تھی۔

رسول اللہ ا نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید ث کو بلایا کیونکہ وحی نہیں اتری تھی اور ان دونوں سے مجھے جدا کرنے (یعنی طلاق دینے) کا مشورہ لیا اور اسامہ بن زید ص نے تو وہی رائے دی جو وہ رسول اللہ ا کی بیوی کے حال کو جانتے تھے اور اس کی عصمت کو اور آپ ا کی اس کیساتھ محبت کو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ ا عائشہ (رضی اللہ عنہا) آپ ا کی بیوی ہیں اور ہم تو ان کی سوائے بہتری کے اور کوئی بات نہیں جانتے۔ علی ص بن ابی طالب نے کہاکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ا پر تنگی نہیں کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے سواعورتیں بہت ہیں اور اگر آپ ا لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ ا سے سچ کہہ دے گی (لونڈی سے مراد بریرہ رضی اللہ عنہا ہے جوعائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتی تھی) اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ا نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ! تو نے کبھی عائشہ سے ایسی بات دیکھی

ہے جس سے تجھے اس کی پاکدامنی پر شک پڑے؟ بریرہ نے کہا کہ قسم اس کی جس نے آپ ا کو سچاپیغمبر کر کے بھیجا ہے، اگر میں ان کا کوئی کام دیکھتی تو میں عیب بیان کرتی، اس سے زیادہ کوئی عیب نہیں ہے کہ عائشہ کم عمر لڑکی ہے، گھر کا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے، پھر بکری آتی ہے اور اس کو کھا لیتی ہے (مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں جس کو تم پوچھتے ہو نہ اس کے سوا کوئی عیب ہے، جو عیب ہے وہ یہی ہے کہ بھولی بھالی لڑکی ہے اور کم عمری کی وجہ سے گھرکا بندوبست نہیں کر سکتی) ۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر رسول اللہ ا منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی ابن سلول سے جواب طلب کیا۔ آپ ا نے منبر پر فرمایاکہ اے مسلمان لوگو! اس شخص سے مجھے کون انصاف دلائے گا جس کی ایذا دینے والی سخت بات میرے گھر والوں کی نسبت مجھ تک پہنچی، اللہ کی قسم! میں تو اپنی گھر والی (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کو نیک سمجھتاہوں اور جس شخص پر یہ تہمت لگاتے ہیں (یعنی صفوان بن معطل) اس کو بھی میں نیک سمجھتاہوں اور وہ کبھی میرے گھر نہیں گیا مگر میرے ساتھ یہ سن کر سیدنا سعد بن معاذ انصاری ص (جو قبیلہ اوس کے سردار تھے) کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ا میں آپ ا کا بدلہ لیتاہوں اگر تہمت کرنے والا ہماری قوم اوس میں سے ہو تو ہم اس کی گردن مارتے ہیں اور جو ہمارے خزرج بھائیوں میں سے ہو توآ پ ا حکم کیجئے ہم آپ ا کے حکم کی تعمیل کریں گے (یعنی اس کی گردن ماریں گے)۔ یہ سن کر سیدنا سعد بن عبادہ ص کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور نیک آدمی تھے۔ لیکن اس وقت ان کو اپنی قوم کی غیرت آگئی اورکہنے لگے کہ اے سعد بن معاذ! اللہ کی بقا کی قسم! تو نے جھوٹ بولا ہے، تو ہماری قوم کے شخص کو قتل نہ کر سکے گا (یہ سن کر) سیدنا اسید بن حضیر جو سیدنا سعد بن معاذ ص کے چچازاد بھائی تھے، کھڑے ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہ ص سے کہنے لگے کہ تو نے غلط کہا، اللہ کی بقا کی قسم! ہم اسکو قتل کریں گے اور تو منافق ہے جبھی تو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے۔ غرض کہ دونوں قبیلے اوس اور خزج کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ خونریزی شروع ہو جاتی کہ رسول اللہ ا منبر پر کھڑے ان کو سمجھارہے تھے اور ان کا غصہ ٹھنڈا کر رہے تھے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ ا بھی خاموش ہو رہے۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس دن بھی ساراادن روتی رہی، میرے آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی اور میرے باپ نے یہ گمان کیا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی۔

اتنے میں انصار کی ایک عورت نے ا جازت مانگی۔ میں نے اس کو اجازت دی وہ بھی آکر رونے لگی۔ پھر ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ ا تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور جس روز سے مجھ پر تہمت ہوئی تھی، اس روز سے آج تک آپ ا میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک مہینے یونہی گزر چکا تھا کہ میرے مقدمہ میں کوئی وحی نہیں اتری تھی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر رسول اللہ ا نے بیٹھتے ہی تشہد پڑھا اور فرمایا کہ اما بعد! اے عائشہ مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، پھر اگر تم پاکدامن ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکدامنی بیان کر دے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو توبہ کر اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ، اس واسطے کہ بندہ جب گناہ کااقرار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ ا اپنی بات مکمل کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے، یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ ا کو جواب دیں۔ وہ بولے کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں رسول

اللہ ا کو کیا جواب دوں (سبحان اللہ ان کے والد تو رسول اللہ ا کے محبوب تھے گو ان کی بیٹی کا مقدمہ تھا، لیکن رسول اللہ ا کے سامنے دم نہ مارا۔ باوجودت زمن آواز نیامد کہ منم) میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم میری طرف سے رسول اللہ ا کو جواب دو تو وہ بولی کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ میں رسول اللہ ا کو کیا جواب دوں۔ آخر میں نے خود ہی کہا اور میں کمسن لڑکی تھی، میں قرآن زیادہ نہیں پڑھی تھی، اللہ کی قسم!مجھے یہ معلوم ہے کہ تم لوگوں نے اس بات کو یہاں تک سنا ہے کہ تمہارے دل میں جم گئی ہے اور تم نے اس کو سچ سمجھ لیا ہے (اور یہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غصہ سے فرمایا ورنہ سچ کسی نے نہیں سمجھا تھا سوائے تہمت کرنے والوں کے)، پھر اگر تم سے کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتاہے کہ میں بے گناہ ہوں، تو بھی تم مجھے سچا نہیں سمجھو گے اور اگر میں اس گناہ کا اعتراف کر لوں حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں، تو تم مجھے سچا سمجھو گے اور میں اپنی اور تمہاری مثال سوا اس کے اور کوئی نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) کی تھی (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رنج میں ان کا نام یاد نہ آیا تو یوسف علیہ السلام کے والد کہا) جب انہوں نے کہا کہ ”اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد کی ضرورت ہے“(سورۂ یوسف) پھر میں نے کروٹ موڑ لی اور میں اپنے بچھونے پر لیٹ رہی۔ اور اللہ کی قسم! میں اس وقت جانتی تھی کہ میں پاک ہوں اللہ تعالیٰ ضرور میری برأت ظاہر کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میری شان میں قرآن اترے گا جو (قیامت تک) پڑھا جائے گا، کیونکہ میری شان خود میرے گمان میں اس لائق نہ تھی کہ اللہ جل جلالہ◆ عزت اور بزرگی والا میرے مقدمہ میں کلام کرے گا اور کلام بھی ایسا کہ جو پڑھا جائے، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ ا خواب میں کوئی ایسا مضمون دیکھیں گے جس سے اللہ تعالیٰ میری پاکیزگی ظاہر کر دے گا۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ا اپنی جگہ سے نہیں اٹھے تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ا پر وحی بھیجی اور قرآن اتارا۔ آپ ا کو وحی کی سختی معلوم ہونے لگی، یہاں تک کہ سردی کے دنوں میں آپ ا کے جسم مبارک پر سے اس کلام کی سختی کی وجہ سے جو آپ ا پر اترا، موتی کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے (اس لئے کہ بڑے شہنشاہ کا کلام تھا)۔ جب آپ ا کی یہ حالت جاتی رہی (یعنی وحی ختم ہو چکی) تو آپ ا ہنسنے لگے اور اوّل آپ ا نے منہ سے یہ کلمہ نکالا اور فرمایا کہ اے عائشہ! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تجھے بے گناہ اور پاک فرمایا ہے۔ میری والدہ نے کہا کہ اٹھ اور نبی ا کی تعریف کر (اور شکر کر)۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو نبی ا کی طرف نہ اٹھوں گی اور نہ کسی کی تعریف کروں گی سوا اللہ تعالیٰ کے کہ اسی نے میری پاکدامنی اتاری۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا کہ ”بیشک جولوگ بہتان گھڑ لائے ہیں، وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہیں، اس (واقعہ) کو اپنے لئے شر (بُرا) نہ سمجھو بلکہ تمہارے لئے خیر (اچھا) ہی ہے“ آخر تک دس آیتوں کواللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی کیلئے اتارا۔

سیدنا ابوبکر صدیق ص نے جو مسطح کی قریبی رشتہ داری، غربت کی وجہ سے اس پر خرچ کیا کرتے تھے، کہاکہ اللہ کی قسم!جب اس نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی نسبت ایسا کہا تو اب میں اس کو کچھ نہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”تم میں سے جو لوگ فضل اور مقدرت والے ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ کچھ (نہ) دیں گے، اپنے رشتہ داروں اور مساکین اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے“۔

حبان بن موسیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ آیت اللہ کی کتاب میں بڑی امید کی ہے (کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے رشتے داروں کیساتھ سلوک کرنے میں بخشش کا وعدہ کیا ہے) سیدناابوبکر ص نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے۔ پھر مسطح کو جو کچھ دیاکرتے تھے وہ جاری کر دیا اور کہا کہ میں کبھی بند نہ کروں گا۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ا نے اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی میرے بارے میں پوچھا کہ وہ کیا جانتی ہیں؟ یا انہوں نے کیا دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا (حالانکہ وہ سوکن تھیں) کہ یارسول اللہ ا! میں اپنے کان اور آنکھ کی احتیاط رکھتی ہوں (یعنی بن سنے کوئی بات نہیں کہتی اور نہ بن دیکھے کو دیکھی ہوئی کہتی ہوں)، میں تو عائشہ کو نیک ہی سمجھتی ہوں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ زینب رضی اللہ عنہا ہی ایک بیوی تھیں جو نبی ا کی ازواج میں سے میرے مقابل کی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی پرہیزگاری کی وجہ سے اس تہمت سے بچایا اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش نے بہن کیلئے تعصب کیا اور ان کیلئے لڑیں تو جولوگ تبا ہ ہوئے ان میں وہ بھی تھیں (یعنی تہمت میں شریک تھیں)۔ زہری نے کہا کہ تو ان لوگوں کا یہ آخرحال ہے جو ہم تک پہنچا۔

2154: سیدناانس ص سے روایت ہے کہ لوگ ایک آدمی پر آپ ا کی حرم سے (یعنی رسول اللہ ا کی اُمّ ولد لونڈی) کو تہمت لگاتے تھے۔ آپ ا نے سیدنا علی ص سے فرمایاکہ جا اور اس شخص کی گردن مار (شاید وہ منافق ہو گا یاکسی اوروجہ سے قتل کے لائق ہو گا)۔ سیدنا علی ص اس کے پاس گئے، دیکھا تو وہ ٹھنڈک کیلئے ایک کنوئیں میں غسل کر رہا ہے۔ سیدنا علی ص نے اس سے کہاکہ نکل۔ اس نے اپنا ہاتھ سیدنا علی ص کے ہاتھ میں دیا۔ انہوں نے اس کو باہر نکالا تو دیکھا کہ اس کا عضو تناسل کٹاہوا ہے۔ سیدنا علی ص نے اس کو قتل نہ کیا اور رسول اللہ ا کے پاس آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ا وہ تو مجبوب ہے (یعنی ذکر کٹا ہوا)۔ اس کا ذکر ہی نہیں۔ (تو سیدنا علی ص یہی سمجھے کہ آپ ا نے زنا کے خیال سے اس کے قتل کا حکم دیا ہے، اس واسطے انہوں نے قتل نہ کیا اور شاید آپ ا کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ قتل نہ کیا جائے گا۔ لیکن آپ ا نے قتل کا حکم دیا تاکہ اس کا حال ظاہر ہو جائے اور لوگ ا پنی تہمت پر نادم ہوں اور ان کا جھوٹ کھل جائے)۔

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ ...﴾ کے متعلق۔

2155: سیدنا جابر ص سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی مسیکہ اور امیمہ نامی دو لونڈیاں تھیں۔ وہ دونوں کو زنا پر مجبور کرتا تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ا سے کی، تب یہ آیت اتری کہ ”اور اپنی لونڈیوں کو زنا کاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ خود پاکدامن رہنا چاہتی ہوں ... بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے“تک ۔

سورة الفرقان

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ ...﴾ کے متعلق۔

2156: سیدنا ابن عباس ص سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے چند لوگوں نے (شرک کی حالت میں) بہت خون کئے تھے اور بہت زنا کیا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ ا جو فرماتے ہیں اور جس راہ کی طرف بلاتے ہیں، وہ اچھی ہے اور آپ ا ہمیں بتلائیں کہ کیا وہ ہمارے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے؟ (اگر کفارہ ہے تو ہم اسلام لائیں گے) تب یہ آیت اتری کہ ”جو لوگ اللہ کیساتھ دوسرے معبودوں کو نہیں

پکارتے اور جس جان کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو نہیں مارتے، مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہیں کرتے ا و رجو کوئی ان کاموں کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پائے گا اور اس کو قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا اور وہ ہمیشہ اسی عذاب میں ذلت سے رہے گا۔ لیکن جو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کئے تو اس کی بُرائیاں مٹ کر نیکیاں ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور بخشنے والا ہے“ (اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شر ک کے زمانے کے معاف ہو جائیں گے) اور یہ آیت اتری کہ ”اے میرے بندو! جنہوں نے گناہ کئے ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو......“ پوری آیت۔

سورئہ سجدہ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ ...﴾ کے متعلق۔

2157: سیدنا ابوہریرہ ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال بھی نہیں گزرا۔ یہ سب نعمتیں میں نے بنا رکھی ہیں۔ ان کو چھوڑو جو اللہ نے تمہیں بتلایا (یعنی جو نعمتیں اور لذتیں معلوم ہیں وہ کیسی عمدہ ہیں اور بھلی ہیں تو جنت کی نعمت اور لذت جس کا علم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا وہ کیسی ہوں گی)۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ”کوئی نہیں جانتا جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے چھپایا گیا ہے“ (جنت میں)۔

باب: اللہ کے فرمان ﴿وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ ...﴾ کے متعلق۔

2158: سیدنا ابی بن کعب ص اللہ تعالیٰ کے اس قول ”ہم ان کو چھوٹا عذاب دیں گے ...“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد دنیا کی تکالیف ہیں اور روم اور بطشہ (یا دخان) ہے اور شعبہ کو شک ہے کہ بطشہ کہا یا کہ دخان کہا۔

سورة الاحزاب

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اِذْ جَآؤُوْكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ ...﴾ کے متعلق ۔

2159: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہااللہ تعالیٰ کے قول ”جب وہ تم پر آئے تمہارے اوپر سے نیچے سے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل حلق تک آگئے“ کے بارے میں کہتی ہیں کہ یہ غزوئہ خندق کے متعلق اتری (اس دن مسلمانوں پر نہایت سختی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس دن کافروں پر ایک لشکر بھیجا جن کو تم نے نہیں دیکھااور تیز ہوا)۔

سورئہ یس

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ کے متعلق ۔

2160: سیدناابوذر ص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ا سے اللہ تعالیٰ کے قول ”سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر چلا جا رہا ہے“ کے بارے میں پوچھا تو آپ ا نے فرمایا کہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے۔

سورة الزمر

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا قَدَرُوْا الله ...﴾ کے متعلق۔

2161: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد ا! یا اے ابوالقاسم (ا)! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور نمناک زمین کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوق کو ایک انگلی پر، پھر ان کو ہلائے گا اور کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔یہ سن کر رسول اللہ ا تعجب سے ہنسے اور آپ ا نے اس عالم کے کلام کی تصدیق کی، پھر یہ آیت پڑھی ”انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے اس کی قدر کرنی چاہئیے تھی اور قیامت کے دن اس کی ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں ہو گی اور اس کے دائیں ہاتھ میں آسمان لپٹے ہونگے، وہ پاک ہے اور مشرکوں کے شرک سے بلندہے“۔

سورۂ حم السجدہ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ ...﴾ کے متعلق۔

2162: سیدنا ابن مسعود ص کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمی اکٹھے ہوئے جن میں سے دو قریش کے تھے اور ایک ثقیف کا یا دو ثقیف کے تھے اور ایک قریش کا تھا۔ ان کے دلوں میں سمجھ کم تھی اور ان کے پیٹوں میں چربی بہت تھی (اس سے معلوم ہوا کہ موٹاپے کیساتھ دانائی کم ہوتی ہے)۔ ان میں سے ایک شخص بولا کہ تم کیاسمجھتے ہو، جو ہم کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ سنتا ہے ؟ دوسرا بولا کہ اگر ہم باآوازِ بلند پکاریں گے تو سنے گا اور چپکے سے بولیں گے تو نہیں سنے گا۔ تیسرا بولا کہ اگر باآوازِ بلند پکارنے پر سنتا ہے تو آہستہ بولنے پر بھی سنے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”تم اس لئے نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے کان، آنکھیں اور تمہاری کھالیں تم پر گواہی دیں گی ...“ پوری آیت (لیکن تم نے یہ خیال کیا کہ بہت سے کام جو تم کرتے ہو اللہ نہیں جانتا)۔

سورة الدخان

باب: اللہ کے فرمان ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِىْ ...﴾ کے متعلق۔

2163: مسروق کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ ص کے پاس بیٹھے تھے اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور بولا کہ اے ابوعبدالرحمن! ایک قصہ کو کندہ کے دروازوں پر بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے، یہ دھواں آنے والا ہے اور کافروں کا سانس روک دے گا اور مسلمانوں کو اس سے زکام کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن مسعود ص غصہ میں بیٹھ گئے اور کہا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ تم میں سے جو کوئی بات جانتا ہے اس کو کہے اور جو نہیں جانتا تو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کیونکہ علم کی بات یہی ہے کہ جو بات تم میں سے کوئی نہ جانتا ہو، اس کیلئے ”اللہ اعلم“ کہے۔ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے نبی ا سے فرمایا کہ ”تو اے محمد ا! کہہ کہ میں کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرتاہوں“ (صٓ: 76) رسول اللہ ا نے جب لوگوں کی کیفیت دیکھی کہ وہ سمجھانے سے نہیں مانتے تو فرمایا کہ اے ا للہ! ان پر سات برس کا قحط بھیج جیسے یوسف علیہ السلام کے دَور میں سات برس تک قحط ہوا تھا۔ آخر قریش پر قحط پڑا جو ہر چیز کو کھا گیا، یہاں تک کہ انہوں نے بھوک کے مارے کھالوں اور مردار کوبھی کھا لیا اور ان میں سے ایک شخص آسمان کو دیکھتا تو دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا۔ پھر ابوسفیان ص رسول اللہ ا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد (ا)! تم تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم کرتے ہو اور ناتا جوڑنے کا حکم کرتے ہو اور تمہاری قوم تو تباہ ہو گئی۔ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اس دن کا انتظار کر جب آسمان سے کھلم کھلا دھواں اٹھے گا جولوگوں کو ڈھانک لے

گا یہ دکھ کا عذاب ہے ......یہاں تک کہ فرمایا کہ ہم عذاب کو موقوف کرنے والے ہیں تحقیق تم پھر کفر کرنے والے ہو“ اگر اس آیت میں آخرت کاعذاب مراد ہے تو وہ کہیں موقوف ہوتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے، ہم بدلہ لیں گے“ تو اس پکڑ سے مراد بدر کی پکڑ ہے ا ور یہ نشانیاں یعنی دھواں اور پکڑ اور لزام اور روم کی نشانیاں تو گزر چکیں ہیں۔

2164: سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کہتے ہیں کہ پانچ نشانیاں تو گزر چکیں ہیں اور وہ دخان، لزام، روم، بطشہ اور قمر (یعنی شق القمر) ہیں۔

سورة الفتح

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیْهِمْ ...﴾ کے متعلق۔

2165: سیدناانس بن مالک ص سے روایت ہے کہ مکہ کے اسی مسلح آدمی رسول اللہ ا پر تنعیم کے پہاڑ سے اترے، وہ دھوکے اور آپ ا کی غفلت کی حالت میں آپ ا اور صحابہ کرام پر (حملہ کرنا چاہتے تھے)۔ پھر آپ ا نے ان کو پکڑ لیا لیکن قتل نہیں کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا کہ ”یعنی وہ اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا (اور ان کا فریب کچھ نہ چلا) اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو روکا (یعنی تم نے ان کو قتل نہ کیا)۔ مکہ کی سرحد میں ان پر فتح ہو جانے کے بعد۔

سورة الحجرات

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ ...﴾کے متعلق۔

2166: سیدنا انس بن مالک ص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب یہ آیت ”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی (ا) کی آواز سے بلند مت کرو ...... آخر تک“ نازل ہوئی تو سیدناثابت بن قیس بن شماس ص اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں تو جہنمی ہوں (کیونکہ ان کی آواز بہت بلند تھی اور وہ انصار کے خطیب تھے، اس لئے وہ ڈر گئے) اور رسول اللہ ا کے پاس آنا چھوڑ دیا آپ ا نے سیدنا سعد بن معاذ ص سے پوچھا کہ اے ابو عمرو! ثابت کا کیا حال ہے کیا بیمار ہو گیا ہے؟ سیدنا سعد ص نے کہا کہ وہ میرا ہمسایہ ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہے۔ پھر سیدنا ص سعد سیدنا ثابت ص کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا کہ جو رسول اللہ ا نے فرمایا تھا تو سیدناثابت ص نے کہا کہ یہ آیت اتری اور تم جانتے ہو کہ میری آواز رسول اللہ ا پر اونچی ہے، (اس لئے) میں تو جہنمی ہوں۔ پھر سیدنا سعد ص نے رسول اللہ ا سے یہ بیان کیا تو آپ ا نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ وہ جنتی ہے۔

سورۂ ”ق“

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ ...﴾ کے متعلق۔

2167: عبدالوہاب بن عطا ء اللہ تعالی کے فرمان ”یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ ...“ الآیۃ کے متعلق سعید سے وہ قتادہ سے اور وہ سیدنا انس بن مالک ص سے اور وہ نبی ا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ا نے فرمایا: برابر جہنم میں لوگ ڈالے جاتے رہیں گے اور وہ یہی کہے گی کہ ”کچھ اور ہے“؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزت والا اپنا قدم اس میں رکھ دے گا۔ تب اس کا بعض حصہ بعض میں سمٹ جائے گا اور کہنے لگے گی کہ بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم۔ اور برابر جنت میں جگہ خالی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک مخلوق کو پیدا کرے گا اور اس کو اس جگہ میں رکھے گا۔

سورۃ القمر

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ کے متعلق۔

2168: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسود بن یزید سے پوچھا اور وہ مسجد میں قرآن پڑھایاکرتے تھے کہ تم ﴿مُّدَّكِرٍ﴾ میں دال پڑھتے ہو یا ذال؟انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ص کو سنا، وہ کہتے رہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ا کو ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ دال سے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (یعنی جس میں نقطہ نہیں ہوتا)۔

سورۃ الرحمن

باب: اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ ...﴾ کے متعلق ۔

2169: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: فرشتے نور سے بنائے گئے، جن آگ کی لُو سے اور سیدنا آدم علیہ السلام اس سے جو قرآن میں بیان ہوا ہے (یعنی مٹی سے)۔

سورۃ الحدید

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا ...﴾ کے متعلق ۔

2170: سیدنا ابن مسعود ص کہتے ہیں کہ جب سے ہم مسلمان ہوئے اس وقت سے لے کر اس آیت ”کیا وہ وقت نہیں آیا جب مسلمانوں کے دل اللہ کے ذکر کے لئے لرز جائیں“ کے اترنے کے وقت تک، جس میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر عتاب کیا ہو، چار برس کا عرصہ گزرا۔

سورۃ الحشر

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ ...﴾ کے متعلق۔

2171: سیدنا عروہ کہتے ہیں کہ مجھ سے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے بھانجے! لوگوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ صحابہ کیلئے بخشش مانگیں لیکن انہوں نے ان کو بُرا کہا ۔

سورئہ جن

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿قُلْ اُوْحِىَ اِلَيَّ ...﴾ کے متعلق۔

2172: سیدنا ابن عباس ص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور ان کو دیکھا بھی نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ا اپنے اصحاب کیساتھ اس زمانے میں عکاظ کے بازار گئے جب کہ شیطانوں پر آسمانی دروازے بند ہو گئے تھے اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جا رہے تھے۔ چنانچہ شیطانوں کے ایک گروہ نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے برسنے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب ضرور کوئی نیا امر ہے، تو مشرق و مغرب کی طرف پھر کر خبر لو اور دیکھو کہ کیا وجہ ہے جو آسمان کی خبریں آنا بند ہو گئیں۔ وہ زمین میں مشرق و مغرب کی طرف پھرنے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ تہامہ (ملک حجاز) کی طرف عکاظ کے بازار کو جانے کیلئے آئے اور آپ ا اس وقت (مقامِ) نخل میں اپنے اصحاب ' کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو ادھر کان لگا دیئے اور کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے اور کہنے لگے کہ اے ہماری قوم کے لوگو! ”ہم نے ایک عجب قرآن سنا ہے جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے، پس ہم اس

پر ایمان لائے اور ہم کبھی اللہ کیساتھ شریک نہ کریں گے“ تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن اپنے پیغمبر ا پر اتاری کہ ”اے محمد (ا) کہہ دو کہ میری طرف وحی کی گئی کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا“۔

سورة القیامة

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانِکَ ...﴾ کے متعلق۔

2173: سیدناابن عباس ص اللہ تعالیٰ کے قول ’اپنی زبان کو جلدی کیساتھ یاد کرنے کیلئے نہ ہلائیے“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ نزولِ قرآن کریم کے وقت رسول اللہ ا تنگی محسوس کرتے تھے، اس لئے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ سعید نے کہا کہ سیدنا ابن عباس ص نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارے لئے ہونٹ ہلاتاہوں جیسے رسول اللہ ا ہونٹ ہلاتے تھے پس سعید نے کہا کہ جس طرح سیدنا ابن عباس اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے میں بھی اسی طرح اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ”آپ (ا) جلدی سے یاد کرنے کیلئے اپنی زبان نہ ہلائیے، بلکہ تحقیق اس کا اکٹھا کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے“ یعنی آپ ا کے سینے میں جمع کرنا کہ پھر آپ ا اس کو پڑھیں۔ (یعنی نزولِ وحی کے وقت) آپ خاموشی اور غور سے سنیں، پھر اسے پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ اس حکمِ الٰہی کے بعد جب جبرئیل وحی لاتے تو آپ ا ان کے الفاظ بہ خاموشی سنتے رہتے اور ان کی روانگی کے بعد آپ ا وہی الفاظ دہرا دیتے جو جبرائیل علیہ السلام کہہ جاتے تھے۔

سورہ مطففین

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ ...﴾ کے متعلق۔

2174: سیدنا ابن عمر صنبی ا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ا نے اس آیت ”جس دن لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہوں گے“کی تفسیر میں فرمایا کہ بعض لوگ اپنے پسینے میں ڈوبے کھڑے ہوں گے جو دونوں کانوں کے نصف تک ہو گا۔

سورة الانشقاق

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ ...﴾ کے متعلق۔

2175: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا: جس شخص سے قیامت کے دن حساب ہو گا، ا س کو عذاب ہو گا۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ”پھر عنقریب حساب کیا جائے گا آسانی سے اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش ہو کر لوٹ جائے گا“ توآپ ا نے فرمایاکہ یہ حساب و کتاب نہیں ہے، یہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے۔ جس سے قیامت کے دن حساب میں تفتیش کی گئی اس کو عذاب ہو گا۔

سورۂ اللیل

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی ...﴾ کے متعلق۔

2176: سیدنا علقمہ ص کہتے ہیں کہ ہم شام کو گئے تو سیدنا ابوالدرداء ص ہمارے پاس آئے او رکہا کہ تم میں کوئی سیدنا عبداللہ ص کی قرأت پڑھنے والا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! میں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم اس آیت ”واللیل اذا یغشٰی“ کو کیسے پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ ص اس طرح پڑھتے تھے ”واللیل اذا

یغشٰی والذکر والانثٰی“ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے بھی رسول اللہ ا کو یونہی پڑھتے سنا ہے اور یہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں کہ ”وما خلق الذکر والانثٰی “ تو میں ان کی نہیں مانتا۔

سورة الضحیٰ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿مَا وَدَّعَکَ رَبُّک...﴾ کے متعلق۔

2177: اسود بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جندب بن ابی سفیان ص سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ا بیمار ہو گئے تو دو تین رات تک نہیں اٹھے پھر ایک عورت (عوراء بنت حرب، ابوسفیان کی بہن ابو لہب کی بیوی حمالة الحطب) آئی اور کہنے لگی کہ اے محمد! میں سمجھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے (یہ اس شیطاننی نے ہنسی سے کہا) کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ دو تین رات سے تمہارے پاس نہیں آیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری ”قسم ہے روزِ روشن کی اور رات کی جب کہ وہ سکون کیساتھ چھا جائے، تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے“ ۔

سورة التکاثر

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلْھَاکُمُ التَّکَاثُرُ﴾ کے متعلق۔

2178: سیدنا عبداللہ بن شخیر ص کہتے ہیں کہ میں نبی ا کے پاس آیا اور آپ ا یہ پڑھ رہے تھے کہ ”ہلاکت میں ڈال دیاتمہیں زیادہ سے زیادہ (مال) حاصل کرنے (کی خواہش) نے“۔ آپ ا نے فرمایاکہ آدمی کہتا ہے کہ میرامال، میرامال، او راے آدمی! تیرا مال کیا ہے؟ تیرا مال وہی ہے جو تو نے کھایا اور فنا کیا، یا پہنا اور پرانا کیا یا صدقہ دیااور جاری کیا (قیامت کیلئے روانہ کیا) ۔

سورة الفتح

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ الله ...﴾کے متعلق۔

2179: سیدنا عبیداللہ بن عتبہ ص کہتے ہیں کہ مجھ سے سیدنا ابن عباس ص نے کہا کہ توجانتا ہے کہ قرآن کی یکبارگی مکمل نازل ہونے والی آخری سورت کونسی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! وہ یہ سورت ”جب اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے اور فتح آجائے“ ہے انہوں نے کہا کہ تو نے سچ کہا۔